ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دار الامن والامان

نمبر اول | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء | جلد دوم

برکتوں کے سال

یا

پچھلے سال پر ایک نظر

گوسن ننانوے کو ختم ہوئے اور سنہ رواں کے آغاز کو ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اور ہمارا اسوقت ہمارا سنین پر کچھ لکھنا بیوقت کی راگنی بہیئر رہا ہے۔ لیکن ہم پچھلے سال پر ریویو کرنے کی بوجوہات معقول ضرورت سمجھتے ہیں۔

اولاً الحکم کا سال رواں میں یہ پہلا نمبر ہے اس لئے رسمی طور پر سال گذشتہ کا ریویو مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ثانیاً گوسن ننانوے اپنی ظاہری نحوست میں ایک عبرت مجسم اور سراپا سختی کا سال گذرا ہے اور اس کی ظاہری بدنمائیوں نے بعض اہل الرائے کو عام الحزن کہنے پر مجبور کیا۔ مگر نفس الامر میں وہ ایسا سال نہیں ہے اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔

ثالثاً۔ اس سال میں ہمارے مشن کی فتوحات اور کامیابیاں اس کثرت سے ہوئی ہیں کہ ان کی نظیر پچھلے سالوں میں نہیں ملتی لہذا اس پر نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے

الغرض۔ بوجوہات بالا ہم سنہ ننانوے پر ایک اجمالی نظر کرتے ہیں۔

جس میں یہ بتلایا جائیگا۔ کہ اس سال میں اللہ کریم نے دنیا کو دردناک عذابوں سے بچایا ہے جو اسکے مامور کی مخالفت کی وجہ سے آئے الا کھا مختلف ہم امیر اسکی صداقت کو ظاہر کیا۔ تفصیلی طور پر ہم اس رپورٹ میں بحث کریں گے۔ جو قادیان دار الامان کے سالانہ جلسہ کے کوائف اور مضامین کی جامع ہے۔

زمانہ کیا ہے

بدرس نشہ یاد مے وار دگر بندید بہ محملہا۔

تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور بوقلموں حوادث کے شیرازہ ہی کو ہم زمانہ کہتے ہیں۔ وجود و عدم ثبات و زوال۔ اقبال و ادبار۔ حیات و ممات کے متضاد حالات پر غور کرنے سے اور بھی وضاحت سے ذہن نشین ہوگا کہ زمانہ ہے کیا چیز؟ اگر ہماری ہستی اپنے قابو پر ہوتی تو ہم اسے ناپائدار اور زمانہ کو قدیم مان لیتے۔ لیکن ہماری اضطراری حالت رہ رہ کر بتا رہی ہے کہ ہر سانس کے بعد ایک نئے عالم میں جا رہے ہیں۔ یہی سانس اگر کوئی محسوس شے ہوتی تو دکھا دیتے کہ لمحے منٹ گھنٹے دن ہفتہ مہینے سال قرن اسی کی آمد و شد کا ایک نتیجہ ہیں۔ مگر افسوس اس محدود حیات اور محدود ذات کو ہم قدر کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے [illegible] دن غفلت میں گذر گئے اور ہماری اپنی مصیبتوں میں گذر رہے ہیں [illegible] ہفتے ہفت رنگ [illegible] اس اور اماں کی فکر میں [illegible]

کو دن کے نیک و بد اعمال کا اور دن کو رات کے حسنات و سیئات کا کبھی محاسبہ کیا ع دن کٹا جس طرح کٹا لیکن رات ارمیں [illegible]

انسان کی غفلت پر افسوس! کہ وہ اپنی زندگی کو عزیز رکھتا ہے۔ اور بدانہ زندگی کی پرواہ نہیں کرتا جس طرح اپنے دم سے دوسروں کو نہ دینے والا بخیل ہے۔ اوسی طرح ایک ایک دم کو بے مصرف گذارنے والا مسرف ہے ع

غافل زرا [illegible] کنفس [illegible]

آیندہ زمانہ بہ نظر حساب خواہ کتنی ہی دور ہو۔ مگر کل آتا قریب تر ہے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا خواندہ مہمان ہو یا ناخواندہ سبک رفتار ہو یا نازک خرام ایک نہ ایک دن ضرور آ کر رہیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت یا یوم الحساب منکروں کے نزدیک فرضی یا وہمی امر ہو۔ مگر عاقبت بینوں کے روبرو اور فہم سے کام لینے والوں کے نزدیک ہے۔ الغرض آناً فاناً ایک نئی تبدیلی اور نیا عالم اس آنیوالی گھڑی کی خبر دیتا ہے۔ یوں تو انسانی ہستی کے لئے ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا رہتا ہے۔ جو لاپروائی اور عدم توجگی کے باعث محسوس نہیں کیا جاتا۔ مگر جو انقلابی و دلچسپ سین سال کے خاتمہ پر نظر آتا ہے جبکہ دنیاوی کاروبار انتظام ایک نئی حیثیت قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ اوسوقت جو کیفیت وہ پیر گذرتی ہے۔ ایک دم کے لئے تو وہ ضرور چونکا دیتی ہے اور اگر کوئی شخص سرسری طور پر استعجاب کے ساتھ اتنا کہکر ہی ٹال دے کہ اوہو سال گذر گیا؟ اور ہدا

قٹ نوٹ۔ سالانہ رپورٹ زیر طبع ہے +

طور بھی کرے تو جو عمدہ نتیجہ اس وقت اس کے ذہن پر اثر کئے ہیں اور جو سبق وہ حاصل کر سکتا ہے بلاشبہ وہ بڑے قیمتی ہیں۔

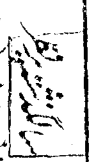
لیکن اس نتیجے اگر کوئی سبق لے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی بے اعتبار زندگی کو سہل کر لیگا۔ لیکن عام طور پر وقت کا ناچیز اور کمتر حصہ جس طرح زندگی کو گذار رہا ہے۔ اس پر بہت کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ مگر جب سال ختم ہو کر یہ پکارتا ہے۔ کہ عمر میں سے ایک سال اور کم ہو گیا تو واقعی ایک عبرت انگیز افسوس پیدا ہوتا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ کے لئے دل کو بے چین کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ مگر یہ ایک ایسا تشدد امر ہے کہ جو ہاکم و کاست اسی طرح ہوتا رہیگا جب تک کہ وہ وقت خاص نہ آجائے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اہل دنیا سال کے شروع میں اپنی سلامتی کے لئے شکریہ کرتے ہیں اور اپنے اندر ایک تشویش پیدا کرنے والا خیال پاتے ہیں جو بیکلی کے ساتھ یہ سوچنا دیتا ہے کہ خدا جانے ہمکو نیا سال دیکھنا بھی نصیب ہوگا یا نہیں۔

فی الجملہ نئے سال میں اگر کوئی بات قابل غور ہوتی ہے۔ تو وہ یہی ہے کہ انسانی ہستی کو اپنے آیندہ قیام کے واسطے کسی قدر تردد کا موقع ملتا ہے۔ اور اسی لئے یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی حالت پر غور کر کے آیندہ کی فکر کرنے کی **مہلت** ملتی ہے اگر کسی شخص نے اس عظیم الشان تبدیلی سے فائدہ اٹھا کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لی تو سمجھو کہ اوسنے سال کی تبدیلی کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور اوسکا مقصد بھی کسی حد تک پورا کر دیا۔

یہی ایک ایسا وقت ہے۔ کہ **خیبر مجسم ضمیریں** جو یوں تو کسی وقت بھی **درماندہ قوم کی حالت** سے بے فکر نہیں ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت خصوصیت کے ساتھ اپنی **نکبت زدہ۔ شکستہ بال** قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہیں۔ اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں مانگ رہی ہیں۔ کہ خداوندا اسے **بصیرت** عطا کر اور **دیکھنے والی آنکھ** دے۔ اور ایک **سوچنے والا دل عنایت** کر تا وہ **نبوت** کے نور کی عظمت کو پاکر خستہ حالی سے نکلے !!!

الغرض اس نئی تبدیلی سے انسان کے لئے بہت سے سبق مل سکتے ہیں اگر وہ چشم بینا اور دل دانا رکھتا ہو۔ **مبارک ہیں** وہ لوگ جو اس **تغیر عظیم** ہی پر موت کی نہ ٹلنے والی گھڑی کو یاد کر کے **خدا کے برگزیدہ** اور دنیا میں آئے ہوئے **نذیر** کی عظمت کو قبول کر لیتے ہیں اور ہولناک دن سے بچ جاتے ہیں اور **ہلاکت** ہے ان کے لئے جو اب بھی محسوس نہیں کرتے اور زندگی کو ایک پاسے دار اور اختیاری امر جانتے ہیں۔

مندرجہ بالا سطور میں عام طور پر ہم نے نئے سال سے



... حالات کا ذکر کیا ہے۔ اب ہم خاص طور پر سال گذشتہ پر ایک **ایمانی نظر** کرتے ہیں۔ سنہ ستانوے اپنی **نوعیت** اور **حیثیت** میں پچھلے چند سالوں سے کسی بات میں کم نہیں رہا۔ اور دنیا پر انواع و اقسام کے مصائب اور آلام کا ایک خاص حربہ چلتا رہا۔ جنہوں نے اس سال کو **عام الحزن** یا مصیبتوں کا **سال** لکھوایا۔ گویا ہوا قحط۔ **وبا۔ زلزلے۔ آتش زدگیاں**۔ بلاخیز **طوفان**۔ عالم آشوب **جنگیں** ہوتی رہیں مگر ہماری نظر میں یہ **عالم کبیر** نشان تھے جو اپنے وقت پر پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں **مگر نادان** اون کی فلاسفی پر بحث کرتا ہو خیالی ڈھکوسلوں سے اوس کے اسباب پر غور کرتا ہے مگر نہیں سمجھتا کہ **سنت اللہ** اسی طرح پر چلی آرہی ہے کہ جب کوئی **مامور من اللہ** دنیا میں آتا ہے۔ تو طبیعتوں میں **بیداری** کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور نظارہ اون بد اعمالیوں کی پاداش ہیں جن کی **کثرت** نے اوس **مامور** کی ضرورت کو پیدا کر دیا ہے۔ دنیا سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی **اور سن ستانوے** کو خواہ کیسا ہی **منحوس** اور **مذموم** قرار دے۔ مگر اس **سنت اللہ** پر نظر کرنے والے اور پھر اوس **نذیر** کو پانے والے تو اوس کو اور بھی **برکتوں کا سال** کہیں گے کیونکہ اس کی حالت اون کی ایمانی قوت میں مضبوطی کی ایک اور نہ چڑھا دیگی۔ **الحکم** بھی چوں کہ دنیا میں **امن** اور **سلامتی** کا پیغام لیکر **آنے والے نذیر** کو خدا تعالیٰ کی لا انتہا عنایتوں سے پانے والوں میں ہے۔ اس لئے وہ جہاں ایک طرف خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون۔ پڑھتا ہے۔ وہاں خارجی طور پر ان آثار کو پاکر اوہی **ایمانی** طاقت میں ایک خاص قوت آتی ہوئی محسوس کرتا ہے۔ اس لئے ہم ان **آفات** اور **بلیات** کو اپنے لئے **ایمانی جوش** عطا کرنے والے ملائکہ اور **تضرع** کی حالت پیدا کرنے والے لازم سمجھتے ہیں جنکی تہ میں وہ **مبارک وعدہ** بھی ہے کہ **ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ**

ایک اور امر بھی یاد رکھنے اور خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ کریم نے قرآن کریم میں ایک اور کا بھی بیان فرمایا ہے کہ **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**

یعنے عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا جب تک بعثت رسول نہ ہو یہاں رسالت عامہ مراد ہے۔ نہ خاصہ۔ اس آیت شریف پر تدبر کرنے سے پتہ ملتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ جب ہم آسمان پر عذاب کے آثار دیکھیں تو اوس وقت اس امر کا تو لحاظ کریں کہ اوس آنے والے کو بھی تو تلاش کریں جس کی آمد کے ساتھ یہ آثار پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کریم کی باتوں میں تو احتمال کذب نہیں ہے۔ پس اس عذاب کے وقت میں جس نے کہیں بلاخیز طوفان کی صورت پکڑی۔ اور کہیں زلزلہ کی شکل اختیار کی۔ اور کہیں طاعون بن کر چمٹ گیا۔ اور کہیں قحط کی ہولناک اور بھیانک شکل میں ہجوم کرنے لگا۔ یہ ضروری تھا۔ کہ کسی آسمان سے آنے والے کا بھی لوگ پتہ لگانے میں مصروف ہوتے تا اس دردناک عذاب سے بچ جاتے۔ مگر ابھی بھی کچھ نہیں گیا۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجاوے تو بھولا نہیں کہلاتا۔ اگر اب بھی وہ اس مامور کو پالیں جو پانے کا حق ہے۔ تو جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ **تقدیر معلق** ہے تو یہ عذاب استغفار اور رجوع الی اللہ سے ٹل سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے سعادت مندی سے اُسے قبول کیا۔ انہوں نے دوہرا ثواب پالیا۔ **قرآن** پر تدبر کر کے سعادت حاصل کی اور اوس مامور کو پاکر اللہ کریم کے قول کو صادق پاکر ایمانی طاقت کو مضبوط کیا اور یہ وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے آنے والے **نذیر** کو پا لیا ہے۔

المختصر سنہ ستانوے اپنی **نوعی حالت** کے لحاظ سے بھی ہمارے ایمان کو طاقت اور دل کو سرور بخشنے والا اور اُن واقعات کے لحاظ سے بھی جو اس **مامور من اللہ** کے مشن کے ساتھ پیش آئے کچھ کم **مبارک** نہ تھا۔ ہم کو اس امر کے صراحت سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اوس **مامور من اللہ** کو لوگوں سے انٹروڈیوس کریں۔ کیونکہ کم و بیش کوئی ایسا متنفس نہ ہوگا۔ جس نے ہمارے **سید و امام۔** حضور **حجۃ اللہ۔ محی السنۃ قامع البدعۃ** حضرت **میرزا غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد **مسیح موعود۔ و مہدی مسعود** ادام اللہ فیوضہم کی صدا ایک بار نہ سنی ہو۔ اور جس کا **پیام** اُس کے کان تک نہ پہونچا ہو۔

کم بخت انسان سنہ ستانوے کے عام واقعات **وبا** اور **قحط** پر تو غور کرتا۔ اور ایک ایک دفعہ اُن کے فکر میں نیم مردہ سا ہو جاتا ہے۔ اور اوس کی روح کانپ کانپ اٹھتی ہے مگر نہ تو اس **مقدس انسان** کو دیکھتا ہے جس کی صداقت کے لئے یہ تمام کرشمہ قدرت ظاہر ہو رہا ہے اور نہ ان واقعات پر ریویو کرتا ہے۔ جو ایک **بدیہی** شکل میں خاص اُس کے

دینی **فتوحات** ہیں۔ ہم اپنے ناظرین کے فرض کے لئے اور اس خیال سے کہ شاید ان باتوں سے کوئی **مستعد طبیعت** صداقت کو پالے۔ سنہ ستانوے کے واقعات پر نظر کرنا چاہتے ہیں۔ گو اوس کو ختم ہوئے ڈیڑھ ماہ گذر گیا اور اس وقت بظاہر یہ بے وقت کی راگنی اور باسی کڑہی کا اوبال سمجھا جائیگا مگر نہیں **سنہ ستانوے** اپنی **مجموعی حالت** میں **ہماری مشن** کے لئے ایک بین نشان رہا ہے۔ اس لئے اس کا ذکر خالی از منفعت نہوگا۔

بد اندیش مخالفین سال بھر اپنی لاحاصل کوششوں سے خدا تعالے کے قائم کردہ **مشن** کو نیست و نابود کرنے میں **ان تھک** اور سر توڑ کوششیں کرتے رہے۔ مگر خدا تعالے اوس کی **عظمت** اور اپنے **بندے** کا **جلال** اور بھی ظاہر کرتا گیا۔

نا عاقبت اندیش مخالف - اس سال اپنی عمد ہی مخالفتوں میں ناکامیاب اور مایوس ہوکر دردناک عذابوں میں گرفتار ہوئے۔

شروع سال ہی سے **مبارک** زمانہ شروع ہوا۔ اور پہلی سہ ماہی کے اندر وہ **عظیم الشان نشان** پورا ہوا جو ایک آریہ **نامی** قوم کے لئے مخصوص تھا۔ اور جسے سنہ ۱۸۹۲ء میں **عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب** کے دل کو ہلا دینے والے الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یعنے پنڈت **لیکھرام کی خارق عادت** رعب اور ہیبت رکھنے والی موت جس پر مخالفین کو بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کا **اقرار** کرنا پڑا۔ لیکن اونھوں نے اپنی عادت قدیم سے اس **قتل** کا بے فائدہ اور ناپاک **الزام** - ہمارے **امام** پر لگایا اور بہتیرا شور مچایا مگر آخر خدا تعالے نے اپنے **ہاتھ کی چمکار دکھائی** - اور دنیا کو دکھا دیا کہ **الیس اللہ بکاف عبدہ** - کا مطمئن کرنے والا آوازہ **ہر وقت صادق** کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے۔ باوجود **شرمناک** الزاموں کے لگانے اور پھر پوری طاقت **علم** اور **روپیہ** کی رکھنے کے بھی **مخالف شرمندہ ہوئے**۔ اور اظہار صداقت کے لئے خدا تعالیٰ کا **زور آور حملہ** وہ برداشت نہ کرسکے۔ اسی کے ضمن میں **اون کوتاہ اندیش** پنڈتوں کے اعتراض بھی دفعہ ہوئے جو پیش گوئیوں کی **خدا داد وجود** بالمقابل بلانے کے بھی **نجوم و جفر** کے

ڈھکوسلوں تک بتاتے تھے کیونکہ سرکاری مہر پر خانہ **تلاشی** ہوجانے پر ثابت ہوا کہ کوئی **رصدگاہ** نہیں بنی ہوئی اور **نجوم و رمل و جفر** کے آلات کا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گویا اس ایک **نشان** کے ساتھ **سفلہ مزاج** لوگوں کے کذب کا علی رؤس الاشہاد اظہار ہوگیا۔ **مباہلہ** یعنے **آسمانی فیصلہ** کی طرف مخالف الراے مولویوں کو بلایا گیا۔ مگر دل کے کمزور کب خدا تعالے کا مقابلہ کرسکتے تھے نہ آئے پر نہ آئے۔ بیجا عذروں اور رکیک حجتوں سے ٹلتے رہے۔ آخر قصور والا مولوی آیا۔ اور مباہلہ کا برائے نام ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ سال کے اندر ہی اوس ارادہ کی یاد اغ میں دردِ جب موتکا طعمہ بنا۔ گورنمنٹ کو اکسانے والا اور **بے جا** اتہام لگانے والا **ناظم الہند** اپنی بد زبانیوں کی سزا پاکر رہا یعنی بمبئی تک جاکر سیدنا مرزا صاحب کی مخالفت میں لیکچر بازیاں کرنے والا **ہدایت رسول** جو دل آزار گالیاں دے کر دل خوش کیا کرتا تھا۔ آخر اپنے کرتوتوں جیل میں پہونچا۔ **آسمانی باتوں** پر استہزا کرنے والا اور الہامات کو صرف ایک **میڈیم** کے **تفکرات** اور ملائکہ کو خیالی شکلیں قرار دینے والا انیا پرشاد بدخواہی سرکار میں پکڑا گیا مگر افسوس اوس کا مسیمرزم اوسے نہ بچا سکا۔

سب سے بڑے اور زبردست مخالف **شیخ بٹالوی** نے اپنا پورا زور لگا کر مخالفت کی یہاں تک کہ جب اور کسی طرح زور نہ چلا۔ تو **عیسائیوں کے جعلی** اور **مصنوعی مقدمہ** میں شہادت دینے آیا اور طلب کرسی پر وہ جھاڑ کھائی۔ اور وہ ندامت اوٹھائی کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ اور عام ہماری کا تمغہ حاصل کرلیا۔

عیسائیوں نے بھی اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی یہاں تک کہ اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنا کر عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ لیکن باوجود[۱] اپنے وہمی اور خیالی زور حکومت کے آخر گورنمنٹ انگلشیہ کے **انصاف** نے اس **مامور من اللہ** کو عزت و احترام سے بری **فرما کر** - **ابرا** کے الہام کو پورا کیا۔ اس مقدمہ کے بعض حالات ہم **جنگ مقدس دوم** میں شائع کرچکے ہیں۔ اور عیسائیوں پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ منہ دکھانے کے قابل تو نہیں رہے۔ اس عظیم الشان مقدمہ میں **کسر صلیب** کا نشان پھر ایک اور رنگ میں پورا ہوا۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب اور بے محل نہیں کہ **نا عاقبت اندیش** - **الہام کا دعوے** کرنے والا **غزنوی طائفہ** بھی رد دعا کی ذلت میں پکڑا گیا۔ متذکرہ بالا مقدمہ کے رجوع ہوتے ہی اول تو اونھوں نے خلاف واقعہ یہہ مشہور کر دیا۔ کہ سیدنا **مرزا صاحب** کے دشمن بذریعہ وارنٹ پا بجولاں امرت سر گرفتار ہوکر آگئے اور پھر ہر نماز میں بھی یہی عاجز مانگنی شروع کیں۔ کہ اون کو اس مقدمہ میں سزا ہو۔ مگر اون کی دعائیں صرف **منہ کی پھونک** ہی ثابت ہوئیں۔ اور اونھوں نے کچھ بھی اثر پیدا نہ کیا۔ بلکہ رد ہوکر ذلت کی شکل اختیار کرکے کرنے والوں پر پڑیں۔ اور **آسمانی نور** عدالت میں بھی **چمکا**۔

کم سمجھ - مباہل - مباہلہ کرنے کے بعد بھی

[۱] **فٹ نوٹ** اکثر نادان عیسائی اپنے خیال اور زعم میں گورنمنٹ کو عیسائی سمجھ کر بعض کم زور طبیعت کے لوگوں کو ڈرا دیتے ہیں کہ **گورنمنٹ ہماری ہے** مگر حقیقت میں ایسا نہیں۔ گو گورنمنٹ کا مذہب عیسائی ہے۔ مگر اوس کی **بلند نظر** میں **عیسائی یہودی** - **مسلمان** - اور **ہندو** سب ایک ہی درجہ اور پایہ کے ہیں۔ ہم نے اکثر دفعہ عیسائی منادوں کو علانیہ وعظ کرتے سنا - اور جاہلوں کو پھسلاتے دیکھا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ **گورنمنٹ** ساڈی ہے۔ **اسیں جو چاہئے کرا سکدے ہاں** - ایسے لوگ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں۔ جسکے گورنمنٹ کو ایکشن لینا چاہئے۔ اور ہم فخر اور ناز سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے امام کا مقدمہ اس امر کی ایک **بین دلیل** ہوگیا ہے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو **عدالت کی کرسی** پر بیٹھ کر سب اقوام برابر ہیں۔ وہاں کسی کی کوئی خاص رعایت نہیں ہے اس لئے اس مقدمہ میں عیسائیوں کا غلط اور دھوکا دینے والا زعم بالکل بے اصل ہے۔ **ایڈیٹر**

بعد ازاں جس نے کا دعوےٰ کیا اور ... دعا ر
نہیں کرتی تھی کہ سیدنا **مرزا صاحب** پر عذاب
آوے - اور شہر اوس دعا کو مردود اور مخذول
پاکر **مباہلے** کے لئے تیار ہوتا رہا - گویا یہ بھی ہماری
ہی **فتح** اور **کامیابی** تھی - کیونکہ ہمارے **امام**
نے امرتسر کے **مباہلہ** میں فریق مخالف
کے لئے **بددعا** نہ کی تھی - بلکہ اوسنے ہمارے لئے
بددعا کی تھی - اب اگر وہ سچا تھا - اور خدا اوس کے
ساتھ تھا - جیسا اوس نے ظاہر کیا تو پھر اوسکی
دعا کا رد ہونا اسکے لئے کوئی کم نشان نہ تھا کیونکہ
سمجھ چکے ہیں اس سے بددعا کی ایک سال کے اندر
اثر عذاب سے ہم محفوظ نہیں رہتے - بلکہ نت نئی
کامیابی ہمارے شامل حال رہی ہے - اور خدا تعالے
نے اپنی برکات اور انوار کا دریا بہا دیا ہے - یہ بھی
کچھ کم کامیابی نہیں کہ خدا تعالے نے اوس
گروہ کے **صوفی** کو جس نے ارادہ **مباہلہ** کیا گویا
اوسنے خود اپنی **ذلت** کا اعتراف کر لیا کیونکہ
اگر وہ یقینی طور پر **مباہلہ** کا اثر سمجھ چکا تھا - تو پھر
درخواست **مباہلہ** کیا مطلب رکھتی تھی - الغرض
غزنوی طائفہ کو انکی **دعاؤں اور چیخوں**
نے کچھ فائدہ نہ پہونچایا - اور **آسمان** نے ظاہر
کر دیا - کہ **خدا اونکے ساتھ نہیں** -

اس کے علاوہ چودھویں صدی کے بزرگ کا اشتہار
اور بزرگ موصوف کے لئے ایک سالہ پیشگوئی کا
اعلان اور بزرگ موصوف کا رجوع بھی کوئی کم نشان
نہ تھا - ان سب باتوں کے علاوہ صدہا معزز
اشخاص نے اس سلسلہ کی عظمت کو قبول کیا -
جنمیں سے ایک باخدا سجادہ نشین بھی شامل ہیں -
اور جو ایک والی ریاست کے مرشد بھی ہیں -
رسالہ جات اور ہزارہا اشتہار امصار و دیار میں
پھیلائے گئے -

سنہ ستانوے کی بہترین یادگاروں میں سے
ڈائمنڈ جوبلی سمجھی گئی ہے - اوس تقریب
پر بھی اس **مامور من اللہ** نے جو اپنی محسن
گورنمنٹ کا اہل **جزاء الاحسان الا الاحسان**
پر عامل ہو کر **فطرتی** طور پر سچا **عقیدتمند** اور
ہوا خواہ ہے - اپنی مہربان ملکہ معظمہ کے عظیم الشان
بشارت بخش دن کی تقریب پر جو کل رعایا کیلئے
مسرت مجسم تھا - اپنے رنگ پر خوشی منائی - اور خاص
دارالامان میں **جلسہ احباب** منعقد کرکے
چھ مختلف زبانوں میں اوس کی **درازی عمر** -
صحت اور **ایمانی دولت** کی افزونی کیلئے
پرجوش دل سے دعائیں مانگیں - اور کثیر التعداد
کاپیاں چھپواکر تقسیم کیں - غربا اور مساکین کو کھانا دیا گیا -
خیرات ہوئی - اور خاص اسی تقریب کے لئے
ایک بے نظیر تحفہ اور **سچا ہدیہ** -
تحفہ قیصریہ کے نام سے تالیف کرکے
نہایت عزت و احترام سے اپنی مہربان **ملکہ**
کے پاس بھیجا جس سے بڑھ کر **بہتر**
اور **مبارک** ہدیہ کبھی **قیصرہ مبارکہ**
کو نہ دیا گیا ہوگا - یہ ہدیہ **صداقت** اور
معرفت کا نور اپنے اندر رکھتا ہے - اور
سچی ارادت اور عقیدت کے جوش سے **لکھا**
گیا ہے - اور جسکو یہاں تک پسند کیا گیا کہ
مکرر سرکاری طور پر خاص **لنڈن** سے اوسکی
جلدوں کو نہایت شوق اور مسرت سے طلب فرمایا
گیا - **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

اسی سال کے دوران میں **امام ہمام** کے
نور البصر میرزا **محمود احمد** کی آمین ہوئی
جس پر **محمود کی آمین** کے نام سے
ایک چھوٹی سی مثنوی شائع کی گئی جسکو پڑھ کر
اہل دل ایک بہترین سبق حاصل کر سکتے ہیں -
جو اوسمیں ایک خاص امتیاز پائیں گے کہ ان لوگوں
(**ماموران من اللہ**) کی خوشیاں کیا رنگ
رکھتی ہیں -

سال کے آخر پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جسمیں
دور دراز کے احباب جمع ہوئے - **نہایت**
ہی نایاب اور **پُر تاثیر تقریریں**
ہوئیں - جو خود حضور **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمائیں - اور اوس کے ہی رنگ
سے رنگین ہوکر ہمارے واجب التعظیم مخدوم حضرت
مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی اور واجب
الاحترام مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سیالکوٹی
اور سراپا لیاقت حضرت سید **محمد احسن**
صاحب امروہی نے قرآن کریم کے سرور بخش بلکہ
حیات بخش **نکات** بیان فرمائے (یہ تمام تقریریں
جداگانہ طور پر سالانہ جلسہ کی رپورٹ کی صورت میں
عنقریب طبع ہوکر نکلنے والی ہیں -) اور اسی سال میں
سالانہ جلسہ کی روئداد کو بصورت **رپورٹ** مرتب
کرنے کی تجویز کی گئی - جسکی تجویز کا تاج ہمارے مخدوم مولوی
عبدالکریم سیالکوٹی کے سر پر رکھا گیا - ہم نے
ان باتوں کو اسی لئے نشانات کے ذیل میں داخل کیا ہے
کہ اس سے پیشتر بھی لوگ دسمبر میں آتے تھے -
تقریریں ہوتی تھیں - مگر امسال جو اثر ہوا وہ اپنی
شکل میں **بے نظیر تھا** - اور ایسے خیالات کا پیدا
ہونا کامیابی کے آثار ہیں - اور صداقت کی روح کیونکہ
اگر خدا تعالے کا قائم کردہ مشن نہوتا - تو ایسے خیالات
جو اوسکی عام اشاعت کا موجب ہوئے ہیں پیدا ہی
نہوں - اسی مبارک سال میں **حجۃ اللہ** اور **انجام
آتھم** جیسی کئی زبردست کتابیں عربی اور اردو میں شائع کی گئیں -
اور کتاب **البریت** کی تالیف اور طبع کا
سلسلہ شروع ہوا -

اسی مبارک سال میں **مدرسہ تعلیم الاسلام**
کا اعلان جاری کیا گیا جو اب خدا کے فضل سے شروع
سال سے جاری بھی ہو گیا ہے -

منجملہ دیگر برکات اور فتوحات کے **الحکم** کا
اجرا بھی **اسی مبارک سال سے ہوا** - اور
الحکم کے ذریعہ جو کچھ کام اور کامیابی ہونے والی ہے -
اوس کو اللہ علیم خوب جانتا ہے - ہماری
جماعت کے ہر فرد بشر پر **بہت سی برکتوں کا نزول**
ہوا - اون کی حالتوں اور جماعتوں میں خاص تبدیلی
اور طاقت آئی - عموماً وہ اپنے ارادوں اور آرزوؤں
میں کامیاب ہوئے +

ہمارے نوجوان اپنے امتحانوں میں کامیاب ہوئے
خصوصاً مرزا **یعقوب بیگ** صاحب امتحان
میڈیکل میں کامیاب ہو کر اسسٹنٹ سرجن ہوگئے - ڈاکٹر
عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن بڑے
سرجن بھی نہ رہے بلکہ ایک مشہور و معروف
کتاب **ذکر الحکیم** کے مصنف بھی بنے -
ہمارے نوجوانوں کے فخر ہمارے مخدوم خواجہ
کمال الدین صاحب بی - اے - لیٹ

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مع اپنے دوسرے احباب مثل چودھری **نبی بخش** بی۔ اے۔ مولوی **شیر علی** ایم اے وغیرہ قسم کے قانونی امتحانات میں شامل ہوئے۔ اور خدا کے **فضل** سے سب کے سب کامیاب ہوئے۔ **اللھم زد فزد**۔

الغرض ہر پہلو اور ہر حیثیت سے اس سال کو مبارک پایا۔ اور اس لئے ہم اس کو **عام الحزن** نہیں بلکہ **برکتوں کا سال** کہیں گے۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سال کو ہمارے لئے بھی اپنی **برکات کا** سال بنادے۔ اور سعادتمندوں اور **نیک طینت** لوگوں کے لئے ہدایت کے راستہ کھول دے تاوہ اس کے فرستادہ کو دیکھ لیں۔ اور اسکی طرف آسکیں۔ **آمین**

ایڈیٹوریل لیف نوٹس

الحکم کا آئیندہ رنگ

للہ الحمد آں چیزیکہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

پچھلے دنوں الحکم کی اشاعت و اہتمام میں جو نقایص پیدا ہوتے رہے۔ اور خصوصاً پچھلے ڈیڑھ ماہ سے اس کی اشاعت قطعاً بند رہی۔ اگرچہ اسنے ہمارے احباب کو اخبار اور خود ہماری نسبت کسی شکایت کا موقع دیا ہو۔ مگر ہم تو اسکے مشکور ہیں کیونکہ اسی بے قاعدگی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ الحکم کی نسبت ہمارے دوستوں اور بزرگوں کی جو خواہشیں تھیں انکے پورا ہونیکے اسباب ہی پیدا ہوگئے۔ اور اخبار اپنی شکل وصورت اور اہتمام میں **قومی امتیاز** اور ترقی حاصل کرنیکے قابل ہوگیا۔ اور **الحکم** کو اپنے **مشن کا سچا خادم** اور **آرگن** بنانے کی جو تمنا ہمارے دلمیں تھی۔ اسکے پورا ہونیکا وقت آگیا۔ اور خدا نے ہماری دلی آرزوں اور التجاؤں کو سن لیا۔ اور اپنی **نیکی اور بھلائی** کے **فرشتوں** کے ذریعے ہماری تمناؤں کے بر آنیکے اسباب مہیا کر دئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ اسوقت ہم ان مقاصد و اغراض کی تشریح نہیں کرسکتے۔ جو **الحکم** کی اشاعت سے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک معین اور فیصلہ شدہ ہیں۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ان مقاصد کو زیادہ وسعت کے ساتھ پورا کرسکنے کی امید کرتے ہیں۔ بہرحال **اب الحکم** جس رنگمیں نکلے گا۔ اسکو ناظرین خود ملاحظہ کرلیں گے۔ چونکہ یہ پچھلی بیقاعدگی ہی کا نتیجہ ہوا ہے۔ کہ **اخبار اپنے مرکز** پر پہونچ گیا ہے جسکی تمنا اور آرزو دلمیں تھی اسلئے ہم اپنے ناظرین سے پچھلی ناہموار اشاعت کے لئے معذرت بھی نہیں کرنا چاہتے۔

گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی

کچھ عرصہ سے **زبان کی قطع** و برید اور پھر اسکے مکرر جڑھ جانے کے متعلق عام خبریں ہمارے کانوں تک پہونچ رہی ہیں۔ بعض آرتھوڈکس **ہندو اخبار** اسکو اپنی **دیوی ماتا کے کرشمہ** اور خوارق بتلا کر اچھل رہے ہیں۔ ہم کو اسپر کسی قسم کی علمی بحث کرنیکی اس زمانہ **سائنس** اور **روشنی** میں ضرورت نہیں۔ کیونکہ **زبان** کے لعاب میں خود زخم بھرنیکے قدرت اور خاصیت موجود ہے اور اسکے زخم خود بہت جلد اچھے ہوسکتے ہیں۔ اور خود **اہل ہنود ہی** میں کا **آریہ فرقہ** اسکے سخت مخالف ہے۔ اور اس تحقیقات نے بھی اسکو ایک خانہ ساز بات ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر **دیوی صاحبہ** اپنے کرشمہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور وہ ضرور کسی کنواری لڑکی پر حلول کرکے خوارق دکھانا ہی چاہتی ہیں۔ تو **دیوتا جی** کے سیوک اور پجاری بہتر ہو ملکر اس کے سامنے بینتی کریں۔ کہ وہ مادرزاد گونگوں کی زبان کشائی کریں خیر یہ وہ کریں یا نہ کریں۔ ہم کو ان باتوں کی پرواہ نہیں اور نہ ہم یہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ کسی سے پوچھیں کہ کیوں صاحب جب کوئی **کنواری کنیا** کسی **دیوی جی** کا مظہر ہوجاتی ہے پھر اسے ساری عمر **کیوں** تجرید میں نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ ہمارا مقصد اور منشا صاف گورنمنٹ کو توجہ دلانا ہے۔ کہ کیوں ان واقعات کو اقدام خودکشی میں نہ رکھا جائے؟ جس حال میں **ستی** جیسی قبیح رسم میں دخل دے کر لاکھوں عورتوں کی جان بچائی گئی ہے۔ تو اس فعل سے جو نتائج بد کا منتج ہونے والا معلوم ہوتا ہے۔ کیوں نہ حکماً روکا جاوے۔ **موضع دھاروال ضلع** گورداسپور میں خود **دیویاں ہی** رہ لڑکیاں جو بنام دیوی ماتا مشہور ہو کر زبان چڑھانے آتی تھیں، **کنتھم گنتھا** ہو کر دست بدست دگرے۔ پا بدست دگرے کی مصداق بنیں۔ فی الجملہ اس امر اہم کی طرف گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑے گی۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ یہ فعل کثرت سے جاری ہو کر موجب خلل امن عامہ نہو۔

سرکاری ملازم ہیں یا مذہبی واعظ؟

چندروز ہوئے **موضع قادیان** ہی میں ایک صدر قانونگو صاحب بہ تقریب دورہ تشریف فرما ہوئے اور ضمنی طور پر آریہ سماج کے اپدیشک کا بھی کام کرنے لگے۔ اور خوب دھڑلے سے **اسلام اور بانی اسلام** علیہ الصلوۃ والسلام پر **حملے** کئے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یہ لوگ سرکاری ملازم ہو کیوں اپنی ڈیوٹی کو نہیں سمجھتے جو لوگ کھلم کھلا اپنے خیالات مذہبی کو بطور واعظ ظاہر کریں پھر کیا بحیثیت سرکاری ملازم ان سے امید ہوسکتی ہے۔ کہ وہ اپنے مخالف الرائے **فریق** سے بھی وہی سلوک کریں۔ جو اپنے موافق بھائیوں سے کرتے ہیں۔ ہم کو اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور ضلع گورداسپور کے **بیدار مغز** ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی توجہ موجہ منعطف کرانی پڑیگی۔ مزید حالات پھر لکھیں گے۔

تعزیرات ہند کی دفعہ ۹۸ ۳ کی توسیع کی ضرورت

بارہا اس ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے کہ مقدمات اغوا کے متعلق دفعہ کو توسیع کیا جاوے۔ عموماً اغوا کا الزام مردوں ہی پر لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعات اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بسا اوقات اس جرم کی مرتکب عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ اور پھر بھی مرد ہی پھنسائے جاتے ہیں حال میں ایک مقدمہ تو خود قادیان میں ایک ذیلدار کی لڑکی کے اغوا کا ہو رہا ہے۔ جسکی بابت نام پچ چا پھیل رہی ہے۔ پولیس نے نہایت کوشش اور محنت سے تفتیش کی ہے۔ ہم مقدمہ پر اسوقت کوئی رائے نہیں دیتے بجز اسکے کہ قانون انگریزی میں ہر فرد بشر خواہ مرد ہو یا عورت شامل ہیں۔ لیکن اس اغوا کی دفعہ میں عموماً مردوں ہی کو سزا ہوتی ہے۔ باوجودیکہ وہ خود اکثر اغوا کئے جاتے ہیں ایسی بہت سے مثالیں موجود ہیں امید ہے کمیشن جلد اسپر توجہ ہوگی۔

آریہ سماجیں بہم جنگ

مقتول لیکھرام کے جنازہ پر بہت سی تقریریں ہوئیں بعد آریہ سماج کی دو متضاد فریقوں کو باہم ملانے کی کوشش معلوم ہوتا ہے بالکل بے سود اور اکارت جائیگی۔ کیونکہ باہمی تفرقہ پردازی کے سامان پھر موجود ہوگئے ہیں اشتہار بازیاں ہو رہی ہیں بلکہ خیالات کی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ لاہور کی کالج پارٹی نے لیکھرام میموریل فنڈ میں جو چندہ دیا ہے یا اسکو ہم خیال اشخاص نے مختلف مقامات سے دیا اسکو واپس

طاعون پر سیدنا حضرت مرزا صاحب کا اعلان اور پیسہ اخبار لاہور کی غلط فہمی

نہ رسید از خدائے بی نیاز سخت نہار - نہ پندارم کہ بد بیند خدا از نیکو کار
من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن باری - خرد از بہر این روز است ای دانا و ہشیار

ہماری شومی اعمال سے طاعون نے ہندوستان کے بعض مشہور شہروں کے بھسم کرنے سے سیر نہ ہوکر پنجاب میں بھی ڈیرا آجمایا ہے - اور ضلع **جالندھر** اور **ہوشیارپور** کے بعض دیہات میں یکے بعد دیگر اپنا قبضہ کرکے پنجاب کے باشندوں کو عموماً اور حکام کو خصوصاً ایک گھبراہٹ اور تذبذب میں ڈال دیا ہے - گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ انسداد وبا کے لئے فرو گذاشت نہیں کیا - بعض دریدہ دہن لوگوں سے سب و شتم بھی سنا - مگر با ایں ہمہ اپنی فراخ دلی اور اُس درد دل سے مجبور ہوکر جو رعایا کی تکلیفوں پر اُسے اس بیچے زیادہ پہونچتا ہے - جیسے بچہ کی تکلیف پر ماں کو وہ اپنی **جائز اور مناسب** تدابیر انسداد وبا سے بے فکر نہیں ہوئی - اور جہاں تک بن پڑتا ہے - وہ کوشش کر رہی ہے - کہ اس نامراد مرض سے رعایا کو بچاوے -

طاعون - کے اس بے طرح پھوٹنے اور نہ رکنے والے عذاب نے ہر ایک دل میں جو **بنی نوع انسان** سے کچھ بھی تعلق رکھتا اور انسانی خصائص اپنے اندر رکھتا ہے - وبازدہ قصبات اور اُن کے مغضوب باشندوں سے خصوصاً اور عام خلق اللہ سے جو اس خطرہ میں ہے عموماً ایک قسم کی ہمدردی پیدا کر دی ہے - اوسی جوش ہمدردی نے جو **بنی نوع انسان** کے ساتھ کسی **مامور من اللہ** کو ہوتی ہے - ہمارے **سید و امام** جناب مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کو بھی بے قرار اور بے چین کر دیا - چنانچہ اونے اپنی جماعت کو مختلف مقامات میں صدہا خطوط **توبہ و استغفار** اور خشوع و خضوع سے دعا میں مانگنی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تاکید پر مشتمل لکھے اور خود توجہ کرنی شروع کی - یہاں تک کہ اللہ تعالے نے اُن پر بذریعہ رویا و مکاشفہ اس وبا کے متعلق چند باتیں ظاہر کر دیں - جو آپ نے اس اشتہار میں جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو **طاعون** کے عنوان سے بکثرت چھپوا کر پنجاب و ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور مشہور آدمیوں میں بھیج کر تقسیم کیا - اور اس طرح پر **اعلام** الٰہی سے لوگوں کو متنبہ کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے - چنانچہ اُسی اشتہار کے خاتمہ کے اشتہار میں سے دو شعر ہمارے اس آرٹکل کے بھی زیب عنوان ہیں - یہ **اشتہار** جیسا کہ **سیدنا مرزا صاحب** کا عام دستور ہے - **اخبار والوں** کے پاس بھی بھیجا گیا - اصل غرض اس اشتہار کی ان کے پاس بھیجنے سے یہ تھی - کہ **اخبار نویس** بھی جو اپنے آپ کو **زبان خلق** سمجھتے ہیں - اور **ملکی ریفارمیشن** کے لمبے چوڑے دعوے کرتے اور **بھلائی عام** کی صدائیں لگاتے ہیں - اُس کو اپنے اخبارات میں شائع کرکے ایک **ہمدرد ملک و قوم** کی دل سوز باتوں سے آگاہ کر دیں - ہم ابھی نہیں کہہ سکتے - کہ کتنے **اخبار نویس** اسکے اصل مطلب کو پورا کریں گے - مگر اتنا ہم **افسوس** اور **سخت شوک** سے کہتے ہیں کہ ہمارے اکثر معاصرین نے **وباء طاعون** کے متعلق کچھ بھی فائدہ اوس پبلک کو نہیں پہونچایا - جسکے **ریپریزنٹیٹو** - اور **ایڈوکیٹ** وہ کہلاتے ہیں - اور ہم کو یہ کہنے میں بھی تامل ہے - کہ گورنمنٹ کے لئے بھی وہ اس **معاملہ طاعون** میں سچے مشیر ثابت ہوئے ہیں - بلکہ ان کی رفتار اور دوڑ دھوپ کی حد **قانون طاعون** پر ہی جرح قدح رہی ہے - کہیں چھوت چھات پر لمبی چوڑی مباحث اور مذہبی دست اندازی کا جامہ پہنا کر دکھایا گیا - اور کہیں جبر و اکراہ اور بے حرمتی کے ڈراونے لباس پہنائے گئے - الغرض جب تک ہم کو غور کا موقع ملا ہے - ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اُن مضامین سے جو **طاعون** کے متعلق ہمارے معاصرین نے لکھے - کوئی معتد بہ فائدہ پہونچا ہو -

المختصر - یہ اشتہار جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا **اخبار نویسوں** کے پاس بھی گیا ہے - اور لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں اُس کا کچھ حصہ کسی قدر **تحریف** کے ساتھ شائع ہوا ہے - جس پر

ایڈیٹر صاحب نے اپنا حاشیہ بھی چڑھا دیا ہے -

ہماری سمجھ میں نہیں آتا - کہ ایڈیٹر صاحب کو اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا آپڑی تھی - کیا اس اشتہار میں کوئی ایک بھی بات ایسی تھی - جو معقول اور قابل تسلیم نہ ہو - بقول اُس کے الہام اور پیش گوئی کے حصہ کے سوا باقی سب باتیں معقول ہیں **بلکہ بہت معقول** ہیں - اور اُن کو **قیمتی مشورہ** بتلایا گیا ہے - ہم کہتے ہیں - تھوڑی دیر کے لئے الہام اور پیش گوئی کے لفظوں کو چھوڑ کر جو باتیں اُنکے ضمن میں **سیدنا مرزا صاحب** نے بیان فرمائی ہیں - کیا وہ واجب التسلیم نہیں ؟ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں - کہ پیسہ اخبار نے اُن کے **معقول - موثر** - واجب التسلیم ہونے سے کہیں انکار نہیں کیا - **البتہ** اسکو اگر چڑ ہے - تو الہام اور پیش گوئی کی ہے - مگر افسوس ہے - کہ پیسہ اخبار ر جو سعدی علیہ الرحمۃ کے اقوال کو یہاں تک پسند کرتا ہے - کہ اُس کے اخبار اور **ایڈیٹوریل میٹر** کے سامنے **موٹو** بھی اُس کے ہی چیدہ اقوال میں) اور نہیں تو

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

پر ہی عمل کر لیتا - اور اپنے ناظرین کو اُس برکت سے حصہ لینے کے لئے آمادہ کرتا - اور کم از کم اس اشتہار پر خود عمل کرکے اور اوروں سے کرا کر آزما تو لیتا پھر کچھ لکھنے کی جرأت کرتا - بہر حال یہ دانشمندی اور زیرکی نہیں - کہ خواہ نخواہ مخالفت کا قلم اٹھایا جاوے - ہاں اگر اس سے حصول امتیاز غرض ہو تو یہ امر دیگر ہے -

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل کا لب لباب اور خلاصہ

مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اولاً۔ طاعون باوجود انسداد کی تدابیر کے بڑھتی جاتی ہے۔ جس سے اُسکی ترقی کا اندیشہ قدرتی امر ہے۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب کی رائے دربارہ ترقی وبا کوئی الہامی پیشگوئی کا پہلو نہیں رکھتی ہے۔ عام آدمی بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔

ثالثاً یورپ میں کثرت فواحش ہر سال وبا نہیں پھیلی۔ گویا فواحش کی وجہ سے نہیں۔

رابعاً۔ عالم رویا صادقہ میں جو باتیں نظر آتی ہیں۔ وہ بعض میں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ تقدیر معلق کے طور نہیں ہوتیں۔

خامساً۔ سیدنا مرزا صاحب کا کچھلی پیدا کرنے والی دوا کو رفع **طاعون** کے لئے بتلانا۔ اور پھر توبہ و استغفار بھی بتلانا۔ دونوں میں سے ایک بے سود ہے۔ کیونکہ اگر اول الذکر دوا فائدہ کر سکتی ہے۔ تو پھر آخر الذکر کی کیا ضرورت علی ہذا القیاس بصورت آخر الذکر کے درست ہونے کے اول الذکر رائگان ہے۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار کا باقی حصہ بہت **معقول۔ موثر۔ قیمتی مشورہ۔** اور بہت **عمدہ۔ مدلل** ہے۔

مندرجہ بالا چھ امر ہیں۔ جو پیسہ اخبار کے مضمون سے بطور تلخیص ہم نے لئے ہیں۔ اور اب ہم جداگانہ طور پر ہر ایک پر مختصر سے ریمارک کرتے ہیں۔

امر ششم چونکہ خود پیسہ اخبار کے نزدیک بہت باوقعت اور معقول ہے اور وہ اُسے تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اس پر کچھ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہ ہوگی۔

امر اول ۔ یعنے **طاعون** کا باوجود انسداد کی تدابیر پر کثرت سے توجہ کرنے کے اُس کا نہ رکنا ایک ایسا امر ہے کہ اُسکے پھیلنے کو لازم پڑا ہوا ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کے زعم میں اگر کوئی شخص اُس کو الہامی رنگ میں بیان کرے تو معاذ اللہ قابل پذیرائی نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار **الہیات** اور **روحانی باتوں** کی طرف توجہ نہیں کیا کرتا نہیں کر سکتا۔ اپنے اسی آرٹیکل کے ابتدا میں وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ جالندھر کے قصبہ کھنگر کلاں میں جب اول اول وبا پھیلی۔ تو حکام کی پوری توجہ اور کوشش سے زیادہ زور نہ پکڑنے پائی۔ اس جگہ گویا وہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کی تعریف کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ تدابیر انسداد سے دوسرے لفظوں میں انسداد کلی ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ تعریف نری خوشامد سمجھی جائیگی۔ کیونکہ **بمبئی** اور **پونا۔ شولا پور** کی حالتوں نے اور خود **ضلع جالندھر** کے وبا زدہ دیہات اور بقول پیسہ اخبار ہی ان انسداد کی تدابیر نے کچھ فائدہ نہیں پہونچایا۔ اب اگر وبا کو **آسمان** سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جو پیسہ اخبار (جو قانون **اسباب** کو نہایت عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔) ہی بتائے کہ کیوں کامیابی اور پھر پوری کامیابی نہیں ہوتی۔ اور وبا کے پھیلنے کے اندیشہ کا دامن دراز ہی ہوتا جاتا ہے۔ اس سے غور کرنے والوں کے لئے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ **تدبر** کریں۔ کہ یہ **عذاب آلہی** ہے۔ جو شامت اعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا پتہ وہی **یقینی** طور پر دے سکتا ہے۔ جو **آسمانی فراست** اور **سماوی قیافہ** اپنے اندر رکھتا ہو۔ ارضی اور سطحی فراست کا اگر یہ کام ہوتا تو اب تک اسقدر تدابیر میں کامیابی ہو گئی ہوتی۔

پیسہ اخبار کو خصوصاً اور عوام کو عموماً معلوم ہو کہ **سماوی عذاب** بلا وجہ نہیں ہوتے۔ جیسا ہم نے اپنے سب سے پہلے آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔ ان کی وجہ نفس الامر میں انسان کی بد اعمالیاں ہی ہوتی ہیں۔ اور اس پر اضافہ اور طرہ کسی **مامور** کی بعثت ہو جایا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ **ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً**۔ یعنے عذاب آلہی آنے سے پیشتر کسی **مامور کی بعثت** ضرور ہوتی ہے۔ **عذاب آلہی** اور **بعثت مامور** دو لازم ملزوم امر ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ **مامور رحمت الٰہیہ** کا مظہر ہوتے ہیں نہ **عذاب آلہی** کا موجب؟ تو آپ اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اُس کا وجود **رحمت آلہی** ہی کا تو مظہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی **آن کر** یہ بتلاتا ہے۔ کہ **عذاب آلہی** آنے والا ہے۔ **توبہ** اور **استغفار** سے بچ جاؤ۔ اگر بچنا چاہتے ہو۔ پھر **استہزا** کرنے والے پکڑے جاتے ہیں۔ اور **سعادت مند** امتیاز حاصل کر کے بچ جاتے ہیں۔ اور چونکہ اُس کی **بعثت** لازم ہوتی ہے۔ **دُنیا کے اعمال بد** کو کیونکہ اگر کسی چیز کی اصلاح مقصود نہ ہو۔ اور کوئی چیز قابل اصلاح بھی نہ ہو۔ تو پھر **مامور** کے **مبعوث** ہونے کی حاجت ہی کیا ہو؟ پس یہ اللہ کریم کا خاص فضل ہوتا ہے۔ کہ وہ عذاب نازل کرنے سے پیشتر ایک **نذیر** بھیجدیتا ہے۔ جس کے بعد **عذاب آلہی** تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ **رجوع الی اللہ** اور **توبۃ النصوح** نہ کی جاوے۔ یہ ایک سچا امر اور **فیکٹ**۔ امر واقعی ہے۔ دنیا کے عذابوں کی تاریخ اور **ماموران من اللہ** کی **بعثت** کی ہسٹری پر جہاں تک جی چاہے نظر کر کے دیکھ لو۔ اور اس میں راز اور سر یہ ہوتا ہے۔ کہ **مامور** کے آنے پر **عذاب آلہی** ضرور ہی کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے۔ تاکہ طبیعتوں میں **بیداری** اور خواب غفلت سے چونک اُٹھنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور خود قرآن نے بھی اسکو بھی بیان کیا ہے جیسا کہ فرمایا **وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون**۔ گویا عذاب آلہی کے نزول کی فلسفی یہی ہے۔ کہ وہ کسی **مامور من اللہ** کے آنے پر آتا ہے اور اس لئے آتا ہے۔ **لعلھم یضرعون**۔ تاکہ اُنمیں **تضرع** کا مادہ پیدا ہو۔ اب اس عذاب الٰہی کو جو اس وقت **طاعون** یا دوسری خوفناک شکلوں میں مختلف امصار و دیار میں پھیل رہا ہے

تضرع اور خضوع پیدا کرنے والے سامان چاہیئے اور یہ بتانا اسی کا فرض ہے۔ جو آسمان سے سماوی فراست لیکر آوے اور جیسا ابھی بیان کیا۔ اُس کی بعثت جو مخلوق اللہ کی شامت اعمال کا موجب ہوئی ہے اس عذاب کا باعث اس صورت میں ہو جاتی ہے جب وہ رجوع الی اللہ نہ کریں۔ تو اس عذاب کا علاج اور مداوا وہی مسیحا ہو سکتا ہے۔ جس کی آمد کا وہ ایک نتیجہ ہے۔ اور اس وقت بھی موجودہ تدابیر انسداد نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ طاعون اُس وقت تک دور نہیں ہونے کی۔ جب تک اُس مداوا اور علاج پر غور نہ کی جائے گی۔ جو فطرت انسانی بھی بتلاتی ہے۔ کہ توبہ اور رجوع الی اللہ کیا جاوے۔ کیونکہ عام طور پر جب کوئی مصیبت اور بلا آتی ہے تو خواہ مخواہ انسان کے اندر ایک بے چین کرنے والی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو انسان کو رجوع الی اللہ کا سبق دیتی ہے پس جیسے یہ امر بالکل طبعی کہ انسان وبا اور ہیبت ناک مری کے دنوں میں خواہ نخواہ اُس گھر اور گاؤں کو جہاں وہ رہتا ہے۔ چھوڑنا چاہتا ہے۔ جو ہماری گورنمنٹ کی مجوزہ تدابیر کا منشا ہے۔ وہاں ساتھ ہی اپنے اندر انکساری اور تذلل کا خیال بھی پاتا ہے۔ جو اسے توبۃ النصوح کی طرف رہبری کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس سے فائدہ اٹھاوے۔ اور یہی سیدنا مرزا صاحب کا منشا ہے۔ جو اُن پر ظاہر ہوا۔

امر دوم۔ کی نسبت ہم اسی قدر کہیں گے۔ کہ یہ مادہ پرست اقوام کا خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی باتیں عام حالت موجودہ کو دیکھ کر ایک معمولی آدمی بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر عام قیافہ شناسی اور موقعہ بینی اپنے مقصد میں کامیاب کر دینے والی ہوتی ہے۔ تو ذرا ایڈیٹر صاحب توجہ فرمائیں۔ اور ایڈیٹوریل میز کے سامنے بیٹھ کر سوچیں۔ کہ بمبئی سے چھلانگ مار کر وبا رکو کھنگر کلاں میں پہنچنا تھا۔ جہاں پیسے کا کوئی کارڈ تک بھی نہیں جاتا ہوگا۔ پھر جانے کہ کوئی وبازدہ آدمی اس مرض کو وہاں پہونچاتا۔ اور پھر وہاں سے ضلع ہوشیار پور میں جاتی۔ اور بھگواڑہ کو پاس سے چھوڑ جاتی۔ اور اگر انسانی دانش اور عام فراست ان باتوں کی تہ تک پہونچ سکتی تو ایڈیٹر صاحب کی دانش و فراست سے بھی تیز ہی ہوئی گورنمنٹ کے لائق اور دقیقہ رس میڈیکل آفیسرز اپنی تدابیر میں ذرا بھی فیل نہ ہوتے۔ اور گورنمنٹ کو اس قدر تذبذب اور ہراساں نہ ہونا پڑتا۔ جو اب اُس کو اپنی رعایا کی بری حالت دیکھ کر ہونا پڑا۔ اور لاکھا روپیہ کا خرچ کرنا پڑا وہ نہ کرنا پڑتا۔ پیسہ اخبار ہی گورنمنٹ اور ملک پر رحم کرے۔ اور اپنے گیارہ سالہ تجربہ سے کوئی ٹوٹکا بتلادے۔ جس سے یہ وبا دور ہو۔ اور پھر ملک بھر سے دعائیں اور گورنمنٹ سے خطاب و اعزاز لے مگر نہیں یہ نہیں ہوگا۔ جب تک دلوں کی صفائی اور نیت بخیر نہ ہوگی؟

امر ثالث کی نسبت ہم حیران ہیں کیا کہیں اور کیا نہ کہیں۔ پیسہ اخبار سا دانشمند ایڈیٹر ایک ایسا امر پیش کرتا ہے جس کو شاید کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا۔ وہ تو ایک ریفارمر اور مدبر ہے اور سوشل اور مارل حالات پر بحیثیت ایڈیٹر گہری نگاہیں کرنے والا ہے۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ بداطواری اور سیہ کاری بجائے خود کس قدر عذاب الیم ہے جس شخص کی اخلاقی حالت بگڑ جاوے۔ اور وہ عبودیت کے درجہ سے گر جاوے۔ اس سے بڑھ کر کون سا بتلائے عذاب ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں عذاب الٰہی کو طاعون سے مخصوص کرنا بھی ہم نہیں سمجھتے۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ عذاب الٰہی مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ طاعون۔ زلزلہ۔ مسخ عادات۔ قحط۔ جنگیں۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اب کیا پیسہ اخبار ۲۹ شعبہ کو مصیبتوں کا سال لکھنے والا بھول گیا کہ یورپ کس قدر مشوش رہا ہے اور ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو یورپ کا بدکاریوں۔ کو بدکاری نہ سمجھنا ہی عذاب شدید ہے۔ ہماری اس فقرہ سے وہ لوگ زیادہ لطف اٹھا سکیں گے جو روحانیات اور الہیات کا کسی قدر بھی مذاق رکھتے ہوں۔ یورپ کا ایک ایک ملک سخت خطرناک تشویشوں۔ خطروں۔ اور فکروں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یورپ والے بدکاریاں کرکے بھی بچے ہوئے ہیں۔ ٹھیک نہیں پھر ہمیں افسوس آتا ہے۔ کہ بدکاریوں پر فخر کرنا بھی کوئی راحت اور آسایش ہو سکتی ہے کاش یہ لوگ دل رکھتے۔ اور دیکھ سکتے۔ کہ یہ عذاب روح کو کیا صدمہ پہونچانے والا ہے۔ اور ہم تو دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا یہ سا عذاب کسی ملک پر نازل نہ کرے۔ خدا شناسی اور خدا پرستی کا اُٹھ جانا۔ ابدی جہنم ہے۔ اور یہ وہ عذاب ہے۔ جس کا لاعلاج ہو جانا ناممکن نہیں۔ خدا یورپ کی حالت پر رحم کرے۔ ان حالتوں کے بعد تباہی آجایا کرتی ہے۔ پیسہ اخبار اگر دانش مند ہے۔ تو دنیائی مہذب اور روشن دماغ اور پھر ایسی فواحش میں مبتلا اقوام کی تاریخیں پڑھے۔ یورپ کی حالت دیکھ کر ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ جگر پھٹا جاتا ہے۔ اور اُس کے مقابلہ میں ہند کو پھر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ابھی اُس دائمی اور تباہ کرنے والے عذاب میں مبتلا نہیں ان ساری باتوں کے علاوہ ہم یہ امر بھی جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ بقول استاد ذوق ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو ✦ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پیسہ اخبار یورپ کو اپنے حال پر چھوڑے اور اپنا فکر کرے۔ اپنے اہل ملک کا فکر کرے۔ جو فی الحال اس آفت میں مبتلا ہیں۔ اور یا خطرہ میں ہیں سنن الٰہیہ میں سے یہ بھی ایک سنت ہے۔ کہ جسکی نظیر عام قانون میں بھی ہم پاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یا قوم کسی قسم کی برائیاں اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور با ایں ہمہ عام خلق اللہ کو اس سے فوائد کثیر بھی پہونچتے ہوں تو وہ فواید من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے موافق کسی وقت تک اُن کی رستگاری کا موجب ہوتے جاتے ہیں۔ اس لیے اہل یورپ نے اہل ہند اور دنیا کو بڑے بڑے فوائد پہونچائے ہیں۔ اور اُن میں سے ہی ایک ہماری گورنمنٹ ہے۔ جسکے زیر سایہ ہم بہت امن آسایش سے رہتے ہیں پس یورپ پر سر دست عذاب نہ آنے کی یہ بھی ایک وجہ موجہ ہے

اور اونکی نیک نیتی عام فائدہ رسانی کسی وقت مقررہ تک اس زہر کے لئے تریاق بنی ہوئی ہے - جو بعض دوسری کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہے - اس لئے پیسہ اخبار کا ایسا خیال بالکل بے مطلب اور بے معنی ہے - اور سنن الٰہیہ پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے -

امر چہارم کی نسبت بھی ہم کو افسوس کرنا پڑتا ہے - کہ **پیسہ اخبار** اس کوچہ سے ناواقف اور نابلد معلوم ہوتا ہے - اگر اس نے **مکاشفات** اور **رویاء صادقہ** کی فلاسفی اور ماہیت پر غور کی ہوتی - یا غور کرنیکی کوشش کی ہوتی تو اُسے یہ مصیبت پیش نہ آتی - اور یا کم از کم وہ **قرآن کریم** بھی تدبر سے پڑھتا - تو ایسی فاش غلطی نہ کھاتا - جن لوگوں کو **مکاشفات** اور **رویاء** اور **الہامات** پر کوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے - وہ اوس کی رائے پر ہنسیں گے - کہ پیسہ اخبار کیا کہتا ہے - کہ **قضاء مبرم** کے سوا رویا رصادقہ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا - ہم **رویاء صادقہ** پر کوئی مبسوط مضمون دوسرے وقت پر لکھیں گے - جس میں اوس کی **فلسفی** خوب کھول کر بیان کریں گے - اس مختصر مضمون میں جو باوجود اختصار طویل ہوگیا ہے - زیادہ گنجایش نہیں پاتے - یہ ایک مسلّم بات ہے کہ انذار اور تخویف کے متعلق جو پیشگوئی ہوتی ہے - وہ ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں - معاذ اللہ **خدا** چڑچڑا مزاج نہیں رکھتا - کہ بندوں کے استغفار اور رجوع پر بھی وہ یہی ضد کرے - کہ نہیں میں تو تمہیں مار کر ہی دم لوں گا - بلکہ وہ **توّاب الرحیم** خدا ہے - اور اس لئے عذاب نازل کرنے سے پیشتر **اتمام حجت** کرتا ہے - جو اسکے کمال **فضل** اور **رحم** کی دلیل ہے - اور یہ کہنا کہ **رویاء صادقہ** میں **تقدیر مبرم** ہی نظر آتی ہے - بڑی بھاری غلطی ہے **قرآن کریم** اور دیگر صحف انبیاء اور **اولیاء اللہ** کے ملفوظات اور واقعات ایسی باتوں سے بھرے پڑے ہیں - کہ جب کبھی **عذاب** اور **انذار** کی خبریں بذریعہ **مکاشفات** یا **الہام** اللہ تعالےٰ نے اُن پر ظاہر کی ہیں - وہ **کبھی بھی مبرم** نہیں ہوئیں حضرت **یونس**ؑ کا **قصہ** اور قوم **ثمود** و قوم **لوط** اور حضرت **نوح** علیہ السلام کی قوم کے حالات قرآن کریم میں بصراحت موجود ہیں - پیسہ اخبار خود تدبر کرے - اور ہمارے ناظرین بھی سوچیں - اور اس بات کو بحضور قلب یاد رکھیں - کہ اگر **عذاب الٰہی اٹل** ہو - تو پھر دنیا میں **نذیروں کے آنے کا کیا فائدہ**؟ کیا خدا (معاذ اللہ) عبث کام بھی کیا کرتا ہے؟ ایسا خیال اور اعتقاد **رسالت** کے سلسلہ پر پانی پھیرنے والا ہوتا ہے - قرآن کریم میں ان باتوں کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے - ہم صرف حضرت **نوح**ؑ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں - جو سورۃ نوح میں مرقوم ہے -

انا ارسلنا نوحًا الیٰ قومہ ان انذر قومک من قبل ان یأتیہم عذاب الیم - قال یا قوم انی لکم نذیر مبین - ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون - یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الیٰ اجل مسمّی - پ ۲۹

اب ان مقدس آیات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اور اطاعت اور رجوع الی اللہ سے عذاب الیم کو ٹلا دیتا ہے - اور در زاک موت سے جو قبل از وقت بصورت عذاب آجاتی ہے - بچا لیتا ہے - ہمارا خیال ہے - کہ ان آیات ہی پر غور مزید کرکے **مزید العمر** کا **اصول** اور مسئلہ نکالا گیا ہے - جس کو کسی دوسرے وقت پر فلسفیانہ رنگ میں ہم بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - اب **پیسہ اخبار** کا یہ کہنا کہ رویا رصادقہ میں قضائے مبرم ہی دکھائی جاتی ہے - یہ بداہت باطل ثابت ہوتی ہے - ہم کو افسوس تو یہ ہے - کہ پیسہ اخبار باوجود مسلمان ہونے کے ایک ایسے **متہم بالشان** مسئلہ کے خلاف چلا ہے - جس پر ہم سمجھ سکتے ہیں - کہ **ایمان بالرسالت** کا دارومدار ہے - ہمکو پیسہ اخبار سے امید کرنی چاہیئے - کہ وہ اپنی اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کرلے گا - اور بذریعہ اخبار اس کو شائع کر دے گا - تاکہ اُس کی ۱۵ - فروری والی تحریر کسی سادہ لوح کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوکر اُس کے عذاب کا باعث نہ ہو جاوے *

امر پنجم کی نسبت اب ہم نہیں سمجھتے کہ مندرجہ بالا امور کی توضیح کے بعد بھی دقت باقی رہے - پیسہ اخبار کی یہ غلطی ہے - کہ **سیدنا مرزا** صاحب نے وباء کا آنا یقینی طور پر مان لیا ہے - اور اُس کو **قضاء مبرم** سمجھ کر پھر **صدقات** اور **پاک تبدیلی** کی تعلیم دی ہے - **سیدنا مرزا** صاحب نے جہاں اس رویا کو لکھا ہے - اوسکے ساتھ ہی رویا ختم کرتے ہی اپنا وہ الہام لکھا ہے - جسکو ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں - **پیسہ اخبار** نے **محرف** کر دیا ہے اور اسکا ایک **جزو** بلکہ **جزو اعظم** ہضم کر لیا ہے - جو دانشمند دیانت دار کے بدنام کرنیوالی غلطی ہے - اصل الہام یہ ہے -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریۃ

آخری حصہ **انہ اوی القریۃ** کو پیسہ اخبار ہضم کر گیا ہے - جو بہت ضروری تھا - خیر ہم اسکو فروگذاشت سمجھ لیں گے - ہاں تو اول **سیدنا مرزا** صاحب نے **طاعون** کی آمد پنجاب کو **قضائے مبرم** نہیں کہا - قضاء معلق قرار دیا ہے - اور یہ کہنا کہ ہر دو علاج جو **سیدنا مسیح الزمان** نے روحانی قواعد کے راز سے استفادہ کرکے ایک تو ظاہری علاج بتلایا ہے - اور دوسرا روحانی - ہمکو افسوس ہے - کہ ایک **میٹریلسٹ** اور **اسباب پرست** دہریہ بھی اسکو متناقض نہیں کہہ سکتا - ایک بیمار کیلئے **دوا** اور **غذا** دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے - یا **دوا** اور **پرہیز** غرض کہ ایک عام مریض کے لئے بھی دو ہی سلسلہ ہوتے ہیں - اور دُنیا میں کوئی کام نہیں جو دو سلسلوں سے وابستہ نہ ہو - ہم تفصیل کر دیتے اگر گنجایش اور طوالت مانع نہ ہوتی - بہرحال جیسے ایک مریض کے لئے دوا دفع مرض کے لئے دی جاتی ہے - اور مناسب غذا (جس کے اجزا ایک طرف تو دوا کی خاصیت رکھتے ہوں - دوسری طرف بیماری کی زائل کردہ قوت کو نشو و نما دینے والے ہوں ، طاقت کے پیدا ہونے کے لئے دی جاتی ہے - اسی طرح نظام روحانی میں بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا ہے - خارش پیدا کرنے والی دوا جو بتلائی گئی ہے - وہ بطور پرہیز یا غذا کے ہے - اور **اصل علاج** وہ **توبہ** اور **استغفار** ہے - جسکی طرف **سیدنا مرزا** صاحب نے (**فداہ روحی**) زور دیا ہے - اور عام خلق اللہ کو کثیر التعداد اشتہار چھاپ کر اطلاع اور

تسلیم کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ اور سعادت مند ہیں۔ وہ روحیں جو دنیا میں آکے ہوئے نذیر کی باتوں پر کان رکھتیں۔ اور نہ صرف اُسے سُن لیتیں۔ بلکہ اُس پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہو کر اس دردناک عذاب سے بچنے کا سامان پیدا کر لیتی ہیں۔ جو دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور شریروں کو کھا جاتا ہے۔ ہم کیا کہتے قابل افسوس اور واجب الرحم ہیں وہ نا عاقبت اندیش جو استہزا اور ٹھٹھے سے ان کو دیکھتے اور تمسخر سے ان پر سے گذر جاتے ہیں۔ اور اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں پیدا کر لیتے۔ اور اوروں کے لئے موجب عبرت ہو جاتے ہیں۔ (ربنا لا تشمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للظالمین) ہمکو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس کا یہ علاج کہاں تک مفید ہے۔ پیسہ اخبار خود ہی معترف ہے۔ کہ شامت اعمال کا نتیجہ عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ ناپاک تبدیلی ہی سے دور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ نادر شاہ کے قتل دہلی کے واقعہ کی مثال دیکر خود ہی دلیل ہو گیا ہے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ اس نے اس خیال اور نظر سے یہ شعر

دیدہ عبرت کشا وقدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نہیں لکھا۔ بلکہ اس خیال سے لکھا ہے۔ کہ یہ خیال کہ عذاب الٰہی بندوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے سیدنا مرزا صاحب ہی کا نہیں۔ اور استہزاً اور یہ خیال خویش تاریخی ثبوت پیش کرنے کی نیت سے لکھا ہے۔ مگر اچھا ہوا۔ کہ یہ واقعہ ہی اُس کو ملزم کرتا ہے۔ اس واقعہ قتل عام سے صاف معلوم ہو گیا ہے۔ کہ جب تک لوگوں نے اپنے فعل شنیعہ یعنے بدظنی اور بدسلوکی سے توبہ کر لے اور نادر شاہ کی زندگی کے قائل ہو کر شمشیر گلے میں ڈالے رجوع نہ کی قتل کا ہاتھ بند نہ ہوا۔ دیکھو جب ایک فانی دار بادشاہ رحم سے چھوڑ سکتا ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کو وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اب سمجھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کی تمام باتوں کا جواب آچکا۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو سوچنے والا دل بخشے۔ اور ہمکو بھی عمل حسنہ کی توفیق دے تاکہ ایسا نہ ہو۔ ہم اس بات کو معلوم کر کے بھی اُس پر عامل نہ ہوں۔ اور زیادہ جوابدہ اور مورد عذاب ہو جاویں۔ ربنا وقنا عذاب النار۔ اے الہ العالمین ہم کو توفیق عمل نصیب کر۔ اور ایک نیا دل عنایت کر جو تیری عظمت کو قبول کرے۔ اور تیری صرف تیری ہی طرف جملہ آفات وبلیات سے بچنے کے لئے بھاگے۔ آمین۔

بالآخر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اتنا اور کہدیں۔ کہ سیدنا مرزا صاحب نے جن باتوں کی ہدایت کی ہے۔ اُن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

اوّل ہماری گورنمنٹ نے جو تدابیر حفظ ماتقدم یا تدابیر انسداد کی صورت مرض طاعون سے بچنے کے لئے کی ہیں۔ وہ فطرتی اور انسانی خواہش کے موافق ہیں جن سے بہتر اور صورت ممکن نہیں۔ اور اُس کے لئے ہم سب کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی تدابیر پر عمل کرنے اور کرانے میں اُس کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ رعیت ہی کی بھلائی کے لئے دلسوزی سے تدبیر کرتی اور تکالیف اُٹھاتی ہے۔ اس لئے ہر متنفس کا فرض ہے۔ کہ وہ جس طرح ہو سکے اس کام میں گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اس بدظنی اور بدگمانی سے لوگوں کو بچاویں جو اون کی ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مریض کو لازم نہیں کہ ڈاکٹر کی رائے کا سقم دریافت کرتا پھرے۔ سانپ جب آستین میں گھس جاوے۔ تو اُس کو نکالنے اور مارنے کی فکر کرنی ضروری ہے۔ نہ اون اسباب پر بحث کرنی کہ کیونکر گھس آیا۔ پس مریض اگر ڈاکٹر پر یا بچہ اپنی ماں پر بدگمانی اور بدظنی کرے۔ تو وہ شفا نہیں پا سکتا۔ اور پرورش حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے گورنمنٹ کی تدابیر حسنہ پر بے جا نکتہ چینی اچھی نہیں۔ البتہ یہ گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ پلیگ ڈیوٹی پر کیسے با اخلاق انسان متعین ہونے چاہئیں اور وہ خود انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اچھا سلوک کرنے کے لئے طیار ہوں گے۔ یا اون کو ہونا چاہیئے۔

دوسرے۔ چونکہ عام اندیشہ انتشار وبا کا ہے اس لئے پاک تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کوئی معقول آدمی اس امر کو برا سمجھے۔ کون نہیں چاہتا کہ لوگ نیک اخلاق خوش معاملہ بنیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ عبودیت والا تعلق پیدا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جب انسان برائیوں اور بد اطواریوں سے توبہ کر لے گا۔ اور پاکیزہ اخلاق اور قابل تعریف چال چلن اختیار کر لے گا۔ اور پھر وباء کے پھیلنے کی صورت میں اُس کے اخلاق اور عادات اُس کو بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مجبور کریں گے۔ وہ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی عظمت اور قدر کر سکیگا۔ اور اُس کی مجوزہ تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ اور ان ساری باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُس کو بلاوجہ بدظنی کرنے کا مادہ پیدا نہ ہوگا جس سے وہ اُن تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ جو گورنمنٹ نے بڑی دور اندیشی سے وضع کی ہیں۔ پس یہ دوامر ہیں۔ جو بطور روح رواں کے ہیں۔ اس لئے ان باتوں پر استہزا اور ہنسی اڑانا کسی دانشمند اور خیر خواہ ملک کا کام نہیں ہونا چاہیئے۔ اصل مطلب سے غرض رکھنی ضروری ہے۔ اور جب پاک تبدیلی ہو جاوے گی تو وباء سے محفوظ ہو کر باقی مدارج ایمان پر بھی انسان ترقی کرنے کے قابل ہو جاوے گا۔ ان ساری باتوں کو چھوڑ کر خدا ترسی اور نیکوکاری اور پاکیزہ چال چلن ایسی باتیں ہیں جن کی ہر حال اور ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔ وبا ہو یا نہ ہو۔ عام طور پر کیا پیسہ اخبار یا کوئی اور معقول آدمی بھی چاہتے ہیں۔ کہ لوگ حیوانوں اور درندوں کی سی زندگی کریں۔ یقیناً پھر ایسی کارآمد باتوں اور قیمتی مشوروں کو یوں ہی سرسری نظر سے دیکھا جانا بھی مناسب نہیں ہو سکتا۔

ایک ضروری التماس

الحکم کا یہ پہلا نمبر ہے۔ جو دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ مود ضروری مضامین کی وجہ سے ترتیب قاعدہ نہیں رہی۔ اور پوسٹماسٹر جنرل کی منظوری داخلہ محصول بحال حاصل ہونے کی وجہ سے روانگی میں بھی دیر ہوئی ہے۔ اس لئے ۱۰ فروری کا پرچہ ہم شائع نہ کر سکیں گے۔ بلکہ یہی دو نمبروں کی بجائے سمجھا جائیگا۔ شروع مارچ سے انشاءاللہ باقاعدہ ناظرین تک پہونچنے کا فخر حاصل کرے گا۔

ضرورت

میں کسی نو مسلم یا شریف ماں باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری عمر ۱۰ سال ہے آمدنی دس بارہ روپیہ اور پیشہ زنی شیخ ہوں مجھے اسباب کی پرواہ نہیں کہ لڑکی کس قوم کی ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ خود تو نماز جانتا ہوں [illegible]

[illegible]

مکاتیب دلچسپ

اس عنوان کے تحت میں وہ مکتوب خصوصاً درج ہوا کریں گے۔ جو حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان نے اپنے خدام یا دیگر مذاہب کے سربرآوردہ لوگوں کو لکھتے ہیں اور مکتوبات عموماً درج ہوا کریں گے جو ہمارے احباب اپنے مخالف سربرآوردہ مولویوں یا احباب کو لکھتے ہیں۔ آج ہم تیمناً و تبرکاً سیدنا امام الوقت کے چار ... لیکن بہت ہی نادر مضامین پر مشتمل کرامت نامے درج کرتے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ایڈیٹر

نمبر اول

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام ایک گرامی نامہ

کرامت نامہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت . . . . . . اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونو متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسانی ہے۔ لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ و انشراح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولی برنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے۔ پائی در زنجیر پیش دوستان کی کیفیت سروری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے۔ جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت سے کسیقدر مستی حاصل کرتا ہے۔ ونفس ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کر کے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کر لیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنیمیں خود ناقص نہ ہو یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش و ہنت سے اپنے موافقت بالمولیٰ میں ذرا اجنبش نہ آوے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپکو یہ استقامت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ ۱۳ ؍ فروری ۱۸۹۸ء

نمبر دوم

بابو محمدؐ کے نام

مولیٰ کریم جلشانہ جو قادر مطلق ہے۔ اس پر قوی امید رکھیں۔ وہ آخر اپنے مبتلا بندہ پر رحم کرتا ہے۔ اسکی رجوع کرنیوالوں کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ اسکی قدرت اور طاقت کا کسنے انتہا پایا ہے۔ غم کے دنوں میں بہت مزہ ہے اور بہت کچھ برکتیں ہیں۔ مگر تجربہ سے قدر معلوم ہوتی ہے۔ ۲۱ ؍ اگست ۱۸۹۵ء

نمبر سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے نام

خدا آپکو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے۔ ہمت کو بلند رکھو اور نظر اٹھا کر دیکھو کہ یہ دنیا جسکے لئے انسان مزاہمت اور کوشش اختیار کرتا ہے کسیقدر ثبات و استحکام رکھتی ہے کیا حباب کیطرح نہیں جسکے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو تا وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو تا اسکی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذارے۔ اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور اس پر وہی فتح پاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اسکو غیبی قوت ملتی ہے اور جسطرح تارے بے ستون کھڑے کئے گئے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔ بے آرامی میں رہو جبتک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کیطرف چلا آوے اور جان اور مال اور اہل اور عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اسکو روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

نمبر چہارم

دیگر

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جسطرح ہوسکے اعمال صالحہ کی بجاآوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کر کے ثابت قدمی سے طاعت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو بیذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت موثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بیمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا اور سجدہ میں یاحی یاقیوم برحمتک استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دہوکہ دینے والی چیز ہے رات کو دعا کرو صبح کو دعا کرو جنگل میں جاکر دعا کرو جماعت کی ساتھ دعا کرو۔ اور تنہائی میں دروازہ بند کر کے دعا کرو کہ تا خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہانتک ہوسکے گریہ و زاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ تا خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کے رو سے اسکا منشا ہے کامل تبتل کے بغیر کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہونچ سکتا۔

پاک کلمات دعائیہ جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک ہونٹوں سے نکلی ہوئی ہین

اے۔ رب العالمین۔ تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

دعا کیلئے خطوط

حضرت اقدس کے پاس دوبارہ قصبہ سرہال قاضیاں ضلع جالندھر سے نہایت ہی عجز و انکسار سے بھرا ہوا خط بارہ دعا پہونچا کہ سخت عذاب ہو رہا ہے مردوں کو جنازہ اور رسوم اسلام انہیں ہونے دیتے۔ خدا رحم کرے۔ حضرت نے دعا کی

قادیان دارالامان کا ہفتہ

ا- موسم پچھلے چند روز سے بوجہ نزول باران رحمت خنک رہا- بارش خوب ہوئی- اولے بھی پڑے دو دن سے آسمان کھل گیا ہے-

۲- **معارف و حقائق** قرانی کا دریا بدستور بہتا رہا- **حضور اقدس امام ہمام** کے ملفوظات آئندہ سلسلہ وار درج ہوا کریں گے گویا دارالامان کی ہفت روزہ **ڈائری الحکم** کے ذریعہ شائع ہوا کریگی- جو **تقریریں** حضرت **حجۃ اللہ** بیان فرمایا کریں گے وہ برابر شائع کی جایا کریں گی-

۳- مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی دعا **وجعلنا للمتقین اماما** قبول ہوگئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ دارالامان میں حضرت اقدس کے مقرر کردہ **امام** ہیں مولانا صاحب **جمعہ** اور **روزمرہ** کی نمازیں پڑھاتے رہے اور جمعہ میں پنجابی لہجہ میں نہایت ہی موثر وعظ فرماتے رہے- جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جوق در جوق لوگ **کشتی بیعت** پر سوار ہونے لگے- ہم مولانا صاحب ممدوح کے **سرمن** (وعظ) بھی مسلسل چھاپنے والے ہیں-

۴- **ہمارے مسافر**- دارالامان میں اسوقت قریباً پچاس کے قریب باہر سے آئے ہوئے احباب ٹھہرے ہوئے ہیں جنمیں سے قابل ذکر احباب یہ ہیں- **سیٹھ عبدالرحمن** حاجی اللہ رکھا مدراس سے آئے ہوئے ہیں- سیٹھ **آدم اسماعیل** بمبئی سے تشریف لائی ہیں یہ صاحب **طاعون** کے نشانہ ہوئے تھے مگر اللہ کریم کے کمال فضل سے بچ گئے- لاہور سے اکثر احباب تشریف لائے ہیں-

۵- **درس قرآن** مولوی **نورالدین** صاحب کا درس قرآن باقاعدہ اور مسلسل طور پر ہوتا ہے- اور پھر مولانا **نورالدین** کا درس اور درس بھی **قران** کا عجیب و غریب نکات کا مخزن ہوتا ہے-

تالیفات و تصنیفات

کتاب البریت چھپکر طیار ہوگئی اور ہاتھوں ہاتھ جا رہی ہے قیمت عہ ہے ایک بے نظیر اور زبردست کتاب ہے جسمیں علاوہ حالات **مقدمہ** ہنری کلارک حضرت **اقدس مسیح موعود** دام اللہ فیوضہم کی سوانح عمری بھی کسیقدر اختصار کے ساتھ درج ہیں-

چہل حدیث جو مولانا مولوی **محمد احسن** صاحب امروہی نے لکھی ہے- جسمیں چالیس حدیثیں ایسی بیان کی ہیں جو ان واقعات پر مشتمل ہیں جو بوجب حضور خیر الانام **بانی اسلام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق مہدی و مسیح آخر الزمان کے لئے بطور پیشگوئی فرمائی تھیں- یہ کتاب زیر طبع ہے-

رپورٹ سالانہ جلسہ- دسمبر ۱۸۹۷ء میں جو عظیم الشان جلسہ بمقام دارالامان قادیان ہوا تھا اسکی مفصل رپورٹ جو بہت سے **اسرار و معارف** قرانی و علاج **امراض روحانی** پر مشتمل ہے عنقریب شائع ہوگی- بڑے اہتمام اور انصرام سے طیار کی گئی ہے جسکی ساڑھے چھ سو کے قریب جلدوں کی درخواست پہلے ہی ہوچکی ہے خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو رہے ہیں- ہمارے ناظرین بہت جلد درخواستیں بھیجیں-

سلسلہ الموعظۃ الحسنہ بالکتب و السنۃ کا پہلا **نمبر** جسمیں ایک ڈاکٹر کے اعتراضات **سورۃ تبت** کا لطیف جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نہایت عجیب طرز پر دیا ہے **فلسفیانہ** اور **صوفیانہ** ہر دو رنگ اسمیں موجود ہیں کتاب زیر طبع ہے- یکم مارچ سے بھی پہلے طیار ہو جاویگی- یہ سلسلہ بہت ہی **لطیف** ہوگا- یہ کتاب کثرت کے ساتھ شائع اور تقسیم ہونی چاہیئے اس لئے ہمارے اہل دل اصحاب اسکی متعدد کاپیاں خرید کر تقسیم کریں اور اجر عظیم لیں- قیمت ۲ فی جلد ہے-

اپنے ناظرین سے التماس

الحکم اب جس رنگ اور ڈھنگ سے شائع ہوگا آپ خود دیکھ لیں گے- حضرت اقدس کے کلمات طیبات اسمیں درج ہوتے رہا کریں گے اور ضروری امور کی خبریں جو دارالامان میں ہوتی ہیں ناظرین تک پہونچتی رہیں گی- بہرحال الحکم اب ایک نئی طرز کا اخبار ہوگا- غرض جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیں گے- اب قابل طلب امر یہ ہے کہ کوئی کام باہمی امداد کے بغیر نہیں چل سکتا- اسلئے اس لئے ہمارے ناظرین اس **رول** کو ایک پکا قاعدہ سمجھ لیں کہ جب تک **۳ للعہ** سالانہ پیشگی قیمت جو عوام سے مقرر ہے نہ بھیجدیں گے اخبار جاری نہ ہوگا ایک نمبر بھیجکر سکوت کیا جائیگا- **خواص** اور حامیین اخبار جو کچھ بطور اعانت عطا فرمائیں گے شکر گذاری سے لیا جاویگا-

ہمارے قلمی معاون

ہمارے قلمی معاون کوتاہ قلمی سے کام نہ لیں اور اپنے بیش قیمت خیالات سے ہمارا ہاتھہ بٹائیں-

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

جس مدرسہ کی ضرورت اجراء پر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں اشتہار دیا گیا تھا جنوری ۱۸۹۸ء سے اوسکا افتتاح ہوگیا ہے- اسوقت ۶۰ طالب علم درج رجسٹر ہیں اور چار مدرس جو **سیدنا مرزا صاحب** کے **مشن** کے خادم ہیں- مدرسہ کے **نصاب تعلیم** میں **دینیات** لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے اور عام مدارس کی نسبت یہ لحاظ اور خیال رکھا گیا ہے کہ طالب علم چھ سال کے اندر پنجاب یونیورسٹی کے **امتحان مڈل** میں داخل ہو سکے- اور **انگریزی تعلیم حروف تہجی** شروع کرتے ہی شروع ہوتی ہے- مدرسہ کا انتظام ایک مجلس **ناظم التعلیم** کے سپرد ہے جسکے جنرل سکرٹری **خواجہ کمال الدین** بی- اے **ایل ایل بی** سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مقرر ہوئے ہیں اور میر مجلس جناب مولانا مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی اور **پیٹرن** اور **مربی** و **سرپرست** حضرت اقدس **حجۃ اللہ** سیدنا **مرزا صاحب** مسیح موعود دام اللہ فیوضہم- دو سو سے زائد ممبروں کے نام درج رجسٹر ہو چکے ہیں- اسوقت **دوسری مڈل** تک مدرسہ میں تعلیم دیجاتی ہے- **بورڈنگ ہوس** کی تجویز ہو رہی ہے- عنقریب کھلنے والا ہے ہمارے احباب اور عوام لوگ جو دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ مند اور متمتع ہونا چاہتے ہیں اپنے لڑکے بھیجیں **بورڈنگ ہوس** کے قواعد عنقریب شائع ہونگے- اسوقت تک مدرسہ میں کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی- گو کچھ عرصہ کے بعد بہت قلیل فیس لگائی جاویگی-

ہمارے شاعر طبع آزمائی کریں

ذیل میں ایک مصرع لکھا جاتا ہے جو ہمارے دوست **محمد علی شاہ** مدرس **غوطہ فتح گڈہ** نے بغرض طبع آزمائی بھیجا ہے- اسپر جو غزل لکھی جاوے

مصرع طرح- مرحبا سید مدعی مہدی موعود و مسیح-

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ

اخبار الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

نمبر دوم | دار الامن والامان قادیان مؤرخہ ۶ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دوم

تخمیس در مدح مسیح الزمان مجدد دوران مہدی آخر الزمان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آدام اللہ فیوضہم از ابو احمد امیر الدین امیر

بحمد اللہ در دم را بوقت خویش درماں شد ہماں رکو جستجو کردیم از لذت نمایاں شد
چرا در پردہ گویم آں کہ چوں خورشید تاباں شد بشارت اہلِ مسلمانان اکہ قصرِ کفر ویراں شد
چو فیضان خداوندی طرب انگیزِ انساں شد

نصیبِ مومنین عالمین شد دولت سرمد زپنجاب آبروئے تازہ بر مسلمین آمد
بایں آں داں بما شد خالقِ ما مہرباں از حد امام قادیانی مہبرا یعنی غلام احمد
زحق الہام و ملہم از پئے تائیدِ قرآں شد

بود فیضانِ او در ربعِ مسکون ہمچو خور پیدا شدہ محروم از رویت ہو حربا دیدۂ اعمے
گواہِ صدق ادا ادراک انسانی نہ شد تنہا نشانِ آسمانی شاہد اندریں دعوے
بہ الہام و کراماتش مدد از فیضِ رحمان شد

بہ نفرِ بحرِ عالم حق نہاں بود ایں درِ مکنوں برآمد از حجاب را الحمد للہ ایں زماں بیروں
بہ حکمِ گفتہ یا کو می السبل ختم الرسل ان ... کمر بستہ از پئے تحقیرِ بیہ گاں آں بہ ...
زمانہ از نزولِ رحمتِ حق بحرِ فیضاں شد

بباغِ جنتِ اوصافِ او یک خس نمی باشد نمیداند کسی کو راز باطن بس نمی باشد
ز ذکرش قدسیاں را گر زلفے بس نمی باشد دریں دعوی مرا شرمندگی از کس نمیباشد
دلیل من برا ہینش کمالاتش نمایاں شد

مسیحا را حیاتِ عنصری تا بود کہ شد میت بالوہیت نباید راست یا شانِ عبودیت
ز بیچی مخالف را چساں گشتہ شد نیت شدہ احیاء بدیدیہاں ماندنا ازر لوبیت
الوہیت بروں از رتبۂ او تا رو بگواں شد

نہ دہری را توانائی کہ سازد پیش او منزل برہمو نماند آریا ساں تاب اندر دل
چراغ بزم زرتشتی ست گل چوں جانجے ... طاقت پادری را کو در آرد پا دریں محفل
یہودی را نہ از بیہودگی بہبودئی جاں شد

اگر مے بینی از چشم بصیرت کیش و آئینش نیاری بر زباں از نیے لگا می گاہ نفرینش

مخالف انجو یم کو ندارد باور م زینش الا اے دشمنِ دیں گر کنی رد براہینش
کہ از لک روپیہ عشرت دہد کایں دعوی آساں شد

برو جہل مرکب را ایں رائے جاہم از سر کن نگہ از دیدۂ انصاف بر ہر صحفہ دفتر کن
پس آنگہ در خیال ردّ او آمادہ لشکر کن گرت طاقت نباشد خلعتِ اسلام در بر کن
مسلمان شو با مسلمان شو اچو قائم گو بگر اں شد

گر از فہم گل گرفتی غیر شامہ چوں در ابو ... بمنزل کے رسی بیرہ اگر صد سال میپوئی
مگر ایں زلفے زنبیتال را بیہودہ میشوئی الا اے بیدے دانا ثمر از بید میجوئی
کہ امید میوہ از دست نماید ہر کہ ناداں شد

اگر بروجہ احسن ہمے نہ بینی نور دین او کہ یعنی از وساوس ہت سنگے ... خو
مترس از لوم لائم حل شود تا مشکلات تو برد از صدق دل مانز دے تسلی کن تشفی جو
بیا بد خوان فیضان خدا آنجا کہ مہماں شد

اگر خواہی کہ در محشر شدی با عزت و حرمت دگر خواہی کہ در عقبیٰ دہندت روضہ جنت
زانبار ذر و گوہر شمر ایں مغتنم ساعت!!! بیا اے طالب ایماں امداد دستے ایں دولت
کہ از فیوضات الٰہی تجدد جاں شد

مجدد اللہ عیسیٰ نشان مہدی دوراں کہ روشن یا براہین برنگ مہر و مہ تاباں
زبکمیر کامل و یا را روشن قمر تاباں اگر از فارسی نام و نشاں جوئی کدام ستاں
کہ از خیر البشر تذکیر او در صحیحاں شد

ہمیں ست آنکہ گشتہ با نشاں او در جہاں پیدا!! ہمیں ست آنکہ از روئے سر عالم منزّہ بیحا!!
ہمیں ست آن مجدد کو مشد از خیر الامم یکتا!!! ہمیں ست آں غلام احمد کہ دیگر ... در دنیا
اگر باشد نزیبا اتصال و بعد داں شد

تر اد پیدا ز نشاں ہائے خداچوں طرفہ تر آیت بدل بودش کہ مے بو سید از فرط ادب آیت
امیر آساہمی جستی بہ ہر دم مستزاع جاہت رفیقی را تمنائے زیارت بود بے غایت
بحمد اللہ بدیدار مبارک شاد و فرحاں شد

(ابو احمد امیر الدین - امیر)

امام الزمان کے کلمات طیبات

اس عنوان کے تحت میں ہم ہمیشہ وہ مقدس کلمات درج کیا کرینگے۔ جو وقتاً فوقتاً حضرت حجۃ اللہ کے مبارک منہ سے نکلا کریں گے۔ ایڈیٹر

کثرت ازدواج کے متعلق صاف الفاظ قرآن کریم میں دو دو تین تین چار چار کرکے ہی آئے ہیں۔ مگر اُسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہوسکے۔ اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جاوے۔ یا آمدنی کم ہو۔ اور یا قوائے رجولیت ہی کمزور ہوں۔ تو پھر ایک سے تجاوز کرنا نہیں چاہئے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلا میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

حلال پر بھی ایسا زور نہ مارو کہ نفس پرست ہی بن جاؤ۔ غرض اگر حلال کو حلال سمجھ کر بیویوں ہی کا بندہ ہو جاوے۔ تو بھی غلطی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کی منشاء کو نہیں سمجھ سکتا۔ اُس کا یہ منشاء نہیں۔ کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ رہبانیت اختیار کرو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو۔ اور اپنے تئیں بیجا کارروائیوں میں نہ ڈالو۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی تخصیص اگر اللہ تعالےٰ کر دیتا ہے۔ یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی ابلہ فریبی اور غلطی ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے نذرانہ کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعایتیں ہیں۔ پس یہ نادانی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا جاوے۔ اُن کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جو اور لوگوں میں موجود نہیں۔

خدا کا تلون بھی رحمت ہے دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم کے متعلق قطعی الہام تھا۔ مگر جب لوگ لیے خیمہ لگا ناشروع کیا تو عذاب ٹلا دیا اور رحمت کے ساتھ ادھر نگاہ کی۔ پس خدا کے تلون میں ہی ایک خاص لطف ہے مگر اُس کو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اُس کے سامنے روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بارہا تعجب آتا ہے۔ کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں۔ مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

یہ یاد رکھو۔ کہ دعا کے لئے اگر جلد ہی جواب مل جاوے۔ تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے نہ امید نہ ہو۔ دعا خواہ کس قدر دیر ہو۔ اور اُس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے۔ تو خوش ہو کر سجدہ ہائے شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ اُس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ **توقف کامیابی** کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس میں قبولیت دعا کا ایک راز ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوں جوں انسان کی قبولیت میں بظاہر توقف اور دیر ہوتی جائے گی اُسی قدر اُس کی **اضطراری** حالت اور بے چینی بڑھتی جائے گی جس کی وجہ سے وہ خدا کے حضور نہایت عجز سے اور بہت زور سے گڑگڑانے کے قابل ہو جائیگا۔ ایڈیٹر)

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ **یونسؑ** کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں **مچھلی** بت معاتبت کو کہتے ہیں۔ اور **حوت** مچھلی کو کہتے ہیں۔ اور **نون** تیزی کو بھی کہتے ہیں۔ اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت **یونسؑ** کی وہ حالت ایک معاتبت کی تھی۔ اصل یوں ہے۔ کہ عذاب کے ٹل جانے سے اُن کو شکوہ اور شکایت کا خیال گذرا۔ کہ پیشگوئی اور دعائیں ہی رائیگاں گئی۔ اور یہ بھی خیال گذرا۔ کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں **مال** کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا۔ جان دینا ہوتا ہے انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ صرف **قیل و قال** سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جائے صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں **در منثور** میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ مجھے پہلے **ہی معلوم تھا۔ کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آ جائیگا۔** ع

ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

منشی رحیم علی کورٹ انسپکٹر دہلی کے خواب کی تعبیر میں فرمایا۔ کہ نماز عید **شہر میں پڑھنا نہایت بڑی کامیابی ہے۔**

ابولہب قرآن کریم میں عام ہے۔ نہ خاص مراد وہ شخص ہے۔ جس میں التہاب و اشتعال کا مادہ ہو۔ اسی طرح حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ ہیزم کش عورت سے مراد ہے جو سخن چین ہو۔ آگ لگانے والی چغل خور عورت۔ آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے۔ سعدی کہتا ہے۔

سخن چین بدبخت ہیزم کش است

سورۂ تبت پر اعتراض سن کر فرمایا۔

دُنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام **دُعا** ہے میں نے اپنے احباب **حاضرین** اور **غیر حاضرین** میں سے جن کے نام یاد آئے۔ یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دُعا کی۔ اور اتنی دعا کی۔ کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سر سبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کیلئے یہ بڑی نشانی ہے۔ (جزاک اللہ فی الدارین خیرا)

رمضان کا مہینا الحمد للہ گذر گیا۔ عافیت اور تندرستی سے یہ دن حاصل ہے۔ **پھر اگلا سال خدا جانے کس کو آئے گا۔ کس کو معلوم ہے کہ اگلے سال کون** ہوگا۔ پھر کس قدر نہ دین کا مقام ہوگا۔ اگر اپنی جماعت کے ان لوگوں کو فراموش کر دیا جائے۔ جو انتقال کر گئے ہیں۔ یہ ایسے وقت میں فرمایا۔ کہ جب فہرست میں زندوں کے نام ثبت ہو رہے تھے۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا۔ تو ایک بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور بڑے شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور اُس کے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اترے گا۔ مگر جب مسیح آیا۔ تو اُس نے ایلیا تو یوحنا کو بنایا۔ اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی۔ کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیوں کر مان لیتے پس اُنہوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی۔ وہ منتظر ہیں کہ مسیح اور مہدی آ کر لڑائیاں کریگا۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہ امر بھی ملحوظ نہ رکھا تھا۔ اور بخاری نے یضع الحرب کہکر اُسکا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ پھر بھی یہ **امن اور سلامتی** کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

منارۃ المسیح کا کلمات طیبات فروری سنہ ۱۹۰۱ء کے مجموعہ ہم نوٹ کر سکے اند کیلئے ڈائری الحکم کا انتخاب کیا ہے اور بعض بدر ڈائری الحکم کے ذریعہ

شیخ محمد حسین بٹالوی پر جھوٹ کی مار

اور

اِنِّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کا نئے طور پر اظہار

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

ہمارا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا۔ کہ شیخ محمد حسین بٹالوی کی بے تکی باتوں پر کوئی ایکشن لیکر اپنے نیٹنی کا ہم ضائع کریں۔ خصوصًا اُس وقت سے جب کہ وہ خود اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے الہام انی مہین من اراد اہانتک کا خوفناک نظارہ اپنے ہی گھر بٹالہ میں بمقدمہ ہنری مارٹن کلارک کرسی مانگ کر دیکھ چکا تھا۔ مگر اُس کے تازہ اور سفید جھوٹ نے (جو حال ہی اُسی معاملہ کرسی کے متعلق اُس نے کھلے بندوں ظاہر کیا ہے) ہمکو مجبور کر دیا۔ کہ شیخ صاحب کی اس نہایت ہی نفرت انگیز حرکت پر پبلک اور خود شیخ صاحب کو ایکبار اور توجہ دلا کر بتاویں کہ ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں بٹالوی صاحب کا کرسی مانگ کر جھاڑیں کھانا۔ اور جھڑکیاں سہنا۔ کوئی ایسا مخفی امر نہ تھا۔ جسکی اطلاع کسی کو نہ ہو سکتی ہو۔ ایک عام مجمع میں جہاں کئی معزز اشخاص اہلکاروں وغیرہ کے علاوہ موجود تھے اُنکا درخواست کرسی پر نادم ہونا اور مجسٹریٹ ضلع کا ڈانٹ بتانا اُسی وقت طشت از بام ہو چکا تھا۔ اور خود ہم نے ہی آج سے سات ماہ پیشتر اخبار ہذا [illegible] جناب مقدس ثانی کے تیسرے نمبر میں اس ساری کیفیت کا نظارہ کھینچ کر ناظرین کو دکھلا دیا تھا جس کی تردید میں آج تک شیخ صاحب کا قلم ٹوٹ گیا۔ اور جھوٹے کی [illegible] وہ اُس کے مخالف ایک حرف نہ لکھ سکے۔ اور نہ کسی خط وغیرہ کے ذریعہ ہم کو اطلاع دی۔ اُن کا اشاعۃ اگر [illegible] تو کسی اور اخبار ہی میں مشتہر کراتے۔ [illegible] کی رپورٹ کے مضمون پر توجہ [illegible] اعلان کرا دیتے [illegible] مگر افسوس کہ اس کلنک کے ٹیکے کو دھونے کے لئے ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اور اب سات ماہ بعد یاد آیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اور اس جھوٹ بلکہ سفید اور کریہ جھوٹ کو جسکی تحقیق اور فراقت سے اُن کے دماغ میں [illegible] نتیجہ کا زور ہو رہا تھا۔

اب اگلا اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ہمارے سید و مقتدا حضرت امام الوقت (ایدہ اللہ) نے ۲۸ فروری کو ان کو ایک خط بعد شنیدہ شہادت اس محبت اور ہمدردی کے جوش سے (جو اس مبارک اور مقدس قوم کو اپنے مخالفوں سے خصوصًا اور بنی نوع انسان سے عمومًا ہوتی ہے) متاثر ہو کر لکھا۔ اور جس میں اُن کو لکھا گیا۔ کہ ایک آسمانی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔ آپ اپنی اصلاح کے لئے اس خط سے مدد لیں۔ یہ سیدنا مرزا صاحب کے خط کا لب لباب ہے۔ (جسکو ہم دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔) اور اُسی خط میں ضمنًا آن حضرت نے کرسی والا معاملہ بھی اُنکو یاد دلایا۔ مگر شیخ صاحب بجائے اُس کے کہ اس خط سراپا ہدایت سے کچھ استفادہ کرتے۔ اُلٹے اسی ذلت کی گٹھڑی کے اُٹھانے کو تیار ہوئے۔ جیسا اُن کے اُس خط سے پایا جاتا ہے جو سیدنا مرزا صاحب کے خط کے جواب میں درج کرتے ہیں۔

الغرض اب محمد حسین صاحب کی ساری بحث کا دارومدار اور ساری کوششوں اور منصوبوں کے خاتمہ کا انحصار اسی کرسی والے واقعہ کی تصدیق پر آ ٹھیرا ہے۔ ہم کو شیخ صاحب کی حالت پر بہت ہی رحم آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہمارے سامنے وہی نقشہ انی مہین کا کھنچا جاتا ہے۔ اور الہام [illegible] پر [illegible] سامنے آ جاتا ہے۔ اور بار بار یہی خیال آتا ہے کہ یہ نادان مُلّاں ابھی اپنے ہاتھوں اپنی ذلت دیکھنے کا مشتاق معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک ایسے روز روشن کی طرح بین واقعہ کی تکذیب پر جرات کرتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یا الٰہی کیا اس شخص کا کانشنس بالکل مسخ ہو گیا۔ یا تو ابھی انی مہین کا تازیانہ اور لگانا چاہتا ہے۔ بہرحال اللہ علیم خوب جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا راز اور سر ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ راستبازوں اور صادقوں کے لئے ایک اور نشان کھلا چاہتا ہے [illegible] اس واقعہ کی تصدیق چاہتے ہیں۔ [illegible] اندیشی ہے۔ [illegible] ثابت کرنے کے لئے اول تو یہ عدالت چارہ جوئی کرتے۔ کہ مجھ پر مخالفین کی نسبت انہوں نے غلط چھاپ دیا کہ کرسی مانگ کر ذلیل ہوا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ [illegible] جھٹلا سکوں گا۔ [illegible] نہیں لایا۔ [illegible] مانگنے والا نادان تھا [illegible]

تمام کرسی والا معاملہ تھوڑا ہی تھا جسکے جھڑکیاں نہیں ہیں۔ اور بار بار کر سیوں پر سے نہیں اٹھایا گیا مگر اب کرسی [illegible] اگر ابھی فی الحال میں کچھ کسر باقی ہے۔ تو یہ اُسی کا فرض ہے کہ اپنی بریت اور صفائی کے لئے ان معززین کی جو عدالت کے باہر موجود تھے۔ تصدیق کرالے کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اور کم از کم کپتان ڈگلس صاحب سے ہی کوئی چٹھی منگوا کر شائع کروے۔ ہم بھی سمجھ لیں گے۔ کہ ہاں شیخ صاحب کو در اصل جھڑکیاں اور جھاڑیں نہیں پڑیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور یقینًا نہیں کر سکیگا۔ تو ہم پبلک اور خود شیخ صاحب کو توجہ دلاتے ہیں کہ ایسے صریح جھوٹ سے اُس کو سوا رسوائی کیا حاصل ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے اس معاملہ کو طشت از بام کیا۔ الحکم کا ایڈیٹر ہے۔ اگر شیخ صاحب میں کچھ بھی حوصلہ اور ہمت تھی۔ تو مرد میدان بنتے اور اسکی تردید کرتے یا اُسے عدالت کے کٹہرے تک پہونچاتے۔ بہرحال ہم کو اندیشہ ہی اندیشہ ہے کہ اسی پوٹلی کو پھول کر زیادہ رسوا ہوں گے۔ شیخ صاحب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ کیا اس قدر معززین جو وہاں موجود تھے۔ سب کے سب دروغ گو ہیں۔ اور وہی ایک راست باز ہے۔ شیخ صاحب خدارا اپنے اوپر رحم کرو۔ بہت ذلیل ہو چکے۔ اب درد کا حد سے گذرنا ہے۔ دوا ہو جانا پر عمل نکرو۔ توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ کرنے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔ ابھی وقت ہے خدا تعالیٰ کے حضور گر پڑو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ ورنہ یہ جھوٹ بہت ہی بُرے طرح جیتے گا۔ اور رہی سہی بڑا تمام عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہر چہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

حکمت کے موتی۔ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کہ تین خصلتیں جو لڑکوں میں ہیں۔ اگر جوانوں میں ہوتیں۔ تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتے۔ اول وہ روزی کا غم نہیں رکھتے۔ دوسرے بیماری کے وقت خدا کی شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ تیسرے آپس میں لڑتے ہیں مگر دل میں کینہ نہیں رکھتے۔ فورًا صلح کر لیتے ہیں۔ [illegible] نے فرمایا۔ کہ ہر چیز کھانے سے کم ہوتی ہے۔ مگر غم کھانے سے بڑھتا ہے۔ اور ہر شے خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

امام الوقت کی خط و کتابت

ذیل میں ہم **امام الزمان** حضرت سید مرزا صاحب ایدہ اللہ کا وہ ہدایت نامہ بڑے فخر سے درج کرتے ہیں جو حضور نے میاں محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو اُن کی یہ بات سُن کر "کہ میں نماز میں اُن پر لعنت کرتا ہوں۔ (نعوذ باللہ)"

اپنی سچی ہمدردی اور حقیقی جوش محبت سے (جو اس مقدس قوم کو بنی نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخالفوں سے خصوصاً ہوتی ہے) لکھا اور یہ قول سچ کر دکھایا ؎

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اس خط کو پڑھ کر ہمارے ناظرین معلوم کریں گے کہ یا تو یہ **کریم النفس انسان** (ایدہ اللہ) ان مولوی کی سب و شتم سے سخت ستایا گیا اور رنج دیا گیا اور نہ اپنے لئے بلکہ اس لئے کہ اُس نے اُس کو خدا کی اور آسمان کی باتیں سنائیں۔ ایسی حالت میں اس مقدس انسان نے بجائے بد دعا کے اس قدر مخالف الرائے کے حق میں دعائے خیر ہی کی ہے اور پیشگوئی بھی آئندہ ظاہر کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُس کو آنکھ اور بصیرت دے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کے دیکھنے پر قادر ہو سکے

اس وقت بھی اوس کے لعن طعن سن کر اس **راستباز** نے یہی چاہا۔ کہ گو عرصہ خط و کتابت بند ہے تو بھی خود ہی ابتدا کر کے پھر اس کو تبلیغ کی۔ اور ایک **عظیم الشان نشان** ظاہر ہونے سے پیشتر اُس کو بھی ہمدردی اور جوش دل سے لکھا تا وہ اس وقت جب وہ نشان ظاہر ہو۔ اس ہدایت نامہ سے مدد لے کر اپنی اصلاح کر لے۔ مگر اس شتاب **کار گمراہ** کی تیزی طبع ملاحظہ ہو کہ بجائے اس کے اوس خط سے استفادہ کرتا۔ اور صبر و استقلال سے اوس نشان کا انتظار کرتا اور کرشمہ قدرت کو دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو طیار کرتا۔ اُس نے ایک گندہ چھوٹا سا مخالف رسالہ لکھ کر اسی کا ثبوت دے دیا۔ کہ وہ واقعی شیخ نجدی ہے جیسا کہ ۲۱ برس پیشتر حضرت نے ایک عجیب خواب میں دیکھا تھا۔

بہر حال کر سی کے جھگڑے کو لے بیٹھا کہ ثابت کر دے۔ کہ غلام مرزا کی کچہری میں کرسی نہیں ملی۔

اور تعجب کیا ہے کہ ناظرین خود حضرت مسیح الزمان اور اوس کے خط کو پڑھ کر اندازہ کر لیں گے کہ کونسا خط اپنے اندر ہدایت کی روشنی اور کونسا ہے جو اسی کی تاریکی رکھتا ہے۔ الغرض ہم اون ہر دو خطوں کو ذیل میں چھاپ دیتے ہیں حضرت **مسیح الزمان** نے اوسی روز میاں محمد حسین بٹالوی کے خط کے جواب میں ایک اشتہار چھاپ دیا ہے۔ جسکو اسی سلسلہ خطوط کتابت میں ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

شیخ بٹالوی محمد حسین صاحب ہداکم اللہ

مجھے زبانی حبی فی اللہ مولوی قطب الدین صاحب معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کسی مصلحت سے آپ کے مکان پر گئے۔ اور ہمدردی انسانی سے چاہا۔ کہ آپ کو حق کی طرف دعوت کریں مگر آپ نے علاوہ کئی الفاظ سب و شتم کے جو میری نسبت استعمال کئے۔ یہ بھی کہا کہ میں نماز میں اُن پر لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ لیکن تمام باتوں کے سننے سے اگرچہ آپ کی صلاحیت سے نومیدی آتی ہے۔ مگر چونکہ میں نے بعض بشارات میں دیکھا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آپ پر عنقریب وہ زمانہ بھی آوے کہ آپ کی آنکھ کھلے۔ اور آپ اُن گستاخیوں اور بدزبانیوں اور بد گمانیوں سے توبہ کریں۔ اس لئے میں نے ایک ضروری امر پر آپ کو مطلع کرنے کے لئے یہ چند سطریں لکھی ہیں تا شاید کسی وقت پھر آپ کو کام آوے۔ اور آپ کی زیادہ بصیرت کا موجب ہو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ چند متواتر الہامات اور رویا سے مجھے معلوم ہوا کہ عنقریب ایک نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے جو بہت سے لوگوں کو میری طرف کھینچے گا۔ اور اُس دن بہت سے نیک دل انسان سچائی کو پہچان لیں گے میں اس تحریر کو آپ محفوظ رکھیں میں چند کس معزز گواہوں کی شہادت اس پر ثبت کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور اس کام پر محض ہمدردی نے مجھ کو آمادہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول (سورہ جن) سو کسی شخص سے ایسی پیش گوئی کا ظاہر ہونا جو غیب پر مشتمل ہو۔ اوس کے سچا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ پر بہت افسوس ہے۔ کہ اب تک آپ نے نہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے فائدہ اوٹھایا۔ اور نہ عقل خداداد سے کام لیا۔ اور نہ آسمانی نشانوں سے جو میرے ہاتھ پر یا میرے لئے ظاہر ہوئے۔ ہدایت پائی۔ احمد بیگ کی وفات سے لے کر لیکھرام کی موت تک ایک لمبا سلسلہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کا تھا۔ لیکن کسی نشان نے آپ کو فائدہ نہ دیا۔ آفتاب ماہتاب بھی رمضان میں منکسف ہوئے۔ مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ نے انسانیت اور ٹھنڈے مزاج سے اپنے شبہات کو دور نہ کرایا۔ صدی میں بھی چودہ برس گذر گئے۔ مگر آپ نے کسی مجدد کا پتہ نہ دیا۔ جو فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہو۔ میں نے مباہلہ کے ساتھ بھی آپ سے فیصلہ کرنا چاہا مگر آپ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ خدا تعالیٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔ اب تو انتہا تک آپ کی نوبت پہنچ گئی۔ آپ کہتے تھے۔ کہ میں نے ہی تم کو اونچا کیا اور میں ہی گراؤں گا۔ آپ کو سوچنا چاہئیے۔ کہ اس فضول گوئی میں کیسے آپ جھوٹے نکلے۔ کیا میں نے الہام کا دعویٰ آپ کے صلاح مشورہ سے کیا تھا۔ کیا میں نے کبھی آپ پر بھروسہ رکھا۔ یا آپ کو کچھ چیز سمجھا۔ اور اب مختلف شہروں اور قریب اور دور کے ملکوں کے صد ہا آدمی اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سو دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے کیسے آپ کے غرور کو توڑا۔ کہ میں ہی گرا دوں گا۔ سچ ہے۔ کہ آپ نے تو کسی چال بازی میں کسر نہ کی۔ مگر ہر ایک حملہ کے وقت آپ ہی کو ذلت دیکھنی پڑی۔ پادریوں کے مقدمہ میں آپ نہایت نازسے دامن کشاں کچہری میں پہنچے کہ تا میری ذلت دیکھیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے میرے روبرو اور میری جماعت کے روبرو آپ کو ذلیل کیا۔ آپ کا کرسی طلب کرنا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین جھڑکیاں دے کر کرسی سے محروم رکھنا۔ یہ کیسی ذلت تھی۔ کہ جو میرے روبرو میری جماعت کے روبرو منشی غلام حیدر خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے روبرو مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے روبرو لالہ رام بھج وکیل کے روبرو اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اردلیوں کے روبرو آپ کو نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے بھی آپکی اس حالت پر رحم آیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت تھی یا کچھ اور تھا۔ آپ مجھے مفتری کہتے ہیں۔ مگر بتا نہیں سکتے۔ کہ کیا ابتدا دنیا سے آج تک کوئی ایسا مفتری آپ نے دیکھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے روز دعوے الہام سے میری طرح پچیس برس تک مہلت دی ہو۔ جو خدا پر افترا کرے۔ وہ تو گھنٹے کی عمر بھی نہیں پاتا۔ اور جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور میں تو پچیس برس سے برابر خدا تعالیٰ کا الہام پیش کر رہا ہوں براہین کا زمانہ ہی دیکھو جواب اٹھارہ برس کے قریب پہنچ گیا۔ اللہ جلشانہ شرم کرو۔ گواہوں کے دستخط دوسرے صفحہ پر اس ورق کے ثبت کئے گئے ہیں۔

نوٹ

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی۔ ناصر نواب صاحب۔ سیٹھ عبدالرحمن۔ حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ مدراس۔ مولوی محمد افضل صاحب سکنہ کڈا تھانہ لالہ موسیٰ۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم تاجر بمبئی۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ مولوی قطب الدین صاحب سکنہ بدوملی میاں معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ حافظ احمد اللہ خاں صاحب ناگپوری سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزلباش۔ عبدالرحمن خاں صاحب غزنوی۔ مولوی نورالدین صاحب بھیروی +

(محمد حسین کا خط)

مقام بٹالہ۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۹۸ء نمبر ۱۴

میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاوے اور ضلالت و الحاد سے نجات بخشے +

السلام علی من اتبع الھدی۔ آپ کا خط ۲۸ فروری ۹۸ء کو پہونچا۔ جس کو میں نے تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھا۔ افسوس آپ کے مرید میاں قطب الدین صاحب پایا کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ میرے پیام و سوال کا جواب نہیں ہے۔ الخ (نقل مطابق اصل) آپنے **اسپر جھوٹ** کردیا اون کی چشم بصیرت کو نابینا کردیا۔ اس لئے وہ نہ سمجھ سکے۔ کہ وہ جواب مطابق سوال نہیں ہے۔ اور یہ امر انکو بطور پیش گوئی کہدیا گیا تھا۔ کہ آپ ان پر جھوٹ کردیں گے۔ بہ ظہور میں آیا۔

تعجب آپ کی جرات پر آیا۔ کہ آپ نے اس خط میں اپنے ان ہی پرانے ڈھکوسلوں کا اعادہ کردیا۔ اور شرم سے کام نہ لیکر یہ خیال نہ کیا۔ کہ جن باتوں کا میں اعادہ کرتا ہوں ان کو تمہارا مخاطب بارہا بدلائل رد کرچکا ہے۔ پھر میں اُن کا اعادہ کیوں کرتا ہوں +

اس افسوس و تعجب کے اظہار پر دوبارہ اعادہ لطف یہ اعادہ کرتا ہوں۔ (یہ فقرہ بھی نقل مطابق اصل ہے) کیونکہ میاں قطب الدین صاحب دوبارہ میرے پاس آئے ہیں۔ اور آپ کی **اس چال کو میرے سمجھانے سے سمجھ گئے ہیں**۔ اور اس وجہ سے اس خط کے ذریعہ پہلا پیام

نوٹ ؎ اس فقرہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ گویا مولوی قطب الدین صاحب حضرت مسیح موعود صاحب کے معاذاللہ حق پر نہیں سمجھ بیٹھے۔ کل **جھوٹ** اور گندہ **جھوٹ** ہے۔ جو میاں محمد حسین کے حصہ پر

دوبارہ بھیجنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔ (نقل مطابق اصل یہ مولوی صاحب کی انشاء پردازی ہے۔ ایڈیٹر)

آپنے کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں تین دعوے کئے ہیں۔ اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کرسی طلب کی۔ اور کہا کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور اُس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس کو **تین جھڑکیاں دیں**۔ اور کہا کہ تو **جھوٹا ہے۔ بک بک مت کر**۔ دوسرا یہ دعوے کہ پھر وہ باہر کے کمرہ میں ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ تو کپتان صاحب پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اٹھایا گیا۔ تیسرا دعوے یہ ہے۔ کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اسپر بیٹھ گیا۔ تو اوس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی۔ اور کہا کہ ایک مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے۔ پادریوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔ میرے نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں جس میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں ہے۔ آپ ان دعووں میں سچے ہیں تو ایک جلسہ عام میں (جو بمقام لاہور یا گورداسپور یا بٹالہ ہو) ان ہی لوگوں میں سے جن کے نام اپنے خط میں درج کئے ہیں صرف دو یا تین اشخاص کو جن کو میں منتخب کروں پیش کریں۔ اور اون سے شہادت دلوائیں پس اگر وہ آپ کے بیان الفاظ کی تصدیق کریں۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے آپکو آپ کے مقابلہ میں شکست یافتہ سمجھکر آئندہ آپ کے رد و جواب سے قلم و زبان کو بند کرلوں گا۔ اور اگر ان گواہوں نے آپ کے بیان والفاظ کی تصدیق نہ کی۔ تو اس صورت میں آپ اپنے تمام دعاوی مسیحائی۔ محدثیت۔ مہدویت۔ نبوت وغیرہ سے تائب ہوکر خالص اسلام کے پابند ہو جائیں گے پیام یہ تھا جس کے جواب میں آپنے صرف دعوے کا (مطابق اصل) کردیا۔ اور نہ سوچا۔ کہ دعوے تو آپ نے پہلے ہی کیا تھا۔ اوس دعوے کا ثبوت بذریعہ شہادت مطلوب تھا۔ نہ اعادہ دعوے اب بھی آپ توجہ کریں۔ اور جواب مطابق سوال دیں۔ ورنہ آپ کا خط اور یہ جواب عنقریب رسالہ میں مشتہر ہوگا۔

راقم آپ کا نیاز واد قدیم

ابوسعید محمد حسین

؎ آیا۔ افسوس۔ ہم اگلے نمبر میں اس خط پر مفصل ریمارک کرینگے

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو لفٹ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خدا است)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرات دیتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ۔ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں۔ اور کرسی دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہو جا"۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں" لیکن نہایت افسوس ہے۔ کہ شیخ مذکور نے جابجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کردیا کہ مجھے کرسی ملی تھی۔ اور کسی جگہ یہ کہا کہ کرسی دیتے تھے۔ مگر میں نے عمداً نہیں لی۔ اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا۔ چنانچہ آج میری طرف بھی **اس مضمون کا خط بھیجا ہے** کہ گویا اس کا کرسی مانگنا۔ اور کرسی نہ ملنا۔ اور بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ بات فی الواقع سچ ہے۔ کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی۔ اور اس کا اصل سبب یہی تھا۔ کہ جب اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا۔ اور نہ چاہا۔ کہ میرا دشمن کرسی پر ہو۔ اور میں زمین پر بیٹھوں۔ اس لئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی۔ اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو اور نہ اُس کے باپ کو کرسی ملتی تھی۔ اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی۔ اور درحقیقت یہ سوال اس کا نہایت قابل شرم تھا۔ کیونکہ سچ یہی ہے

نوٹ۔ حضرات خدا کی قسم ہم نے سنا ہم تو ہرے کپتان صاحب کی سارہ مخالفت نفسانیت کا ہم نے کیونکہ کوئی راستباز کبھی اس لغزش پر ایسی کجائی کی نہیں چھوڑ سکتا۔ جو اسکی رگ و ریشہ میں رچ گئی ہو اور یہاں شیخ صاحب کی مخالفت کی قیمت ایک کرسی میں تھا

کہ یہ بیہودہ شخص اور نہ اس کا باپ تخمیناً کبھی سرکار میں کرسی نشین میں شمار کئے گئے۔ اور اگرچہ میرا باپ کرسی نشین تھا۔ شیخ نے تو گویا سر لیپل گریفن پر بہت بڑی غلطی کی ہے کہ جو اپنی کتاب میں شیخ پنجاب میں ان دونوں کا نام نہیں لکھا۔ غضب کی بات ہے کہ کہلانا مولوی۔ اور یہ امید دروغ گوئی۔ اور پھر آپ ہی اپنے خطوں میں کرسی نہ ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں۔ گویا اپنی ذلت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے خطوں میں وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کاذب نکلیں تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصور کریں گے۔ اور پھر کبھی رد و قدح نہیں کریں گے"۔ افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرہ شرم نہیں آئی۔ جھوٹ کہ اکبر الکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے کس طرح دلیری سے اس شخص نے اس پر قدم مارا ہے۔ یہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا۔ اور دنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا **گواہ** کوئی ایک دو آدمی نہیں بلکہ اس وقت کچہری کے ارد گرد صدہا آدمی موجود تھے جو کرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر **ایم ڈبلیو ڈگلس** صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ بک بک مت کر۔ اور پھر **کپتان لیمارچند** صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ کرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا اور کیسی عزت کی گئی تھی۔ پھر **منشی غلام حیدر خاں** صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جو اب تحصیلدار ہیں۔ اور **مولوی فضل الدین** صاحب پلیڈر اور لالہ **رام بھج دت** صاحب پلیڈر اور **ڈاکٹر کلارک** صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے **تمام اردلی** یہ سب میرے بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے محمد حسین کی حمایت پر جھوٹ بولے تو اس کی پردہ پوشی بھی چاہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں۔ کہ کوئی شخص اس بات پر **قسم** نہیں کھا سکے گا۔ کہ یہ واقعہ کرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے۔ کہ اس شخص کو کیا ہوگیا۔ اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی۔ ذرہ شرم نہیں کی۔ کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں۔ وہ کیا کہیں گے۔ اس طرح تو امت کے مولویوں کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کرسی ملی تھی۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس ان کو کرسی پر بٹھا لیا تھا۔ تو پتہ دینا چاہئے۔ کہ وہ کرسی کہاں بچھائی گئی تھی۔ شیخ مذکور کو معلوم ہوگا۔ کہ میری کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی۔ اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کرسی تھی۔ اور اسی طرف ایک کرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا۔

اب دکھلانا چاہئے۔ کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔ اس شخص نے میری ذلت چاہی تھی۔ اور اُسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا۔ خدا نے اُس کو عین عدالت میں ذلیل کیا۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ راستباز کی عداوت کا ثمرہ ہے۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ تو طریق تصفیہ دو ہیں۔

اوّل یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک صاحب سے جو ذکر کئے گئے ہیں حلفی رقعہ طلب کرے۔ جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو۔ اور جب ایسے حلفی رقعے جمع ہو جائیں۔ تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کر کے مجھ کو طلب کرے میں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو۔ کہ محمد حسین نے کرسی نہیں مانگی۔ اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی۔ بلکہ عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ شیخ مذکور کو خوب یاد رہے۔ کہ کوئی شخص اس کے لئے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا۔ اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعوے باطل کی تائید میں قسم کھالے۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ پھر کیوں کر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لئے مرتکب اس گناہ کا ہوگا۔ اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو

دوسرا طریق تصفیہ یہ ہے۔ کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا۔ کہ عدالت نے اُس کو کرسی دی۔ اور میں نے بجائے کرسی جھڑکیاں بیان کیں۔ اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کرسی نشین رئیس ہیں۔ اور میں نے اُس کا انکار کیا۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کرسی ملی تھی۔ اور کوئی جھڑکی نہیں ملی۔ اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے۔ کہ مانگنے پر بھی کرسی نہیں ملی۔ بلکہ جھڑکیاں ملیں۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ اور ضلع کے کرسی نشینوں میں میرا نام درج ہے۔ اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا۔ لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کر کے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر عدالت خود تحقیقات کر لے گی۔ کہ آپ کو کرسی کی طلب کے وقت کرسی ملی تھی۔ یا جھڑکیاں ملی تھیں۔ اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا۔ کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کرسی نشین رئیس شمار کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سرکاری دفتروں میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود ہوتے ہیں۔ جن میں کرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے۔ اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا۔ تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے۔ کہ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین - زیادہ کیا لکھیں۔

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی۔ کہ ایسے ایک شخص معاملہ پر قلم اٹھائیں۔ اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا۔ کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا۔ اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لئے کرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی۔ کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے۔ لیکن اس نے نہایت بے حیائی اختیار کر کے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت یہ دعویٰ کیا۔ کہ یہ شخص کاذب ہے۔ اور اس نے میرے پر کرسی کے معاملہ میں جھوٹ باندھا ہے۔ اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر اثر ڈالنا چاہا۔ تب ہم نے اُس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر موثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا۔ تا بعض ناواقف ایک راستگو کو جھوٹا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اُس کی بیہودہ جالی تقریریں حقانی سلسلہ کی راہزن نہ ہوں غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس مکروہ جھوٹ کو کھولنا پڑا۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے۔ کہ وہ شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے۔ جو آج یکم مارچ ۱۸۹۸ء کو بٹالہ سے اس نے بھیجا ہے۔ جس میں میرے بیان کرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صفا انکار کیا ہے۔ اور ایسا ہی ان لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو طرح طرح کی دروغ گوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں۔ کہ ان معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا کو بچشم خود دیکھا۔ اور بالعین موقعہ پر سنا۔ اور جو کچہری میں حاضر تھے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(حضرت **امامنا و امام المسلمین** (ایدہ اللہ بروح الامین) نے فہرست اسماء درج فرمائی۔ ہم صرف تعداد پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایڈیٹر) **تعداد ۱۰۳۔**

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲ مارچ ۱۸۹۸ء۔

سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا مدراس سے مندرجہ ذیل عالیہ شوقیہ شعر حضرت اقدس امام ہمام کی مدح میں بھیجتے ہیں ؎

سایہ گستر ابر باراں بر دل شیدا ما
حضرت مہدی ما علیہا مرزائے ما

سرمن (خطبہ)

ذیل میں ہم اپنے **واجب الاحترام مخدوم** مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سیالکوٹی کا ایک **سرمن** درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے ایک جمعہ میں بیان فرمایا۔ اس خطبہ کا زیادہ حظ اور لطف اس صورت میں بخوبی آئے گا۔ جب وہ **مولانا ممدوح** کو گویا اپنے سامنے **ممبر** پر بولتا ہوا تصور کریں گے۔ ایڈیٹر

سفینۃ النوح یا کشتی بیعت

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ سورۃ ہود ۲

تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ان بدکاروں اور شریروں کی بابت ہم سے ذکر نہ کر۔ اور ان ظالموں کی نسبت بات چیت نہ کر۔ یہ اپنی شرارتوں اور شیطنتوں کا مزا چکھیں گے۔ اور یقینا یقیناً غرق ہو جائیں گے

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق کشتی بنانی شروع کی۔ منکر اس کو دیکھ کر تمسخر کرتے۔ اور ہنسی اڑاتے۔ مگر نوح علیہ السلام ان سے کہدیتے۔ کہ سنو! تم بھی ٹھٹھا کرتے ہو۔ ہم بھی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ رہنے تم میری اس حرکت پر ہنسی اڑاتے ہو۔ اور اس کو مخول اور فضول قرار دیتے ہو۔ اور میں تمہاری اس حماقت اور عجب پر ہنستا ہوں۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی باتوں کو کس دل اور گردے کے ساتھ لغو قرار دیتے ہو لیکن یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ وہ وقت عنقریب آتا ہے۔ کہ ثابت ہو جائیگا کہ ٹھٹھا کرنے میں کون سچا تھا؟ تم یا میں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کہ ایک عذاب آسمان سے اتر کر بے ایمانوں کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔ ہاں وہ دائمی عذاب جو موجب عبرت ہے ظالموں اور شریروں کو بھسم کر جائیگا۔

یہ قصص جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہیں۔ ہم کو ہمیشہ ان سے سبق لینا چاہئے اور اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح انکو صرف داستان اور کہانی قرار دینا نہ چاہئے۔ کہ یہ موسیٰ کی ہستان اور یہ فرعون کا قصہ ہے۔ اگر ہم بھی ان قصص کو جو موجب ہدایت ہیں۔ اسی نظر یا اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس نگاہ سے مشرکین عرب نے دیکھا۔ تو افسوس سے کہنا ہوگا۔ کہ ہم بھی اساطیر الاولین کہنے والوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ امر خوب ذہن نشین کر لو۔ کہ خدا کی سچی اور ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب میں یہ قصے عبرت کے لئے ہیں تاکہ سعادت اور رشد کی راہیں کھلیں۔ تا معلوم ہو کہ کوئی مشرک قوم کس چال پر چلی۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس پر انعام ہوا یا غضب کا آسمان اس پر ٹوٹ پڑا۔ پس ان قصص کو سرسری نگاہ اور معمولی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ ان سے پورا پورا سبق لو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس بے اعتنائی کی وجہ سے ہلاکت کو وارث ٹھیر جاؤ۔

ذرا غور تو کرو۔ کہ یہ کیسا واقعہ عجیب ہے۔ نوح کو حکم ہوتا ہے۔ تو کشتی بنا۔ بظاہر حالت ایسی ہے۔ کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں جس سے عام آدمی معمولی نگاہ کا شخص بھی یہ خیال کر سکے۔ کہ طوفان عظیم آنیوالا ہے کیونکہ اس وقت بیرومیٹر اور ہواؤں کی پیمانہ شناسی کا محکمہ نہ تھا۔ جس سے پتہ لگ سکتا۔ کہ طوفان کے آثار ہیں۔ **مون سون** کے حالات سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ پھر ایسے وقت میں کہ کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ حتی کہ خیال تک بھی آنے والے طوفان کا ذہن میں نہ آسکتا تھا۔ ایک مرد صادق یعنے نوح کشتی بناتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ زمین پر کوئی ندی یا نالہ قریب پر ایسا نہیں۔ جس کی طغیانی ایک طوفان عظیم کر دے۔ اب فطرتاً شورہ پشت اور ٹھٹھے کرنے والے لوگ نوح کو دیکھتے ہیں۔ اور ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے مار کر کہتے ہیں۔ **بڈھے کو کیا ہو گیا**؟ آسمان پر بادل کا نشان نہیں۔ کوئی سوتا اور چشمہ یا دریا پاس نہیں زمین نشیب میں نہیں۔ جو طوفان آئے۔ اور آئے تو موجب ہلاکت ہو۔

بے شک بیوقوفوں اور زمینی خیالات کے انسانوں کی نظر یہیں تک پہونچ سکتی ہے۔ وہ کیا جانیں کہ کوئی فوق الفوق طاقت اور زبردست ہاتھ بھی ہے۔ جو ایک آن کی آن میں ہر زندہ ہستی کو نابود کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی باتوں پر ہنسنے والے بیوقوف اور اس کے برگزیدوں پر ٹھٹھا مارنے والے احمق کب سوچ سکتے ہیں۔ کہ کشتی بنانے والا حق پر ہے۔ مگر دیکھو کچھ آدمی خواہ ایک دو ہی سہی۔ ایسے بھی تو ہیں۔ جو اس کام کو عبث اور لغو نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ **خدا کا مرد** لغو کام نہیں کرتا۔ وہ اس کو صادق مانتے اور اس کی باتوں کو سچ سمجھتے ہیں۔ ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ وہ کن چیزوں سے اندازہ کر سکتے ہیں؟ بیشک ان کے پاس اندازہ اور پیمانہ تھا۔ بیرومیٹر اور جیالوجیکل محکمے غلطی کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ مگر وہ پیمانہ غلطی نہیں کرتا۔ وہ پیمانہ کیا ہے؟ **ایمان۔ ایمان بالغیب۔ حسن ظن اور صبر**۔ نوح علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اس کے خط و خال اس کے چال چلن کو دیکھ کر اندر ہی اندر ایمان اس کے حکیمانہ فعل پر ہو گیا۔ کہ نوح کا یہ فعل خدا کا فعل ہے۔ اگر مادی پیمانہ اور ظاہری نظر ہی ٹھیک پیمانہ ہوتی۔ اور بصیرت اور معرفت کا کوئی حصہ وہ نہ پاتے۔ تو ٹھٹھے بازوں کی نظر بھی تو اس **کاٹھ** کی لکڑی اور اوزاروں پر پڑتی تھی۔ اور ایماندار اور خدا کی باتوں کو ماننے والے بھی ان ظاہری ساز و سامان کو دیکھتے تھے۔ شریر منکر ہیں۔ کہ ٹھٹھا مارتے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور خدا ترس ایماندار ہیں۔ کہ ان کو اس کشتی کی ساخت میں خدا کے غضب کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور وہ اندر ہی اندر آنیوالے عذاب سے ترساں اور لرزاں ہیں۔ او! احمق اپنی عیش کو دائمی سرور سمجھتا ہے۔ اور اپنی خوشیوں کو پائدار اور یقینی سمجھتا ہے۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہلاکت کے دن قریب ہیں۔

مگر وہ خدا کا مامور صادق نوح ان سے کہتا ہے۔

نسوف تعلمون ۱۲

اے ٹھٹھے باز قوم عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ کہ خدا جبر قوم کو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ وہ ذلیل شدہ قوم خدا کے غضب کے نیچے آئی ہوئی شریر قوم خود ظاہر کر دیگی۔ کہ ٹھٹھا مخول کس کے شایاں تھا۔ آیا یہ میرا حق تھا۔ کہ میں تمہاری نادانی اور ہٹ پر ہنسوں یا تمہارا۔ آخر لمبی دوڑ میں نتیجہ نے نوح کی راستی ثابت کر دی اور دکھا دیا۔ کہ سچ مچ نوح کا ہنسی کرنا ہی بجا تھا۔

... پر بھروسہ کرکے آسمانی عمل پر ہنستے تھے - آخر زمانہ نے فیصلہ کر دیا - اور دنیا نے دکھلا دیا - کہ شریر اور ظالم ہلاکت کا طعمہ ہو گئے - اس عجیب واقعہ نے دکھلا دیا - کہ اگر کسی زمانہ میں کوئی شخص کہے - کہ طوفان آنیوالا ہے - اور میں کشتی بناتا ہوں - اور یاد رکھو - کہ کوئی ذریعہ کام نہ دے گا - اور کوئی صورت بچاؤ اور رستگاری کی نہ ہوگی - مگر وہی جو میں بتلاتا ہوں - اس وقت لازم ہے - کہ حسن ظن - ایمان بالغیب اور بصیرت سے کام لیا چاہئے - نہ ان [illegible] پر بھروسہ کرنے والے منکروں (نوح کی قوم) کی طرح ٹھٹھے بازی اور تمسخر کے لئے زبان کشائی کی جاوے - ورنہ نتیجہ وہی ہوگا - جو نوح پر ہنسنے والے ناپاک شریروں نے دیکھا - اور عالم کو دکھایا - میں کہتا ہوں - خوب یاد رکھو کہ مشہودی اور معمولی ثبوت دو اور دو چار کی طرح ثبوت چاہنے والے ساحل نجات پر نہیں پہنچ سکتے - وہ ضرور ضرور ہلاک ہوں گے - سنو! میں اب کہتا ہوں کہ ٹھیک ایسی ہی ایک آواز ہاں بالکل انہی الفاظ میں ذرا سی تبدیلی کے بھی بغیر ۱۸۹۹ء میں ہندوستان کے ہر چہار کونوں میں گونجی - اس آواز نے انہی الفاظ میں کہا - کہ خدا نے مجھے کہا ہے - کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا - براہین احمدیہ میں بھی یہی صدا درج ہے - اور اس کشتی بنانے والے کا نام خدا نے ہاں خود خدا نے نوح رکھا ہے - ضلالت اور بے دینی کے ہلاک کر دینے والے طوفان میں رستگاری اور نجات کا ذریعہ یہی ہے - وہ کون؟ وہ امام اس زمانہ کا مجدد اور مہدی ہے - اس پر میری طرف سے اور تمام سننے والوں اور مسلمانوں اور ملائکہ کی طرف سے اس قبولیت کی گھڑی میں کیونکہ خطبہ کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ماثور ہے - صلوٰۃ اور سلام ہو (آمین) اس امام نے اس زمانہ کے نوح نے طوفان ضلالت سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی تیار کی - اس نے کہا کہ میں دنیا کے لئے حصن حصین ہوں - خطرناک موجوں سے نجات پانے کے لئے اس مضبوط قلعہ میں آؤ - ہاں میرے پاس آؤ - ظالم انکار کرنے والا اور میری باتوں پر ہنسنے والا ہلاک ہوگا - اب احمق ناعاقبت اندیش کہتا ہے - کہاں ہے سمندر کہاں ہے پانی - احمق! او نادان تیری زبان تجھے اسی طرف متوجہ کرتی ہے [illegible] حضرت نوح علیہ السلام سے کی [illegible] کو بار بار یاد دلاتا ہوں - جو اس کشتی پر جو خدا کے حکم سے خود خدا کی نگرانی اور نظروں میں طیار ہوئی - سوار ہوتے - مبارک ہیں - وہ جو آنے والے طوفان سے نجات پاتے ہیں - لیکن یاد رکھو - اور میری بات کو غور سے سن لو - نہ صرف سن لو - بلکہ خوب یاد رکھو - کہ اس کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے کا حق دار وہی ہے - جو خدا کی نگاہ میں حق دار ہوگا - اور وہ وہی ہے جس کے دل میں سچا تقویٰ اور طہارت ہوگی - جو اللہ تعالے کے اوامر کی تعمیل کرتے - اور نہی سے باز رہتے ہیں - وہی ہیں - جو اس پر بیٹھ سکتے ہیں - اور ساحل نجات تک پہنچ سکتے ہیں - اور اگر کوئی کود کر بظاہر بیٹھ بھی جاوے تو میں یقیناً کہتا ہوں - کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بھی موج خیز طوفان میں گر کر پاش پاش ہوگا - میں آخر میں دعا کرتا ہوں - کہ اللہ تعالے مجھے اور اس کلام کے سننے (اور پڑھنے والوں) کو سچا تقوے اور حقیقی طہارت عنایت کرے - اور آنے والے طوفان سے جو فسق و فجور اور معصیت کا بلاخیز طوفان ہے - امن میں رکھے آمین

دنیوی سواریوں میں جیسے ریل گاڑی ہے - سوار ہونے سے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا اور اور عملہ مختار کو دکھانا پڑتا ہے مگر الٰہی کشتی کی سنت اسکے خلاف ہے - ان میں اولاً بلا پڑتال صحیح کے جوق جوق لوگ سوار ہو جاتے ہیں - اور جب کشتی امواج و ذخار دریا کے منجدھار میں پہنچتی ہے - اس وقت ہم سے اخلاص اور بے ریا و بے نفاق ایمان اور تقوے کا ٹکٹ پوچھا جاتا ہے - آخر تہی دست نکلنے پر بڑی ذلت سے کشتی سے راندہ کیا جاتا ہے - اور سچ تو یہ ہے - کہ خاتمہ تک ڈر ہی ڈر ہے

قادیان دار الامان کا ہفتہ

۱ - موسم بدل چلا تھا کہیں قریب ہی اولے پڑ جانے کے باعث چند روز خوب سردی اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی -

۲ - ہولی کے باعث قادیان کے ہندو خوب خاک دھول اڑاتے رہے جدھر جاؤ نئے ملونگ نئی بھروپ کی نظر آئی - مرد نئی عورتیں - عورتیں نئی مخنث - بنتی رہی اور بازاری آدمی ایسی تقریبوں کی ہمبرا بنکر امرد اور نوخیز لڑکوں کو نچاتے رہے - ہم مذہبی خیال سے نہیں بلکہ سوسائٹی کے لحاظ سے کہتے ہیں - کہ اپنی لڑکوں کو زنانہ لباس پہنا کر نچانا ہم نہیں سمجھتے کہاں تک بہتر یا پسندیدہ ہے - گورنمنٹ کی قانون میں [illegible] بازار [illegible] امن عامہ میں خلل سمجھا جاتا ہے - پھر نہیں معلوم [illegible] ایسے بیہودہ [illegible] کو کیوں مخالف تہذیب و اخلاق [illegible] نہیں کیا جاتا - اور اس پر تعجب [illegible] ہمارے بعض [illegible] بھائی بھی ایسی جلسوں میں حصہ لیتے ہوئے دیکھے گئے -

۳ - آریہ دھرم [illegible] نے یہ بتلایا کہ سالانہ جلسہ ہے -

۴ - ایک طرف قادیان دار الامان کے باشندے ایک نئی بت کا تماشا - دوسری طرف مسلمانوں کی بھی خوشی کی تقریب عید کا نظارہ قابل دید تھا - دو ہزار سے زیادہ اشخاص جمع تھے - حضرت مسیح موعود [illegible] نماز عید سے پہلے ایک مخلص کی ماں کا جو [illegible] دار البقا کو سدھاریں جنازہ پڑھا - اور اسکی مغفرت کیلئے دعا مانگی - پھر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نماز عید پڑھائی - مسلمانوں نے جو قادیان کے علاوہ پاس کے دیہات سے آگئے تھے - نہایت شوق اور حظ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی

۵ - رمضان کے مہینے سے لیکر آج تک کوئی سوا سو کے قریب دیگر کئی نئے آدمیوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی ہر جمعہ کو پندرہ بیس آدمی بیعت ہوتے ہیں (والہم تو فرد) لوگوں میں عام تحریک چلی ہے - خدا کے ملائکہ یہ کام خود کر رہے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے کسی موقع پر لکھا ہے - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے صدق آمیز وعظ کا بھی بڑا اثر ہے - اصل یہ ہے کہ سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے - آمین -

۶ - حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن بدستور جاری - اور چشمہ فیض قرآنی کا اثر ساری -

۷ - **نئے مہمان** - جھبیر - امرتسر - لدھیانہ سے چند احباب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے -

۸ - ۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی الصباح سیٹھ عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا اور سیٹھ آدم اسمٰعیل [illegible] اپنے وطن کو روانہ ہوئے - حضرت اقدس ایسی شفقت اور محبت سے جو ایک مہربان باپ کو اولاد سے ہوتی ہے کچھ فاصلہ تک چھوڑنے گئے - بہت سے احباب ہمراہ تھے -

۹ - **نئی تالیفات و تصنیفات** - حضرت اقدس نے اس ہفتہ میں ایک اشتہار محمد حسین بٹالوی کے متعلق شائع کیا - جو آج کے اخبار میں درج ہے - اور ایک درخواست گورنمنٹ کی خدمت میں اردو انگریزی میں چھپوا کر ارسال فرمائی - جسکا منشا اور خلاصہ یہ ہے کہ ہماری پاک جماعت ایک امن اور سلامتی کی قدر کرنیوالی جماعت ہے -

مسک العارف یعنی چہل حدیث زیر طبع ہے -

سورہ [illegible] کی تفسیر قریب الختم - قیمت ۲ فی جلد ہمارے ذی مقدرت احباب کثرت سے خرید کر تقسیم کریں جلدی درخواستیں آنی چاہئیں [illegible] دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا - حضرت اقدس طاعون کی متعلق ایک رسالہ لکھ رہے ہیں اور رسالہ الدعا و [illegible] بھی زیر تصنیف ہے - ہر دو رسالے نور اور ہدایت سے مملو ہوں گے

مکاتیب دلچسپ

پچھلے اشو میں جو مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن درج ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے صادق دوست منشی محمد صادق زادہ اللہ برہ و منہ اور سب سے زیادہ منشی ظفر احمد صاحب سلمہ ربہ کی سعی کا نتیجہ ہیں۔ ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی مکتوب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو۔ وہ ہمارے پاس بجنسہٖ اس کی نقل بھیج دیں۔ تاکہ اندراج اخبار کے لئے ہم کو سہولت ہو۔

آج ہم ذیل میں اپنے واجب التکریم مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک مکتوب درج کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے ایک سیالکوٹی دوست کو تعزیت نامہ کی شکل میں لکھا ہے۔ اس سے ناظرین اور ہمارے مخالفین خصوصاً اندازہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق پیدا کرنے والے لوگوں کی ہر ایک بات محض خدا ہی کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور ہر امر میں خدا ہی اُن کا مقصود بالذات ہو جاتا ہے۔ بہر حال وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے سیالکوٹ سے سخت غم انگیز خبر ملی ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد صاحب چابک اس دار فانی سے گذر گئے۔ خدا تعالیٰ اُن کو اپنی بے حد رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ چونکہ مرحوم چوہدری صاحب کو مجھ سے خصوصاً ایک ایمانی تعلق تھا۔ میں انشاء اللہ اُن کے لئے سوز دل سے دعا کروں گا۔

اگرچہ ایسے سانحہ پر ایک تسلی بخش کا منصب اختیار کرنے سے میرا دل مجھے خود شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں چاہوں کہ اپنے لائق رحیم باپ کی وفات پر آپ خفیف سا صدمہ بھی نہ اُٹھائیں بلکہ میں تو صاف صاف اظہار کرتا ہوں۔ کہ مرحوم کے مفارقت اس قابل ہے کہ کبھی بھی مندمل نہ ہو سکنے والا زخم اُن کے درماندگان کے دلوں میں پیدا کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کی جاری سنت پکار کر کہتی ہے۔ کہ اے ناشکیبا! نوحہ سرا دستر دن پر کیا سر پٹختا ہے اپنے گور و کفن کے فکر میں مصروف ہو۔ کہ اب عنقریب تیری باری ہے مرحوم کے روح سے نیکی کرنا۔ مرحوم کو آسمانی انجمن میں مسرور کرنا کہ وہ فرزند رشید دنیا میں چھوڑ گیا ہے۔ لائق بیٹے کا فرض ہے۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ لائق بیٹے کو اب ایسی جگہ پر کھڑا ہونا ہوگا۔ جس کا وہ قبل اس کے از راہ حسن ظنی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہماری پاک شریعت نے ثواب پہنچانے کے کئی طریق بتائے ہیں۔ صدقات جاریہ کے کئی اقسام ہیں۔ اور دعائے مغفرت مانگنا۔ دعاء بڑی مقبول اور اہم چیز ہے۔ مگر اس کے لئے چاہیے۔ کہ داعی اپنے اندر صلاحیت قبولیت پیدا کرے۔ اور یہ بجز صادق تقویٰ اور راسخ ایمان کے پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اور یہ صفات بجز صادقین منتقین کی معیت اختیار کرنے کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ میرے دل میں کئی دنوں سے جوش پیدا ہو رہا تھا۔ کہ میں آپ کو تبلیغ کروں۔ کہ آپ اس راہ پر مردانہ قدم مارنے کے لئے نکلیں۔ اب اس تحریک میں اس سانحہ سے اور بھی ترقی ہو گئی۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب امام زمان کے وجود سے عدم شناختہ اور ایک سادگی کے عالم میں گذر گئے۔ اور زندگی میں حق تھا کہ وہ شناخت کرتے اور موقع اور وقت بھی کافی ملا تھا۔ مگر وہ توفیق نہ پا سکے۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ وہ ایک سادہ غفلت کی حالت میں اُٹھے ہیں۔ ایک منکر اور مکفر کی صورت میں نہیں گئے۔ اب آپ روح و جسم میں اُن کے خلف الرشید اور خلیفہ ہیں۔ اُس کمی کو آپ پورا کریں۔ کہ گر پدر نتواند پسر تمام کند۔

میرا دلی اعتقاد ہے کہ آپ رشید اور سعید ہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کی دستگیری کی کہ آپ نے ایک مدت تک خدا تعالیٰ کا کلام مجھ سے سنا۔ میں یہ گمان کرنا بھی نہیں چاہتا کہ آپ کو اس راستی کی گواہی میں ابھی کوئی تامل ہے۔ اس لئے کہ آپ اب تک آسمانی نور کو شناخت نہیں کر سکے۔ مجھ یہ یقین کر لینا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر بڑی دی ہے۔ کہ آپ بہت دنوں سے حق کا سراغ لگا چکے ہیں۔ پھر اس میں کیوں دیر ہو۔ کہ آپ علانیہ شاہدین میں مکتوب ہو جائیں۔ ایک قوم ہے۔ اور آپ انہیں خوب جانتے ہیں۔ جو دن کے اطراف میں اور رات کے اثنا میں پکار پکار کہتے ہیں۔ اور وہ اس اعتراف میں اپنی جانوں میں شرمندہ نہیں ہیں۔ ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشٰھدین۔ پروردگار! ہم تیرے اتارے پر ایمان لائے اور اس فرستادہ کے پیچھے ہو لئے۔ اب ہم نہیں چاہتے۔ کہ اس امر کو مخفی رکھیں۔ اور دلی اعتقاد پر کفایت کریں۔ سو تو ہمیں اُن لوگوں کی فہرست میں درج کر لے۔ جنہوں نے علانیہ مرد میدان بن کر اُس سچائی کی گواہی دی۔ اور اپنی عملی کارگذاریوں سے اپنے اندرونی اعتقاد کی سچائی پر مہر کر دی۔

بہت لوگ ضعف دل سے مخفی نیت پر اکتفا کرتے اور لوگوں میں نشانہ نہ ہونے کو ایک کام سمجھتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کی نیت پر پشہ بھی وزن نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ اخفا کے وجوہ و محرکات اور لوگوں سے ڈرنا اس اخلاص اور توحید کے مخالف پڑا ہے۔ جو ثواب اور اجر کی سرسبز جڑ ہے۔ اور اجر کی غلا مغی یہی ہے کہ ادھر سے کچھ کھوئے تو اس طرف سے پائے۔ اس مشرک ڈرپوک نے کھویا کیا ہے جس کا عوض پائے کی اے عالم الباطن خدا سے توقع ہے۔ اور در حقیقت کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ جن سے ڈر کر یہ حق کا علانیہ اتباع نہیں کرتا۔ وہ تو بلا خوف کھلے کھلے باطل کی پیروی کرتے۔ اور روز روشن میں یہ بدکاریوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ اس سے ایسی حرکات کرتے ہوئے ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ڈرتے۔ مگر یہ ناخداترس مشرک اُنکے ڈر سے خدا کی رضا کی باتوں کو بھی اختیار نہیں کر سکتا۔

خدا کرے۔ کہ آپ میری مخلصانہ باتوں کو غور سے پڑھیں مجھے یہ خیال آتا ہے۔ کہ میں نے ابتلاء دنیا کے چلن کے خلاف راہ لی ہے۔ کہاں تعزیت و تسلیت اور کہاں یہ داستان۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہی حق ہے۔ ۱۲ فروری ۱۸۹۸ء

مکتوب ۲

مولانا عبد الکریم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپ کا خط پڑھ کر تشویش ہوئی۔ بار بار بخار کا عود کرنا بتاتا ہے۔ کہ طبع میں بخار کا مادہ موجود رہتا ہے۔ بہت ضروری بات ہے۔ کہ وہ نسخہ مولوی نور الدین صاحب کا جو میں نے کچھ مدت ہوئی آپ کو لکھا تھا۔ ہفتہ میں تین چار مرتبہ استعمال کیا کریں میں آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ میں اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھتا ہوں۔ آج ظہر کے وقت حضرت امام صادق علیہ السلام کی پاک خدمت میں آپ کے لئے عرض کیا۔ اور با صرار عرض کیا۔ یقیناً دعا کرینگے میری روحانی حالت اس دفعہ الحمد للہ بہت اچھی ہے مجھے ہمیشہ تڑپ رہتی تھی۔ کہ تہجد کی توفیق مل جائے۔

اور پچھلی رات اُٹھنے میں دوران سر کا سخت خوف ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کی برکت دعا سے توفیق بھی ملی۔ اور عافیت بھی پائی ہیں اس نماز میں خاص برکت اور قبول اور ذوق اور حضور محسوس کرتا ہوں یہ سب باتیں صحبت میں رہنے سے میسر آئی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت میں بے باکی اور شوخی کا ایسا مادہ رکھا ہے۔ کہ اُس کے اخلاق آرام اور امن اور عیش کے ایام میں خدا تعالیٰ سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اُس کی سنگدلی اور غفلت اور بے حیائی اور خدا کی طرف پیٹھ پھیرنا حد تک پہونچ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خوف دلانے والے روح میں گدازش پیدا کرنے والے نشان دکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے فاخذناهم بالبأساء والضراء لعلهم يضرعون۔ یعنی جب اُن کی شوخی اور اعراض حد سے بڑھ جاتا ہے پھر ہم اُن پر قحط اور وبا اور لڑائیاں بھیجتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ فروتنی اور گریہ وزاری کی خصلت اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمیں ہر روز امام صادق آنے والی بلاؤں سے بذریعہ تازہ تازہ الہامات کے ڈراتے اور شہوات کے انذار اور تخویف سے یوں تباہ کرتے ہیں جیسے آگ خس و خاشاک کو بھسم کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سابق کی نسبت صلاحیت اور تقویٰ ازحد بڑھتا جاتا ہے۔ آج تیسرا روز ہے الہام ہوا کہ یوم تأتیك الغاشیة یوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ یوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ یعنی ایک خوفناک غش ڈالنے والا انسان کو چاروں طرف سے گھیرنے والا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات پائے گا۔ اُس وقت ہم ہر شخص کو اُس کے اعمال کے موافق جزا دیں گے۔ حضرت نے ان الہامات کے بعد جماعت کو بڑی تاکید کی۔ کہ تیاری کرو۔ نمازوں میں عاجزی کرو۔ تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑگڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنیوالوں کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ بھی ضرور تہجد کی عادت ڈالیں۔ گھر میں بھی تاکید کریں۔ اور حقیقتاً یہ وقت ہماری جماعت کے لئے موسم بہار ہے۔ اس میں اگر کوئی شاخ برگ و بار نہ لائے۔ تو یقیناً وہ ایندھن ہے۔ جو آگ میں جھونکا جاویگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی بھی خوفناک وقتوں ہی کے سبب سے ہوئی۔ جو لڑائیوں کی صورت میں انہیں پیش آئے۔

اس۔ خدا تعالیٰ نے تو ہی اصلاح کے لئے اتفاقات کو دیا کن اور قحطوں اور جنگوں کی شکل میں بدل دیا۔ اور ضرور تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہوں۔ خدا تعالیٰ نے تو سارے نشان ظاہر کر دئے۔ تو کہ آنکھ اور دل والے جان جائیں۔ کہ آنے والا آ گیا۔ مگر افسوس بدنصیب گروہ اب تک اس نور اور حق کی طرف سے غفلت اور استہزا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ پس ہم پر تو حجت پوری ہو گئی۔ اور ہم اس اعتراف و لبیک سے اپنے منہ آپ پکڑے گئے۔ اگر ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور ہمارے پنہانی غیظ و غضب و رشک و حسد اور چھپی بدکاریاں اور ظاہری شوخیاں ایسی ویسی ہی جاری رہیں۔ تو منکروں کی نسبت دوگنا عذاب ہوگا۔ اور سچ ہمارے حق میں وبال اور نکال ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنی بدفعلیوں کی وجہ سے اُس کی توہین کا باعث ٹھہر گئے۔ اور ہماری چھپی بدکاریاں اس کی دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں روک اور اُس کی ترقی میں ہماری جنایتیں اور فتنہ کا باعث بن گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی مرتبہ پاک سرزمین کا وعدہ ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ مگر جماعت کی بدکاری اور بے حیائی اُس مرد خدا کی ناکامی کا باعث ہوئی سو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اس جہاں سے اُٹھ گیا اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ ہماری پاک کتاب میں تقویٰ کی بے حد قیدیں مختلف صیغوں میں اسی وجہ سے لگائی گئیں کہ پہلی قومیں عدم تقویٰ کے سبب سے عبرت انگیز نمونہ ٹھہر چکی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ رحمانیت سے مقدر کر رکھا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے کامیاب ہوں۔ اُن کی جماعت کو وہ سچی طہارت اور تقویٰ نصیب کی جس کی نظیر بعد کے قرنوں میں ملنی محال کے قریب ہے۔ قرآن کریم اُن کی تبدیلی کا جا بجا ذکر کرکے دکھاتا ہے۔ کہ وہ جو ابناء اللہ کہلاتے اور احباء اللہ ہونے کا دم مارتے ہیں۔ کیوں مغضوب و مخذول ہوئے۔ اور مسلمان کس سند کی وجہ سے منصور و مؤید ہوئے۔ بہت بڑی اور کامل کلید جس سے صحابہ نے دنیا کی سر بستگیوں کو کھولا اور تنگ جگہوں اور مہلک راہوں میں خدا تعالیٰ نے انہیں مخرج عطا کیا۔ نماز کی سچی پابندی اور اسمیں خشوع کرنا تھا۔ میں نے قرآن کریم میں تدبر کرکے دیکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر سخت اور نازک وقت میں اندرونی حرب ہو یا بیرونی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کو رجوع بہ نماز

کرتا ہے۔ اور یہ ایسی صفت ہے۔ کہ تقویٰ اور خشیت اور اور خوف آخر کار اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے مبارک امام علیہ السلام بھی بار بار یہی وصیت فرماتے ہیں۔ کہ جماعت متقی بن جاوے۔ اور نمازوں میں خشوع و خضوع کی عادت کریں۔ اور ایک دن بڑے درد سے فرمایا۔ کہ اصلاح اور تقویٰ پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔ اُس دن میری حالت سخت غیر ہو گئی میں نے اپنے اندر دیکھا۔ تو کوئی اصلاح اور نیکی اپنے اندر نظر نہ آئی۔ اور میں سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتا۔ بلکہ امام بنتا تھا۔ مجھے ہلاک کر دینے والا خوف دامنگیر ہوا۔ کہ کہیں میری معصیت کی وجہ سے اس الٰہی سلسلہ میں کوئی ہرج مرج پیدا نہ ہو۔ میں نے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور اب امید کی خوشبو سونگھنے لگا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائے گا۔ الغرض ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے سبھی کھاتوں کی پڑتال شروع کر دیں۔ کہ حساب کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سورج غروب ہو جاوے۔ اور ہمارا دن بالکل ضائع چلا جاوے۔ ۔۔۔۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ جس کے دو دن برابر ہوں۔ اُس نے نقصان اُٹھایا۔ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور سب بھائیوں کو استقامت بخشے۔ آمین

عبد الکریم ۲۴ فروری ۹۸ء

قابل تقلید اظہار خوشی۔ ہمارے نوجوانوں کے فخر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے اپنے امتحان قانونی پاس ہونے کی خوشی میں اخبار الحکم کے پانچ پرچے خرید کئے۔ جو اُن کے ارشاد کے موافق پانچ دیہاتیوں کے نام جاری کئے گئے۔ اس قسم کی تحریک سے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نوجوانوں اور دیگر احباب کو الحکم کی سچی امداد کا ایک راستہ ہاتھ آ گیا۔ خواجہ صاحب کی اس امداد پر ہم آپ کا شکریہ کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ارادوں میں زیادہ کامیاب ہوں۔ تاکہ اسی قدر امداد الحکم کو دے سکیں۔ آمین

ضرورت

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ چار ممیرے کا سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتھر پروفیسر میتا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میتا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بہتر اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سب کا علاج ہے چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اسلئے ہر کس کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے تو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے۔ میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے یہ سرمہ بہتر ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم سنگھ صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرت سر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ جو سردار میتا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے۔ اور پڑوال پڑتے تھے آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے بیس روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میتا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنی ایک دوکاندار مسمی درولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکی نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نایاب دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہوں کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر حیات چشم یعنی سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا التمس ہے کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کینیڈ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپکے سُرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے! ورہ ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت سالانہ پیشگی ے

الحکم

قیمت سالانہ پیشگی ے

نمبر سوم | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۹۸ء یوم یکشنبہ | جلد دوم

پاک شاعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرحبا سید مہدی مسیح موعود ۔ تیرے آنے سے کھلا اسم یہ ہے یوم الموعود

تو وہ شاہد ہے کہ دی جسنے شہادت حق کی ۔ تیری آمد سے زمانہ میں ہوا حق کو نمود

تونے ثابت کیا اس کو کہ سماسے آیا ۔ ذات سے تیری ہے اعلام سعادت کا وجود

تو وہ مومن ہے کہ ایمان ہے آکر تجسے ۔ جبکہ عالم میں نہ تھا باقی رہا اس کا شہود

تجہ سے اس قادر مطلق کی ہوئی حمد و ثنا ۔ شرک تونے ہی مٹایا ہوئی دجال کی تنبیہ نابود

حی قیوم خدا تونے دکھایا آکر ۔ تونے سمجھائی یہ ترکیب کہ کی جیا محمود

دور کی تونے پر سب ضلالت ساری ۔ شرک بائیں کیں جیسے ہیں سجدہ بہت سی مسجود

دین حق کا ہوا سوقت تجہی سے اظہار ۔ جلوہ قرآن کا دکھایا ہوا باطل مردود

ویل ہے ان پہ جنہوں نے کہ ستایا تجھکو ۔ نار ہجر کا کے ہیں وہ تو ہیں اصحاب الاخدود

چڑگئے تجسے کیا اس نے تکذیب تیری ۔ کیونکہ یا زندہ ہی ایمان بخدا رب معبود

تیری عظمت کو خدا نے ہی بڑہایا ثابت ۔ تجھکو کیا غم کہ تیرا یا ہی محب ودود

تیری تائید و حمایت میں ہے اللہ تیرا ۔ تو تو آدم ہے ملائک تیرے آگے ہیں سجود

کر دعا بندوں کے حق میں کہ تیرا کام ہے یہ ۔ راہ دکھا ان کو وہ حق جو ہے تیرا مقصود

کیا فلاح پائینگے جو تجھکو نہ پہچانینگے ۔ مان لینے میں ہی ہے تجھکو مسیحا بہبود

ہمنے پایا ہے ترا وقت ہمارے علیسی ۔ ہمکو بخشا ہی خدا نے تو مسیح موعود

تیرے شکر نہیں ہو سکتے ادا ۔ کوششیں انکی ہیں ثابت ہوئیں ساری بیسود

یہ ملی ہمکو سعادت کہ تجھے پہچانا

کر دعا حق سے کہ انجام ہو اپنا محمود

امام الزمان کے کلمات طیبات

میں دیکھتا ہوں ۔ کہ باوجود مصائب مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں ۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کرینگے ۔ تاوقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے ۔ اور خدا تعالیٰ سے مصالحت نہیں کرتے ۔ یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی میں نے دیکھا ہے ۔ اور خوب غور کیا ہے ۔ کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا ۔ شراب خانے اسی طرح آباد تھے ۔ اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے ۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتوے کہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا ۔ تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہوجاتی تھیں ۔ مگر اس وقت شوخی اور بے باکی حد سے بڑھ چلی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے ؞

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اسکی فکر کرتا ہے ۔ اور دور اندیش وہ ہے ۔ جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے ؞

انسان کو یہی لازم ہے ۔ کہ آخرت پر نظر رکھکر برے کاموں سے توبہ کرے ۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے ۔ یہ ایک یقینی امر ہے ۔ کہ کوئی بدکار اور گنہگار کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا ہے ؞

بدمعاش کو تو ہر دم ظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے ۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھیگا ۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ **مبارک** ہیں ۔ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے ۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے ۔ کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اسے ملامت کرکے خشوع خضوع کا سبق دے ۔ تا اگر نہیں آنکھ تو رونی صورت بنائے پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے ؞

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں ۔ کیونکہ ان کو تو تازہ **معرفت** ملتی ہے ۔ اور اگر معرفت کا دعوے کرکے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے ۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کردے ۔ اور انکو کاہلی کی جرأت دلاوے ۔ وہ انکی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرلے ۔

انسان بہت آرزوئیں و تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے ۔ زندگی آرزو کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے ۔ قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے ۔ وہی ایک سچا سلسلہ ہے ۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں ۔ اُسے کیا معلوم ہے اُس میں کیا لکھا ہے ۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہیئے ؞

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھادے ۔ اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرے ؞

خط و کتابت

ذیل میں ہم مخدومی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی عبداللہ مدرس مالیر کوٹلہ کو اس خط کے جواب میں لکھا جو اوسنے فروری ۱۹۰۸ء میں ہمارے مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے نام انکی دوران قیام دارالامان قادیان میں لکھا۔ اول ہم اس خط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو نواب صاحب کے نام لکھا اور پھر مولانا صاحب امروہی کا جواب درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

وہو ہذا

جس طریق سے آپ مرزا کو مان رہے ہیں اس طریق سے تو میں کسی پیغمبر کو بھی نہیں مان سکتا .... اور نہ کوئی مرزائی ایسا بڑا ایجات معلوم ہوتا ہے کہ جسکا دباؤ علماء پر پڑے علماء عدم فرصتی اور ان امور کے قابل توجہ نہ ہونے کے سبب ان بحثوں میں پڑنا نہیں چاہتے .... اگر حیات مسیح کا مسئلہ قرآن میں نہیں مثیل مسیح کا بھی نہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو اسکو بھی نہ مانو۔ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری مسئلہ نہیں بہت ہلکا ہے۔ جسکے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن مباحثہ تقریر ہو اور شرائط مقرر ہو جائیں اور ہم ہار جائیں تو مرزائی ہو جائیں اور مرزائی ہار جائیں تو تمہیں مرزا کو چھوڑنا پڑیگا خواہ تحریری سوال جواب کرالو خواہ مناظرہ یہ تمہیں اختیار ہے .... آخر میں واضح ہو کہ اگر مقابلہ ہوا تو ہم فتحیاب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ پیشین گوئی ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی اگرچہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں والسلام۔

سید مولوی محمد احسن صاحب کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عنایت فرمایم امروز فرمایم مولوی عبداللہ صاحب آپکی عنایت سے بیرحال ....

رہی۔ السلام علیکم محمد احسن آپ کا قدیم دوست نہایت درجہ کا مشتاق عرض کرتا ہے ؎

اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من   دل من داند و من دانم و داند دل من

اس مشتاق نے اپنی قدامت کا استحقاق اسواسطے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ تخمیناً چار سال گذرے ہونگے جو یہ مشتاق بابو محمد صاحب کے مکان پر اس غرض سے فروکش ہوا تھا کہ جن صاحبوں کو خصوصاً آپ کو اگر حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میں کچھ شک و شبہ ہو۔ تو وہ اُس کو صاف فرمالیویں۔ مگر جب آپنے محض سکوت فرمایا۔ تو خود یہ مشتاق ہی شکوک و شبہات مخالفین کی طرف سے بیان کر کر اون کے جواب شافی دیتا رہا۔ تاہم آپنے سکوت محض اختیار کیا۔ اور نیز مدت ہوئی کہ آپ حضرت نواب صاحب بہادر کے ہمراہ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ اور سوقت یہ مشتاق بھی اس جگہ پر حاضر تھا۔ اور دیگر علماء و فضلا مخلصین حضرت اقدس بھی یہاں پر حاضر تھے سو مع ہذا التحریکات مسائل متنازعہ فیہا میں کسی قسم کی تحریک آپ کو پیدا نہ ہوئی۔ غرضکہ یہ مشتاق آپکا قدیم دوست ہے۔ اور یہ دو وجہیں اپنی قدامت کی بطور دو شاہد کے پیش کی گئیں ہیں۔ آگے رہا نہایت درجہ کا مشتاق ہونا اوس کے وجوہ ذیل میں ہیں۔ (۱) مدت گذری کہ حضرت اقدس نے مسئلہ توفی کی نسبت مخالفین کے لئے ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ (۲) پھر بعد ازاں دیگر اشتہارات و رسالجات بھی اس بارہ میں بہت کثرت سے آجتک مشتہر ہوتے رہے ہیں۔ لیکن فریق ثانی کی طرف سے صدائے بر نخاست کا مضمون واقعہ ہے۔ اور اس کا تو آپکو اپنے خط میں بھی اقرار ہے کہ علماء مخالفین ان مسائل متنازعہ فیہا میں ساکت ہیں خواہ وجہ اس سکوت کی عدم فرصت ہو یا کچھ بھی وجہ ہو مگر بموجب آپکے اقرار کے علماء مخالفین ساکت ضرور ہیں۔ (۳) اس مشتاق نے پنجاب سے لے کر مدراس وغیرہ تک اسواسطے سفر کیا۔ کہ کہیں علماء کا مہر سکوت ٹوٹے اور تمام نامی علماء سے اس بارہ میں گفتگو کرنا چاہا۔ لیکن کوئی صاحب اپنے پرانے خیالات کے حامی پیدا نہ ہوئے۔ (۴) شیخ بٹالوی صاحب نے بھی اشتیاق اس مشتاق کو پورا نہ کیا۔ باوجودیکہ وہ آپکی جماعت کے اس بارہ میں مقتدا ہیں۔ اور انکو بڑا یدطولےٰ حاصل ہے۔ حتی کہ عیسائیوں سے بھی وہ اس مخالفت میں مدد لیتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ہو گئے ہیں اور بڑی بڑی ذلتیں بھی بیچارے نے اُٹھائیں۔ مگر کیا عرض کروں کہ اس مشتاق کو وہ بھی یہی لکھتے رہے کہ مجھکو ایسی فرصت نہیں ہے۔ بعد الفراغ تمہارا اشتیاق بھی پورا کیا جاوے گا۔ (۵) ایک بیچارے مولوی محمد بشیر صاحب سب کی طرف سے مباحثہ دہلی میں فدیہ ہوئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے اون کا فدیہ منظور قبول فرما لیا تھا۔ آپ نے اگر الحق دہلی ملاحظہ فرمایا ہوگا تو حال اس فدیہ کا آپ کو بھی معلوم ہوا ہوگا۔ معہذا بعد اس کے اس مشتاق ... انہوں نے فیصلہ چاہا جب اس مشتاق نے بموجب اونکی درخواست کے اون کے نون ثقیلہ کا مقدمہ ایسا خفیف کیا کہ اون کو نہایت درجہ کی خفت حاصل ہوئی۔ تب وہ بھی محلہ خاموشاں میں جا بسے اور آجتک مہر سکوت اپنی زبان پر لگائے بیٹھے ہیں غرضکہ بہت ایسی وجوہ اشتیاق ہیں جن کا بیان بہت طویل ہے۔ بھلا اب غور فرمائیے کہ جب ایک ایسا مشتاق ہو اور پھر اس کو آپ کے خط مسرت نمط کے وہ فقرات بھی پہنچیں جو بدیں مضمون ہیں۔ (کہ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری نہیں جس کے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔) اور پھر اوس خط میں آپ کی طرف سے ایک زبردست یہ الہام بھی ہو۔ کہ (اگر مقابلہ ہوا۔ تو ہم فتحیاب ہوں گے۔ اور یہ پیشین گوئی ہے۔ جو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ اگرچہ زمین آسمان اپنی جگہ سے ٹل جاویں) تو پھر اس مشتاق کا شعلہ اشتیاق اس الہامی تحدی کو سن کر کیونکر نہ بھڑک اوٹھے گا۔ اور کیونکر آپ کی تحقیقات علمیہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ پھر مسئلہ بھی ایسا کہ جسکی وجہ سے ہزارہا اہل اسلام مرتد اور کافر ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بھی ان مرتدین اور کفار کی منشا کی تائید میں بہمہ وجوہ متوجہ ہے۔ اور پھر حضرت عیسیٰ کا منصب اور عہدہ بھی اس مدعی نے غصب کر لیا ہے۔ اندریں حالت تو اوترنا حضرت عیسیٰ ہی کا ایسی اشد ضرورت کے وقت فرض اور واجب تھا۔ کیونکہ اگر ایسی ضرورت کے وقت بھی نہ اوترے تو پھر کب اوتریں گے۔ لیکن خیر بحکم اذا عدم الماء فالتیمم جائز آپ ہی اون کی طرف سے تائیداً کھڑے ہو جئیے۔ اور جو دلائل اون کی حیات جسدی کے آپ پر منکشوف ہوئے ہوں۔ خدا کے واسطے اونکو ظاہر کیجئے۔ اور اب مثل سابق کے ہرگز اون کو مخفی نہ رکھئے۔ کیونکہ اول تو حضرت نواب صاحب بہادر کا آپ پر بڑا حق ہے۔ اور بالفعل آپ میں اور نواب صاحب میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے "خود تحریر" فرمایا ہے۔ اور سچ فرمایا ؎

وشتان بین مشرق و مغرب

دوسرے جبکہ آپ کے پاس مسئلہ توفی وغیرہ میں علوم کا خزانہ مخفی ہے۔ تو پھر کیا دیگر اہل اسلام کا حق آپ پر نہیں جو مرتد ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ آپکے علوم و معارف کے اظہار سے اون کا ارتداد بند ہو جاوے

ورنہ حضرت من چند عرصہ میں آپ دیکھیں گے۔ کہ اکثر حصہ اہل اسلام کا حسب آپ کے زعم کے ملت اسلامیہ سے خارج ہو کر کفر میں شامل ہو جاوے گا۔ اور مسلمانوں کی مردم شماری اقل قلیل رہجاوے گی۔ پھر وہ علوم اور معارف جنکو آپ نے مدت سات برس سے مثل قرآن مجید امام مہدی صاحب کے مخفی کر رکھا ہے وہ کس کام آدینگے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اسلام میں بڑے فرقے دو ہی تھے۔ ایک شیعہ دوسرے سنی۔ شیعوں نے تو امام مہدی کو اصلی قرآن مجید دے کر کسی غار میں مخفی بٹھا دیا۔ وہ تو قرآن فضائل اہلبیت کا غار میں لئے بیٹھے ہیں۔ ہرگز نہیں نکلتے۔ سنیوں نے حضرت علیسے کے حیات کے متعلق جو آیات قرآنیہ تھیں۔ اوس قرآن کو حضرت عیسیٰ کے پاس پونچا دیا۔ اور ایسی تحریف کی۔ کہ بجائے آیات مثبت حیات کے توفی کی آیات کو قرآن مجید میں داخل کر دیا ایک تو بیرونی فتنے اسلام پر وارد ہو ہی رہے تھے۔ اب ہزاروں فتنے اندرونی بھی مدت سات سال سے پیدا ہوگئے۔ نہ امام مہدی صاحب غار میں سے باہر نکلتے ہیں۔ نہ حضرت علیسے آسمان پر سے اوترتے ہیں۔ اور علماء کو بالکل فرصت نہیں۔ مخالفین کو بڑی مشکل کا وقت آگیا ہے۔ خیر آپ کو تو اپنے غالب رہنے کا الہام ہو چکا ہے۔ حسب الوعدہ براے خدا آپ ہی کچھ مدد فرمائے۔ ہم آپ سے یہ نزاع بھی نہیں کرتے۔ کہ آپ زمرۂ علماء سے ہیں یا نہیں۔ شاید آپ کا علم علم لدنی ہی ہو ؎

بلاسے کوئی ادا اون کی بد نما ہو جائے کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا
مدد کرائے اثر بے کسی ع تنہائی ہے آج لشکر غم سے مقابلہ دل کا
زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو زمیں نہ لوٹ دے یکدن یہ زلزلہ دل کا

لیکن پیشتر دو تین امور ضروری عرض کئے دیتا ہوں تا کہ آپکی اوقات ضائع نہ ہو۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ مسئلہ توفی میں مولوی بشیر کے ظنون ناقصہ کو پیش نہ فرمائیے۔ وہ خود اپنی ظنوں کے غیر قطعی ہونیکے مقر ہیں۔ دوسرے یہ کہ اون کے تمام شبہات و شکوک کا تار و پود [illegible] گیا ہے۔ ہاں اندریں صورت اگر آپ چاہیں۔ تو دلائل و ادلہ قاہرہ کا جواب دیں۔ بعد اون کے ظنون ناقصہ کو پیش فرماویں۔ اور چونکہ توفی کے بارہ میں آپکو بڑا دعوے ہے۔ لہذا جو معنے توفی کے آپ بیان فرمادیں۔ خواہ کسی تفسیر سے یا بطور خود۔ تو اوس کے اثبات میں آپ کو حسب ذیل گنجایش اور وسعت دیجاتی ہے۔ یا تو قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثبوت [illegible] کہ اسی آیت فلما توفیتنی یا متوفیک [illegible] تفاسیر کی ہیں۔ اون کو آپ نقل [illegible] المطلوب ہے [illegible]

اون تفاسیر میں وفات حضرت عیسیٰ کے اقوال بھی لکھے ہیں پھر یہ اقوال حیات کے کیونکر آپ پیش فرما سکتے ہیں کیونکہ اذا تعارضا تساقطا مسئلہ مقررہ مسلمہ ہے۔ . . . . ہاں دوسری آیات قرآن مجید سے اپنے معنے مزعوم کا ثبوت دیویں۔ کیونکہ توفی یا توفی کے مشتقات قرآن مجید میں بکثرت وارد ہیں۔ یہ نہیں کہ حضرت عیسی ہی کے بارے میں لفظ توفی کا آیا ہو اور کہیں قرآن مجید میں نہ آیا ہو۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا کو بھی مدنظر رکھیں۔ اگر قرآن مجید سے آپ پیش نہ فرما سکیں۔ تو احادیث سے ہی پیش فرماویں جس میں توفی کے وہ معنے ہوں۔ جو آپ کے مزعوم ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو محاورات صحابہ کے اپنی معنی مزعوم کے ثبوت کے لئے تحریر فرمائیے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو کتب لغات سے ہی اس ترکیب اسنادی محاورہ توفاہ اللہ کے معنے سوا قبض اللہ روحہ کے تحریر فرماویں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام جاہلیت کے شعرا میں سے کسی شاعر کا شعر یا کلام اپنے معنے مزعوم کے ثبوت کے لئے پیش فرمائیے اور واضح خاطر عاطر ہو کہ اگر آپ نے توفی کے معنے انامت رسولا دینا کے لئے تو اس سے بھی مدعا حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ مضر مقصود ہے۔ کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا میں بھی توفی بمعنے قبض ارواح کے ہی ہے۔ ورنہ سیاق اور سباق آیت کا مہمل ہو جاویگا آپ ذرہ ترجمہ کر دیکھیں۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیویں کہ یہاں پر توفی کے معنے انامت رسولا دینا کے ہی ہیں تو پھر اس آیت کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز کی نہی کے لئے لا تقربوا الصلوٰۃ کو پیش کرے۔ ذرا دیکھو اوسی کے آگے یہ آیت ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری آیت میں دو صورتیں مذکور ہیں ایک ارسال دوسرے امساک پس درصورت انامت کے سنت اللہ یوں جاری ہے۔ کہ ارسال واقع ہوتا ہے اور جسم عنصری دونوں صورتوں میں زمین پر ہی رہتا ہے اور درصورت موت کے امساک جسم [illegible] ہیں۔ کہ بعد توفی حضرت عیسی کے دو ہزار برس تخمیناً گذر گئے اور امساک ہی امساک ہے۔ ارسال نہیں۔ تو بالضرور ماننا پڑے گا۔ کہ موت واقع ہوگئی۔ [illegible] جسمانی میں آپ کبھی ہرگز بحث نہ کیجئے۔ کیونکہ ہم ادلہ یقینیہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ [illegible] رفع جسمانی سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں اور اس [illegible] اصحاب کہف کا بھی بیان کرنا آپکو مفید نہ ہوگا۔ وہاں پر توفی کا بالکل ذکر نہیں۔ وہ بھی ہماری بحث سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر کتب لغات سے بھی آپ ثبوت نہ دے سکیں۔ تو اتنا ہی کریں۔ کہ جیسا نزول مسیح آپکے خیالوں میں جما ہوا ہے۔ اوسکی کوئی نظیر جو پہلے کسی زمانہ میں ہو چکی ہو پیش کریں۔ کہ فلاں وقت میں فلاں نبی کی بعثت اس شان سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔ اور ہم تو اپنے مسئلہ مثیل مسیح کی ہو بہو نظیر بھی نزول ایلیاء کا قصہ کتب بائبل سے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون س ۱۴۔ بہی تو وارد ہے۔ بلکہ جو دشواریاں حضرت عیسیٰ کو اس قصہ نزول ایلیا میں پیش آئی ہیں۔ یہاں پر تو اون کا عشر عشیر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہہ قصہ نزول ایلیاء جعلی اور الحاقی ہے۔ تو اس کہنے کی بھی گنجایش نہیں۔ نہ یہود کی تحریف ہو سکتی ہے نہ نصاریٰ کی۔ کیونکہ اگر یہود کی طرف سے ہوتی تو حضرت عیسیٰ خود اس تحریف کو ظاہر فرما کر اپنا پیچھا چھوڑا سکتے تھے۔ اور نصاریٰ کی طرف سے بھی کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا۔ وہ اپنے اور حضرت عیسی کے مخالف دعوے کے کوئی تحریف کیونکر کر سکتے تھے۔ ایسا کہنا محض خلاف عقل ہے۔ اے حضرت دلائل عقلیہ بھی بالکل معطل نہیں ہو سکتے۔ تمام دار و مدار تکالیف شرعیہ اور روح دلائل عقلیہ ستحکام دلائل نقلیہ کا کرتے ہوں۔ اوسکو کھچڑی پچری شرعی نہیں کہہ سکتے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ س ۲۹۔

بالآخر یہ گذارش ہے۔ کہ اس مسئلہ توفی میں جو صورت مذکورہ میں سمجھا امر آپ کو آسان معلوم ہو۔ اوس کو اختیار فرما کر جواب باصواب سے اطلاع بخشیں۔ لیکن جو کچھ ہو۔ باصواب ہو ؎

اول اندیشہ وانگہے گفتار　　　پائے پیش آمدست و پس دیوار

باقی رہے دوسرے مسائل سو وہ بعد طے مسئلہ توفی کے منفصل ہو سکتے ہیں۔ باقی صحبت باقی۔ والسلام خیر ختام

مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۹۸ء　محمد احسن

ایک مبارک تجویز

ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب - بی - اے - ایل - ایل - بی نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام کی اون کتابوں کے مکرر چھاپنے کی تجویز کی تھی جو کتب خانہ دارالامان قادیاں میں ختم ہو چکی ہیں یا ختم ہونے والی ہیں مگر وہ اس تجویز کو اپنی مصروفیت اور کثرت کام کیوجہ سے پورا نہیں کر سکتے الحکم کے ذریعہ اوس کے ابتدائی نمبروں میں براہین احمدیہ کے چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا۔ لیکن من بعد خواجہ صاحب کا ارادہ سمجھ کر ہم نے اون کا زیادہ خیال نہ کیا۔ اب چونکہ خواجہ صاحب کی عدیم الفرصتی نے ان کو اس مبارک تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے ہم نے پھر عزم بلکہ عزم بالجزم کیا ہے کہ اس سلسلہ کو شروع کریں اس لئے ہم براہین احمدیہ اور ان کتب کو دوبارہ چھاپنا شروع کرینگے جو قریب الختم یا بالکل ختم ہیں فی الحال ہم شہادۃ القرآن کے چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں اسلئے جو جو صاحب شہادۃ القرآن کے خریداری کے شائق ہوں وہ اپنی درخواستیں ہمارے پاس بھیجدیں اور ایسا ہی جو صاحب اس سلسلہ کے حامی ہوں یعنے ہر ایک طبع شدہ کتاب کی ایک یا متعدد جلدیں خریدنے پر آمادہ ہوں وہ بھی اطلاع دیں تا اونکے نام درج رجسٹر کئے جائیں قیمت کتب کے لئے یہ لحاظ رکھا جائیگا کہ موجودہ قیمت سے دو ثلث سے زیادہ نہ ہو اور کم جسقدر ہوسکے ہو براہین احمدیہ کو جس اسلوب اور ڈھنگ پر ہم چھاپنا چاہتے ہیں وہ اگلے نمبر میں مفصل اشتہار کے ذریعہ ظاہر کرینگے +

ایک ضروری گذارش

انسانی ارادے اور وعدے بسا اوقات انسان کو شرمندہ کرتے ہیں۔ ہمارے ناظرین اخبار کے بدیر پہونچنے پر شکایتی خطوط لکھنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس میں حق پر ہیں لیکن اگر وہ ذرا سا ہماری مجبوریوں کا بھی اندازہ کریں تو ہمکو بھی معذور سمجھیں۔ قادیاں جیسے گاؤں میں پریس اور اوسکے ذ فتوںل کا اندازہ آسان امر نہیں۔ ایک پریس مین اور بہت سے کام کیا ناردصد پارکا عالم ہو رہا ہے اور ابھی ڈاکخانہ سے باقاعدہ رعائتی محصول داخل کرنے کی منظوری بھی حاصل نہیں ہوئی اخبار ٹکٹ لگاکر روانہ کرنا پڑتا ہے جس میں دوچند اخراجات کا تحمل ہونا پڑتا ہے۔ بہر حال ابھی تک اخبار کی باقاعدہ اشاعت کی ناظرین کیا خود ہمکو شکائیت ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عمداً ایسا کرتے ہیں۔ اخبار کے جسقدر باقاعدہ اور بروقت اشاعت کا ہمکو خیال ہے ناظرین کو نہیں ہوگا مگر ہم مایوس نہیں وہ کارساز خدا جسنے الحکم کو اپنے اصلی مرکز پر پونہچایا ہے تاکہ وہ اپنا مشن کامل طور پر پورا کر سکے ایسے اسباب بہم پونہچا دے گا۔ جو اسکی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہو جائینگے اس لئے ہم اپنے ناظرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ گھبرائیں گے نہیں اور نہایت صبر اور استقلال سے دیکھیں گے کہ الحکم کیا ہوتا ہے - اور کیا کرتا ہے - خدا کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ الحکم اگر خدائے تعالےٰ ہی کی رضا جوئی اور اسکے قائم کردہ مشن کے اعلائے کلمہ کے لئے جاری ہوا ہے تو یقیناً یقیناً وہ کامیاب ہوکر رہیگا وما توفیقی الا باللہ هو نعم المولی و نعم الوکیل۔

میاں احمد اللہ امرتسری کی ملاہٹ اور کوتے ہتھیار وں سے حق مجادلت

نہ پنداری کہ چشمش رسم عیاری نمیداند
نماند آنچناں خود را کہ بیداری نمیداند

ہمارے ناظرین میاں احمد اللہ صاحب سے ناواقف ہوں تو اتنا ہی ذکر اونکے انٹروڈیوس کے لئے کافی ہے کہ وہ امرتسری گروہ (فرقہ غیر مقلدین) میں مولوی غلام علی صاحب مرحوم کے معاون اور غزنوی ملائونمیں جنکے امام تھے جہاں سے سید نامرالصاحب سلمہ ربہ کی تعریف اور بعض مخفی رنجیدہ دماغیوں کی وجہ سے غزنوی گروہ نے انکو مضمون غلط کی طرح نکال دیا اور اونکا یہ خروج متولیان مسجد میں نیا چاند چڑھانیکا موجب ہوا اور ایسا گل کھلایا کہ ایک گرکو دو فریق بن عدالت تک جانا پڑا - اور مدت تک ال مقدمات کی طرح اخراجات کا زیر بار ہونا پڑا - اس ساری روئیداد کا مقدمۃ الجیش بھی خروج تھا۔ الغرض مسجد سے نکل کر کچھ عرصہ تک ہماری جماعت سے احمد اللہ صاحب ملتے ملاتے رہے پھر یکایک اونکی زندگی میں اس پیرانہ سالی میں ایک روانی اور شیخی ہوئی حسرتیں اور بجھے ہوئے ولولے دوسروں کی دیکھا دیکھی جوان ہوئے اور جھٹ مخالفت کا لباس پہن کر هل من مبارز کہتے ہوئے میدان میں اُترے - خود ہم سے بارہا گفتگو ہوئی مگر وہ حق کی مخالفت میں کہاں کامیاب ہوسکتے تھے آخر لاجواب اور ساکت ہوئے پھر ہم سے بات کرنا تو در کنار ہمارا وجود اون کے لئے موت نظر آتا تھا۔ با ایں ہمہ مخالفت میں ایسی حد سے بڑھے کہ ٹھٹھہ مارنے سے بھی عار نہ رہا۔ چنانچہ میاں نبی بخش کا معاملہ الحکم کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے غرض یہی میاں احمد اللہ ہیں۔ ہمارے دوران قیام امرتسر میں احمد اللہ صاحب مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر تو بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے مگر سامنے آنے سے ڈرتے تھے آخر دسمبر ۹۷ء کے اواخر میں مولانا محمد احسن امروہی نے خود ان کے مکان پر جاکر یہاں تک آپ کی گت بنائی کہ انکو ان آواخر ایام عمر میں کیا ہو سکتی یہاں تک کہ قادیاں آنے کا وعدہ کیا جس پر مولانا محمد احسن نے کہا کہ ہم آپکو اپنے کندھوں پر بیٹھا کر لے چلیں گے مگر پاس سے کسی زمانہ ساز نے کہا کہ نہیں کچھ ضرور نہیں الغرض ہمارے قادیاں چلے آنے کے بعد میاں احمد اللہ نے بظاہر میدان خالی پایا - اور ہمارے ایک نوجوان بھائی میاں غلام محمد امام مسجد کو اپنے دم میں لانا چاہا مگر دال گلتی نہ دیکھ کر اوسکے خلاف اور بے سود کوششیں کرنی چاہیں مثل مشہور ہے ملا کی دوڑ مسجد تک جب انکو کوئی راہ گریز نہ ملی تو یہ تدبیر کی کہ کسی طرح سے اسکو مسجد سے نکال دیا جاوے پہلے تو اسکو سمجھاتے بوجھاتے رہے مگر جب اوسکی طرف سے دندان شکن جواب ملے تو پھر وہی چوہوں والی کونسل بنانیکی تجویز کی اور ادھر اودھر رقعہ بازیاں کرنے اور فتوے دینے کی گیدڑ بھبکیاں دینے لگے جب اوسنے مسجد کی بھی پرواہ نکی تو پھر ایک اور چال چلی گئی - کہ ہمارے مخدوم جناب خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب اونریری مجسٹریٹ کی معرفت دھمکی دلوائی چاہی شیخ صاحب جو امرتسر کے سمجھاتور کی ناک ہیں اونکے بہروں میں ایسے آنے والے نہ تھے اور نہ ہیں - القصہ یہ لوگ جب اور کچھ پیش نہیں جاتی دلائل و براہین سے غالب نہیں آسکتے تو پھر بیہودہ طور پر گردن کی رگیں پھلا کر شور مچایا کرتے ہیں ہم کو

افسوس ہے میاں احمد اللہ صاحب اس آخری عمر میں بھی عمدا تری سے کام نہیں لیتے۔ اور نہیں دیکھتے کہ دن بدن اُنکا مخالف فریق جسکو وہ حق پر نہیں سمجھتے کیسی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اور آسمان کس طرح پر انکی امداد پر جھکا ہوا ہے اور کیونکر اُسکے مخالف ذلیل اور خوار ہوتے جاتے اور ہر میدان میں شکست پر شکست اُٹھاتے اور نیچا دیکھتے ہیں۔ گر راج ہٹ ۔ بال ہٹ ۔ تریا ہٹ براوں کی ملاہٹ مستزاد ہی ہوتی چلی جاتی ہے۔ خدا اُنکی حالت پر رحم کرے اور انکو چشم بینا عطا کرے آمین۔ میاں احمد اللہ صاحب آپ خوب یاد رکھیں کہ ان حکمت نمائیوں میں آپ ہی کو نیچا دیکھنا ہوگا۔ خدا راست باز ول کو ضائع نہیں کرتا۔ مگر ہاں حق کی مخالفت کرنے والا نادان تباہ کیا جاتا ہے۔ اسلئے آپ خوف خدا کو دل میں جگہ دیں اور اس آخری عمر میں کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو انکار کے خطرناک جوئے سے رہائی پاؤ آخر میں اوس مامور من اللہ کے الفاظ میں آپ پر حجت پوری کیجاتی ہے ٭

سہ

یار و خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟	خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟	حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے	آخر قدم بصدق اُٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات	کچھ ہوش کر کے عذر بناؤ گے یا نہیں؟

قتل لیکھرام کی سالگرہ

۶ مارچ ۱۸۹۸ء کو لاہور کے آریوں نے قتل لیکھرام کی سالگرہ منائی اچھا ہوا۔ یہ بھی قدر دانی ہے ساٹھ ہی لیکھرام دیانند سرستی سے بھی بڑھ گیا۔ بیچارے سوامی صاحب کی ایسی یادگار قائم نہیں ہوئی تھی۔ یہ قومی قدر دانی ہے۔ مگر یہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ آیا گوشت خور پارٹی نے بھی اس غم و ہم میں حصہ لیا یا نہیں۔ اور اپنا وہ خیال کہ لیکھرام میموریل فنڈ کا چندہ واپس دیا جاوے۔ بدل لیا۔ یا اسی پر قائم ہیں۔ بہرحال یہ نئی رسم کی سالگرہ پنجاب میں بیع ہی ٭

محمود کی آمین ۔ دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے قیمت ۱؎ درخواست بنام مینیجر الحکم کے نام ہو ٭ اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں (جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں) اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے سرمن (خطبے) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہونگے۔ اور اگر ہمارے احباب توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجاویں اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ر فیصدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کے مفت تقسیم کر دیا کریں مادر تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھاپنا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم ہی اُس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے ٭
مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو ٭

ضرورت

میں کسی نو مسلم یا شریف نابی کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ماہوار آمدنی دو بارہ روپیہ ہے اور لڑکی کی کوئی شیخ ہوں مجھکو شناسائی پیدا نہیں کرتی کسی قوم کی ہو بلکہ میں اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں لڑکی کا باپ پہلے اس کو علیحدہ میری عمر قریباً ۲۰ سال کی ہے۔ خط کتابت **فضل الٰہی کلانوری معرفت مینیجر الحکم قادیان اوان**

گورنمنٹ پنجاب سے ضروری گذارش

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

یہ امر گو متعدد مرتبہ گورنمنٹ کی توجہ کیلئے نہ ایسے لئے بلکہ اپنی ارادت کیش اور عقیدتمند جماعت کی وفاداری اور خیر خواہی کے اظہار کیلئے ہمارے سید و مقتدا **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے بذریعہ عرضداشت ہائے مطبوعہ پیش کیا کہ وہ جماعت جو سیدنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کے ہاتھ پر بیعت کنا ہوتی ہے تو یہ در بنی نوع انسان سے سچی بھلائی۔ بغاوت اور شرارت کی ارادوں اور خیالوں کو دور کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتی ہے اور ایسے دلی کسی ایسے **امام مہدی یا مسیح کی آنیکے خیالات دور کرتی ہے۔ جو آکر فتنہ و فساد یا جنگ و جدال کرے۔ اور جہاد بالسیف کا حکم دے** ۔ گورنمنٹ کی لئے ایک مبارک جماعت ہی ہے یہ امر گورنمنٹ سے مخفی بھی نہیں کہ اس جماعت کا **امام** یعنی مرزا غلام احمد صاحب ابن مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم ایک ایسے خاندان کا چشم و چراغ ہے جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیر خواہ اور جانفروش دوست رہا ہے مگر بعض کوتہ اندیش لوگوں کی پیشہ دوانیوں اور بعض منصوبوں کی وجہ سے ایسے خیالات رکھتے ہیں کہ کوئی تاج و تخت کا خواہشمند **مہدی یا مسیح** آئیگا اور جنگ و جدل کرتا پھریگا۔ اور اسلئے سیدنا مرزا صاحب کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کیساتھ پوری وفاداری اور خیر خواہی سے سلوک کرنیکی تعلیم دیتا ہے بلکہ وہ اپنی شرائط بیعت میں یہ امر داخل کر دیا ہے کہ جو آدمی کسی قسم کی **بغاوت** کا خیال رکھتا ہو وہ میری بیعت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اندیشہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری برگزیدہ جماعت پر پولیٹیکل نکتہ چینیوں کے تیر چلائیں سیلئے اس امام الوقت نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اُس اور اسکی جماعت کو خیر خواہی اور خیر سگالی میں فرد پائیگی اور اپنے اس بیان کے مؤید کرنیکی لئے ظاہر کیا ہے کہ **اولاً** سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دوست رہا ہے۔ **ثانیاً** وہ اپنے مذہب کے پابند میں صلح اور سلامتی کی تعلیم دیتا اور اپنی محسن گورنمنٹ کی شکر گذاری اور اطاعت کی ہدایت کرتا ہے اور **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** کا حکم دیکر اپنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت سے کبھی انحراف کا چارہ نہیں۔ **ثالثاً** خدا تعالیٰ نے اُسے ایسے منصب سے سرفراز فرمایا ہے جو **جہاد بالسیف یا جنگ و جدل** کو مٹانیوالا ہے اور اسی لئے کوتاہ اندیش مخالفوں نے اسکو ستایا ہے **رابعاً** عملی طور پر اپنی جملہ تصانیف میں جو ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کثیر التعداد کتابیں چھاپ کر ممالک اسلامیہ میں پھیلائی گئیں ہیں جنمیں **مخالفت جہاد**

ہمارے نام ایک شفقت نامہ

اگرچہ ضروری نہ تھا۔ کہ ہم اپنے کسی پرائیویٹ رنج، خط کو شائع کرتے لیکن چونکہ اس شفقت نامہ سے جو ہدایت نامہ کی شکل میں ایڈیٹر الحکم کے مہربان باپ سے بھی بڑھکر شفیق عم مکرم ... میاں مولا بخش کلارک لاہور نے لکھا ہے۔ اون لوگوں کے لئے بھی جو دارالامان میں رہتے ہیں۔ چند نصیحت اور ہدایت کی باتیں مل سکتی ہیں۔ اس لئے اوس خط کے چند فقرات شائع کرتے ہیں۔

وہو ہذا

عزیز القدر اطال عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ تو **امن کے گھر میں** ہے۔ جو ایک طرح سے باغ عدن کی استراحت سے کم نہیں۔ مگر چونکہ یہ باغ عدن دنیا میں ہے۔ اس لئے شیطان کی آزمائش کا بھی اندیشہ ضروری ہے۔ مبادا کوئی **مار سپیرٹ** اس میں بھی گھسکر ڈنگ مارے اور پھسلا جاوے۔ اس لئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ سب پھل کھانا مگر **تمیز** (خود پسندی)، **خود بینی** اور **عیب چینی** کا پھل نہ کھانا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ **انسان** اول کی طرح جنت سے نکالا جاوے۔ (ربنا لاتشمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین آمین) .... قادیان رہتے ہیں تجھکو یہ بھی تاکید کرتا ہوں کہ زیادہ اختلاط عوام الناس سے کرنا اچھا نہیں۔ نہ تکبر و انانیت کے رو سے بلکہ بے جا بے تکلفی کے سبب سے کیونکہ بے تکلفی سے بے لطفی پیدا ہو جاتی ہے جس کا آخری نتیجہ بدمزگی۔ رنجش و بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر تنہائی اور خلوت میں لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنا چاہئے۔ اپنی سیلف ریسپکٹ کا خیال بھی ضروری چیز ہے۔ حضرت امام الزمان مرزا صاحب سلمہ الرحمٰن کے وعظ و پند سے مستفیض ہونا اور اونکی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہونیکی سعی کرنا چاہئے۔ اور مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب اور سید محمد احسن اور مرزا خدا بخش جیسے اشخاص کی صحبت سے اخص فیض اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ علاوہ دنیوی امور میں تجربہ اور وجاہت رکھنے کے دینی امور میں صادق (فتنہ سخ الایمان) ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً اول الذکر دو صاحب تکبر سے بچنا تکبر سے بچنا تکبر سے بچنا۔ سب سے خندہ پیشانی سے ملنا اور اخلاص سے رہنا مقدم ہے۔ میں تجھکو ڈراتا ہوں۔ کہ ہر ایک کام خشیۃ اللہ سے شروع کرنا چاہئے۔ کھانا پینا چلنا پھرنا بولنا ہنسنا۔ غرضیکہ ہر ایک فعل میں الٰہی خوف ہو۔ کیونکہ سلیمان کہتا ہے خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے اور قرآن کہتا ہے جسکو حکمت دی گئی اوسے خیر کثیر دی گئی۔ پس ہر وقت خوف الٰہی اور خشیۃ اللہ حقیقی طور پر نہ ریاکاری اور ظاہر داری کے طور پر تیرا اوڑھنا بچھونا ہو تا خدا تجھ پر الطاف و اکرام کی بارش کرے۔ اور تجھے زمانے کے امام کے پاس رہنے کی حقیقی توفیق دے۔ اور تو اوس مطلب و غرض کو سمجھ لے جو ایسے لوگوں کے پاس رہنے سے ہوتا ہے۔ **امام** کے پاس بیٹھنا اوس کے ساتھ کھانا کھانا۔ کوئی مشکل کام نہیں۔ مگر حقیقت کے رو سے بڑا کٹھن اور خطرناک ہے ہر وقت دعا مانگنی چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ صدق نیت عطا کرے اور ایسا نہ ہو۔ کہ ہم کسی کے لئے ٹھوکر کا پتھر بن جائیں۔ یہودا اسکریوطی بھی مسیح کے ساتھ کھانا بلکہ چھاتی پر لیٹتا تھا۔ بہشت کی کنجیوں کا وارث ... پطرس بھی تو مسیح کے ساتھ رہتے تھے۔ پس ہمیشہ دعا اور استغفار کرنی چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس **مبارک عہد** پر **جو امام الوقت** کے ہاتھ پر کیا ہے ہم کو قائم رکھے۔ دارالامان میں رہنے پر کبھی ناز نہو۔ ایسا ناز جو تکبر اور انانیت پیدا کرے۔ ایسی رہائش سے وہ بات حاصل کرنی چاہئے۔ جو فخر کے قابل ہو حکیم صاحب سے خصوصاً بردباری کا سبق سیکھنا چاہئے۔ کسی کو اخبار دینے میں اس امر کا لحاظ رکھو کہ منت و الحاح سے نہ دیا جاوے۔ میں اس کو شرک سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ اللہ پر توکل اور بھروسہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کسی کو اپنی ضرورتوں کا متکفل نہیں بنانا چاہئے۔ اور نہ اوس کی رضا جوئی کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مطلب کو پیش نظر رکھ کر کوئی کام کرنا چاہئے۔ نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ مگر وہ ان کے لئے ہی مولیٰ اور وکیل ہوتا ہے۔ جو اوس سے رشتہ عبودیت کا سچ مچ گانٹھ لیتے ہیں۔ بجز اس کے ایسا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اب میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھکو زیادہ تاکید کروں۔ تو خود ان باتوں پر غور کر اور سمجھ اپنا مسلک السداد متری الواحد بنالو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اللہ تعالےٰ تمہارا حافظ و معین ہو۔ ۲ بین۔ عاجز مولا بخش از لاہور

پوسٹل اتھارٹیز توجہ فرماویں

برانچ پوسٹ آفس قادیان ایک متدین (پبلک) بنشنر کے ہاتھ میں ہے جنکے حسن سلوک سے وہ ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز سمجھا جاتا ہے۔ اپنے کام میں مستعد اور ہوشیار ہے۔ باوجودیکہ ڈاکخانہ قادیان کا انتظام و انصرام اس قابل ہے۔ کہ اوسکو مستقل پوسٹ آفس بنایا جاوے۔ مگر ہم نہیں جانتے۔ ابھی تک پوسٹل اتھارٹیز کے زیر نظر کیا ہے۔ جو ڈاکخانہ کو مستقل نہیں کیا جاتا۔ اس وقت قادیان میں **تین سکول دو پریس** اور ایک اخبار جاری ہیں۔ اور ڈاک کی روانگی اور آمد تمام علاقہ سے زیادہ ہے۔ پھر نہیں معلوم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار الحکم کو رعایتی محصول کی شرح سے قادیان میں فائدہ اٹھانے سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ قادیان کے برانچ آفس کے کاروبار کی کثرت اس قابل ہے۔ کہ وہاں کے برانچ آفس کو مستقل بنایا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پوسٹ آفس توجہ فرماویں گے۔ اور اس برانچ پوسٹ آفس کو ہیڈ آفس بنانے کی تجویز کرینگے ٭

بدمعاش دلیر ہو چلے

کلانور کے علاقہ سے خوفناک ڈکیتیوں خبریں سنی گئی ہیں

بدمعاش اور اوباش آدمی دلیر ہوتے جاتے ہیں جنکے انسداد کیلئے پولیس کو بہت توجہ کرنی پڑے گی۔ اور قصبات میں بھی پولیس کی طاقت کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ دیہات کے چوکیدار جو پولیس فورس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں بالکل لاپرواہ اور لاشے محض سمجھے جاتے ہیں۔ اور نہ وہ امور امن عامہ کی طرف چنداں توجہ کرتے ہیں۔ بلکہ کر سکتے ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرض منصبی کو نمبردار یا ذیلدار۔ یا کسی بڑے لالہ صاحب کی خدمات کی بجا آوری سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ اور اون کو اون خدمات سے اتنی فرصت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے ذاتی اور منصبی کام پر توجہ کریں یہی وجہ ہے۔ کہ بدمعاش دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ رات کے بارہ بارہ بجے تک شراب فروشی کی دوکان کھلی رہتی ہے قمار باز دل کھول کر کھلے بندوں جوا کھیلتے ہیں۔ اور چوکیداروں کو ادنیٰ غلام سے بھی بدتر سمجھتے ہیں کیا اچھا ہو۔ کہ چوکیداروں کے اختیارات ذرا وسیع کر دئے جائیں۔ اور کوئی متدین آدمی

سرمن (خطبہ)

جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایدہ اللہ بروح منہ سیالکوٹی نے ۱۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو بروز جمعہ پڑھا جزاھم اللہ احسن الجزا

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد والہٖ واصحابہ اجمعین ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ انا ھدنا الیک ط قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء فسأکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم باٰیٰتنا یؤمنون ۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یأمرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون (سورۃ اعراف)

(ترجمہ)

ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ اور آخرت میں بھی نیکی لکھ یقیناً ہم تو تیری ہی طرف متوجہ ہو گئے ہیں خدا نے کہا میں جسکو چاہوں اپنا عذاب دونگا اور میری رحمت سب چیزوں پر پھیل گئی ہے پس میں اپنی رحمت متقیوں اور زکوٰۃ دینے والوں کے لئے لکھ دوں گا جو پیروی کرتے ہیں الرسول کی جو امی ہے جسکو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات اور انجیل میں اُن کو معروف کا امر کرتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ستھری چیزیں اُنکے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور اُن بوجھوں اور غلوں کو اتار پھینکتا ہے جو ان پر تھے۔ جو لوگ اوس پر ایمان لائے اور اُسکی تائید کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی لوگ فلاح اور نجات پائیں گے +

ان آیات میں غور کرنے سے بڑے عظیم الشان فلسفہ حاصل ہوتے ہیں۔ رسول کی ضرورت ۔ اسلام کی ضرورت رسول کے آنے سے پیشتر دنیا کی کیا حالت تھی؟ کیوں ایک وارث کتاب قوم تباہ ہوئی؟ کیوں اُس سے وہ نور چھینا گیا؟ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین اوس نور کے وارث ہو گئے؟ یہ مہتم بالشان امور ان آیات میں تدبر کرنے سے خوب حل ہوتے ہیں ان آیات سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے ساتھ بہت بڑا ذکر ہے (جو تمثیلی رنگ میں اور بالک گہری نظر میں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کا پیشگوئی کے طور پر ایک ذکر ہے) خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے بہت بڑے وعدے کئے تھے منجملہ اون وعدوں کے فرعون کی غلامی سے چھوڑا کر بالمقابل اوس پاک سرزمین کا وارث بنانے کا وعدہ تھا جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اس وعدے کا ایک بڑا حصہ پورا ہوا یعنے اُنہوں نے موسیٰ کی طفیل اوس بڑی غلامی سے نجات پائی اور خدا نے انہیں مصر کے آہنی اور جلتے ہوئے تنور سے نکال لیا۔ لیکن دوسرا حصہ جو تکمیل وعدہ تھا اور جو ایک عظیم الشان فضل تھا یعنے بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہونا اور اُن نعمتوں سے متمتع ہونا جو اوس سرزمین میں پائی جاتی تھیں پورا نہ ہوا! کیوں؟ کیا خدا کی طرف سے ظلم ہوا؟ یا خدا تعالےٰ نے بے وجہ اُنکی کامیابی کی راہیں روک ڈالدی اس کا مفصل بیان اس سورت میں درج ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنی نالائق کرتوتوں سے اپنے تئیں اس قابل بنا لیا کہ وہ اوس وعدہ کی زمین کو نہ دیکھ سکے اور خدا کی غیوری نے اجازت نہ دی کہ اوس خطا کار قوم کو بیت المقدس کی سرزمین میں داخل کرے یہ عظیم الشان وعدہ جو ایک الوالعزم نبی سے کیا گیا تھا۔ یعنے موسیٰ علیہ السلام انکی کرتوتوں کے وجہ سے پورا ہونے سے رہگیا۔ اور خود وہ نبی جسکے منہ اور ہونٹوں سے اس وعدہ کے الفاظ نکلے تھے اپنی آنکھ سے اوسکی تکمیل نہ دیکھ سکا۔ اس مقام پر غور کرنیوالے دلوں اور فکر کرنے والی طبیعتوں میں بہت بڑی گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مومن کی روح کانپ اٹھتی ہے کہ جب ایک عظیم الشان نبی موسیٰ جیسا کلیم وعدہ کی زمین میں نہیں پونہچ سکا پھر خدائے تعالےٰ جو رحمان و رحیم خدا ہے کیا اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا؟ وہ تو فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد مگر قوم کی بدکاریاں اور شوخیاں اپنے ہاتھوں ایسے سامان بہم پونہچاتی ہیں کہ سنت اللہ اسوقت ایک مخفی شرط سے جو اس وعدے کے اندر ہوتی ہے کام لیتی ہے اور یہ لاتبدیل اور لاتحویل قانون ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں سے استفادہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے یہ قاعدہ ہم عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہوا بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی چیز سے وہ کام نہیں لیتے جو اوسکی غائت وغرض ہے یعنے یا اوسے بیکار چھوڑ دیتے ہیں اور یا اوسکا غلط استعمال کرتے ہیں تو وُہ ضرور بیکار اور نکمی ہو جاتی ہے دیکھو ایک سنیاسی اپنا ہاتھ اونچا کیے رکھتا ہے اور اُسے بے حس و حرکت چھوڑ دیتا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے اور اوس میں حس حرکت کی قوت زائل ہو کر انسان کو ان تمام فوائد سے محروم کر دیتی ہے۔ جو مقصود تھے اسی طرح جو قوم یا آدمی اپنے قوائے کا درست استعمال نہیں کرتا تو وہ خدا تعالےٰ کے ایک قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی سزا دو قسم کی دیجاتی ہے۔ اول اوس بداستعمال سے اون نتائج بد کا مترتب ہونا جو اس کا خاصہ ہیں دوئم اون مفاد سے محروم رہ جانا جو اس سے مقصود نہیں تھی دالنت میں سزا و جزائے اعمال کا یہی ایک راز اور قانون ہے دُنیا میں بھی فائز المرام اور کامیاب وُہی انسان ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو برباد نہیں کرتے اور آخرت میں بھی فلاح وُہی پانے والے ہیں ہم نے غور کرنے کے بعد نیکی کی فلسفی بھی سمجھی ہے کہ قوائے انسانیہ سے وُہی کام لیا جاوے جو اُنکا اصل مقصد ہے ۔ اور اوسکی ضد بدی ہے یہ بحث ایک علیحدہ مضمون ہے جو اس مختصر میں نہیں آ سکتا ایڈیٹر

اس سنت اور چال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں اور پیروؤں کی بد یا رشد کی کامیابی کیلئے ایک روک ہو جاتی ہیں جماعت کی بے حیائی اور بے باکی جماعت کو اون وعدوں سے محروم رکھتی ہے جو اوس سے ہوئے ہیں یہ مضمون مسلمانوں اور ہم لوگوں کیلئے خصوصاً بہت ہی غور کے قابل ہے۔

اس پہاڑ پر موسےٰ ستر آدمیوں کو منتخب کرکے لیگئے اور وہاں خوفناک نظارہ دکھلائی دیا جو حقیقتہً باریک اشارہ تھا کہ یہ لوگ تجلیات الٰہی کے تحمل کے قابل یا نعمائے خدا تعالےٰ کے وارث ہونیکے قابل نہیں ہیں رموز شناس موسےٰ نے اس اشارہ کی تہ میں پہنچ کر یہ دُعا کی واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ۔ اس دُنیا میں جو وعدے تو نے مجھسے کئے ہیں کہ ہم تمکو مظفر و منصور ہوں اور دشمن کے قبضہ سے سرزمین موروث کو چھڑا سکیں ہمارے لئے قطعی طور پر انہیں پورا کر۔ اور ہمارا انجام بھی اچھا ہو یعنے ایسا نہ ہو کہ قوم دنیوی کامیابیوں کے نشہ سے سرشار ہو کر روحانی خوبیوں اور انجام کار سے غافل ہو جائیں جیسا کہ کامیاب قوموں کے حال آخر کار ایسی ثابت ہوئی ہے بلکہ ہمارے لئے دین و دُنیا دونوں جمع کر۔ (حضرت مولانا صاحب کے اس استدلال سے کہ دنیا میں نصرتیں اور فتوحات دے بعد غور ہم یہ نتیجہ نکالتے

[illegible] کسی بنیریا وعلاج کو کسی کے لئے پورا کرنا چاہتا تو اس [illegible] وہ سامان بہم پہونچا دیتا ہے۔ چونکہ **دعا** [illegible] اسباب کے ایک سبب ہے۔ جو **فطرتی جوش** کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس لئے اون میں اس قسم کی دعا کی حالت کا طبعاً پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس سے دنیوی فتوحات اور تائیدات ہی مراد تھیں۔ اور اسی لئے ھذہ الدنیا کا لفظ بھی منہہ سے نکلا۔ ایڈیٹر) رسول اللہ صلے اللہ سے بھی کہیں مدینہ کے ستر آدمیوں نے اس گھاٹی پر مخفی بیعت کی۔ اور آپ نے انہیں بدنی قوموں کو تبلیغ کرنے کے لئے منتخب کیا اور خدا نے قوم بنی اسرائیل کے خلاف دنیا اور آخرت کے دونوں قسم کی حسنہ اُن کے حق میں پوری کی۔ یہ باتیں اور تشبیہی واقعات غور کے قابل ہیں۔ مگر اللہ تعالے کا جواب بہت ہی قابل غور ہے۔ **قال عذابی اصیب بہ من اشاء**۔ وہ تو کہتے ہیں۔ کہ اے خدا ہم تو صراط مستقیم پر آگئے مگر بیت ابتلائی ہے۔ کہ نہیں یہ قوم اپنے اعمال اور افعال سے اوس حسنہ کی مستحق نہیں اور بیت المقدس کی پاک سرزمین میں داخل ہونے کے ...... قابل نہیں ہیں بیشک میری رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن میرا قانون تقاضا کرتا ہے۔ کہ میرے رحیمانہ وعدے متقیوں اور حقوق عباد پر نگاہ رکھنے والوں کے لئے مکتوب یعنی قطعی ہوتے ہیں۔

میری رحمت جو حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرہ پر مشتمل ہے وہ متقیوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کی کامیابی اور فتوحات بھی ان ہی لوگوں سے خاص کر دی گئی ہیں۔ اور بنی اسرائیل میں متقی نظر نہیں آتے۔ اسی لئے میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرۃ ایک متقی قوم سے مختص کرتا ہوں۔ اور وہی وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوگی جسمیں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہیں۔ وہ راست باز قوم کون ہے ۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا الآیہ یعنے وہ راست باز وہ لوگ ہونگے جو الرسول النبی الامی کے متبع ہونگے جس کی نسبت پیش گوئیاں توراۃ اور انجیل میں مذکور ہیں۔ حکم کرتا ہے اُن کو نیک باتوں کا۔ اور روکتا ہے بری باتوں سے۔ یہ مضمون بہت ہی قابل غور۔ اور وسیع ہے۔ اور یہ خطبہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں چند امر نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔

ان آیات میں بہت الفاظ قابل غور ہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ الرسول۔ النبی۔ الامی۔ یہ نام ہمارے سید و مقتدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہیں۔ اور آپکی دعوت تبلیغی کی تفصیل یہ ہے۔

تحلیل الطیبات۔ تحریم الخبائث۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر اور بوجھوں کا اوتار پھینکنا اور طوقوں کا توڑ ڈالنا۔ یہ پانچ کام ہیں جو اس رسول کو پورے کرنے ہیں۔ الامی نام رکھنے سے یہاں یہ بھید معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اوس مغرور قوم کا جو توراۃ کی وارث کہلاتی ہے اور علوم سماوی کا مخزن بنتی ہے صرف ڈھانچہ ہی ڈھانچہ رہ جائیگا اور معرفت کا نور اُن سے چھین لیا جائیگا اور اسکی قائم مقام اور وارث وہ قوم بنے گی جو یہ صفات خمسہ اپنے اندر رکھیگی اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے پڑھ لینے یا لمبے کرتے اور دراز دامن چغے پہننے سے دل کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور خدا کی نظر پڑھ پڑھ کر بڑی بڑی باتیں کرنیوالے پر نہیں پڑتی بلکہ وہ تو دل کی تہ تک پہونچتی اور اسکو ٹٹولتی ہے کہ آیا اوس میں پاکیزگی کا نور ہے یا نہیں۔ وہ اپنی باتیں متکبر بڑے ہوؤں اور پنداری عالموں سے در پنہ رکھتا ہے اور امیوں اور خالی برتن والوں کو اپنی معارف کا گنجینہ دار بناتا ہے وہ جو بڑی بڑی حدیث دانی اور اسفار خمسہ اور مجامیع و مسانید کے کوٹھی دار ہونے کا دم مارتے ہیں ایک گاؤں کے رہنے والے سادہ اور پاک برگزیدہ کی شناخت سے محروم رکھے جاتے اور بے نفس رسمی علوم سے پاک ان پڑھ اسکی شناخت اس کی محبت اور لوازم محبت سے بہرہ مند ہوتے ہیں سچی پاکیزگی اور حقیقی طہارت گناہوں سے پوری نفرت کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ جبر کا تسلط عرش دل سے اٹھا دیا جائے اور ہر ایک قسم کی ریا اور بدکاری۔ بے ایمانی غرانیہ کے راہوں سے پوری کنارہ کشی ہو۔ یہی مستقیانہ زندگی ہے۔ جو کسی قوم کو خدا کے وعدوں کا وارث بناتی ہے۔

امی کے لفظ پر غور کرنے سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے (واللہ تعالے بہتر جانتا ہے) کہ بنی اسرائیل کی وارث ہونیوالی قوم ایک سادہ اور پاک قوم ہوگی تکلف اور تصنع کے راہوں اور رسمی علوم وفنون سے انہیں سروکار نہ ہوگا اور اسلئے رعونت اور انانیت اور تعلی اور تکبر اونکے پاس نہ آئے گا۔ اور وہ رسول جو اس قوم کو وعدہ کی زمین کا وارث بنانے والا ہے تمام دنیوی تعلیموں سے سادہ آئے گا۔ وہ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہ ہوگا۔ نہ اُسنے کسی پر تکلف گدی نشین کے آگے مریدی اور خادمی کے زانو تہ کئے ہونگے اور اُسے زیبا ہوگا اور اُسکا استحقاق ہوگا کہ یہ کہے ؎

چوں جاجتے بود باد بینگمرا + من تربیت پذیرز رب مہیمنم

یہودی رسمی علم کے گھمنڈ سے امی عرب کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے اور اعتقاد کرتے نہیں سکتے تھے کہ ایسی قوم کبھی خدا تعالے کے فضل کی مورد بن سکتی ہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ نبوت اور ولایت اور امامت کے ابدی ٹھیکہ دار وہی ہیں اور شاہی یونیورسٹی کے سرٹیفکیٹ سے کوئی ایسے دعاوی کا حقدار نہیں ہو سکتا عجیب بات ہے کہ جیسے وہ احبار اللہ اور ابنا اللہ کہلاتے اور اس نازسے اپنے تئیں معصوم محفوظ جانتے تھے لازماً افعال میں ایسے گر گئے تھے کہ عربوں سے معاملات میں بے ایمانی اور دغا اور فریب کو ناجائز نہ سمجھتے تھے۔ افسوس ہمارے زمانہ کے مثیل الیہود بہشت کے ٹھیکہ داروں کا بھی یہی رویہ اور چال ہے۔ یہود کو اسی تکبر اور بدچالی نے خدا تعالے کی نظر سے گرا دیا اور آخر اس اینٹ کو جسے مغرور معماروں نے رد کر دیا تھا عظیم الشان عمارۃ کے کونے کا سرا بنایا۔

(امی کا لفظ ام القری کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ صفت نسبتی ہے جسکا اشارہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے چنانچہ یرمیاہ نبی کے ۳۱ باب اور یسعیاہ کے ۵۴ باب اور گنتی کے ۱۱ باب اور استثنا کے ۱۸ باب میں اسکی طرف خاص اشارات ہیں اسی لئے الامی کا لفظ آیا یعنے وہ امی جسکا ذکر کتب سابقہ میں ہے ایڈیٹر)

سنو! اس زمانہ میں بھی اللہ تعالے نے ایک امام کو پیدا کیا ہے جو اُسی الرسول۔ الامی کی چال پر چلا ہے۔ اُسنے بھی ایک جماعت بنائی ہے اوسی طرح جسطرح خدا نے ارادہ کیا۔ مگر نادان مخالف اوس امام کو ایک اردو نویس منشی کہتے اور اسکی جماعت کو اُردو خوان لوگوں کی جماعت بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی جماعت کا سید احسن مثلاً (مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی) ایک اردو خوان منشی ہے اور وہ جو نورالدین کہلاتا ہے چند نسخہ جاننے والا طبیب ہے اور فلاں مدرسہ کے لونڈوں کو اُردو پڑھانے والا ہے۔ غرض کہاں تک بیان کروں اس تحقیر اور ہتک کا اندازہ بھی ہے جو اس مخالف جماعت نے اس امام اور اُسکی جماعت کی نسبت اختیار کر رکھی ہے۔ میرا دل اُنکے لئے تڑپتا اور میری روح اُن کیلئے رقت میں ہے کہ کاش وہ ان آیات کو پڑھتے اور تدبر سے ان میں نظر کرتے۔ امی قسم کی باتیں ایک قوم کی نسبت آج سے تیرہ سو برس پیشتر کہی گئیں مگر نظر اٹھا کر تو دیکھو کہ جنکی بابت کہا گیا اونکا کیا حال ہوا۔ اور جنہوں نے کہا وہ کہاں تک پہنچے وہ جو اپنے تئیں معزز و مقرب سمجھتے تھے اور بادی النظر میں تھے بھی ایسے

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدا جناب مسیح الزمان نے شائع کیا تھا اوس میں بالقاء رب جلیل سیدنا میرزا صاحب ایدکا اللہ بروح منہ نے بیعین کی فہرست اسمار منہ کو الیف ضرور بہ طبیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سیدنا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بلفظہ درج کرتے ہیں اور اسکی تکمیل کے طرق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونیکا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالے اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرادے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کرکے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر شدت ہو رہی ہے خیال بخدا اللہ تعالے کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اسلئے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کرکے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لئے ہمکو آسانی ہو۔

نمبر	ولدیت	سکونت مستقل	سکونت حال	تاریخ بیعت	کیفیت بیعت

ہم عنقریب یہ اشتہار جدا چھپوا کر بہ کثرت تقسیم کریں گے شروع اپریل سے ہم اس کام کو شروع کریں گے اور ردیف وار یہ کتاب مکمل ہوگی۔ اب ہم حضرت اقدس کی تبلیغ میں سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جو اس ضرورت کے متعلق حضور نے لکھا ہے + ایڈیٹر

وھو ھذا

اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر مخفی نہ رہے کہ اس عاجز سے خالصاً لطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں[1]۔ واضح ہو کہ بالقاء رب کریم و جلیل جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بعض سے جس نے انکو بہت ذلیل و کمزور کر دیا ہے نجات دے کر فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس سکونت مستقل و عارضی اور کسقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج یادیں اور پھر جب وہ اسمائے مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کرکے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتد بہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی ان کے

[1] جس مدعا کے لئے بیعت ہے یعنے حقیقی تقویٰ اختیار کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلئے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد رکھے اور اس وہم میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ اگر تقویٰ اور سچا مسلمان بننا پہلے ہی سے شرط ہے تو پھر بعد اسکے بیعت کی کیا حاجت ہے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت اس غرض سے ہے تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور بہ برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جز بنجاوے اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جسکو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدائے تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدائے تعالیٰ کی نظر میں بری و مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلئے ابتدائی تقا جسکو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدی للمتقین یہ نہیں فرمایا کہ ھدی للفاسقین یا ھدی للکفرین ابتدائی تقوےٰ جسکے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اسکے مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشأنا خلقا آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اسکے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے + فتدبر منہ

اسمار کی بھی فہرست تیار کرکے تمام مبائعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کیجاوے اور ایسا ہی ہوتا رہے۔ جب تک اسماء داخلین اپنے اندازہ مقدرہ تک پہنچ جائے یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگی اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اسکے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ و نشان بہ تفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بہ تحریر خاص اپنی پوری پوری نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کیوقت یہ تمام امور درج کرادیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا ازانجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائے گا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعا خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کی طرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو ان میں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائے گا کہ اسکے روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم ان پر ظاہر کرے گا۔ کہ خدائے تعالےٰ نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت و جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزون معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے کمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھکر انکا قدر کرے ان سے جلد صلح کر لیوے۔ اور دلی غبار کو دور کر دیوے۔ اور صاف باطن ہو جاوے۔ اور ہرگز ایک ذرہ کینہ و بغض ان سے نہ رکھے +

ایڈیٹوریل نوٹس

(اگر قبول افتد زہے عز و شرف)

ہم آج ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں جسکے منظور ہونے کی اپنی برگزیدہ جماعت سے خصوصًا امید ہونی چاہئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت جس قدر مسلمانوں کو ہے اوسکے محسوس کرنے کے لئے ابھی عام دلوں میں قوت پیدا نہیں ہوئی۔ مگر اس سے ہم مایوس نہیں ہوتے کیونکہ یہ پودہ اس باغبان نے لگایا ہے جو بحرام کہ

دفت و نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم فتاد

کا مصداق و مخاطب ہے یہ سرسبز ہوگا اور ضرور ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ) اور عام دل اسکی ضرورت محسوس کرنے لگیں گے۔ اور اسکی آبیاری اور سرسبزی میں ہمہ تن کوشاں ہوں گے۔ مگر ابھی ابتدائی حالت میں جن لوگوں کو اوسکی سرسبزی کا خیال پیدا ہوا ہے۔ وہ مبارک ہیں کیونکہ وہ السابقون الاولون کے مصداق ہونے والے ہیں۔ اس لئے فی الحال ہم اون لوگوں ہی کو مخاطب کرکے چند باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ جو اوسکی ضرورت کو محسوس کر چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اثر پذیر ہو سکتے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجنگ کمیٹی نے مکان مدرسہ کی تعمیر کا انتظام کر لیا ہے۔ گو ہمارے نزدیک ابھی یہ قبل از وقت ہے۔ لیکن جب کارکن کمیٹی نے اسکی ضرورت کو سمجھا۔ تو ہمکو مخالفت ظاہر کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ہم بھی اسکے ہم زبان ہوکر اسکی تکمیل میں ساعی ہوں + بناءً علیہ ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مکان مدرسہ کیلئے یوں تو خاص چندہ کی ضرورت ہے کیونکہ جس حال میں فنڈ مدرسہ صرف ماہواری چندہ ہی ہے اور ابتدائی اخراجات کی کثرت اور آمدنی کی دوسری سبیل نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی مشکلات بظاہر نظر آتی ہیں تعمیر مکان ایک بڑی بھاری مشکل ہے مگر اسکو آسان کرنے کے لئے ایک تجویز ہماری سمجھ میں آئی ہے جسکو ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے جسقدر لوگ قربانی کرتے ہیں ہر ایک شہر میں قربانی کی کھالیں اپنے طور پر جمع کریں اور انکی فروخت سے جسقدر روپیہ جمع ہو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی امداد میں بھیجا جاوے۔ یہ ایک سہل ترین کام ہے جسکے لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین بڑی خوشی سے اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے ہم اپنی اس تجویز پر عملی کارروائی ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہونگے اور ایسے تمام اشخاص کے نام الحکم کے ذریعہ شایع کئے جائیں گے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تحریک ہو۔

قدامت قربانی از کتب آسمانی اس نام کا ایک ۴۴ صفحہ کا رسالہ نور علی نور لودیانہ کے ایڈیٹر ہمارے مکرم شیخ الہ دین صاحب واعظ اسلام کی تصنیف سے بغرض ریویو ہمارے پاس پونچا۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ریویو نگاری کے اہم فرض سے ایک ہفتہ وار اخبار میں سبکدوش نہیں ہو سکتے ریویو تو ایک عام اخبارات میں ایک معمولی بات سمجھی گئی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اخبار نویس ریویو کی فلاسفی نہیں سمجھتے مگر اتنا ضرور کہینگے کہ اگر وہ ریویو کی فلسفی جانتے ہیں اور پھر عملی طور پر اوس سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ اونکی کمزوری ہے اور ایسا کیا جاتا ہے ریویو کی غرض مصنف کے نقائص اور کمیوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جو نہیں ہوتا اس لئے ہم عام چال تو چلنا نہیں چاہتے اور ریویو کی سرخی جماکر فضول باتیں جنکا ریویو سے تعلق نہیں لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف اتنا لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ گوشت خوری کے مسئلہ پر بڑی بھاری روشنی ڈالی ہے۔ اور قربانی پر بڑے اعتراض کرنے والوں آریوں کو لاجواب کیا ہے عقلی اور نقلی دلایل سے قربانی کا جواز ثابت کرکے دکھلایا ہے۔ رسالہ مذکور ہمنے بالاستیعاب پڑھا ہے لکھائی چھپائی جلد مرتب اچھے ہیں جس مضمون کو لیا ہے عمدہ طور پر نبھایا ہے ہماری رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان واعظ یا دینی مذاق رکھنے والے آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ جو صاحب چاہیں ۴ بھیجکر شیخ الہ دین واعظ اسلام و ایڈیٹر نور علی نور لودیانہ سے طلب فرماویں

ایک فتنہ انگیز کتاب پچھلے سال جب لٹریچر پنجاب پر باقاعدہ سالانہ رپورٹ مرتب ہوئی تھی اسوقت ان نامابل الذکر فتنہ انگیز کتابوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو بعض آریہ مکذبوں نے تکذیب کے خیال سے لکھی تھیں اون کتابوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا گیا تھا لادیب ایسی کتابوں کی اشاعت اور اجرا ملک کی ایک یا دوسری مذہبی جماعت میں نفرت پیدا کرکے امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب ہوتا ہے اور **امن عامہ** کے قیام ہی کی ضرورت کو محسوس کرکے ہمارے **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (جو اپنی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو شیر مادر کے ساتھ پی چکا ہے) دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی توسیع کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑی اور اس امر کا اعلان کرنا پڑا کہ کوئی مخالف مذہب خواہ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو یا برہمو کسی دوسرے مذہب پر اعتدال کی حد سے گذر کر حملہ اور اعتراض نہ کرے۔ اور اپنی مسلمہ کتب سے باہر جانا دل آزاری اور خلل امن عامہ کا ارتکاب سمجھا جائے گا۔ مگر بعض چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دینے والوں کی طفیل **امام** صاحب کو بھی اس ارادہ کے التوا کی ضرورت پڑی مگر تاہم **خدا کے مرد** کی باتیں فضول نہیں ہوتیں قانون بدخواہی سرکار نے اُنکا مطلب کسی حد تک پورا کر دیا۔ بہرحال ایسے لٹریچر کی انسداد کی اشد ضرورت اور سخت ضرورت ہے جو ملک کے اخلاق اور امن کے خرمن پر شرارہ کا کام کرتا ہے چنانچہ ان دنوں ایک کتاب **امہات المومنین** یا دربار **مصطفائی کے اسرار** کسی پادری نے چھاپ کر ایک ہزار جلدیں اوسکی بلا درخواست مسلمانوں کے پاس بھیجکر اونکو آزار دیا اور انکے دلوں کو صدمہ پونچایا ہے گو کہنے کو یہ بات ہے۔ کہ کتاب مذکور **شیخ محمد حسین بٹالوی** کی ایک ہزار روپیہ کے انعام کی تحدی کے جواب میں شایع ہوئی ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ شیخ صاحب نے اُسکو اکسایا مگر ہم اتنا تو انصاف سے کہیں گے کہ شیخ بٹالوی نے گالیاں دینے کو نہیں کہا تھا۔ اور اگر اوس تحدی کے جواب میں ہی انعام موعودہ کا مطالبہ کیا ہوتا گو شیخ بٹالوی نے ان گندی اور ناپاک گالیوں سے جو اسکی بدولت **مقدس اور مطہر** ذات انسان کامل کو دی گئی ہیں اپنے آپ کو ایک حد تک مسلمانوں اور خدا کے سامنے جوابدہ بنا لیا ہے۔ لیکن یہ صاف اور صریح طور پر دل آزاری ہے کہ ایک ہزار جلد ایسی گندی کتاب کی مفت اون مسلمانوں کے پاس بھیجی جاوے جنہوں نے کوئی درخواست کتاب مذکور کے لئے نہیں کی۔ اسلئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کریں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کو جسنے اونکے زیر سایہ کروڑ ہا اہل اسلام کے دلوں کو مذہبی صدمہ پونچایا ہے حکمًا روک دیں۔ جیسا کہ پادری ٹی ولیم صاحب ریواڑی کی کتاب "تاریخ محمد کا اجمال" روک دی گئی تھی۔ یہی تو اس مبارک گورنمنٹ کی خوبی اور برکت ہے کہ گورے کالے اور مذہب غیر مذہب کا کوئی لحاظ نہیں ہے ہمکو امید کرنی چاہئے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اپنی توجہ اس کتاب کی طرف مبذول فرماویگی اور مسلمانوں کے شکستہ دل پر اپنی انصاف پروری اور تالیف قلوب کا پھایا رکھکر اون کو تسلی دیگی۔ بالآخر ہم بجائے خود امام **الوقت** سیدنا میرزا صاحب کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ وہ اہل اسلام کی ایک معزز جماعت کے روحانی پیشوا ہیں وہ اپنے اس ارادہ توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو گورنمنٹ کے کانوں تک پونچائیں جسکے لئے ہم کو امید کرنی چاہئے کہ گورنمنٹ ضرور توجہ کریگی۔ کیونکہ اون کی آواز **محمڈن کمیونٹی** کی آواز ہے +

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ سے — قیمت پیشگی سالانہ سے

نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۸ | جلد دوم

حیدرآباد دکن کی جماعت کی طرف سے

عریضۂ نیاز

بحضور حضرت اقدس امام مہدی آخرالزمان مسیح موعود علیہ السلام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سالک مسالک حقیقت وعرفان واقف رموز واسرار قرآن۔ غواص بحر توحید آشنائی۔ یم تجرید مظہر انوار الٰہی۔ مصدر برکات نامتناہی۔ مقبول جناب احدیت۔ مقرب بارگاہ صمدیت۔ حافظ کلام ربانی۔ ہادی مراحل خداوندی وخدادانی۔ محی ملت بیضا۔ حامی شریعت غرا۔ فخر الاولیا تاج الاتقیا۔ قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین۔ امیر المومنین امام المسلمین۔ آفتاب عالمتاب آسمان امامت۔ شہسوار عرصۂ ارشاد وہدایت۔ حضرت امام آخرالزمان۔ مہدی دوران۔ مسیح موعود ایدہ اللّٰہ ونصرہ۔

ہم لوگ جو خدائے تعالےٰ کے عاجز گنہگار بندے اور جناب رسالتمآب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ادنےٰ امتی اور حضور اقدس کے جان نثار خدام ہیں سے ہیں۔ یہ عریضۂ نیاز نہایت ادب کے ساتھ ایک خالص غرض سے خدمت فیضدرجت میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جناب عالی بنظر رحمت وشفقت اس کو ملاحظہ فرمائینگے۔ حضور کا اشتہار مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء جو مرض طاعون کے بارہ میں شائع ہوا ہم لوگ بھی اوس کے شرف مطالعہ سے مشرف ہوئے۔ عالی جناب ہم لوگ اس بات کو پہلے سے جانتے تھے اور اوسی سبب سے خوف زدہ بھی تھے۔ کہ ایک طرف سے اس زمانہ کی نئی روشنی اور اس پرفتن زمانہ کی منافقانہ تہذیب اور اس پرآشوب زمانہ کی نامعقول نیچریت نے اہل عالم کو عموماً نہایت درجہ کا چالاک وبیباک آزاد و گستاخ وشوخ وشریر بنادیا ہے اور دوسری طرف سے اس زمانہ آخر کے خشک ملاؤں نے اپنے نفسانی جذبات کو انتہا تک پہنچا کر باہمی اتحاد ومحبت وہمدردی کی تمام راہیں مسدود کردی ہیں انسوس صد افسوس کہ ہادی دین کی مبارک آواز اون کے گوش تک نہ پہونچ سکے۔ اور انہوں نے اس خداداد نعمت کی کچھ قدر نہ کی جو عین ضرورت کے وقت حضرت قیوم عالم جل شانہ نے ان کو عطا کی تھی۔ روحانی نور اور آسمانی امور سے وہ اس وجہ محروم وبے نصیب ہو گئے ہیں۔ کہ خدائے تعالےٰ کی ان قدیم سنتوں کو بھی انہوں نے بالکلیہ پس پشت ڈال کر فراموش کردیا ہے جس کے آثار ونقوش نظام فطرت وقانون قدرت میں مندرج ہیں۔ اگر اون کی سعید فطرت اون کو منتظر کرتی اور وہ اپنی بصیرت سے کام لیتے اور حضور اقدس کی جان بخش وروح پرور تصنیفات کو تدبر سے دیکھتے۔ اور جناب عالی کی پاک ہدایت ومبارک تعلیم پر ایک منصف ودانا دل لیکر غور کرتے۔ تو ان کے خون کا قطرہ قطرہ اور ان کی خاک کا ذرہ ذرہ اس امر پر شہادت دیتا۔ کہ اللّٰہ جل شانہ نے اس پرآشوب پر ظلمت زمانہ میں اپنی رحمانی تجلی کے ساتھ اس عالم کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی عظیم الشان رحمت کو ایک نہایت عالی خیال وروشن دماغ وبلند حوصلہ وسلیم العقل وحلیم المزاج وسعید الفطرت وکامل الایمان وپاک رو پاک نہاد ومتقی ومقدس وکریم النفس انسان کی صورت میں نازل کیا ہے۔ تاکہ ابدی زندگی کے طالب ہلاکت کی راہ سے بچکر صراط مستقیم کو پالیں۔ اور اوس منزل مقصود پر پہونچ جائیں جس پر پہنچنا پیدائش انسان کی علت غائی ہے۔

مگر ہم اس بات سے سخت دردمند ہیں کہ بجائے قدرشناسی وشکرگذاری کے ان لوگوں نے حضور کی تکلیف وتوہین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور کوئی پہلو مخالفت ومخاصمت کا باقی نہ چھوڑا۔ ان حالات کو عرصہ سے دیکھ دیکھ کر اس بات سے دل ڈرتا تھا۔ اور خوف آتا تھا۔ ؎

تا دل مرد خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

آخرکار وہی ہوا۔ کہ قحط وزلزلہ کے متواتر ومسلسل صدمات سے ایک عالم تباہ ہوگیا ہے۔ اور اب خدائے تعالےٰ کے قہری تجلی کے آثار اور بھی زیادہ نمایاں ہونے لگے۔ اور طاعون جیسا مرض مہلک ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور اس عالمگیر موت کے احاطہ سے نکل جانا انسان ضعیف البنیان کی طاقت امکان سے باہر ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ عالم اسباب کے تمام حوادث اسباب سے وابستہ ہیں۔ مگر ذات پاک حضرت صانع عالم جل شانہ جو متصرف فی الاسباب ہے۔ اوسی کے ارادہ ومشیت کے موجب اس کائنات کی ہر ایک حرکت وسکون واقع ہوتی ہے۔

چونکہ اس مرض کا شیوع اس ملک کے حدود میں بھی شروع ہوگیا ہے۔ روز متوحش خبریں پہنچتی جاتی ہیں اور ظاہری آثار بہت خطرناک ہیں۔ اور معلوم نہیں۔ کہ کس وقت کیا حادثہ وقوع میں آوے۔ اور ہم لوگ اپنے ایمان وعقائد کا اوسی طرح جس طرح حضور نے اپنی پاک ومقدس کتابوں میں تحریر فرمادیا ہے حضور کو شاہد ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم اوس کے شاہد ہیں۔ خود خداوند تعالیٰ جلشانہ کی ذات رفیع الدرجات سے ہے اور امیدوار ہیں۔ کہ میدان محشر میں ہم سب ہمارے ان

دوا سد کی آخر الخالقین کے سرد حضور کو دل لاالہ عب - الاجلال
تباہ کیا ہے سب تمیز نہ شک بہت ہے - اور حضور بھی تمام نہیں
ہم یہ تصدیق نہیں اس بات پر ایمان لا چکے ہیں - کہ بیقا ادر
حضور اقدس کی آمد بتا اللہ اور تمام و آنکہ کمالات اسلامیت نقل
کئے گئے ہیں - کہ اللہ جل شانہ عمل شانہ غیر مخلص ہے اور مستجمع
جمیع صفات کاملہ ہے تمام خیرات کا - اور جامع ہے تمام
کمالات کا - اور منزہ ہے ہر ایک عیب سے - اور موجد ہے تمام وجودوں کا
اور علت العلل ہے ہر ایک موثر کا - جس کی تاثیر یا عدم تاثیر پر ایک قت
اس کے قبضہ میں ہے - اور واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں
اور صفات میں - اور اقوال میں اور افعال میں - اور اپنے تمام کاموں
میں - ازلی ہے اور ابدی ہے اپنے جمیع صفات کاملہ کے ساتھ -
اور حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و
خیر المرسلین ہیں - جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے - اور وہ
نعمت بمرتبہ تمام پہونچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست
اختیار کر کے خدائے تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے - اور ہم پختہ یقین
کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں - کہ قرآن شریف خاتم کتب
سماوی ہے - اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود
اور احکام اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا - اور نہ کم ہو سکتا ہے اور
ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں - کہ جنت و جہنم خدائے ازلی ابدی
کے صفات قدیمہ جلال و جمال کے مظاہر ہیں - اور ملائک مقربین
و مدبرات امر ہیں - اور ہم ایمان رکھتے ہیں - خدائے تعالیٰ کی کتابوں
اور اس کے رسولوں پر - اور بعث بعد الموت پر - غرض ہمارا ان
تمام باتوں پر ایمان ہے - جو قرآن شریف میں درج ہیں - اور جو آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالےٰ کی طرف سے لائے -

جس طرح ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح ہم مسیح
پر بھی ایمان رکھتے ہیں - کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت
کو جس کے آنے کی خبر دی تھی - اور جس کو بعض صفات و مشابہتوں کی وجہ
سے اور بعض کمالات و مناسبتوں کی وجہ سے مہدی فرمایا تھا -
اور جس کے ظہور کی زیادہ سے زیادہ صدی چہار دہم میں باتفاق علماء
و اولیاء امید کی گئی تھی - وہ بلاشبہ حضور اقدس ہیں - بقطع نظر ان
مقدس دلائل کے جن کو حضور نے اپنی مبارک کتابوں میں تحریر
فرمایا ہے - ہم نے احادیث نبویہ کے موجب ان کے بہت آثار
و علامات کو دیکھ لیا ہے - جنکا وقوع زمانہ ظہور امام آخر الزمان سے وابستہ
تھا - اس کوشش میں خدائے تعالےٰ نے ہماری مدد کی
اور ہمارے سینوں کو کھول دیا - اور یہ فہم و بصیرت ہم کو عطا کی اور
اب ہمارا دل یقین سے معمور ہو گیا ہے -
اور رمضان المبارک کا کسوف و خسوف جو اسی ایک حدیث کے

حدیث کے الفاظ کے مطابق واقع ہوا - ہم نے اپنی آنکھوں سے
دیکھ لیا - اور ان آسمانی نشان کو دیکھ کر ہمارا ایمان اور بھی تازہ ہو گیا
ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی صحیح اطلاع ہم کو ملی یہ وہی ستارہ ہے
جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت طلوع ہوا تھا
اور بعد ظہور حضرت امام آخر الزمان کے پھر طلوع ہوا اور یہ
دوسرا آسمانی نشان تھا جس نے حضور کی صداقت پر شہادت
ادا کی - ہم نے دجال کو دیکھا - اور اس کو شناخت کیا اور جبینہ
سے اس کی پیشانی پر ک - ف - ر لکھا ہوا - ابھی طرح
پڑھ لیا - قحط و زلزلہ و طاعون جو بصورت عذاب دنیا میں شائع
ہوئے - اور ہو رہے ہیں - اور جن کی خبریں احادیث نبویہ میں
بکثرت دی گئی تھیں - ان کو دیکھکر ہم خدائے تعالیٰ کے قہر و
جلال سے اسکی رحمت کی پناہ چاہتے ہیں - غرضکہ ہم اس بات
پر ایمان لا چکے ہیں - کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالیقین فوت
ہو چکے - قرآن کریم اُن کی وفات کی قطعی و یقینی خبر دیتا ہے اور
آنے والا مسیح آ گیا - ہم نے ان عقائد کی اپنے عیال و اطفال
کو بھی تعلیم دی ہے - اور وہ بھی اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ
متفق ہیں -

ہم اللہ تعالےٰ کے اس احسان عظیم کا بدل و جان بدرجہ
غایت شکر کرتے ہیں کہ ہم نے حضور کا وہ مبارک زمانہ پا لیا جس کی
تمنا میں تیرہ سو برس تک کی عمر ختم ہو گئی - اور صد ہا راستباز
اسی تمنا کی آرزو میں اس عالم سے گذر گئے -

آخر پر ہم نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ حضور سے
خاص طور پر ایک درخواست کرتے ہیں - اور یقین رکھتے ہیں
کہ حضور اس کو قبول فرما دیں گے -

اگرچہ ہم نے اس بات کا التزام کیا ہے - کہ نماز پنجگانہ
کے ساتھ درود و استغفار بھی بکثرت پڑھیں - اور اپنے متعلقین
و متعلقات کو بھی اس کا پابند کیا ہے - مگر جب ہم اپنے اعمال و
افعال پر نظر کرتے ہیں - تو بے اختیار ندامت کی وجہ سے دعا
کرنے میں بھی جرات نہیں کر سکتے - مگر اس خوف سے کہ خدا
تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جانا بھی ایک کفر ہے - ہم اس
بات کی دعا کرتے رہیں گے - کہ اللہ تعالےٰ ہم کو حضور کے مبارک
عہد کے ٹھیک انجام تک جمیع آفات جسمی و روحی سے محفوظ
رکھکر زندہ رکھے -

مگر ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ تمام دنیا کی
دعائیں اور تدبیریں ایک طرف اور حضور کی ایک دعائے نیم
شبی ایک طرف - ہم خوب جانتے ہیں - کہ حضور مستجاب الدعوات
ہیں - اس لئے اس بات کی درخواست کرتے ہیں کہ حضور

آپ درست حق پر دعا فرماویں - کہ ہم حضور کے ایام کو دنیا کی
جہاں تک مقدر ہے - دیکھیں - اور اگر ہم سب کی دنیا میں
سے کسی کی موت مقدر ہے - تو ہم نہایت خوشی کے ساتھ
خدائے تعالیٰ کے قضا و قدر پر راضی ہیں - اس حال میں ہم اس
دعا کے متمنی ہیں - کہ ہم اس خاتمہ بالخیر تک پہنچیں - جو جن کو اپنے اعمال
اور پیروی واسطے ہے - اور ہم بہت حضور کی جماعت کا جو ہمیشہ اس
اس عالم سے گذر جائے گا - ... اطلاع دوست ہماری
طرف سے جو زندہ رہیں گے - حضور اور ... حضور اس کے
لئے دعائے مغفرت فرماویں - ہمارے اعمال ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ
ہم قابل مغفرت ہوں - بجز خدائے تعالیٰ کی رحمت ... اور
حضور کی دعا کے اور کوئی ذریعہ نجات کا نہیں - ہم ... پختہ
یقین رکھتے ہیں - کہ ہم اپنی اور اپنی اولاد ... عقیدت و محبت
کا جو ہم حضور کے ساتھ رکھتے ہیں - اجر عظیم پاویں گے - اب ہم
اس عریضہ کو ختم کرتے ہیں - پہلے اپنے آپ کو اور اپنے عیال و
اطفال کو اللہ جل شانہ کی حفظ و حمایت اور حضور کی دردمند
دل کی دعاؤں کے سپرد کرتے ہیں - وہ ہم سے دونوں جہان
میں راضی ہو -

ہمارے جماعت کے تمام بھائیوں کو ہماری طرف سے
سلام مسنون پہنچے ۞ ۱ سید مردان علی - ۲ محمد نصیر الدین - ۳
محمد ابو الحمید - ۴ سید ... - ۵ سید منصور صفدر حسین - ۶ محمد ...
محمد ... ۹ محمد ظہور ... - ۱۰ مرزا صادق ... بیگ

سورۃ بنت کی تفسیر چھپکر تیار ہو چکی ہے مینیجر الحکم قادیان سے طلب کریں
قیمت مجلد معہ محصول ۱۰ / ۳ - ... جلد سے کم باہر نہ جا سکیں گی -

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں
جب سے حضرت اقدس مسیح موعود کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں
ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں
دلچسپ تقطیع پر جو صداقت اسلام اور مہدی مسیح کے مشن کے پیام پر مشتمل
ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے سلسلہ خطبات اور دیگر لطیف
مضامین جو آیات قرآنیہ کی تفسیر پر مشتمل ہیں اور رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ
اور حضرت اقدس مسیح موعود کی لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں
یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں گے اور اگر ہمارے احباب نے
توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں گے اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی مدد کیا
اور سو ٹریکٹ ... حساب سے خریدا کریں تو دس ہزار ٹریکٹ ماہوار شائع
ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ... ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کریں اور تقسیم کا انتظام
کیا جاوے - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ اور ... تعداد بھیجی جایا کرے ...

سرمن (خطبہ)

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳ مطبوعہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

میرے کان میں جب یہ گفتگو پڑا یعنے خدا تعالےٰ کے منشاء سے سمجھ لیا کہ اب کامیابی ہی کامیابی ہے۔ جب بلیس متکبرین اور امام متکبرین نے انا خیر منہ کی ہانک لگائی۔ اور موعود اور آپ کے اصحاب کو زمرۃ الامیین کہا۔ اور جب پہلے سیالکوٹ کی مسجد میں حضرت حکیم حسام الدین صاحب کے مقابل کہا کہ دعوے چند کا کوئی علوم دینیہ اور علوم آلیہ سے بے بہرہ ہے۔ میرے ال میں [illegible] نقش کی طرح گڑ گیا۔ کہ دعوے کرنے والا اور اس کے ناصر بن لاریب حق پر ہیں۔ اور دو [illegible] اور ا[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ [illegible] کامیاب ہوں گے۔ اور ان کے دشمن ہر قسم کے [illegible] نہیں رہیں گے۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ میرا ایمان سچا نکلا۔ اور پھر کئی میدان کھلے جو اسوقت ایمان بالغیب کے رنگ میں تھے [illegible] [illegible] کامیابیوں سے سرسبز کر دکھایا۔ اور یہ فرمایا

ت۔ یامرھو بالمعروف وینھٰھو عن المنکر

[illegible] [illegible] تعلیم ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر [illegible] کی تمام خوبیوں کی ہدایت اور تمام برائیوں سے بچنے کی نصیحت [illegible] کوئی منکر اسلام کو کسی کوئی خوبی پیش کر کے کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ [illegible] اسلام ہی [illegible] سب کہا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر [illegible] کی شان ہوئی [illegible] اس آیت کی تفسیر ایک قصہ [illegible] ہے۔ جو تعلیم اعجاز کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ عرب میں ایک بڑا [illegible] تھا۔ اس کی قوم نے حضرت کے پاس منتخب کر کے بھیجا کہ اگر تم مان لو گے تو ہم بھی مان لیں گے۔ چنانچہ وہ بڑی آن بان سے حضور کی خدمت میں پہنچا۔ جب وہ مسجد میں آیا۔ تو یہ الفاظ حضرت پڑھ رہے تھے۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر [illegible] کر فی الفور واپس گیا۔ اور قوم سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے پوچھا۔ تم میں تمام خوبیاں ہی خوبیاں ہیں اور برائیاں نہیں [illegible] اسلام کی یہی منشا ہے۔ اب سب مسلمان ہو جاؤ۔ غرض وہ مسلمان ہو گئے [illegible] اعجاز اسلامی تعلیم کا ...... ان آیات پر غور کریں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے طور پر بیان فرمائی ہیں [illegible] بہت فصاحت سے ایک سوچنے والا دل سمجھ سکتا ہے۔ کہ مصلح کی ضرورت کب ہوتی ہے۔ وہ پانچ صفتیں ہی ضرورت حقہ بتلا [illegible] کا اظہار ہیں۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب دنیا کی یہ حالت ہو۔ کہ امر بالمعروف نہ کیا ہو۔ اور منکرات سے روکنے والا کوئی نہ ہو۔ اور گندی چیزوں کو حلال سمجھا جانے۔ اور طیبات کو حرام کہا جائے۔ اور ناپاک چیزوں اور بدعات شنیعہ اور عقائد فاسدہ اور اعمال قبیحہ کے خطرناک بوجھوں کے تلے قومیں دبی ہوں اور دنیوی جذبات کے طوقوں سے ان کی گردنیں ہمیشہ جھک کر زمین کی طرف جھک جائیں۔ اور کتوں کی طرح ان کی ناکیں ہمیشہ اشیاء ارضی بو لینے میں سطح زمین سے رگڑ کھاتی رہیں۔ اور آسمان کی طرف دیکھنا انہیں کبھی نصیب نہ ہو۔ ایسے وقت میں غیرت الٰہی جوش مارتی ہے۔ اور اس بات کی ضرورت حقہ داعی ہوتی ہے۔ کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ [illegible] ہیں کہ مصلح میں صفات کیسی ہوں۔ یعنے زمانہ کی ضرورت ہو۔ اور [illegible] کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین عرب اور ایرانی بت پرست اور ہندی [illegible] تمام الذکر ان عیوب میں مبتلا تھے۔ یہود کی نسبت کتاب کریم صاف کہتی ہے۔ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ۔ یعنے یہودی سوسائٹی کا یہ حال تھا۔ کہ کوئی کسی کو فعل منکر کے ارتکاب سے نہ روکتا۔ نصاریٰ میں حالت حرمت کا کوئی منشا ہی نہ تھا۔ مجوس ایران محرمات ابدیہ کو حلال سمجھتے تھے۔ اور اباحتی فرقوں سے شہروں کے شہر بھرے ہوئے تھے۔ غرض ہر طرف ضلالت اور ظلمت کا طوفان آ رہا تھا۔ اسی لئے حضور کی بعثت ہوئی۔ یہ امر خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کسی شخص کو خواہ مخواہ نہیں پیدا کرتا۔ اور کسی شخص کو مجدد اور خلعت نبوت فضول نہیں پہناتا۔ جب تک کہ زمانہ میں اس کی ضرورت اور اس کی پاک ذات میں اصلاح کی صلاحیت موجود نہ ہو۔

مجھے اکثر تعجب آتا ہے۔ کہ نصاریٰ قرآن کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے تفسیر قرآن بھی کرتے ہیں۔ ان آیات کو بھی انسانی دل سے نہیں سوچتے۔ کہ ان آیات میں ایک مصلح کی نسبت کتنا بڑا دل کو ہلا دینے والا دعوے ہے۔ یہ صفات و خواص ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل کتاب کے مقابلہ میں تو ہیں۔ انسانی قویٰ کے سائنس کو جاننے والا یقیناً لذت سے بھر جاتا۔ اور یہ دعوے ہی اُس پر قوی اور شدید حجت ماننے کو کافی ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں اگر کوئی چاہے۔ کہ توریت و انجیل سے مصلح عالم کے ایسے صفات نکال کر دکھائے۔ تو اُس کی ورق گردانی آخر اُس کی حیرانی اور شرمندگی کا باعث ہو گی۔ ہم انجیل سے نقشہ محض بے سود اور بے نتیجہ پڑھتے ہیں۔ جب ہمیں اس امر کی تلاش ہوتی ہے۔ کہ انجیل کے یسوع نے زمانہ کی حالت کا تقاضا کیا بیان کیا ہے۔ اور اُس کے پورا کرنے کے لئے اپنے وجود کی ضرورت اور صلاحیت اصلاح کا عملی اور علمی ثبوت کیا دیا ہے۔ برخلاف اس کے قرآن کریم نے اسلام سے پہلے دنیا کی حالت کا الگ نقشہ دکھایا ہے۔ اور اس طرح صاف ثابت کیا ہے۔ کہ زمانہ پکار رہا تھا۔ کہ مصلح کی ضرورت ہے۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا یعنے زمین بالکل مر چکی تھی۔ اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ اُسے نئے سرے سے زندہ کرے۔ اس جامع و مانع آیت نے ایک لفظ میں زمانہ کے تقاضے اور مصلح کی ضرورت کو کس خوبصورتی سے دکھایا ہے۔

پھر اس قوم کی صفات جا بجا ذکر کی ہیں۔ جو قرآن کریم کی تعلیم سے فیض یاب ہوئی۔ مگر کس قدر افسوس ناک اور ناکامیاب تصویر ہو گی۔ اگر کوئی دیکھنا اور دکھانا چاہے۔ کہ انجیلی یسوع کی حالت بھی اس امر کا ثبوت دے سکتی ہے۔

مسٹر ولیم میور نے لائف آف محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں جہاں خاتم النبیین صلعم اور یسوع انجیلی میں موازنہ کرنا چاہا ہے تلخ گھونٹ پی کر اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ بہ مقابلہ سید الوریٰ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یسوع انجیلی کو اپنے زمانہ اور عہد میں کچھ بھی کامیابی نہیں۔ اس کے آگے محض بیہودہ اسباب ناکامی کی قرار دیتا ہے۔ غرض صادق اور حقیقی مصلح جو کامیابی کی زیبا خلعت زیب تن کر سکتا ہے۔ اُس کے لئے یہ جامع صفات ہیں۔ اگر ان صفات کا آدمی مطلوب نہیں۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کوئی اس سے بہتر کسی مصلح کے صفات بیان کرو۔

سنو! ہمارے زمانہ میں ایک شخص نے دعوے کیا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ اوّل ہم کو یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا وہ اس دعوے کے قابل ہے یا نہیں؟ اور پھر دیکھیں گے۔ کہ زمانہ کو اُس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں! بارش عجیب چیز ہے۔ زمین مردہ کو راحت دینے والی اور صدہا امیدوں اور مسرتوں کو ساتھ لانے والی۔ مگر جو وقت پر نہ ہو۔ تو محض بے سود اور ناقابل التفات اور مضرت ہے۔ سو جیسے بارش کے لئے قانون قدرت ہے۔ اسی طرح روحانی بارش یعنے وحی الٰہی اور مہبط وحی کے لئے بھی قانون قدرت ہے۔ اسی نکتہ معرفت کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ یعنے ہم نے اس رسول کو تمام حقہ ضرورتوں اور مقتضائے وقت کے پورا کرنے کی صفات و قابلیت دے کر نازل کیا ہے۔ اور یہ اُترا بھی ایسے وقت میں ہے۔ کہ جب ضرورت حقہ تھی۔ اور زمانہ باطل کے ہاتھوں سے تنگ آ کر

الحق کو چاہتا تھا۔ یہ آیت بھی پورا فوٹو دکھاتی ہے۔ زمانہ کی حاجت کا جو ہمارے ہادی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے پہلے تھی۔ یہ کس قدر غور کے قابل بات ہے۔ کہ آج سے اکیس برس قبل یہی الہام اس دعوے کرنے والے کو بھی ہوا۔ جو اس جدید دعوے کے سننے والے کو خیر خواہانہ صلاح دیتا ہے۔ کہ اسی طرح آج بھی تقاضائے وقت اور صفات مصلح میں ہمیشہ حسن ظن سے غور اور جستجو کرے جیسی اُسنے پہلی صدی کے وقت کی۔

کیا اس وقت یہ صحیح بات نہیں۔ کہ زمین جل اُٹھی تھی اور بالکل سچا نقشہ اس کا ہو رہا تھا۔ ؎

خشک بوستان ورود مردم ملخ

تاریکی نے سارے عالم کو اپنے پردوں کے نیچے رکھا تھا۔ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس س ۲۱

یعنے امیوں اور اہل کتاب کے مدعیوں دونوں کے اخلاق بگڑ گئی۔ اور اس فساد اخلاق کی وجہ اُن کی بدعملیاں اور بدکرداریاں تھیں اور اس بدعملی کا تسلط ہر طرف پورا ہو رہا تھا۔ [illegible] سمجھو کہ سارے زمین [illegible] ہے جو اس کی پشت کو فسق و فجور نے ناقابل [illegible] بنا دیا تھا۔

بڑے افسوس [illegible] کہ [illegible] اور [illegible] بالکل [illegible] زمانہ [illegible] ہو رہا [illegible] ہو رہے ہیں [illegible] کا اندر [illegible] دونوں قسم کے واعظ [illegible] سکیں۔ [illegible] ان [illegible] اور [illegible] کی [illegible] [illegible] کی نکات [illegible] ہیں۔ کہ [illegible] المتقین [illegible] بازوں کے حلقہ [illegible] ایسے وقت میں کیا ضرورت [illegible] دنیا [illegible] آیا [illegible] آیا۔ وہ مجدد [illegible] ثابت کر رہا ہے۔ کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] اصلی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کا [illegible] بالکل [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت [illegible] [illegible]

اور تمام مذاہب کو مخاطب فرمایا۔ اُسی طرز پر مسیح موعود کا مشن بھی ہو گا۔ سید المرسلین صلعم نے یہود و نصاریٰ سے مباحثات کئے۔ اُن کی بدکرداریوں اور ناپاک عقیدوں کو ظاہر کیا۔ عرب کے برہمنوں اور تناسخیوں کے خبیث خیالات کی بیخ کنی کی۔ اُس وقت کے عظماء اور سرداران قیصر و کسریٰ وغیرہم کے نام دعوت حق کے خطوط لکھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے ہند کے برہمنوں اور آریوں اور نصاریٰ اور یہود سے مباحثات کئے۔ اور ان بےباک شوخوں سے ایک طرف حق کی حمایت کی اور دوسری طرف اُن کے قلعوں پر متواتر حملے کر کے اُن کو خاک کے برابر کر دیا۔

اور رہا آنحضرت کہ ایمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر [illegible] تھا۔ یورپ کے سلاطین [illegible] سلام و [illegible] نصرانیت کے [illegible] [illegible] کوئی ایک فرد اسلام سے ایسا نہیں رہا جس کی آنکھ اور ناک نے اُس کے کیمیائی نوشتہ کے دیکھنے اور [illegible] حاصل نہ کیا ہو۔

کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ برس کی زندگی میں اس جماعت جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا تھا۔ ایک [illegible] قرآن کریم [illegible] [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] [illegible] وہ [illegible] [illegible] ابطال باطل [illegible] اتباع سنت [illegible] کہ آپ کی [illegible] قدم [illegible] [illegible] ان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک طرف [illegible] [illegible] الحق [illegible] سچ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سارے [illegible] مذہبوں کو پست اور جھاؤں کو سر کر دیا۔ کہ حق دار آئے اور اپنا حق لے۔ کیا ہی سچ ثابت ہوا جو کتاب مجید میں تیرہ سو برس قبل کہا گیا تھا۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ س ۲۸ - ۲۶ - ۲۸ -

[illegible] کی حکمت ہے۔ کہ کل مفسرین اس آیت کو مسیح موعود کے زمانہ [illegible] کرتے ہیں۔ اور فی الواقع [illegible] بھی یہی ہے۔

[illegible] الرسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کہ وہ شخص کس پایہ [illegible] کا ہو گا۔ [illegible]

اور غوث اور مجدد امت مرحومہ کے گزرے اور سب کے سب اپنے مقتدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے مقتدی اور عاشق تھے۔ مگر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آپ نے سلام کسی کو بھی نہ کہا۔ فکر کرنے والے کے لئے اس میں آیات ہیں۔

اس تمام بیان میں ہماری جماعت کے لئے امید و بیم یا تبشیر و انذار دونوں ہیں۔ بشارت تو یہ ہے۔ کہ تمنے اس مبارک وقت کو پایا اور امام وقت کو پہچانا۔ اور قبول کیا۔ اور امید ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے واٰخرین منھم اور رایت الناس کے مصداق اور وارث ہو گئے۔ اور انذار یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ پہلے بھی اُس نے متقیوں ہی کو راستہ لگایا اور اب بھی وہ متقیوں سے ہی محبت کرے گا۔ یہود کو کہا گیا۔ فضلتکم علی العالمین اور نصاریٰ میں نبوت اور ملوکیت اُن کے خاندان میں جاری رہی۔ مگر جب تقویٰ اور صلاحیت کو دور کیا تو وہ نعمتیں سلب کی گئیں۔ اور آخر انتقال زمین یا یہ لفظ دیگر داخل ہونے کے وقت نئی جماعت کی نسبت یہی کہا گیا۔

فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ الآیۃ

یاد رکھو قرآن کریم کا لانے والا امام المتقین ہے۔ اور آپ کی جماعت تقوے و طہارت کے سچے نمونے ہیں۔ ایرانیوں کے لشکر کی ڈراؤنی کثرت کو دیکھ کر مسلمان لشکر کے بعض ضعیف دل گھبرا گئے۔ تو اُس صحابی سپہ سالار نے کیا خوب جواب دیا۔ کہ ہم آدمیوں کی قوت اور تعداد کے بل پر تو نہیں لڑتے ہم تو ایمان اور دین کی قوت سے لڑتے ہیں۔ اور میں تو چاہتا ہوں۔ کہ ان کلاب النار کی تعداد اس سے بھی مضاعف ہو۔

ہم کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئیے۔ کہ ہمیں متقی اور صالح بنائے۔ اور مجھے تو کامل امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ضرور ضرور اس جماعت کو ایسی ہی جماعت بنا دے گا۔ جیسے اُس کے وعدے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی طرح اس جماعت کے معلم بھی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آخر میں میں اپنی جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بےشمار لوگوں سے خدا تعالیٰ نے انہیں چن لیا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اُن کے حصہ میں حسنۃ الدنیا و حسنۃ الآخرۃ رکھ دے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحکم [illegible] قادیان دارالامان میں [illegible] مالک و مہتمم نے چھپوا کر شائع کیا

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اغنی ہے خزانے میں ہر لشکر کے لیے + لعل دُر یتیم سے بڑھ کر

حکیم شیخ نظام الدین

اس خادم الاطباء کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و جبات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سے ۵ خدا پنج انگشت یک ساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر (۱) اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور ر ۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ ر ۳) سر طبیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ ر ۴) شرطیہ امید خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ ر ۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے بہ رضا مند طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ ر ۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو محلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ حرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی اس طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا۔ کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سے ۵ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوسکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنٰے ہیں +

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نا نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	نو قولنج دوری	عہ	۱۹	نہ لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	کھنکنارہ	عا	۲۹	طول وعرض وعمق سوزاکہ	صہ
۳	جسکا حمل ۵-۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی وبادی	صہ	۳۱	نزلہ وزکام	عا
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیپھ	صہ	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن صاحب میکل اگرامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین سے روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ میں عنٹہ روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دہندگان سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر: پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو منزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ میں جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر دردمند کی جھلی کا زخم اور ان سے پیدا کا گرا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مساتگلے صاحب بہادر ایم۔ بی سی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلنڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی بیٹی پر علاج مسماۃ اتم دیوی عمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے پانی نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ روشنی دکھائی بھی نہیں پڑ سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر بھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہو گا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم یعنی سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنے میں ہرگز غفلت نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب میر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ مارچ ۱۹۰۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کرے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پراپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۵ و ۶ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء و ۶ و ۱۳ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

قصیدہ

از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

اے چشمۂ جود و کرم ۔ بحر فیوضات اتم ✦ عالی ہمم والا حشم ۔ محبوب رب ذو الکرم

اے مصدر لطف و عطا اے معدن جود و سخا ✦ اے منبع مہر و وفا اے مخزن فیض اتم

اے حامی دین متین اے خادم شرع مبین ✦ اے عالم علم یقین اے عاشق شاہ امم

اے چارۂ بیچارگان اے رہنمائے گمرہان ✦ اے مرہم آزار جان اے مظہر لطف و کرم

اے مظہر شان خدا محبوب محبوبان خدا ✦ پابند فرمان خدا تو ہے سراپا لطف و کرم

ہے تاج سر باعزوشان مہدی آخر زمان ✦ اے باعث آرام جان اے دافع رنج و الم

اے مورد انعام حق اے باعث اکرام حق ✦ اے مہبط الہام حق اے ہادی ختم امم

اے مہدی عالی ہمم اے بادی والا حشم ✦ اے عیسی فرخ شیم اے رہبر دار ارم

اے دشمن نعرہ عالم پر ساعت ہے تجھ پہ ختم ✦ آ درد تو درمان من اکنون بطلب آمدم

تو ہی ہمارا پیشوا تو ہی ہمارا رہنما ✦ تو ہی ہمارا مقتدا کہ چاکر کمتر ہیں ہم

کو رنج و غم سہتے رہے مشق ستم بنتے رہے ✦ لیکن یہی کہتے رہے ہم ہیں تمہارے خادم

سہتے رہے ظلم ناروا لیکن بصبر برداشت کیا ✦ جب سیکڑے آگے کر دیا ہم نے سر تسلیم خم

ہم سب ہے اے بیکسو تیرے لطف کی آرزو ✦ کرتے ہیں تیری گفتگو نخوت ملحوظ مسلم

جو عاملین با غرور کہتے ہیں علم باصفا ✦ دل تجھ پہ کرنے فدا ہیں چھوڑ جاتے ہیں ہم

باقی ہیں جو نا آشنا وہ تجھ کو کہتے ہیں برا ✦ تیرے غلام اے پیشوا کہتے ہیں تجھ کو مکرم

دیکھو تم اے اہل ریا دیکھو تم اے اہل جفا ✦ دیکھو تم اے اہل عناد دیکھو تم اے اہل ستم

وہ پہلوان باصفا و شہسوار باصفا ✦ تم سب کو بہر للکار آجاؤ سب مل کر بہم

دکھلا کے فرمان خدا یا قول شاہ انبیا

ثابت کرو یہ مسئلہ اے بانیٔ جور و ستم

(مختار)

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط

ہم کو ظن غالب تھا کہ مولوی عبد اللہ صاحب مدرس مالیر کوٹلہ ۔ مطالبات مندرجہ خط سابقہ مولانا سید محمد احسن صاحب کا کوئی جواب باصواب دینگے ۔ لیکن جب اُن کا خط مورخہ ۱۹ فروری بنام سید صاحب صادر ہوا ۔ یہ امید ہماری مبدل بیاس ہو گئی ۔ چنانچہ اُن کے خط کا بعینہٖ ہم انتخاب کرتے ہیں بعد جو سید صاحب نے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے جس کا جواب بھی آج تک ندارد ہے ۔ ذیل میں درج کریں گے ۔ تا کہ ناظرین منصفین خود فیصلہ فرما لیویں ۔ والانتخاب ہذا (۱) سید صاحب کے خط میں چند اشعار ایسے ہیں جو قابل توجہ نہیں ۔ (۲) چند غلط متعلق املا کے ہیں ۔ اور اکثر الفاظ بے محاورہ ہیں ۔ (۳) کمپ انبالہ کا قصہ بابت سکوت مولوی صاحب کے محض افترا اور بہتان ہے ۔ بلکہ قضیہ برعکس ہے ۔ (۴) تمام پنجاب اور ہندوستان کے علما کے ساتھ بحث مباحثہ اور اُن کا سکوت مسئلہ توفی وغیرہ میں افترا اور بہتان ہے ۔ (۵) سید صاحب سے اب گفتگو کرنا مرنے کو مارنے کا مصداق رہا مضمون ہے ۔ (۶) اگر کہو ۔ تو آپ کی غلطیاں اخبار میں چھپوا دیں ۔ (۷) چند الفاظ نامہذب سید صاحب کے خط میں موجود ہیں (۸) میرے مخاطب نواب محمد علی خان صاحب میر

تم کیوں کود پڑے بیل تو کودا کودی گون ۔ یہ تماشا دیکھے کون ۔ (۹) جب نواب صاحب منظور کر لیں گے اور شرائط بھی طے ہو جاویں گی ۔ تو مجھے کسی مرزائی سے کوئی خوف نہیں ۔ سید صاحب سے کیا خوف ہے ۔ وہ تو حلوائے بے دود ہیں ۔ (۱۰) جب نواب صاحب انکار کر دیں ۔ تو پہلی تحریک موقوف از سر نو حسب ترتیب بحث ہو گی ۔ نمبر اول مرزا صاحب اگر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر مولوی نور الدین صاحب ۔ اگر وہ بھی قبول نکریں ۔ تو پھر مولوی عبد الکریم صاحب علے ہذا نمبر وار مولوی عبد القادر صاحب ۔ پھر مولوی کمال الدین صاحب ۔ پھر خواجہ جمال الدین صاحب گرد سوار ۔ پھر کوئی اور مرزائی گرد سوار جس کو مرزائی پسند کریں ۔ (۱۱) لیکن سید صاحب کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے ۔ جب کوئی شرائط قبول نہ کرے ۔ (۱۲) براہ مستقیم سید صاحب کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو کچھ تحریر ہو معرفت نواب صاحب کے ہو ۔ اور میعاد لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ۔ (۱۳) صرف اس خط کا جواب بھیجکر نواب صاحب کی معرفت سلسلہ جنبانی فرما دیں ۔ (۱۴) قادیان میں جو آپ گفتگو کرتے رہے ۔ چونکہ ایک مرتبہ آپ انبالہ میں ذلیل ہو چکے تھے ۔ لہذا دوبارہ آپ سے گفتگو نہ کی فقط ۔

یہ ہے ۔ انتخاب فخر الشعرا صاحب کے عنایت نامہ کا مع متعدد اسقاط اُن فقرات اور الفاظ کے جن سے آنحضرت کی تہذیب اور انشا پردازی اس قدر درجہ عالی تک پہونچی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ کرہ ارض سے بلند ہو کر کرہ ناری تک پہنچ گئی ہے ۔ سید صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے ۔ وہ بھی بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے ۔ اور الحکم کے فیصلہ کی کچھ ضرورت نہیں ۔ بلکہ ناظرین خود ایک حکم اُن کے پاس موجود ہے ۔ بنام مولوی صاحب بعد سلام مسنون آنکہ عاجز کو ان نمبر چہاردہ گانہ میں

سے کسی قسم کی شکایت نہیں۔ کیونکہ پھر مطلب سے دور جا پڑوں گا۔ اور ہمارا اصلی غرض فخرالشعراء صاحب کی اس بلند پروازی سے یہ ہے کہ اصل بحث توفی نہ آنے پائے۔ وہ اون کو حاصل ہو جاوے گی۔ لہذا چند سطور میں مطلب کو ختم کرتا ہوں۔ جناب سے اون دلائل کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جن سے بمقام کمپ انبالہ مسئلہ توفی وغیرہ میں ساکت کیا۔ ذلیل کیا اور تمام کمپ انبالہ میں اس سکوت اور ذلت کی شہرت ہو گئی اون دلائل مسکتہ کے مطالبہ کی سخت ضرورت اس وجہ سے ہے۔ کہ اول تو یہ عاجز اُن براہین ساطعہ کے بیان سے اول تو ویسے نقصان حافظہ کے بھول گیا ہے۔ علاوہ اس پر یہ ہوا۔ کہ فخرالشعراء صاحب نے باوجود اصرار و تقاضے عاجز کے قادیان میں حسب اقرار خود ان دلائل مفحمہ کو یاد نہ دلایا۔ پھر علاوہ پر علاوہ یہ ہوا کہ باوجود اس ارشاد کے کہ اگر آپ مد مقابل ٹھیرے۔ تو زہے قسمت کیونکہ آپ ایک حلوائی دو پیرح) معہذا پھر اس حلوے بے دود کی یہ عزت افزائی فرمائی۔ کہ مولوی صاحب (یعنی عاجز) آپ کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے۔ جب کوئی مرزائی شرائط کو قبول نکرے آپ خود جناب الٰہی انصاف فرماویں۔ کہ حلوائے بے دود بھی کوئی ایسی شے ہوا کرتی ہے۔ کہ دس بارہ ہزار مرزائیوں کی مواکلت کے بعد اُس کا تناول کیا جاوے ؎

بر پیر تقاضائے کار کجا تا بکجا

اب فرمائیے۔ کہ یہ عاجز فخرالشعراء کی فتح و نصرت کے بھولنے میں بغیر معذور ہے۔ یا نہیں۔ معاف فرمایا جاؤں۔ بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ کہ ؎

خوشتر بدرا بہانہ بسیار *
ور نکار رانتو آید مردان چنیں کنند۔

کہاں تک اسباب نسیان کے فتح و نصرت فخرالشعراء کی نسبت عرض کروں اسی عنایت نامہ میں کچھ فقرے ایسے تحریر فرمائے ہیں کہ عاجز اُن سے بہ براہت قاطعہ بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا ہے۔ اول فقرہ رشحات من مولوی محمد حسن مشتاق توفی ورحیات السلام علیکم ہے یہ مشتاق توفی کا مقابل میں لفظ حیات کے جو مولوی صاحب کے قلم فیض رقم سے نکلا ہے۔ اوس غلبہ و فتح کو جو اُن کو کمپ انبالہ میں عاجز پر حاصل ہوا۔ شاید آپ کو یاد دلا رہا ہو۔ لیکن عاجز کو تو یہی فقرہ غلبہ و فتح کو بھلا رہا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کی تحریر میں دونوں شانیں موجود ہیں ؎

مثنوی من چو قرآن مدل
بعض را ہادی و بعضی را مضل

اور اس مشتاق توفی کی یہ دعا ہے۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار س ع پ

آمین دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ رضیح کو تمام صدر میں دھوم مچ گئی کہ توفی کا ثبوت دیتے دیتے مولوی محمد حسن خود ہی متوفی بن گئے۔ بھلا یہ شیرانہ حملے آپ کے اوس غلبہ و فتح کو جو کمپ انبالہ میں آپ کو حاصل ہوئے۔ اس عاجز کو کیونکر نسیاً منسیاً نہ کر دیتے۔ کہ یہ عاجز تو متوفی ہی ہو گیا۔ اور مصداق اس مقولہ کا ہوا۔ کہ یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً س ۱۶ پ۔ غور فرمانے کی جگہ ہے۔ کہ تمام کمپ انبالہ میں بقول آپ کے اس لفظ متوفی کی دھوم مچ گئی اور آپ کو اب تک خبر نہیں۔ کہ حقیقت توفی اور متوفی کی کیا شے ہے۔ اہل بصیرت منصف کے لئے تو یہی دھوم مچ جانا ارض انبالہ میں آیات صدق و کذب کے لئے کافی و وافی ہے مگر ؎

نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

قال اللّٰہ تعالیٰ وفی الارض آیات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون س ۲۶ پ حضرت خوب یاد رکھیں کہ جس قدر امر حق پر آپ حملے کریں گے۔ وہ سب آپ ہی پر وارد ہوں گے یاد کرو قصہ اوس شیر کو جس نے خود اپنے اوپر حملہ کر کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیری کہ بر خود حملہ کرد

فرمائیے مولوی صاحب اب بھی فتح و نصرت کمپ انبالہ کا قصہ کو صحیح صحیح یاد آیا یا نہیں مرا یاد و ترا فراموش۔ اب یہ مشتاق توفی کا پھر یہی دعا کرتا ہے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین (الاسلام) س ۹ پ۔ اب ملتجیانہ یہ عرض ہے کہ اگر آپ صادق ہیں۔ تو وہ براہین قاطعہ جو توفی کے بارے میں بمقام کمپ انبالہ پیش کیں تھیں۔ حضور بذریعہ الحکم تحریر کر کر روانہ فرماویں ورنہ یہ آپ کا دعوے فتح و غلبہ کا بالکل جھوٹا اور افترا ثابت ہو جاوے گا۔ کیونکہ امور ذیل سے بڑھ کر اُس کی تکذیب کے لئے اور کیا ثبوت ہوگا۔ (۱) نہ آپ وہ دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کی بالفعل پیش کریں۔ (۲) نہ بوقت قیام قادیان باوجود تقاضے اور اصرار کے اُن دلائل کا اعادہ فرماویں۔ (۳) نہ عاجز کے مطالبہ مندرجہ عریضہ مورخہ ۹ فروری سنہ حال کے جواب میں توفی کی بحث میں ایک حرف تک لکھیں۔ (۴) اور نہ اس عریضہ کے جواب میں باوجود تاکید حضرت مخدوم نواب صاحب بہادر کے کوئی دلیل پیش کریں۔ تو اب منصفین ہی فیصلہ کریں گے کہ مولوی صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ عاجز کی طرف سے یہ بھی اجازت ہے کہ سوائے دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کے بنا بر اندیا بذلت عاجز کے اون دلائل میں جس قدر چاہیں زیادت فرماویں۔ کمی نکریں دینی کا اختیار ہے تاکہ الہام آسمان ٹن زمین کے ٹل جانے کا بھی بخوبی صادق ہو جاوے۔ زیادہ کیا عرض کروں والسلام خیر ختام۔ مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۹۸ء محمد حسن

سید صاحب کے اس خط کا جواب ۳۰ مارچ ۱۸۹۸ء تک کچھ بھی موصول نہ ہوا۔ اور ہم صدا بر نجاست کا مضمون صادق آیا۔ ہم نے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسی کی نصیحت دار وئے تلخ کا کام کر گئی ہو گی۔ مگر ۱۵ مارچ کو اتفاقاً اون کا ۹ مارچ ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا خط ملا جس سے معلوم ہوا۔ کہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادتوں کا علاج کچھ نہیں۔ جس میں وہی بازاری گفتگو اور بھٹیاریوں کا سا لب لہجہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے مخدوم سید محمد احسن صاحب ایسی خرافات کا جواب تک دینا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کے اس خط کی طرف متوجہ ہوئے۔ جو اون کی اندرونی حالت کا چربہ ہے۔ کیونکہ بمصداق مثل مشہورہ کل اناء یترشح بما فیہ وہ خط بالکل اُن کی باطنی اور قلبی حالت کا ایک فوٹو ہے۔ گو ہم خود بھی نہ چاہتے تھے کہ ایسے خطوط کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ایک سرسری نظر سے اگر دیکھے جائیں۔ تو بہت ہی کچھ قابل اعتراض ہیں لیکن اس خیال سے کہ میاں عبداللہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ کہ بس اُن کی تحریروں کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتا۔ اور بغلیں بجاتے ہوئے اچھل اچھل کر میدان مارنے والے سورمے بن بیٹھیں اس لئے ضروری ہوا۔ کہ ریمارکس کے ڈھیر اور منظر سے اُن کی کسی قدر خدمت کی جاوے۔ اس لئے ہفتہ آئندہ میں اُن کے خط پر ریمارک کئے جائیں گے۔ اور آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند کیا جاوے گا۔ اور پھر ایسی تحریروں پر مطلق التفات نہ کی جاوے گی۔

ہمارے ناظرین اس خط کو جو ہمارے مخدوم سید مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے میاں عبداللہ کے نام مشتمل بر مطالبات خود لکھا ہے۔ اور جو اوپر درج ہے۔ پڑھ کر اندازہ کریں گے۔ کہ کس قدر رفق اور ملائمت سے بہ طریق موعظہ حسنہ لکھا گیا ہے۔ لیکن جو جواب دیا گیا ہے۔ وہ ایک عالم کی شان نہیں۔ بہرحال ہم اگلے نمبر میں میاں عبداللہ کا سورما پن کھول کر دکھا دیں گے۔ اور اس پر بھی تسلی نہ ہو گی۔ تو اور آگے کر دیں گے۔

تفسیر سورۂ تبت اور تحفوظ کی آمین دوسرا ایڈیشن منیجر الحکم سے طلب کریں۔

(منیجر)

ایک مسلمان اور ایک عیسائی میں دوستانہ اور محققانہ گفتگو

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی کیفیت جو ذیل میں درج ہے آپ براہ مہربانی اپنے قیمتی اخبار کے ذریعہ سے ناظرین کریں۔ میں نے اس گفتگو میں فریقین کے دلائل کو سنا اور جیسا کہ سمجھا لکھا۔ چونکہ مجھے فریقین کی دوستانہ گفتگو سے بڑا دھاری اور عمدہ سبق ملا ہے یعنے یہ کہ بات فورگٹے ہو جاتی ہے اور فریقین میں امر متنازعہ پر اتفاق ہو جاتا ہے اگر دنیا کے مناظرین اور مباحثین بھی مناظروں اور مباحثوں میں یہی دوستانہ طریق مرعی رکھیں تو میرے خیال میں ہزار ہا امور متنازعہ بہا جیسے پٹ ٹلا ہو جاتے۔ اس گفتگو کے درج کرنے سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس گفتگو کے محرک سے آگاہ کروں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث نحن الآخرون السابقون الحدیث ہے۔ اور تمام مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ گو ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہوئے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے پہلے جنت میں ہم ہی جاویں گے۔ ان کو توریت اور انجیل کتابیں پہلے دی گئیں ہم کو قرآن کریم پیچھے ملا۔ یہی جمعہ کا دن ہے۔ جو درحقیقت خداوند تعالٰے کی طرف سے منتخب کیا ہوا ہے اور اسی دن کی تعظیم کرنے کے لئے انبیاء کو حکم دیا گیا تھا مگر انہوں نے جمعہ کو چھوڑ کر اور دنوں کو پسند کر لیا۔ اللہ تعالٰے نے آپ ہم کو اس دن کا نشان اور پتہ دیدیا۔ غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی اپنی مرضی سے ہفتہ اور اتوار کو منتخب کر لیا ہوا ہے۔ خداوند تعالٰے کوئی صریح حکم ان دنوں کی مخصوص العبادت کرنیکے لئے نہیں دیا۔ مگر جب کبھی کسی عیسائی سے دریافت کیا گیا تو یہی سنا۔ کہ اپنی مرضی سے نہیں۔ بلکہ خدا کے حکم سے یہ دن مقرر کئے گئے تھے۔ پھر جب ان سے دریافت ہوا کہ حکم نکال کر دکھاؤ۔ تو ہمیشہ ٹال مٹول ہی سنتے رہے۔ بائیبل کو خوب غور سے پڑھا کہیں سے بھی صریح حکم تو رہا در کنار کوئی اشارۃً یا کنایۃً یا دلالۃً بھی نہ نکلا۔ بالآخر ایک فرنگی پادری صاحب سے جو اس ملک میں غالباً ۴۰ سال سے زیادہ بائیبل کی تعلیم کر رہے ہیں۔ اور اپنے منصب کے موافق سینکڑوں پادری صاحبان سے اخلاق کے رو سے اشرف

درخواست کی۔ یہ بات بتلا دو۔ کہ آپ سے ہم کچھ باتیں دریافت کرانا چاہتے ہیں۔ آپ کچھ وقت مقرر فرماویں۔ انہوں نے نہایت مہربانی سے ایک دن اور وقت مقرر فرمایا۔ غرضیکہ بوقت مقررہ پر مولوی صاحب جن کی کنیت ابوالمسیح ہے۔ اون مسیحی صاحب کی کوٹھی پر گئے اور مجھے بطور ناظر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہونچکر دیکھا کہ اون بزرگ کے پاس ایک اور دیسی دری صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ دو مسیحی صاحبان تھے۔ اور دو ہی محمدی صاحبان تھے۔ مسیحی صاحبان میں سے اصل مخاطب صرف فرنگی صاحب ہی تھے البتہ دیسی صاحب بھی ان کو وقتاً فوقتاً مدد دیتے تھے۔ اور میں صرف اس گفتگو کا سامع اور راوی ہوں قبل اس کے کہ محمدی صاحب نے اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا۔ پادری صاحب نے خود بخود اس طرح پر سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔

مسیحی۔ کل ایک مولوی صاحب کو عرصہ تک کلمتہ کے معنی سمجھاتا رہا۔ مگر وہ نہ ہی سمجھ سکا۔

ابوالمسیح۔ آپ نے قرآنی لفظوں کے سمجھانے کی تکلیف کیوں کی؟ پھر فرمائیں کہ کسی مولوی کو اگر وہ مولوی تھا تو اوس کو آپ سے سمجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر اس کو ضرورت تھی۔ تو وہ مولوی نہیں تھا۔

مسیحی۔ خیر آپ ہی سمجھ لیویں۔

ابوالمسیح۔ مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اُس کے معنی خود جانتا ہوں۔

مسیحی۔ خیر بھلا کلمہ کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ جو لفظ بامعنے انسان زبان سے نکالے یعنے اپنا مطلب ظاہر کرے۔ وہ کلمہ یا کلام ہے۔ پس کلمہ اور کلام ایک ہی چیز ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ گویا قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کہ مسیح خدا کا کلام یعنے خود خدا ہے۔

ابوالمسیح۔ ہاں گرامر یعنے علم صرف میں کلمہ کی یہی تعریف ہے۔ کہ لفظ بامعنے کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور پھر اوسمیں اس کی تقسیم عربی میں تین قسمیں اسم و فعل و حرف ہیں۔ اور انگریزی میں نو قسمیں ناؤن۔ پرو ناؤن وغیرہ۔ پس مسیح ؑ چونکہ کلمہ میں جس کی تعریف آپ نے بیان کی ہے۔ اور پھر کلمہ کی تین یا نو قسمیں ہیں۔ اب آپ مہربانی کر کے بتادیں۔ کہ مسیح ؑ اسم ہے۔ یا فعل ہے۔ یا حرف۔ یا آپ کی بولی کے مطابق وہ ناؤن ہیں۔ یا پرو ناؤن یا ورب ہیں۔ یا آرٹیکل۔

مسیحی۔ واہ صاحب واہ! آپ نے تو خوب کلمہ کے معنے بیان کئے ہیں۔

ابوالمسیح۔ آپ کی تعریف کے مطابق۔

مسیحی۔ اچھا پھر آپ ہی فرماویں۔ کہ کلمتہ جو قرآن میں مسیح کی تعریف میں بیان ہوا ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں؟

ابوالمسیح۔ پہلے یہ فیصلہ کر لیویں۔ کہ آیا میں نے جو آپ کو پہلے کہا تھا۔ کہ آپ قرآن شریف سمجھانے کی تکلیف نہ اوٹھاویں اور نہ کچھ ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ یا غلط۔

مسیحی۔ درست ہے۔ مگر آپ معنے سمجھا دیویں۔

ابوالمسیح۔ آج میں آپ سے چند امور متعلق بائیبل پوچھنے آیا ہوں اگرچہ میں نے انگریزی اور اردو میں بائیبل کو پڑھا ہے۔ اور میں اوسکو خوب سمجھتا ہوں۔ مگر پھر بھی انصاف اجازت نہیں دیتا کہ میں خود بخود تو ہاں نہ ہاں میں تیرا مہمان کا مصداق بن کر آپ سے آپ بائیبل کا مطلب بیان کروں۔ اور بائیبل کے معتقدوں سے دریافت نہ کروں اسی طرح آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی مرضی سے قرآن مجید کے معنے خود بخود نہ گھڑ لیا کریں بلکہ اس کے حامیوں اور معتقدوں سے پوچھ لیا کریں۔ اگر وہ آپ کا سا مطلب بیان کریں۔ تو پھر آپ اگر کچھ اعتراض کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔

مسیحی۔ واقعی درست ہے۔ آپ اس کے معنے فرماویں۔

ابوالمسیح۔ بہت اچھا سنئے۔ کلمہ کی جمع آپ جانتے ہیں کیا ہے۔

مسیحی۔ آپ فرماویں۔

ابوالمسیح۔ اسکی جمع ہے۔ کلمات۔ آپ نے کبھی یہ آیت سُنی ہے۔ ما نفدت کلمات اللہ سِل ۲۱ پ۔

مسیحی۔ نہیں۔ آپ اسکے معنے بھی بتادیں۔

ابوالمسیح۔ اس کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے کے کلمات (کلمہ کی جمع) کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنے اللہ تعالٰے کی مخلوق کی کوئی گنتی نہیں ہے۔ ہر ایک چیز جو اللہ تعالٰے نے پیدا کی ہے۔ وہ اوس کا کلمہ ہے جیسے یہ درخت یہ میز یہ کرسی یہ زمین یہ آسمان وغیرہ وغیرہ۔ اب کلمتہ کے معنے یہ ہوئے۔ کہ حضرت مسیح ؑ جن کو نصاریٰ خدا کا بیٹا یا خود خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ تو ہماری دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔ یعنے مخلوق ہونے کے لحاظ سے جیسا درخت وغیرہ ہے۔ ویسا ہی مسیح ؑ ہے۔ خالق ان دونوں کا صرف ذات باری ہے۔ اور بس۔ پس قرآن کریم مسیح ؑ کو نہ خدا کہتا ہے۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ صرف دیگر

مخلوقات کی طرح ایک مخلوق اور اس کی تفسیر و تشریح قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ ہے۔ آپ اگر چاہیں تو دو چار میں سناؤں۔

مسیحی۔ خوب آپ نے بھی نقشہ کھینچ دیا۔ کلمۃ کے معنے تو کر دیئے۔

ابوالمسیح۔ یہ معنے کوئی میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ خود قرآن کریم نے کر دیئے ہیں۔

مسیحی۔ مگر قرآن نے اردو ترجمہ میں کلمہ کے معنے حکم لکھا ہے۔

ابوالمسیح۔ ایک ہی بات ہے۔ خدا وند تعالےٰ نے جس چیز کو کلمہ کن کے حکم سے پیدا کیا ہے۔ جیسے جس چیز کو کہا کہ تو ہو جا۔ بس وہ ویسی ہو گئی۔ مسیح بھی خدا کا کلمہ یعنے کن کے کہنے سے پیدا ہو گئے۔ خدا وند تعالےٰ نے اس کو کہا کہ مسیح تو پیدا ہو جا۔ بس وہ ویسی ہو گیا۔ مگر آپ ترجمہ نہ پڑھا کریں۔

مسیحی۔ واہ جی واہ۔ ہم ترجمہ کیوں نہ پڑھا کریں۔ اگر ترجمہ نہ پڑھیں۔ تو مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح۔ ترجمہ آدھی تحریف ہوتا ہے۔ مسلمان ترجموں کے سخت دشمن ہیں۔ مطلب سمجھنے کے لئے ترجمہ کافی نہیں ہوتا۔

مسیحی۔ واہ جی واہ! تحریف کیسی ہوتی ہے۔

ابوالمسیح۔ جو کچھ مفہوم ایک زبان کے لفظ میں ہوتا ہے۔ وہ دوسری زبان کے لفظ میں ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ بلکہ بعض وقت محال ہو جاتا ہے۔

مسیحی۔ یہ سب درست مگر ہم مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح۔ اصل زبان میں مہارت پیدا کرو۔

مسیحی۔ پھر بھی تو ترجمہ کرنا پڑے گا۔

ابوالمسیح۔ نہیں تفسیر و تشریح کرنی پڑیگی۔ سو کھے ترجمہ سے کام نہیں نکل سکتا۔

مسیحی۔ جو اصل زبان نہ پڑھ سکیں۔

ابوالمسیح۔ وہ چپکے بیٹھے رہیں۔ اگر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو جو اصل زبان سے ماہر اور اس اصل کتاب کے حامی ہیں اُن سے دریافت کیا جاوے۔

مسیحی۔ درست ہے جب تک اصل زبان نہ پڑھی جاوے مزہ نہیں آتا۔

ابوالمسیح۔ آپ لوگوں کے پاس اصل بائیبل ہے۔ یا اُس کے ترجمے۔

مسیحی۔ اصل بھی موجود ہے۔ اور ترجمے بھی موجود ہیں۔

ابوالمسیح۔ سب عیسائیوں کے پاس اصل انجیل موجود ہے۔ اور سب عیسائی اوس کو سمجھتے۔ اور اوس کی تلاوت کرتے ہیں۔؟

مسیحی۔ نہیں۔ اور نہ یہہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ضرورت ہے صرف جو علما ہیں وہی اصل زبان سے واقف ہیں۔

ابوالمسیح۔ کیا میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ بجز معدودے چند عیسائیوں کے کسی کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی۔ ہیں! یہ کیسے۔

ابوالمسیح۔ اس لئے کہ آپ لوگوں کے پاس صرف ترجمے ہوتے ہیں۔ اور ابھی ثابت اور مسلم ہو چکا ہے۔ کہ ترجمے تحریف تقریر یا معنوی تحریف ہوتی ہیں۔

مسیحی۔ ہم تو اصل اور ترجمہ دونوں کو خدا کا کلام کہتے ہیں اگر ترجمہ ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ اور اگر اصل ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ یعنے خدا کی مرضی نہ کہ خدا اپنی زبان سے کچھ بولتا ہے۔ الفاظ۔

ابوالمسیح۔ اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہو جاتا ہے ابھی ہم اوپر تسلیم کر چکے ہیں آپ مانتے ہیں۔ یا نہیں۔

مسیحی۔ بے شک وہ ٹھیک ہے۔ میں بھی مانتا ہوں۔

ابوالمسیح۔ دونوں میں جب فرق ہوتا ہے۔ تو پھر آپ دونوں کو کیوں ایک منصب دیتے ہیں۔ اگر دونوں کا ایک ہی منصب ہے۔ تو پھر ہمارا مسلّم شدہ قاعدہ فضول ہے۔

مسیحی۔ ہاں اتنا تو درست ہے۔ کہ اصل کے برابر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

ابوالمسیح۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں خدا کا کلام ہیں۔ یعنے دو نوامر جو آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ خدا کا کلام ہیں۔ اور اگر وہ دونوں ہی خدا کا کلام ہیں۔ تو دونوں میں مساوات ضروری ہے خلاصہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ دونو نابرابر آپس میں برابر ہیں۔

مسیحی۔ نہیں نہیں۔ ہماری یہ مراد نہیں ہے۔ ہمارا مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ دونو اصل اور ترجمہ سے خدا کی مرضی پوری پوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے دونوں خدا کا کلام ہیں۔

ابوالمسیح۔ پھر بھی وہی بات رہی۔ جب پوری پوری مرضی اصل سے بھی معلوم ہو چکی اور ترجمہ سے بھی تو اسکے یہی معنے ہوئے۔ کہ دونو خدا کے کلام ہیں اور دونو آپس میں مساوی ہیں۔ حالانکہ ابھی آپ مان چکے ہیں۔ کہ اصل اور ترجمہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

مسیحی۔ سچ ہے۔ خیر بات یہہ ہے کہ اصل اصل ہے اور ترجمہ اصل نہیں ہے۔ آپ ترجمہ کا ذکر جانے دیں۔ اصل ہمارے پاس موجود ہے۔

ابوالمسیح۔ جس قدر عیسائی روئے زمین پر موجود ہیں مثلاً امریکہ میں یورپ میں انڈیا میں کیا یہ سب یونانی اور عبرانی سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

مسیحی۔ پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ صرف علماء

ابوالمسیح۔ علماء سے آپکی کیا مراد ہے۔ کیا صرف دینی علماء یا فلاسفران۔

مسیحی۔ صرف علماء دین۔

ابوالمسیح۔ علماء دین عیسوی جو اصل زبان یونانی اور عبرانی جانتے ہیں۔ اون کی تعداد بمقابلہ دیگر خواندہ عیسائیوں کے کس قدر ہے۔

مسیحی۔ بہت تھوڑی۔

ابوالمسیح۔ جو یونانی یا عبرانی نہیں سمجھتے۔ وہ بائبل کو نہیں پڑھتے

مسیحی۔ ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر یونانی عبرانی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ابوالمسیح۔ ضرورت تو ابھی اوپر ثابت ہو چکی ہے کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی کے برابر ہوتا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب پڑھتے اور عمل کرتے اور اپنا مطلب بر آری کر لیتے ہیں۔

مسیحی۔ ہاں بے شک۔

ابوالمسیح۔ بھلا اب تو میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ باستثنا معدودے چند کل دنیا کے عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی۔ سب کے پاس خدا کا کلام ہے۔ جی کچھ پرواہ نہیں خواہ وہ اصل زبان میں ہو خواہ غیر زبان میں کیونکہ دونوں سے خدا کی مرضی ظاہر ہوتی ہے۔ اور خدا کے کلام کا مقصود بھی یہی ہے۔ بس۔

ابوالمسیح۔ کیا ابھی ہم اور آپ نہیں مان چکے کہ اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے۔

مسیحی۔ ہاں مان چکا ہوں۔ مگر مرضی خدا دونو طرح سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ابوالمسیح۔ میں اس بات کو اور زیادہ صاف کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں دونو طرح سے مرضی پورے پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی

مسیحی۔ فرمائیے۔

ابوالمسیح۔ ابھی آپ نے ایک آیت پڑھی تھی ابتدا میں

[illegible] اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا

مسیحی [illegible]

ابو المسیح [illegible] یونانی [illegible]

مسیحی [illegible]

ابو المسیح اس آیت میں کلام کس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔

مسیحی اصل لفظ لوگس ہے۔

ابو المسیح یہ لفظ خدا کا بولا ہوا لفظ ہے۔

مسیحی نہیں [illegible] کہ خدا کے کلام [illegible] کلام خدا کے [illegible]

[illegible]

ابو المسیح [illegible]

مسیحی [illegible] اپنی مرضی بھی ظاہر کرتا ہے [illegible] لفظوں میں [illegible] خدا کا کلام ہے۔

ابو المسیح [illegible] کلام خدا کی مرضی [illegible]

مسیحی یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ہم خدا کی نسبت کہیں کہ وہ بھی بولتا ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنی مرضی نبی پر ظاہر کرتا ہے۔ پھر وہ اس مرضی کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے [illegible]

ابو المسیح میرا سوال یہ ہے۔ کہ ایسا کلام کلام الٰہی نہیں کہلا سکتا [illegible] کلام الٰہی کہلا سکتا [illegible] مرضی خدا کو پوری طرح پیدا نہیں کر سکتا۔

مسیحی یہ عجیب فہم ہے آپ اس کی کچھ تشریح کریں۔

ابو المسیح غور سے سنیں میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ صفات الٰہی کو صفات کمال مانتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی کیوں نہیں مانتا ہوں۔

ابو المسیح خدا کا علم۔ خبر۔ حکمت وغیرہ وغیرہ صفات کمال ہیں۔

مسیحی ہاں بیشک۔

ابو المسیح خدا کے علم و حکمت کی وسعت کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی کوئی نہیں کر سکتا۔ محال ہے۔

ابو المسیح نبی اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔ یا نہیں۔

مسیحی بیشک [illegible] اوس سے بڑھ کر کوئی

اور ہو نہیں سکتا۔

ابو المسیح کیا نبی خدا کے علم و حکمت کا احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی نہیں وہ بھی نہیں۔

ابو المسیح خدا کی مرضی میں خدا کا علم اور خدا کی حکمت اور دیگر صفات کمال شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی بیشک ضرور ہوتے ہیں۔

ابو المسیح خدا کی مرضی جس میں صفات کمال الٰہی شامل ہیں [illegible] اوس کے لا انتہا علم و لطائف و اسرار [illegible] کر سکتا ہے۔

مسیحی واقعی نہیں۔

ابو المسیح خدا کی مرضی کا جب احاطہ نہیں کر سکتا۔ [illegible] وسعت کو کس طرح وہ اپنے لفظوں میں ادا [illegible] بیان کر سکتا ہے۔

مسیحی ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔

ابو المسیح خداوند تعالےٰ کا اپنی مرضی کو ظاہر کرنا ضروری ہے؟

مسیحی بڑا ضروری۔

ابو المسیح جب اُس کی مرضی کا ظاہر ہونا بڑا ضروری ہے۔ اور اوسکی مرضی کا احاطہ نبی بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا وہ اوس کے ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی لفظ [illegible] بنا سکتا۔ اور آپ خدا تعالےٰ بول نہیں سکتے بلکہ اس کی نسبت ایسا خیال کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ تو انسان بیچارہ کیا کرے۔ کیا ضروری نہیں ہے کہ اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کے لئے خود خدا تعالےٰ آپ کوئی ایسے لفظ بولے یا بولتا جو اوسکی مرضی کی وسعت کے لئے حاوی ہوں۔

مسیحی ہاں بیشک ضروری ہے۔

ابو المسیح بس اب تو معلوم ہو گیا کہ خدا کے کلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ لفظ خود خدا تعالےٰ کے بولے ہوئے ہیں۔

مسیحی ہاں۔

ابو المسیح آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ کلام کیا گیا تھا۔ وہ لوگس ہے۔

مسیحی ہاں

ابو المسیح لوگس خدا کا کلام ہے۔ یعنی خدا نے آپ بولا اور نبی کو حکم دیا۔ کہ ایسا بول۔

مسیحی ہاں۔

ابو المسیح نبی اپنی نبوت کے منصب کے لحاظ سے یہاں

تک۔ وہ اس لفظ کی وسعت معانی کا احاطہ کر سکتا تھا کیا اوس کے برابر کوئی اور شخص بھی خواہ اوس کا کیسا ہی معتقد مخلص کیوں نہ ہو احاطہ کر سکتا تھا۔

مسیحی نہیں۔

ابو المسیح کیا وہ مترجم یا وہ کمیٹی مترجمین جس نے لوگس کا ترجمہ کلام کیا ہے۔ اوس کے خیال میں لفظ کلام اوس وسعت معانی کے لئے حاوی ہے۔ جو لوگس کے لفظ میں ہے۔

مسیحی نہیں۔

ابو المسیح آپ یونانی جانتے ہیں۔ آپ ہی بتادیں۔ کہ لوگس کے کل مفہوم ٹھیک ٹھیک طور پر لفظ کلام کے اندر آ گئے ہیں۔

مسیحی نہیں۔ [illegible] اس کے مفہوم مجھے بھی یاد [illegible] صرف ایک مفہوم کلام بھی ہے۔

ابو المسیح تو اب آپ کے کلام کے مطابق بھی کلام صرف [illegible] حصہ کل مفاہیم لوگس ہوا۔ باقی ماندہ مفاہیم کدھر گئے۔

مسیحی ہاں ترجمہ میں یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ایک زبان کے لفظ کے کل مفہوم دوسری زبان کے لفظ میں پورے پورے طور پر آ سکیں۔

ابو المسیح مسلمانوں کا یہ کہنا کہ نرا ترجمہ کرنا اور تحریف معنوی دونوں ایک ہی بات ہیں۔ درست ہے یا نہیں۔

مسیحی ہاں اس لحاظ سے تو وہ درست کہتے ہیں۔

ابو المسیح کیا ترجمہ اور اصل دونوں کا مساوی درجہ ہو سکتا ہے۔

مسیحی نہیں ہو سکتا آگے بھی بیان ہو چکا ہے۔

ابو المسیح کیا ترجمہ کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں۔

مسیحی واقعی نہیں کہہ سکتے۔

ابو المسیح کیا ترجمہ اور اصل سے پورے پورے طور پر خدا کی مرضی ظاہر ہو سکتی ہے۔

مسیحی نہیں۔

ابو المسیح اب تو میں اس بات کے کہنے کا مجاز ہوں کہ عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس صرف ترجمے ہی ترجمے ہیں نہ کہ ان کے پاس اصل ہے بھی نہ کلام الٰہی کا حکم رکھتے ہیں۔

مسیحی اس طرح اگر تدقیق کرو گے۔ تو یہ مشکل کوئی کتاب خدا کا کلام ثابت ہو سکے گی۔

ابو المسیح مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی ہے

[illegible]

[illegible] مولوی نورالدین [illegible]
[illegible] السلام علیکم و رحمۃ اللہ [illegible]
[illegible] ہے۔ ایک جہان کون
ہے اور متاع کون ہے [illegible] دنیا آخرت کے لئے ایک کھیت
ہے ۔ اس میں اپنے مولیٰ کے احکام کی تعمیل اور تعظیم امر
اللہ تعالےٰ کی مخلوقات پر رحم کرو یہ غنیمت ہے۔ تعظیم امر
اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے جس قانون پر عمل درآمد کرنا
چاہئیے۔ اُس کا نام قرآن شریف ہے۔ پھر اس پر توجہ۔
فکر۔ غور کرو۔ اور اُس پر عملدرآمد کو اختیار کرو۔ والسلام
۱۲ دسمبر ۱۸۹۵ء دستخط نورالدین از قادیان

(۲) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ الحمد شریف بکثرت
پڑھیں۔ اور درود شریف کو بہت پڑھا کریں۔ اور پھر قرآن
شریف کو بغرض عملدرآمد پڑھا کریں۔ اور دعا مانگنے کی عادت
ڈالیں۔ دعاؤں میں الحمد شریف بے نظیر دُعا ہے۔ بدیں رمضان
کے بعد قادیان جاؤں گا۔ والسلام۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء
دستخط نورالدین۔

(۳) السلام علیکم۔ کیسے خوش قسمت ہیں۔ وہ
لوگ جو اللہ تعالےٰ کے فعل پر ہر طرح راضی ہیں۔ کیونکہ
اللہ تعالےٰ کے تمام افعال میں حکمت رحمت فضل اور انسان
کی اصلاح مدنظر رہتی ہے۔ قبولیت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ
تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تکبر ہو گا تو جہنم ٹھکانا ہے۔ اور صبر کے
موقع پر وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم
مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اضطراب
مت کرو۔ دعا کی جاتی ہے۔ اور پیارا مولیٰ رحیم کریم و مالک
ہے۔ والسلام دستخط نورالدین از قادیان ۶ جون ۱۸۹۷ء

(۴) منجانب حضرت اقدس امام الزمان جناب مرزا صاحب
سلمہ ربہ۔ بنام خاکسار اللہ داد عفی اللہ عنہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم
صادق آن باشد کہ ایام بلا
مے گذارد با محبت باوفا

ہر ایک مرحلہ [illegible] اور اپنے مولیٰ سے کامل تعلق
[illegible] اور مخالفین کی کوئی پرواہ
[illegible] انشاء اللہ سہارا چاہئے۔ درود استغفار
[illegible] اللہ تعالےٰ [illegible]
[illegible] ضروری سمجھ
آپ کے [illegible] دعا کی [illegible] خدا تعالےٰ ہر بلا سے نجات
[illegible]
بحکم حضور امام الزمان از قادیان

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب زاد لطفہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
الحکم نمبر ۳ و نمبر ۴ ملا۔ موجب مسرت ہوا۔ جزاکم اللہ
احسن الجزاء۔ یہ اخبار زمان بدن اپنی رحمتوں اور برکتوں کے
ذریعے بہت سے دلوں کے واسطے راستی کی طرف آنے
اور استقامت پانے کا موجب ہو رہا ہے۔ اور اس میں آپ
نے ایک قابل رشک خدمت کو اٹھایا ہے۔ فایدکم اللہ بنصرہ
وتائید۔ پرچوں کا دیر سے نکلنا۔ یہ کوئی قابل شکایت امر
نہیں۔ ابتدا میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ اور اُس کے بیش قیمت
مضامین تمام دیری کا معاوضہ ہو جاتے ہیں آپ ہمت
کو مضبوط رکھیں۔ چند روز ہوئے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔
کہ الحکم میری میز پر پڑا ہے۔ گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ
گیا ہے۔ اُس پر نمبر درج ہے جب میں نے اُس کو اُٹھایا اور
کھولا۔ تو وہ ایک بڑے لمبے چوڑے کاغذ پر سول ملٹری کی
طرح ایک ضخیم اخبار ہے۔ اور نہایت خوشخط اور خوشنما
ٹائپ کا چھپا ہوا اردو میں ہے۔
فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ امام وقت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپ کی نیک نیتی اور خدمت
دین کا جوش بہت جلد اپنا پھل دکھائینگے میں بسبب مصروفیت
امتحان اس سے پہلے آپ کو اپنا خواب نہیں لکھ سکا۔
رقیمہ نیاز۔ محمد صادق لاہور ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے
ٹریکٹ شائع ہوں۔ جن سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب
کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ
اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ
اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی
مسعود کے مشن کے پیغام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی
عبدالکریم صاحب کے مترجم خطبہ۔ اور بعض دیگر لطیف
مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان
اسلام دیئے۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض
لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چہار صفحہ
سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب
ذرا توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس
سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عمدہ دس روپیہ کے
کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع
ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم
کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک
شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ
ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس
سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علمی اشتہار
حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اُس کو ٹریکٹ سیریز
کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے
احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔
پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع
کرینگے۔
مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

امرتسر میں مسجد احمدیہ

یوں تو ہر ایک شہر اور قریہ میں ہماری جماعت کے
لوگوں کو مسجدوں کے ٹھیکہ دار مُلّا مسجدوں میں آنے اور نماز
پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور قرآن پڑھتے ہوئے بھی آیت
ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیہا اسمہ

پر غور نہیں کرتے۔ تمام امرتسر میں کوئی مسجد احمدیوں کے لئے نہیں۔ یہاں تک کہ جس جگہ ہمارے بھائی جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے ایک بھائی میاں غلام محمد کو جو ایک مسجد کا امام تھا مسجد سے علیحدہ کر دیا۔ اس پر ہماری جماعت کو باہر ہاتھوں پر دعا کر نمازیں پڑھنی پڑیں۔ یہ تو ایک مبارک نشان تھا کیونکہ تجھ کو **من تحتها الانهار** کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہوا۔ چونکہ امرتسر جنگ مقدس اوّل و ثانی کا مرکز رہا ہے اور مباحثہ کی زمین ہے۔ اس لئے امرتسر جیسے شہر میں ہماری جماعت کو مسجد کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں ہماری جماعت کے احباب جمع ہو سکیں۔ اشاعت اسلام کا ذریعہ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اواخر مارچ میں ہمکو اتفاقیہ امرتسر جانا پڑا۔ اس تقریب پر ہم نے اس ضرورت کے متعلق اپنے احباب میں تحریک کی۔ چنانچہ اسی وقت تعمیر مسجد کے لئے چندہ جمع ہونا شروع ہو گیا۔ چونکہ امرتسر کی جماعت قلیل ہے۔ اور اکثر احباب معمولی مزدوری پیشہ اصحاب ہیں۔ تاہم ان کی ہمت قابل داد ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ناظرین بھی حسب ارشاد **تعاونوا على البر والتقوى** اس پر کار بند ہو کر امرتسر کی جماعت کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ذیل میں ہم اس چندہ کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ جو ابتک **مسجد احمدیہ** امرتسر کے لئے امرتسر میں جمع کیا ہے۔

میاں نبی بخش صاحب رفوگر میاں نبی بخش صاحب کا اپنا مکان قیمتی ... سو روپیہ تھا۔ جو انہوں نے مسجد کیلئے عنایت کیا اور شاید پچاس روپیہ دینا منظور کر لیا باقی حصہ ...

مولوی محمد اسمعیل صاحب ... جزاہم اللہ احسن الجزاء

میاں چراغدین صاحب تیلی ایک سو روپیہ ... مولوی احمد اللہ کو تعمیر مسجد کیلئے مکان مفت کرایہ پر دیا تھا جہاں اب نماز نہیں پڑھ سکتا افسوس!

میاں قطب الدین صاحب سوداگر ... ؎ ۵

میاں عطاء اللہ صاحب سوداگر ... ؎ ۵

میاں جان محمد صاحب ؎

میاں غلام محمد صاحب علاقہ بند ؎ ۵

مسجد احمدیہ کے لئے چندہ ارسال کرنے والے اصحاب مولوی محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیاں

امرتسر کے تمام احباب کو ... ہم کو امید ہے۔ کہ بہت جلد **مسجد احمدیہ** مرتب تعمیر ہو کر موجب برکت ہو گی۔

امرتسر میں ہمارے دشمن

ہم کو مطلع کیا بعض ضروریات کی وجہ سے مارچ کے آخر میں امرتسر جانا پڑا۔ اور اپنے احباب اصحاب کی پرزور اصرار پر چند روز ٹھہرنا پڑا۔ اس اثنا میں شہر کے مختلف حصوں میں اللہ کریم کے فضل و کرم سے اور ... کلام سنایا گیا اور بیعت ... کا اعلان کیا۔ لوگ شوق سے سننے کو آتے رہے۔ دوران قیام میں انجمن تائید الاسلام امرتسر کا سالانہ جلسہ ... دیکھا اور اس جلسے میں ہماری ... یہ تھا۔ کہ مدرسہ تائید الاسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور انجمن حمایت اسلام امرتسر جو عرصہ سے ٹوٹ چکی ہے اُس کا روپیہ جمع ہے۔ ... وہ روپیہ انجمن تائید الاسلام میں ہمارے ... درخواست کی جاوے۔ کہ انجمن اسلامیہ امرتسر اپنی شاخ دینیات کو مدرسہ تائید الاسلام کے متعلق کر دے۔ اس تجویز کو سب نے پسند فرمایا۔ لیکن غزنوی علماء نے اور شیخ محمد حسین بٹالوی نے موقع پا کر نئے کفرنامہ کا بہانہ تلاش کیا۔ اور مولوی احمد اللہ کو کفرنامہ میں شامل ہونے کے لئے زور دیا گیا۔ اور داخل کر کے ہی چھوڑا۔ ایک اور لطیفہ بھی جلسہ کا قابل ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہو گا۔ کہ ہمارے علماء کہاں تک مسائل دینی پر نظر رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے چار طالب علموں کو ؎ انعام دینے چاہے۔ مگر اُس کے پاس صرف ایک روپیہ تھا۔ اس پر اوس نے کہا۔ کہ اس روپیہ کو کوئی خرید لے۔ چنانچہ ایک شخص نے ؎۵ کو وہ روپیہ خرید کیا۔ مولوی ثناء اللہ مدرس تائید الاسلام۔ جو اس ڈیوٹی پر ڈٹے ہوئے تھے نے جھٹ وہ روپیہ آنہ دے کر فنڈ مدرسہ میں داخل کر لئے مگر اتنے میں مولوی رسل بابا صاحب اور عبد الجبار صاحب نے شور مچایا۔ کہ یہ بیع **درست نہیں**۔ غرض پھر اور صورت پر وہ روپیہ داخل کر لئے گئے۔ افسوس سب عالم بیٹھے رہے۔ اور کسی کو خیال نہ آیا۔ کہ یہ بیع جائز ہے یا ناجائز۔ مگر ہمارے رسل بابا صاحب اور عبد الجبار صاحب کو کہنا پڑا۔ شاید بعض دشمن کہتے ہی ہوں۔ اور بھی ادھر اُدھر کی تقریریں ہوئیں مگر افسوس قرآن کریم کے معارف اور اسرار سننے پیش نہ کئے۔ جو ایسے جلسہ میں امید ہو سکتی تھی۔ آخر میں پلاؤ اڑایا گیا۔ ہم **انجمن تائید الاسلام امرتسر سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ پلاؤ جو اس طرح پر کھایا اور احباب کو کھلایا جاتا ہے۔ مدرسہ تائید الاسلام کے جمع شدہ روپیہ سے کھلایا جاتا ہے۔ یا اس کے لئے علیحدہ چندہ ہوتا ہے۔** ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمو اس کا جواب دے کر مشکور فرماویں گے کیونکہ ہم اس امر کے متعلق کچھ لکھنے والے ہیں۔ یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم نے اخبار الحکم انجمن تائید الاسلام کے طلباء کو مفت دینا چاہا۔ مگر میاں احمد اللہ صاحب نے انکار کر دیا۔ نیز محمد حسین بٹالوی کی تقریر کا خلاصہ ہم نے قلمبند کیا ہے۔ جسکو ہم اپنے ریمارکس کے ساتھ شائع کریں گے۔

صداقت کس طرح چمکتی ہے

صداقت کی روشنی تلواروں کے سایہ میں بھی چمکتی ہے۔ تائید الاسلام کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہم نے جو تجویز پیش کی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے مخالف رائے مولویوں نے ہمارے چلے آنے کے بعد شور مچانا شروع کیا۔ ایک صادق اور راستباز بھی اُن میں موجود تھا۔ جس کی روح تلاش حق میں دشتی ہرن کی طرح تڑپتی تھی۔ اوس نے فی الفور اُن کی مخالفت بیجا سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ جب یہ لوگ ایک شخص کی بالکل صحیح اور مناسب تجویز کی محض اس لئے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس **سیدنا مرزا صاحب کے کفش برداروں** میں ہے۔ تو اس سے بڑھ کر انکی ضدیت اور ہٹ کا کیا ثبوت ہو گا۔ چنانچہ اس پر خدا تعالے نے اُس کا سینہ کھول دیا۔ اور شرح صدر کے ساتھ وہ امام الزمان کی شناخت کے قابل ہو گیا۔ یہانتک کہ ۳۱ مارچ ۹۹ء کو دارالامان میں پہونچکر حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ **والحمد للہ علی ذالک**۔ یہ خدا تعالے کا فضل ہے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہماری مغفرت کے لئے یہ سامان بہم پہونچایا۔ وہ رحیم خدا جس نے ہمکو اس بھری مجلس مخالفین میں بولنے کی طاقت دی اسلام پھر

... [illegible] ... کا موجب بنایا ہم اس
ان ... [illegible] ... اللہ بھی توانائی و تحقیق
... [illegible] ... نہ رواں ... تقدس
راستہ ... [illegible] ... تبلیغ کرنیکے قابل ہوں۔
... [illegible] ... اپنی شہرت یا نمود
... [illegible] ... سب خدا ہو جاتے اور نمٹنے کی ...
... [illegible] ... نہ بہک جائیں آمین۔
ہم اس مبارک ... [illegible] ... خوشی ہوا کہ ... لیکن ساتھ
ہی ہم ... [illegible] ... پوچھتے ہیں ... ایسے نشانات
دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے ... نہیں سمجھتے۔ کہ خدا اپنے
بندے کی امداد کس طرح غیب سے کر رہا ہے۔ تمہاری مخالفت
میں کیوں کر اُس کے مشن کی تبلیغ ہوتی ہے؟ آؤ خدا را
باز آؤ۔ دنیا روزے چند۔ عاقبت معاملہ با خداوند است۔

ایک قابل قدر خط

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں۔ جو عرصہ ہوا۔ ہمارے مخدوم
حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے مولوی ریاض
احمد صاحب ساکن رائے بریلی کے نام لکھا تھا۔
بظاہر یہ خط ایک خاص شخص کے نام ہے۔ مگر نفس الامر میں تعلقات
القرآن کا لب لباب ہے۔ اور قرآن کریم کے بعض مشکل مقامات کا حل ہے
اس لئے ہم نہایت فخر و عزت سے اس کو درج کرتے ہیں تاکہ
ہمارے ناظرین قرآن کا ترجمہ کرتے یا پڑھتے وقت ان امور کا لحاظ
رکھیں۔ اور آئندہ ہم مولوی صاحب کی یادداشتیں ترجمہ قرآن
کے متعلق انشاء اللہ سلسلہ وار درج کرتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

نور الدین ۱۴ ستمبر ۱۸۹۵ء از دار الامان قادیان
میرے عریضہ کو ایک بار آپ ضرور پورا پڑھ لیں۔ اگر درست
ہے۔ میں اسے دوسری بار نہیں دیکھ سکا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قرآن مجید کے ترجمہ کی جو ضرورت آج کل ہے۔ وہ مخفی نہیں۔
اور اس پر اب کچھ مجھے لکھنا فضول ہے۔ کیونکہ بات صاف ہے۔ میں
اس عریضہ میں مختصراً عرض کرونگا۔ کیونکہ مجھے آپ کے حالات
و معاملات اور آپ کے اندرونی جوشوں کی اطلاع نہیں سوائے آپ
کا رسالہ چیدہ اخبار میں دیکھا۔ اور یہ تعمیل ارشاد خاتم الانبیاء صلعم

بنا رہ ... ہے۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ آپ تعالیٰ کے فضل سے
آپ کو پہنچ گئے۔ ... حکم تھا بلغوا عنی ... دین اسلام
خیر خواہی کا نام ہے۔ والراحمون یرحمہم الرحمٰن
تبارک وتعالیٰ۔ ارحموا من فی الارض
یرحمکم من فی السماء۔ اور میرا خیال تھا اور یہی
کہ انما الاعمال بالنیات۔ وانما لامرء مانوی۔
میں کوئی ترتیب امر مضمون کے متعلق نہیں رکھ سکتا۔
کیونکہ یہ خط ہے رسالہ نہیں۔ جو کچھ لکھتے لکھتے مجھے خیال
آتا جائیگا لکھونگا۔

اوّل۔ تراجم موجودہ نے قرآن کریم کے پاک ... ہدایت
میں سے عیب الفاظ کو اپنے اپنے ناپاک اور گندے محاورات میں
ظاہر کیا ہے۔ مثلاً۔ بطور نمونہ از خروارے سنیے۔

(۱) خدعہ۔ کا لفظ ہے۔ سورۂ بقر کے دوسرے رکوع
میں موجود ہے۔ یخادعون اللہ وما یخدعون۔
اور سورہ نساء رکوع ۲۰ میں وھو خادعھم۔ اس کا ترجمہ
مترجموں نے۔ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو۔ اور دھوکہ نہیں
دیتے مگر اپنی جانوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ دھوکہ دیتا ہے انکو
یا بجائے دھوکہ کے فریب دیتا ہے۔ وتعادیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ
اللہ تعالیٰ ان ناپاک معنی کی تصدیق قرآن مجید میں نہیں فرماتا۔
اس ترجمہ کے معائب یقیناً یا غالباً آپ پر ظاہر ہوں گے اس
لئے مجھے شاید ضرورت نہیں۔ اب میں اس کے ایسے معنے عرض
کرتا ہوں۔ کہ جن کی تصدیق قرآن کریم میں ہے اور لغت عرب
اسکی تصدیق کرتی ہے۔
یخادعون اللہ۔ یترکون اللہ قاموس
میں ہے۔ خادعہ یترکہ۔ ترجمہ اس کا۔ چھوڑتے
ہیں۔ ترک کرتے ہیں اللہ کو۔ وھو خادعھم۔ اور وہ
چھوڑنے والا ترک کرنے والا ہے انکو۔ قرآن کریم میں دوسرے
موقعوں پر منافقوں کے حق میں فرمایا ہے۔ وترکھم فی
ظلمات۔ ویذرھم فی طغیانھم۔ وغیرہ۔
یخدعون کے معنے یمسکون یبخلون کیا
معنے۔ خادع۔ مزید کے معنے ہیں۔ ترک اور تجرد کے
معنے ہیں۔ امسک۔ بخل۔ اور یہ معنے صراح و صحاح
وقاموس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم ان معنوں کی تصدیق
فرماتا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ لا تنفقوا علی من عند
رسول اللہ حتی ینفضوا۔ الآیہ س ۲۸۔ اور فرماتا
ہے و بخلوا۔ اور فرماتا ہے۔ ویبخلون۔
(۲) نسوا اللہ فنسیھم۔ الآیہ س ۱۰۔ اس کا ترجمہ

کرتے ہیں۔ بھلا یا انہوں نے اللہ کو پس بھلا یا اللہ نے انکو
حالانکہ ماثور تفسیر صحابہ کرام کی ترکوا اللہ فترکھم موجود تھی

(۳) کید کے معنے۔ جیسے سیرۃ ابن ہشام بغائی
محمد بن اسحاق میں موجود ہے۔ جنگ کرنے کے ہیں سیلر بدر منتہی
میں آیا ہے۔ خرج رسول اللہ ولم یلق کیداً یعنے
حرباً۔ پس انھم یکیدون کیداً واکید کیداً۔ س ۳۰
کے معنے ہوئے۔ وہ خطرناک جنگ کی تیاریاں کرتے ہیں۔ یا
خطرناک جنگ کرنے کو ہیں۔ اور میں بھی اُن سے خطرناک جنگ
کرونگا۔

(۴) مکر کے معنے تدابیر۔ دقیقہ اور ارادات مستحکمہ کے ہیں
پس مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین کے معنے ہوئے
کہ مسیح علیہ السلام کے مخالفوں نے تدابیر دقیقہ اور ارادات محکمہ کئے
کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدابیر دقیقہ
اور حکمت سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر بڑی بھلائی پر مبنی
ہیں۔ خیر کا صیغہ اسم تفضیل یا افعل التفضیل کا ہے۔ جس کے
معنے بڑے کے لئے گئے۔ ان معنے کا بیان قرآن کے اس مقام
پر صاف ہوا ہے۔ جہاں ارشاد ہوا۔ اذ یمکر بک الذین
کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون
ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ س ۹ اور تفصیل فرما
دی۔ کہ مکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سیئے اور دوسرا خیر جیسے فرمایا۔
ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ س ۲۲ ع ۲۔

(۵) روح کا لفظ ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ اور
اس لفظ کے معنے صریح موجود ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے و
کذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا۔ س ۲۵
اور جبرئیل کو یا مسیح کو اس لئے روح فرمایا۔ کہ ایک کلام الٰہی
کے لانے والا۔ اور دوسرا کلام الٰہی کے پہونچانے والا ہے۔
اور اگر پندرھویں سیپارہ میں یسئلونک عن الروح
قل الروح من امر ربی۔ پر گہری نگاہ کرو۔ اور غور
سے کام لو۔ تو صاف نظر آوے گا۔ کہ روح وہاں کلام ہی
کے معنے ہیں۔ کیونکہ یسئلونک عن الروح کے قبل
دعوے ہوا ہے۔ وننزل من القرآن ما ھو شفاء
س ۱۵۔ پھر بیان ہوا ہے۔ کہ یہود دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ
روح کیا معنے قرآن کہاں سے آیا ہے۔ تو جواب دیا من امر
ربی ہے۔

اب ہر دو دعوے بلکہ دعوے اخیر کی کہ قرآن کریم
کلام الٰہی ہے۔ موضوع۔ مفتری۔ مصنوع نہیں
دلیل یہ دی۔ کہ قدرتی اور مصنوعی اشیاء میں بدیہی تو فرق

ہوتا ہے۔ کہ مصنوع خدا کی نہیں ہوتی۔ اور متعدد قوموں ہوتی ہے۔ غور کرو۔ ایسی دلیل پر تو ایک پہلو کہاں سے واقع ہوتی ہے۔ **قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا**۔ پس ترجمہ قرآن میں مترجم کو عرف موجودہ کا لحاظ ضروری ہے۔ تاکہ غلط نہ سمجھے۔

دوسرا امر جس پر توجہ ضرور ہے۔ وہ قصص ہیں جنکا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ان قصص کی تفصیل ضروری تو نہیں۔ مگر بعض مقامات بدوں کسی تفصیل کے اس زمانہ میں سمجھنی مشکل ہیں۔

مثلاً ذوالقرنین کا قصہ بعض بہت کھوٹے بہانے مفسرو نے یونانی **سکندر** کو جو ایک بت پرست شراب خور بلکہ شرابخوری کا بیٹا بننے والا تھا۔ ذوالقرنین بنا دیا۔ اور اگر سکندر نامہ کو دیکھیں۔ تو شرم آجاتی ہے۔ کہ کیا قرآن کریم اس نابکار کا اس طرح تذکرہ کرتا ہے۔

اور پھر پتہ نہیں لگتا۔ کہ یہود نے یہ سوال **عن ذی القرنین** کس بنا پر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم ہے۔ اس کا کیا دخل تھا۔ اور ہمارے نبی کو اس کے تذکرہ کرنے سے جناب ہادی کامل **فداہ ابی وامی** صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا غرض پڑی تھی۔ کہ اس کا ذکر فرماتے یا اللہ کریم اپنی جلیل القدر۔ کافی۔ پاک۔ نور۔ ہدی۔ رحمت کتاب میں اس کا ذکر فرماتے۔ حالانکہ بات صاف تھی۔

دانیال کی کتاب میں حضرت دانیال نے جناب خیر عالم خاتم الانبیاء کی بابت پیشگوئی کرتے۔ اور حضور علیہ السلام کا زمانہ بتانے کے لئے ذوالقرنین کا قصہ بتایا ہے۔ دیکھو **دانیال ۸ باب** اور یہ ذوالقرنین ۸ باب دانیال کا سکندر رومی سے جسکو دانیال نبی نے ذوالقرنین کرکے بیان فرمایا ہے۔ پہلے سے ہے۔ دیکھو دانیال ۸۔

میں یہ بیان اس وقت نہیں کرتا۔ کہ دانیال کی کتاب کس طرح اس سے اس زمانہ خیر القرون کا پتہ لگتا ہے۔ بلکہ ذوالقرنین کے قصہ پر میرا روئے سخن ہے۔ پھر عیسائیوں نے اس کے مخفی کرنے کیلئے ذوالقرنین کے سمجھنے میں بڑی بڑی شرارت کی ہے۔ جیسے اُن تفاسیر سے ظاہر ہے۔ آپ انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ لیقبا دیا مثلاً داؤد علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے متعلق اسرائیلی لوگوں نے اور ریا کا۔ ناپاک۔ گندہ بہتان جو بیان کیا ہمارے

بعض بھولے مفسروں نے بے تفسیر لے لیا۔ بیچاری کی کتاب وہ پاک ترجمہ میں نقل نہ فرمایا۔ بلکہ اگر کوئی قصائص اور یا والا قصہ جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق بیان کرے گا۔ تم میں سے تو میں اُسے رجم کرونگا۔ جیسے تفسیر کبیر کے رحمہ اللہ مفسر نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو ان تمام مفسروں نے چھوڑ دیا۔

اور لوط علیہ السلام کے متعلق آج کل کے ایک مفسر عالم نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ معاذ اللہ انہوں نے اپنی لڑکیوں سے شراب پی کر زنا کیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ونعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والمصائب**۔ حالانکہ یہیں اپنی مہیمن کتاب میں تیرہ میں صاف اللہ کریم فرماتے ہیں۔ پتہ لگتا ہے۔ کہ شیطان لعین کا اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں پر جیسے انبیاء علیہم السلام سرتاج اور مخلصوں کے سرتاج ہیں رئیس ہیں۔ ہرگز کچھ دخل و تصرف نہیں۔ ایسی ہی اللہ تعالےٰ نے طالوت کی مدح ساری فرمائی ہے۔ اور یہیں آگاہ فرمایا ہے۔ کہ **زادہ بسطۃ فی العلم والجسم** اور یہ بھی فرمایا کہ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** پس کیا خشیت والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ جیسے معالم التنزیل میں طالوت کے ناپاک ارادوں کا ذکر ہے۔ کہ اس نے جناب داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ افسوس۔ یہ قصہ جب تو صریح تدبر کا لکل ظاہر ہے۔ کہ جالوت دو گئے۔ ایک طالوت کے مقابل اور دوسرا داؤد کے مقابل اسی واسطے قرآن کریم کے آخر دوسرے سیپارہ میں **فہزموہم باذن اللہ** پر وقف دیکر **وقتل داؤد جالوت** کا تذکرہ الگ کر دیا ہے۔ اور ساؤل کا کوئی قصہ قرآن کریم نے نہ فرمایا۔

ایسا ہی صدہا قصص بنی اسرائیل کے بیہودہ جو تفسیروں در مفسروں نے بدوں حجت نیرہ کتاب و سنت تفاسیر در تراجم میں بھر دیے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

یہ تو بیرونی قصص کا نمونہ تھا۔ اب اندرونی قصص پر گذارش کرتا ہوں۔ ہمارے ہادی کامل کے قصص احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ مگر ہمارے مترجموں پر اللہ تعالےٰ رحم فرماوے۔ کہ انہوں نے ان صحیح قصص کو چھوڑ کر کہاں کہاں موضوعات سے کام لیا ہے۔ نمونہ کے طور پر **زینب** صدیقہ ام المومنین کا قصہ ہے۔ جس کے متعلق افسوس ہزار افسوس نابکار لوگوں نے لکھ دیا۔ کہ حضور علیہ

السلام **زینب** کو دیکھکر اس پر عاشق ہو گئے۔ حالانکہ عشق کا لفظ ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں۔ چہ جائیکہ عشق **رسول اللہ زینب** پر ہو۔ اور پھر باطل تر ہے کہ ام المومنین **زینب** آپ کی پھوپھی زاد تھیں۔ اور آپکے آزاد کردہ غلام جناب **زید** رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ اور نکاح ہمارے ہادی کامل کے فرمان سے ہوا۔ اور اس زمانہ میں حجاب کی رسم تھی۔ یہ عشق کیسا۔ کیا آپ نے **زینب** کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ یا **ماریہ** قبطیہ کا ناپاک قصہ کہ حضور نے اپنی بی بی کی لونڈی سے بدوں اجازت جماع کیا۔ جس پر **یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک** نازل ہوئی۔ حالانکہ اصل قصہ صحیح طور پر بخاری میں موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مجدد اور حکیم الامت نے بھی **زینب** کے قصہ میں لغزش کھائی ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں ایک لفظ لکھ دیا ہے جس سے ایک مومن رنج اٹھاتا ہے **غفرہ اللہ بفضلہ ومنہ وکرمہ آمین۔ فانہ کان نعمۃ کامل الہند وانا احبہ للہ وفی اللہ وباللہ**۔

تیسرا امر جس پر مترجم کو توجہ کرنا لازمی اور ضروری ہے متشابہ اور محکم کا لحاظ ہے۔ شیعہ سنیوں کے دلائل میں جو آیات پیش ہوتی ہیں۔ اُن کو متشابہ کہتے ہیں۔ اور سنی شیعہ کے دلائل پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم اور شوکانی نے جن آیات کو محکم کہا ہے۔ اون کو اونکے مخالفوں نے متشابہ کہا۔ غرض یہ بحث اس زمانہ میں قابل غور ہے۔

رحمت کرے اللہ امام المحدثین امام بخاری پر جس نے ان تمام جھگڑوں کو پاک کر دیا ہے۔ کہ متشابہ کے معنے کئے ہیں **یصدق بعضہا بعضا** سبحان اللہ کیسی پاکیزہ صاف بات ہے۔ جس نے صدہا جھگڑے ختم کر دیئے۔ اور تمام نزاعوں کو جڑ سے کاٹ ڈالا۔

چوتھا امر جس پر توجہ چاہئے۔ وہ مقطعات قرآنی پر غور کرنا ہے۔ نواب صدیق حسن نے جیسے لوگوں کو ان کے معانی کرنے سے ڈرایا ہے۔ اور آپ نے امام شوکانی سے اس امر میں حصہ لیا ہے۔ قابل مضحکہ ہے۔ کیونکہ مقطعات پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ تصوف نے غور فرمائی۔ اور یوں نہیں کہا۔ کہ ان کے معنے کوئی نہیں جانتا۔ ہاں بات بہت باریک ہے اور کسی قدر فارسی ترجمہ میں جو سعدی کی طرف منسوب ہے۔ انہیں کچھ اس امر کو خوب نباہا ہے۔ میں بھی ان پر آج کل کچھ لکھ رہا ہوں۔ اور میرے مقتدا ان معانی میں صحابہ و تابعین ہیں۔ سو الحمد للہ رب العالمین۔ اور ان معانی کا ثبوت انشاء اللہ

قرآن کریم اور [illegible] ہے۔

پانچواں [illegible] ضرور ہے۔ نسخ کا مسئلہ ہے میں اپنا ایک [illegible] ختم کر دیتا ہوں۔ آپ اس قصہ پر غور فرمائیں۔ [illegible] **الحمد اللہ احسن الجزاء**۔

میں ایام [illegible] مدینہ طیبہ پہونچا۔ اور مجھے اتباع نبوی اور [illegible] قرآن کریم کا جوش تھا۔ اس لئے [illegible] سمجھا کہ آیا [illegible] کو یاد کر لوں۔ اس لئے میں مدینہ کے کتب خانہ میں گیا۔ وہاں مجھے ایک کتاب ملی جس میں پانچ سو آیت منسوخ [illegible] تھا۔ وہاں سے وہ کتاب لایا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ کتاب یاد کر لوں۔ مگر بعض آیات کو جو اس میں منسوخ کہا۔ میں اس رسالہ والے کی رائے سے اتفاق نہ کر سکا۔ پھر مجھے جرات ہوئی تو میں نے **اتقان** پر نظر کی۔ یہ کتاب میرے نزدیک اسلامیوں کا فخر ہے۔ اور اس کتاب کی [illegible] خواب میں میں نے [illegible] اور مجھے امید ہے۔ کہ ہو۔) تو اسمیں بیس کے قریب آیات میری نگاہ میں پڑی۔ پھر کیا تھا۔ گویا مجھے بادشاہی مل گئی۔ مگر ان آیات پر بھی جب میں نے غور کیا۔ تو مجھے حسرت ہوئی۔ اور مجھے اللہ کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر رحم فرمایا۔ کہ مجھے ایک عجیب و غریب کتاب **فوز الکبیر فی اصول التفسیر** مل گئی۔ سبحان اللہ۔ کیا نورانی کتاب ہے۔ اس میں پانچ ہی آیت کو منسوخ قرار دیا۔ الحمد للہ وہ دن دنیا میں مجھ پر عجیب تھا۔ مارے خوشی کے میں جامے میں نہیں سماتا تھا۔ اور اصل خوشی کا باعث یہ تھا۔ کہ میرے دل نے مجھے پکار کر کہہ دیا۔ کہ نورالدین! قرآن میں آیت منسوخ کوئی نہیں۔ اور ہرگز قرآن میں آیت منسوخہ موجود نہیں کیونکہ اگر آیات منسوخہ قرآن میں موجود ہوتیں۔ تو کم سے کم کچھ ایما جناب باری سے یا جناب **صادق مصدوق۔ حبیبی و خلیلی سیدنا و مولٰنا و رسولنا و نبینا المصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ** سے یا حضرات **خلفاء راشدین** سے یا **ابوبکر و عمر** رضی اللہ عنہما سے جو راس رئیس علما ء وقت ہیں۔ ان سے کچھ ثابت ہوتا۔ یہ امر نسخ کا دعوے علماء نے اپنے خیال سے کیا ہے۔ جب دو آیات کی تطبیق نہیں آئی۔ تو دعوے کر دیا۔ ایک آیت منسوخ ہے۔ پس میں ایسی آیت منسوخہ کا جو موجود فی القرآن ہوں۔ قائل نہ رہا۔ شاید میرے الفاظ عمدہ طور پر مقصد کو ادا نہیں کر سکے منشاء یہ ہے۔ کہ میں اس بات کا قائل ہی نہ رہا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ موجود ہے۔ **والحمد للہ رب العالمین**۔ اور میں نے ان پانچ مقامات کو تفاسیر میں دیکھنا شروع کیا۔ تو بحمد اللہ پانچوں ایسے مقام تھے۔ کہ تفسیر کبیر عیسی عام تفسیر سے وہ میرے صاف حل ہو گئے۔ صرف دو مقام پر میری تسلی نہ ہوئی۔ جو پھر اور تفاسیر سے وہ بھی حل ہو گئے۔ میں مدینہ سے لاہور پہونچا۔ وہاں ایک شخص فرقہ اہل حدیث کا مجھے ملا۔ اس نے کہا۔ ہم قرآن پر کیسے عمل کریں۔ جبکہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ ناسخ کیا ہے۔ اور منسوخ کہاں ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا۔ کہ قرآن مجید میں منسوخ آیت کوئی نہیں۔ وہ تو آگ ہو گیا۔ اور مجھے پکڑ کر ایک شخص محمد حسین بٹالوی کے پاس پہونچایا۔ مجھ سے انہوں نے طیش میں آ کر کہا۔ کیا آپ نسخ کے قائل نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ نسخ کا دعوے غلط ہے۔ اگر آپ کو کوئی آیت منسوخ معلوم ہوتی ہے۔ تو مجھے فرمائیے۔ اور بحث جانے دیجئے۔ میری اس عرض پر وہ کہنے لگے۔ کہ **شوکانی** نے کہا ہے۔ جو نسخ کا منکر ہے۔ وہ جاہل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں **شوکانی** کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور مجھے اوس کی اتباع سے کام نہیں۔ آپ کوئی آیت پڑھیں۔ آخر وہ کہنے لگے۔ کہ تم **سید احمد خاں** کو جانتے ہو۔ میں اوس وقت سید احمد کو نہیں جانتا تھا۔ پس میں نے جواب دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ غرض یہ قصہ قابل غور ہے۔ اور آپ میرے اس قصہ کو قصہ تصور نہ فرماویں۔ یہ ایک نفس الامری حالت کا بیان ہے۔ جس نے مجھے قرآن کریم کی شاہ راہ پر چلنے کے لئے بڑی راہ کھول دی ہے۔ اگر جناب کو کسی آیت میں تامل ہے۔ تو مجھے ارقام فرماویں۔ مگر میں ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں۔ اور آپ کی طبع میں مجھے ایسی حدت معلوم ہوتی ہے۔ جو محتاط مومن کی شان سے ذرا فاصلہ رکھتی ہے جیسے آپ کے کارڈ سے میں ثابت کر دونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

چھٹا امر جس پر مترجم کو غور ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے۔ ترتیب آیات قرآنیہ کا۔ میرے نزدیک ثابت ہو چکا ہے۔ کہ قرآن کریم الحمد شریف سے لے کر سورہ ناس تک ایک ایسی ترتیب رکھتا ہے۔ کہ اگر ایک آیۃ کہیں سے نکال دی جائے۔ تو قرآن قرآن نہیں رہتا۔

ایک شخص **صدیق حسن خان** نام نواب بھوپال میں گذرا ہے۔ انہوں نے اپنی تفاسیر میں جیسے **جامع البیان** کے ابتدا میں حاشیہ پر لکھا ہے۔ بڑی طول اور فضول تقریر سے ثابت کیا ہے۔ کہ کوئی آیت مکہ میں اتری۔ کوئی مدینہ میں۔ کوئی سفر میں کوئی حضر میں۔ کوئی صلح میں۔ کوئی جنگ میں۔ پھر کیسا احمق ہے وہ جو قرآنی آیات کو ترتیب مانتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ اسکے کلمات کا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ ترتیب قرآنی مدنظر حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کی نہ ہوتی۔ تو ضرور تھا۔ کہ قائم رہتی۔ وہ ترتیب جس پر نزول ہوا تھا۔ جب ترتیب نزولی کو بدل دیا گیا ہے۔ اور جب یہ معاملہ حضرت خاتم الانبیاء کے حضور خود حضور کے حکم سے بلکہ جناب باری کے فرمان سے ہوا ہے۔ تو کیوں نہیں۔ نواب خیال فرماتے۔ کہ ترتیب نزولی کو بدل کر دوسری ترتیب پر قرآن کریم کا رکھنا بڑی اور اعلیٰ دلیل ہے۔ کہ قرآن میں موجودہ حالت پر کوئی ترتیب خاص مدنظر ہے۔ میں نے اس معاملہ پر بہت غور کیا ہے۔

بے دین یورپ والوں کا اعتراض کہ قرآن کریم بلند پروازی سے ایک مضمون کو چھیڑتا ہے۔ پھر ختم نہیں کرتا۔ اور دوسری بات کو شروع کر دیتا ہے۔ قابل غور مضمون ہے۔ اس خط میں نہیں دوسرے خط میں اس کا نمونہ ضرور دونگا۔ غرض مترجم کو ضرور ہے۔ کہ نوٹوں سے ترتیب قرآنی کو مدنظر رکھ کر بتاتا جاوے۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر حسینی مسمی بہ حیات مرتضی اس امر کو نصب العین رکھتے ہیں۔ گو پورے کامیاب نہیں ہوئے۔

ساتواں امر جس کو ضرور ہے۔ کہ مترجم مدنظر رکھے حال کا فلسفہ ہے۔ جس کی بنا اکثر مشاہدہ پر ہے۔ مگر ہمارے ہندوستانی طالب علم اس میں بضرورت قیاس قیاسی اور خیالی اور امر محقق شدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔

ایک طرف تو **سید احمد خاں** کی جماعت نے یورپ کے فلسفہ اور سائنس سے دبکر صلح کر لی ہے۔ ڈر کے مارے اس کے بھائیوں کا ایسا ڈر پڑا ہے۔ کہ قرآن کریم کو ان کے خیالات کے پیچھے پیچھے لگا دیا ہے۔ تمام مذاہب کی جان اور تمام خلق کے لئے اعلیٰ جز امید قبولیت دعاء سے ہی منکر ہو گئے۔ تا آیات نبوت اور مسئلہ الہام۔ و وحی و ملائکہ و آخرت اور جنت و نار کے وجود سے گویا انکار کر لیا۔ مسٹر بلنٹ لوگوں کے حملات کو دیکھ کر وحدت وجودیوں کی طرح اسی مخلوق کو بعد حذف تشخصات خدا مان لیا۔ جیسے ان کے خطبات سے ظاہر ہے۔ بقیہ مشکلات سے یوں پیچھا چھوڑایا۔ کہ جہاں فلسفہ کو موید نہ دیکھا۔ وہاں کہہ دیا کہ یہ کلام اللہ تعالےٰ نے حسب خیال یہود و نصاریٰ کے یا حسب خیال مشرکان عرب کے فرمائی گئی ہے۔ رہا بقیہ قرآن سو اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے۔ کہ لکھ دیا۔ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہی ترند و ستارے گویا نے گئے۔ سبحان اللہ یہ ہے۔ دین کی نصرت اور حمایت اب ان کے مقابلہ میں مولوی صاحبان کا حال بھی قابل غور ہے۔ زمین کی گردش سے منکر ہیں۔ اس امر سے بھی منکر ہیں۔ کہ کوئی آدمی اسکندریہ سے سوار ہو کر امریکہ پہونچ کر جاپان کی طرف سے آ نکلے۔ اور کلکتہ سے بمبئی۔ اور وہاں سے اسکندریہ پہونچے۔ کیونکہ راستہ میں کوہ قاف جو زمرد کا پہاڑ ہے جس کی رگوں سے زلزلہ آتا ہے اور جس کے اردگرد سانپ لپٹا ہے۔ اور جس کے اوپر آسمان رکھا ہے۔ اسے کیسے گذرا۔ یہ مثالیں غالباً آپ پر مخفی نہیں ہوں گی۔ میرے دوست نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں بچہ تھا۔ اور بیٹنے بمقام لدھیانہ وعظ سنا کہ نیل ندی کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ یہ چاند سے نکلتا ہے۔ کسی نے وعظ میں عرض کیا۔ کہ حضرت اگر نیل کا چاند سے نکلنا خلاف مشاہدہ نہیں ہے تو گنگا کا مہادیو کی جٹا سے نکلنا کیوں منع ہے۔ اب واعظ صاحب کے پاس کیا تھا۔ فتویٰ دے دیا۔ کہ یہ شخص کافر ہے۔ اس کو مار کر نکال دو۔ وہ تو نکالا گیا۔ اور یہ شخص جواب ہمارے دوست ہیں۔ وہاں مرتد ہو گئے۔ کہ ایسا عجیب مسئلہ سچ سمجھا گیا ہے۔ اور اس میں ایسے ہی مسائل ہیں۔ پھر کیا تھا آزادی کا زمانہ پہونچ گیا کافر بن گئے۔ اور سرکار کی ملازمت کر لی۔ آخر سالہا سال کے بعد جب بوڑھے ہو گئے۔ ایک انگریز نے ان کو کہا مسٹر فلانے دیکھو۔ یورپ والے کیسے محنتی ہیں۔ نیل کا منبع انہوں نے دریافت کر لیا ہے۔ جبال القمر ہے۔ اب یہ صاحب اس انگریز سے جبال القمر کا نام سنکر بے تاب ہو گئے۔ اور رو پڑے لوگ حیران کہ یہ کیا تماشا ہے۔ اس نے کہا آج اس جبال القمر نے مجھے مسلمان بنا دیا۔ جیسے جیسے اس انگریز سے سنا۔ جس طرح اس لفظ نے مجھ کو فرمایا۔ جب کہ میں نے اس لفظ کو ایک واعظ سے سنا۔ مولانا یہ ہے مشکل ترجمہ کرنے میں۔ ایک طرف نیچری ہیں۔ اور ایک ہمارے علمائے کرام بیت العتیق کے منکر۔ حرکت ارضی کے منکر۔ علم کیمیا کے منکر۔ جیالوجی کے منکر۔ ان کے درمیان ایک راہ ہے۔

آٹھواں امر جس پر ترجمہ کو بہت ضرورت ہے۔ اصول ترجمہ کا قائم کرنا ہے۔ ہمارے مفسر خواہ روایت پسند ہوں جیسے ابن جریر۔ ابن کثیر۔ امام سیوطی صاحب در منثور۔ خواہ درایت پسند جیسے امام رازی۔ امام غزالی قاضی بیضاوی خواہ صوفی ہوں۔ جیسے شیخ محی الدین ابن عربی۔ اور مصنف بحر الحقائق اور بخاری بھی عبدالوہاب صوفی۔ خواہ لغوی ہوں۔ جیسے مجد الدین فیروز آبادی۔ خواہ علم اشتقاق والے جیسے امام راغب ان سب لوگوں کی تفاسیر کو دیکھو۔ مقدمہ میں اصول کو ہرگز قائم نہیں کرتے۔۔ اور یہ بڑا اگر بڑ کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فوز الکبیر میں اور سید احمد خاں نے تحریر فی اصول التفسیر میں بہت کوشش کی ہے۔ مگر وہ ایسی کوشش ہے۔ کہ یورپ کے واسطے۔۔ کافی نہیں۔ اور اس میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔

مثلاً ان امر مفسرین کے طبقات کو تو لوگ قائم کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اوّل درجہ تفسیر القرآن بالقرآن کا ہے۔ اور دوم درجہ تفسیر میں حضرت حق سبحانہٗ کے اس نائب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جس کے حق میں فرمایا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ تیسرا مرتبہ خلفائے راشدین وغیرہ وغیرہ۔ مگر عمل در آمد اس کو نہیں دکھاتے۔ مثلاً ھدی للمتقین۔ کی تفسیر میں بیسیوں معنے متقی کے بیان کریں گے۔ اور قرآن کریم نے مثلاً لیس البر ان تولوا وجوھکم میں جو معنے متقی کے بیان کیے ہیں۔ اس کا ذکر تک نہ کریں گے۔ یقیمون الصلوٰۃ میں اقامت پر بحث ہوگی۔ اور کوئی نہیں لکھے گا۔ کہ وہ نماز جس کا ٹھیک ٹھیک ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کی تفسیر رسول کریم نے یہ فرما دی ہے۔

آپ میرے عریضہ کو پہلے پورا دیکھ لیں۔ اگر ناپسند ہو تو بلا تامل بدبرکشش خاوند۔ واپس بھیج دیں۔ اس کی نقل میں نے نہیں لی۔ اور نہ مجھے فرصت ہے۔ کہ اس کی نقل کروں۔ بلکہ دوبارہ دیکھنا بھی مشکل ہے۔ اگر پسند ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ میں اور بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی۔ آمین۔

آپ ایک کوچہ سے بیخبر ہیں۔ اس پر عرض ہے۔ حضرت پیر و مرشد مجدد الوقت مہدی آخر الزمان مسیح الزمان کا تذکرہ کرتے وقت آپ نے نعوذ باللہ کا لفظ شریعت اسلام سے ناواقفی کے باعث استعمال فرمایا۔ احادیث صحیحہ میں جناب خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابراہیم اور مسیح۔ اور جناب خلیفہ ثانی کو نوح اور ابوذرؓ کو مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ اور جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ اور قرآن میں بعض مومنوں کو امرات فرعون۔ اور بعض اہل ایمان کو مریم بنت عمران اور بعض مومنات کو امرات نوح اور امراۃ لوط فرمایا گیا ہے۔ اور حضرت یعقوب چرخی کو الہام الٰہی میں زید بن حارثہ جو متبنیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ انکا نام دیا گیا ہے۔

پھر سے

کاش کا نامہ عیب من جو شند
روئے آن دلستاں بدیدند ے
ترسم آن قوم کہ بردرد کشان میخندند
در سر کار خرابات کنند ایمان را

آپ کا سلام علیکم یہ تکلف مرزا صاحب اس لئے نہیں پہونچایا گیا۔ کہ آپ نے نعوذ باللہ کے بے موقع استعمال نے اجازت نہ دی۔ آپ کو ابتدا سے نظر میں ایک صادق ملہم کے متعلق ایک محب اسلام کا دل دکھانا مناسب نہ تھا۔ اللھم تب علیہ حتیٰ یتوب۔ تا راقم صحبت باقی والسلام

ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
آنکہ پائندہ و باقیست او خدا خواہد بود

۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو آنریبل سر سید احمد خاں بالقابہ نے حاجی محمد اسمٰعیل خاں کی کوٹھی میں انتقال کیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سر سید صاحب کے انتقال کی خبر معاً بذریعہ ٹیلیگرام دور و نزدیک پہونچائی گئی۔ اور جہاں جہاں یہ خبر پہونچی عام طور پر مسلمانوں میں ایک جوش ماتم پیدا ہوا۔ لاہور میں بھی یہ خبر پہونچی۔ اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے ماتمی جلسہ کا اعلان فی الفور شائع کیا گیا۔ چنانچہ ۲۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو اسلامیہ کالج میں ایک ماتمی جلسہ ہوا۔ جسمیں چند ریزولیوشن پاس ہوئے۔

[illegible] سر سید تو اس بات پر مسلمانوں کے ہوا [illegible] - اور انگریزی تہذیب اور مغربی روشنی کے اس قدر [illegible] مسلمانوں کے تعلیم الحال اور [illegible] کرامت اور شرع کی [illegible] پر پہونچکر [illegible] قرار دیتے تھے - یہ اعتراف کرنا [illegible] مسلمانوں کی بہت سے دینی [illegible] ہوا [illegible] ہے - سر سید اپنی ذات میں ایک [illegible] مگر ہم کو یہ کہنے [illegible] حالی و تردد [illegible] ایک طرف وہ مسلمانوں [illegible] دینی [illegible] [illegible] مقصد تھا - [illegible] طرف [illegible] سوچنے [illegible] کر گیا تھا - جو قوم کو [illegible] [illegible] سکتے ہیں - سید کا مشرب [illegible]

[illegible] کی ہوا ہے -

اور اسی لئے وہ ہر معاملہ میں قرآن کریم کو حکم بنا کر بھلا ملکہ مغربی تہذیب اور یورپ کے فلسفہ نے اوس پر ایسا اثر کیا - کہ وہ مسلمانوں کو جہاں انگریزوں کے قالب میں ڈھالنا چاہتا تھا - وہاں اُس کی یہ بھی بڑی بھاری غرض تھی - کہ اون کے اطوار و اوضاع اون کے طریق معاشرت اور اصول تمدن یہاں تک کہ اون کا علم الٰہی بھی یورپی فلسفہ کا پوجاری ہو کر رہے - اور اسی وجہ سے اونہوں نے ہمیشہ **الٰہی فلسفہ** اور آسمانی قانون کو مغربی فلسفہ کا متبع بنانا چاہا - اور یہ ساری مشکلات اُن کو اس لئے پیش آئیں - کہ وہ چاہتے تھے - مسلمانوں میں انگریزیت کا دخل جس سے ان کو امید تھی - کہ وہ فائز المرام ہوں گے - انکے مشن کی کامیابی کے لئے یہی پہلی تدبیر تھی - جو بطور **فونڈیشن سٹون** کے تھی - اور جو افسوس ہے غلط تھی - اہل اسلام کی دنیوی حالت کا سدھار دینی حالت کی اصلاح سے ایسا وابستہ ہے - کہ جب تک دینی حالت سدھرے دنیوی حالت کی اصلاح ممکن ہی نہیں - ہمکو کوئی ضرورت نہیں - کہ ہم اس معاملہ پر فلسفیانہ بحث شروع کریں - کیونکہ مشاہدہ صحیحہ نے اس امر کو ثابت کر دکھلایا ہے - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جب کب مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی ہے - اور وہ **حسنۃ الدنیا** سے بہرہ ور ہوئے ہیں - اوس کی وجہ اتقا اور دین داری کی راہوں پر قدم مارنا ہی ہوا ہے - اور بجز اس کے ہم دعوے سے کہتے ہیں - کبھی مسلمانوں کی اصلاح ممکن ہی نہیں خیر سید صاحب اپنی زندگی کے دن پورے کر کے چلے گئے اور

اپنی حالت سے بتا گئے - کہ سہ

من نہ کردم شما حذر بکنید

یہ اوسی مغربی تہذیب اور روشنی کا [illegible] ہے - جس نے سید صاحب کو [illegible] [illegible] - چنانچہ لاہور کے حامی [illegible] با وجود [illegible] تازہ کے بھی کسی [illegible] نہ کی - سیاہ کوٹ پہن [illegible] یا سیاہ کالموں میں ماتمی الفاظ لکھ دینے سے سید کی روح آسمانی انجمن میں مستبشر نہیں ہوسکتی - ممکن ہے - بعض کوتاہ اندیش لوگ یہ خیال کریں - کہ ہم گزشتہ مردے اکھاڑنے بیٹھ گئے ہیں - نہیں نہیں - یہ بالکل غلط ہے - ہم کو سید صاحب کے انتقال پر افسوس ہے - مگر وہی تقاضا بشریت سے جو ہر ایک انسان کو لاحق ہے - اور جو حقیقت یوں ہے تو کسی کے مرنے پر کیسا رنج اور کہاں کا افسوس - کیونکہ رنج اور افسوس رضا و تسلیم کے مدارج کے خلاف عمل ہے اور فعل خداوندی کو خلاف مصلحت سمجھنا ہے - لیکن چونکہ مدارج رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہو سکتے - جب تک خدا تعالے کا خاص فضل نہ ہو - اور انسان ہمہ تن اوسی کا نہ ہو جاوے اور اوس کی مرضی اور ارادہ کی تار اوس کو پتلی کی طرح نہ چلاوے - اور یہ اُس وقت میسر آتا ہے - جب اوسکی رضا جوئی کیلئے تذلل اور انکسار سے با الدعا ء پر دستک دی جاوے اور اتقا کی راہوں پر صبر و استقلال سے تجلیات الٰہی کے نظارے دیکھنے کے لئے مستعد کمر بندھی جاوے - راستہ کے ابتلاؤں اور گھبراہٹ کے پہلو تہی بیدل نہ ہوں - پھر الٰہی ہستی اپنا جلال دکھاتی ہے - اور غیریت کو بھسم کر کے اپنا نور اوسکی جگہ چھوڑتی ہے - پھر رنج و غم عسر و یسر سب ایک ہو جاتے ہیں - زندگی و موت ایک معمولی چیز نظر آتی ہے - الغرض ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے - کہ وہ سید کے مرنے پر افسوس کریں - رنج نہ کریں - کیونکہ یہ راہیں رضا و تسلیم کی بہت دور ہیں - اور سید کے انتقال کا صدمہ بظاہر ایسا نہیں - کہ کم از کم اون لوگوں کو جلدی بھول سکے - جو دنیوی اصلاح دنیوی اسباب ہی کے ذریعہ چاہتے ہیں - یا کم از کم سید کی تدابیر کو ہی منحصر راہ سمجھتے ہیں - اس لئے ایسی نصیحت بے محل اور غیر مناسب ہے - البتہ ہم اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہونے کیلئے جو ہر ایک مسلمان کو **یامرون بالمعروف** کی صورت میں ملا ہے اتنا کہنا چاہتے ہیں - کہ اس قدر جزع فزع سے سید صاحب کی واپسی تو ہو نہیں سکتی - اب بہتر یہی ہے - کہ اون کی

موت سے بھی ویسا اُن کی حیات سے استفادہ کیا - فائدہ اٹھایا جاوے - اور اس سے سبق لیا جاوے کہ دنیا روزے چند - آخر کار با خداوند -

پس اون نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے - جو سید صاحب دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے کی وجہ سے کر گئے - اور اون کی بہترین یادگار یہی ہو سکتی ہے - کہ اون کی موت سے وہ کمزوری پوری کی جاوے - جو وہ اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے - سید صاحب کے کان میں ایک **آسمانی معلم** کی صدا متواتر اور متعدد مرتبہ عام طور پر پہونچی - مگر افسوس ہے کہ وہ اوس سے استفادہ نہ کر سکے اور وہی مغربی فلسفہ اور یورپی تہذیب اون کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو گئی - گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے - کہ اونہوں نے اوس **اصلاحات کی منادی کرنے والے** پر تکفیر اور سب و شتم کی بوچھاڑ نہیں کی جیسی عام کے علماء نے کی - مگر اسمیں بھی کلام نہیں - کہ ناصح مشفق کی باتوں کی طرح بھی اوسنے اوس کی باتوں پر کان نہیں دھرا - اور باوجود اسکے کہ اونہوں نے وہ مبارک زمانہ پایا - جس کی آرزو ہزارہا ابرار کرتے چلے گئے تھے - مگر اوس فلسفہ بے معنی کی تقلید اور انگریزیت کی ہوا نے اون کو محروم ہی رکھا - جس کے لئے سید کی حسرتناک حالت پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے - اور سب سے زیادہ افسوس یہ ہے - کہ متعدد مرتبہ امام الوقت نے اوس کو آسمانی منادی سنائی - مگر وہ کان رکھتے ہوئے بھی نہ سن سکے

انا للہ و انا الیہ راجعون -

خیر اب وہ وقت گیا - سید صاحب کے کاموں کی قدر کرنے والے نوجوان اور بڈھے اب بھی موجود ہیں - وہ اس **روحانی معلم** سے استفادہ کریں - سید صاحب کی غرض و غایت **تعلیم** تھی - مگر یہ سمجھنے میں اُنہوں نے غلطی کھائی - کہ آسمانی تعلیم کے بغیر دنیاوی تعلیم کچھ کام دے سکتی ہے - حقیقت یہی ہے - کہ جب تک آسمانی تعلیم حاصل نہ ہوگی - اور آسمانی معلم کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے گا - قوم کی حالت نہ بدلے گی - **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم** - بالکل سچی بات ہے -) پس ہمکو محمڈن کمیونٹی اور خصوصاً اون لوگوں سے جو مغربی فلسفہ اور تہذیب کے دلدادہ اور سید صاحب کے ہم خیال ہیں - امید ہونی چاہئے - کہ **وہ آنے والے آسمانی معلم** کی باتوں پر توجہ کریں گے - اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سید کی وفات ہی پر نہ کر دیں گے - کیونکہ اس سے بہت

برا اثر پیدا ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر دیمک کی طرح ایمانی طاقت سلب کر جاتا ہے۔ اور شرک کا تعفن مادہ یا اثر روحانی اور ذہنی قویٰ کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ پس اب وقت نہیں ہے کہ آسمان پر نظر ہو۔ زمینی اور سفلی باتوں سے منہ موڑا جاوے۔ حسنۃ الدنیا کے حصول کے لئے ان تدابیر کو اختیار کیا جاوے۔ جو حسنۃ الدنیا کے واسطے خدا نے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور جو تیر ہدف ثابت ہو چکی ہیں اور مرحوم کے لئے دعا مغفرت کی جاوے۔ کیونکہ ارحم الراحمین خدا کی مغفرت اور معافی کا دامن بہت وسیع ہے۔ ہاں تو سب کا اس کے دعا ہے کہ خدا ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پس ماندوں کو صبر جمیل اور ان کے تم [illegible] کو صداقت کی راہ [illegible] پر چلنے کی توفیق۔ آمین۔

ایرانیوں کیلئے آسمانی مائدہ

بعد الحمد آں تیز کہ قاطر می [illegible]
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کی بشارت اور اس کی پیروی کی راہوں کی اشاعت کا سلسلہ ہوتا نہ ہوگا بلکہ آناً فاناً اس قدر وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کہ ایک خدا ترس اور سلیم الفطرت انسان کا دل آمنا وصدقنا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اس مبارک سلسلہ کی تعلیم سے چارہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس قدر جوش تبلیغ اور پھر اوسکے دامن کی درازی بجز خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے سہارے کے ممکن نہیں۔ مفتری کبھی اس قدر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ نے کم و بیش ہر قوم کو تبلیغ کی ہے۔ اور تبلیغ کے متعلق نت نئے سامانوں اور ذریعوں کا میسر آتے جانا۔ اس عزیز خدا کے وعدوں کی صداقت کو خوب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ **میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا**۔ لاریب وہ وقت آتا جاتا ہے۔ کہ زمین اپنے کناروں تک سماوی بشارتوں اور برکات سے بہرہ مند ہو۔

ان دنوں میں جو رسالہ **الدعاء والاستجابۃ** کو زیر نظر رکھ کر امام الوقت نے لکھنا شروع کیا ہے۔ اوس کا مبارک نام **ایام الصلح** رکھا گیا ہے۔ دوران تصنیف رسالہ میں بعض محرکات ایسے ہوئے۔ کہ سیدنا میرزا صاحب دام فیضہم نے پسند فرمایا۔ کہ **ایام الصلح** ایرانی لباس میں بھی شائع ہو۔ خدا کی شان ہے۔ کہ امام الوقت کا یہ ارادہ ایسے وقت پر نکلا ہے۔ کہ اوس کی تکمیل کا سامان بھی بہت ہی جلد بہم پہونچ گیا۔ جس پر غور کرنے والی طبیعتوں کو ایک نشان عظیم کا پتہ ملتا ہے۔ خود حضرت **مسیح موعود** تو اردو رسالہ کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اس لئے ایک ہی وقت دو کام آسان نہ تھے۔ لہذا جناب کے اس حکم کا قرعہ پڑا ہے۔ مخدوم حضرت مولانا مولوی ابو الحکیم صاحب [illegible] ایدہ اللہ [illegible] مولوی صاحب محدوح کو یہ دوسرا موقع کا ہے آیا۔ کہ آسمانی علم کی تعلیم کو ایرانی لباس میں پیش کرنے کا فخر حاصل کیا۔ اس سے پیشتر حضرت [illegible] اسم [illegible] کو ہی [illegible] کی تھی۔ اوس کا فارسی ترجمہ مولانا محدوح نے کیا تھا۔ اور اب دوسرا وقت ہے۔ کہ آپ کو حصہ وافر ملا۔ اور ایرانیوں کو مائدہ آسمانی پہونچانے والے تو خصوصیت سے آپ ہی ٹھہرے۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**۔ مولانا عبد الکریم صاحب نے حضرت اقدس کی تبلیغ ایرانی جس [illegible] لیا ہے۔ وہ کسی دوسرے نے کم لیا ہوگا۔ اور ہم کو مولوی صاحب کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ کہ مولوی صاحب جیسا معذور انسان اس قدر کام جواب [illegible] رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور روح القدس کی امداد بغیر کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نماز پنج وقت کے امام آپ ہیں۔ جمعہ کے امام آپ ہیں۔ بعض طالب علموں کو قرآن کریم۔ اور دیگر سبق پڑھاتے ہیں۔

حضرت اقدس کے خطوط کے جوابات تمام فرماتے ہیں۔ سالانہ جلسہ بابت ۱۹۰۵ء کے مسودات کی تصحیح فرماتے ہیں۔ جو اگر غور سے دیکھا جاوے۔ اس قدر مشکل کام ہے کہ معمولی قابلیت کا انسان نہیں کر سکتا۔ مطالعہ کتب بھی فرماتے ہیں۔ خطوط کا خلاصہ۔ اور اخبارات کے مضامین بھی حضرت کو سناتے ہیں۔

[illegible] اس قدر کثرت کار کے الحکم کے لئے اپنے خطبات کا مضمون درست کرتے ہیں۔ جو ایڈیٹر الحکم ہر جمعہ کو لفظ بلفظ قلمبند کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو نظم وغیرہ اخبار الحکم کے اندراج کے لئے آتی ہیں۔ اوسکی تصحیح کا کام بھی حضرت مولانا صاحب نے محض اپنے کرم اور ہمدردی سے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ **جزاہ اللہ احسن الجزاء**۔ ان کے علاوہ خانہ داری کے امور بھی آپ سے جدا نہیں۔ ان سب پر مستزاد **ایام الصلح** جیسی کتاب کو ایرانی لباس پہنانا۔ **ایام الصلح** کے ترجمہ کی مشکلات کا اندازہ ناظرین کو اوس وقت ہوگا۔ جب **ایام الصلح** اردو میں شائع ہوگا۔ اور ترجمہ کی خوبی اوس وقت معلوم ہوگی۔ جب **ایام الصلح** کو فارسی میں پڑھیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہم اپنے دل میں اس امر کے اظہار کے لئے ایک خاص جوش پاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کی اس قدر مصروفیت پر **ایام الصلح** کا ترجمہ بھی ایک **خاص نشان** ہے۔ جو ہمارے **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ حضور ہی کی دعا کا اثر اور فیض [illegible] کا نتیجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ **مولوی عبد الکریم** جیسے معذور انسان سے اس قدر کام لے رہا ہے۔ ہماری [illegible] ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی روح القدس سے ہر آن مدد فرماوے۔ ہم نے تبلیغ کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اور خوش قسمتی سے **ایام الصلح** کا بھی کچھ حصہ دیکھنے میں آگیا۔ پھر ان دونوں میں جو فرق ہے۔ وہ قبل از وقت ہم ناظرین کو کن الفاظ میں بتلائیں۔ الغرض فارسی بولنے اور سمجھنے والوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اُن کو بھی مائدہ سماوی سے خدا تعالیٰ نے بہرہ مند فرمایا۔ ہماری غرض اس ذکر سے صرف اس قدر تھی۔ کہ **ایام الصلح** تو بجائے خود ایک **نشان** ہی ہے۔ اور اوس کا ترجمہ بھی عظیم الشان نشان سے کم نہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا دل رکھتے ہیں۔ جن کی فطرتیں سلیم اور طبیعتیں سعید ہیں۔ مجرد۔ اور کج پسند نااہل ان باتوں کی قدر کیا سکتے ہیں۔ بالاخر ہم پھر دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب پر اپنے افضال واکرام کی بارش کرے۔ اور ہم کو بھی ایسی توفیق دے۔ کہ ہم اوس قسم کی خدمات سے کسی قدر حصہ لے سکیں۔ جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولویصاحب کو دی ہے۔

سورۃ والعصر کی تفسیر از عالی جناب سیدنا امامنا و امام المسلمین زیر ترتیب ہے مفصل اشتہار آئندہ۔ درخواستیں بنیجر الحکم کے نام آنی چاہئے۔

قابل غور

حضرت اقدس کے مریدان صادق کی جو کتاب بطور ڈائرکٹری تالیف کرنے کا ارادہ ہم نے کیا ہے اوس کی ضرورت پر ابھی بہت کم توجہ کی گئی ہے کیونکہ اون خطوں کی تعداد نے جو ابھی تک ہمارے پاس بالتشریح مندرجہ الحکم کی خانہ پری کے بعد وصول ہوئے ہیں بتلایا ہے کہ عام طور پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ اس عدم توجگی کی وجہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اوس کی ضرورت نہیں۔ بہر حال ہمارے ناظرین اپنے حالات بھیجیں۔ تاکہ اس کی تالیف و ترتیب کا کام شروع کیا جاوے۔ ڈائرکٹ سیریز میں ابھی تک کل دو درخواستیں آئی ہیں۔ تاہم ہم مایوس نہیں ہیں۔ اور ہم کو امید ہونی چاہئے کہ انشاء اللہ ایک وقت یہ ضرورت پوری ہوگی۔

حضرت اقدس کی عمر اور حضور کے مخالفوں کے حوصلے

لاہور کے مسخرہ اخبار جعفر زٹلی کے لکھنے پڑھنے پروپرائٹر وایڈیٹر خادم قوم ملا محمد بخش نے جو خرافات اپریل فول کی دیوانگی میں سیدنا حضرت **مسیح موعود** کے دشمنوں کی وفات کی نسبت اپنے ماتمی اور "افسوسناک حادثہ" میں کی ہیں۔ اون کے مناسب تدارک کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو ہم الحکم کے غیر معمولی پرچہ مؤرخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے ذریعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم کو اس پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر بعض احباب کے تشویش نما خطوط نے ہم کو مجبور کیا کہ پھر ایک بار گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ سب سے پہلے تو ہم ملا محمد بخش کو او رپس پردہ بیٹھ کر شوخیاں کرنے والے معشوق کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں۔ کہ کیوں حضرت! **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ کا مورد بننے میں ابھی بھی کوئی فرق ہے۔ ناموں کے پیچھے قادری وغیرہ دم چھلے لگا لینے تو آسان ہیں۔ مگر کیا لغویت میں پڑنا اور بظاہر اپریل فول بن کر تہتک اور دل آزاری کے جرائم کا ارتکاب کرنا انسانیت اور شیوہ اسلام ہے۔ مومنوں کی شان تو ہے۔ **والذین ہم عن اللغو معرضون** لیکن کیا ایسی گندی بکواس کرنے والے اپنے آپ کو مومن کہلا سکتے ہیں۔ یہ اوس امام اور اوس کی مقدس جماعت ہی کا خاصہ ہے۔ کہ باوجود یکہ اس قدر دل آزاری کی گئی۔ لیکن کریم النفس امام نے اپنی جماعت کو قطعاً عدالتی چارہ جوئی سے روک دیا۔ جو لوگ ہمارے مخالفوں کے پنجوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے مخالفوں کے حوصلوں اور بلند پروازیوں کا اندازہ کریں۔ کہ کیا کسی ایسی تخی پر کفرنامہ طیار ہوتے ہیں۔ کیا ایسے ہی لوگ مومن کہلانے کا حق رکھتے ہیں جو جھوٹ کی نجاست پر بڑھ بڑھ کر منہ مارتے ہیں اور عملی طور پر لعنت اللہ کو مول لیتے ہیں۔

سیدنا **مرزا صاحب** خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ **توانا و تندرست** ہیں۔ لیکن ناعاقبت اندیش مخالف افترا پردازی سے اپریل فول کی آڑ تلاش کرتے ہیں۔ احمق! کیا قانون اور شرافت تجھے بری کر سکتے ہیں۔ قانون انگریزی نے کہیں اپریل فول کی بکواس اور ہتک آمیز اور فتنہ انگیز تحریروں کو مستثنے نہیں کیا۔ اگر ایسا ہو۔ تو ایک گندہ ناملائم اور شریر النفس انسان بہت کچھ خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ مگر نہیں قانون نے کہیں اپریل فول کا استثنے نہیں لکھا۔ اس لئے ملا صاحب کو اور پس پردہ مخنثوں اور مستورالحال مگر چنچال عورتوں کی طرح بیٹھ کر درانداز یاں کرنے والوں کو معلوم رہے۔ کہ اپریل فول کا دیوانہ پن ان کو بچا نہیں سکتا۔ گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس سے یہ امر باہر نہیں رہنا چاہئے۔ کہ اس تحریر سے جو ملا محمد بخش کے افسوسناک حادثہ کے ذریعہ شائع ہوئی ہے۔ رعایا کی ایک کثیر التعداد جماعت میں بددلی اور تشویش پھیلانے کے سوا اور کوئی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا **مرزا صاحب مرزا غلام احمد ایدہ اللہ** کی ایک کثیر التعداد جماعت خاص لاہور میں موجود ہے۔

دوسرے افسوسناک حادثہ میں بعض اطبا رفوت شدہ کے نام بتلا رہے ہیں۔ کہ فضول بکواس ہے۔ اور حقیقت میں اپریل فول کے ذریعہ سے ہولی پھیلائی گئی ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے ایسی مشوش تحریروں کے انسداد کے لئے کافی انتظام اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ ملا محمد بخش محض ایک کم سواد اور نابلد محض ہے۔ نہ کوئی دنیوی وجاہت رکھتا ہے۔ نہ علم سے حصہ اس لئے یہ شرارت محض فتنہ پرداز آدمیوں کی ہے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ آخر میں ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ہے۔ **لعنت اللہ** جو نابکار جھوٹوں پر پڑا کرتی ہے۔

ما اریدالاالاصلاح

خاکساریم سخن از رہ غربت گوئیم
یعلم اللہ کہ بجز نیست غبارے ما را

رسالہ الاصلاح کا چوتھا نمبر دفتر الحکم میں پہنچا شکریہ رسید دی جاتی ہے۔ ریویو بعد ملاحظہ چند نمبر لکھیں گے۔ کیونکہ بلا نظر کامل ریویو لکھنا ریویو نویس کا کام نہیں۔ الاصلاح کے شکریہ کے عنوان میں مہامہ **المومنین** کے مصنف کا شکریہ دیکھکر ہم کو افسوس ہوا۔ کہ لائق ایڈیٹر دمک ایسی کتاب کے موصول ہونے پر شکرگذار ہوتا ہے جس میں بجز دل آزاری اور رنجدہی کوئی دوسرا امر ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ مسلمانوں کی ہمت و حمیت دربارہ جواب دیکھنا اور انتظار ایک مسلمان خواہشمند اصلاح کے لئے مناسب نہیں۔ اور ہم تعجب کرتے ہیں۔ کہ ایسی بیباک مصنف کا جواب گورنمنٹ کے انصاف سے دیا جاتا جسنے اوسکی چھ کروڑ رعایا کے دلوں کو عمداً رنج دیا۔ اور فتنہ انگیز کتاب چھاپکر ایک ہزار مفت بلا درخواست بھیجی۔ امید ہے کہ مدیر الاصلاح اپنی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور دوستانہ مشورہ کو بدگمانی پر حمل نہ فرمائیں گے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل گیا۔ گرمی شروع ہوئی۔ فصلیں پک گئیں۔ الحمد للہ اچھی ہیں۔

۲۔ حضرت اقدس امامنا و امام المسلمین حضرت مرزا غلام احمد صاحب بفضلہ تعالے بہمہ وجوہ تندرست اور اپنے مشن کی تبلیغ میں شب و روز مصروف ہیں۔ **ایام الصلح** تصنیف فرما رہے ہیں۔

۳۔ حضرت مخدومی مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ **ایام الصلح** کا فارسی میں ترجمہ فرما رہے ہیں۔ علاوہ دیگر خدمات مشن کے جزاہم **اللہ احسن الجزاء**۔

۴۔ قرآن کریم کا درس حسب دستور ہمارے مولانا مولوی نور الدین صاحب کی سعی قابل مشکوری۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دارالامان

مورخہ ۳ اپریل ۱۹۰۶ء یوم سہ شنبہ

خطرناک جھوٹ

ایک کثیر التعداد جماعت کی دل آزاری

جلد ۲ — نمبر ۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن + خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

ہمکو حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب آتا ہے کہ کم بخت پیٹ اور چند روزہ زندگی کیلئے ایسا انسان **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا سخت وعید پڑھتا ہوا بھی دن دھاڑے سفید جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتا۔ ہماری جماعت ۔ جسکے ہم ایک فرد اور جسکے **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے نسلاً بعد نسل **جان نثار** دوست اور **فرمان پذیر** رئیس جناب مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد ہیں ہم پر سفیہ اور نادان لوگ مختلف قسم کے دل آزار حملے کرتے اور ستاتے ہیں۔ اسی وجہ سے متعدد مرتبہ گورنمنٹ عالیہ کو خود ہمارے **امام** ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ یہ لوگ کمینہ حملے کرنے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ لاہور کے ایک لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل ایک عام حیثیت کے آدمی **ملا محمد بخش** رجو کسی **جعفر زٹلی** نام کے اخبار کا مالک بھی کہلاتا ہے۔ انہوں نے حال میں ایک اشتہار "افسوسناک حادثہ" کے عنوان سے کثیر التعداد چھاپ کر شائع کیا ہے۔ جس میں **امام ہمام** حضرت اقدس مرزا **غلام احمد صاحب** ایدہ اللہ الاحد کے دشمنوں کی وفات طاعون جیسی مراد و ایک لعنت مجسم مرض سے شائع کرکے ایک بڑی بھاری جماعت کی دل آزاری کی ہے۔ جو اشتہار اس بیباک ملا نے باوجود قانون سڈیشن کے پاس ہو جانیکے شائع کیا ہے۔ ہم اسکا شائع کرنا بھی خلاف تہذیب و اخلاق سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس خطرناک اشتہار سے ایک بڑی بھاری جماعت میں جو گورنمنٹ کے معزز عہدہ داروں اور وفادار ملازموں اور عقیدتمند کیش رؤسا اور تاجروں کی جماعت ہے سخت بیدلی اور گھبراہٹ پھیلائی گئی ہے۔ جس سے **نقص امن عامہ** کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہم پر زور الفاظ میں گورنمنٹ کے حضور اس دکھ اور تکلیف کا استغاثہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک صریح جھوٹ اور لعنت سے بھری ہوئی کذب سے ہماری جماعت کو پہنچایا گیا ہے۔ عالیجناب سیدنا مرزا **غلام احمد** صاحب دام فیوضہم کے سلامت باکرامت ہونیکے باوجود اور خود دارالامان میں حضور کے **متبعین** کی ایک کثیر التعداد جماعت کی موجودگی میں ایسا اشتہار عمداً جھوٹ بھرا ہوا شائع کرنا بجز ایک جرأت کے [illegible] **بئس القوم** با خدا انسان [illegible] ہم نہیں کہنا چاہتے کہ جس جماعت کی اسقدر دل آزاری کی گئی ہے [illegible] منحوس خبر سے رنج دیا گیا ہے۔ قانونی چارہ جوئی کرے گی۔ یا نہیں۔ لیکن اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ کہ اس جھوٹ کی خبث سے بھرے ہوئے اشتہار کی غرض و غایت ایک جماعت کو رنج دینا۔ اور عوام میں ان کی نسبت برے خیال پیدا کرنا۔ جو مذہبی حیثیت سے ہوں ہے۔ اس لئے ہم کو اپنے صوبہ کے عادل **لفٹنٹ گورنر** سے امید ہونی چاہئے۔ کہ وہ اس کا مناسب تدارک فرماویں گے جو ایسی بے باک اور جھوٹی خبریں پھیلانے والے دلیر انسان کا قرار واقعی انسداد فرماویں گے۔

بالآخر ہم عوام الناس کو یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفوں نہیں نہیں حق کے دشمنوں کی ذلت اور خواری اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ وہ جھوٹ جیسی نجاست سے پرہیز نہیں کرتے۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ تو مسلم امر ہے۔ کیا اب **حضرت اقدس عالی جناب سیدنا میرزا صاحب مجدد الدہر مسیح موعود و مہدی مسعود دام اللہ فیوضہم** الیٰ یوم الموعود کے باکرامت **زندہ اور سلامت** ہوتے ہوئے ایسے اشتہاروں کا عمداً شائع کرنا۔ جو مجسم جھوٹ ہوں۔ آیت متذکرہ بالا کا مصداق نہیں بناتا۔ ناظرین خود خیال فرماویں۔ یہ ہے ایک درنشان حق اور باطل میں تمیز کر لینے والی آنکھوں کے واسطے اور شریف اور غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے منکر آئیں۔ [illegible] دیکھیں۔ **سیدنا مرزا صاحب** ماشاء اللہ کیسے توانا اور صحیح سلامت اپنے مخالفوں کی ذلت کے لئے ہر روز کیا ہر آن میں نئے افضال و اکرام الٰہیہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ بخیال [illegible] طریق تفاؤل **حضرت اقدس** کے دشمنوں کی موت کی جھوٹی خبر حضور کی **درازی عمر** پر دال ہے۔ خدا کرے۔ کہ حضور ہزاروں سال سلامت باکرامت رہیں۔ ہم اپنے احباب کو فی الحال یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ حسب معمول صبر اور تحمل سے کام لیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ خدائے علام الغیوب اور منتقم حقیقی کیا ظاہر کرتا ہے۔ اور ان کی محسن گورنمنٹ کیا تدارک کرتی ہے۔ ہمکو گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف و عدل سے کامل امید ہے۔ کہ وہ ہمارے دردِ دل کا درمان فرمائے گی۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت کی دل شکنی کو دور کرے گی۔ اور ایک **دلیر آدمی** کا مناسب انتظام کرکے **مرہم تسلی** شکستہ دلوں پر رکھے گی۔ خدائے قادر مطلق کی درگاہ سے تو ہم کو کامل امید ہے۔

کہ وہ ایسے دلیر اور بے باک انسان کو جو خدا سے مجادلہ کرتا اور اوس کی باتوں پر ہنستا ہے خسر الدنیا والآخرۃ کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ اور بجائے خود یہ کیا کم سزا ہے۔ کہ جھوٹ کی نجاست پر تمہارا جاوے۔ اور لعنت اللہ علی الکاذبین کا مورد بنایا جاتا ہے۔ خدا کی لعنت جو حق کے مخالفوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اور صادقین و سعید فطرتوں کے لئے ایک نشان ہے۔ اگر اے قوم تم تنہا تھے خداوند قدیر ۔ چشمہ بخشا کا چشمہ ہے سے امت کبیر ۔

بنی نوع انسان کا سچا خدمتگذار

احقر العباد شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

دارالامن والامان ۳ / اپریل ۱۹۰۸ء

اخبار الحکم قیمت پیشگی مع محصول ڈاک ہے سالانہ مینیجر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامن والامان میں چھپا)

ہم سنانے ہیں آج لعل و گہر نہ رہے کوئی لا ولد مضطر اغنی ہے حق ہیں ہر بشر کے پسر لعل و در یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین بذریعہ درقا شتہار و اسناد بے شمار کے تحقیق اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاروں جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتی ہیں یہاں خیر خواہی عامہ درست بازی سے کام ... مبارک آمیز شرطیہ آزمایش ... جو نہایت ...

نظام الدین حکیم

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں قرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب ادا دیکے آزمودہ ... اٹھتے نہ جاؤ بفضل خداوند کی منادی عام مبارکبادی

اس خادم الاطبا رکو ۳۶ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع النافع نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و جنیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سب نمدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جاوے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدایش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس پاویں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھا ئیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ بفضل خدا کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ قرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سو برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست نامدار حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہو	عہ	۱۰	قولنج دردی	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	عہ
۲	جسکے اولاد پیدا ہو کر مرجاتے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول عرض قوت کو نابکر	عہ
۳	جبکہ حمل ۲-۳-۴-۵ ماہ کے گرجاوے	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور آنکھ	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جسکے لڑکیاں ہوں	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	لیپھ	صہ	۳۴	تیجا چوتھیا	صہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف [illegible]	صہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر پنجاب چوک ڈھوکی کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمشنر مکلاگن صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست در ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ بعض ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہ - خرچ ڈاک ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا بہنا - دھند - سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یا سرخی - اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے سپید گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسا سنگھ صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسمات اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں - ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳- جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آں جناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا - حقیقت ایک دو کاندار شیشے والا کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کرنے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپ نے اپنی دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام ملا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر ملکحیات چشم یعنی سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گنڈو ڈسپنسری شملہ ۔

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب وکیلپ وغیرہ سے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت علیحدہ پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ مارچ ۱۹۰۵ء ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے الائنس بینک ۱۶ مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا ۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا

قیمت پیشگی سالانہ سے۔

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ سے۔

نمبر ۷ و ۸ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۳ و ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں رجوع صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے بیان پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے ترجمہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ۔ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین۔ دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر۔ از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

تھوڑے سے عرصہ میں ایک منظوم رسالہ موسوم بالانتباہ چھپ کر ہدیہ ناظرین ہوگا۔ جو جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی ڈپٹی کلکٹر نے لکھا ہے اس قابل ہے کہ سینکڑوں جلدیں مفت تقسیم ہوں۔ درخواستیں منیجر الحکم کے نام ہوں۔

کمپوزیٹ کیپٹل

عبد مومن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طالب خدا و مولیٰ حق کو حق سے پانے اور راستی کو راستی سے شناخت کرنے کی اگر تجھے خواہش ہے۔ اور تو چاہتا ہے۔ کہ نادانی اور جہالت کی ظلمت کدہ سے نکل کر صداقت کی نورانی محلوں میں داخل ہو جائے۔ تو تو جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام معجز نظام کو سرسری اور بیرونی نظر سے مت دیکھ ۔ اُن حکمتوں کو جو بطن کلام میں امانت رکھی گئی ہیں اپنی جہالت اور نادانی کے حوالہ نہ کر۔ کسی خبر صداقت اثر کے الفاظ کو صرف رسماً یا عادتاً زبان سے تکرار کرنا چھوڑ کر مطالب کلام کی طرف رغبت کر۔ اور دیکھ کہ کن پہلوؤں پر اُس کی بنا ہے اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا منشا ہے۔ اگر اپنی نظر فہم معانی سے کوتاہ ہے۔ تو کیا کسی کریم النفس صاحب حال مبارک فال سے بھی معانی کا سمجھنا گناہ ہے۔ تو اپنی اس محتاجی کو جو تجھ پر موجود ہے اقرار کر۔ اور کسی سلیم الفطرت صاحب دل کے آگے اس کا اظہار کر پاک لسان سے مدد لینے میں عار نہ کر۔ بغض و عناد کی ظلمت سے باہر آجا۔ ضد و عداوت کی تاریکی کو ترک کر۔ کبر و نخوت کی قبا کو اتار ڈال۔ اپنے زمانہ کو جس میں تو ہے نظر حقارت سے مت دیکھ۔ فضل و فیض الٰہی کی بے انتہا رحمتوں کے دروازے بند مت سمجھ۔ اور صرف سابقین اولین پر ہی انعامات کا ختم ہو جانا خیال کر کے موجودہ الٰہی رحمتوں کے نیچے آئے ہوئے مبارک وجود سے مونہہ نہ پھیر۔ دیکھ صفات الٰہیہ کے دائرہ کو تنگ سمجھ کر کسی انسان پر بھی اُن کے وارد ہونے کو محال سمجھنا سخت درجہ کی بدنصیبی ہے۔ اگر تیرا دائرہ کرم تنگ ہے۔ تو ہو۔ مگر کیا اُس ہمیشہ ہمیشہ کریم الصفات ذات کو بھی تو اپنے ہی خیال کے کوتاہ اور ناقص پیمانے سے ماپنے لگا ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ اور سچ کہتا ہوں کہ ایسی ٹھیکہ داری میں خسران مبین کا اندیشہ ہے۔ اپنے خیالات کو صاف کر۔ اور ٹھنڈے دل سے ادراک معانی پہ قادر ہونے کی کوشش کر۔ ہاں تو اس راز کی تلاش کر۔ جو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا علوم اور کبھی نہ کم ہونے والے خزانوں سے عطا ہوتا ہے۔ بہت سے راز اور حکمتیں رب السمٰوٰت والارض کے خزانوں میں مخفی ہیں۔ جن کا نزول آسمان دنیا پر ہوا۔ اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ لا انتہا معارف حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر حکمت لبوں سے نکلے ہیں۔ جن سے اس جناب پاک کے کلام معجز نظام کے جوامع الکلم ہونے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ بہت سے کلام کرنے والے کسی خبر صداقت اثر کے مطالب پر زبان کھولتے ہیں۔ اور کسی اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے واسطے اس کو وجہ ثبوت ٹھہراتے ہیں۔ مگر ایک حالت ہے۔ جو صاحب حال کے اپنے حال سے کھلتی ہے۔ اور وہ مجسم ثبوت ان معارف کا ہوتا ہے جن کی سند خود اُس کی ذات ہوتی ہے۔ اُس کی طرف حمایت الٰہی کی ایک چمک پڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ جس کے سبب سے اُس کو امتیاز کلی حاصل ہوتا ہے۔

پس کسی کا صرف زبان سے کسی خبر صداقت اثر کا پڑھ دینا اُس کے اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے لئے وجہ ثبوت ٹھہر جانا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ عبد مومن کے لئے حدیث قدسی کے معانی پر اطلاع پانے کے لئے بھی یہ ہی اصول درکار ہے۔ کیونکہ کلام لطیف بھی اپنے اندر ایک ایسی لطافت کا بھرا ہوا نور رکھتا ہے۔ کہ جو خود بخود کسی صادق عبد مومن کی حالت پر سچی روشنی ڈالتا ہے۔ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ایک حدیث قدسی میں یوں روایت فرماتے ہیں۔ **لا یزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتے احبہ فاذا احببتہ کنت وسمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا۔ ورجلہ الذی یمشی بہا وفی لفظ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یعقل**

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا عبد یعنے میرا بندہ کیا بندہ عبد مومن میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یعنے حاصل کرتا رہتا ہے۔ نفلوں کے ادا کرنے سے اُس کو یہاں تک تقرب میں ترقی ہوتی ہے کہ میں اس عبد مومن سے پیار کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اُس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہوں۔ تو اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ میں ہی اُس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی زائد آئے ہیں۔ کہ وہ مجھ سے سنتا ہے۔ مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے۔ اور مجھ سے سمجھتا ہے۔ اب یہ حدیث قدسی عبد مومن کا ایک حال ہے۔ جس کے معانی کی تشریح عبد مومن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھیر دیتی ہے۔ یعنے جب کوئی مبارک انسان اپنی اغراض نفسی اور خواہشات ذاتی سے بالکل علیحدہ ہو کر ذات اد سبحانہٗ تعالیٰ کی راہوں میں قدم انداز ہوتا ہے۔ تو اُس کے سارے طریق تقرب الٰہی کی وجہ سے پردہ ہائے نفسانی پھاڑ کر ذات کامل الصفات کا شہود حاصل کرنے کی طرف جھک پڑتے ہیں۔ اُس وقت اُس کی مراد ذاتی اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ وہ صرف اُسی ذات بے چون و بے چگون بے مثل چہرہ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور اُسی کو اپنے پر سوز و طپش قلب کے لئے کامل اطمینان اور عین تسلی سمجھتا ہے۔ اس تحت سوز و گداز کی حالت میں اگر اُس کی نظر اپنے باطن کی طرف جاتی ہے۔ تو اُس میں بھی اسی کو ٹٹولتا اور ڈھونڈتا ہے۔ زمین کی پہنائی پر نظر ڈالتا ہے۔ تو اُسی کی تلاش میں۔ آسمان کی بلندی پر نگاہ پڑتی ہے۔ تو اُسی کی جستجو میں۔ **بین الارض والسمٰوات** جو کائنات اُس کی آنکھوں کے سامنے گذرتی ہے۔ اُس کے متفرق اور گوناگون عجائبات میں بھی اُسی کے رنگ کا طالب ہوتا ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے۔ دن کے اُجالے میں رات کی اندھیرے میں۔ مجالس میں تنہائی میں۔ اس کو اُسی ایک کی دھن لگی رہتی ہے۔ پس جب روح انسانی اپنے اندر اس قدر تقاضا شدید پیدا کر لیتی ہے۔ اور روح حق کی ایسی مشتاق ہو جاتی ہے۔ تو پھر قلب انسانی اس قابل ہوتا ہے۔ کہ وہ دائم و قائم بے مثل و بے رنگ بے چون و بے چگون ذات اپنی صفات کاملہ کا نور اس پر ڈالے۔ پس یک بہ یک اس فنا اتم پر پہونچتے ہوئے عبد مومن کے مقابل جبکہ اس کی عبودیت جو اُس کا ذاتی جوہر ہے۔ اس درجہ کاملہ پر پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ باقی ذات اپنے دائمی بقا کے بے انتہا دامن کو کھولے ہوئے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ اور عین بے رنگی میں اس اسیر رنگ کی نیرنگیاں جلوہ نما ہونی شروع ہوتی ہیں۔ پس اللہ کی ذات عبد کی ذات

میں صفات کی گل کاری سے ایسے ایسے نقش و نگار اور بیل بوٹوں کے باغ لگا دیتی ہے۔ کہ عین الیقین کے پھول اپنی کرت عبد اپنے ذاتی تقاضا میں صفات الٰہیہ کا رنگ لے لیتا ہے۔ اور اُن سے رنگین ہو کر ذات کے مقابل میں تو عبد مگر صفات کے مقابل میں ظل کہلاتا ہے۔ پھر اس کے جمیع افعال حرکات خواہ منہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا بصر سے۔ ہاتھوں سے متعلق ہوں یا پاؤں سے محسوسات ہوں۔ یا معقولات انہیں صفات کاملہ کی رنگینی کو دکھلاتی ہیں۔ جو ان صفات والی ذات کا عین تقاضا ہوتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر اس پر وہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ جو حدیث قدسی میں بیان ہوئے ہیں اور مخبر صادق کی زیادہ صدق بیان سے بہ فرمان حق سبحانہٗ تعالےٰ تکلم میں پس اس مقدس جماعت کے پرکھنے کے لئے یہ ایک کسوٹی ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا مقرب بندہ میرے دربار میں میری حضوری حاصل کرتا ہے۔ تو وہ میری صفات کا ظل ہو جاتا ہے۔ یعنی میری ذات کے مقابل تو وہ عبد ہی رہتا ہے۔ اپنی عبودیت کو ترک کر کے اللہ نہیں ہو جاتا۔ مگر صفات اللہ کے مقابل آکر اُن کا رنگ حاصل کر کے اُن کا ظل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے اسم ذاتی کے مقابل اس کا اسم ذاتی اس وقت عبد ہوتا ہے۔ جو اس کو مومن ہونے کی جہت سے ملا ہے۔ اسمار صفاتیہ کا وہ مورد بن کر اپنے اندر سے صفات اللہ کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ اب ان اسمار صفاتیہ کے معانی عبد مومن کی سچی اور کامل عبودیت سے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صافیان بصیرت اپنی بصارت باطنی سے اسمار صفاتیہ کی روانگی کو عبد مومن کے اندر بخوبی شناخت کرتے ہیں۔ اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کے انوار اُن پر پہنچتے ہیں۔ کسی کی راہبری اور ہدایت کے محتاج نہیں رہتے۔ وہ اپنے قلب منور کی چمک سے جو مناسبت کی رنگ میں ان کے اندر ہوتی ہے۔ نور و ظلمت میں فرق کر لیتے ہیں۔ یہ ہی ایک جماعت ہے۔ مگر بعض جہالت اور خود غرض خود غرضی نے میدان میں سرگردانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو عیاً کامل قرار دے لیتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ میری معرفت کامل ہو چکی ہے۔ میں دریا حقیقت کا پورا شناور ہوں۔ پس وہ نہ اپنے قلب کے نور سے بلکہ اپنے نفس کے غرور سے عبد مومن کی شناخت میں قاصر رہ کر ضد و عداوت بغض و حسد کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی جہالت اور نادانی پر نازاں ہو کر ہمہ دانی کا دعوےٰ کر کے ہمچو من دیگرے نیست کی صدا لگاتے پھرتے ہیں۔ اور

صادق کی شناخت میں کبھی خفیہ کبھی علانیہ کبھی بات سے اور کبھی لاتا ہے سے چھری دکھلاتے ہیں۔ حق اُن کو کڑوا لگتا ہے۔ ناحق کرتے ہیں۔ رنج کھاتے ہیں۔ اور بن موت مرے جاتے ہیں۔ اندرونی مرض کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ حق پرستوں سے گفتگو کرنے سے ان کو بیزاری ہوتی ہے۔ جب کسی حق پرست قوم کے دست کے قابو آجاتے ہیں۔ تو بیقراری پر بیقراری بڑھتی ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔ اور ان کو اس عذاب سے نجات دے۔ اگر کوئی نیک فطرت سعادت نشان انسان کسی بھلی بات کو کسی سعادت مند سے سُن کر قبول بھی کر لیتا ہے۔ اور حق کی طرف میلان طبع دکھلاتا ہے۔ تو یہ غولان بیابانی اُس کی راہ زنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سعادت مندوں کی نسبت جن کو وہ بچپن سے سعادت مند مانتے ہوئے ہوتے ہیں۔ صفات الٰہیہ سے کسی قدر رنگ پا جانے کے سبب جو کسی عبد مومن کی صحبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ خود اپنی کور باطنی کے سبب سے بدظنیاں اور بدگمانیاں پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نہ خود سمجھتے ہیں۔ نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں۔ اور اس طرح خود اپنے اور بعض مسکین طبع انسانوں کی بدبختی کے اسباب پیدا کرنے کے باعث ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک سادہ دل سلیم الفطرت انسان کو خدا ان غولان بیابانی سے بچائے۔ جو خود تو گمراہ ہو کر ڈوبے تھے۔ دوسروں کو بھی ساتھ لے ڈوبنے کے درپے ہیں۔ عبد مومن کی اُس حالت پر پہنچانے کے لئے جس میں وہ صفات اللہ کا ظل ہوتے ہیں۔ اسمار صفاتی کے متعلق کو سمجھنا ضروری ہے۔ خدا کی ذات اسمار صفاتیہ ہی کے آئینہ میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور وہ اپنے کامل مظہر میں ہی اپنی صفات کا عکس کو ڈالتا ہے۔ اور اسی نمونہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد مومن کے کان۔ اللہ کے کان ہیں۔ اور اُس کی آنکھیں۔ اللہ کی آنکھیں۔ اور اُس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے پاؤں۔ اللہ کے پاؤں۔ اور اُس کا فہم اسی ذات کا فہم ہے۔ خدا کے افعال جو اس کے صفات سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اُس انسان میں جس کو وہ عبد مومن کا خطاب عطا فرماتا ہے۔ مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔ خدا کی رنگ قدرت کا یہ انسان مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً اسمار حسنہ میں سے صفت رحمانیہ کی جلوہ گری اسم رحمان سے ہے۔ یہ صفت جس کا تقاضا خود ذات پاک پورا کر رہی ہے۔ وہ صفت ہے۔ کہ جس میں کسی عمل نیک یا بد کی جزا کا کچھ دخل نہیں ہے۔ اس کا ظہور اس

عالم میں عمومیت کا رنگ رکھتا ہے۔ اس صفت کا کافر کے کفر زندیق کے زندقہ۔ مرتد کے ارتداد۔ زانی کے زنا۔ چور کی چوری فاسق کے فسق اور مومن کے ایمان۔ پرہیزگار کی پرہیزگاری عابد کی عبادت۔ نیک بخت کی نیک بختی۔ اور صالح کی نیک کرداری کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جو کچھ دیا جائے۔ بلا معاوضہ کسی خدمت کے محض بے تعلقی سے دیا جائے۔ کھلایا جائے۔ پلایا جائے۔ دیا جائے۔ دلایا جائے۔ کوئی کام کسی کا سنوارا جائے۔ غرض جو کچھ کیا جائے محض بے تعلقی سے کیا جائے۔ کچھ غرض درمیان نہ ہو۔ جیسا کہ رحمان کو اپنی رحمانیت اور رب العالمین ہونے میں کچھ غرض نہیں ہے۔ اس نے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اس کے کہ کوئی اس کو مانتا ہے۔ یا نہیں۔ یا اُس کی بندگی بجا لاتا ہے۔ یا نہیں۔ کس مذہب یا کس فرقہ کا ہے۔ دشمن ہے۔ یا دوست اپنی رحمانیت کے خوانچہ کو بچھایا ہوا ہے۔ اور قبل از پیدائش آدم کو بنی آدم کی اپنے تقاضار رحمانیت سے سب کچھ جو اُس کی ربوبیت کے لئے ضروری ہے۔ پورا کر رہا ہے۔ اور محض رحمانیت کے فضل سے چاند سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ سب کو کام میں لگا رہا ہے۔ پس بہ لحاظ اس صفت رحمانیت کے۔ عبد مومن میں عام ہمدردی کا ایک ایسا سوز ہوتا ہے۔ کہ جو اُس کو بغیر کسی طرح کے نفع ذاتی کے مخلوقات الٰہی کے ساتھ رحم کرنے کا ایک جوش دلاتا ہے۔ اور اس جوش کی وجہ سے وہ خیر خواہی بنی آدم ایک ایسے منصب پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور ایسا مقام حاصل کرتا ہے۔ کہ اس مقام کے لحاظ سے وہ اظہار ہمدردی اور خیر خواہی میں کسی قوم یا کسی فرقہ کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور صفت رحم کو ایسا عام کر دیتا ہے۔ کہ یگانے بیگانے میں اس حالت پر اسے کوئی غیر نہیں ہوتی۔ یہ ہی وہ منصب ہے۔ جس پر یہ قوم پہنچکر طیبدہ دلی سے اصلاح خلق پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس راہ میں ہر ایک دُکھ اُٹھانے کے لئے بڑی رضامندی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس خدمت کے بجا لانے میں مال کو پانی کی طرح بہاتی ہے۔ جان کو ہر ایک خطرہ میں ڈالنے سے دریغ نہیں کرتی۔ ان کا خوان نعمت اسی صفت کے ظل کے نیچے آکر ایسا فراخ ہوتا ہے۔ کہ کوئی خود اپنی بدقسمتی سے محروم رہ جائے تو رہ جائے۔ مگر یہ قوم خود اپنے خوان کرم سے کسی کو محروم کرنا نہیں چاہتی۔ پس عبد مومن کو اس مقام پر مخلوق خدا وہی نسبت ہوتی ہے۔ جو خدا کو اپنی مخلوق سے (باقی آئندہ)

پاک شاعری

قصیدہ مدحیہ در شان حضرت اقدس امام زمان از پیمبر ز مہدی حسین عفاہ اللہ

آے خواص عیسوی نازل شدہ بر بام تو | مہدی آخر زماں خالق نہادہ نام تو
روبہ عدا افتادہ شہر در دام تو | آں یہود جاں چو بخیر بیدل رام تو
وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ - سورۃ ع
آفریں حق سزد بر کار نیک انجام تو | کفر در ایماں خزد از پرتو اسلام تو
ماہ کامل ز انفعال شود بدر نام تو | مہر و مہرے بر کند رشک صبح و شام تو
ہر دو در استر مندگی از نور نشان مہجونہ | در مہ رمضان چو دیدند رونق ایام تو
ذوالفقار حیدری در دست تو خالق نہاد | کافر دین از قلم از ضرب صمصام تو
کلک تو نشتر سہو زد در گلوے مشرکیں | جرگہ اعدا پراگندہ کند الہام تو
احمد مرسل ترا اندر کنار خود کشد | در صف پیمبراں چو بینند جملہ ختم عالم تو
مہدی گم کردہ راہاں مصلح برنا و پیر | ایہا الشیطان بیا کا سِ اصنام تو
قِیْلَ تِلْکَ ... | اِنْ تُطِیْعُوْا ...

احمد بیار را شد شبیل و اولیا را مقتدا
نام نامی شد غلام احمد فدا نام تو

مطلع دوم

آشنا سیب عاطرم بیرون شد از نام تو | تا کجا بینم فراق رزدل آرام تو
چند نالم روز و شب در ہجر بے ہنگام تو | انتظاری تا بہ کے در آید پیغام تو
من سر بگریم ازاں محروم از انعام تو | ورنہ در آفاق عالم بانگ نی قیام تو
اے شہنشاہ قتیلہ رخت خود بست برکشم | حبذا چینکہ بندم برکمر احرام تو
بارگاہ عالیت را بوسہ گاہ خود کنم | مسجد من مسجد فرخندگی فرجام تو
نقد جانرا بر کف پا بت نہم شادان شوم | روح را قربان کنم جسم گندم فام تو
لحظہ آیے عمر را در غم مننا آرم بسر | ہمچو سائیہ زیم گاہ زنم بر گام تو
وا دریغا من نیم دورم کہ دور از تو بتا | یا الٰہی بہر در باشم ز فیض عام تو
من غریب بے نوایم تو نشہ عالی مقام | لطف کن لطفیکہ باشد در خور اکرام تو
من ہجاں ساعت ترا دانستم ای ابر کرم | از جبیں یافتم بود لہٰ اوہام تو
از زمین مسکیں چو ماو ز آسماں آیں ... | بر جبیں ... اصحاب ... الا فہام تو
وانکہ در وقتہ بالاماند تریاق ... تو | از حیا پیشی نہاد رخ ... اقدام تو

دوستانت را بیشہ ہر می دا بالصیب | در چہ ذلت نند ہر دشمن خود کام تو
آنکہ بخیر نواز نوع عنایات دائم | موجب بہ کینہ شد بمسند عیسیٰ شد شام تو

موج سرگرداں بحر معصیت ستغفر
بر کنار آید چو یابد جستہ از جام تو

جناب حکیم نور محمد صاحب مومن کلوی

از دعاے مستجابت موج نور آید بہ تو
از سر ماے غفلت بسترد حجام تو

محمود کی آمین

دوسرا ایڈیشن چھپکر طیار ہوگیا ہے - قیمت ۔/

قصیدہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ و ۶)

یعنی مسیح ناصری اللہ کے پیارے نبی | یا ابن حیات دینوی ملی ہے سیاکر جرخ دام
بیوجہ اے اہل ریا کرتے ہو تم جور و جفا | کیوں فی در تھنے کر دیا خوف خدا اے اکرم
ہیں حضرت عیسیٰ کہاں جو دیں آسمانی یہاں | ہے بے سر پایہ گماں خلاق عالم کی قسم
خالق نے فرمایا نہیں قرآن میں آیا نہیں | حضرت نے بتلایا نہیں پھر زلیں کس طرح ہم
قرآن کیا کچھ دو رہے دیکھو جسے منظور ہے | عیسیٰ کا کچھ نہ کوئے ہے یا فوت ہو گیا ہے یقین
علامہ شیخ علی انہیں فنا عیسیٰ | لیکن یہ اب مولوی تو کیا کریں عاجز ہیں ہم
لوگو کرو خالق کا ڈر دیکھو ابھی علم پر | کہتے ہیں کیا اہل نظر دیکھو ابھی سوکر ہم
مالک نے فرمایا ہے کیا کیا ابن قیم نے لکھا | کیا ہی محمد نے کہا کیا کہتے ہیں پیر حرم
فرزند عم مصطفیٰ ارشاد فرماتے ہیں کیا | دیکھے جسے ہو شک ذرا کیا ہی بخاری پیر قسم
قول جناب عائشہ طبرانی ہیں پر لکھا | یعنی مسیح باصفا راہی ہوئے سوئے عدم
ان سب کا ہی یہ قول جب مانتے آئے ہیں پھر لاکے ب | کیا کرتے ہو تم غفلت سے کیوں ہو تم کیا ستم
بازآؤ ان عادت سے خونخوار ہو سیاست سے | ثابت ہی نہیں بات یہ مسیح زندہ ہے تم
جیتے ہی یہ مان جانا جب یہ قول مصطفیٰ | پھر ان نہیں عذر کیا کرو سر تسلیم خم

لے ابن احمد - دیکھو سراج منیر ۱۲ - دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول ۱۲
لے دیکھو سراج السالکین ۱۲ ۔ ابن اسمعیل صاحب صحیح بخاری دیکھو بخاری شریف کتاب التفسیر آیۃ شریفہ یا عیسیٰ الخ وآلہ فلما توفیتنی الخ
ش ابن عباس رضی اللہ عنہ - دیکھو صحیح بخاری شریف زیر آیت یا عیسیٰ انی الخ ۱۲

یا آو ظلم ... کیا فا ... اسد ... | دیکھو وہ نور سی حال غلام احمد ... علیہ
قول شہر ... مسیح ... | انتہا سی ... مطلق عیسیٰ ... دم
... قہر کا واقعہ ... قول مصطفیٰ | وہ ہو گئے ہو یا ہو گیا پہر طرح نازیں ہیں ہم
مسیلہ تغیر ... نشا ... | آ جائے ... کہ ... تازہ دم
... پا آ ریا ... دہرا | یا اور اسکے با سوا ہے ... ہند و دہرا
الغرض کل اشقیا اسکو سنا ... کیا | بیجان سب کو کر دیا ... اسکی کہتلم
وہ بانی اسلام ہے اسکا ہی اکلم ہے | مصر و صبح و شام ہے اسکا ہی ... ذی حشم
وہ عزت جاہ فخر ہے ذی یاد شاہ قوم ہے | وہ خیر خواہ قوم ہے قوم اور سب ... ستم
اے قوم یہ ہر خدا تو اپنی غدر سے آزرا | کر اپنی حالت پر ذرا تو آپ ہی لطف و کرم
اے امت شاعر جب ... فرد یا کسی کو لقب | یہ کیا کیا تو نے غضب کیا کیا تو نے ستم
وہ کہتے یہ مسعود ہے وہ عیسیٰ موعود ہے | اسکا عدو مردود ہے نزد خدا اکبر
مانتے وہ منظور خدا نائب ہے وہ مامور خدا | نائب ہے وہ نور خدا لایا سلطان القلم
عالم میں ایسی خوبیاں میں جلوہ گر خورشید سا | معروف ہے اسکی زباں مشہور ہے اسکا قلم
کیا لب پر کیا تقریر کیا باکیا تا تیر ہے | کیا ہاتھ کیا تحریر ہے پر زور ہے کتنا قلم
اسکے مقابل میں ادیب ... | جملہ فصیحان عرب خاموش ہیں مثل عجم
وہ شہسوار مامور ... جنگ پر | بھاگیں عدو ... ہر گز ایکدم
ترساں ہے جمع ... انتو گراں | ہے اسکی کلک زباں گویا کہ شمشیر دو دم
جو عزت دین و سنی کی جو دین اسنی کی | جو خدمت دین اسنی کی عاجز ہے لکھنے سے قلم
بیہ تماشہ ... مشعل شمس و قمر | چکر لگائے در بدر ... عرب ہے عجم
لیکن ایسی کوئی بشر اسکا نظر آتا نظر | ہے غیر ممکن سر بسر ... کہتے ہیں ہم
پر اسکی توصیف ثنا کیا کر سکے کوئی بجا | اے دل تو کر اب یہ دعا آمین کہتے جائیں ہم
اے خالق ارض و سما اے مالک ہر دو سرا | دشمن نہیں فہم و ذکا ان لیں اہل ستم
آپس کے جھگڑے ... کل مشتری ... | بغض حسد مفرور ہو مفقود ہو رنج والم
دجال بد اطوار پر عیسیٰ کو ہے فتح و ظفر | خدام دل شاد کر اے ذوالجلال ذو الکرم

کر ختم اب یہ اشتیاں کیا تو ہے کیا ہے بیاں
مختار روک اپنی زباں مختار تھام اپنا قلم

ہمارے معزز ناظرین -

زر چندہ بھیجئے قیمت اخبار کے بھیجنے کی طرف توجہ فرماویں کیونکہ روپیہ کا کام روپیہ سے چلتا ہے - مینیجر -

ایک عیسائی کے چار سوال

اور

اونکا جواب

(سوال اول) محمد مصطفے صلعم کی تعلیم اگلے نبیوں کے موافق اور مطابق ہووے۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ خدا کی کلام میں اختلاف ہو۔

(جواب) توریت استثنا ۱۳ باب ۱-۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا تمکو کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے۔ اور وہ بات جو اوس نے دکھائی واقع کے مطابق ہو۔ اور وہ نبی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں تم نے نہیں جانا۔ اور کہے آؤ۔ ان کی بندگی کریں۔ تو ایسے نبی کے کہنے پر کان مت دھریو۔ کیونکہ وہ آزمایش ہے۔ اور ایسا نبی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحب غور کرو۔ کتاب استثناء سے یہہ تین امر ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱ کاذب اور جھوٹے بھی معجزات دکھلا سکتے ہیں۔ ۲ جو نبی ایسے غیر معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ وہ جھوٹا ہے۔ ۳ جھوٹا نبی معجزات دکھلانے والا مار ڈالا جاویگا۔

اس پر سب سے پہلے تو یہہ لطیفہ ہوگا۔ کہ آپ یہہ بتلائیں۔ کہ وہ کبھی ابن مریم یا اس روح کو جو تثلیث کی متمم ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس جب بقول آپ لوگوں کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لئے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودوں کی طرف کھینچنا چاہا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ تو بے شک اگرچہ اونہوں نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بقول عیسائیوں کے بموجب استثنا ۱۳ باب ۱-۵ سچے نہ تھے۔ بلکہ مسیح نے اک ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو محدود رحم میں مجسم ہوا اور یہودیوں کے ہاتھ سے پیٹا گیا۔ تو بھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں بلکہ جس کی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر طرہ یہ کہ مسیح بقول آپ صاحبوں کے مار ڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے نبی کا ... استثنا ۱۳ باب ۱-۵ نتیجہ ... اوس نبی پر جو خاتم الانبیاء ہے اور

اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوسی خدا کی طرف بلایا۔ جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوسی معبود کی عبادت کی طرف اُن کو جھکانا چاہا۔ جس کی عبادت کی طرف اُن کے آباؤ اجداد نے جھکانا چاہا تھا۔ شک ہو۔ تو پڑہو۔ **ام کنتم شہداء** الخ۔ سورہ بقر پارہ اول رکوع ۱۶۔ ترجمہ۔ کیا تم حاضر تھے۔ جس وقت کہ یعقوب کو پہونچی موت۔ جب کہا۔ اُسنے اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجوگے پیچھے میرے۔ کہا ہم عبادت کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادوں کے یعنی ابراہیم ۲ اسمٰعیل ۳ اور اسحٰق ۴ کے رب کی۔ وہی ایک ہے اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں۔

مکرر یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کو اُن کے جانے ہوئے خدا کی طرف نہیں بلایا۔ اور پھر بقول عیسائیوں کے مارے گئے۔ جس سے صاف جانا جاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔ پس اے پادری صاحب میری عرض یہ ہے۔ **تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا** الخ سورہ آل عمران پارہ ۳۔ رکوع ۱۵۔ ترجمہ۔ اے کتاب والو۔ آؤ۔ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں۔ مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراویں۔ اوس کی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپس میں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے۔

اور حضرت محمد صلعم کی صداقت اور معجزہ یہہ ہے۔ کہ ایک طرف توحید کی تعلیم کی۔ اور شرک سے جو ایسے معبودوں کی طرف بلانا ہے۔ جس کو بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ منع فرمایا۔ **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ شیئاً** الخ۔ سورہ النساء۔ پارہ ۵۔ رکوع ۱۴۔ ترجمہ اللہ یہ نہیں بخشتا۔ کہ اُس کا شریک ٹھہراوے اور اس سے نیچے کے گناہ بخشتا ہے جس کو چاہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ دور پڑا بھولکر بھٹک گیا۔ **واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً** الخ۔ ترجمہ۔ عبادت کرو اللہ کی۔ اور اُس کے ساتھ ساجھی نہ کرو کچھ۔

اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر تمام مجالس میں قرآن شریف کی یہ آیت سُنائی۔ اور صاف بتایا۔ کہ میں مارا نہ جاؤنگا **یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک** الخ۔ سورہ مائدہ۔ پارہ ۶۔ رکوع ۱۳۔ ترجمہ۔ اے رسول پہونچا دے جو اوترا تیرے رب سے۔ اور اگر یہ نہ کیا۔ تو تو نے کچھ نہ پہونچایا اوس کا پیغام۔ اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگوں سے۔

(آپکا دوسرا سوال) جو شخص دعوے پیغمبری کرے۔ چاہیئے۔ کہ ظاہری دلیل رکھتا ہو۔ یعنی پیشگوئیاں اور معجزات۔

(جواب) مرقس ۱۶ باب ۱۷ میں لکھا ہے۔ کہ جو ایمان لائیں گے۔ وہ میرے نام سے دیو نکالیں گے۔ اور نئی بولیں بولیں گے۔ سانپوں کو اوٹھائیں گے۔ مہلک چیزیں پئیں گے۔ اور اُن کو نقصان نہ ہوگا۔ بیماروں کو ہاتھ رکھکر چنگا کریں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک عیسائی مومن معجزات دکھاتا ہے پس آپ کی انجیل کے رو سے معجزہ نبوت کے لئے لازمی دلیل ہی نہ ہوا۔ جب مسیح نے یہہ کرشمے عامہ مومنین کے لئے نشان ٹھہرائے۔ تو صرف معجزات خاصہ نبوت نہ ٹھہرے۔

پادری صاحب غور کرو۔ تم میں سے بھی کوئی صاحب ایمان ہے۔ اگر ہے۔ تو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر ذرا اپنے آپکو پرکھ کر دکھلاؤ۔ اگر کہو کہ ان کرامات اور معجزات کی مسیح کے وقت ضرورت تھی۔ اب اُنکی ضرورت نہیں۔ تو پھر انصاف سے کہو۔ محمد صلعم صاحب کے وقت ان کی ضرورت کیوں مانتے ہو۔ تم کو کس نے مجبور کیا۔ کہ تم اپنی بے ایمانی کو جو مرقس سے ثابت ہوتی ہے۔ عدم ضرورت سے چھپا لو۔ اور محمد صاحب کے واسطے معجزات کی تجویز کرو۔

اب آنحضرت کی پیشین گوئیاں سُن لو۔

(۱) **قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا**۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔ ترجمہ۔ تو کہدے اے محمد اسلام آیا۔ اور شرک بھاگا۔ بے شک شرک بھاگنے والا ہے۔ یہہ زبردست پیشین گوئی فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔

(۲) **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً**۔ پارہ ۲۹ سورہ مزمل رکوع ۱۔ ترجمہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ گواہ تم پر جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ پس فرعون نے اوس رسول کا کہنا نہ مانا۔ پھر ہمنے اُس کو ہلاک کرنیوالی پکڑ سے پکڑا۔

اس جگہ باری تعالے اپنے پاک کلام میں نبی صادق کلام میں نبی عرب کو موسےٰ کا مثیل و نظیر فرماکر اہل عرب سے خطاب کرتا ہے۔ کہ جیسے فرعون موسےٰ کے عصیان کے باعث تباہ ہوئے ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک ہو جاینگے

پھر فرمایا۔ (۴) وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ۔ پارہ
۹۔ سورۂ انفال۔ رکوع ۱۸۔ ترجمہ جب تک تو اے رسول
ان میں ہے۔ اللہ ان پر عذاب نہ لائیگا۔ پھر اس پیشین گوئی
کا وقت صاف صاف بتا دیا۔ اور اس کی حد اندازہ بھی بہ فرمایا
قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا
تستقدمون۔ پارہ ۲۲۔ سورۂ سبا۔ رکوع ۴۔ ترجمہ
تو کہہ دے کہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے۔ کہ
اوس سے ایک ساعت ادھر اودھر نہ کر سکوگے۔

اللہ اللہ یہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادۃ اللہ
قدیم سے اسطرح پر ہے۔ کہ جن قوموں نے نادیان برحق
کی نصیحت نہ سنی۔ اور اُن کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان
نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ اور جھوٹے
نبی کا نشان یہ بتایا گیا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو
اس نبی کی بات نہ مانیگا۔ سزا پاوے گا۔ اب کفار عرب اس
سچے رؤف ورحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں۔ طرح طرح کی اذیتیں
اور دل کو جلا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ
نبی صادق و مصدوق ہے۔ اور وہ نبی وہ ہے جس کی
نسبت موسےٰ اور عیسےٰ بڑے فخر سے بشارت دیتے چلے
گئے۔ اب خدا کی غضب [illegible] کامنۃ الدہریہ سے انتقام
آمادہ ہوا ہے کہ اون کے دشمنان دین حق کو ہلاک کیا چاہتا ہے۔
مگر باری تعالےٰ [illegible] رسول سے فرماتا ہے۔ کہ جب تک
تو ان لوگوں میں موجود ہے۔ جب سرزمین مکہ میں۔ اون پر
عذاب نہ ہوگا۔ اور حق تعالےٰ نے ایک سال اس کی میعاد مقرر
فرمائی ہے۔ کہ [illegible] لا تقدم و تاخر ایک ساعت
[illegible] واقعہ [illegible] گا۔ قدرت حق کا کرشمہ
[illegible] ایک سال جب پورا
[illegible] جس کا سرغنہ ابوجہل تھا۔
آپ [illegible] کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ جولائی
۶۲۲ء [illegible] کے دن آپ نے مکہ سے ہجرت کی۔
اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ دوسرے سال یعنی
۶۲۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب
معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے
الحمد للہ۔ اس کے علاوہ اس قدر کل حضرت کی پیشین
گوئیاں موجود ہیں۔ کہ چھوٹے سے رقعہ میں اون کی گنجائش
نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو جس قدر آپ چاہیں لکھ سکتا ہوں۔
اب لیجئے۔ حضرت مسیح کی سنئے۔ آپ فرماتے ہیں قوم
پر قوم اور [illegible] سلطنت پر سلطنت چڑھیگی۔ کال اور
وبائیں پڑینگی۔ اور بڑے بڑے زلزلے واقع ہونگے
متی ۲۴ باب ۷۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ جو کوئی اپنی جان
بچانی چاہے۔ اوسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے لئے
اپنی جان کھووے۔ اوسے پاوے گا۔ متی ۱۶ باب ۲۵۔
آپ نے پطرس کو فرمایا۔ (وہی پطرس جو رسول اور
[illegible] ہوا۔ اور جس نے بڑی دلیری اور جرات
سے دوستانہ [illegible] دن کہہ کر تین بار انکار کیا۔) میں آسمان
کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا۔ اور جو تو زمین پر بند
کریگا۔ آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو تو زمین پر کھولے
آسمان پر بھی کھلا ہوگا۔ متی ۱۶ باب ۱۹۔ اور شاگردوں
سے فرمایا۔ کہ میرا پیالہ پیوگے۔ اور وہ بپتسما جو
میں پاتا ہوں پاؤگے۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔

پہلی پیشین گوئی۔ اگر اسے پیشین گوئی کہہ سکیں
برخلاف قانون قدرت کی استمراری واقعات کا استنباط
ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت
پر بادشاہت کا چڑھنا۔ اور کال اور زلزلے اور وبال
کا واقع ہونا۔ نیچر کی ایسی عادات میں سے ہے۔ کہ اس
کی نسبت کسی ایک کا بلاتعیین وقت اور گول مول پیشین
گوئی کرنا کبھی بھی غلط نہیں جا سکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب
اور ترہیب پر ہے۔ اس قسم کی باتیں صوفیانہ قیاس
سے بڑھ کر کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔ پطرس کی کوئی
خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر مقلد ضعیف الاعتقاد مریدی
ہی خیالی ٹوٹکوں چٹکلوں سے تو دل بہلایا کرتے ہیں۔ اور
کس کس کو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان و زمین کی چابیاں
نہیں دیا کرتے۔ ایسی باتوں کے لئے نظر خارجی
شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ یہ حساب۔ دوستان دردل
کا سا معاملہ ہے۔

چوتھی بات کچھ محتاج بیان نہیں۔ یہود کی سخت
ہیبتناک عداوت نے اوس حلیم مسکین انسان کو
کمال بے چین اور بے دل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے
پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹتا نظر آتا تھا۔
چاروں طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔
صرف دو چار ٹوٹے ہوئے انیس و جلیس گردو پیش بیٹھے
معلوم ہوتے تھے۔ بیشک آنے والی زبردست مصیبت
کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیوں کا ضعف عادتاً اس
قسم کے یاس کے کلمات منہ سے نکالنے پر ایک بے
بس انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔

(آپ کا تیسرا سوال یہ ہے) کہ اُس کے اعمال اور
چال چلن سے خدا کی بزرگی اور جلال ظاہر ہو۔

(جواب) اس کے لئے ہم آپ کے بھائیوں کی تصدیق
پیش کرتے ہیں۔ ذرا دل کے کان کھول کر غور سے پڑھو۔ اور
بے ایمانی اور تعصب کچھ دل سے دور کر کے منصفانہ مزاج بنا کر
انصاف کرو۔

(۱) واشنگٹن اروینگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ لائف
آف محمد کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ اون کے اوائل زمانہ
سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا
کہ اُن کو ایسے ناراست اور حریصانہ [illegible] سے جس کا اون پر الزام
لگایا گیا ہے۔ کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا حصول
مال مقصود تھا۔ خدیجہؓ کے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب
ثروت ہو چکے تھے۔ اور اپنی دعویٰ ادعائی کے اظہار سے تو
سالہا سال پیشتر اونہوں نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے
اپنے سرمایہ کے اضافہ کی خواہش نہیں۔ تو کیا حصول جاہ
مراد تھا۔ حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن میں عقل اور امانت
میں رفیع المرتبہ۔ اور قریش کے عالیشان قبیلے اور اوس
کے معزز و ممتاز شعبہ میں سے تھے۔ تو کیا حصول منصب
مطلوب تھا۔ مگر کئی پشتوں سے تو تولیت کعبہ اور امارات
حرم خاص اونہیں کے قبیلے میں تھی۔ اور اون کو اپنی
وقعت اور حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا
لیکن جس دین میں اونہوں نے نشو و نما کی تھی۔ اوسی
کو جڑ سے نکالنے میں تو اونہوں نے ان سب منافعہ کی بیخ
کنی کر دی۔ حالانکہ اسی مذہب پر تو ان کے قبیلے کی جاہ
و عزت کا دار و مدار تھا۔ اس کی بیخ کنی کرنے سے ضرور
ہوا۔ کہ اون کے اقربا کی عداوت اور اہل شہر کے غیظ و غضب
اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا
ہو گیا۔ ان کی تشبیب خدمات نبوت میں کوئی شئی ایسی
روشن اور صریح نہ تھی۔ جو ان کے ان مصائب کی اجر جمیل
ہوتی۔ اور جس کے طمع کے دھوکے میں پڑتے۔ بلکہ برخلاف
اس کے اس کی ابتدا تو اشتباہ و اختفا میں ہوئی۔ برسوں
تک تو اوس میں کوئی عمدہ کامیابی نہ ہوئی۔ جیسے جیسے
اونہوں نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور وحیوں کو آشکار کیا ویسے
ہی اور اوسی قدر لوگوں نے اون سے ہنسی ٹھٹھا اور برا کہنا
شروع کیا۔ اور آخر کو بری طرح سے اذیتیں دیں۔

(۲) راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف میں صفحہ ۲۲۔

مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ دلیلوں سے ثابت ہے۔ کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے۔ کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں۔ اور یہ کہ نہائت مرتبہ کی خواہش اون کی یہ تھی۔ کہ سب سے بڑے امر حق یعنے توحید الٰہی کا جو اونکی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تھی۔ اشتہار کریں

(۳) ڈاکٹر اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں۔ محمدؐ تیز فہم اور نہائت مرتبہ کے عالی نظر تھے۔ صاحب رائے۔ صائب۔ اور عالی مذاق تھے۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر بہت کر کے تو شاعر تھے۔ اور قرآن شریف کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اوس کے عمدہ فضائل ہیں۔ اون کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اون کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی۔ اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔

علاوہ ازیں اور بہت سے ثبوت موجود رکھتا ہوں۔ جو آپ کے طلب کرنے پر پیش کر سکتا ہوں۔ یہ ثبوت آپ کے بھائی عیسائی صاحبوں کے ہیں۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ اون کو نکال کر دیکھ لو۔

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے۔ کہ جبرًا اونہوں نے اپنی تعلیم قبول کروائی۔

ہم (جواب) اے نادان یہ تیرا محض افترا اور جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں مومن اور محمدی مسلمان بننے کے واسطے پہلے ہر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ دل کے کمال خلوص سے اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمدؐ صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتوں پر پورا یقین ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جبر اور زور سے دلی عقیدہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس جبر سے محمدی مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں۔ قرآن کی آیات ذیل پر غور کرو۔ صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جبر و اکراہ سے محمدی مسلمان بنانا جائز نہیں

(۱) لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ الخ سورۂ بقر پارہ ۳۔ رکوع ۴ ۳۴۔ ترجمہ۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا۔ اے پادری صاحب کیسے صاف طور سے قرآن شریف نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے۔

(۲) اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۵۔ سورۂ یونس ۲۔ ترجمہ۔ کیا اے محمدؐ تو لوگوں کو مومن بننے کے واسطے مجبور کرتا ہے۔

جن لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اسلام تمام مذاہب میں ایسا سخت مذہب ہے۔ کہ اپنے سوا دنیا میں ہر ایک مذہب کو تلوار سے استیصال کرتا ہے۔ اور لڑائی اور زور سے دوسرے مذہب کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی آیات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے۔ اور اسلام اور صاحب اسلام اور اوس کے جانشینوں خلفائے راشدین کے اس چال چلن سے صاف آشکارا ہے۔ کہ اسلام میں صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ مسلمان نہیں کیا جاتا۔ کیا رسول خدا محمدؐ مصطفٰے کے وقت خیبر کے باشندوں کو جو یہود تھے۔ اپنے مذہب پر نہیں رکھا گیا۔ اور یہودان خیبر کے لئے صلح کے بعد یہودیت پر عمل درآمد کرنے کے لئے کوئی روک ٹوک تھی۔ کیا نجران والے عیسائیوں پر تشدد کیا گیا ہے۔ کہ تم عیسائی مذہب کو ترک کرو۔ کیا بیت المقدس کی فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یروشلم کے یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں آباد ہونے نہیں دیا۔

اے نئے پادری ذرا آنکھیں کھول اور کتب سابقہ تواریخ وغیرہ کو دیکھ۔ تا تجھکو یہ حال بخوبی معلوم ہو جاوے کہ اصل بات کیا ہے۔ صرف ان دو چار زبانی اعتراضوں پر تو بڑا پادری بن بیٹھا ہے۔ جو تجھے تیرے کسی عیسائی بنانے والے نے بتلا دیئے ہیں۔ ذرا انصاف کو کام میں لاؤ۔ اور آنکھوں کے ناخن اوتروا کر کتابیں دیکھو۔

سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتلاتا ہے۔ کہ شہر مدینہ کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزور و اکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا گیا۔ اور مکہ میں بھی آنحضرتؐ کا یہی رویہ اور سلوک رہا۔ بلکہ اون سلاطین عظام (محمود غزنوی سلطان صلاح الدین اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ کہ کسی شخص کو اونہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ ہاں ہم اون کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصب پر ممتاز و سرفراز پاتے ہیں۔ پس کیسا بڑا ثبوت ہے۔ کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد ملکی کے اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اوٹھائی۔ کیا آپ کو اپنے اوس مسیح پر گھمنڈ ہے جو متی باب ۷۔ آئت ۲۱ میں کہتا ہے۔ کہ جو تجھے خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ یا جس کی تعلیم یہ ہے۔ کہ جو کوئی تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے۔ بائیں بھی اوس کے آگے رکھ۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جاوے۔ تو دو کوس چلا جا۔ متی ۵ باب۔ آئت ۳۹۔ پادری صاحب چاہئے۔ کہ میں آپ کو اپنا اسباب اوٹھوا کر سیالکوٹ تک بیگار پر لے جاتا ہوں۔ اب میرا اسباب وزیر آباد تک چھوڑ آئیں۔ آپ اگر اپنے مسیح کے سچے تابعدار ہو۔ یا وہ مسیح جس سے فقیہہ لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے حرام کار اور بد لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوائے اون کو کوئی نشان دکھلایا نہ جاویگا۔ متی باب ۱۲ آئت ۳۹۔

پھر وہ مسیح جس سے ایک عورت سوال کرتی ہے۔ کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی۔ اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے۔ یروشلم ہے۔ تو اوسکا جواب چونکہ مسیح سے کچھ صاف بن نہیں آیا۔ تو کہہ دیا۔ کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ وہ گھڑی آنے والی ہے۔ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کروگے۔ یوحنا باب ۴۔ آئت ۲۱۔

کیا ایک صاف دل انسان یہ کلام خدا کا کلام مان سکتا ہے۔ اور اوس عاجز انسان کو خدا مان سکتا ہے۔ جو اتنا فیصلہ بھی نہیں کر سکا۔ کہ ہمارا اصلی کعبہ کونسا ہے۔

حال میں ایک یورپین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے۔ کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے۔ صرف اسی قدر ضرورت ہے۔ کہ وہ انجیل کو پڑھے۔ پھر صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ انجیل کو اس طرح پڑھو۔ کہ جیسے تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور اوس کی نسبت ایسے خیالات کرو۔ جیسے کہ تم کسی اور کتاب کی نسبت کرتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو۔ اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو۔ اور دماغ اوہام سے خالی کر کے بترتیب انجیل مقدس کو پڑھو تو تمکو تعجب ہوگا۔ کہ تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی کیونکر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا۔

سو پادری صاحب آپ بھی براہ مہربانی اپنے بھائی کے کہنے پر چند منٹ کے واسطے عمل کر کے دیکھ لیں۔ تو آپ کو بھی بخوبی روشن ہو جائے گا۔ ضرور اس پر عمل کرو۔ پھر مذہب عیسائی جس کے خاص بڑے زور و شور سے اپنے خدا کو جس کا نام اونہوں نے یسوع مسیح رکھا ہے

بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک اسرائیلی **آدمی** مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۳ برس کی عمر پاکر اس دارفنا سے گذر گیا۔

جب ہم سوچتے ہیں۔ کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا۔ اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب الٰہی میں قبول نہ ہو سکی۔ اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے رو رو کر مر گیا۔ قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ بھلا ذری ذرا اوس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جبکہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر ہتھکڑی ہاتھ میں زنجیر پاؤں میں چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودیس کی طرف بھیجا گیا۔ اور جھڑکیاں کھاتا ہوا۔ گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس حالت پر ملال میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا۔ اوس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا۔ اور اونہوں نے ایک دم میں اوس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔ سبحان اللہ کیا یہی خدائی کی شان ہے۔

یسوع سے یہودیوں نے صلیب پر کھینچ کر کہا تھا۔ کہ اگر تو اب اپنے آپ کو بچا لے۔ تو ہم تیرے پر ایمان لا دینگے۔ تو وہ اون کے سامنے اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ ورنہ اپنے تئیں بچانا کیا کوئی بڑا کام تھا۔ صرف اپنی روح کو اپنے جسم کے ساتھ جوڑنا تھا۔ سو اس کمزور کو جوڑنے کی بھی طاقت نہ ہوئی۔ پیچھے سے پردہ داروں نے باتیں بنا لیں۔ کہ وہ قبر سے زندہ ہو گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اونہوں نے یہ نہ سوچا۔ کہ یہودیوں نے تو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ہمارے روبرو ہمیں زندہ ہو کر دکھلا دے۔ پھر جبکہ اونکے روبرو زندہ نہ ہو سکا۔ اور نہ قبر سے زندہ ہو کر اون سے ملاقات کی۔ تو یہودیوں کے بلکہ ہر ایک محقق کے نزدیک اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ حقیقت میں زندہ ہو گیا تھا۔ اور جب تک ثبوت نہ ہو۔ تب تک اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ قبر میں لاش گم ہو گئی۔ تو اس سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عندالعقل یہی ثابت ہو گا۔ کہ کوئی چورا کر لے گیا ہو گا۔ دنیا میں اس قسم کے آدمی بہتیرے گذرے ہیں۔ مثلاً ایک باوا نانک صاحب کو دیکھ لو۔ کہ لاکھ سکھ صاحبان کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ درحقیقت وہ مرنے کے بعد معہ اپنے جسم کے بہشت میں چلے گئے ہیں۔ اور نہ صرف اعتقاد بلکہ اون کی معتبر کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ اب کیا عیسائی صاحب قبول کر سکتے ہیں۔ کہ حقیقت میں باوا نانک معہ اپنے جسم بہشت میں چلے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ عیسائی پادری دوسروں کے لئے تو فلسفہ یاد رکھتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی نامعقول باتوں سے فلسفہ کو چھوڑ کر بھی چھونے نہیں دیتے۔ اے صاحبان ذرا غور کرو۔ اور عقل سے کام لو۔ ایسے فرضی خدا پر بھروسہ کرنا جو اپنا آپ بھی بچا نہیں سکتا۔ کیونکر بیشک ہو سکتا ہے۔ جو نجات نہیں پہنچا سکتا۔ آؤ آؤ۔ جلدی آؤ۔ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جو حق اور راستی سے بھرا ہوا ہے۔

میں اس کو اور بھی زیادہ لکھتا۔ مگر عقلمند اور سمجھ والے کے واسطے کافی ہے۔ اور بے عقل کے آگے دفتروں کے دفتر بھی فائدہ نہیں۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ**۔ مگر یہ کہ جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نیز مولوی نورالدین صاحب نے آپ کے سامنے بڑے بڑے مفصل ثبوت رکھ دیئے ہیں۔ اور زیادہ ضرورت ہو۔ تو اون کی کتابیں منگوا کر مطالعہ کرو۔ اور ضرور مطالعہ کرو۔ تاکہ تمہیں شاید اللہ تعالیٰ راہ راست پر لا دے۔ آمین ثم آمین۔

فقط۔

اخبار تمدن لکھتا ہے۔ کہ 1887ء سے انگلستان میں اسلام نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ بہت کچھ ترقی ہو گی۔ سال بسال نومسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے۔ چنانچہ ۹ جنوری کو دو عیسائی ایک دن مسلمان ہوئے۔

پیرس میں فربہ آدمیوں کا ایک کلب کھولا گیا ہے۔ جس کے ممبروں کا وزن بڑھانے کے واسطے یہ قواعد جاری کئے گئے ہیں۔ کہ تمام ممبر ڈٹ کر کھائیں۔ سوئیں اور شراب پئیں۔ اور اُن کا مقولہ ہے کہ خوش رہو اور فربہ ہو۔

افسوس۔ کہ یادگار خاندان تیموری پرنس ثریا جاہ صاحب رئیس اعظم دہلی سخت علیل ہیں۔

ایک عالم نے حساب لگایا ہے۔ کہ سطح زمین اگر بالکل ہموار ہوتی۔ تو سمندر کا پانی ہر جگہ پر ۹۰۰ فیٹ بلند ہوتا۔

پایہ تخت اٹلی میں ایک شخص نے ۴۰ روز کا فاقہ کیا۔ اس نے اس نمائش سے بہت روپیہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ تمام عمر میں اس نے ۲۵۰۰ دن تقریباً ۷ سال فاقے کئے۔

گورنمنٹ بمبئی نے احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ موجودہ طاعون کمیٹی ۳۱۔ اپریل سے توڑ دی جاوے گی۔ کمیٹی مذکور جدید انتظام کے متعلق میونسپل کمشنر سے مشورہ کرنے کے بعد تجاویز پیش کرے گی۔ قیاس کرتے ہیں۔ کہ موجودہ کمیٹی کے کل اختیارات میونسپل کمشنروں کو ملیں گے۔ اور کل انتظام میونسپل کمیٹی کی طرف سے ہو گا۔

1891 ء میں سرکاری انتظام سے مکھن اور دودھ کی فروخت کا ایک کارخانہ الہ آباد میں جاری ہوا تھا۔ ۴ ہزار سرکار نے لگایا تھا۔ اس وقت کارخانہ کی بدولت سرکار کے پاس ۴۴ ہزار کی جائداد ہو گئی ہے جس سے ۱۰ ہزار کا سالانہ منافع ہے۔ پر سال اس کارخانہ سے سرکار نے ۵ لاکھ ۱۸ ہزار پونڈ دودھ اور ۲۶ ہزار ۸ سو پونڈ مکھن فروخت کیا۔

کلکتہ گزٹ میں طاعون کو بنگالہ میں آنے سے روکنے کے لئے یہ قاعدہ شائع ہوا ہے۔ کہ صوبہ بنگالہ کے ریلوے اسٹیشنوں پر اوترنے والے یا بنگالہ ہو کر گذرنیوالے مسافروں کو اپنا صحیح نام اور پتہ بتا دینا چاہئیے۔ بہ شرطیکہ افسر پولیس جو اس تحقیقات اور امتحان کے لئے اسٹیشنوں پر تعینات رہے گا۔ دریافت کرے۔ اور افسر پولیس جو برابر ریل پہ سفر کرتا رہے گا۔ کسی مسافر سے ٹکٹ مانگے تو دیدینا چاہئیے۔ جو منزل مقصود پر پہونچ جانے پر پھر مسافر کو واپس کر دیا جاوے گا۔

التقویم العام یعنے پانچہزار برس کی جنتری قاہرہ کے مشہور عربی رسالہ الہلال کے دفتر سے بزبان عربی شائع ہوئی ہے۔ اسمیں مسیحی ہجری اور قبطی سنین کی جنتری ہر ایک سن کی ابتدا سے لے کر پانچہزار برس کیلئے درج کر دی گئی ہے اور ترتیب ایسی سہل رکھی گئی ہے کہ بلا تکلف یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں انگریزی تاریخ کو کونسا دن اور کونسی ہجری یا قبطی تاریخ ہو گی یہ کتاب دفاتر کیلئے بالخصوص ایسی مفید پائی گئی ہے کہ حکومت مصر نے کل سرکاری دفتروں میں اسکی ایک ایک جلد رکھی جانیکا حکم دیا ہے کتاب کا حجم ۸۲ صفحہ ہے۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

ہم حسب وعدہ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے معلومات کے متعلق یادداشتوں کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اللہ تعالے جب تک چاہیگا۔ جاری رہے گا۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ۔ ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے پاک پرستش کے مستحق معبود کا نام ہے۔

رحمٰن۔ کی تعریف سورۂ فرقان کے اخیر میں سجدہ کی جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ رحمٰن۔ بلا مبادلہ رحم کرنے والا۔

رحیم۔ سے مراد اللہ کریم کی وہ صفت مقدسہ مراد ہے جو نیکی کے بدلے نیکی پہونچانے والی ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ **بالمومنین رؤف رحیم** ۔ س ۱۱- پ

الف۔ ہمزہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ عربی کی محاورہ میں **الف** سے مراد ہے۔ کہ ہر ایک سوال جو انسان زبان حال سے کہتا ہے۔ مثلاً یہہ کہ اے خدا مجھے اپنی رضامندی کی راہ سکھلا۔

لام ۔ سے تعریف ظاہر ہوتی ہے۔

م۔ بولنے کے وقت نیچے اور اوپر کے ہونٹ کو ملاتا ہے۔ جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہیں ختم ہوتا۔ اور اس میں الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس کا مطلب یہہ ہوا۔ کہ جو بات انسان کا حال دریافت کرتا ہے۔ اس کی تعریف الفاظ میں اس سورۃ شریف اللہ تعالے بیان فرماتا ہے۔

(۲) **الم**۔ کی ترکیب میں ایک **شارٹ ہینڈ** کا نسخہ بھی دکھایا ہے۔ جو عرب کا خاصہ ہے۔ اس کے معنے **انا اللہ اعلم** (میں اللہ بہت جاننے والا ہوں) بھی ہیں۔ علل چار ہوتے ہیں۔ علت صوری۔ علت مادی۔ علت غائی۔ علت فاعلی۔ علت غائی **ہدی للمتقین** میں بیان فرمائی۔ اور علت صوری **لاریب فیہ** میں۔ اور علت مادی **ذلک الکتاب** میں۔ یہی علت فاعلی اس کا بیان **الم** میں فرمایا۔

الم کے لفظ سے حساب جمل کے طریق پر **رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** کی اوس بشارت کا پتہ بھی لگتا ہے جو اکتیس نبیوں کے چالیس صحیفوں میں مرتسم ہے۔

کتاب۔ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت آیت نازل ہوتی تھی۔ اوسی وقت لکھی جاتی تھی۔ یعنے لکھی ہوئی۔

ہدی للمتقین۔ کالب لباب یہہ ہے۔ کہ جو شخص رضاء الٰہی کا طالب اور اوس کی خلقت پر رحم کرنے والا ہو۔ اُس کو قرآن شریف ہدایت کرتا ہے۔

متقین کے معنے **الذین یومنون** وغیرہ میں بیان ہوئے۔ اور یہہ کہ ہدایت اوس کو ہوگی۔ جو سیدھے راستہ پر چلے گا جو اس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ وہ کس طرح ہدایت پا سکتا ہے۔ یعنے جس راستہ سے کوئی آدمی ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کو ہم کہیں گے کہ جس راستہ سے وہ ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کے لئے ہمارے یہاں پہونچنے کا راستہ ہے۔ اور جو شخص اُس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ اوس کے لئے فائز المرام ہونے کا ہم کیوں کر دعوے کر سکتے ہیں۔

(۲) جس شخص کے دل میں محبت آگئی ہے۔ کہ خدا اور اوس کا رسول برحق ہیں۔ اور اوس کی کتاب سچی کتاب ہے۔ تو وہ دل میں کہتا ہے۔ کہ میں اوس خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ اور اوسکی خلقت سے ہمدردی اور محبت یعنے **تعظیم لامر اللہ وشفقت علی خلق اللہ** اتقا کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اور متقی کی یہی شان ہے۔

(۳) **متقین** سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہہ وہ شخص ہیں جنکو ہدایت کی ضرورت ہے۔

[یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ ہدایت تو اون لوگوں کی چاہیے جو فاسق اور بدکار ہیں۔ نہ کہ متقیوں کی اور اس لئے انجیل کا یہ قول کہ حکیم بیمار کو مطلوب ہے نہ تندرست کو بہت فضیلت رکھتا ہے؟ مگر یہہ سوال ہدایت کی فلاسفی پر غور نہ کرنے اور صحیفہ فطرت پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ دیکھو آفتاب کا فیضان وسیع اور عام ہے۔ لیکن وہ ناقدرشناس احمق آفتاب کی روشنی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جو گھر کی کھڑکی اس نیت سے بند کرے۔ کہ روشنی اندر نہ آنے پائے۔ آفتاب کی روشنی مخصوص نہیں ہے۔ لیکن اوس کے حصول کے ذریعہ کو ہم پہونچانا لازمی ہے۔ اسی طرح سے قرآن کریم کی ہدایت مخصوص امر نہیں۔ لیکن صدق نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھانے والے متقی فائز المرام ہو کر انتہا سے فلاح کے درجہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور نا عاقبت اندیش مستعجل وہم اور شک میں پڑ کر بھٹکتا پھرتا ہے۔ مسیح کا قول کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کو ہے۔ بظاہر کتنا ہی چکنا چپڑا اور دل خوش کن نظر آوے۔ مگر مسیحی خود ہی سوچ کر بتلاویں۔ کہ کیا وہ **طبیب** احمق نہ کہا جاوے گا۔ جو یہہ کہے۔ کہ دوائیں کھاتا ہوں۔ اور آرام مریض کو ہوگا؟ کیا کوئی عقل سلیم اور فکر مستقیم اس امر کو مان سکتا ہے۔ کہ مریض کی مرض کا علاج نہ کیا جاوے۔ اور طبیب کی نسخہ دانی سے ہی مرض کافور ہو جاوے۔ ممکن نہیں۔ پس **انجیلی یسوع** کا یہہ قول ایک دل خوش کن وعدہ ہو تو ہو۔ مگر اوس کی عملی صورت نہیں۔ پس قرآن کریم کی یہہ بات کیسی فلسفیانہ بناء پر قائم ہے۔ کہ وہ **متقیوں** کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ یعنے جو لوگ صدق اور سوز سے الٰہی راہوں پر قدم مارنے کے لئے نکلتے ہیں پھر اون کی اوس راہ پیمائی کا نتیجہ اوس پر مترتب ہو جاتا ہے۔ اور وہ فلاح پا جاتے ہیں۔ اور یہی علت غائی نزول قران کی ہے۔ (فتدبر۔ ایڈیٹر)

جلسہ طاعون

کسی دوسرے مقام پر ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو پڑھیں گے جو بنی نوع انسان کی روحانی ہمدرد اور ناصح مشفق نے محض خلق اللہ کی بھلائی اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ایک ضروری کام میں امداد دینے کی خاطر اس عنوان سے شائع کیا ہے۔ ایسے موقع پر کہ لاہور میں ایک عام جلسہ انتظام طاعون کے متعلق ہوا۔ بہت ضروری تھا۔ کہ ایسا جلسہ ہو جسمیں گورنمنٹ کے انتظام اور تدابیر انسداد کی خوبی عام طور پر ظاہر کی جاوے۔ چونکہ اس روحانی پیشوا کا تعلق ایک جماعت کثیر سے ہے۔ جو ایک بارسوخ اور معززانہ گورنمنٹ کے معتمد عہدہ داروں کی جماعت ہے۔ اس لئے بوثوق امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا اثر بہت ہی مفید پڑے گا۔ جس سے گورنمنٹ اور رعایا کو بہت ہی فائدہ پہونچے گا۔ یہہ جلسہ **عید الضحی** کی تقریب پر ہوگا۔ ایسے جلسوں کی ہر شہر اور قصبہ میں ضرورت ہے۔ اور ایسے شریف دل انسان ان ایام بلا و وبا میں بہ کثرت مطلوب ہیں۔ جو ایسے دلسوز ناصح مشفق کی باتوں پر کان دھریں۔

مہدی آخرالزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

قابل توجہ گورنمنٹ

نمبر اوّل

اس مضمون کو ہم نے الحکم کے ابتدائی نمبروں میں شروع کیا تھا۔ لیکن بوجوہات چندد رچند یہ مضمون ناتمام کا ناتمام رہا۔ اس عرصہ میں جو کچھ معلومات مسئلہ مہدی کے متعلق اور معلوم ہوئے۔ اونہوں نے پھر آمادہ کیا۔ کہ اس ضروری مضمون کی تکمیل کی جاوے۔ چونکہ یہ سلسلہ چھ مہینے پیچھے سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اوسکو قائم رکھنے کے لئے جس قدر نمبر اس مضمون کے شائع ہو چکے ہیں۔ اون کو بھی درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلسل ہو جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اب یہ مضمون بہت کچھ مفید اور دلچسپ ہو گا۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

ایڈیٹر

مندرجہ بالا نام اسلامی دنیا میں ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کچھ عرصہ سے سوڈان وغیرہ بلاد میں مہدی آخرالزمان کا چرچا ہے۔ فی الحقیقت ایسے آثار اور سماوی نشانات بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو کچھ اوپر ہزار سال پیشتر مہدی کی پیش گوئیوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے۔ تو قریباً تین چار سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس قسم کی خبریں ہمارے کانوں تک پہنچی تھیں۔ کہ حجاز اور بعض دیگر سیدھی سادھی اقوام نے مہدی آخرالزمان کے خروج کا زمانہ سمجھ کر اپنے زنگ آلود ہتھیار صاف کرنے شروع کر دئیے تھے قطع نظر ان باتوں کے کہ مہدی آخرالزمان کا نام پولیٹیکل دنیا میں ایک **مہیب** اور **خونخوار** دکھائی دیتا ہے۔ (جو در اصل ایسا نہیں ہے) اس لئے ہم نے مسئلہ مہدی پر مفصل مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہمارے ان مضامین میں مسئلہ مہدی کی خوب چھان بین کی جائے گی۔ اور مدلل طور پر دکھایا جائے گا۔ کہ در اصل جس **مہدی** آخرالزمان کے آنے کی خبر ہے۔ وہ آچکا ہے اور وہ **صلح** اور **سلامتی** کو دنیا میں پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ نہ تلوار چلانے اور ملک گیری کے خیال سے۔ ہم نہایت ہی معقول طور پر ثابت کر دکھلائیں گے۔ کہ ہمارے بعض مسلمان جو اپنی کوتاہ اندیشی اور کمی تدبر کی وجہ سے کسی **ملک** **و** **حشم** کے **خواستگار** مہدی کے منتظر ہیں سراسر **غلطی** پر ہیں۔ ہمارے اس مضمون کو شاید بعض کم فہم مسلمان اس بات پر محمول کریں۔ کہ گورنمنٹ کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی خاطر سے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ ایسا خیال کریں۔ تو اُن کی سراسر نادانی اور کمزوری ہے۔ بلکہ اس مضمون کے لکھنے سے ہماری **علت غائی** اور خاص مقصد یہ ہے۔ کہ تا اُن خیالات کو جو ایسے موقعہ پر عموماً پیدا ہو جاتے ہیں۔ دور کریں۔ اور **گورنمنٹ** پر اچھی طرح سے واضح کر دیں کہ **مسلمان** ہرگز ہرگز ایسے **خونی** مہدی کے منتظر نہیں ہیں۔ اور نہ اسلام کی کتابوں میں اُس کا کہیں پتہ ہے۔ اور **مسلمانوں** سے ہمیشہ وفاداری اور فرمان پذیری کی امید کامل ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہمارے یہ مضامین پڑھ کر بھی خونی مہدی کا منتظر رہیگا تو **لاریب** ہم گورنمنٹ کو اس کے تدارک پر توجہ دلائیں گے۔ اور ہم اپنے پاک کانشنس سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایسے آدمیوں کا وجود بے شک خطرناک ہے اور اُن میں سچی اطاعت اور وفاداری کا جوش نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنے مخالف مسلمانوں سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ جب تک وہ ہمارے کل مضامین کو جو اس سلسلہ میں شائع ہوں گے۔ نہ **پڑھ لیں**۔ کسی قسم کی **رائے زنی** نہ کریں۔

یہ امر کسی مزید تحقیقات یا دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ جب کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے اپنے مہدی آخرالزمان ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اس بات کا ہمیشہ شبہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ کہ مبادا مسلمان لوگ اب فتنہ و فساد پر آمادہ ہوں اور دنیا میں شورش برپا کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے موقع پر ہمیشہ عظیم الشان سلطنتیں حتے المقدور بہت جلد ایسے خیالات کا قلع قمع کرنے کی مہم میں رہی ہیں۔ اور مدعی مہدیوں کے نابود کرنے اور اُس برے اثر سے جہان کو محفوظ رکھنے میں ساعی رہی ہیں۔ جو **جہلاء** اور **کوتہ اندیش** لوگوں میں متعدی امراض کی طرح پھیل جاتا ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھ کر خروج مہدی کی چرچا پر مسلمانوں کی حالت کو خطرناک تصور نہ کیا جاوے۔ ہم نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس مبارک اسلامی پیشین گوئی کی اصلیت کو پولیٹیکل لحاظ سے عوام کے سامنے کھول کر بیان کر دیا جائے۔

مہدی کا مسئلہ اس قدر وسیع ہے اور اُس کی متعلق احادیث کا سلسلہ اس قدر طویل ہے۔ کہ ایک دو آرٹیکلوں میں ہمکے ہر ایک حصہ پر بحث کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ مگر تاہم ہم حتی الوسع اس مسئلہ کو پورے طور پر صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

علماء اہل اسلام نے مہدی آخرالزمان کی بشارت کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ بعض نے تو اس مسئلہ کے سخت لتے لئے ہیں۔ اور سرے سے انکار ہی کیا ہے۔ کہ حضور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مہدی کی بشارت ہی نہیں دی۔ اور ان تمام احادیث کو جو مہدی کے بارہ میں ہیں۔ **حصول خلافت** کا بہانہ اور بالکل وضعی قرار دیا ہے۔ بعض نے گو بالکل انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کا مدار بالکل کمزور اور ضعیف روایتوں پر رکھا ہے اور بعض نے اس بشارت کو صحیح اور یقینی مانا ہے۔ اور وہ معترف ہیں کہ مہدی کے بارہ میں نبوتی پیشین گوئی ضرور ہوئی ہے۔

علماء کے یہ تین گروہ مہدی آخرالزمان کی بشارت کے متعلق ہیں۔ اس کو ہم یہیں چھوڑ کر ہر ایک پہلو پر ایک غائر نظر کرتے ہیں۔ اسمیں کسی کو کلام نہیں۔ کہ تمام اہل اسلام بالاتفاق ایک آئندہ مہدی کا انتظار ضرور کر رہے ہیں۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی حصہ ملک میں رہتا ہو۔ اور خواہ کیسی ہی مختلف سوسائٹی کا ممبر کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مرتبہ اُس کے کان میں یہ آواز ضرور پہنچ چکی ہے۔ کہ آخیر زمانہ میں ضرور پیدا ہوں گے۔ اور اُن سے پھر اسلام کا غلبہ ہو جائیگا۔ پس یہ امر ماننا پڑے گا۔ کہ اہل اسلام ایسی معقول اور زندہ قوم میں اس قسم کا خیال عام ہونا کبھی بھی بلاوجہ اور فضول نہیں۔ ضرور ہے کہ اس کی تہ میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہو۔

جو لوگ بشارت مہدی کے سرے سے منکر ہیں۔ اور انہوں نے مہدی والی حدیث پر ایک وسیع اور مبسوط بحث کی ہے۔ اور ایک روایت کے مضمون اور اُسکے راوی کی کیفیت پر ایک روشنی ڈالی ہے۔ اور اس وقت تمام پولیٹیکل حالتوں کا خاکہ کھینچ کر ثابت کیا ہے کہ کس کس موقع پر اور ضرورت پر ایسی احادیث کی تراشش عمل میں آئی۔

عہد میثاق اور علوم جدیدہ

مثلاً ایک حدیث ابوداؤد میں ام سلمہؓ کی روایت سے درج ہے جس میں مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

ایک شخص مدینہ سے مکہ کیطرف آئیگا۔ رکن اور مقام کے درمیان لوگ اسکی بیعت کرینگے۔ پہلی دفعہ جو لشکر شام سے آئے گا۔ بغیر فتح کے واپس چلا جائے گا۔ یعنی **فیخسف بہم البیداء بین المکۃ والمدینۃ**۔ خسف سے مراد واپس چلا جانا۔

اس حدیث کے تمام واقعات ہیر پھیر کرکے عبداللہ بن زبیرؓ کے واقعہ سے ملتے جلتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر کا مدینہ سے مکہ کو جانا۔ اور رکن اور مقام میں عبداللہ بن زبیر سے لوگوں کا بیعت کرنا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو جگہ بیداء ہے۔ وہاں سے لشکر مدینہ کا جو شام سے آیا تھا واپس ہونا۔ یہ سب واقعات اس بات کی کافی شہادت ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اس حدیث میں کہیں بھی مہدی کا لفظ نہیں آیا۔ اسی طرح بہت سی احادیث اسی پولیٹیکل شور و شر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔

اسوقت جو حالت اقوام کی تھی اور جس طرح پر اندرون حصول خلافت کے لئے جائز و ناجائز مساعی کی جا رہی تھیں۔ وہ تاریخ بتلاتی ہے۔ اور اُن پر نظر کرنے سے یہ شہادت اور بھی ترقی کر جاتی ہیں۔ مثلاً بنو عباس اور بنو فاطمہ ایک دوسرے کے بالمقابل حصول خلافت کی تدابیر میں مصروف تھے۔ بنو عباس نے جب خراسان میں قیام خلافت کا ارادہ کیا۔ تو بنو فاطمہ نے بھی خراسان میں اپنی خلافت قائم کرنے کا عزم کیا۔ قطع نظر اس کے بنو امیہ کا اس زمانہ میں سخت زور تھا۔ عبداللہ بن زبیر کی طرف دار بنو امیہ کو ہٹا کر عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس پر اہل اسلام کے چار فرقے بن گئے تھے۔ اول وہ جو بنو امیہ کے طرف دار تھے۔ دوسرے عبداللہ بن زبیر کے تیسرے بنو عباس کے چوتھے بنو فاطمہ کے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

ایک ڈاکٹر صاحب نے ولایت سے ڈھاکہ میں ایک دوست کو لکھا ہے۔ کہ جب ولایت میں بیماری طاعون کی بڑے زور شور سے پھوٹی تھی۔ تو کوئی آدمی محلہ موچیاں میں بیمار نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ موچی لوگ پرانا چمڑہ جلایا کرتے تھے۔ نیز پورانے چمڑے جلے ہوئے کی راکھ بیمار کو کھلانے سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور دھواں چمڑہ مذکور کا مکان کے اندر بیماری کو آنے سے روک دیتا ہے۔

(حضرت آدم ع کی پشت سے بروز میثاق تمام ذریت کا نکلنا اس پر نیچرل خیالات اور اُن کا رد علوم جدیدہ سے)

قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے۔ کہ خدا نے حضرت آدم کی مبارک پشت سے کل اولاد کو اونکی عالم ذریت میں نکالی یعنے جس قدر بنی آدم قیامت تک ہوں گے۔ سب حضرت آدم کی پشت سے نکالے گئے۔ اور اونمیں حس و حرکت اور عقل دی گئی۔ اور خدا نے ان سب سے اپنی خدائی کے اقرار کا اور دیگر امور کا عہد لیا۔ چنانچہ ہمارے نبی کی نبوت وغیرہ جملہ عقائد کا لیے آیات اور احادیث کو منکر حضرات نیچری اور دہریہ قہقہہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس کی واقفیت سے انکار کرکے چند شبہات وارد کرکے اس کو محال اور ناممکن قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں وہ شبہات مع اون کے رد کے ہم بیان کرتے ہیں۔

پہلا شبہ۔ یہ ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں اتنی گنجائش کہاں تھی۔ کہ بے شمار غیر متناہی ذریت اوس سے نکالی جاتی۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ حال کی تحقیق اور تجربات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک قطرہ پانی میں اس قدر کیڑے چھوٹے چھوٹے زندہ موجود ہیں جس قدر آدمی دنیا میں اس وقت موجود ہیں۔ بلکہ اون سے زیادہ پر چونکہ مردم شماری سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اتنے آدمی ہر وقت دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ اب ایک قطرہ کی جسامت اور حضرت آدم کی پشت کی جسامت سے نسبت دینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں کس قدر گنجائش تھی۔

اگرچہ ہمکو پوری مساحت پشت حضرت آدم کی تحقیق معلوم نہ ہو۔ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے۔ کہ اون کی جسامت کروڑہا قطرہ کے برابر ضرور تھی۔ اب یہ شبہ تو باطل ہو گیا۔ رہا یہ خیال کہ ذریت آدمؑ کی غیر متناہی ہے۔ اس کو بھی باطل سمجھو۔ کہ اون کی ذریت کے پیدا ہونے کی ابتدا اور فنا ہونے کی انتہا دونوں طرف زمانہ محدود میں ہے۔ پس زمانہ متناہی میں غیر متناہی ذریت کیونکر ہو سکتی ہے۔

ایضاً ہم کو نقشہ ولادت اور وفات کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ روزانہ بلکہ فی منٹ[1] اس قدر آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس قدر مرتے ہیں۔ اور علوم متعارفہ (۲و۳) اقلیدس میں ثابت ہے۔ کہ اگر مقدار متناہی پر مقدار متناہی بہ شمار متناہی بڑھائی جائے۔ تو مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔ یا مقدار متناہی سے مقدار متناہی بدفعات متناہی کم کیجائے تو باقی بھی متناہی رہے گا۔

لہذا ابتدائے ولادت سے بنی آدم کے تا روز قیامت جس قدر آدمی پیدا ہوں گے۔ اور جس قدر مریں گے۔ سب کا مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔

بلکہ اگر سچ پوچھئے۔ تو یہی خبر دہی ہمارے قرآن کی ہمارے سچے نبی کی زبانی ہمکو تعیین روز قیامت کی بھی خبر دیتی ہے۔ اگر ہم کو پوری جسامت حضرت آدمؑ کی پشت کی معلوم ہو جائے۔ اور ایک قطرہ پانی سے اوس کی نسبت۔ تو قاعدہ اربعہ متناسبہ کو لحاظ کرکے قطرہ کے کیڑوں کو ذریت آدم سے حساب کرکے زمانہ ابتدا و انتہائے ولادت بنی آدم معلوم کر لیں۔ مگر چونکہ پوری جسامت پشت حضرت آدم کی آج معلوم نہ رہی۔ لہذا مجبوری ہے۔

دوسرا شبہ۔ اتنی ذریت کے نکلنے کی راہ حضرت آدم کی پشت میں کہاں تھی۔ اس کا جواب بھی تحقیقات جدیدہ سے آسان ہو گیا۔ جبکہ جسم انسانی کی ایک بالشت مربع میں چار لاکھ مسام ہیں۔ تو حضرت آدمؑ کی پشت کی مساحت کو خیال کرو۔ کتنے بالشت مربع تھی۔ اور فی بالشت مربع سے چار لاکھ کے حساب سے کس قدر ذریت نکل سکتی تھی۔

تیسرا شبہ۔ یہ چھوٹے چھوٹے ذرہ خواہ کیسے ہی ذریت آدم زندہ کیوں کر ہوئی۔ اور ان میں عقل اور گویائی کیونکر آئی۔ اس کا جواب بھی جدید تحقیقات سے آسان ہو گیا۔ اس لئے کہ علم حیوان کے علماء نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو پانی کے قطرہ میں ... (باقی آئندہ)

---

[1] یہ حساب لگایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں موتیں ہر منٹ میں ۷۲ – ہر روز میں ۱۹۷۷۶۰ اور ہر سال میں ۲۵۶۲۳۹۸۲۵ ہوتی ہیں اور پیدائش کا حساب ہر منٹ میں ۵۶ ہر روز میں ۸۰۰۱۱۵ اور ہر سال میں ۳۶۷۹۲۰۰۰ ہے – (ایڈیٹر)

ولائتی چٹھی

اس عنوان کے تحت ہم ناظرین سے مجھکو آپ کا پیام پہنچا
پیسہ اخبار لاہور میں ولائتی نامہ نگار کے مضمون پڑھنے سے شوق ہوا
اس عنوان کے نیچے اپنے ایک عزیز بھائی کے مضامین درج کیا
کرینگے۔ جو ہندوستان سے باہر ہیں۔ ناظرین کو ان مضامین
کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح ہمارے بھائی
ہو کر کن لوگوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کو کیسی کیسی تکالیف
ہیں۔ یہ نامہ نگار ہمارے ایک نوجوان بھائی بابو محمد افضل
ہیں۔ جو مشرقی افریقہ میں ملازم ہیں۔ جنہوں نے اپنی رخصت
وطن میں گزاری اور دارالامان سے رخصت ہوتے وقت اپنا سفرنامہ
لکھنا شروع کیا۔ جو ذیل میں درج ہے
اس قسم کے مضامین ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہونگے۔ ایڈیٹر

مورخہ ۳۔ فروری ۱۹۰۹ء۔ رات کو ہم قادیان سے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے ۲۔ فروری کی آخری شام تھی
جو ہم نے امام الزمان میرزا غلام احمد صاحب کی مجلس
خدا نما میں گزاری تھی۔ اور اپنے آقا و مرشد کی زیارت
اور ہمارے دلی سواری اور حضرت اقدس کا دلکشن چہرہ
آپ کو دکھلایا گیا تھا۔ کہ اس جلسہ میں جو لوگ حاضر تھے
ہیں۔ آخر میں بعض لوگوں نے آپ سے بعض عرض کیا
سے دار البقا کی طرف سدھار جانے والے ہیں۔ یہ تمام
اپنے اسباب قدرت سے مہیا کر دیئے تھے۔ کہ اس
دن کی شام کو اگر ہم اپنی حقیقی اور پاک زندگی کا اصل کی
آخری شام کہہ دیں۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ یا یوں کہو۔ کہ
آفتاب صداقت کو خداوند تعالےٰ نے اہل دنیا کی رہنمائی
اور پاک نشو ونما اور پاکیزگی کے لئے چڑھایا تھا۔ اس کی
راستی بلند ہوئی اور صداقت کی چمکتی ہوئی کرنوں کے سایہ
کے لئے آنے کا ہمارا آخری وقت تھا۔ اور جس
آپ جہالت سے ہم نے پژمردہ دل کو پانی دیا جانا تھا
جیسے۔ اوس کی نابینوں کو وہ آب حیات جو ہمیشہ
کے آخری گھونٹ تھے۔ اس لئے جس وقت ...
عشاء کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ
ہم صبح کے وقت میں روانہ ہوں گے ... ہم کو رخصت
عنایت کی جاوے ... ایک ... ہوا
تھا۔ اب چونکہ ہم تینوں روانہ ہونے والے ہیں۔ آپ
ہمارے لئے دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ ... ہم

کے فاسد خیالات وجذبات کا عفو کرے۔ اور حقیقی
اور پاک نور سے دل کو روشنی بخشے۔ اس عرض
کے جواب اور علاج میں حضرت اقدس نے چار امر
فرمائے۔ کہ جن کو ہم اپنے دوسرے بھائیوں کی اطلاع
اور تبلیغ کے لئے درج کئے دیتے ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت کرتے رہنا۔ (۲) موت
کو یاد رکھنا۔ (۳) سفر کے حالات قلمبند کرتے
رہنا۔ (۴) اگر ممکن ہو۔ تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے
رہنا۔

اس کے بعد عشاء کی نماز با جماعت گذار کر
ہر ایک بھائی سے ہم نے الوداعی مصافحہ کیا۔ اس
وقت کا نظارہ بھی بے شک ایک قابل ذکر نظارہ ہے۔
کیونکہ دُنیا میں اپنے عزیز واقارب اور یار دوست سے
جدا ہونے کا اتفاق آج کل کے زمانہ میں جبکہ ہر طرف
سفر کی آسانی کے سامان اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل
وکرم سے بنی نوع انسان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں
پڑتا رہتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص
فضل وکرم ہمارا دستگیر ہو کر اس پاک سلسلہ اور
پاک جماعت میں لایا۔ کئی بار ہمیں بھی اپنے عزیز واقارب
ویار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق پڑا تھا۔ لیکن اوس
الوداع اور اس الوداع میں ایک ایسی امتیازی والی بات
تھی۔ جو ہمارے دل کو اس امر پر اطمینان دلانے
کے لئے کافی ثبوت ہو سکتی ہے۔ کہ جس شخص سے ہمارا
تعلق بیعت ہے۔ اور اس کے بااخلاص مریدوں کو اللہ تعالیٰ
کے ساتھ محکم تعلقات ہو جانے کا کس قدر شوق اور امنگ
دل میں بھر گیا ہے۔ اور ہم نے اپنی جان اور مال کو کسی
ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت نہیں کیا۔ جس نے اس
مزرعہ دنیا کے لئے کوئی مکر وفریب بنایا ہو۔ بلکہ جس
طرح ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اُسی طرح
ہر ایک آدمی کامل کی شناخت اوس کے مریدوں
کی تڑپ اور اُن کی خدا کے ساتھ دیکھنے سے ہو سکتی ہے
اس الوداعی نظارہ میں ہم نے دیکھا۔ کہ ہر ایک ہمارا
روحانی بھائی بڑے تپاک سے معانقہ اور مصافحہ
کرتا۔ اور زاد سفر کے لئے ایک خاص امانت کے ذریعہ
سے ہماری اعانت کرتا تھا۔ اور وہ امانت یہ تھی
کہ ہر ایک نے اس نیت سے کہ مسافر کی دعا مستجاب
ہوتی ہے۔ اپنے اپنے لئے دعا کا وعدہ ہم سے

لیا۔ کسی نے کہا کہ ہمیشہ کے لئے نماز میں قضا ہونے کی دعا کرنا۔
کسی نے کہا کہ ہمیشہ کے لئے استقامت کی دعا کرنا۔ اور کسی
نے ... اپنے حق میں دعا کے لئے کہا۔ اور
... اپنا ... فرمایا۔ کہ جس
وقت جہاز چلتا ہو۔ تو اوس موقعہ پر ہمارے لئے دعا
کرنا۔

... اور اپنا سامان سفر درست
کر کے رات کے ۲ بجے کے قریب قادیان سے
روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن ۹ بجے لاہور پہنچے۔
... کی طاعون کے ... جبکہ راستہ
... دن کی ... ہر ایک مسافر کو ...
... مورخہ ۸۔ فروری کو روانہ
ہوتا تھا۔ ... سواری کا انتظار تھا
... ہم نے ابھی اوس سرزمین کا آب ودانہ اور
چند دن ... سے پیار ومحبت
... ایک نور نازل کیا۔ اور
اوس کا ... عبدالرحمٰن کو بتایا۔ جو قادیان کا ...
... مورخہ ۵۔ فروری کو ہمارے محسن بابو
... صاحب نے اس عاجز کو اطلاع دی۔ کہ جہاز
بجائے ۸ تاریخ کے ۱۵ تاریخ کو روانہ ہوگا۔ اور اس طرح
... ایک ہفتہ اور لاہور میں ٹھہر جانے کا اتفاق ہوا۔
اس میں شک نہیں۔ کہ یہ وقفہ قادیان میں ایک بار پھر
ہو آنے اور اُن نورانی شکلوں کی ایک بار پھر زیارت کرنے
کے لئے عمدہ موقعہ تھا۔ جن کو اللہ تعالےٰ اس وقت کل
عالم میں سے برگزیدہ کر کے اپنی خاص خدمات کے لئے چن لیا
کر لیا ہے۔ تاکہ دنیا میں صلح اور امن کی زندگی پھیلے۔ اور
ہر ایک قسم کے شر اور فساد کی جڑ دور ہو جاوے۔ مگر
افسوس سے

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

چونکہ ... ملازمت ... سے مطلق روانگی کی اجازت
... ہے۔

مورخہ ۸۔ فروری ۱۹۰۹ء کو جب کہ ہم دہلی دروازہ
... گذر رہا تھا۔ کہ دیوار پر ایک اشتہار چسپاں
دیکھا۔ ... پیسہ لاہور کا مطبوعہ تھا۔ اسکے
سر پر ... بہت موٹے خط میں چونکہ لکھا تھا
اس لئے ہر ایک رہ گذر کی نظر اس کی طرف کھنچ جاتی تھی
چنانچہ پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک لڑکی جو کہ سید ...

مرض فالج میں عرصہ ۱۴ سال سے مبتلا تھی۔ سامرہ مقام میں جناب امام حضرت محمد مہدیؑ کے توسل سے فوراً چشم زدن میں شفایاب ہو گئی۔ اس بیمار کو صاحب مشتہر نے اس زمانہ میں معجزہ قرار دیا ہے۔ ہمیں اس سے تو غرض نہیں۔ کہ کسی کا دل دکھاویں۔ اور ناحق دوسرے کسی کی بدظنیوں کا نشانہ بنتے رہیں۔ مگر چونکہ صاحب مشتہر سے ہمارا بھی کچھ مذہبی تعلق ہے۔ اس لئے ہمدردی کے خیال سے اتنا ضرور کہہ دینگے۔ کہ اس زمانہ کی روشنی میں جب کہ ہر طرف عمل مسمریزم کا چرچا ہے۔ اور ایسے معجزات کی حقیقت کو اس عمل نے خاص کر کے بہت ہی کچھ کھول دیا ہے۔ تو پھر ایسے علاج کیا کسی خاص فرقہ مذہب کی صداقت کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ ہندو اور عیسائیوں نے مشق کر کے بیماریوں کا علاج اس عمل کے ذریعے کیا ہے۔ تو کیا اب اون کے اس فعل کو معجزہ قرار دے کر اون کے مذہب کی تصدیق کی جاوے۔ اور ایسے ہی بے بنیاد روایتوں پر معجزوں کی ایک لمبی فہرست صاحبان پادری وغیرہ نے انجیلوں میں درج کر کے حضرت یسوع کی خدائی ثابت کی ہے۔ تو کیا اون کو فی الواقع خدا ہی جان لیا جاوے۔ افسوس ہے کہ جن شخصوں کے ہاتھ میں قرآن جیسی کتاب اور ان کا امام موجود ہے۔ تو وہ ایسے ایسے لچر حیلوں کو کیوں پیش کر کے ایک موٹی سی عقل کے انسان کے بھی محل اعتراض بنتے ہیں۔ اور اون کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ کسی مذہب کی خوبی کن باتوں پر مبنی ہوتی ہے۔

مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۹ء

آج کا دن بھی ایک مبارک دن تھا۔ کہ جو ہمیں مشکل سے بھولے گا۔ اس دن کی شام خصوصیت کے ساتھ بہت سی برکتوں سے بھری ہوئی تھی۔ کہ جس نے ہمارے مکان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے اللہ تعالے کی محبت اور نور سے بھرے ہوئے دو چہروں سے روشن اور منور کر دیا تھا۔ جو شخص اس حال کو ایک ذرا سی عمیق نظر سے بھی غور کرے گا۔ تو امید ہے۔ کہ اوس پر صادق قول کا صدق ضرور کھل جاوے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ آج لاہور میں دن بھر بوندیں پڑتی رہیں۔ کہ جس کی وجہ سے ہر ایک گلی کوچہ اور سڑک ایک دلدل بنا ہوا تھا۔ اور عین مغرب کی نماز کے وقت جب کہ بندہ شہر سے اپنے سفر کے لئے چند ایک اشیاء ضروریات خرید کر کے لا رہا تھا۔ مکان سے چند قدموں کے فاصلہ پر ہمارے روحانی بھائی مفتی محمد صادق صاحب۔ اور مولوی فضل الٰہی صاحب قصبہ فرنگ سے واپس آتے ہوئے ملے۔ ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ بندہ کی تاریخ روانگی ۱۲ فروری مشہور ہو چکی تھی۔ اس لئے الوداعی ملاقات کے لئے یہ دونوں اصحاب عاجز کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ اور بہت سے انتظار کے بعد آخر مایوس ہو کر اب پھر واپس چلے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالے کو اپنے سچے مومنوں اور راستی کے قبول کرنے والوں اور صدق پر مشکل پرواشت کر کے گر گر کر مرنے والوں کی خاطر منظور ہوتی ہے۔ اور اون کے ادنے تکلیف بھی وہ اپنے مخلص بندہ کی گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ عاجز کہ جس کی ملاقات ان دو صاحبوں کی مطلوب چیز تھی ان کی کھٹائی ہوئی امیدوں کے وقت آ حاضر ہوا۔ اور پھر ہم ہر سہ اشخاص مل کر مکان پر آئے۔ چونکہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اور یوم المطر بھی تھا۔ اس لئے سب سے اول وضو وغیرہ کر کے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں سب نے مل کر ماحضر تناول کیا۔ اور باوجودیکہ سخت اندھیری رات تھی۔ اور پانی کی بوندیں گرتی تھیں ابھی پورے طور سے بند نہ ہوئی تھیں۔ کہ ان ہر دو بزرگوں نے رخصت طلب کی۔ اگرچہ میں نے اس اندھیری رات اور دلدل بھرے راستہ میں ان کا جانا گوارا نہ کیا۔ مگر تاہم بنی نوع انسان کی سچی خدمت گذاری اور ہمدردی اور علم شناسی اور موقع بینی کی جو روح ان کے دلوں میں پھونکی گئی تھی۔ اوس نے ان کو رات کو عاجز کے مکان پر قیام نہ کرنے دیا۔ اور آخر یہ کہہ کر کہ چونکہ آپ کی آخری رات اپنے اہل و عیال میں ہے۔ ہم اہالیان خانہ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے۔ وہ دونو صاحب قریب ۹ بجے رات کے شہر لاہور کو روانہ ہو گئے۔ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کی نظیر ان ہمارے دوستوں نے دکھائی۔ جس کی اس زمانہ کو بہت ضرورت ہے۔ اور خصوصاً اہل اسلام کو۔ کیونکہ اس سخت اندھیری رات اور پانی برستے اور ناہموار زمین پر دلدل کی کثرت ان تمام تکلیفوں کو ہمارے دوستوں نے برداشت کیا مگر اون کے وہاں قیام کرنے سے جو تکلیف تھوڑی یا بہت کہ دراصل جس کی مقدار ان کی تکالیف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھی۔ اہالیان خانہ عالم مستورات کو پہونچ سکتی تھی۔ اوس کو ان کے رحم سے بھرے ہوئے اور دوسرے کو آرام دینے والے دل نے قبول نہ کیا۔ اللہ تعالے اون کو اس ایثار کی جزائے خیر دے۔

آج مغرب اور عشا کی نماز ہمارے بھائی محمود علی صاحب نے پڑھائی۔ اور جو دعائیں اون میں آخری رکوع کے بعد اونہوں نے اپنے معطی کریم سے طلب کیں۔ وہ مجھے بہت ہی پیاری لگیں۔ اور اون کی اس اخلاص بھری نماز نے عاجز کے دل کی بہت سی آلودگی کو دھو دیا۔ اور جس ادب اور تضرع کی آواز سے اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں التجا کرتے چلے گئے۔ وہ دراصل مجھے ان کی نماز سے زیادہ تر توضیح کے ساتھ معلوم ہوئے۔ دراصل یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ کوئی دن ایسا نہیں چھوڑتے۔ جس میں دو تین دفعہ اس نور کے چشمہ سے پانی نہ پی آویں۔ جسے فارسی نسل کا ایک شخص آسمان سے زمین پر لایا صلے اللہ علیہ وسلم اور ہم وہ ہیں۔ کہ اس چشمہ نور سے ہزاروں کوس دور پڑے ہیں۔ ادھر فلسفہ مادی اور دینی بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں سے زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔

مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۹ء

آج شام کو بندہ کی روانگی لاہور سے تھی۔ مکان سے رخصت ہوتے وقت کل اہالیان خانہ کے ساتھ مل کر اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں سفر کے لئے دعا کی گئی۔ ۱۰ بجے کے قریب جب بندہ مکان کے دروازہ باہر نکلا۔ تو مستورات میں ایک کہرام کا عالم تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس سے آنسو نہ نکلتا ہو۔ اور کوئی چہرہ ایسا نہ تھا۔ کہ جس پر حسرت اور مایوسی کے آثار نہ ہوں۔ ان لوگوں کی مؤثر اندرونی کی حالت نے آخر میرے دل پر بھی اپنی تاثیر کی۔ اور ایک دراز سفر اور جدائی کی یاد نے آخر آنکھوں میں آنسو بھر دیئے۔

اوس وقت جب کہ عزیز و اقارب کی محبت اور جدائی قلب کے اوپر مختلف قسم کے حملہ کر رہی تھی کہ فوراً تائید ایزدی سے مجھے اپنے ایمان کو پرکھنے کا

خیال آیا اور یہہ آیت ہو سوقت دل پر گھوم رہی ہے۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ اس دلپ

اس کے گذرنے ہی ساتھ ہی اوس وقت سفر آخرت کا خیال بھی گذرا۔ کہ جس نے پہلے صدمات کی کچھ تلافی کی۔ اور اوسی حال میں موت کے وقت امراض کا انسان کو لاحق ہو جانا۔ اللہ تعالے کی ایک بڑی مہربانی انسان کے حال پر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ جدائیاں جو انسان وقتاً فوقتاً اپنے عزیز و اقارب سے پیش آتی رہتی ہیں۔ چونکہ وہ یقینی ہوتی ہیں۔ اسی وجہ اونکا صدمہ دل پر محسوس ہوتا ہے۔ اور ان جدائیوں میں کوئی شرط ایسی ساتھ نہیں ہوتی۔ کہ جس کی وجہ سے دل تسلی پا سکے۔ اور شائد کا لفظ استعمال کر کے اپنے غم و ہم سے کچھ عرصہ کے لئے نجات پا سکے۔ بخلاف اس کے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ موت بھی ایک یقینی جدائی ہے۔ مگر مرنے والے کو ایک تو یہ یقین نہیں ہوتی کہ میں ضرور اس مرض سے مرجاؤنگا۔ دوسرے چونکہ وہ اپنی عمر میں پہلے بھی کئی بار بیمار ہو ہو کر شفایاب ہو چکا ہوتا ہے۔ جیسے کہ عام قانون قدرت یہی نظر آتا ہے۔ اور یہہ امید لگی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ شائد میں اب بھی تندرست ہو جاؤں۔ اس لئے اپنے عزیزوں کی جدائی کا صدمہ جو کہ دل کو بہت ہی مضمحل کرنے والا اور حسرت اور افسوس کی سرد آہیں نکلوانے والا۔ اور خون کو پانی بنا کر آنکھوں سے بہانے والا ہوتا ہے۔

اوس ابدی مہاجر کو ہرگز نہیں ہوتا۔

تیسری۔ چونکہ موت کے وقت انسان کو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے خیالات دنیاوی سے بیماریوں نے چھٹکارا کر کے اوسے کسی اور ہی اودھیڑبن میں لگایا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بھی وہ ایسی جدائیوں کے صدمہ کو عام طور پر محسوس نہیں کرتا۔ غرضیکہ موت کے وقت مختلف عوارضات کا انسان کو لاحق ہونا بھی اللہ تعالے کی بنی آدم پر ایک رحمت ہے۔ اسی خیال اپنے دماغ میں لئے ہوئے بندہ مکان سے رخصت ہوا۔ اور لاہور ریلوے سٹیشن پر نماز مغرب سے کچھ عرصہ پیشتر جا پہونچا۔ جہاں پر دلی محبان مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب اور ایک اور بھی دوست

صاحب موجود تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مرزا ایوب بیگ و مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی آن پہونچے۔ اس وقت بیٹھے ان صاحبوں کے آگے اپنا وطن سفر کے حالات نویسی کا برادرم یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے ساتھ جو تھا۔ اوس کا ذکر کیا جس کو سنکر مفتی محمد صادق صاحب نے جہاں بہت خوشی کا اظہار کیا۔ وہاں آپ نے ذرہ لکھنے کے قابل ایک امر معروف بھی بندہ کو کیا۔ کہ جو ان حالات نویسی کی روح تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان تمام تحریروں میں اخلاص کا خیال ضروری ہے۔ کیونکہ انسان بہت سی تقریریں کر سکتا ہے۔ اور لکھ سکتا ہے۔ مگر اس امر کی دعا ضرور چاہئے۔ کہ اللہ تعالے ہمارے قول و فعل کو ایک سا جیسا کر دے۔ اللہ تعالے ہمارے محسن مفتی صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور اون کے ارادوں میں کامیاب کرے۔ گاڑی کے چلنے میں شائد ایک دو منٹ رہے ہوں گے۔ کہ دوڑتے دوڑتے بھائی شیخ عبد اللہ اور حکیم فضل الٰہی صاحب بھائی معراج الدین صاحب اور شائد اور بھی کوئی صاحب ان کے ہمراہ ہوں گے۔ مگر بندہ کو یاد نہیں۔ آپہونچے۔ اور مصافحہ کر ہی رہے تھے۔ کہ گاڑی روانہ ہوئی۔

اسی سٹیشن کی ملاقات پر ہمارے محسن بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے ایک اور بھی ایسا کام کیا۔ جو کہ در اصل قابل تقلید ہے۔ آپنے اس حدیث کے موافق کہ مسافر کی دعا مقبول بارگاہ عالی ہوتی ہے۔ میری نوٹ بک پر اپنی لاہور کی جماعت کے ممبروں کے نام جس قدر اون کو اوس وقت یاد آ سکے۔ اس غرض سے نوٹ کر دیئے۔ کہ میں ان تمام اصحاب کے لئے سفر میں دعا کرتا جاؤں۔ اور اس طرح سے ایک غائبانہ مدد اون تمام اشخاص کی مفتی صاحب نے فرمائی۔ کہ جن کے نام اونہوں نے تحریر کر دیئے۔ اور وہ نام یہہ ہیں۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جماعت لاہور۔ خلیفہ صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ قاضی غلام حسین صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ فی الواقع جس قدر حسنات کے بڑھانے میں ہمارے بھائی مفتی محمد صادق صاحب بڑھے ہوئے ہیں۔ اس پر ہمیں

بھی رشک آتا ہے۔ اور ہم اونہی سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے لئے بھی دعا فرماویں۔ کہ جس قدر سوز و گداز اور بنی نوع اور خصوصاً اپنی جماعت کی سچی ہمدردی اون کے قلب میں بھری گئی ہے۔ اللہ تعالے ہم کو بھی عنایت کرے ✦

جس وقت بندہ ریل پر سوار ہوا۔ اوس وقت بخار ہوا ہوا تھا۔ اور چونکہ ہر سٹیشن پر طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے خطرہ تھا۔ اس لئے لاہور سے روانہ ہوتے ہی یہہ فکر دامن گیر ہوئی۔ کہ خدانخواستہ اگر کسی سٹیشن پر اتارے گئے۔ تو جہاز نہ مل سکے گا۔ اور اس طرح پھر ہفتہ دو ہفتہ کی دیر ہو جاوے گی ✦ (باقی آئندہ)

محمد افضل
۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء

جلسۂ طاعون

چونکہ یہہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارہ میں اب تک شائع ہوئی ہیں صحت طبی اور شرعی فوائد کا جو ان ہدایتوں کی مؤید ہیں اپنی جماعت کو سمجھایا جائے اس لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کر کے [illegible] اس جلسہ پر [illegible] اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک [illegible] اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے لہذا یہ وقت ٹھیک وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کی پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں اور بدبخت احمقوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں [illegible] ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کا یہ فیصلہ بذریعہ اشتہار شائع ہوا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے اس پر بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو تو لوگ اس گھر کو خالی نہ کریں اور اسی میں رہیں تب بھی نادان لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور تین دن کی بعد گھر سے نکلنا شروع کر دیتے سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا۔ پس گورنمنٹ کو چاہیئے کہ نادانوں کی بیجا واویلا سے سچی خیر خواہی رعایا کی ہرگز نہ چھوڑے کیونکہ یہ لوگ ان حکام [illegible] کسی کارروائی کو پسند نہیں کر سکتے تا ایسی ہمدردی کے [illegible] یہ کہ ایسی حکمت عملی ہو جو رعب بھی ہو اور نرمی بھی ہو اور تیسرا مسلک یہ ہے کہ [illegible] غایت درجہ عنایت چاہتی اور مصیبت میں جو پڑ گئے وہ لوگوں کو [illegible] مشکلات اوقات میں بیشتر ایسی شفقت پدری کی طرح حسن [illegible] ان مشکلات کو آسان ۴

۴ کرنا ہمارے لئے بہتری اور موجب برکت ہوگا [illegible] والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ ۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ۔

نوٹ ۔ یاد رہے کہ اگرچہ [illegible]

قیمت پیشگی سالانہ سے

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

قیمت پیشگی سالانہ سعہ

نمبر ۱۰ و ۱۱ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۶ و ۱۳ مئی - ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں - جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات بامشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ عہ ۸ فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ دار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو -

---

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت ۱ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر - از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے - زیر طبع ہے +

مینیجر الحکم کی معرفت ہر قسم ریشمی ازار بند سیج بند میر پاندے ہر قیمت سے مل سکتے ہیں -

ایڈیٹوریل نوٹ

مہدی آخرالزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر ثالث

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر کے مطالعہ سے یہ امر خوب طور پر واضح ہوگیا ہے کہ خلافت کے حصول کیلئے کس کس قسم کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اگر مہدی کے آنے کی پیش گوئی نبوی علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نہ ہوتی۔ تو بنی فاطمہ یا بنی امیہ غرضیکہ ان میں سے ہر ایک اپنے خاندان میں مہدی کے ہونے کا دعوے کیوں کرتے۔ علاوہ ازیں جب کبھی بنی فاطمہ یا بنی عباس کی طرف سے کسی پیشگوئی کی بنا پر مہدی کا پیدا ہونا مشتہر کیا گیا تو خلافت بنی امیہ نے کبھی اسکی تردید مشتہر کرنے کی کوشش نہیں کی کہ حضرت اقدس بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیش گوئی درباره مہدی نہیں فرمائی۔ اور یہ کہ آئندہ کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مدعی کو جھوٹا دعوے دار قرار دے کر اس سے مقابلہ کیا۔ اس سے صاف طور پر یہ امر سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ بنی امیہ کو اس امر کا تو خیال ضرور تھا۔ کہ کوئی مہدی آئندہ آنیوالا ضرور ہے۔ اور جسکی بنا اور وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی ضرور فرمائی تھی۔

ابوداؤد نے جو حدیث ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ ممکن ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے فساد کی خاطر جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے واضع کیگئی ہے لیکن اسکو مہدی آخرالزمان کی بشارت سے کیا مناسبت صرف یہ دلیل کہ ابوداؤد نے اسکو **باب المہدی** میں بیان کیا ہے۔ اس امر کی کوئی تسلی بخش اور کافی دلیل نہیں ہے۔ غایت مافی الباب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مؤلف نے ترتیب میں غلطی کھائی۔

الغرض بلا شبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی طرف سے ایک آنیوالے مہدی کی پیشگوئی اور بشارت ہوئی ہے۔ اور ضرور ہوئی ہے۔ دوسرا امر جو بشارت مہدی کے متعلق مشکوک ہے۔ اور جسپر فاضل محققین کو شبہہ ہے یہ ہے کہ احادیث متعلقہ مہدی کے راوی جرح اور تحقیق کی تاب نہیں لا سکتے اور ہمارے اپنے خیال اور تحقیق سے یہ امر بہت کچھ قرین قیاس اور قابل وثوق ہے۔ اور ہم اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ان احادیث کے راوی ایسے ہیں۔ جنپر نکتہ چینی اور جرح کی نسبت کچھ گنجائش ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا اور یقین کر لینا کہ اسی وجہ سے یہ احادیث صحیح نہیں غلط ہے۔ اور بالکل نادرست۔ کیونکہ یہ امر بالکل قرین قیاس ہے بلکہ ہمارے تجربہ میں آ روز آتا ہے کہ بعض خبریں جو بالکل صحیح ہوتی ہیں۔ ایسے وسائل سے ہمارے پاس پہنچتی ہیں جو غیر معتبر ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اُن کو غلط اور افواہ قرار نہیں دیتے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ صرف ایک سوفسطائیوں کا خیال ہے مثلاً اگر کوئی شخص منطق کا ایک قضیہ جما کر کہے کہ ہر ایک چیز جو چمکتی ہے۔ سونا نہیں اور پھر کہے کہ سونا چمکتا ہے۔ اسلئے سونا بھی سونا نہیں۔ تو یہ بالکل ایک مغالطہ یعنے **لاجک فیلیسی** ہے۔

اس بنا پر گو ان احادیث کے راوی جرح کے تحت میں آتے ہیں اور اُنپر بہت کچھ نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہہ جرح اور نکتہ چینی اسبات کی مستلزم نہیں کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ بہرحال ہم اس امر پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتے بلکہ ہم یہ تسلیم کر لیں گے کہ مہدی کی نسبت احادیث تمام تر غیر کافی ہیں مگر انہیں ایک اور زیادہ قابل غور اور اہم سوال یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ **مسیح موعود** کی احادیث کو محدثین نے بالاتفاق صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے کم از کم یہ سوال تو حل ہو جاتا ہے۔ کہ آئندہ ایک نبی اللہ کے آنے کی متعلق نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام نے ضرور بشارت فرمائی ہے ◆

اب قابل غور اور زیر بحث یہ امر ہے۔ کہ آیا **مہدی** اور **مسیح** دو جدا جدا اماموں کا نام ہے۔ یا ایک ہی شخص واحد کے دو نام ہیں۔ جو بلحاظ خدمات اور مناصب کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ سوال فی الحقیقت بہت کچھ دلچسپی اور حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس پر ہم بھی پوری روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے **فاضل الدہر ابن قیم** نے اپنی کتاب منار میں اس پر خوب روشنی ڈالی ہے اور نہایت معقولیت کیساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ **ابن قیم** کہتا ہے۔ کہ مہدی کے بارہ میں چار مختلف قول ہیں یعنے محققین نے چار مختلف طور پر اپنی رائے اس کے متعلق ظاہر کی ہے۔ جن میں سے ایک گروہ عالموں کا اس پر ہے۔ کہ امام مہدی ابن مریم ہی ہوگا چنانچہ **ابن ماجہ** اور **حاکم** اپنی کتابوں میں اسی روایت کو لائے ہیں۔ کہ **لا مہدی الا عیسیٰ** ایسے قوی اور واجب التسلیم سندات کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ کیوں اس سے انکار کیا جاوے؟ اور کیوں یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ **عیسیٰ اور مہدی** ایک ہی شخص کے دو جداگانہ اور مختلف نام ہیں جس کو استعارہ کے طور پر یوں کہدیا جائے کہ ایک ہی شمع ہے مگر دو رنگ کے فانوس ہیں۔ آفتاب ایک ہی ہے لیکن مطلع اور ہے۔ اور اس خیال کو اور بھی تقویت ہوتی ہے جبکہ احادیث کے مضامین پر تعمق اور غور سے نظر کیجائے اور صاف طور پر یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ **مہدی** اور **عیسیٰ** نفس الامر میں ایک ہی امام کے نام ہونگے۔ اور وہ دو مختلف اشخاص کو ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ بخاری کے مطالعہ سے جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے پایا جاتا ہے کہ مسیح حکم عادل ہو کر آئیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت نصرانیت کا غلبہ یا اقتدار ہوگا۔ **نصرانیت** سے مراد وہ مذہب ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کے بعد **پولوس** نے جو اوائل میں نصرانیت کا سخت مخالف تھا پھیلایا۔ اور من بعد اپنے تئیں عیسائی ظاہر کر کے اپنی تعلیمیں ملا کر اپنے خیالات کو رواج دیا۔ جو اب ربع مسکون پر پھیل رہا ہے۔ ہماری رائے میں نصرانیت سے **گورنمنٹ انگلشیہ** مراد لینا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی اپنی پیشگوئیوں سے جو اسنے مسیح موعود کی بشارتوں کے متعلق اجمالی طور پر بیان کیں پایا جاتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں ابن آدم نازل ہوگا اُس وقت سلطنت کی ویسی حالت ہوگی۔ جیسی کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ تاریخ اور مراسلات پر غور کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلطنت ایک پر امن اور بالکل **گورنمنٹ انگلشیہ** کا مبارک **عہد** تمام سلطنتوں سے بڑھکر **مفید** اور **امن بخش** ہے۔ جس میں **سلامتی** اور برکتوں کی بارش ہوتی ہے۔

اس لئے یہ امر کبھی بھی قرین قیاس نہیں کہ وہ **مسیح** یا مہدی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین کو تازہ کریگا اور اسکی ہدایت کو دور دراز پہنچائیگا اور جو آنحضرت صلعم کا سچا مقتدی اور متبع ہوگا۔ پھر ہم نہیں کہ سکتے کہ وہ سلطان وقت خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی یا بیدین ہو یا دیندار ظل اللہ سمجھکر اور اُنکی اس کے خلاف کیوں کر کریگا اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ عادل اور فراخ دل ہے جنھے ہر ایک قسم کی آزادی تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام کی

دے رکھی ہے۔ بلکہ جسکا مبارک عہد تمام عہدوں اور زمانوں سے زیادہ مبارک اور پر فتح ہو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے مخالف مسلمان اطاعت کہلا کر اپنے تئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر سچا عامل قرار دیکر بھی نصرانیت سے مراد گورنمنٹ نصرانیہ لیتے ہیں۔ یہہ انکی غلط فہمی ہے۔ اور بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ چونکہ درمیانی طور پر یہہ امر قابل بحث آگیا ہے اسلئے ہم اسپر ذرا وضاحت سے بحث کرکے پھر نفس مضمون کیطرف عود کرینگے۔ اس مقام پر اپنے مخالف مسلمانوں کو عموماً اور اپنی **مہربان** اور **عادل گورنمنٹ** کو خصوصاً توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس شخص نے جو دنیا میں **ظلی مسیح** کے نام آیا ہے اور جسکا مشن دنیا کو ہر ایک قسم کی بدعتوں سے نجات دینا اور **صلح** اور **سلامتی** کے ساتھ دنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے کسقدر خوبی اور خوش اسلوبی سے ان مقامات کو حل کیا ہے۔ جو اپنے مقام پر جو اس مسلسل مضمون کے آخر میں ہوگا۔ بیان ہونگے۔ اللہ اللہ کیا ایسا **شخص** اور اسکی **جماعت** گورنمنٹ کی **بدخواہ** ہو سکتی ہے؟ جو یہ ظاہر کرے کہ!

دنیا کے بادشاہوں کو ان کی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں اُن کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہماری آسمانی بادشاہی ہے۔

اور جو کوئین **وکٹوریہ امن بخش** اور محفوظ عہد پر فخر کرے۔ اور **مادر مہربان** کے پر امن زمانہ میں پناہ لے۔ یا وہ لوگ جو یہ خیال راسخ کئے بیٹھے ہیں۔ اور اُس کی مخالفت کو ایک راستبازی اور تقوی شعاری کا کام جانتے اور کہتے ہیں کہ نہیں یہہ غلط ہے۔ بلکہ **دولت** اور **ملک کا خواہاں** **سلطنت** کی ہوس رکھنے والا امام **مسیح** اور **مہدی** کے نام سے آئیگا!

العجب ثم العجب

(باقی آئندہ)

!!

ولائتی چٹھی

نمبر سوم

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹

گذشتہ ہفتہ میں ایک بکری ذبح ہوئی ہے۔ اور ہم پانچ آدمی برابر حصہ کر لیتے ہیں۔ کیلا شکر قندی پپیہ کا پھل بہت ہیں۔ تقریباً اسی سرکاری گھے اس جگہ پر ہیں۔ کمپالہ اچھی بستی ہے مگر ہر چیز بہت مہنگی ہے ایک بوٹ کی قیمت عہ روپیہ۔ شکر ایک سیر صہ روپیہ کی۔ دیا سلائی ہر کپڑا ایک روپیہ کا ایک گز۔

ہم ۳۰ جون ۹۷ء کو ممباسہ سے چلے تھے ۲۸ جولائی کو ہم **کوکویو** پہونچے (یہہ مقام ممباسہ سے ۳۰۰ میل پر ہے۔ اور اسی کے پاس بعض اقوام افریقہ نے اب انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے۔ جس کے لئے فوجیں ہند سے آرہی ہیں۔ اس مقام پر ریلوے کی بھی ایک سروس پارٹی ہے) چونکہ ہمارے راستہ کے علاقہ میں بیماری چیچک تھی۔ اس ۸ روز قرنطین میں رہے۔ (صاحبان انگریزی راستہ میں چوکیاں قائم کی ہیں۔ اون کو اس **قسم** کے اختیارات ہیں۔ اور اکثر سوداگران عاج کی حفاظت وصول محصول وغیرہ یہ چوکیاں کرتی ہیں۔) بعد ازاں قلعہ میں داخل ہوئے۔ **کوکویو** کے درمیان راستہ میں بے شمار شکار رہے۔ (کیونیری ممباسہ سے میل ہے) ہرن۔ گورخر۔ جنگلی بھینسے۔ گینڈے۔ نیل گائے۔ بگلوں کے گلے ہیں۔ فقط ایک گلہ گورخر میں ۳۰۰ گورخر تھے۔ شتر مرغ نہیں ہوتے۔ یہاں آکر ہمارے چاول اور شکر خلاص (ختم) ہو گئے۔ پھر یہاں سے کمپالہ تک سوائے جواری کے آٹے کے کچھ نہیں ملا۔ زیادہ گذارہ گوشت پر تھا۔ یہاں دودھ۔ دہی گھی۔ گنا۔ مکھن بہ کثرت ہیں۔ ممباسہ سے یہ جگہ ۵۰۳ میل ہے۔

یہاں سے آگے **مسائی** لوگ (ایک افریقہ کی جنگ جو سخت قوم) ہیں۔ اون کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہہ لوگ پیشہ رہزن۔ بہادر۔ لڑاکے۔ اور مضبوط ہیں۔ بالکل ننگے۔ صرف کاندھے پر ایک کھال بکری کی چھوٹی سی رکھتے ہیں۔ بدن طرح طرح کے رنگوں سے رنگتے ہیں۔ ڈھال اور نیزہ ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ خانہ بدوش ہیں۔ بھیڑ بکری گائے۔ ہر ایک کے پاس دو دو سو تین تین سو تک ہے۔ پہلے یہ لوگ مشرق کو **کبویرہی** تک اور مغرب کو جھیل وکٹوریہ نیانزا تک لوٹ مار کرتے تھے۔ اور سینکڑوں آدمی اور قافلہ تباہ کر دیتے تھے۔ مگر اب ان کی طاقت بہ سبب انگریزوں کے آنے کے ٹوٹ گئی ہے۔ تاہم اب بھی اکیلے دوکیلے کو جان سے مار ڈالتے ہیں۔ یہاں پر بابو محمد بخش اور عبد الاحد سے ملاقات ہوئی (یہہ دونو صاحب ریلوے ملازم سروس کے لئے عرصہ ایک سال سے آگے گئے ہوئے ہیں۔ اور اوس طرف سے ممباسہ کو سروس کرتے واپس آرہے ہیں)۔

یہاں سے روانہ ہوکر ۱۲ دن کے بعد شمونی پہونچے۔ راستہ میں تین تین بڑی بڑی جھیلیں آتی ہیں۔ **نیواسا۔ المنٹشا۔** اور نکورو۔ مذکورۃ الآخر جھیل کھارے پانی کی ہے۔ شمونی تک بالکل جنگل ہے۔ یہہ جگہ بہت سرد ہے۔ اور سطح سمندر سے ۸۵۰۰ فیٹ اونچی ہے۔ یہاں سے چل کر ایسے گنجان جنگل میں داخل ہو گئے۔ کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ۵ دن تک برابر اندھیرے میں چلتے رہے۔ بڑے بڑے درخت جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ سورج کی روشنی نہیں دیکھنے دیتے۔ بے شمار نہریں ان درختوں میں بہہ رہی تھیں۔ جنگل سے نکل کر پانچ دن کے بعد **نانڈی** میں داخل ہوئے۔ جہاں ڈاکٹر خدا بخش مقیم ہے۔ (یہہ ایک بنگالی ڈاکٹر ہیں۔ اول ریلوے میں تھے۔ لیکن بعد ازاں ان کی سروس سول محکمہ میں ہوئی۔ اور یوگنڈا گئے)۔.... مصالحہ کا نام یہاں عنقا ہے۔ صرف مرچ و نمک بطور تحفہ کے سمجھا جاتا ہے۔

نانڈی سے چل کر یوگنڈا تک ملک آباد ہے۔ کویدنڈو (راستہ میں کسی بستی کا نام) میں مرد و عورت بالکل مطلق مادر زاد ننگے ہیں۔ .... میں نے ذکر نہیں کیا مسائی عورتیں (جس قوم کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) کھال کا کپڑا ایک کمر سے گھٹنے تک اور دوسرا کندھوں پر رکھتی ہیں۔ زیور اون کا لوہے کی بے شمار تاریں ہوتی ہیں۔ پنڈلے میں گھٹنے سے لے کر ٹخنے تک کندھے سے لے کر ساعد تک موٹی تار کا جوڑا۔ اور پھر باریک زنجیریں (لوہے اور پیتل کی) کوئی تینتیس یا چالیس گلے میں ڈالتی ہیں۔ گورنگ کی **سیاہ** ہیں۔ مگر ممباسہ والوں سے خوبصورت ہیں۔

غرضکہ دو اکتوبر کو ہم وکٹوریہ نیانزا کے کنارے پر پہونچے
بہت بڑی جھیل ہے۔ پورٹ بیل Steam Launch
(ایک چھوٹا دخانی جہاز) لوٹی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم اس
کے کنارہ کنارہ شمال مغرب کو روانہ ہوئے۔ ۶۔ دن کے
بعد **اوسوگا** کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ جو علاقہ یوگنڈا
کا ایک حصہ ہے۔ بہت زرخیز ہے۔ کیلا بے شمار ہے۔
۳۔ دن تک ہم چلتے رہے ہیں۔ اور
دوسری چیز نہیں دیکھی۔ پہاڑ بر کھڑے ہو کر دیکھنے سے
تمام ملک سرسبز اور باغ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔
اوسوگا کی چھاؤنی جھیل کے عین کنارہ پر ہے۔ یہاں
ایک خلیج ہے۔ جو ہم نے کشتیوں میں بیٹھ کر عبور کی یہاں
سے دریائے **نیل** نکلتا ہے۔ دوسرے کنارہ پر یوگنڈا کا
علاقہ ہے۔

۱۲۔ اکتوبر کو کمپالہ دارالخلافہ یوگنڈا میں داخل ہو گئے
یہاں سب گھر گھاس کے ہیں۔ قریب ۲۰ کے ہندی سنتری
ہیں۔ اور ایک کمپونڈر ہے۔

دو ہندوستانی ڈاکٹر ایک علاقہ بڈو میں جو جھیل کے مغربی
کنارہ پر ہے۔ اور دوسرا **لوربٹ** ایاس میں جو یہاں
سے دو دن کا راستہ ہے جھیل پر انگریزی بستی ہے۔
کمپالہ سے لیکر سندی تک راستہ بہت قریب ہے گھاس
۱۰ فٹ اونچی ہے۔ اور پانی بے شمار بعض جگہ ٹخنے تک
بعض جگہ گھٹنے تک...... غرضکہ بڑا بھاری
جنگل ہے۔ اور بے شمار ہاتھی اسمیں ہیں۔

تمام ہاتھی دانت جو ممباسہ۔ زنجبار۔ باگاموپو۔ دارالسلام
کو جاتا ہے۔ یہاں سے ہی جاتا ہے۔ سب سوداگر پہلے یہاں
دفتر میں محصول داخل کرتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت
ملتی ہے۔ پرسوں ایک دانت وزن میں ایک سو بیس
پونڈ یعنے ساٹھ سیر کا نکلا۔

سنا ہے کہ پنجابی پلٹن یوگنڈا کو آرہی ہے
خدا وہ وقت جلد لاوے......" فقط۔

ہمارے دوست رحمت خاں کے اور بھی خطوط
حالات سے پر ہمارے پاس ہیں انشاء اللہ تعالیٰ
روانہ کئے جائیں گے۔

سرمن (خطبہ)

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ۱۵ اپریل کو دیا

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین۔
فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ
الرحمن الرحیم

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم
واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون
وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا
اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا و
ایای فاتقون ولا تلبسوا الحق بالباطل و
تکتموا الحق وانتم تعلمون واقیموا الصلوٰۃ
واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین اتامرون
الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون
الکتب افلا تعقلون واستعینوا بالصبر
والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین
الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم
الیہ راجعون

سورہ فاتحہ یعنے الحمد شریف جو ہم کو اللہ تعالے نے سکھائی
ہے۔ اوس میں ایسی مرکی بڑی بھاری اور ضروری تعلیم دی
ہے۔ کہ ہم اون لوگوں کی راہ تلاش کریں۔ جو اللہ تعالے کے
نزدیک مقبول ہوئے ہیں۔ ہمیشہ اہدنا الصراط میں پڑھی جانے
کی ضرورت ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جو بات تجربہ کے معیار پر
کامل العیار ثابت ہو چکی ہے۔ اوس سے بہتر دوسری ہو
ہی نہیں سکتی۔ عربی زبان میں ایک عام ضرب المثل ہے۔
سل المجرب ولا تسئل الحکیم۔ تجربہ کار
سے دریافت کر نہ حکیم سے۔

اللہ تعالے اہدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کر کے صراط
الذین انعمت علیھم میں اوس اندیشہ اور وہم کو دور کرنا چاہتا
ہے۔ جو کسی ویسی اور نامعلوم بات پر عمل درآمد کرنے سے
پیشتر ذہن میں گذر سکتا ہے۔ کہ وہ راستہ ایسا
ویرانہ ہے۔ کہ کوئی اوس پر کبھی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں نہیں
بلکہ وہ راستہ ایسا معروف و مشہور عام ہے۔ کہ ہزاروں ہزار منعم
علیہم اوس پر چلے اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اوس راہ پر چلنے والوں
پر کس قدر الٰہی فیضان ہوا۔ فی الحقیقت یہ بات قرآن کریم
اور صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ بزرگی اور امتیاز
اوسی سے مخصوص ہے۔ کہ وہ ایسی باتوں کو جو خدا تعالے
کی رضامندی اور ناراضی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی بدیہی
باتوں میں اون کو پیش کرتا ہے۔ کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی
اون کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس سے بہتر اور آسان ذریعہ سمجھانے
کا ممکن ہی نہیں۔ جیسے اگر دوا یا ت کی تاثیریں اور خواص
اس طرح بتلائے جاتے کہ اون کی توضیح اور تشریح میں بڑی بڑی
ضخیم کتابیں ہی لکھی ہوئی ہوتیں۔ اور کوئی ایک آدھ آدمی
بھی تجربہ کر کے اوس پر گواہی دینے والا نہ ہوتا۔ تو میں نہیں سمجھ
سکتا۔ کبھی بھی یہ کام انسانی طبیعت کے قبول کرنے کے لائق
ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر خدا تعالے کی رضا جوئی کے نسخے
الفاظ تک ہی محدود رہتے۔ تو اون کا کمال اور حسن ظاہر نہ ہوتا
جیسا اب ہوتا ہے۔ وہ لوگ کس قدر ظالم اور بخیل ہیں۔
جو خدا تعالے کے احسان عام اور فیضان کو مختص کرنا چاہتے ہیں
اور انبیاء علیہم السلام کو ایک نمونہ قرار دے کر بھی اس امر
واقعی کا انکار کرتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا اس راہ پر چل کر
وہی فیضان اور فیض نہیں اٹھا سکتا۔ کس قدر غلطی اور کیسی
شرمناک غلطی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ زید تو
ایک راہ پر جو لاہور کو جاتی ہے۔ چل کر لاہور پہونچ جائے۔
اور بکر اوسی راہ پر چل کر نہ پہونچ سکے۔ ایسے خیالات خدا
تعالے کے فیوضات کے انکار کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔
پس قرآن کریم نے خدا تعالے کی رضاجوئی کے لئے جو راہ تعلیم
کی ہے۔ وہ راہ ایسی نہیں بتلائی۔ کہ جس پر کوئی کبھی کوئی چلا
ہی نہ ہو۔ نہیں۔ بلکہ اوس کی بابت ہزار ہا تجربہ کرنیوالوں
کے پاک نمونے ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں گذرے ہیں۔
دور جانے کی بات نہیں۔ اوس مقدس راہ پر چل کر فائز المرام
ہونے والا تجربہ کار خود تم میں سے آیا۔ اور تم میں بیٹھا ہوا
اوس صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔ قرآن نے جو راہ اختیار
کی ہے۔ وہ راہ ایسی راہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی قوم کو نہیں سوجھی
اور سوجھتی کیونکر یہ انسانی عقل۔ انسانی ارادے اور ذہنی
سمجھ کا کام نہیں۔ یہ تو آسمانی نور کی رہبری اور ہدایت کا کرشمہ
ہے۔ قرآن نے دو فریق پیش کئے ہیں۔ ایک فریق کہتا

ل جن سے مراد اوس مقدس راہ کے تجربہ کاروں کے پاک نمونے ہیں
جس کی تعلیم اللہ تعالے کا خاص مقصد ہے۔ ایڈیٹر ۱۲۔

ہے۔ کہ ہماری تمام باتیں اپنے ہوا و ہوس کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔ اور اوس کے ہی پاک منہ سے نکلتی ہیں۔ اور اوس امر کے ثبوت میں یہہ کہا۔ کہ دیکھو! ہم ایک عاجز انسان ہیں۔ ہماری جماعت کوئی قومی جماعت نہیں بالکل بیکس اور مہجور القوم انسان ہیں پھر اس پر بھی تم دیکھ لوگے۔ کہ تمہارے زور آور حملوں میں **ہم ہی کامیاب ہوں گے!** حقیقت میں یہ بات کہنے والا فریق دنیا کے اسباب کے لحاظ سے ایک نہایت ہی ضعیف اور کمزور فریق ہے جس کو دیکھ کر ہر ایک دنیا دار سمجھا یہہ لیتا تھا۔ کہ یہ آج نہیں کل ہلاک ہو گا۔ اس کی ہستی ہی کیا ہے۔ اوس پر ہر ایک نے اپنے ترکش کے تمام تیر خالی کئے۔ جو جو کسی کے پاس تھا اوس کی مخالفت ہی میں صرف کیا۔ مگر ایک لمبی دوڑ ایک مدت کا مقابلہ بتا رہا ہے۔ کہ باوجود اس قدر کمزوری اور بے سروسامانی کے یہہ فریق اپنے زبردست حریف پر جو ہر طرح سے ظاہری اسباب کے لحاظ سے قابل تھا۔ کہ بامراد ہوتا۔ مظفر اور منصور ہوتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک عاجز انسان کیونکر ایک قومی جماعت کو زیر و زبر کرتا اور اون کے منصوبوں کو پاش پاش کر کے فتح پاتا ہے۔ (۱) یہہ نظارہ ایک غور کرنے والے دل کے لئے ایک عجیب نظارہ ہو کر اس پر راز کھولتا ہے۔ بات یہہ ہے۔ کہ اون کی ہر مقابلہ میں کامیابی ہر پہلو میں اون کی فتح یہہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلاتا ہے۔ اور یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ایک عجیب الغیب نصرت اون کے شامل حال ہے۔ اس سے یہہ بات تجربہ میں آ گئی۔ کہ جس طریق پر یہہ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا سچا ذریعہ ہے۔ وہ کامیابی کی راہ خطا نہ کرنے والا طریق وہی ہے۔ جو سورۃ فاتحہ میں **ارحم الراحمین** خدا نے تعلیم کیا ہے۔ اس دعا کے اندر ایک ایسی خاصیت ہے۔ کہ دقیق در دقیق خاصے اوس میں شامل ہیں۔ رذیلہ صفات دور ہو کر اون کی جگہ صفات حمیدہ لیتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں قدم آگے بڑھتا ہے۔ ایک نیا سرور۔ نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس قدر انبساط اور لذت ملتی ہے۔ کہ بے اختیار ہو کر قدم آگے کو پڑتا ہے۔ اور یہہ بات ایک مشہود امر کی طرح محسوس ہونے لگتی ہے کہ ہر میدان میں نتیجہ ہی فتح ہے۔ اوس کے بالمقابل ایک اور وجود دکھایا ہے۔ جو اس راہ پر نہیں چلنا چاہتا۔ اور وہ عوض راہ سے کترا جاتا اور ٹھوکر کا پتھر بنتا ہے لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہر جگہ نامرادی کلفت اور رنج کے خوفناک اور ناقابل برداشت پہاڑ اوس پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ بالآخر رہ جاتا ہے۔ اور نہیں چل سکتا۔ آخر فنا ہو کر اپنے مقابل مقدس حریف کی صداقت پر مہر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے مقابلہ کا تاریخ پتہ بتلا سکتی ہے کہ جب سے انسانی ہستی کا نشان ملتا ہے اسی وقت سے یہ مقابلہ ہر آن ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر دم یہ اٹل قانون نظر آتا ہے کہ یہ قوم مظفر و منصور ہوتی چلی جاتی ہے اور مخالف ناعاقبت اندیش مخالف اپنی ہلاکت کا موجب ہوتے جاتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ایسے گرتے ہیں کہ دنیا اُن کو نگل کر ہمیشہ کے لئے نام و نشان تک کھو دیتی ہے۔ غرض تو سورۃ فاتحہ میں خدا نے ایک منعم علیہم کا گروہ بتلایا ہے اور نماز میں فرض کیا کہ اسی راہ کے لئے پوری تڑپ اور سوزش ظاہر کی جاوے۔ نہ لفظاً اور عرفاً بلکہ روح میں ایسا گداز پیدا ہو کہ وہ اس سچی تڑپ سے آثار عین الیقین کی طرح دیکھے۔ کیونکہ یہ راہ ایک تجربہ شدہ ہے۔ یہ راہ بحولان بیابانی کی راہ نہیں جہاں آبادی کا نشان نہیں اور کسی قافلے یا کاروان کا نقش پا نہیں بلکہ اس پر ہزارہا ہزار نقش پا موجود اور زندہ نشان میل اور فرسنگ نظر آتے ہیں جو اپنی عملی حالت سے دکھاتے اور عملی زندگی سے مشاہدہ کراتے ہیں کہ وہ فائز المرام کرنے والی راہ کے زندہ نشان ہیں۔ فی الجملہ سورۃ فاتحہ میں جو راہ بتائی گئی ہے یہی ایک راہ ہے جو سلامتی اور کامیابی کی راہ ہے اور اس کے خلاف چلنا نامراد رہنے کا نشان اور ہلاکت کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور یہ امر دعوے ہی دعوے نہیں جس طرح حقائق الاشیاء کا علم تا وقتیکہ تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ اس کے ساتھ نہ ہو محض ایک خیالی امر قرار پا سکتا ہے اسی طرح اس راہ کی صداقت کے لئے شواہد موجود ہیں۔ یعنی جو اس پر چلے اور فائز المرام ہوئے اور جو خلاف چلے اور نابود ہوئے۔

اور سورۃ البقر کے سورۃ الفاتحہ کے بعد شروع ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں ایک دعوے پیش ہوتا ہے اجمالی رنگ میں، سورۃ البقر اس کی دلیل ہے اور تفسیر۔

وہ **انعمت علیہم** جن کی راہ کی ہدایت ہوتی ہے کون تھے؟ اور اُن پر کیا انعام ہوئے کس طرح خدا کے فضل نے اُن کو اپنے سایہ میں لیا؟ پھر **مغضوب علیہم** کون تھے؟ اور اُن کی راہوں سے بچنے کی فکر کہ ہم اُنکے نمونہ کو دیکھ کر کرنی چاہئے۔ ان ساری باتوں کا بیان سورۃ البقر میں جس کا میں نے ایک سہ رکوع پڑھا ہے نہایت شرح و بسط سے فرمایا ہے۔ پس ان باتوں پر غور کر کے ایک سچی تڑپ اور سچے جوش سے انعمت علیہم کی راہوں پر چلنے کی دعا مانگنی چاہئے اور مغضوب علیہم کی راہوں سے بچنے کی توفیق مانگنی چاہئے تاکہ ان مخوف بیابانی سے بچ کر انسان منزل مقصود کو پہنچے۔

اب اس مقام پر انعمت علیہم اور **مغضوب علیہم** کا ذکر چھیڑ دیا ہے تاکہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا پتہ لگے اور بصیرت کے ساتھ معلوم ہو جیسا میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے راہوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کی قوم بنائی ہے۔ اُن کے چال چلن کو دیکھ کر تفتیش اور تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ جس راہ پر وہ چلے اُس راہ پر چلنے کا نتیجہ اُن کی صریح کامیابی ہے۔ بالمقابل بنی اسرائیل مغضوب علیہم ٹھہر گئے۔ مغضوب علیہم جب ہی ہوتے ہیں۔ جب انعمت علیہم کی راہیں دکھائی جاویں۔ مجرم تب ہی ہوتا ہے جب قانون شائع ہو۔ پھر اُس کی خلاف ورزی پر مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل قیامت تک ایک نمونہ ٹھہر گئے۔

جب انسان سورۃ فاتحہ پڑھے تو انعمت علیہم پر ٹھہر کر بنی اسرائیل کی اُس حالت پر غور کرے جو سورۃ البقر میں مندرج ہے۔ اور کانپتے ہوئے دل سے سوچے کہ انعمت علیہم کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ بھی ہے جو ہلاکت کا کھلا کھلا راستہ ہے اور اُس سے بچنے کے لئے چیخ چیخ کر فریاد کرے اور دعا مانگے۔ (۱)

نوٹ (۱)۔ انسان کی فطرت میں یہ اضطراری حالت واقع ہے کہ جب وہ کسی تکلیف یا مصیبت کو سامنے دیکھتا ہے تو چلاتا اور شور مچاتا ہے۔ بظاہر اُس چیخ پکار سے کوئی فائدہ مترتب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا لیکن نفس الامر میں اُسی شور و پکار اور ہائے فریاد میں تسلی اور اطمینان کی روشنی کی جھلک سی دکھائی دیتی ہے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر مصیبت کے آنے پر بے اختیار انسان رو پڑتا ہے۔ پس شیطان رجیم چونکہ ہر آن انسان کے بہکانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور انعمت علیہم پڑھتے ہی مغضوب علیہم کا نظارہ پیش نظر آجانے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کی ٹھوکر سے ہوشیار اور خبردار ہو کر چلے اور سورۃ الفاتحہ کی اس ترتیب میں ہم کو یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ اگر انعمت علیہم کی راہ کا ذکر ہوتا (دیکھو صفحہ ۶)

یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے قرآن جیسی محکم کتاب ہم کو عطا کی جو معرفت کے مشکل سے مشکل مسائل کو آسان لفظوں میں حل کر دیتی ہے۔

اے اسرائیل کے بیٹو! میری نعمت کو یاد کرو میں نے اپنے رسول تمہارے پاس بھیجے۔ عمدہ کھانے کھانے۔ ٹھنڈا پانی پینا اور شاندار لباس پہن لینا یہ کیا چیز ہے بڑی نعمت الٰہی یہی ہے کہ خدا کے فضل کے نمونے اور اس کے فرستادے پیدا ہوں جن کی راہوں پر چل کر ابدی زندگی ملے۔ ابدی آسایش کا سامان میسر آ سکے۔ میری نعمت کو یاد کرو۔ میرے عہد کو تم پورا کرو میں اپنا عہد پورا کروں گا۔ اور اس عہد کے پورا کرنے میں کوئی لالچ عہد شکنی پر مجبور نہ کرے۔ اس آیت میں **مغضوب علیہم** کی پہلی خصلت معلوم ہوتی ہے اور یہ پتہ لگا کہ **مغضوب علیہم** منعم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ انعام الٰہی کی سچی قدر نہ کرنا اُس کے غضب تک پہنچا دیتا اور **مغضوب علیہم** کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی بیماری جو غضب الٰہی کو کھینچ لاتی ہے اُس کے عہد کو توڑنا ہے۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر۔ اور یہ ایمان ایسا نہیں کہ تم اس کی نسبت شکایت کر سکو کہ کوئی بدعت ہے اور صحف سابقہ میں اس تعلیم کی کوئی نظیر نہیں بلکہ یہ وہی تعلیم ہے جو کامل اور مکمل ہو کر دنیا میں آئی ہے اور تمہارے انبیاء کی تعلیم اور پیشگوئیاں جو ادھوری اور محتاج تصدیق و تکمیل تھیں اُن کی تکمیل و تصدیق کے لئے آیا ہے اور حق کے ساتھ آیا اور حق لیکر آیا اور وقت پر آیا ہے۔ اس کے معنے اگر سمجھنے ہوں۔ تو ہمارے پاس چابی موجود ہے۔ ہمارے امام نے کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ احمقوں نے کہا کہ کیا نشان ہے قطع نظر اس کے کہ نشان موجود ہیں۔ نشان کی ضرورت تب ہوتی اگر قرآن کے خلاف کوئی سلسلہ قائم ہوتا۔ امام موعود تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ میں تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لیے آیا ہوں۔ اس مقدس تعلیم کی روشنی پھیلانے اور اغلاط کو برباد کرنے آیا ہوں۔ غور کرنیوالا سوچ سکتا ہے کہ یہ انوکھی بات نہیں ہو سکتی اس لیے ضروری تھا کہ اس دعوے کو بلا حجت مان لیتے۔ دیکھو تم اس سنت سے واقف ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام جب آئے ہیں تو اول نمونہ کفر کا ان عالموں ہی نے قائم کیا ہے حقیقت میں **اوّل کافر بہ** کے معنی یہی ہیں کہ علماء جو مسندوں اور صحاح کو پیٹ میں رکھنے والے ہیں۔ جب یہ تکفیر کرتے ہیں تو پھر عوام اُن کے مقلد ہو جاتے ہیں۔ **اول کافر بہ** میں سمجھا دیا ہے کہ تمہارا حق تو یہ ہے کہ تم **اول مسلم بہ** ہو۔ تم تو اس سنت سے واقف اور خوب ماہر ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت میں مجدد ہوں گے میرے دعوے سے حضور کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور تم خوب واقف ہو اور قرآن کی عزت اور کلمہ کے بلند کرنے کا دعوے کرتے ہو تم کو چاہیے تھا کہ تم ایسی ہٹڑی نہ مچاتے کہ لوگ گمراہ ہو جاتے اور خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے ہلاکت کی راہوں میں جا پڑتے۔ میں بہت سوچتا ہوں۔ زنا ایک گناہ ہے۔ جس سے زمین پھٹتی اور آسمان پھٹتا ہے۔ مگر **مغضوب علیہم** میں شامل کرنے والا گناہ اُس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ زنا کی وجہ سے جو آتشک ہو جاتا ہے وہ دو دو چار چار پشتوں کو تباہ کر کے پھر صاف ہو جاتا ہے۔ مگر جو گناہ مغضوب علیہم کے پیچھے آج تک ہاتھ دھو کر پڑا ہے اور قیامت تک پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ وہ راستبازوں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکا دینا ہے اور اُن کے کام میں ایک روک ڈالنے کا موجب بننا۔ اور بہتوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر ہو کر رہنا ہے۔ یہ قیامت تک برا نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل ہی کو دیکھو کہ ایک قوم ہے جو ایک وقت اُس کی یہ حالت تھی کہ خدا کے فضل اُس پر اس قدر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے اور پھر غضب الٰہی کا پہاڑ اُن پر ایسا ٹوٹا ہے کہ اُنہیں پیس کر ہی رہا۔ کیوں؟ خدا کے فرستادوں اور مامورں کو جو دنیا کا نور اور روشنی کے فرشتے تھے ان ناعاقبت اندیش بہشت کے ٹھیکہ داروں نے اپنے علم و فضل کے گھمنڈ میں تاریکی کے فرشتے ثابت کرنے کی کوشش کی یہ لوگ ہیں جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اُس کی راہوں میں پتھر ڈالنے والے ہیں۔ یہ انکار کا گناہ۔ یہ تکذیب کا جرم ایسا متعدی ہے کہ نسل در نسل پیچھا نہیں چھوڑتا اور اس کا وبال و نکال ایسا سخت اور نہ ٹلنے والا ہے کہ قیامت تک ذلیل کئے جاتا ہے۔ ان تکفیر کا فتوے تیار کرنے والوں نے وہی راہ اختیار کی ہے انہوں نے ایک نور کے فرزند اور روشنی کے فرشتے کو تاریکی کا خوفناک ہوّا اور ڈراونی شکل کا غول بیابانی اور اندھیرے کا جن دکھلایا ہے اُنہوں نے اُس کفرنامہ میں ایک مامور کے مقدس خط و خال ایک بھونڈی شکل میں دکھائے ہیں۔ کہ جب اگلی نسل کے پاس جاوے تو وہ اُس مامور کو جس کو خدا نے نور کر کے بھیجا ہے ایک ہوّا اور جن سمجھ کر ڈر جاویں اور اُس سے دور بھاگیں کس قدر عظیم الشان ظلم اور شرارت ہے۔ کیسی دل کو ہلا دینے والی خوفناک مکروہ حرکت ہے۔ اسکا فکر نہیں کہ اُنہوں نے تکفیر کی۔ یہ رنج نہیں کہ ایک مامور خدا کو ستایا گیا۔ یہ تو سنت اللہ چلی آئی ہے رنج اور فکر کی تو یہ بات ہے کہ ان اندھوں کو تو علم دیا گیا تھا سمجھ اور فکر سے بہرہ وافر ملا تھا۔ اُنہوں نے اسی راہ اوروں کی ٹھوکر کے لئے کیوں طیار کی۔ پس جب **غیر المغضوب علیہم** پڑھا جاوے تو کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے لبوں سے اس ابدی جہنم کی راہ سے بچنے کے لئے دعا کی جاوے کہ اے خدا ان لوگوں کی راہ سے بچا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ اور اس کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ کا ذکر نہ ہوتا تو وہ ایسی ہی چیز اور مطلب برار نہ ہوتی بلکہ اسکے ضمن میں ہم اس اعتراض کا جواب بھی پا سکتے ہیں جو اس موقع پر کوئی شخص یہ کہہ کر کر سکتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ کی ہدایت کافی تھی اس لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اس ترتیب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ دراصل ایک ایسی راہ ہے جو مغضوب علیہم اور والضالین کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے یعنے ایک طرف تو مغضوب علیہم کی راہ ہے جو تاریکی اور ذلت کے گڑھے کی طرف لئے جاتی ہے اور دوسری طرف والضالین کی خوفناک راہ ہے جو ہلاکت کی اندھیری اور تاریک کوٹھڑیوں میں لیجاتی ہے اور انکے بیچ سے ہو کر انعمت علیہم کی راہ ہے جو بظاہر کٹھن اور سخت راہ ہے لیکن حقیقت معراج اور صعود کی راہ ہے جو علیین تک پہنچاتی ہے اور قرب الی اللہ کرتی ہے پس اس راہ پر چلنے کیلئے انسان کو جہاں ایک طرف مستعد کمر باندھنی چاہیئے اُس کیساتھ ہی ایک بڑی بھاری احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور اسی لئے انعمت علیہم پر پہنچ کر سالک کے دل میں ایک بڑی گھبراہٹ اور اضطرار ہونا تاکہ ایسا نہ ہو ذرا سی بے احتیاطی اور بے فکری سے کہیں ان خوفناک راہوں سے کسی ایک میں جو اسکے سخت بیچ دونوں طرف واقع ہیں گر کر تباہ و برباد ہو جاوے لہٰذا ایک سچی تڑپ اور گداز روح سے اس مقام پر پہنچ کر دعا مانگنی چاہیئے ہماری ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ سالک راہ نجات کیلئے کٹھن اور صعب ترین منزل یہی ہے اور یہی وہ مقام ہے جسمیں سالک متقی کہلاتا ہے جیسے متقی کیلئے بڑی احتیاطوں کی ضرورت ہے اسیطرح سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے داعی کیلئے کیونکہ انعمت علیہم کی آرزو کرنیوالا انسان الٰہی اتقا کے درجہ پر ہوتا ہے۔ اور فلاح اور نجات کی منزل پر تب پہنچتا ہے جب منعم علیہم کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے پھر اُسے معراج حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کا درجہ ان کو ملتا ہے پھر ایک قسم کی گھبراہٹ اور خطرہ سے وہ دارالامان میں آتے ہیں اور پوری تسلی اور تسکین ملتی ہے [illegible]

جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور ساتھ ہی اس امر کو ذہن میں رکھو۔ کہ یہ مغضوب کون سمجھے اور کیوں ہوئے؟

وقت چاہتا تھا کہ کوئی نازل ہو۔ زمین پکار پکار کر کہتی تھی۔ کہ آسمان کے دروازے کھلیں۔ تقویٰ اور طہارت اٹھ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ خدا کی ذات اور صفات کے مقابلہ میں حیا و شرم شیر مادر کی طرح پی گئے ایک شخص اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آیا جس نے زمین کو دہائی دینے پر مجبور کیا تھا تمہارا کیا بگڑا۔ کیا کوئی نماز کم ہو گئی؟ کیا قرآن کا کوئی حصہ کم ہوا؟ کیا ذوق شوق کم ہو گیا؟ پھر اسے تکفیر بازی کرنے والے گروہ مولویان تم اول کافر کیوں بنتے ہو میرے نشانوں کے عوض میں تھوڑا مول نہ خرید و۔

یہ دنیا اور ما فیہا آسمان اور زمین بھی الٰہی آیات کے بدلے ثمن قلیل ہے۔ محمد رسول اللہ کے بدلے دنیا نہ خرید و۔ رسول اللہ کی پیشگوئیاں آیات بینات کی صورت میں پوری ہو چکی ہیں جو حضور کی کامیابی پر ایک روشن دلیل ہیں اور حضور کی کامیابی اور رفتار گفتار میں اگر وہ شخص جھوٹا ہوتا تو کیا مکہ کے ۱۳ برس اس کے لئے کافی نہ تھے کیا خیال آسکتا ہے کہ کہ ایک تن تنہا یتیم ایک زبردست قوم کا مقابلہ کرے اور خدا کے سہارے اور ہاتھ کے سہارے بغیر وہ مظفر و منصور ہو جاتے کیا انسانی ذہن اور تدبیر کوئی ایسا نمونہ قائم کر سکتا ہے۔ اب اتنی لمبی رفتار اور دوڑ میں اس قدر قرائن قوی تمہارے ہاتھ میں آ گئے ہیں کہ تم کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ تم اسی پر ایمان اور مامور من اللہ مان لو مگر دنیا کا لالچ روکتا اور سد راہ بنتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہی دنیوی لالچ جو آیات اللہ کا ثمنا قلیل ہے خدا کے غضب کو کھینچ لاتا ہے یہی حال اب تک چلا جاتا ہے۔ نشان پر نشان دیکھتے ہیں لیکن انکار کے گڑھے سے نہیں نکلتے پر نہیں نکلتے۔

ایک مولوی صاحب سے پوچھو کہ متوفی کے معنے عام طور پر مر گئے ہیں وہ روح اور راستی سے جانتا ہے کہ اس کے یہی معنے ہیں لیکن چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ بھی موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان ہو گیا ہے اس لئے انکار کرتا ہے۔ اور رکیک اور بالکل بیہودہ معنی تاویلیں کرتا ہے۔ ہاں اگر موعود نہ آیا ہوتا تو کہ [illegible] موعود کے ہونے چونکہ توفی کے معنے [illegible] موعود کے [illegible] ہے اس سے مولوی [illegible] کا دل اگر رضا اجازت دیتا کہ موت کے [illegible] ہے۔ انا بڑا انسان جو قیامت تک ایک نمونہ ہو کر [illegible] ہے اس نے نشان تو بعضہٖ تیرہ سو [illegible]

مگر سنت اللہ یونہی ہے اور یونہی چلی جائے گی۔

ولاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق و انتم تعلمون حق کو باطل سے ملاؤ۔ اور حق کو چھپاؤ نہیں تم تو عالم ہو جانتے ہو اب حق کو باطل سے ملانے کے لئے بھی دیکھ لو۔ اور اس کی تفسیر کے لئے غور کرو کہ **یاعیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ** میں قرآن محکم نے جو ترتیب ازلی اور حکیمانہ رکھی ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نہیں نہیں یہ ٹھیک نہیں معاذ اللہ خدا سے غلطی ہو گئی۔ اللہ اللہ کس قدر بے حیائی اور شوخی ہے۔ ناتوان انسان کہاں قدم مارتا ہے اور کس مقدس ذات کی شان میں لب کشائی کرتا ہے کیا یہ ہنسی کی بات نہیں؟ دیکھو کیونکر حق سے باطل کو ملا دیا۔ **وانتم تعلمون** یہ لفظ خدا کے غضب کو کھینچنے والے ہیں۔ روحیں خوب جانتی ہیں کہ ہم بے ایمانی کرتی ہیں۔ دعوے کرنے والا سچا ثابت ہوتا ہے مگر جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے اسے بیرونی ثبوت دیا۔ **واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین**۔ جس جماعت کی شمولیت کا حکم دیتے ہیں یہ خدا کے فرمانبرداروں کی اعلیٰ جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے۔ مگر **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم**۔ لوگوں کو تو تم حکم دیتے ہو۔ کہ ہر ایک انسان سے نیکی کرو مگر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی جماعت کے ساتھ خود یہ سلوک کرنا چاہئے۔ کہ غیظ و غضب و سب و شتم کرکے رکھ دیا جاوے اور کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہ رکھا جاوے۔ **وانتم تتلون الکتٰب** تم تو کتاب اللہ میں پڑھتے ہو مگر انسان جب تک اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ نکالے دوسرے کی آنکھ کا تنکا کب نکال سکے گا پھر آخر کار نمونہ بھی دکھایا اور الہی کتابوں اور اسکی دائمی سنت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس کے بعد فیصلہ حق و باطل کا عجیب ذریعہ بتایا کہ تم دعاؤں اور روزوں کے ساتھ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گڑگڑا کر دعائیں مانگو کہ اے مولا کریم ایک شخص کہتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ ہم تیری رضا کے خواہشمند ہیں اگر وہ سچا ہے تو تو اطمینان اور سکینت عطا کر اور خواب یا کشف کے ذریعے اس کی سچائی ہمارے دلپر ظاہر کر دے اور دل کو ٹھیک طرف متوجہ کر دے ٹھیک اسی مضمون اور منشا کو پورا کرنے والا اشتہار ہمارے امام کی طرف سے شائع ہوا اور میں سچ کہتا ہوں کہ طالب حق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی نشان اور آیت کی ضرورت نہیں وہ کافی ہے کہ تاریک رات کے اندھیرے میں تاریک کوٹھری میں جب نیچر سو یا ہوا ہے ایک انسان مولا کریم کے حضور دعا مانگتا ہے۔ پھر اس وقت خدا کا فضل اس کی دستگیری کرتا ہے۔ ہمارے حضرت امام نے بھی یہی فرمایا کہ تم دعائیں مانگو میں اگر حق پر ہوں تو خدا تعالے تم پر میرا حق پر ہونا ظاہر کر دے گا۔ مگر نادانوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی۔ اب اس قدر بیرونی اور اندرونی شواہد کے قائم ہو جانے کے بعد اور طریق تصفیہ بتلا دینے پر بھی اگر کوئی حق کی طرف نہ آئے اور خدا کے فضل سے بہرہ ور نہ ہو تو اس میں قصور کس کا۔ پھر اتمام حجت ہو جانے پر خدا کے غضب کو کون روک سکتا ہے۔ اور آسمانی بجلی کو کون کہہ سکتا ہے کہ اے بجلی آسمان سے نہ گر۔ سکر و ہٹ کے والے لوگ۔

خدا ہم سب کو اپنے فضل سے اس راہ پر قائم رکھے جو انعمت علیہم کی راہ ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی نبیہ محمد و آلہ اجمعین۔

ایک خط اور اسکا جواب

مندرجہ ذیل ایک خط جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا گیا تھا۔ چونکہ اس خط کے جواب کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی تھی۔ لہٰذا جناب ممدوح نے یہ کارڈ ہمارے سپرد کیا۔ جس کو ہم مع اوس کے جواب کے شائع کرتے ہیں۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلے علے رسولہ الکریم

جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک روز قرآن شریف کی تلاوت کرتے کرتے بندہ کی نظر ان آیات شریف پر پڑی۔ جو س ۲۔ پ ۳۔ اور س ۵ پ ۷ میں موجود ہیں۔ یہ آیات شریف انجیل کے حواریوں کی وقعت کے برخلاف پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف حواریوں کو ہر ایک عیب سے بری کرتا ہے۔ جو عیب کہ انجیل نے حواریوں پر لگائے ہیں۔ اب ہم بہت حیران ہیں کہ قرآن شریف کا مضمون تو ٹھیک ہے مگر انجیل نے کسی کو ملعون اور شیطان اور کسی کو مسیح کی تھیلی سے روپیہ چرانیوالا۔ اور کسی کو تیس روپیہ لے کر مسیح کو گرفتار کرنیوالا

اور بعض دوسری نوشتوں کو [illegible] وقت منتشر ہو جانے [illegible] اگر ہم سوائے قرآن شریف ان کی سچی تواریخ کو دریافت کریں تو کہاں سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(۷) اور سورۃ یوسف میں یوسف کا اپنے بھائی کے اسباب میں پیمانہ کا پاس رکھنا۔ اور پھر اس کو پکڑ کر اپنے پاس رکھنا۔ یہ نبیوں کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ پہلے تو یوسف نے اپنے بھائی کے اسباب میں پیالہ رکھ دیا تھا۔ اور پھر اس کو چور بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اور قرآن شریف کی آیت بھی اس بیان کی [illegible] جعل السقایۃ فی رحل اخیہ [illegible] بتلاتی ہے۔ کہ یوسف نے عمداً پیالہ کو اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ کیونکہ جعل کے معنے [illegible] پائے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ [illegible] اللہ اعلم [illegible] قسم دیگر بہت سی آیات شریفہ قرآن کریم میں جعل کے لفظ سے موجود ہیں۔ جواب [illegible] الحکم میں درج [illegible] فرما دیں۔

[illegible] سرکاری

فاما الجواب

حواریوں پر قرآن شریف

حواری نفس الامر میں مسیح علیہ السلام [illegible]

[illegible] اور وہ ادعیٰ مقدس انسان کی رسالت [illegible] یہ بات بالکل ٹھیک اور واقعی امر ہے۔ کہ ایک راستباز اور پاک انسان کے صحبتی ناپاک اور بدنام [illegible] نہیں ہو سکتے۔ پس برخلاف اس امر کے جو قرآن کریم نے حواریوں کی نسبت فرمایا۔ کوئی بھی پختہ اور قابل پذیرائی ثبوت ان نامعقول باتوں کا جو حواریوں سے منسوب [illegible] کے پاس قطعاً نہیں۔ ہاں اناجیل موجودہ [illegible] مسلم اور فیصلہ شدہ بات ہے۔ کہ انجیل [illegible] کی طرف منسوب ہیں۔ اور لوقا اور مرقس [illegible] کے نام سے مشہور ہیں۔ [illegible] ان لوگوں کے نام موجود [illegible] انجیل منسوب ہیں۔ اور ان [illegible] قرآن اور حدیث۔ آثار صحابہ

واقوال تابعین اور ائمہ اہل اسلام [illegible] قرآن کریم ایک الہی کتاب [illegible] علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی مگر وجود [illegible] سے انکار کرتے ہیں [illegible] سیدنا مسیح علیہ السلام کو وہ [illegible] راستباز اور مقدس نبی [illegible] کوئی کلام نازل [illegible] اسماء کا اشتراک کبھی ہو جایا کرتا ہے۔ [illegible] ایک قسم [illegible] اور اہل سنت [illegible] اور یہ کیا [illegible] اور یعقوب سے [illegible] الجماعت جناب علی مرتضیٰ ایک راستباز اور مقدس انسان کو مانتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] میں سے تھے۔ اسی طرح یہ بھی ایک شخص کی شہرت [illegible] ہے ورنہ وہ مقدس انسان [illegible] سے ایک اور بنی اسرائیل کے خاندان نبوت کا خادم تھا وہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ اور اس کے حواری نحن انصار اللہ کہنے والے راستباز لوگ تھے اور انجیلی مسیح کوئی اور خدا جانے کون شخص تھا ایسا ہی اس کے حواری بھی اس کے ہم شکل تجویز کر لئے گئے جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا ہے انجیل کسی یسوع کا ذکر کرتی ہے ہمارے مفسرین نے صاف طور پر لکھا ہے کہ یسوع نام ایک شریر انسان تھا اور وہ پھانسی دیا گیا حالانکہ قرآن کریم صاف طور پر مسیح ابن مریم کی نسبت فرماتا ہے ماقتلوہ وما صلبوہ پس موجودہ اناجیل کا یسوع نامی شخص قرآن کریم کا عیسیٰ بن مریم نہیں ہو سکتا اور نہ یسوع کے حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری قرار پا سکتے ہیں ایسی حالت میں تعجب ہے کہ آپ کیوں حیران ہیں یسوع کے حواری اگر اس کو ملعون اور [illegible] کہیں تو ہمارا کیا نقصان ہے ہمارے خیال میں پہلے سوال کا جواب کافی آ چکا ہے۔ اور اگر مستفسر صاحب اس پر کچھ اور کلام کریں گے۔ تو زیادہ تشریح کر دی جاوے گی۔

باقی آئندہ (ایڈیٹر)

انجمن حمایت اسلام لاہور اور خیرخواہ المومنین کے میموریل پر سیدنا مرزا صاحب کی خیرخواہی اور قابل قدر میموریل پر پنجاب آبزرور لاہور کی ناشکری

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت بدحالان و خوشحالان شدم

انجمن حمایت اسلام لاہور [illegible] عرصہ گذرا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام کی نسبت (جو کسی ڈاکٹر احمد شاہ نامی [illegible]) [illegible] کی ایک ہزار روپیہ کی تعداد انعام کے جواب [illegible] شائع کی ہے۔ اور جس کی ایک ہزار جلدیں [illegible] مسلمانوں کے پاس بھیجی [illegible] گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا ہے [illegible] کتاب مذکور کی اشاعت کامل طور پر ہو چکی تھی [illegible] انجمن حمایت اسلام لاہور کا میموریل ارسال [illegible] کوئی مفید اثر پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ ایسے میموریل سے مسلمانوں کا [illegible] نقصان [illegible] تھا۔ پس ایک ناصح مشفق نے جو قادیان [illegible] اور اسلام اور اہل اسلام کا فدائی ہے اس [illegible] کو محسوس کر کے جو ایسی صورت میں اہل اسلام کو پہنچ سکتا تھا فی الفور ایک میموریل طیار کر کے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں [illegible] ارسال کیا کہ انجمن حمایت اسلام کے میموریل کو مسلمانوں کی ضرورت کا کفیل نہ سمجھا جاوے [illegible] اس موقع پر انجمن حمایت اسلام کو اگر واقعی اسلامی حمیت اور حمایت کا جوش تھا تو چاہئے تھا کہ سیدنا مرزا صاحب کی سعی کی شکر گذار ہوتی کہ اس نے ایک نقصان کاری سے پہنچنے والے نقصان کا انسداد کرنے کی کوشش کی مگر وہ بجائے اسکے مخالفت پر اٹھی۔ اس کی طرف سے ابھی باقاعدہ کوئی عملی کارروائی ظاہر نہیں [illegible] لاہور کے پنجاب آبزرور روزنامہ اخبار [illegible] کے اشو میں ایک مضمون سیدنا

مرزا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے میموریل پر استہزا اور تحقیر آمیز نکتہ چینی کے لباس میں شائع ہوا ہے جس کی ٹون بتلا رہی ہے کہ اگر کل نہیں تو انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کے بعض ممبر اگر محرک نہیں تو واقف ضرور ہیں۔ بہر حال ہم کو اس سے بحث نہیں ہونی چاہئیے کہ انجمن کی تحریک سے وہ مضمون لکھا گیا یا ایڈیٹر صاحب کو خود ہی جوش نے مجبور کر دیا بلکہ ہم اس مضمون پر معقول طور سے نظر کرنا چاہتے ہیں۔ اوبزرور کی ساری تحریر کا لب لباب اور خلاصہ اگر اس کی شوخی اور استہزا کو نکال دیا جاوے مندرجہ ذیل امر ہیں:۔

اولاً۔ انجمن حمایت اسلام کی غرض نہ تو میموریل سے جواب لکھنا ہے۔ اور نہ مولفہ امہات المومنین پر استغاثہ کرنا بلکہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی اطلاع دینا مقصود ہے جو کتاب مذکور سے اُن کو پہنچا۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب دام اللہ برکاتہم کا میموریل کبھی باوقعت نہیں ہو سکتا اور مرزا صاحب کا یہ دعوی کہ تعلیم یافتہ اور معزز لوگ میرے ساتھ ہیں ایک گوشہ میں گر قابل پذیرائی اور جائز نہیں ہے۔

ثالثاً۔ کتاب کا جواب لکھنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں اور معقول اور مہذب جواب جس کا سیدنا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے ہو نہیں سکتا خصوصاً حضرت اقدس سے۔

رابعاً۔ سیدنا مرزا صاحب اپنے کسی پہلے انگریزی میموریل میں موجودہ میموریل کے متضاد لکھ چکے ہیں۔

خامساً۔ ایک طرف مرزا صاحب سب و شتم پر صبر اور برداشت کی تعلیم دیتے ہیں دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں جو باہم مخالف امر ہیں۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کی تحریروں نے مسلمانوں کو آریہ وغیرہ لوگوں کے ہاتھ سے صدمہ پہنچایا ہے خصوصاً پچھلے سال تیرہم نے جہاں تک نظر کی ہے یہی چھ امر اوبزرور کی تحریر کا ماحصل ہیں جن پر ہم ایک نظر کرتے ہیں۔

امر اول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو انجمن حمایت اسلام جواب لکھنا چاہتی ہے اور نہ استغاثہ کرنا۔ پھر وہ گورنمنٹ سے کس قسم کا انسداد چاہتی ہے۔ ہم کو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام جواب صرف اپنی ایک بات کو پالنے کے لئے جواب دینے سے گریز کرتی ہے۔ اپنے مقاصد کے نمبر اول میں معترضین اسلام کے جواب دینا ہی تحریر کرتی ہے چنانچہ ہم بھی اس کو درج کرتے ہیں۔

"۱۔ معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مقدس مذہب کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی۔" ۱۱

آخر میں نمبر ۶ بیان مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بھی بتلایا ہے یعنے ان مقاصد کی تکمیل کے واسطے واعظوں کے تقرر اور رسالے کے اجرا وغیرہ وسائل کو عمل میں لانا"

اب انجمن کے ان مقاصد پر نظر کرنے کے بعد ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انجمن جس کا اول الغرض معترضین اصول مذہب اسلام کے تحریری یا تقریری جواب دینا تھا اب اسے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور نہ ہم نے اس اصول کی ترمیم ہی آج تک انجمن کے کسی کاغذ میں دیکھی کہ اب بجائے جواب دینے کے میموریل بھیجے جایا کریں گے۔

ہم کو انجمن کی شتاب کاری پر سخت افسوس ہے اور اس سے بڑھ کر اوبزرور کی تیزی پر کہ اس نے بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی شروع کر دی ہم کو اس امر پر کافی بحث کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہم یہ ثابت کرنے بیٹھیں کہ آیا سیدنا مرزا صاحب کے ساتھ تعلیم یافتہ گروہ ہے یا نہیں کیونکہ متعدد مرتبہ یہ امر روز روشن میں آ چکا ہے اور خود اوبزرور کا ایڈیٹر اس امر سے واقف ہے اور قطع نظر اس کے تعلیم یافتہ گروہ کا ہونا یا نہ ہونا کسی امر معقول کی نفی نہیں کر سکتا اسلئے اسکو ہم خارج از بحث سمجھتے ہیں۔

امر ثالث کی نسبت اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ اگر معقول اور مہذب جواب نہیں ہو سکتا تھا تو انجمن نے آپ کس بنا پر معترضین مذہب اسلام کے جواب تہذیب سے دینے کا ذمہ اٹھایا تھا اور کیا اوبزرور کا ایڈیٹر جو خود ہی انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کا غالباً ممبر ہے ہم کو بتلا سکتا ہے کہ اُس نے کتنی مرتبہ انجمن میں یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس طریق کو چھوڑ دیا جاوے اور اس اصول کی ترمیم کی جاوے اور آج تک جو رسالے میں عیسائیوں کے جوابات شائع ہوتے ہیں انہیں بند کیا جاوے مگر ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسی کوئی تجویز انجمن کی رویداد میں دکھا سکے گا۔ پھر ایسی نامعقول بات لکھ کر ہم نہیں سمجھتے وہ کیونکر اپنے فرضی مذہبی سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ اوبزرور کا یہ حملہ کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب خصوصاً معقول اور مہذب جواب نہیں دے سکتے ایک دریدہ دہنی ہے جو خدا تعالیٰ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر کی گئی ہے۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور خود اس مرد خدا کے جوابات شائع کر چکی ہے اگر اس نے نہیں دیکھے تو وہ ایک عیسائی کے تین سوال اور اُن کا جواب پڑھے۔ ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ انجمن نے جس حال میں اپنا اصول اول قرار دیا ہے اب اُسے چھوڑ کر میموریل بھیجنے کا اصول کہاں سے تراش لیا ہے۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب نے جس قدر معقول اور مہذبانہ پیرائے میں جواب دیئے ہیں کوئی دوسرا اُس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ہر ایک تصنیف اس امر کی شاہد عدل ہے ہاں اگر انہیں صداقت کی لازمی عداوت نے ایڈیٹر اوبزرور کو نکتہ چینی کا موقع دیا ہو تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے کہ اُس نے پہلے ان کتابوں کو نہیں پڑھا جو اسلام پر اُس وقت لکھی گئی ہیں جبکہ سیدنا مرزا صاحب کو خبر نہ تھی۔ مرزا صاحب کی کوئی کتاب اوفینسو نہیں بلکہ ڈفینسو ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی وجہ سے آریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو صدمات اٹھانے پڑے ایک بڑی بھاری ناشکری ہے جو خدا تعالیٰ کی نعمت سے کی جاتی ہے مرزا صاحب کا وجود باوجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے ابر رحمت ہے کاش اس سے کوئی فائدہ اٹھاوے آریوں نے اپنے کو تکوں خمیازہ کھینچا۔ اس پر بھی دیدہ و دلیری کیا الزام یہ ایڈیٹر اوبزرور کی خوش فہمی ہے یا اُس کی غیرت اسلام کہ وہ از خود ایک ایسا خوفناک الزام ایک مقدس راستباز پر لگاتا ہے جس سے اُسکا وجود گورنمنٹ تک کے نزدیک جو ایک غیر قوم اور غیر مذہب ہے پاک ثابت ہو چکا ہے۔ کیا اُس کو معلوم نہیں کہ کتاب ستیارتھ پرکاش اور بھرامند وغیرہ جس وقت طیار ہوئی تھیں اُس وقت مرزا صاحب کی تصنیفات ابھی دُنیا میں پیش بھی نہ ہوئی تھیں۔ اور قطع نظر اس کے حضرت مرزا صاحب نے کبھی اور کسی حال میں کسی کے بزرگ پر دل آزار حملہ نہیں کیا اوبزرور ہم کو بتلائے کہ کیا انجمن نے اس سے پیشتر بھی کوئی اس قسم کی کارروائی کی ہے اصل بات یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام اس معاملہ میں بالکل تہی دست ثابت ہوئی ہے معترضین مذہب کے جواب دینے کا اصول تو انجمن نے قائم کر لیا تھا مگر آج تک اُس نے اس پہلو میں اس قدر کام کیا ہے۔ کہ نہ کرنے کے برابر ہے اور چونکہ وہ اس راستہ میں چل نہیں سکتی اس لئے رفع ندامت کے لئے اُس نے یہ سبیل سوچ لی کہ چلو قریب ترحقیقی ہوئی مسلمانوں کو کہدیں گے کہ میموریل بھیجدیا ہے۔ بھلا میموریل سے کیا ہو سکتا ہے جب ایک جائز حق گورنمنٹ نے پہلے سے دے رکھا ہے اُس سے کام نہ لینا بھی ایک قسم کی ناشکر گذاری ہے یہ تھوڑی سی عایت ہے

کہ گورنمنٹ نے ایسی آزادی سے ہر ایک کو بہرہ مند کیا ہے وہ کسی کو جواب دینے سے نہیں روکتی۔

امر چہارم میں جو ادیٹر رسالہ کی کوتاہ فہمی اور عدم تدبر کو ثابت کئے دیتا ہے۔ آج تک مرزا صاحب کی قلم سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا۔ جو موجودہ میموریل کے خلاف ہو۔ اس سے پیشتر بھی اور اب بھی سیدنا مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ ایسا قانون ہونا چاہیئے جو مذہبی میدان میں نبرد آزمائی کرنے والوں کو ایک خاص حد کے اندر رہنے دے۔ تا کہ کسی مذہب پر ایسا اعتراض نہ کریں جو اس کی مسلمہ کتب میں ثابت نہ ہو۔ یہی پہلا میموریل میں درج تھا جس سے ادیٹر رسالہ کا نعوذ باللہ ایڈیٹر مخالف رائے پیدا کرتا ہے اور باہم دونوں میموریلوں میں تناقض بتلاتا ہے۔ کیا دنیا میں صلح کاری اور راستی اور امن پھیلانے کی اس سے بہتر کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ امر جواب دینے کے متخالف نہیں بلکہ جیسا اس انگریزی میموریل میں ظاہر کیا ہے جواب دینا بھی ایک قسم کا امن پھیلاتا ہے اس لئے کہ ایسے دل آزار حملوں سے جو صدمہ مسلمانوں کو پہنچتا رہا ہے اس کا جواب جب مخالف کو مل گیا ہے تو ان کو ایک قسم کی تسلی اور صبر آ گیا ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ حالت میں بھی سیدنا مرزا صاحب نے جواب دینا ہی پسند فرمایا ہے۔ اور ہم کو اس سے بہتر کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ایک طرف صبر اور برداشت کی تعلیم ہے اور دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں یہ باہم متضاد باتیں ہیں یہ بھی ہمارے ہمعصر کی خوش فہمی ہے یا تو وہ صبر کی فلاسفی نہیں جانتا اور یا عمداً استہزا کرتا ہے صبر اور برداشت ایک کتاب کے دل آزار حملوں کے جواب دینے کے مخالف کہاں ہیں؟ یہ بھی تو صبر ہی ہے کہ ان حملوں کو سرد دل سے سن لیا۔ اور بطریق احسن جس کی ہدایت قرآن کریم میں ہے ان کا جواب دے دیا۔

ہاں یہ امر صبر اور تحمل کے صریح مخالف ہے کہ اس پر تدبر نہ کیا جاوے اور گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیج کر ہی خاموش ہو رہے الغرض جو کچھ پنجاب اوبزرور نے ظاہر کیا ہے۔ وہ حمیت اسلام کے جوش سے نہیں بلکہ چند شخصوں کی ایک بات کو پلٹنے کی خاطر لکھا ہے اور ہم کو افسوس ہے کہ یہ لوگ کیوں ایک مناسب اور جائز اور مفید ترین بات کی قدر نہیں کرتے؟ اصل یہ ہے کہ جب ان کو دیدہ دوربین اور دور اندیش دل ہی نہیں ملا جس سے وہ اس مجدد کی برکات سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کی باتوں پر کب کان دھر سکتے ہیں۔ اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دیکھا جاوے اور انتظار کیا جاوے کہ گورنمنٹ انجمن کے میموریل پر کیا جواب دیتی ہے اور اس کے لمبے چوڑے دعووں کی کہاں تک متکفل ہوتی ہے۔

اس کے بعد پھر مناسب رائے ظاہر کی جاوے گی اس وقت اس جواب سے بیشتر کچھ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اوبزرور خود اپنی تحریر کو پڑھے کہ اس میں استہزا اور تمسخر کے سوا رکھا کیا ہے کیا کوئی معقول اور موزون بات بھی ہے۔ یا نری الفاظ پرستی ہی ہے۔ دنیا کو معلوم ہو جاوے گا جس وقت اس خدا کے مرد کی آواز ظاہر ہوگی۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا اپنے نذیر کی سچائی کو زور آور حملوں سے ظاہر کرے اور ناعاقبت اندیش نادانوں کی قلعی کھول دے۔ چونکہ جناب مرزا صاحب خود ہی اوبزرور کی غلط فہمیوں پر تادیبی ریمارکس شائع کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتے ہیں۔ والسلام +

دارالامان میں جلسہ طاعون

جیسا کہ ہمارے گذشتہ نمبر سے واضح ہوا ہوگا عالیجناب سیدنا مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم نے ایسی حالت میں کہ لاہور میں اطبا کا ایک جلسہ طاعون ہو چکا تھا قرین مصلحت سمجھا کہ دارالامان میں اپنے طور پر ایک جلسہ کریں چنانچہ اس جلسہ کیلئے وہ اعلان شائع کیا گیا جو ہم پچھلے نمبروں میں چھاپ چکے ہیں اور اس جلسہ کے لئے عید ضحیٰ کا موقع بہت موزون اور مناسب سمجھا گیا۔ اعلان کی شائع ہونے پر پشاور سے لیکر پٹیالہ تک کے احباب جمع ہو گئے جلسہ کی مختصر کارروائی ہمارے مخدوم شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر لاہور نے ایک خاص اشتہار کے ذریعہ شائع کر دی ہے جسکو ہم بطور ضمیمہ آج کے اخبار کے ساتھ شائع کرتے ہیں اس لئے اس پر کچھ زیادہ ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں ہم نے اس جلسہ میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب علیہ السلام اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیش قیمت تقریریں قلمبند کر لی ہیں جن کو مناسب صورت میں عنقریب شائع کرینگے اجمالی طور پر جلسہ کے حالات سے واقفیت کے لئے جلسہ طاعون کی کارروائی کے عنوان سے جو اعلان شیخ صاحب نے شائع کیا ہے کافی تر ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے محترم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی (جس کی عمر قریباً ایک سال کی ہوگی) نے آغوش مادر کو خالی کر کے آغوش دایہ رحمت الٰہی میں آرام کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولوی صاحب جیسے راضی برضائے الٰہی کے لئے صبر و تسلیم کی تلقین حکمت بہ لقمان آموختن ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو نعم البدل دے اور عزیزہ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

۲۔ موسم میں گرمی کا خوب رنگ آ گیا تھا مگر چند روز سے خوب جھکڑ اور تند ہوا چلتی ہے۔ ۱۲۔ کی شب کو خاصی بارش بھی ہو گئی جس سے اتنی حدت فی الحال نہیں رہی۔

۳۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بدستور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور ایام الصلح کا ترجمہ زور سے کر رہے ہیں۔

۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ حسب معمول جاری۔ حضرت اقدس بفضل خدا مع اپنے جمیع ممبران خاندان تندرست اور عمدہ ترین حالت صحت رکھتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

• للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

گذشتہ دسمبر کے جلسہ کی رپورٹ کے اشتیاق میں یقیناً تمام ناظرین اکتا گئے ہوں گے مگر ہر ایک کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ رپورٹ مذکور اب باقاعدہ زیر طبع ہے اور حتی الوسع عجلات ممکنہ میں اس کی اشاعت کی امید کی جاتی ہے۔

توجہ بھی چاہیئے

ہمارے بالغ نظر ناظرین جو ہمارے دست و بازو ہیں الحکم کی امداد و اعانت میں سست نہوں۔ خریدار پیدا کر کے اس کی کثرت اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ اور زرچندہ ارسال کر کے اور کرا کے اس کی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہوں۔ کیونکہ مالی مشکلات کے دور ہونے پر باقی مشکلات بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایک شیعہ کے نام جناب مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک قابل قدر خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

جناب سید صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ افسوس ہے کہ آپ نے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے جناب علی رضی اللہ عنہ سے ویسی ہی محبت ہے کہ جیسی ایک راست باز متقی کو اس امام المتقین سے ہونی چاہئے۔ میں نے بڑی نص صریح کے اظہار سے اپنا عقیدہ لکھا اور اس رسالہ میں بھی بقدر ضرورت کے لکھا اور یہ عقلاً و شرعاً ایک نیک گمان شخص کے لئے کافی تھا مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ آپ بڑی کوشش اس میں مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ میں ملزم قرار پاؤں۔ انسان اپنے منطوق کلام سے قابل اخذ و الزام ہوتا ہے نہ مفہوم و مقتضائے کلام سے۔ میں نے منطوقاً و نصاً تو اپنے صادق مافی الضمیر کا اظہار کر دیا اور آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اتنا لکھنے پر بھی مجھے [illegible] اور آپ کے اس اعتراض [illegible] آپ کو اس سلسلہ عالیہ سے انتساب ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ خوب جانتا اور اس کا قانون فعلی یعنی مخلوق کی تائید گواہ ہے کہ میں اس رسالہ کی تحریر سے اپنا مخلصانہ مدعا بالکمال وجوہ پورا کر چکا اور سچے دلوں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ [illegible] دوسری بدنیت کے [illegible] ہوں جیسے بحول اللہ و قوتہ [illegible] مجھے یقین ہے کہ اس کی قوت دلائل [illegible] ہوگی اور آپ کا دخل دینا کہ اکثر لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں میری [illegible] جنبش و اضطراب پیدا کرنے کی [illegible] نہیں رکھتا۔ ہاں اگر مجھے یہ سنایا جاتا کہ میری کوشش کو [illegible] نے قبول کر لیا ہے تو مجھے اندیشہ ہوتا کہ میں [illegible] منافق اور بغض اللہ مردود مخذول ہوں [illegible] چلی آتی ہے کہ صادقوں کا ساتھ تھوڑے ہی دیتے اور ذلیل [illegible] جو ان کے ساتھی جمیلہ کا شکر کرتے اور [illegible] سید صاحب آپ فرماتے ہیں کہ اس [illegible] خط کا شائع کیا جانا [illegible] سید اور سادہ سے بزرگ آپ کو یا [illegible] مغالطہ [illegible] ہے کہ آپ نے کچھ [illegible] الاعتنا امر اس میں لکھا ہی کیا ہے آپ کے سادہ نیک نہاد اصحاب نے آپ کو مغالطہ دیا ہے کہ آپ کی تحریر میں کچھ بات بھی ہے۔ آپ میرے اس خط کے بعد سنجیدہ دل سے اس میں غور کریں کہ آپ نے لکھا ہی کیا ہے۔

اس سارے خط میں جواب تک میرے پاس محفوظ ہے آپ نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ اوّل مجھے دشمن جناب علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش فرمائی ہے۔ دوم بنی عباس کی خوشامدیوں کی جھوٹی تاریخوں کی لغو روایات کی بنا پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اسلام کو غیر ملکوں میں پھیلانے والے اور پھر آخر دم تک کلمہ طیبہ پر قائم رہنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معائب شماری کی ہے اور خوب ہی جلے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے غور نہیں فرمائی کہ میں علی کا دشمن کیا خارجی ہوں یا ناصبیہ فرقہ کا ممبر ہوں۔ یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ بحیثیت قوم تو حضرت علی اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یکساں بیزار ہیں ابھی مسقط کے ایک عالم کی کتاب جو بڑا مستند خارجی عالم تھا ہمارے ایک دوست نے ارسال کی ہے اس میں ان کی عقائد ان ائمہ دین کی نسبت پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رافضی شیعہ تو آپ کی نزدیک بھی مسلم ہے کہ میں نہیں ہوں۔ رافضی تو میری خوش قسمتی سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ میرے نام پر بھی ضرور تبرا کرتا ہوگا۔ تو پھر خدا کے لئے آپ ہی فکر کریں کہ میں کیا ہوں۔ بس یہی کہ میں بفضل اللہ پکا محمدی سنی ہوں اور محمدی بعد ہزار لعنت بھیجتا ہے ابوبکر کے دشمن پر عثمان کے دشمن پر علی کے دشمن پر حسن کے حسین کے دشمن پر معاویہ کے دشمن پر ہر ایک صحابہ کے دشمن پر۔ اب [illegible] کیونکر کسی کو حق پہنچتا ہے کہ میری کوئی ایسی تحریر ثابت کرنے کی سعی کریں جس سے میں دشمن علی رضی اللہ عنہ ٹھہر جاؤں۔ ہاں اصل بات دور نکل گئی۔ آپ نے حضرت علی پر اپنی تحریر میں کیا احسان کیا۔ آپ نے جو تم ڈھانا چاہا مجھے ہی غلطی سے نشانہ بنایا۔ سچا ہے اس کے کہ آپ وہ خط جو [illegible] لکھا ہے اور جس میں تعصّب جوش اور ابال کے کام کی کوئی بات نہیں شائع کریں اور بقتضای الواقع مجھے [illegible] خیال یہ ہے اس میں آپ کا فرض ہے کہ شیعوں کے [illegible] کر وہ علی کے سر پر ان الزامات کو اٹھانے کی کوشش کریں جو شیعوں کی تصویر پر لامحالہ وارد ہوتے ہیں اور ایک راستی کا حامی اور بیشہ ظلم سے انتقام لینے والا حق رکھتا اور بولتے بھی تھا کہ وہ تصویر بیا کے سامنے [illegible] اس کے واقعی خد و خال کے پیش کرتا۔ اور وہ میں نے پیش کی اور اس میں بحمد اللہ اس حد تک کامیاب ہوا جو ایک صادق کی کامیابی کے لئے مقرر ہے۔ تعجب اور پھر تعجب کی بات ہے کہ میں جو لکھنے والا اور بولنے والا ہوں میں علی وجہ البصیرۃ گواہی دیتا ہوں کہ میرا مدعا جناب علی رضی اللہ عنہ کی اہانت نہیں ولعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علی من عادیٰ علیاً او سبہ او بہینہ مگر آپ میرے دل پر حکومت کرتے اور غلطی کھاتے ہیں کہ الفاظ سے ایسا نکلتا ہے۔ کہاں تہذیب مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی اپنا عقیدہ قسم کھا کر کسی کے آگے بیان کرے بجز ترحم کے۔ سو میں نے کہہ دیا آئندہ آپ مختار ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ نے حضرت امام زمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کا تازہ رسالہ حجۃ اللہ شیعوں کے خلاف نہیں دیکھا۔ حضرت امام زمان نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان پیروا اور براہین میں ان کے عجیب شان کی معترف ہیں میرے لیکچر کے اس حصے کو جس پر آپ غلط فہمی سے ناراض ہوئے ہیں اپنے رسالہ میں زبان عربی میں ترجمہ کر دیا بلکہ کچھ اور سخت الفاظ بھی زیادہ کئے ہیں آپ ازراہ کرم ضرور اس رسالہ کو پڑھیں۔ یہ لیکچر حضرت اقدس نے اتنا پسند فرمایا کہ چار مرتبہ بیا سپہ سنا اور اپنی طرف سے مختلف مقامات میں بھیجا کہ گویا یہ حضرت ہی کی تصنیف ہے۔ یہ بڑا ہی زبردست حربہ اور محکم اصول ہے جو دشمن کو قیامت تک سر اٹھانے نہیں دیتا کہ ان کے مسلمات عقاید کی بنائی ہوئی تصویر کی تقبیح و تشنیع کی جائے۔ اور مجھے بحمد اللہ یہ بڑا بھاری فخر حاصل ہے کہ اب تک اعدائے حق سے کوئی شخص قرآن کریم کے اصول کو مدنظر رکھ کر میرا جواب دے نہیں سکا حالانکہ بڑے بڑے عبرت مند مجتہدوں کو لاہور لکھنؤ سیالکوٹ اور دیگر مقامات میں رسالہ بھیجا گیا۔

ا۔ جب ہم بصدق دل مانتے ہیں کہ ابوبکر جو یارِ غار اول المبایعین حضرت علی ہیں (اور خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ان باتوں کے ثبوت کے لئے موجود ہیں) اور پھر مدۃ العمر بڑے اخلاص سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ آپ نے بسر کی۔ اور جس نا پاک گندی روایت سے کہ حضرت عمر نے تو جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ پر لات ماری تو ازراہ کرم فرمائی۔ ہمارے [illegible] ہمارے محبوب علی رضی اللہ عنہ پر کیا کوئی الزام وارد ہو سکتا ہے۔ اب تو کیا صحیح نہیں کہ شیعوں کے عقاید کے موافق شیعوں کے علی پر وہ

سب الزام وارد ہوتے ہیں جو اُس نفاق یا شیخین کی بنا پر رسالہ میں لکھے گئے - اور ہمارے نزدیک کوئی علی حقیقی موجود ہو یا خارج میں ایسا نہیں ہوا جو اُن الزامات کا مستحق ہو جو لکھے ہیں وار دکئے گئے تو بس فرضی علی ہوا یا اور کچھ -

۳ - قرآن کریم گواہی دیتا ہے اور وہ صادق عادل گواہ بس ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل الآیۃ - میں حیران ہوں کہ یہ ایمان لذیذ اور محبوب اور مقبول ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے غل و غش اور حقد و عناد سے پاک تھے جو بغض اور دنیا داروں میں ہوتا ہے اور جس کے ثبوت کے ٹھیکہ دار رافضی قوم ہے - یا یہ ایمان تسکین بخش اور عند اللہ مقبول ہے اور اسلام اور رسول اسلام کی عزت تبلیغ فرمانے والا ہے کہ مانا جائے کہ وہ دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ نکالتے تھے - رات دن ایک دوسرے کی استیصال کی تاک گھات میں لگے رہتے تھے اور جب موقع پاتے فریب سے دغا سے لوگوں کو اکسا کر بہلا کر اپنی کمینی نفسانی غرضیں پوری کرتے تھے - اور گدیوں اور جائدادوں کے پیچھے اسی طرح رات دن کڑھتے کباب ہوتے رہتے تھے جیسے ہمارے ملک کے بدبختی نا خدا ترس گدیوں کی وراثتوں کے مقدمات کے پیچھے حکام انگریزی کچہریوں اور عام میں خاک فضیحتی کراتے پھرتے ہیں - ای الفریقین احق بالامن

۴ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت نے مسلمانوں کی با آرام قسمت کا ورق الٹ دیا اور فتن و مصائب کے بڑے بھاری بند کو توڑ دیا جو حقیقۃً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ناقابل انسداد رخنہ حاصل کر چکا تھا ناممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ کے احباب کو ناقابل اندمال زخم دل میں نہ لگا ہو - مگر قوم اور رشتہ داروں اور نہایت ہی قریبوں کی نسبت کون ایسے الفاظ لا سکتا ہے کہ ان کی زار حالت کو بیان کر سکے - اور پھر قوم بھی بنو امیہ - جری - ہوشیار - نجیب اور زمانہ میں ہر قسم کی دلیرانہ کارروائی کر سکنے والے - طبعاً ایک انسان خیال کر سکتا ہے کہ ان کے طبائع میں کیسا زلزلہ ناگہاں پڑا ہوگا - جناب معاویہ خلافت اولیٰ اور ثانیہ خلافت سے مستقل اور مکرم معظم گورنر اور بلحاظ دیگر بڑی بھاری سلطنت شام کے بادشاہ چلے آتے تھے امیر المومنین عثمان اور مظلوم عثمان اور قریبی رشتہ دار عثمان اور ہم قوم عثمان کے قتل سے کوئی رائے لگا سکتا ہے کہ ان کے ہوش کو کیا صدمہ نہیں پہنچا ہوگا -

اسی قصہ سے وہ قاتلان عثمان سے انتقام لینے کا ارادہ دل میں ٹھان کر اٹھ کھڑے ہوئے - اسی حیص بیص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہوگئی - اور یہاں یہ وہ لوگ جن نے یقین تھا کہ وہ مرحوم خلیفہ کے قاتل ہیں [illegible] خلیفہ زمانہ کے دربار میں موجود ہیں اور کسی قسم کی سزا انہیں نہیں ملی بلکہ بڑے اعلیٰ امید و منصب و مرتبہ پاتے گئے ان حالات سے ایک ذی عقل معاملات کو سمجھ سکنے والا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ کیسے تھے اور حالانکہ اس قدر غلط فہمی پیچ پڑ جانا بعید از عقل نہیں ہے - اور ادھر ہمارے اعتقاد میں اور بر خلاف اعتقاد [illegible] - ایسے مقام میں ذری اُن کے خیالات پڑھو تو تمہارے خوب تسلی ہو اور ہمارا شکر کرو حضرت علی جیسا راستباز صادق بے لوث بے غرض انسان کبھی کل شبہ میں نہیں تھا کہ ان کے نزدیک قاتل واقعی قاتل ثابت ہو جاتے اور پھر حضرت عثمانؓ کے تو آپ ان سے یوں درگذر فرماتے غرض اس وقت کے خوفناک تحیر نے نہ تو حضرت علیؓ کو کچھ پتہ لگنے دیا اور نہ جناب معاویہ ہی حقیقت کا سراغ لگا سکے اور ادھر اُدھر کے غیر ملکوں کے ہزاروں دراندازی اپنے اغراض کی بنا پر نہ چاہتے تھے کہ اصلیت منکشف ہو جائے - آخر آپس میں لڑائی ہوگئی - اور تھوڑی مدت کے بعد جیسا کہ نتیجہ سے عیاں ہے اُس اصلی فطرت اور سچی محبت اور باطنی پاکیزگی نے غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور معاملہ صاف اور انجام بصلح ہو گیا - ورنہ شیر خدا الغالب علی کل غالب کبھی ممکن تھا کہ درگذر کرتے جب تک ناپاک باغیوں کے وجود سے ارض مقدسہ کو مقدس نہ کر لیتے - یہ محض غلط ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر سب و لعن کرتے تھے - اب فرمائیے ہمارے اصول پر حضرت علی کیسے مقدس اور بے آرزو بے لوث ٹھہرتے ہیں - اور عراق کے حاکم ہو کر تو حضرت علیؓ بھی ارض جنت کے وارث ہو ہی چکے تھے - اب بتائیے وہ حملہ شیعوں کے علی اور فرضی علی پر تھا یا اور کچھ - میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی بدگمانی نہ کریں گے اور ایک بھائی کا خط آرام سے پڑھیں اور احباب کو سنائیں گے - ایک عرض یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں حضرت اقدس مرزا صاحب بھی یاد فرماتے ہیں - اگر آپ حکم کریں تو فوراً کرایہ ارسال خدمت ہوگا -

ہاں ایک کام کی بات رہ گئی تھی - وہ یہ ہے کہ پہلے لوگوں میں بھی عادت تھی کہ اسی طرح دشمن کے ایذا سے انتقام لینے کے لئے دشمن کے مقتدا کے اُن اعتقاد کے موافق تصویر کھینچ کر پھر اس پر جرح کرتے تھے چنانچہ سلسلۃ الذہب میں جامی علیہ الرحمۃ روافض کے ظلم عظیم پر جرح چلاتے [illegible] ان کے علی کی نسبت فرماتے ہیں اور حقیقت میں ایک دنیادار پست فطرت کی نسبت اس سے زیادہ سچا اور واقعی بیان ہو نہیں سکتا جو کچھ شعروں میں ادا کیا گیا ہے شعر یہ ہے

بر خلافت دلش بسے مائل | لیک بوبکر در میاں حائل

آپ فرماتے ہیں آپ کا کلام اس زمانہ کا ایمان دار کہتا ہے کہ کوئی ایسا علی موجود تھا جس کے رو رو میں یہ تڑپ تھی یا یوں کہا گیا ہے کہ ایک زمانہ دراز گذرا اس کی یہ آرزو کہ خلافت اسے نصیب ہو اور ہر وقت مضطرب دل تنگی رہتی تھی کہ کاش اس بار کا مالک ہو [illegible] نعال ہم میں جیتا آئے [illegible] - اور کبھی کسی عہدوں اور ارمانوں میں تین خلافتیں گذر گئیں اور اس اثنا میں خلافت کی حسرت جان گداز طمع اور حسرت اُس کے دل سے نکل سکی اور نہ بدبختی نے کسی درجہ پر فائز ہونے کا شرف حاصل کرنے دیا - ایک ادنیٰ دنیا دار اس کیفیت کو سمجھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص کے رات دن کے اوقات کیسے بسر ہوتے ہونگے جیسے شیعوں کے نزدیک اُن کا مقتدا علی ہے - مجھے یقین ہے کہ آپ بھی بہت دلائل سے حقیقت میں پہنچ چکے ہیں کہ شیعوں کا سا اعتقاد جناب علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت رکھنا اُن کی پاک ذات کو ہر قسم کے ناپاک اعتراضات کا ہدف بناتا ہے تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے اور آپ ہی اکیلے منصف ٹھہرئے کہ جب ہمارے نزدیک ہمارا مقتدا علی داماد رسول زوج بتول محب و متبع خلفائے ثلاثہ ان تمام عیوب سے مبرا تھا اور حقیقت میں کوئی ایسا علی موجود یا وجود خارجی نہ تھا جو اُن خوفناک الزامات کا نشانہ بن سکے تو ہمارے نزدیک وہ فرضی علی ہوا یا کچھ اور - میں سمجھتا ہوں کہ اب قرآن کے پیروں کے لئے وقت ہے کہ مذاہب باطلہ اور عقاید مزخرفہ کے اوپر سے ملمع اتار کر ان کا اصلی پیکر دنیا کو اور خود ان ہی کو دکھایا جائے - اس لئے کہ بہتیرے ایسے سادہ دل ہیں جو الفت و عادت کے ممارست کی سبب سے اپنے عقاید مسلمہ کی قباحت اور شناعت کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے - خدا تعالیٰ کے ہزاروں برکات اور صلوات ہوں اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود مہدی مسعود پر جس نے اس اصل محکم کو جو قرآن کے بعد مر چکی تھی اس زمانہ میں اپنے مسیحی نفس سے زندہ کیا - اور اس سے اہل حق کے غیظ قلوب کو دور کیا اور اُن کے صدور کو شفا بخشی - دشمنوں یا دشمن مرتی نخوت کی بنا پر اظہار کے لئے مقتدا کیا اس لئے اس لئے سادہ دل اہل حق اپنے مسلم مقتدا کی نسبت جہاں خراش سب و شتم سنکر اور بیچ کھیچ ہو نا خود ہر کر بیٹھ رہتے اور دشمن کا منہ تاکنے لگ جاتے کہ اب

وہ انہیں کیا کہ میں اس لئے کہ وہ نادانی سے گمان کرتے تھے کہ دشمن کا مقتدا اُن کا بھی ویسا ہی مقتدا ہے مگر ہمارے سید سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو کھول دیا اور ثابت کر دکھایا کہ بجز اسماء کے شراکت کے حقائق کچھ نہیں ہیں " ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم " نصاریٰ کا یسوع اور ہے اور ہمارا حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ اور ہے روافض کا علی کوئی اور ہے جو حرص و آز کا ایک پتلا تھا اور ہمارا علی زکی النفس مطہر القلب کوئی اور ہے۔ ان دونوں کے درمیان بجز اسماء کے اور کوئی شراکت نہیں۔ یہ حربہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ دشمن کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دیتا ہے۔ میں اگر چاہتا تو بشرط اشتغال سے وقت کو زیادہ تنگ نہیں کر آپ کے پہلے خط پر چند سطور عرض کر دیتا مگر فقدان نظر عدیم الفہمی کے میرے دل میں گذرا کہ شاید آپ دوبارہ غور کر کے اپنے ناتمام اعتراض آپ ہی متنبہ ہو جائیں گے اس لئے کہ یہ خود ہر ایک ممکن اور محتمل اعتراض کو رد کرنے کا متکفل ہے۔ لیکن آپ کے دوسرے باصرار و وعید آمیز خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا۔ پھر اس میں تاخیر کی وجہ یہ ہو گئی کہ نقل کرنے والا کوئی نہ ملا اور بے نقل کئے بھیجنا مناسب نہ تھا۔ اب اگر آپ اُس خط کو شائع کریں تو جوانمردی کا مقتضا یہی ہے کہ اس عریضہ کو بھی ساتھ ہی منسلک فرما دیں۔ کوئی تو ہوگا جو ہمارے درد سے ہمدردی کرے گا

بہرحال میں پھر ایک دفعہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کریں تو ہم یہاں سے کرایہ خدمت میں ارسال کریں گے۔

آپ کا نیازمند دوست عبدالکریم از قادیان
۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اشتہار ضروری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اے برگزیدہ جماعت کے ممبرو اور دین اسلام کے سچے حامیو بموجب ریزولیوشن کمیٹی منتظمہ منعقدہ ۵ مئی ۱۸۹۸ء آپ کی خدمت مبارک میں گذارش ہے کہ یہ امر آپ پر مخفی نہیں کہ حضرت اقدس جناب امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اسلام کے بچوں کی حالت زار کو دیکھ کر اور اس امر کی اشد ضرورت محسوس کر کے کہ ان کی تعلیمی حالت نہایت ناقص و خراب ہے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا کہ ضرورت بالا کے پورا کرنے کے لیئے ایک مدرسہ قادیان میں جاری کیا جائے چنانچہ بعض ہمدردان قوم نے اپنی حیثیت کے بموجب چندہ سے امداد کی۔ مگر جس سٹینڈرڈ کا مدرسہ فی الحال تجویز کیا گیا تھا۔ وہ آمد اس کے لئے غیر مکتفی تھی پس لئے ابھی مدرسہ مڈل کی دوسری جماعت تک یکم جنوری ۱۸۹۸ء سے جاری کر دیا گیا۔ اور اسی مدرسہ میں اس وقت دارالامان اور گرد و نواح کے دیہات کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن بہت سے برادران بیرونی نے اس امر کی بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے بچوں کو وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں مکان مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارت تیار نہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے مساکین طلباء بھی ہیں جن کی تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ لہذا ذیل کی مدیں قائم کر کے آپ صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ ہر ایک صاحب حسب مقدور ہر مد یا جس مد کے لئے چاہیں امداد فرما کر سعادت دارین کے مستحق ہوں۔

(۱) عام اغراض مدرسہ
(۲) تعمیر مکان مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس
(۳) مساکین فنڈ

آپ صاحبان پر روشن ہے۔ کہ ایسے کام سوائے قوم کی مجموعی امداد کے چل نہیں سکتے۔ اور یہ امداد بھی کسی غیر کی امداد نہیں ہے۔ بلکہ یہ امداد اپنے نفس کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ ہی لوگوں کے بچے یہاں تعلیم پا کر دنیا کے لئے نمونہ بن کر نکلیں گے۔ اس امداد سے دوگنا ثواب ہے۔ ایک تو **دنیاوی** کہ آپ کے بچے دنیا میں خاص امتیازی فخر حاصل کریں گے۔ دوسرا **دینی** جس سے ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا پاک پروردگار ہم پر راضی ہو گا۔ اور انجمن امید کرتی ہے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ ڈونیشن اور ماہانہ یا سالانہ رقوم ارسال فرما کر مشکور و ممنون فرماوینگے اور تساہل اور سہل انگاری کو دور کر کے بہت جلد اس کی تعمیل میں کوشش فرما دیں گے۔

المشتہر **عبدالکریم** جائنٹ سکرٹری انجمن تعلیم الاسلام دارالامان
قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۸۹۸ء

امہات المومنین کی نسبت ایک قابل قدر میموریل

ذیل میں ہم وہ میموریل درج کرتے ہیں جو عالی جناب حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب **مرزا غلام احمد** ایدہ اللہ الاحد رئیس اعظم قادیان نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی اصلاح کی غرض سے ہزآنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ارسال کیا ہے۔ تاکہ اسلام اور اہل اسلام کو اُس نقصان عظیم سے بچاویں جو انجمن حمایت اسلام کے میموریل کی اصلاح کے بدون ایک عمیق نظر سے دیکھنے والے انسان کی نظر میں پہنچ سکتا تھا + ایڈیٹر

میموریل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سنکر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر عمل میں لاوے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیرہ و مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے

محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب امہات المومنین کے مولف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دیا ہے سو کا مگر ہمیں جو کرنا چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خط کا ذکر کرتی اور آہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہر جائیں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کر دے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آ جائیں گے کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آ جانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پہلو کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جائے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں ... اس عالم ... ہی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہیئے اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک ... کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک ہو سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق ... لہذا گورنمنٹ عالیہ میں ان ... ہماری یہ التماس ... حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں ... کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرات کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس ... ان کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے ... اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ ... ہزار کاپی امہات مومنین کی مسلمانوں میں ... جا سکتی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی ... اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اسلئے ہم باادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ کبھی کچھ توجہ نہ فرماوے* کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتاب کی اشاعت کی بابت کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فروماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائیگا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنی انصاف کو پہنچ کر پھر بھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں بیہودہ حقیقت کی طرح سمجھے جائیں گے۔ اور خیال کیا جائیگا کہ ہماری طاقت دین یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری بڑی ہتک ہوگی اس سے کبھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کر رہے ہیں جو صاحب امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مولف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہم ... بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتے ہیں مگر اس مسئلہ میں کسی سچے مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے ولا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی ھی احسن اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جادلھم بالحکمۃ

والموعظۃ الحسنۃ۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہیئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہیئے کہ ان کو فائدہ بخشے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا مقدمہ بازی سے خود مشتعل ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدال کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہمیشہ بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے وہ ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ امہات مومنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہیئے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کے اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز پسند نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا۔ وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور۔ سورۃ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیجکر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کچھ کوئی سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذی کثیرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس سے

* ہم دوبارہ عرض کر چکے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مولف امہات مومنین کی طرف سے جو ضرر پہنچنے کے لائق تھا وہ پہنچ چکا اور ... پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہو چکی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ سے کیا چاہیں اور وہ کیا کرے۔ منہ

[illegible]

ہم لٹاتے ہیں آج لعل گہر   نہ رہے کوئی لاولد مضطر   غنی سے حق میں برکتِ کے لیے پھر لعل فرزند قسیم بڑھ کر

معیار صداقت	شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر	اظہار بشارت
بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کی اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محلہ کا اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و حرجانہ صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو یہ دولت اٹھاؤ۔ خرچ دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے		ناظرین یو تو طرز اشتہار و نفاذ اشتہار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاری سے جو نہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر ان وبال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹ کو سچا اور سچ کو جھوٹا نہ بنائیں

[illegible]

اس خادم الاطبا کو ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کے خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ جو اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ۵ خمس انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی مگر نمبر اول (۱) کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو نگر عہد دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) طلب شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائیے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ مدد وعدہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو محلہ کے سفرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر نفا۔ کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ وہ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز محکمہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ مستثنیٰ ہیں

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵ع	۱۰	قولنج دوری	عہ	۱۹	لقوہ	عکہ	۲۸	نل آنتہا	عہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	عہ	۱۱	سوزاک	عہ	۲۰	بھگندر	عکہ	۲۹	طول و عرض و تنگی کو زائد	عہ
۳	جسکے حمل ۶،۵،۸ ماہ کے گرجاتے	عہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عکہ	۳۰	خضاب سالانہ	عکہ
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	عہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عکہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	۵ع	۱۴	غلط کاری	عہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	۵ع
۶	مرگی	عہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عکہ	۳۳	سفینہ مجربا المجرب	۵ع
۷	تپ دق	۵ع	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیھ	عہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	عہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	عکہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عکہ	۱۸	سبل	عکہ	۲۷	آتشک گل بدن	۵ع	۳۶	سرسام	۵ع

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈپوڑھی کرمون

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

نمبر ۱۲، ۱۳ | قادیان دار الامن والامان ۔ مورخہ ۲۰ و ۲۷ مئی ۱۸۹۸ع ۔ | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے خریدار ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ ۵ (پانچ روپے) فی صدی کے حساب سے خریدیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتے ہیں۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں [illegible] ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کریں [illegible] ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں جو حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر سکیں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت ۔ موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت ۲ محصول ۱

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ۱

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمن

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ع

الانذار ۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینیجر الحکم کی معرفت [illegible] ریشمی ازار بند [illegible] ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

ولائتی چٹھی

نمبر چہارم

ڈیر ایڈیٹر قبل اس کے کہ میں اپنے سفر جہاز کے حالات پھر شروع کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تازہ اخبارات سے جو ہمارے علاقہ یوگنڈا ریلوے کے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچاؤں۔ کیونکہ تازہ کھانا ہوتے باسی کھانا مناسب نہیں۔

آج کل ہمارے ریلوے ۵۱۲ میل پر ہے۔ اس مقام کا نام سہادو ہے۔ لکھتے ہیں لکھی جاتی ہے۔ مگر بولنے میں نہیں آتی۔ دن کو بہت گرمی اور رات کو بہت سردی ہے۔ اس مقام میں دس میل کے احاطہ تک ایک سخت آفت کا سامنا ہمارے اہل پنجاب بھائیوں کو ہے۔

اس علاقہ میں ایک شیر اور شیرنی ہے۔ جس نے آج تک ۲۲ سے زیادہ جانیں تلف کی ہیں۔ جب اس مقام میں ریلوے کے آدمی پہونچے۔ تو اکثر گرد و نواح میں سنا گیا ہے۔ کہ انسان کی ہڈیاں دیکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قافلہ جو اس راستہ سے گذرتا ہے۔ اس مقام کو اپنے لئے بہت دشوار گذار اور سخت خطرناک تصور کرتا ہے۔

جنگلی جانوروں کا دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ آگ سے ڈرتے ہیں۔ مگر یہ دونوں نر اور مادہ مطلق نہیں ڈرتے۔ آدمیوں کا جتھا بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ایک دم اون میں کود کر جسکی قضا ہوتی ہے مار کے لے جاتا ہے۔ آج تک کئی دفعہ بکرا وغیرہ اسکو شکار کرنے کے لئے باندھا گیا۔ مگر بکرے پر مطلق وار نہیں کرتا۔ جنگل اسقدر گنجان ہے۔ کہ دور سے گولی بالکل مار نہیں کر سکتی۔ تمام حکام ریلوے سخت تردد میں ہیں۔

اس کے زیادہ غصہ کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کوئی سوداگر قافلہ کے ساتھ گذرتا ہوا اس کے دو بچے یوگنڈا کی طرف لے گیا ہے۔ اس لئے اسے آج ہی انسان سے سخت ضد ہو گئی ہے۔

تمام قلی وغیرہ رات دن جاگتے رہتے ہیں۔ رات کے وقت اپنی حاجات ضروریہ کے لئے بالکل خیمہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ خیمہ کی ڈوڈیاں کسے بالکل بند بیٹھے رہتے ہیں۔ جس آدمی کو اوٹھا کر لے جاتا ہے۔ سوائے اوس کے کسی کپڑا یا کھوپڑی یا ہڈی کے اور کچھ پتا اوس کا نہیں ملتا۔

برادرم اڈیٹر" اب میں یہاں سے پھر اپنے سفر کے حالات لکھتا ہوں۔

رتنی سے چل کر پھر ہر مسافر کا امتحان صحت ایک سٹیشن ہالیر پر یہاں سے کراچی تیسرا سٹیشن ہی ہونا تھا ابھی ٹرین اس سٹیشن پر نہیں پہنچی تھی کہ پھر مجھے بخار ہو گیا اور جب اس سٹیشن پر پہنچے تو اُس وقت مجھ کو کمال درجہ کی فکر دامنگیر ہوئی کیونکہ حرارت برابر جسم پر محسوس ہوتی تھی اور نبض تیز چل رہی تھی۔ ایسے خطرناک موقع پر اللہ تعالےٰ نے میری دستگیری کی اور اس طرز سے بچا لیا کہ میں خود اُس سے بہت تعجب اور دریائے حیرت میں تیرنے لگا۔ اس حرارت کے دور کرنے کے لئے میرے پاس کوئی ایسی دوا موجود نہ تھی کہ میں فوراً کھا لیتا۔ مگر پورے اطمینان کے ساتھ یہ سنت اللہ دل نشین تھی کہ اللہ تعالیٰ نزول عذاب کیوقت خائف کو بچا لیتا ہے سو میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق اس عاجز کو بھی نجات دی۔ ٹرین ٹھہرتے ہی ایک ڈاکٹر مسافروں کا امتحان صحت کرتا ہوا ہماری گاڑی کے پاس آیا نیچے اُتر کر جب میں نے نبض دکھائی تو اُس نے اچھی طرح نبض کو دیکھا اور دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رہا آخر کہا کہ جاؤ بیٹھو۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو اُس کو کچھ شبہ پڑا اور پھر مجھے بلایا اور دوبارہ نبض کا امتحان کر کے پھر کہا کہ اچھا جاؤ۔ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوا گاڑی میں آبیٹھا۔

مورخہ ۱۴ فروری کی رات کو ۲ بجے گاڑی سٹیشن کراچی پر پہونچی۔ باوجود ایک بڑا بندرگاہ اور شہر ہونیکے دیکھا گیا کہ اس اسٹیشن پر قلی یعنے بہت کم دستیاب ہیں۔ صرف معدودے چند آدمی تھے۔ جو چند اشخاص کا سامان اوٹھا کر سٹیشن سے باہر چھوڑ آئے تھے۔ اور پھر آ کر دوسرا سامان لے جاتے تھے۔

چونکہ میں اجنبی تھا۔ اس لئے گھوڑے گاڑی والوں نے مجھ سے بہت دیر تک زیادہ کرایہ کا اصرار کیا۔ آخر ایک گاڑی کرایہ کر کے پوچھتے پوچھتے اوس مقام پر پہونچے۔ جہاں ۳۰۰ قلی افریقہ کے جانے والے اوترے ہوئے تھے۔

(اوترے ہوئے سے مراد آسمان سے اوترے ہوئے نہیں۔ جیسے ہمارے بعض اہل اسلام بھائی لفظ نزول سے نزول من السماء ہی سمجھ لیتے ہیں)

اس مقام پر پہونچکر قدرت کا عجیب تماشا نظر آیا۔ کہاں ہندوستان کا عالمگیر قحط اور کہاں کشتگان مرض طاعون کی تعداد کہ جس سے ہر فرد بشر کو عبرت حاصل کر کے اپنی اخلاق عادات افعال میں اصلاح کرنی چاہئے۔ اور خدا کے غضب کو فرو کرنے کے سامان بہم پہونچانے چاہئیں۔ اور کہاں ان ۳۰۰ ساکنان پنجاب کا لہو و لعب میں مشغول ہونا۔

دوکان کے پاس پہونچتے ہی مجھے طبلہ سارنگی کی آواز آئی۔ اور اوس کے ساتھ ہی ایک طوائف یعنے کنجری کے گھنگرو اور گانے کی آواز بھی کان میں پڑی۔ مکان کے اندر جا کر میں نے دیکھا۔ کہ اکثر قلی کپڑے لتے اوتار کے صرف لنگوٹی باندھے ایک گول دائرہ میں کھڑے اور بیٹھے ہیں۔ اور اون میں ایک کنجری معہ ساز و سامان گا رہی ہے۔

تحقیق پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے دو دو چار چار پیسہ چندہ ڈال کر یہ طائفہ منگوایا ہے۔ خیال کی جاہے ہے۔ کہ ابھی یہ لوگ اپنے عیال و اطفال عزیز و اقارب خویش و بیگانہ سے جدا ہو کر آ رہے ہیں۔ اور کل ۱۲ بارہ روپیہ تنخواہ ہے۔ جہاز کا لمبا سفر ابھی درپیش ہے۔ پس ماندگان کو خرچ کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ قوم کی ضروریات بنی نوع انسان کی ہمدردی کی ان کو خبر نہیں۔ صرف یہ خیال بندھا ہے۔ کہ اب ہمنے ہزاروں کوس جانا ہے آخری مجرا تو ہند کا دیکھ چلیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فیہ آیۃ لاولی الابصار۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم سچے امام کا الہام ہمیں یاد آتا ہے۔ شکر ہے اور حمد ہے اوس ذات پاک کی جس نے ہمیں امتیاز کی راہ بتائی۔ اور صلوۃ اور سلام اوس کے صادق رسول پر جس سے ہمنے یہ راہ پائی۔ آمین ۔ ج

چونکہ بندہ کچھ تو سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا۔ (باقی آئندہ)

پاک شاعری

از

تھا حق نعت نبی جیسے کہ مرزا جی محال ۔ ویسا ہی آپکی مدحت میں ہے قاصر قال
تاب کہاں کہ نہیں مجھکو جو شرح الطاف ۔ فضل مولےٰ سے ہو دیکھے جو شایاں حال
کشتے یار دل پہ بہت پر اٹھائی تلوار ۔ کون آخر کو بنا تیغ کا اپنی ہی ڈھال
بایا ہے سر کو بنا کے ہی غالب ہے ۔ ہر گھڑی مقابل کو بھی دیکھ پایا زوال
تا عدالت بھی تیغ بیں کی کمائی ۔ سینہ اقبال بھی خضر کی مسند پہ ہے جلال
آپ کی جان پہ ہے لائے نظر آئے تھے ۔ رحمت حق ذرا سو لیکن ہر کا کمال
ایک سنے بس ہم تو کا جواب بھی سکے ۔ جیسے قبول ہوا آپ ہیں وہ عروج کمال
دیر میں کیا کر کے تہمدی لیئے موجود ۔ لیک کا مرشد ہو ہمہ بہتی یہ خیال
چل بسے حضرت عیسےٰ نہ کچھ اسمیں بھی شک ۔ ملنا قرآن سے دیتا ہے صاف مثال
دین مجمو عہد ہند سے ہوتا عنقا ... ہے جو پیدا نہ اگر آپ دین عہد ضلال
بیضرورت نہ کیا آپکو حق نے مامور ۔ اور نہ بیوقت کیا ہند کیجانب ارسال
بخدا سخت ضرورت کا زمانہ تھا یہ ۔ دین احمد تھا پڑا سمٹ کے ہو کے زوال
آپ اس عہد میں اس کشتی کے آئے ملاح ۔ شکر مولےٰ کہ لیا اسکو بھی منجدھار سے نکال
ایسا تحقیق مذاہب میں چلایا خامہ ۔ اور کیا غیر مذاہب کا بھی استیصال
کھل گیا سب پہ کہ اسلام ہی سچا ہے ۔ اور ادیان کا ہوا سب کو ثابت ابطال
آگے مسیح کے ہوئے دم میں متحیر جل ۔ عقد ہے وہ جو کہ تھا جنکا ہونا محال
جاذ فرما ہو قرآن کے سارے اسرار ۔ لیکن صوفی جو آنکھوں سے مخفی وہ جلال
حیف صد حیف کہ کچھ ہے جسے نہ سمجھا ۔ یونہی تکفیر کی کھڑکائی ہر ایک سال
غور سے سوچیں اگر تو بابل قوال ۔ خیر دھوبی سے نہ دیکھنے کبھی بنا حال
اک مسلمان کو ہیں کہتے وہ کافر کفر ۔ اور مسلمان بھی نہ جسکی طہارت ہی مثال
تقوے جسکا ہی تمام اہل جہاں سے بڑھتا ۔ ایک عالم میں گیا مانا جو ہی حقا جمال
جسکا منہ دیکھ کر ہی بندہ کلام در سخن ۔ صد نشاں جسکی صداقت میں آتے ہیں سال
مرزا جی آپکی ہمت پہ ہیں ہر دم قربان ۔ دین احمد پہ کرو الا قدام اول قال

چھوڑی دین کی حمایت چھپایا حق کو | گرچہ ہر قوم نے سو بار پکارا دجال
وہ برہ دین نبی ہو گئے حضرت ہو فنا | ہو کمر بستہ سدا اسکا دکھائی یہ کمال
بدلہ دیگا خدا آپ کو روز محشر | کیا ہوا قوم ہو گر گالیاں دیتی ہر حال
دست بیر پکڑی دیگی آخر اک دن | کاش آجاتا غم فردا پہ آج انکو خیال
حسنت سے لی آپ کو جینا ہو نصیب | صدق دل سے ہی سدا درگہ حق میں سوال
غیبی تائید لی خامہ آپ سے ہی سدا | ہو دشمن کو نہ اس نیزہ کی لڑنے کی مجال

ہو دعاؤں میں اثر اسکے بھی ہنسا پڑتا
رشاد و شیا ہیں گو دین نبی اثر شاہ کمال

راقم محمد الدین نائب مدرس ... ضلع گجرات پنجاب ۱۲ مئی

دل چٹھی چپان

نمبر اوّل

لاہور ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ

بجالی خدمت جناب میرزا صاحب دام ظلکم وعنایتکم
السلام علیکم وعلی من لدیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

بعد از ادائے آداب وسلام سنت سید الانام واصحابہ عالی جو کہ ہیں ۔ لئے اگرچہ آپ کی زیارت نہیں کی تو بھی آپ کی تعریف سنی اور آپ کی بعض بعض کتابوں کو دیکھا ہے ایک دو باتیں نہایت ادب کیساتھ پوچھتا ہوں امید ہے کہ جواب سے سرافراز فرمائیے گا ۔

(۱) اول یہ کہ کوئی ایسی کتاب سے مجھے آگاہ کیا جائے جسمیں ہندوؤں کی آسمانی کتابوں کو ثابت کیا ہو کہ آسمانی نہیں اور ہندو مذہب مذہب الٰہی نہیں ۔

(۲) دوئم یہ کہ کیا باعث ہے کہ اسلام سارے دنیا کا مذہب مانا جائے

(۳) سوم یہ کہ جو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں مگر آنحضرت صلعم **فداہ ابی وامی** کو رسول خدا نہیں مانتے ان کی آخرت میں کیا حالت ہوگی ؟ ۔

(۴) چہارم یہ کہ دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں ۔ ایک امیر کے گھر ایک غریب کے گھر ۔ ایک کی دونو آنکھیں درست ہیں اور ایک کی دونو یا ایک خراب ۔ اگر ان میں سے ایک جس کی آنکھیں خراب ہیں یہ کہے کہ بار خدایا مجھ سے کیا قصور ہوا کہ تو نے میری آنکھ کو بغیر کسی گناہ کے خراب کر دیا ۔ تو اسکا جواب کیا ہے اور یہ لوگ اسکو جون بدلنے کے اصول پر جواب دیتے ہیں مگر ان کے اصول ہی در حقیقت ٹھیک ہیں ۔ اگر ان سوالوں کا جواب مجھے عنایت کیجئے گا تو کمال مشکور ہونگا

نیازمند ہدایت اللہ انارکلی لاہور

فاما الجواب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپکا خط حضور امام صادق

پہونچا ۔ چونکہ مرزا صاحب آج کل بڑے ضروری کاموں میں مشغول ہیں ۔ اس لئے جواب کے لئے مجھے ایما فرمایا ۔

جواب سوال اوّل ہندوؤں کے متعلق مباحثہ کی خاص کتابیں ۔ سوط اللہ الجبار ۔ اور ظفر مبین ہیں ۔ جنکو مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے طبع کرایا ہے ۔ ایک اور انکی کتاب ہے ۔ کیفر کفر یہ کتابیں مراد آباد میں ملینگی ۔

ہم لوگوں کا یہ یقین ہے ۔ کہ یہ مذہب بھی اپنے بعض اصول و فروع میں منجانب اللہ ہے ۔ مگر خلف کی نادانی سے اس میں غلط در غلط زوائد مل گئے ہیں ۔ اور اسقدر مسخ ہوگیا ہے اب اوس کی اصلی صورت کا پتہ بدون رسالت قرآن کریم کے بالکل محال ہے ۔ **وعلے اللہ علے من جاء بالقرآن** ۔ مرزا جی نے بھی ان کے اس مذہب کے متعلق **براہین احمدیہ** میں بہت کچھ لکھا ہے ۔ وہ قابل دید بحث ہے ۔ آپ کسی سے براہین لے کر دیکھ لیں ۔

جواب سوال دوم اسلام میں وہ تمام تعلیمیں موجود ہیں ۔ جو انسانی جماعت کے لئے مشترکہ ضروری ہیں ۔ قوانین مختص الزمان اور مختص المقام کو اگر ہم چھوڑ دیں ۔ تو جو کچھ اشتراک تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے ۔ اس کے لئے روحانی اور جسمانی دونوں تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے ۔

جواب سوال سوئم جو لوگ اللہ تعالے کو ایک مانتے ہیں ۔ اور نیک کام کرتے ہیں اور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ۔ وہ بڑے بدمعاش اور سخت قابل سزا ہیں ۔ اور ایسے لوگ فی الواقع تو دنیا میں موجود نہیں ۔ صرف فرض اور خیال ہی ہیں ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ جب وہ اللہ تعالے کو ایک مانتے ہیں ۔ اور نیک ہیں ۔ تو اون کو رسول کریم سے کیا عداوت ہے ۔ کہ انکو نہیں مانتے ۔ رسول کریم نے تو اللہ تعالے کی وحدت اور یکتا ہونے پر زور مارا ہے ۔ اور کامیاب کوشش کی ہے ۔ کہ اللہ تعالے اپنی ذات میں ایک ۔ اسماء میں ایک ۔ صفات میں ایک ۔ افعال میں ایک ہے ۔ **ولم یکن لہ کفوا احد** ۔ س ۳۰ ۔ تمام انواع و اقسام نیکیوں کو دنیا میں پہونچایا ۔ اور لوگوں کے لئے ایسی کوشش کہ کروڑ در کروڑ نیک بن گئے ۔ اور بلند مقاموں پر چڑھ کر بلند آواز سے **اللہ اکبر** پکارتے ہیں ۔ سکھ بڑے خدا پرست کہلاتے ہیں ۔ مگر اس **اللہ اکبر** سے جل جاتے ہیں ۔ پس ایسا آدمی کیوں کر خدا پرست اور نیک بن سکتا ہے ۔

جو محمد رسول اللہ کا منکر ہے۔ اگر وہ نیک خدا پرست ہوتا توفقطعاً محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرتا۔

غور کرو دن نکلا ہے۔ سورج موجود ہے ایک شخص کہتا ہے کہ سورج موجود ہے اور ایک دوسرا شخص اسی کا مؤید دکھائی دے۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں اس کو نہیں مانتا ہیں معلوم ہؤا۔ کہ اس خبث باطن کو اس راست باز سے ذاتی عداوت ہے۔

الٰہی صفات کا مسئلہ سوا سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کون آدمی ہے جس نے کھول کر ہمیں سنایا اور سنانے میں کامیاب ہؤا۔ اسی طرح نیکی کے اصول آس نادان نے کیونکر مان لئے یا اُن پر عمل درآمد کیسے کیا جب کہ ایک نیک اور کامل نیک اور اعلےٰ درجہ کے راستباز کا انکار کرتا ہے۔

سوال چہارم کا جواب کہ ہر ایک لڑکا بیمار کیوں ہوتا ہے۔ غریب کے گھر کیوں پیدا ہوتا ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک شریعت کا قانون اور دوسرا قانون قدرت شریعت کے قانون کی پابندی اس وقت ہوتی ہے جب انسان عاقل۔ بالغ استطاعت والا ہوجاتا ہے اور باوجود فہم وفراست وعقل واستطاعت قانون شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ لڑکے۔ مجنون۔ فترۃ کے زمانہ کے لوگ بہت بوڑھے۔ بہرے اس میں مستثنےٰ ہیں۔

دوسرے کیا معنی قانون قدرت کی پابندی میں ذرہ ذرہ جکڑا ہؤا ہے اس کی خلاف ورزی میں ہر ایک ماخوذ ہے پتھروں پر غور کرو کوئی ناقص کوئی کامل عناصر دیکھو کوئی علےٰ درجہ کا ہے اور کوئی ادنےٰ درجہ کا پھر بعض عناصر مصفیٰ اور بعض خطرناک زہروں میں مبتلا۔ پھر نباتات پر نظر کرو بعض کیسے مفید اور بعض کیسے مضر اور خبیث ایسے جانوروں میں غور کرو ان میں کس قدر فرق ہیں۔

انسان کے درمیان فرق بھی ان فروق پر مبنی ہے۔ ہاں تکالیف کے بارہ میں گفتگو پیش آجاتی ہے۔ مگر ہم صاف دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک شخص لڑکے کا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ یا کسی لڑکے کو مار ڈالے۔ تو لڑکا عیب دار ہوگا۔ یا مرجاوے گا۔ مگر لڑکے کا گناہ نہیں۔ اس لئے قدرت اس لڑکے کو بدلہ دیگی۔ اور اس دکھ دینے والے کو سزا دیگی۔ ایسے ہی جس نے اپنی غذاؤں یا امراض کا حصہ کسی لڑکے کو دیئے۔ اوس کے بدلہ میں لڑکے کو عمدہ بدلہ دیا جاویگا۔ اور باعث تکالیف کو سزا ملیگی۔ ہاں اگر اس کے اور اسباب تلافی کر دیں تو یہ امر دوسری طرف قانون قدرت کا نظارہ ہوگا۔

صرف تفرقہ کے باعث تناسخ کا قائل ہونا سخت غلطی ہے کیونکہ خود تناسخ والے بھی مانتے ہیں۔ کہ ایک خدا ابدی حکمران ہے اور ارواح ہمیشہ سے اوس کے ماتحت ہیں۔ اور ذرات دونوں (خدا اور ارواح) کے ماتحت ہیں۔ یہ فرق جو تینوں میں ہے اس فرق سے بہت زیادہ ہے۔ جو غریب اور امیر میں ہے۔ یا بیمار اور تندرست میں کیونکہ غریبی اور بیماری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے اور ان تینوں اشیاء میں تبادلہ بھی محال ہے۔

تناسخ والے انصاف سے غور کریں۔ کہ کیونکر اور کس وجہ سے یہ تفرقہ ہوا۔ خدا تعالےٰ کیوں ابدی حکمران ہے اور ارواح کیوں ہمیشہ محکوم ہیں اگر اعمال کے لحاظ سے ہیں۔ تو خدا اور ارواح میں بھی جنم ماننا چاہیے گا۔ اور اگر ان میں جنم نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ بدون جنم کے اور اور اسباب بھی تفرقہ کا باعث ہیں۔ یہ بحث بہت طویل ہے۔ چاہتی ہے۔ اس پر کتاب لکھی جاوے۔ اس لئے خط میں اس پر بس کرتا ہوں۔

نورالدین - ۶ رمئی ۱۸۹۸ء

میموریل

بقیہ قابل قدر میموریل

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نمبر ۱۰ و ۱۱

پہلے اسلام نے دیکھی ہے ؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا طریق یہ تھا کہ اسلام پر گند سے اور ناپاک حملہ کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرھویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہرحال اس بدگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا جب تم دل آزار کلمات سے دکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی امت سے ایک حصہ کثیر دنیا کا پُر ہے عیسائی قوم جیسے لوگ جن کا تہذیب کا دعوےٰ تھا گالیاں دیتے اور اُس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک ان لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے جو اُس پاک رسول کی راہ میں فدا ہیں اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے۔ کہ جب مثلاً ایسی کتاب امہات المومنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زناکار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کے تقدس استعمال کئے گئے۔ اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کسقدر زخم عام مسلمانوں کو پہونچے ہونگے اور کیا کچھ ان کے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہونچ گئی ہے۔ مگر یہ طریق دل دکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بیخبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہونچائی گئیں اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اٹھا ہے باوجود اس بات کے کہ پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکرداس کی کتابیں اور نورافشاں کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں بھی میں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔

یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آیہ موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سنیں جس سے ہماری دلوں کو دکھ پہونچے تو ہم صبر کریں اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بے صبری کی قسم ہے۔ اسلئے عقلمند اور دور اندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں جیساکہ وہ فرماتا ہے **لا اکراہ فی الدین**۔ اور جیساکہ فرماتا ہے **افانت تکرہ الناس**۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارے میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب امہات المومنین کی لغوگوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلاویں گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کیساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حقیقت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔ ۴ ماہ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سوم

پچھلے دو نمبروں میں ہم مفلحون تک بحث کر آئے ہیں۔ اب قرآن اون لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وہ دو قسم کے لوگ ہو تے ہیں۔ ایک کافر اور دوسرے منافق۔

اوّل الذکر وہ لوگ ہیں کہ خدا تعالے کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر یعنے اون کی قدر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اون سے متمتع ہونے کی توفیق نہیں پا سکتے۔ عام طور پر قدرت کا لاتبدیل اور لاتحویل قانون یہی ہے۔ کہ جب انسان کسی طاقت سے کام لینا چھوڑ دے۔ تو وہ طاقت بتدریج کمزور یا بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ اور بالمقابل جس طاقت سے ٹھیک وہی کام لیں۔ جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ تو وہ بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کی فلاسفی یہی ہے۔ مثلاً دیکھو ایک نادان ہندو فقیر خلاف قدرت اپنا ہاتھ جو کاروبار کرانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ بے حرکت چھوڑ دیتا ہے۔ اب کبھی ممکن نہیں وہ قدرت کے قانون کے اثر سے بچ رہے۔ اور ہاتھ خشک نہ ہو۔ ہم نے تھوڑا عرصہ ہوا اخبارات میں پڑھا تھا۔ کہ ایک لیڈی نے ملا دیورپ میں عہد کر لیا۔ کہ جب تک شادی نہ کرے گی۔ گفتگو نہ کرے گی۔ چالیس سال کے بعد زبان بالکل بند ہو گئی۔ الغرض اس آیت **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون**۔ الآیہ۔ پر غور کرو کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر (قدر) نہیں کرتے اور کسی نعمت کا شکر یہی ہے۔ کہ اوس چیز سے وہی کام لیا جاوے جس مطلب کیلئے وہ وضع ہوئی ہے۔ وہ لوگ اس نعمت سے نفع نہیں اٹھا سکتے جس کی قدر نہیں کی مثلاً رسول کریم دنیا میں ہی نافرمانوں کی انذار کیلئے تشریف لائے ہیں جس شخص نے از راہ ناعاقبت اندیشی اس ذریعہ کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھا۔ تو ایسے شخص کے لئے اس ناشکری کا یہ نتیجہ مرتب ہوتا تو ضروری ہے۔ کہ اوس کے ایمانی قوائے آہستہ آہستہ سلب ہو جاویں۔ پھر یہ طاقت ایمانی کیونکر نشوونما پا سکیگی۔ ایمان کے اعلیٰ مراتب تو درکنار ایسے لوگ ایمانی دولت سے ہی محروم ہوں گے۔ پس **سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم** جملہ معترضہ بطور علت موجبہ کے آیا ہے۔ یعنے جب تیری (جو انعام اللہ میں سے افضل ترین نعمت ہے) اون لوگوں نے قدر نہ کی۔ اور تیرے انذار اور عدم انذار کو مساوی قرار دیا۔ پھر اوس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا ہی تھا۔ کہ اون کی ایمانی طاقت سلب ہو۔ اور روحانی اور ذہنی قویٰ سے بیکار ہو جاویں۔ اس لئے **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون** کا ترجمہ یہ ہے لاریب جو منکر ہو گئے۔ اس لئے کہ تیرے ڈرانے اور نہ ڈرانے کا وجود و عدم برابر سمجھا اس لئے وہ با ایمان نہیں ہو سکتے۔ اور ایمان نہ لاویں گے پس اس میں کسی کا کیا قصور۔ نادانوں نے خود اپنی کرتوت اپنے فعل اور ہاتھ سے ایمان سے محرومی حاصل کی۔ پس **ختم اللہ علےٰ قلوبھم وعلےٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ز ولھم عذاب عظیم** ط کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ کیونکہ کسی پر مہر لگنا کے یہی معنے ہیں۔ کہ اوس کو قطعی کر دینا۔ اور یہ اون کے کفر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ جب اونہوں نے **قلب** کی ایک طاقت کو بے کار چھوڑا۔ تو اب اوس کا اثر بیرونی قویٰ سمع اور بصر پر بھی پڑا۔ اب وہ کان رکھتے ہیں۔ پر سنتے نہیں آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھتے نہیں۔ **ختم اللہ علیٰ قلوبھم** پر اکثر لوگ اعتراض کر دیتے ہیں۔ یہ اون کی غلطی ہے۔ وہ قانون قدرت پر نظر کریں۔ اور **ان الذین کفروا** کو جو علت موجبہ **ختم اللہ علےٰ قلوبھم** کا ہے خوب سوچیں۔ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۃ البقرہ رکوع دوئم

اب منافقوں کا حال بیان ہوتا ہے۔

یخادعون کے معنے **تیز کون** کے ہیں۔ پس معنے یہ ہوئے۔ کہ منافق چھوڑتے ہیں اللہ کو۔ قاموس میں **خادعہ** کے معنے **تیز کہ** لکھے ہوئے موجود ہیں۔ قرآن کریم کے معانی کے لئے لغت قرآن ہی کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ قرآن میں کوئی لفظ اشکال طلب ایسا کوئی نہیں آیا جس کی تشریح اور توضیح دوسرے مقام پر نہ ہوئی ہو۔

یخادعون کے معنے **تیزکون** قرآن کریم کے دوسرے مقام پر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ منافقوں کے لئے الگ فرمایا ہے۔ **نسوا اللہ** کے معنے ہیں ترک چھوڑا ہے اُنہوں نے اللہ کو۔ اللہ تعالے سے دھوکہ فریب اور دغا کی مذموم صفات کو منسوب کرنا دانشمند اور خدا ترس انسان کا کام نہیں ہے۔

یخادعون کے معنے **یمسکون** بھی لغت اور قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے ثابت ہیں قرآن کریم میں ان معنوں کی تصدیق میں فرمایا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لا تنفقوا علےٰ من عند رسول اللہ حتےٰ ینفضوا** پس **و ما یخادعون** کے معنے ہوئے اور بخل نہیں کرتے۔

ما یشعرون کے معنے ہیں۔ ادنے فہم ہی نہیں رکھتے۔ علم نہیں رکھتے۔ خیال نہیں کرتے

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً کے معنے کی تشریح کی مزید ضرورت اوس اصول کے بیان کرنے کے بعد کہ جب انسان کسی طاقت کو بیکار چھوڑ دے وہ زائل ہو جاتی ہے نہیں معلوم ہوتی خصوصاً **بما کانوا یکذبون** پر غور کرنے کے بعد پس اب اس آیہ کا صرف ترجمہ کافی ہوگا۔ اور وہ یہ ہے ان کے (منافقوں کے) دلوں میں کمزوری کا مرض ہے۔ نہ مسائل اسلام میں قوت فیصلہ اور نہ اہل اسلام سے تاب مقابلہ۔ پس وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ مرض تو آخر اللہ تعالے بڑھائیگا۔ کہ مسائل روز بروز زیادہ عیاں ہونگے اور جماعت اسلام ترقی کرتی رہے گی۔ اگر ان چند مسائل پر ان کو مشکلات ہیں۔ تو اب مسائل اور بڑھیں گے۔ اگر جماعت قلیل اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ان سے ڈرتے ہیں۔ تو یہ جماعت روز افزوں ترقی کرتی جائے گی۔ **تکذیب الرسل** ایک ایسی کرتوت اور عذاب الٰہی کو کھینچ لانے والی حرکت ہے کہ سب

امراض روحانی اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور شقاوت کی تاریک راہوں کی اسی ایک فعل سے بدبخت انسان چلا جاتا ہے۔

عہد الست یا عہد میثاق

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں پٹنہ کے ایک ماہواری رسالہ "اصلاح" نامی سے ہم نے ایک مضمون عہد میثاق اور عالم ذر وغیرہ کے عنوان سے درج کیا تھا۔ جس کو مولوی غلام حسین صاحب گنتوری نے لکھا تھا۔ اس مسئلہ عہد الست پر جس طریق سے مولانا موصوف نے روشنی ڈالی ہے۔ وہ بجائے خود اس کو زیادہ تاریک بنانے والی ہے۔ اوسوقت کوئی ریمارک ہم نے مضمون مذکور کی نسبت نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں ہمارے مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب نے ضروری سمجھا اوس تحریر پر ریمارک کرنے کے لئے ہم کو فرمایا۔ اسلئے ضروری معلوم ہوا۔ کہ اوس عام غلطی کو جو عہد الست یا عہد میثاق کے متعلق عام طور پر پھیلی ہوئی ہے اور جسکی وجہ سے مخالفین ومعترضین کو نکتہ چینی کا موقع ملتا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس لئے ہم "اصلاح" پٹنہ کے لائق ایڈیٹر سے بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریر پر نظر فرماویں گے اور اپنے رسالہ میں اس کو درج کرکے اس کی تحقیق اور تنقیح کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور کریں گے۔

عہد میثاق - یا عہد الست قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا گیا ہے۔ جو سورۂ اعراف کے بائیسویں رکوع میں یوں درج ہے۔ **واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا** الخ سیپارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۲۲۔

اس آیت کے ترجمہ میں الفاظ اور لغت عرب اور محاورات کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے ایک خرابی پیدا ہوئی ہے۔ جو ان سارے اعتراضات کی موجب ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مقدم اس کے ترجمہ ہی کی صحت ہوئے۔

عام طور پر یہ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ کہ جب کہ تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اون کی اولاد کو باہر نکالا۔ اور اونکو ہی اون پر گواہ کرکے کہا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اونہوں نے کہا کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ مگر محاورات عرب پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ وہ ظہور کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں چنانچہ قاموس میں ہے۔ أظهرنا اے وسطهم لکھا ہے۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔ اور یہ کہ جب وسط لکھیں اور اس ظہر سے معنے اون میں یا اون کے درمیان ہیں۔ اور یہ محاورہ ہمارے سید ومقتدا حضرت سید الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی نکلا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کنت بین اظھرنا (مشکوٰۃ باب الایمان) یعنے آپ ہم میں تھے محاورات عرب میں بولتے ہیں **ما فضحت وما خرجت من اظھرنا**۔ تو کیسا فصیح ہے اور تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ ان محاورات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب ظہر یا ظہور کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں۔ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے وہ محاورات عرب سے باہر نہیں۔

دوسرا لفظ قابل غور اس آیت میں بنی آدم ہے حالانکہ آیت میں صراحتاً آدم کے ساتھ بنی کا لفظ موجود ہے مگر عام طور پر بنی آدم سے مراد ابوالبشر لے لیا جاتا ہے جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ لہذا یہ خیال کہ کسی خاص دن یا خاص وقت پشت آدم سے تمام پیدا ہونے والی مخلوق کو خارج کرکے جیسا کہ اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں اُن سے اپنی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار لیا۔ قرآن کریم کے لفظ سے ثابت نہیں ہوتا پس **عہد میثاق یا عہد الست فی الخارج** کوئی چیز نہیں مفسرین میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں۔ کہ نفس الامر میں آدم کی پشت سے اُس کی ذریت کو نکالا اور اقرار لیا اور اپنی تائید میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ اُن کے اقوال کو یا ایسی احادیث کو قابل تسلیم قرار دیں جب کہ وہ قرآن کریم کے صریح الفاظ کے متناقض ہیں اور اس لئے قرآن کریم پر اُن کو ترجیح کبھی اور کسی درجہ پر نہیں ہو سکتی۔ تفسیر کبیر میں بقول السید اور اصحاب النظر لوگوں کی رائے اس مسئلہ میں یہ لکھی ہے

کہ خدا تعالے نے بنی آدم کے ظہور یعنے پشتوں سے اون کی ذریت یوں نکالی ہے۔ کہ وہ نطفہ پشت آباء میں تھے۔ سو وہاں سے رحم مادر میں آیا۔ جہاں وہ مراحل ستہ طے کرکے کامل الخلقت بن کر پیدا ہوا اور پھر اوسے حواس خمسہ یا وسیع حسنوں میں جو اس بہشت رہ دئے گئے۔ جنکی بدولت وہ الوہیت وربوبیت خدا پر دلائل قائم کرنے کے قابل ہو گیا۔ پس یہ دلائل بذات خود ایک عہد اور اس پر گواہ ہو گئے۔ اور اون کی حالی زبان نے اوس کی الوہیت کا اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے مطالب کو قرآن کریم کی اس آیت کے الفاظ ہی سے مستنبط کیا ہے۔ اور حالی زبان کے متعلق قرآن کریم اور اقوال عرب سے شواہد لے کر اوس اور بھی موکد کر دیا ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم نے ابتداءً کہا ہے۔ کہ بڑی بھاری غلطی ظہور جو ایک زائد لفظ ہے کے ترجمہ کرنے میں واقع ہوئی ہے۔ اور ساری دقتیں اسی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

اب ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اون کے ہی درمیان سے اون کی اولاد لی۔ اور خود انہیں ہی اون پر گواہ ٹھہرایا۔ گویا اون کی فطرت اور حالت کو ہی اس امر کا شاہد قرار دیا۔ کہ کیا اون کی بناوٹ اور ساخت کسی پیدا کرنے والے کی دلیل نہیں۔ تو بے اختیار اونہوں نے کہا کہ بیشک ہم گواہ ہوئے۔

یعنے انسان کا وجود جو ایسے انتہا نادرات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل قوی ہے۔ اور **اشھدھم علی انفسھم** کے معنے یہی ہیں۔ کہ خود انسانی فطرت اور انسانی وجود خدا تعالےٰ کی ہستی کا شاہد ہے۔ اور **قالوا بلیٰ** سے صاف ثابت ہے۔ کہ انسان فطرتاً اوس پاک ہستی کی تصدیق کرتا ہے۔ اب عہد میثاق کی جو حقیقت ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ تو آج کل کے فلسفی لوگ کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور۔

ہمارے مخدوم مولوی نورالدین صاحب بھیروی نے جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے بفضل خدا قابل رشک بہرہ رکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ

فرمایا ہے۔ جو فصل الخطاب میں درج ہے۔ کہ عادل۔ رحیم۔ قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں اون کی بدو فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست ودیعت رکھا ہے۔ جو ہمیشہ وجود الٰہی اور اوسکی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے۔ یا اقلاً یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارضہ کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجبول کی گئی ہے۔ کسی بیرونی محرک کی سبب سے حرکت میں آجاتی ہے۔ ہاں اگر کسی بدکار کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مر گئی ہو اور وہ کم بخت اتھاہ کنوئیں میں جا پڑا ہو اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اوس نے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اوس کا اپنا قصور ہے۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اوسی فطرت کے اقرار کو اوسی ربوبیت الٰہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان ربانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے۔ اور اس دقیق فطرت کے راز کو اسطرح پر انسان کو سمجھاتا ہے۔ کہ انسان بدو فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلی اور فطری ہے۔ اور اوس کی ترکیب و ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے۔

اصلاح خیالات کے لیے وقت مطلوب ہے

سنت اللہ پر نظر کرنے کے بعد پتہ لگتا ہے۔ کہ انسان کی اصلاح حال و تہذیب نفس کے لیے اللہ کریم نے برگزیدہ لوگوں کو وقتاً فوقتاً تفہیم کے خطاب سے مخاطب فرما کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ایسے ریفارمر ہمیشہ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر آکر لوگوں کے ناقص خیالات میں تغیر و تبدل کرنے کی زبردست تحریکیں کرتے رہے ہیں۔

لاریب اون کی مساعی موثر اون کے تجربے وسیع اور اون کے جذبے کارگر تھے۔ لیکن اون کی بیوگرافی (سوانح عمری) پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسانی اور سہولت کے ساتھ بنی نوع انسان کے خیالات پر اپنا قابو نہیں پا سکے۔ اون پر ہمدردی کا جرم قائم کیا گیا۔ قوم اور ملک کی طرف سے آفات و مصائب پہونچانے میں کوتاہی نہ ہوئی۔ مگر وہ اپنے ارادے کے پکے اور عزم کے سچے اون تمام آلام اور مصائب میں بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ اور قوم کی بدگوئی پر منہ موڑ کر ایسا نہیں کیا۔ کہ بالکل الگ تھلگ ہو گئے ہوں۔ نہیں بلکہ جو حادثہ اون پر گذرا۔ اونہوں نے اوس کو بھی خیالات قوم کی تبدیلی اور اصلاح کا باعث سمجھا۔ اللہ اللہ کس قدر عزم اور استقلال ہے۔ مگر یہ ارادہ یہ ذہن کسی ایسے انسان کے بدوں دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل سے جسمانی حجاب اور ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور اون کی بجائے نور اور روشنی بھر دیجاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اوس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور عالم ملکوت کے اسرار سے اوسے بہرہ وافر ملتا ہے۔ اور الٰہی ہستی اوس کو اپنے خاص سایہ میں لیتی ہے۔ تب یہ استقلال اور عزم اس کو ملتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے ریفارمر اور مصلح اون مصائب اور تکالیف کو جو قوم کی طرف سے اونہیں پہونچتی ہیں۔ نہایت لذت اور سرور کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ بہت سے ریفارمر جان سے گذر گئے۔ مگر اصلاح خیالات کا دروازہ کھول گئے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے وحشی اور نفسی انقلاب لوگوں کو معلوم نہوا۔ مگر آنے والی نسلوں کو اون کی موت ایک تاریک وحشت اور بہانتک جہالت سے روشنی میں لے آئی۔ اون کی قوم کو پتہ نہ لگا۔ مگر مؤرخوں نے یہ سراغ نکال لیا۔ اور پر زور الفاظ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا۔ کہ وہ **قومی شہید** تھے جو صرف **اصلاح قوم** پر نثار ہو گئے۔

ایک بڑی روک جو اون کے راہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور درحقیقت اوسی کو دور کرنا اون کا فن ہوتا ہے۔ وہ پرانے تقلیدی خیالات ہوتے ہیں۔ اون پرانے خیالات و معتقدات ہیں جو صرف رسمی اور تقلید کے طور پر اون کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں۔ انقلاب پیدا کرنا ایک امر عظیم و خطیر ہوتا ہے۔ تبدیل خیالات ہی انسان کو تاریکی یا روشنی میں لانے کا ذریعہ ہے۔ اور سچ پوچھو تو یہی ایک آلہ ہے۔ جس پر قومی شائستگی اور تہذیب یا وحشت و جہالت نکبت و شقاوت کا انحصار ہے۔ اور یہی ایک امر ریفارمروں کے پیش نظر ہوتا ہے جس پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ اور آج بھی دیا جا رہا ہے۔

ریفارمر کا تبلیغ پر حریص ہونا۔ اور اس امر پر زور دینا کہ ہماری طرف سے منادی کرو۔ ہمارے خیالات شائع کرو۔ اس کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ اصلاح خیالات ہو۔ اور نفس الامر میں یہی ایک مجرب نسخہ ہے۔ جو کامیابی کا پیارا پیارا مکھڑا دکھاتا ہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ جب بار بار تحریک ہوگی۔ اور تحریر سے تقریر سے خیالات میں ہوا تر امنگ۔ جوش اور لٹ پھیلایا جاوے گا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ طبائع اور نفوس اوس کے اثر سے متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ روشنی یا تاریکی پھیل رہی ہے۔ وہ خیالات ہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بارہا سخت تکالیف سے کبھی بھی نہیں گھبراتے۔ اور ہراساں و ترساں ہو کر پیچھے نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس طرح دریا پہاڑ کی سخت چٹانوں سے جا کر ٹکراتا اور اکثر مرتبہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوتا ہے۔ مگر ٹلتا نہیں۔ بار بار ادھر ہی جاتا اور ٹکریں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا راستہ بنا ہی لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ **ریفارمر** دنیا اور اوس کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی اونہیں پاگل کہے۔ وہ سنتے ہیں۔ سڑی اور شاعر کے پرواہ نہیں رکھتے۔ نفس پرست اور شہرت طلب اون کو کہا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی حالت سے ایسا استغنا ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ان باتوں کے وہ مخاطب ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اون کو مہجور القوم اور بسا اوقات ملک سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ مگر وہ اس پر بھی اپنے خیالات کی اشاعت سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ بھی ایک طریق اون لوگوں کی صداقت کی پڑتال کا ہے۔ کیونکہ جیسا ہم نے اس مضمون کے شروع میں کہا۔ ایسا عزم اور استقلال عام انسانی طاقت سے فوق اور بالاتر ہے۔

ریفارمر اپنے انتشار خیالات و اشاعت مقالات میں بہت زور دیتا ہے۔ اور وہ طبائع انسانی پر قابو پانے کی یہی سبیل دیکھتا ہے۔ لیکن انسانی طبائع چونکہ مختلف ہیں۔ اس لئے بہت سے لوگ تو ایسے

ہوتے ہیں۔ کہ جو اپنی سعادت اور فطرت ممیزہ سے بہت جلد خیالات کا مبادلہ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک تحریر یا تقریر۔ ہر ایک کلام اور فقرے کو خوب غور سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو دو اور دو چار کی طرح جانتے ہیں۔ کہ انسان زبان قلم یا قلم زبان سے جو بات نکلتی ہے۔ وہ ایک بے معنی اور بے سروپا ہوا نہیں ہوتی۔ بلکہ اوس میں بسا اوقات سحر کہو۔ یا افسون معجزہ کہو یا کچھ اور غرض ایک ایسی طاقت اور قوت ہوتی ہے۔ جو بہ شرطیکہ سننے والے کی استعداد اور قابلیت ہو۔ کانوں کی راہ سے دل میں اتر جاتی ہے اور اوس پر جاکر اپنا قابو پا لیتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے کسی نے کہا ہے۔

سخن سحر است اگر گفتن بداند

اور دفعۃً خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ مگر یہاں یہ امر بھی بحضور دل یاد رہنا چاہئے۔ کہ ایسا موثر کلام عام لوگوں کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا اعجازی اثر بھی اون لوگوں ہی کی زبان میں رکھا جاتا ہے جس کی مخالفت خدا کی ناراضی اور موافقت اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا موجب ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پرانے دنیا نویسی خیالات کے لوگ جن کو دوسرے لفظوں میں مخالف الرائے بھی کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ کوشش کرتے اور تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اوس کی باتوں کو نہ سنا جاوے۔ اور اوس کی تحریروں کو نہ پڑھا جاوے۔ کیونکہ وہ ناعاقبت اندیش بدباطن حاسد اس امر کو خوب جانتے ہیں۔ کہ اون کے کلام میں وہ اعجازی اثر اوس زبردست طاقت نے رکھا ہوتا ہے جو دلوں پر حکومت کرتی ہے۔ پس یہ بھی ایک معیار ہے۔ جو ایک ریفارمر کی صداقت کا کہ اوسکی تحریروں یا تقریروں کے سننے یا پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔ اور ان میں دوسری طرف یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ جونہی خالی الذہن ہو کر پڑھا یا سنا۔ جھٹ اوس کا مقناطیسی اثر دل پر ہوا۔ ہاں سعادت اور رشد کی استعداد ہونی چاہئے۔ جیسے بارش آسمان سے آتی اور برکات اور فضل الٰہی کو ساتھ لاتی ہے۔ مگر شورہ زمینیں اوس کے فیض سے بالکل بے نصیب رہتی ہیں۔ اسی طرح سے ہم عالی ریفارمر اور روحانی مصلح کی باتیں بھی اوسی بارش کے ہم رنگ ہیں۔

سورج کی شعاعیں وہیں پڑ کر اپنا فیضان اور نور پہونچا سکتی ہیں۔ جہاں اون کی آمد کے لئے روزن اور جھروکے ہوں۔ اگر کوئی نادان اپنی کھڑکی بند کرے اور پھر چاہے کہ سورج کی روشنی اندر آوے۔ تو یہ تو ممکن ہی نہیں۔ پس ریفارمر کی برکتوں سے مستفیض ہونے کے لئے اول ضروری ہے۔ کہ سردل اور صبر اور استقلال سے اوس کی باتوں کو سن لیا جاوے۔ اور پھر غور کیا جاوے۔ اور ایک مستعد دل لے کر اون سے استفادہ کرنے کی جد وجہد کی جاوے۔ پھر اللہ کریم اپنے وعدہ کے موافق اوس پر اپنی راہیں کھول دیتا اور آسان کر دیتا ہے۔ اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ کسی سپیکر یا لیکچرار یا کسی ریفارمر کے کلام نے آناً فاناً میں انسانوں کے قلوب کو ادھر سے ادھر کر دیا ہے۔ بزدلوں اور کاہلوں کو مرد اور جرأت و چالاک بنا دیا ہے۔ مغلوب لشکر کو غالب اور مضبوط اور آہنین قلعوں کو فتح کر دیا ہے۔ اور بعض اوقات ایک نامرد اور پوچ آدمی کے اقوال نے فاتح قوم کو مفتوح اور غالب کو مغلوب بنا دیا ہے۔ تواریخ ایسے عبرت خیز واقعات کی شاہد عدل ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو پرانے دنیاوی خیالات اور تقلیدی بندھنوں میں کچھ ایسے طرح اسیر ہوئے ہیں۔ کہ وہ ان خیالات سے نکل کر ایک ناصح مشفق کی باتوں کو بھی نہیں سننا چاہتے۔ اور یہی نہیں۔ کہ وہ اون بیش بہا معارف اور حقائق سے بے پرواہ ہیں۔ بلکہ ایسے خیال اور یقین والوں کو اپنا ہر طرح سے دشمن سمجھتے ہیں یہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو ملاء اعلیٰ میں ملعون یا مردود کہلاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ آسمانی لعنت کے نیچے آ کر خدا سے بہ کلی دور جا پڑتے ہیں۔ اس لئے اون پر حق و باطل کا انکشاف ہو نہیں سکتا۔ اور یہ وہی لوگ ہیں۔ جو ازلی محروم کہلاتے ہیں وہ سعادت مندی کی راہوں کی طرف ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتے۔

ایسے لوگ عموماً وہ ہوتے ہیں جن کی نسبت کسی حد تک یہ جائز ہے۔ کہ کہا جاوے کہ اون کے دل پر جو مہر عرصہ دراز سے لگ چکی ہے۔ اوس پر دوسری مہر نہیں لگ سکتی۔ اون کے لئے بہت بڑی زبردست **اصلاحی** قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اون کا دل ایک بڑی بھاری چٹان کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا آندھی اور سیلاب سے جنبش کھانا اگر محال نہ ہو۔ تو ممکن مشکل ضرور ہے۔ مگر سچے **ریفارمر** آسمانی تائیدات لے کر آنے والے **ریفارمر** ایسے لوگوں کی اصلاح سے بھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتے۔ کیوں؟ اون کی ایمانی اور توکل کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے زبردست اور ہیبت ناک ہاتھ کے سامنے کوئی چیز **ان ہونی اور نہیں** نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی ظاہر پرست ہمارے اس جملے پر اعتراض کرے کہ ہر ایک شخص خدا تعالےٰ کو ایسا ہی ایک قادر مطلق خدا مانتا ہے۔ تو ہم اوس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہیں گے۔ کہ صرف لفظی اور لسانی طور پر۔ ورنہ وہ ہمہ قدرت ہستی کو اگر ویسا ہی مانتا۔ پھر اپنی ادنےٰ ادنےٰ احتیاجوں اور ضرورتوں پر غیر اللہ کی جھوٹی خوشامدیں اور بیجا منتیں کیوں کرتا۔ اور خدا تعالےٰ پر طرح طرح بدظنیاں اپنی عملی حالت سے کیوں کر کے دکھلاتا۔ پس درحقیقت یہ سچا درجہ یقین اور توکل کا ان لوگوں ہی کو ملتا ہے۔ جو اوس کے عرش کے سامنے اپنی روح کو سجدہ میں پھینک دیتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو ایک خاص سکینت اور تسلیت ملتی ہے۔ اس لئے وہ سنگ دل سے سنگدل انسان کی اصلاح اور رو براہ ہونے سے کبھی مایوس نہیں ہوتے اور لحظہ کے لئے بھی تنگدل ہو کر نہیں بیٹھتے۔ انہوں نے ایسے موقعوں پر اپنے ریفارم کی طاقت کو دو چند اور چہار چند بلکہ دہ چند کر دیا ہے اور بار بار کی طاقت اور مزاحمت اور نبرد آزمائی سے بھی اُس بھاری چٹان کو اصلی مرکز سے ہٹا دیا۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مسیح نے انجیل میں اشارہ کیا ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑ کو اگر کہو گے تو اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا۔ غرض ایسے سنگدل انسانوں کے خیالات کی اصلاح کے لئے مصلح اور ریفارمر کی ایمانی طاقت کی قوت جس قدر زبردست ہوگی اسی قدر زیادہ کامیابی کی امید ہے اور سچے ریفارمر کا یہ خاصہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ایسے لوگوں کی اصلاح کی طرف آتا ہے جو اُس کی طرف آنے سے اور اُس کی باتوں تک سے نفور اور گریزاں ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنی **اصلاح کی قوت** کو جیسا اوپر بیان کیا ہے زبردست کر دیتا ہے جیسے جب کسی انجن کے ساتھ زیادہ گاڑیاں ہوں یا کسی بہت بڑی بھاری سنے

کی نقل مکانی مطلوب ہو تو اوس کی سسٹیم نقوت وخالی، بڑھا دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے جیسے جیسے دل قابل اصلاح اوسے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اوس قدر اوس کی سسٹیم آف ریفارمیشن کو تیز کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کامیاب اور بامراد ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر بالغ خرد ناظرین اور غور کرنے والی طبیعتیں راستبازوں اور ماموران من اللہ کی تبلیغ کا جوش دیکھ کر بھی اون کی صداقت اور اون کے مشن کی عظمت کو پاسکتے ہیں۔ کیونکہ جس قدر زور اور ہمت وہ اپنے مشن کی تبلیغ میں صرف کرے گا۔ اوسی قدر اوس کی صداقت کا راز کھلتا جائے گا۔ عالم مفتری کبھی اور کسی حال میں اپنی تبلیغ میں مستقل مزاج اور اپنے ارادہ میں پکا نہیں ہو سکتا۔ پس جب تم دیکھو۔ کہ کوئی مرد خدا ایک زبردست اور پرزور انجن کی طرح اپنے مشن کی تبلیغ میں چلا جاتا ہے۔ تو اوس کی تکذیب اور انکار سے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ پھر اندیشہ ہی ہے۔ کہ جیسے ایک تیز دوڑتے ہوئے انجن سے ناداں بیل ٹکر مار کر مقابلہ کرنا چاہتا ہو اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اوس فانی مرد کا مقابلہ ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ جوش درحمت اوس کو بجز اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کے سہارے اور ثبات کے نہیں مل سکتی۔

یہ امر بھی خوب یاد رہے۔ کہ جس تحریر یا تقریر سے لوگ متاثر نہیں ہوتے۔ تو یہ یا تو متکلم یا مقرر کا قصور ہے۔ اور اوسے وہ سچا جوش عطا نہیں ہوا۔ اور یا اور دلوں تک پہونچا دینے کا کافی ذریعہ حاصل نہیں ہوا۔ مگر آخر الذکر صورت کم ہوتی ہے۔ جب خدا کسی مصلح کو بھیجتا ہے۔ تو اوس کے لئے وہ سب سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اوس کی آواز کو پہونچانے اور موثر بنانے کے لئے اوسے ضروری ہوتے ہیں۔ ہم اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سچے ریفارمروں کے لئے یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ اون کو ایسے سامان ملیں جو ہر حال اور ہر میدان میں اون کی تضحیک کا موجب ہوں۔ بلکہ یہ خدا تعالےٰ کا خاص وعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں الٰہی نصرتوں کو ہر آن اور ہر لحظہ میں اپنے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ایک اور معیار ہے۔ ناصح مشفق اور حقیقی

راستباز اور مصلح اصلاح کی صداقت کا۔ یعنے اوس کو ایسے اسباب ملتے ہیں۔ جو ہر حالت میں اوس کے لئے مفید اور اوس کے مخالفوں کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

قادیان میں بدمعاشوں کا حوصلہ
اور
ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی قابل تعریف کوشش

ہم نے آج تک بہت کم ایسی باتوں پر ایکشن لیا ہو جو عام معاملات سے متعلق ہیں۔ لیکن اون معاملات پر جو امن عامہ اور عام بنی نوع انسان کی ہمدردی کے متعلق ہوں۔ ضروری امور سے پہلو تہی کرنا ایک اخبار نویس کا فرض منصبی اجازت نہیں دیتا۔ ہم کو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ مقامی حکام کو ہماری رائے نے کہاں تک مدد دی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں پر یہ امر خوب روشن ہے۔ کہ امرتسر کی اخباری دنیا میں جس قلم نے مقامی حکام کو مفید مشورتیں اور بروقت امداد دی ہے۔ وہ وہی قلم ہے۔ جو آج الحکم کی روح و رواں ہے۔ بلکہ اوسی فخر حاصل ہے۔ کہ امرتسر کے مقامی حکام نے اوس کی خدمات سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اوس کو ایک وقت خاص پر بطور سپیشل پولیس آفیسر مقرر کیا۔ اور اوس کی خدمات بہ حیثیت سپیشل پولیس آفیسر سے خوش ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر ضلع امرتسر نے خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی عطا فرمایا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا فخر رکھتے ہیں۔ کہ ہماری رائے اس معاملہ میں کچھ کم اثر انداز نہ ہوگی۔

چند روز سے قادیان میں رات کو بدمعاشوں کی خطرناک جراتوں نے اہالیان قادیان کو سخت تشویش اور فکر میں ڈال رکھا ہے۔ یہ بدمعاش ابھی تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ خاص قادیاں کے باشندے ہیں یا بیرونجات سے آتے ہیں۔ ان کو لاٹھیوں اور گنڈاسوں وغیرہ سے مسلح ہو کر آتے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔

دو تین دن تک تو متواتر حاکم علی نام کنسٹبل متعینہ قادیاں کی سرتوڑ کوشش سے اہل شہر کسی قسم کے مالی یا جانی نقصان سے محفوظ رہے مگر اس نامراد گروہ کی ضدیت اور غصہ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی چنانچہ ۱۸ مئی ۱۹۴۱ء کی شب کو یہ مسلح گروہ پھر آیا اور متعدد مقامات پر کلوخ اندازی کرتا رہا اور ایک عورت اور ایک ہندو پر اینٹیں پڑیں آخر اُن کا مقابلہ چوکیداران و دیگر مع کنسٹبل مذکور بھی ہو گیا۔ یہ لوگ لاٹھیوں۔ اور گنڈاسوں سے مسلح تھے اس لئے کمزور جماعت چوکیداران کی جس کی تعداد چھ سات تھی اُن کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے لہذا علی الصباح محمد بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ (جو ایک مضبوط جفاکش محنتی آدمی ہے) کو اطلاع دی گئی جو فی الفور ایک معقول انتظام کے ساتھ تشریف لائے۔ چنانچہ اونہوں نے رات کو آتے ہی مختلف مقامات پر متعدد آدمیوں کا پہرہ ایسے ڈھب سے لگایا جس سے اون کی انتظامی قابلیت اور لیاقت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اور آپ بہ نفس نفیس چوکیداروں کے ہمراہ تمام رات گشت کرتے رہے۔ چنانچہ ایڈیٹر الحکم بھی اس مجمع کے ساتھ رات بھر گشت کرتا رہا۔

یہ امر دیکھ کر ہم بٹالہ پولیس سٹیشن کے متعلقہ دیہات کو مبارک باد دے سکتے ہیں۔ کہ اون کو ایک محنتی۔ اور جفاکش اور اسپر خلیق پولیس افسر ملا ہے۔ یہ امر بھی کچھ کم باعث خوش نصیبی نہیں۔ کہ اون کا ماتحت شیخ محمد شریف سارجنٹ بھی تندہی اور جفاکشی میں اپنے قابل افسر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ ہونہار نوجوان بہت جلد ترقی کے مدارج طے کرے گا۔

بہرحال ہم کو اس وقت کسی کی تعریف یا تذمیم سے کام نہیں۔ ہم کو یہ امر دکھانا ہے۔ کہ بدمعاشوں کی یہ جرأت اور حوصلہ بہت ہی خطرناک ہے۔ گو ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے معقول انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی انتظام کی وجہ سے ۲۲۔ کی رات کو بالکل امن رہا۔ لیکن ہمارے خیال میں اس امر کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

کہ انتظام بدمعاشوں کے لئے پولیس فورس کو اس علاقہ میں ... پولیس کی معرفت ... پہنچایا گیا۔ ہم نے اپنے طور پر جو بعض اشخاص کی طریق معاش و عام چال چلن کے متعلق ڈائری طیار کی ہے۔ اور اس کو ہم جلد ... پولیس کے اعلیٰ آفیسر کے پاس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امر پولیس بٹالہ کے لائق آفیسر کے لئے ضرور قابل لحاظ ہے۔ کہ قادیان پر حملہ کرنے والے بدمعاشوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں ڈاک تھانہ قادیان کے ایک چھٹی رساں شیخ فضل الٰہی نے بھی جو ایک مستعد طبیعت کا نڈر سا آدمی ہے۔ بہت مدد دی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ وہ چوکیداروں کے ساتھ متواتر کئی شب پھرتا رہا۔ اور ۲۲ مئی کی شب شنبہ کو بھی رات بھر ڈپٹی انسپکٹر کے ہمراہ ہی رہا۔ یوں تو ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں پولیس کو مدد دے۔ مگر ایسے لوگوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے بھی ضرور پولیس اتھارٹیز کو توجہ فرمانی چاہئے۔ اس معاملہ کے متعلق ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ فضل الٰہی جیسے مستعد اور پر غور طبیعت کے چالاک انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم دوسرے موقع قادیان کے انتظام کے متعلق پولیس اتھارٹیز کو مفید رائیں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو ہم نے ذاتی تجربہ سے حاصل کی ہیں۔ اور وہ معلومات دیں گے۔ جو یہاں رہ کر ہم نے بہم پہونچائے ہیں۔

حضرت اقدس کے کلماتِ طیبات

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں جب ۲۲ مئی ۱۹۱۰ء کو قادیان دارالامان گیا تھا۔ تو حضور مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھے چند ایک کلمات مشتمل بر پند و نصائح فرمائے تھے۔ کہ میں لاہور کی جماعت کو پہنچا دوں۔ سو میں نے ان کلمات کو لے کر جہاں تک مجھے یاد رہ سکا۔ ایک مضمون لکھا۔ اور جلسہ فرقانیہ لاہور میں پڑھا۔ اور اُس کی نقل آپ کو ارسال کرتا ہوں۔ تاکہ اگر مناسب ہو تو درج اخبار فرمادیں۔

وہو ہٰذا

’’فرمایا۔ لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے السلام علیکم کہ دیں۔ اور ان کو سمجھاویں کہ دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اُس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اُس سے بچنے والے وہی ہیں۔ جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اُس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دیگا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور اون کی حفاظت کرتا۔ اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے اون کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالےٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ بناؤ گے۔ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی + ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے اور انجمن کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خُلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ اور انجمن کے ممبروں کے ذہن نشین کراؤ کہ ایسا میموریل فی الحقیقت دین کو ایک نقصان دینے والا امر ہے اور اسی واسطے ہم نے اس کی مخالفت کی کہ دین کو صدمہ پہنچتا ہے۔‘‘

اس کے بعد میں نے اپنی جماعت لاہور کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے اسکے واسطے خاص دعا کے لئے درخواست کی۔ اور ہر ایک جو اسکو پڑھے اسکے آگے ہماری درخواست ہے کہ وہ ہمارے لئے خاص طور پر دعا کرے کہ ہم پنجاب کے صدق مقام میں ہیں

مرقومہ نیاز۔ محمد صادق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

۲۲ مئی ۱۹۱۰ء

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مندرجہ ذیل خطوط عالی جناب سیدنا مسیح الزمان و مہدی دوران حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد نے ہمارے بھائی قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ کے نام اون دنوں میں لکھے تھے۔ جب کہ مخالفین اون کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دے رہے تھے۔ مکتوب نمبر دوم کے مطالعہ سے ہمارے ناظرین کو خصوصاً معلوم ہوگا۔ کہ یہ گرامی نامہ ایک جلیل القدر پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ جس کو ہم نے جلی قلم سے شائع کیا ہے

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

محبی مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا محبت نامہ کل کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہموم غموم سے نجات بخشے۔ اہل حق کو اوائل میں تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ مگر آخر اُن تکالیف سے نجات پاتے ہیں۔ اب آپ ایک تجرد کی حالت میں ہیں۔ اگر اس عاجز کے پاس ہی آبیٹھیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح خدا تعالےٰ آپ کی ضرورت کا متکفل ہو جائے گا۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مومن کی نظر خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت پر ہوتی ہے۔ نہ اسباب پر۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ پہلے بھی یہی بات زبانی کہی تھی۔ عمر ناپائدار اور کارخانہ دنیا ہیچ در ہیچ۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس عمر کے ہم سب لوگ موت کے کنارے بیٹھے ہیں۔ اور آسمانی آسمان ہر ایک کو اپنے وقت پر پہنچیگی اس صورت میں فکر موت بہت مقدم ہے۔ تا حسرت کے ساتھ جان نہ نکلے۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہر ایک نیک کام کی قوت بخشے۔ اور اپنی محبت میں ترقی عطا کرے۔ آمین۔ آتھم کی پیش گوئی کی نسبت ایک مبسوط رسالہ اسی جگہ قادیان میں چھپ رہا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ القدیر دو ماہ تک شائع ہوگا۔ پھر اس عرصہ کے بعد یاد دلانا چاہئے۔ تمام دوستوں کو السلام علیکم

خاکسار غلام احمد ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بہ دریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ جس قدر ابتلا آں مکرم کو پیش آیا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کے مستقیم الحال بندوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ تا ان کی استقامت اور قوت ایمانی لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا وہ اس ذریعہ سے بڑے بڑے ثواب حاصل کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سخت دل مخالف لوگوں نے جو ہمارے ہی قوم کے علماء اور ان کے ہم خیال ہیں۔ اپنی فتنہ اندازی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور اگر ان کی اختیار میں قتل اور سفک دماء ہوتا۔ تو وہ بھی کر گذرتے۔ مگر خدا تعالےٰ نے عنان حکومت ایک دوسری قوم کو دے دی ہے۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ **ہم کو اور ہماری جماعت کو اس ابتلا میں نہیں چھوڑے گا اور وہ دن جلدی آنے والے ہیں کہ حق کی چمک لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور مخالف حق کے نادم اور غائب ہوں گے**۔ جناب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کو دیکھو کہ کیا کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دکھ درد اٹھانے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور سب دوست دشمن ہو گئے۔ لیکن آخر خداوند تعالیٰ نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور اسلام کو زمین میں جما دیا۔ **یہی حال اس جگہ ہوگا۔ اور مخالفوں کو بجز سیاہ روئی اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا خدا تعالیٰ اُن کی بد دعائیں انہیں پر ڈالیگا اور وہ گردشیں جن کی وہ انتظار کرتے ہیں انہیں پر پڑیں گی**۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ تین چار ہفتہ کے لئے قادیان میں تشریف لے آویں اور قاضی محمد یوسف صاحب ساتھ آجائیں اس میں انشاء اللہ القدیر آپ کو روحانی فائدہ ہوگا اور قاضی صاحب کے لئے بھی بہتر ہوگا۔ انسان جس چیز کا قصد کرتا ہے خدا تعالیٰ وہ میسر کر دیتا ہے۔ یہی بات قاضی صاحب کو بعد السلام علیکم میری طرف سے کہہ دیں کہ آپ کے ساتھ بالاتفاق تشریف لے آویں آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے نہ زمانہ کا کچھ اعتبار نہ عمر کا کچھ بھروسہ بہتر ہے کہ ضرور آجائیں اور قاضی صاحب کو ساتھ لے آویں مگر تین چار ہفتہ کے لئے وہاں کا کچھ بندوبست کر آویں۔ باقی عند التلاقی۔ آپ کے خواب کا پرچہ میں نے رکھ لیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر شائع کروں گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

الانذار

ہمارے ناظرین ایک عرصہ سے الانذار نام ایک رسالہ کا اشتہار ٹائیٹل پیج پر مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ رسالہ مذکور ایک عجیب شان سے چھپ رہا ہے اس رسالہ کی ترتیب کے لئے خدا تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اس کی قدرت نمائیوں پر ایک نئی شان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ابتدا میں صرف یہی خیال تھا کہ سید حامد شاہ صاحب کی نظم ہی کو چھاپ دیا جاوے گر بعد میں چوہدری رستم علی خاں صاحب کی ایک فارسی نظم کو ساتھ شائع کردینے کا خیال پیدا ہوا۔ ابھی پریس میں باقاعدہ رسالہ مذکور بھی نہ گیا تھا کہ خدا تعالےٰ نے جلسہ طاعون کا ڈھنگ ڈالا۔ اس پر ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ جلسہ طاعون کی کارروائی بھی اسکے ساتھ ہی شائع کردی جائے۔ مگر ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے ایک جدید ترتیب میں جلسہ طاعون کی کارروائی کا فوٹو ناظرین کو دکھایا ہے۔ مگر چونکہ وہ مختصر سا اشتہار حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے اندراج کا متحمل نہ ہوسکتا تھا اور یہ ضروری تھا کہ وہ تقریریں بھی شائع ہوں الحکم کے کالم بھی اس قدر طویل تقریروں کے متحمل نہیں ہوسکتے لہٰذا جلسہ طاعون کی روئداد کو الانذار کے ساتھ ضمیمہ کردیا اور اب الانذار کی ترتیب مضامین یہ ہے۔

الانذار (سید حامد شاہ صاحب کی پر درد نظم) قصیدہ فارسی (از چوہدری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر) **طاعون** اشتہار حضرت اقدس آپ پہلے پہل طاعون کی بابت شائع فرمایا۔ اشتہار جلسہ طاعون میموریل اصلاح میموریل انجمن حمایت اسلام جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تقریر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ تقریر

حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان صاحب سلمہ الرحمان

کارروائی جلسہ طاعون از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس۔ آخیر میں ارادہ ہے کہ طاعون کے متعلق اپنے احباب کی خوابیں بھی

بشرطیکہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مؤکد کرکے ہمارے پاس بھیجدیں۔

اور حضرت اقدس کے الہامات بطور ضمیمہ درج کردیں۔ اور خیال تو یہی ہے کہ فرنا دیدر و یا الابلاغ جو حضرت اقدس کا ایک عظیم الشان اشتہار بغرض تبلیغ و اتمام حجت بر اہل اسلام شائع ہونیوالا ہے ساتھ ہی درج کریں۔ اگر رسالہ کی ضخامت نے اجازت دی یا احباب نے خواہش ظاہر کی تو وہ بھی منضم کیا جاوے گا۔ آئندہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا کیا نہیں بہر حال الانذار طبع ہورہا ہے۔ ہمارے بالغ خرد ناظرین اور معزز مخدوم اگر کوئی رائے دینا چاہیں تو ممکنہ عجلت میں بھیجدیں مشکوری کا موجب ہوگا۔ تخمیناً تین جزو کا رسالہ ہوگا قیمت ۲ ر بلا محصولڈاک درخواستیں اڈیٹر الحکم کے نام بہ اجازت وی۔پی یا نقد قیمت سے آئیں۔



۱۴ مئی ۱۸۹۸ء کی رات کو ہمارے مکرم مخدوم جناب میرزا خدا بخش صاحب تحصیلدار نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے گھر خداوند کریم کے کمال فضل و کرم سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہم اس مولود مسعود کی تولید پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ علے العالمین مسیح الزمان سلمہ الرحمان کے پاک قدسی اور مبارک گھر میں اس بچہ کا جنم لینا امید دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے برومند کریگا۔ اور پاک زندگی عطا کرے گا اس لئے ہم دُعا مانگتے ہیں کہ خدا تعالےٰ مولود مسعود کو اپنے والدین کی نظروں میں عمر طبعی تک پہنچادے اور دین اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند کرے اور اس پر اپنے فضل کا ہاتھ ہر آن رکھے۔ آمین

جناب میرزا خدا بخش صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام کو تین روپیہ کی مٹھائی تقسیم کی اور مدرسہ کے فنڈ میں بھی مناسب امداد دی۔ الحمدللہ آج تک بچہ اور زچہ عمدہ صحت میں ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

گرجا گھروں میں لارڈ بشپ کی طاعونی دُعا

لاہور کے بشپ پادری نے پنجاب کے کل گرجا گھروں میں پڑھے جانے کے لئے یہہ دعا لکھی ہے۔ پنجاب کے سب گرجا گھروں میں یہ پڑھی جاتی ہے۔

اے ہمارے خدا جس نے اپنی نامعلوم حکمت سے حکم دیا ہے۔ کہ اس ملک کے بعض شہروں میں مرض طاعون پھیلے۔ اور اس صوبہ میں بھی داخل ہوا اپنے رحم سے اس کی بربادی کو روک دے اور اس کو ملک میں پھیلنے دے اور غالب آنے دے۔ لوگوں کے دلوں کو موڑ دے کہ اُن کی حفاظت کے لئے جو بندوبست ضروری ہو اُس کی اعانت کریں۔ اے خدا تو خود اُن لوگوں کی حفاظت کر جو طاعون زدہ لوگوں کی بیمارداری کرتے ہیں اور اس سزا کو لوگوں کے لئے خیرات اور ہمدردی میں متحد ہوجانے کا ذریعہ بنادے۔ یہہ دعا ہماری اے خدا حضرت کے واسطے قبول کرلے۔ آمین۔

اس دُعا کے آخری فقرہ سے ناظرین کو حضرت عیسےٰ اور خدا میں مغائرت معلوم ہوگی جو عیسائی عقیدہ تثلیث یا الوہیت مسیح کے خلاف ہے

یہ دعا جس جملہ سے شروع ہوئی ہے جو انجیل کی ناتمام اور ناکمل تعلیم کا نتیجہ ہے بے شک انجیل میں وہ اسرار اور رموز نہیں جو وبا کی انتشار کا موجب ہوتے ہیں یہ یہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۴ و ۱۵ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۶ و ۱۳ جون ۱۸۹۸ء ع ۱۴ ثر | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے
ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا
میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں
ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے
یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت
اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں
اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن
(خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع
اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب
کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ
سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے
احباب پوری توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہوا کریں۔ اگر سو
آدمی بھی اس سلسلہ کے ممد ہو جاویں۔ اور سو سو ٹریکٹ
۹ روپے صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار
ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار
اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے
لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ
کا ہر ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم
کیا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس
سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار
حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز
کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے
احباب بدل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری
سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے
مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بلا محصول ۲ر
محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۲ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب
سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی
کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند
سیج بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے
ہیں۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۵

چونکہ بندہ کچھ تو سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا اس لئے آرام کی فکر پڑی۔ اسجگہ تو سونا مناسب نہ جانا کیونکہ شور وغل کی وجہ سے نیند کا ہیکو آنے لگی تھی آخر اُنکے افسر جمعدار کو بلوا کر کہا کہ ایک آدمی مجھے دو کہ سرائے میں چھوڑ آوے چنانچہ اس کی وساطت سے میں سرا میں پہونچا اور وہیں صبح کی۔ کراچی کی سرائے بہت عمدہ سرا ہے۔ اسکے وسط میں ایک چھوٹا سا باغیچہ اور ایک پانی کا نلکا ہے۔ اور ایک کونہ میں پلے خانہ وغیرہ بہت عمدہ بنا ہے جس سے مسافر کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے۔ اور ہر مسافر کے لئے ایک عمدہ وسیع کوٹھڑی پتھر کی عمارت کی ہے۔ جس میں ایک دریچہ اور ایک دروازہ ہے۔ دروازے عمدہ اور مضبوط ہیں اور کل کوٹھڑی بھی اچھی محفوظ ہے۔ فرش پکا چونے کا ہے۔ چارپائی بھی کرایہ پر مل جاتی ہے۔ اور اس کا انتظام ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔

صبح کو ٹھکر بندہ پھر اسی مکان میں آیا جہاں قلی لوگ تھے۔ اور ایک کو ساتھ لیکر اپنے مہربان اور مربی محسن بابو صاحب بابو حسین بخش صاحب سپروائزر یوگنڈا ریلوے کے مکان پر پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی خبر سُننے میں آئی کہ جہاز تین دن کے بعد روانہ ہوگا۔ کیونکہ افریقہ کی طرف ہندوستان سے برٹش انڈیا کمپنی کے جہاز جاتے ہیں صرف ایک جہاز برکن لائن کا چلتا ہے۔

برٹش انڈیا کمپنی وہ کمپنی ہے جس کا ٹھیکہ یوگنڈا ریلوے کے ساتھ ہے اور سامان وغیرہ ممباسہ پہونچا دینے کا کام اسکے ذمہ ہے۔ دراصل جہاز کی روانگی کی تاریخ آج ہی ۱۵ رفروری تھی مگر کمپنی کو ایسی دقتیں پیش آگئی تھیں کہ مجبوراً اسے مقررہ تاریخ کے بعد ہی جہاز روانہ کرنا پڑا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس مہینے کے آغاز میں ہی (مقررہ تاریخ یاد نہیں) سوائے جہازوں کے کپتان کے باقی کل افسران وغیرہ و ملاحان نے ایک ماہ پیشتر نوٹس دیا ہوا تھا کہ اگر ہماری تنخواہ میں اضافہ نہ کیا جائے گا تو ہم کام بند کردیں گے۔ وہ تاریخ پہونچتے ہی اس کمپنی کا جو جو جہاز جہاں جہاں جس بندر پر تھا وہیں کھڑا رہا اور ان لوگوں نے خدمات جہاز سے انکار کردیا اسی وجہ سے ہمارا جہاز بھی روانہ نہ ہو سکا۔ سنا گیا کہ چونکہ اس کمپنی نے ڈاک پہونچانے کا ٹھیکہ بمبئی سے کراچی تک کا لیا ہوا تھا اس لئے اُس ایفائے عہد کی خاطر چھ ہزار روپیہ کسی اور جہاز کو دیکر ڈاک کراچی پہونچائی گئی تھی۔

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کے انتظام کی کچھ تفصیل ہدیۂ ناظرین کردیجائے۔ سو واضح ہو کہ اکثر بڑے جہازوں میں ایک چیف افسر اور تین چھوٹے افسر جنکو فسٹ آفیسر سیکنڈ آفیسر تھرڈ آفیسر کہا جاتا ہے ہوتے ہیں۔ اور ایک چیف انجنیر اور اسی ترتیب سے اس کے ماتحت تین انجنیر ہوتے ہیں جنکو فسٹ سیکنڈ اور تھرڈ انجنیر کہتے ہیں۔ ایک کلارک ہوتا ہے اور ان سب کے اوپر افسر کپتان جہاز ہوتا ہے۔ چیف انجنیر جہاز کی ہر ایک کل اور پرزے اور مشین کا ذمہ وار ہوتا ہے اور دوسرے افسران سامان لادنے اتارنے حساب کتاب درست رکھنے ہر ایک چیز بک شدہ کو اس کے مقررہ مکان پر پہونچانیکے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ ان افسروں نے کلی طور پر اپنے آپ کو کپتان کے حوالہ کیا ہوا ہوتا ہے اور اس کی اطاعت میں محو رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ رات دن کی خدمات کے علیحدہ علیحدہ خلاصی لوگ ہوتے ہیں جن کی تعداد ۳۰ چالیس تک ہوتی ہے۔ ان میں بعض مثل جمعدار یا ہیڈ جمعدار کے ہوتے ہیں جنکو سرنگ اور ٹنڈیل کہا جاتا ہے۔ کل خلاصی ان دو عہدہ داران سرنگ اور ٹنڈیل کے کہنے میں چلتے ہیں اور ان ہر دو کو انپر کامل اختیارات ہوتے ہیں۔

اسوقت ہم اتنی ہی تفصیل بیان کرکے باقی کو کسی آیندہ آرٹیکل پر چھوڑتے ہیں جہاں بڑی تفصیل سے انتظام جہاز کا بیان کریں گے۔ جہاز کی رکاوٹ کے اسباب کے لئے چونکہ اتنی ضرورت تھی اس لئے ان کا بیان کیا گیا۔ چونکہ حسب ضوابط جہازرانی کوئی جہاز سفر نہیں کر سکتا جبتک اُس میں کم سے کم تین افسر یعنے ایک کپتان اور دو اور نہ ہوں اور جس جہاز نے روانہ ہونا تھا اس میں سے افسر حسب نوٹس کام چھوڑ گئے تھے اسلئے مقررہ تاریخ سے تین دن کے بعد جہاز کی تاریخ روانگی قرار پائی۔

محمد افضل - ۱۷ اپریل سنہ ۹۸ء

افریقہ کے سانپوں کا تھوک

ماہ اپریل سنہ ۹۸ء میں تین چار کیس ہسپتال میں ایسے آئے جنکی آنکھوں میں سانپ نے تھوک دیا تھا۔ یہاں کئی اصلی باشندے جنکو سواہلی کہتے ہیں وہ کہا کرتے ہیں کہ اگر سانپ تمہارے مقابلہ پر آوے تو تم اُس آنکھوں کا نشانہ کرکے تھوک دو تو وہ اندھوں کی طرح ہوکر بھاگ جاویگا ورنہ وہ تمہاری آنکھوں میں تھوک دیگا۔ اُنکی اس کلام کو ہر ایک فرد بشر ایک تمسخر کی نظر سے دیکھتا تھا۔

کچھ دن ہوئے کہ ممباسہ کے میڈیکل آفیسر صاحب کلنڈنی ہسپتال کے یوروپین وارڈ میں ایک بیمار کا علاج رات کو کر رہے تھے کہ انکو چارپائی کے تلے ایک سانپ جو کوبرا کی قسم سے تھا نظر آیا۔ انھوں نے دوسرے ملازمین کو بلاکر ایک لکڑی منگوائی اور اسکو اس لکڑی سے ضرب ماری۔ جونہی کہ انھوں نے لکڑی ماری فوراً اپنی آنکھوں میں ایک سخت سوزش اور خارش محسوس کی اور آنکھوں کے کھولنے پر اپنے آپ کو قادر نہ پاکر وہ نیٹو وارڈ کی طرف دوڑے اور آکر ہاسپٹل اسٹنٹ صاحب میاں رحمت علی کو جگاکر کہا کہ سانپ نے میری آنکھ میں تھوک دیا ہے مجھے زندگی کی امید نہیں۔ اگر میں اس سے مرجاؤں تو اخبار میں یہ آرٹیکل ضرور دیدینا کہ فلاں فلاں میڈیکل آفیسر سانپ کے تھوکنے سے مرا ہے۔ ہاسپٹل اسٹنٹ صاحب کو چونکہ کبھی ایسے مریض سے واسطہ نہیں پڑا تھا اس لئے وہ خود بھی حیران تھے مگر تجربہ اور عقل خداداد سے جسنے انکو یہاں اعلیٰ سے اعلیٰ آفیسر سے لیکر (باقی آیندہ)

دلچسپ چٹھیاں

نمبر ۲

کوئٹہ - ۱۰ مئی سنہ ۹۸ء

حضور اقدس

السلام علیکم - میرے ایک مسلمان دوست کے دل میں سوال پیدا ہوا ہے کہ جب کوئی حاکم یا استاد اپنی رعایا یا شاگرد کو کسی قصور کے واسطے سزا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ آیندہ کے واسطے اسکو ہدایت ہو اور اُسے معلوم رہے کہ اگر مینے اس فعل کا اعادہ کیا تو پھر بھی اسی طرح مستوجب سزا ٹھہروں گا۔ لیکن جس صورت میں کہ ہم جانتے ہیں کہ قیامت کے بعد پھر ہمیں ایسی دنیا میں نہیں بھیجا جاویگا جہاں رہکر ہم روز قیامت کی اس سزا سے جو ہمیں اس دنیا کے گناہوں کے واسطے دیجاویگی فائدہ اٹھاویں۔ اسواسطے ظاہر ہے کہ قیامت میں جو سزا ہمکو موجودہ گناہونکے واسطے دی جاویگی وہ آیندہ کی زندگی کے واسطے باعث عبرت نہیں ہو سکتی لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ پھر اُس سزا سے کیا مفاد مقصود ہے۔ اسواسطے خدمت والا میں التماس ہے کہ از راہ ذرہ نوازی مندرجہ ذیل پتے پر مندرجہ بالا سوال کا جواب لکھکر مشکور و ممنون فرمائیے۔

پتہ یہ ہے میر حسین علی دفتر کمشنر صاحب بہادر
کوئٹہ بلوچستان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالے رب رحمن رحیم مالک اور احکم الحاکمین ہے۔ اُسکے سارے کام حکمت و رحمت کے بھرے ہوئے ہیں۔ بعض نادان چاہتے ہیں کہ ان تمام حکمتوں کو جو غیر محدود ہیں اپنی محدود عقل میں پھنسا دیں۔ یہ دنیا تمام آیندہ آنے والے امور کے لئے نمونہ موجود ہے۔ یہاں ایک بہشت اور ایک دوزخ موجود ہے۔ پھر غور کرو موجود چیز سے انکار ہو سکتا ہے؟

ایک شخص نے زنا کیا اور اسی آتشک میں گرفتار ہوا جو اوسکے ساتھہ مرتے دم تک موجود رہے یا ایک نادانی سے اپنی آنکھہ پھوڑ لی یا اپنے آپ کو ... تو اب دیکھو تمام عمر اس دوزخ سے نجات نہیں پاتا۔ اسطرح الٰہی نعمتوں سے بعض ایسے آسودہ ہیں کہ مرتے دم تک اونہیں خورم و خورسند ہیں یہہ واقعات ہیں انکا انکار محال ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آیندہ کی ہدایت کا ہونا ہی ضروری نہیں کیونکہ جب اس سزایاب کا خاتمہ ہی سزا میں ہوگیا تو اب ہدایت یاب ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ آپنے فرمایا ہے کہ سزا کا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ آیندہ ہدایت یاب ہو۔ چنانچہ ہر بدی اپنی ذات میں خاصیت رکھتی ہے کہ بدی کرنیوالے کو دکھہ دے اور نیکی میں خاصہ ہوتا ہے کہ وہ سکھہ دے۔ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں سے نیکیاں بھی ہر روز ہوتی ہیں اور بدیاں بھی اس لئے لوگ سکھوں اور دکھوں میں مبتلا ہیں۔

جن لوگوں کے لئے جہنم بنا ہے اونکے اعمال کے خواص ایسے ہیں کہ جہنم جاویں۔ یہہ نظارہ قدرتی نہر اور درختوں میں دیکھو اونکا بعض حصہ جلانے اور کاٹ دینے کے قابل ہے بعض حصہ حفاظت کے لایق ہے۔

چونکہ بہشت طیب اور ہر طرح سے آرام کی جگہ ہے اس لئے ایسے بدکار جن میں بے آرامی کے زہریلے مادے ہیں بہشت کے قابل نہیں انمیں سے جو جہنم جاویں گے بعض ایسے ہونگے جنکو جہنم کی آگ پاک و صاف کر دیگی اور اُن مواد کو جلا دیگی جو بے آرامی کے باعث ہیں اور وہ بہشت میں چلے جاویں گے۔ اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایسی زہریں کہا لیں یا ایسے برے کام کئے جنکے باعث وہ کوڑہ ہوگیا یعنی جذام میں مبتلا ہوگیا اب اس کو ہڑے کو اوس وقت تک تندرست اور صحیح لوگوں سے الگ کیا جاویگا جب تک اوسمیں جذام کا مادہ موجود ہے جب وہ مادہ کسی تدبیر سے جلاپوں یا مصفیات سے دور ہوگیا تو تندرستوں میں شامل کیا جاویگا اور اگر بالکل سڑ گیا اور نکما ہو گیا تو ہمیشہ کے لئے اچھے تندرستوں سے علیحدہ رہیگا۔ آپ اسی مثال پر غور کرکے پھر مجھے اطلاع دیں دوزخ اصلاح کا سامان ہے جیسے جذام خانہ شفا۔ والسلام نور الدین ۱۰ مئی ۱۸۹۸ء

پاک شاعری

قرآن شریف

(از ملفوظات منشی سید امجد علی صاحب اسہری)

خدا منور خدا تھا نہ تھا کوئی مظہر
نہ عرش و فرش نہ لوح و قلم نہ جن و بشر

اندھیرے گھپ کے سوا کچھہ نظر آتا تھا
ہوا جو نور تگن بام چرخ پر نیر

ضیائے نور کے نشے ادھر اُدھر پھیلے
شب سیاہ سے پیدا ہوا بام سحر

نکالا رات سے دن اور دن سے نکلی رات
کبھی زمین ہے اور کبھی مہ ضیا گستر

بنایا کیسے کسی کو خبر نہیں اسکی
نہ ہم وہاں تھے نہ تم تھے نہ کوئی جن و بشر

خدا ہی جانے کس طرح یہ ارض و سما
یہ خاک آتش و آب و ہوا بنے کیونکر

بسیط اور مرکب کی لاکھہ بحثیں ہوں
مگر ہیں یہ طلسمات عقل سے باہر

ہوئے بسیط جو ترکیب سا ز روح جسد
ہوئے جو بنے ہیولا آرونما یہ صور

ہزاروں شکلیں میں باتی نہیں ہے ایک کے ایک
ہزار ایک شکل جدی بات جدا پیکر

ہر ایک چیز کی صورت نئی نیا نقشہ
ہر ایک شے کا تفاوت بتا رہی ہے نظر

جناب آئے یہاں آدم صفی اللہ
ہیں گزرے کہ سال نہیں سات ہزار کچھہ اوپر

خدا نے بھیجے رسولان محترم کتنے
محمد عربی ہیں ہمارے پیغمبر

ہوا صحیفہ کامل حضور پر نازل
ہے نام مصحف و قرآں کہلا ہوا اشہر

اسی کتاب نے ابواب غیب کھولے ہیں
یہی کتاب ہے کہ رہنمائے جملہ بشر

فصاحتوں سے اسی کی عرب ہوا عاری
یہی ہے معجزہ ہر جناب پیغمبر

بلاغتوں کو اسی کی کہا ادیبوں نے
بجز خدا کے نہیں یہ کبھی کلام بشر

ہزاروں ہوگئے حافظ ہزاروں ادیب ہیں
کوئی کتاب کی یاد ہوگی یوں از بر

کبھی ہوا نہیں یہ اہتمام دنیا میں
کبھی ہوا نہیں محفوظ یوں کوئی دفتر

ہزار نسخوں میں دیکھو تو ایک ہی صورت
ہزار نسخوں میں ڈھونڈو تو ایک زیر و زبر

عرب میں روم میں فارس میں چین جاپان میں
یمن میں مصر میں کابل میں ہند میں گھر گھر

جہاں تلاش کرو ایک ہی سا ہی قرآں
نہیں کسی میں تفاوت کرو ہزار نظر

کلام ہے یہ خدا کا خدا ہی حافظ ہے
وہی رہیگا محافظ جہاں میں تا محشر

شروع علم ہے اور ستین ہر علم ہوا
سمجھہ لو بس ہے یہی نکتہ خرد پرور

مسائل فقہا اس سے کیجے مستنبط
دلائل حکما اس سے لیجے سر تا سر

اسی کی ہے زکوۃ و صلوۃ کی تعلیم
اسی نے روزہ و حج کی دکھائی ہے منظر

یہی جہاد کی بانی ہوئی زمانے میں
اسی نے جنگ سے واجب کیا ہے کہ وہ عذر

اسی نے ہم سے کہا یوں لڑو نہ تم تا
نہوں جہاد کی جب تک شروط سب ظاہر

اسی نے فتح کی و الفتح میں خبر دی ہے
اسی نے کھول دیے باب خندق و خیبر

یہی ہے رایت اسلام کے لئے پرچم
اسی کے نام پہ لکھی گئی ہے فتح و ظفر

یہی ہے شقہ فردوس بہر ہر مومن
یہی ہے رقعہ دوزخ برائے ہر کافر

لڑائی لڑتے تھے ہم جیسے آجکل یورپ
کہیں ہی کا تم تھے ہر وقت تیغ و تیر و تبر

اسی نے ہم کو بتائیں سلوک کی باتیں ۔ اسی سے راہ [illegible] عالم پر
اسی نے ہم کو کیا بادشاہ روئے زمیں ۔ اسی نے ہم کو کیا رہ شناس ہر کشور
کیا اسی نے ہماری معاشرت کو درست ۔ کیا اسی نے مہذب جہاں کو سراسر
اسی نے ہم کو کیا ہر جگہ [illegible] ۔ کبھی نہ بھول سکے [illegible] کا کوئی گر
[illegible] جو تم عہدہ [illegible] ۔ [illegible] جب [illegible]
جو کوئی تم سے لڑے تو لڑو [illegible] ۔ جو صلح ہو تو رہو [illegible] شیر و شکر
اسی [illegible] ہم جہانداری ۔ اسی کے [illegible] کفر
اسی نے ہم کو بتائے اصول بیع و شرا ۔ اسی نے ہم کو سکھائے قواعد دفتر
اسی کے نور نے یورپ کو کر دیا روشن ۔ اسی کے سایہ میں افریقہ آیا سراسر
[illegible] ایشیا [illegible] ۔ ہوا اسی سے گلستان خشک [illegible] تر
اسی نے کفر کی ظلمت کو میٹ کر چھوڑا ۔ اسی سے کانپ رہے بت ہر مقام کے تھر تھر
اسی کے معجزے [illegible] ہفت زمیں ۔ اسی کے معجزے [illegible] ہر کشور
یہی ہے غوث یہی ہے مغیث جہاں ۔ یہی ہے قطب جنوب و شمال سراسر
جہاں میں تاکہ ہو اسلام [illegible] قائم ۔ رہے کلام خدا زیب مسجد و منبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے ایک ضروری اشتہار

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی انکے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقتہ نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر انکے وجود میں نہ رہے۔ **گورنمنٹ برطانیہ** جسکے زیر سایہ انکے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدق دل اسکے وفادار اور تابعدار رہیں۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی انکا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو انکے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ **محسنہ** کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اسکی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھکر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہکر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کیساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکیگا۔

چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں۔ اور تمہارے

اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیاں میں رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملکر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جاتے۔ لہذا ہم پر یہہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی نسبت کوئی شکائت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھہ اور ہمارے دوستوں کے ساتھہ نہیں رہ سکے گا۔

ابھی سنے چند ایسے آدمیوں کی شکائت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے ہے اور بعض ایسے تھے کہ انکی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کو ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ اگر شرعی طور پر ان پر کچھہ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ شکائت کی گئی اور ان کی نسبت شکائت ہوئی اور یہ خیال کیا گیا کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص ان کے حق میں بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ ایک طبیعت جو محنت سے تیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھہ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں انکے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کریں گے۔ والسلام۔ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

اصلاح خیالات کے لئے وقت مطلوب ہے

(گزشتہ نمبر سے آگے)

پیغمبر یا ریفارمر (مصلح) کی شناخت کا یہ ہی ایک معیار اور نشان ہے کہ وہ اپنے مشن کو پورا کرنے اور اپنی تبلیغ کو لوگوں تک پہونچانے میں مختلف ذرائع اور تدابیر کو سوچتا رہتا ہے پس اونکی مختلف کوششیں مختلف حکمت عملیاں اسی امر کی روشن دلیل ہیں کہ وہ ہمیشہ اسی اوہیڑبن میں رہتے ہیں کہ قوم اور ملک کی اصلاح کے موافق کونسے وسائل کام میں لائے جائیں جو کارگر ثابت ہوں اور اپنے نقش قوم کے دلوں پر چھوڑیں۔ اسلئے اون لوگوں کو اونکی عمریاں پڑھنے سے پتہ لگتا ہے جو مختلف اوقات میں مختلف بلاد و امصار میں ریفارم کے لئے آئے کہ انہوں نے کہاں تک قومی اور ملکی مذاق کے موافق اور زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے تبلیغ کی راہیں نکالی ہیں۔ مختلف انبیاء علیہم السلام کو جو پیغمبر ہوتے ہیں مختلف قسم کے نشانات اور معجزات جو دئے گئے ہیں انکی تہ میں یہی فلاسفی کام کرتی ہے کہ اونکو جو خوارق اور نشانات ملے ہیں وہ قومی مذاق اور حسب تقاضا و زمانہ تھے۔ بالآخر ان ریفارمروں کی مساعی مشکور اور تدابیر کارگر ہوئی ہیں۔ اور قوم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست پر لے آئے اور کامیابی کا زرین تاج اونکے سر پر رکھا گیا۔ اور دنیا اور زمانہ پر ثابت ہو گیا کہ آخرکار راستباز ہی فتح پاتے ہیں۔

بہت سے اشخاص ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جن پر انکشاف حق ہو جاتا ہے لیکن وہ یا تو اپنی کمزوریوں کیوجہ سے اپنے آپ کو اوسی دقیانوسی تقلیدی رسی میں پھنسائے رکھتے ہیں یا عمداً اپنی بات کی پچ اور ضد ہی ایک حجاب ہو جاتی ہے اور امر حق کے اظہار میں یہ خیال ہو جاتا ہے کہ دوست۔ اقربا۔ بھائی بند طعنہ زنی کریں گے۔ دنیا ہنسیگی۔ امر حق کو اونکا کانشنس قبول کر لیتا ہے لیکن اوہام اور تعلقات خارجیہ اون کو کھلم کھلا قبول حق سے روکتی ہیں۔ اس کا بیان قرآن کریم نے ایک موقع پر نہایت ہی لطیف پیرایہ میں فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا (سورۃ النمل) مگر آخرکار حق اونکی قوت ممیزہ پر غالب آ ہی جاتا ہے اور اونکے اندر ایک ایسی زبردست تحریک ہوتی ہے کہ وہ علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں آہ! صد آہ!! ہم سالہا سال تک غفلت اور غلطی ہی میں رہے۔

یہ امر بھی اس موقع پر ہم بیان کر دینے کے قابل سمجھتے ہیں کہ عمدہ اور پاک اصلاحی خیال شخص واحد ہی کے دل میں القا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ ایک وقت آجاتا ہے کہ تمام سوسائٹی کے اکثر افراد میں وہ پھیل جاتا ہے اور اسکی وہی مثال ہے جیسے پہاڑ سے ایک چشمہ نکل کر ندیاں اور نہریں بناتا چلا جاتا ہے اسی طرح ہر زمانہ میں ریفارمر اور مجدد ایک ہی ہوتا ہے لیکن وہ تھوڑے ہی عرصہ میں تبدل خیالات کے کرشمے سے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتا ہے جس طرح جہاز یا ٹرین کی ایک ہی دخانی قوت بہت سے چھوٹے چھوٹے سٹیمروں اور گاڑیوں کو کھینچے لئے جاتی ہے ٹھیک اسیطرح

ایک مجدّد اور ریفارمر تمام اُمّت اور قوم کی کاڑی کو اپنی ہمت کے پہیوں اور اولوالعزمی و استقلال کے کاندہے سے کہینچکر منزل مقصود پر لے جاتا ہے۔

سچے ریفارمر اور مصلح کی زندگی پر ذرا غور کرو۔ قوم اور ملک کیسا ہی جہالت اور اندہکار میں مبتلا ہو اور رابی تقلید کے حلقے میں کیسا ہی اسیر کیوں نہو؟ لیکن ایک سچا ریفارمر کبھی بہی مایوس اور نا امید نہیں ہوا کہ قوم کے خیالات نہ بدلینگے اور وہ راستی پر نہ آئیگی! کیونکہ خدا تعالیٰ جس شخص کو ریفارمر اور تجدید کا خلعت پہناتا ہے اوسکے دل میں امر حق اور صواب کا نور اور اشراق بہی بہر دیتا ہے۔ جو انسانی قلوب پر اپنا اثر اور عکس اور پرتو ڈالتا ہے۔ وہ عکس اور پرتو ہی مجدّدانہ اور مصلحانہ خیالات تو ہوتے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ دلوں میں گہر کر جاتے ہیں پس مجدّد اور مصلح کو اپنی صداقت اور نور قلب پر بہروسہ اور اطمینان ہوتا ہے کہ خواہ کیسی ہی مخالفت اور مزاحمت ہو مگر میں با لآخر ضرور کامیاب ہوں گا۔

یہہ امر بھی مرکوز خاطر رہنا چاہیئے کہ ریفارمر ہمیشہ زمانہ کی حالت اور ضرورت کیموافق پیدا ہوتے رہے ہیں جب دنیا میں کثرت سے برائیاں پھیل جاتی ہیں۔ اور خیالات عامہ عوام کو خرابی کے دریا میں ڈبونے لگتے ہیں اوسوقت فی الفور ایک خضر وقت پیدا ہوتا ہے جو قوم کو ہلاکت کے درطہ سے نجات دیتا اور ساحل مراد پر پہونچا دیتا ہے۔ اور یہی قانون قدرت اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ کہ جب بخارات ارضیہ نے نہائت تراکم اور ہجوم کے ساتھہ صعود کرنا شروع کیا ہے فی الفور بارش ہوئی ہے۔

عمدہ اور مقدس خیال کے ساتھ ہی تمام دقیانوسی تاریک خیال خود بخود مٹتے چلے جاتے ہیں۔ دیکھہ لو اندہیری رات کو ساری خدائی پر محیط ہوجاتی ہے لیکن ایک آفتاب کے طلوع ہونے پر سب کا سب کافور ہوجاتا ہے اور روشنی کا طلسم آنکھوں کے سامنے عیان ہوجاتا ہے۔ اوسوقت جو باتیں رات کی تاریکی میں پوشیدہ اور مخفی تہیں اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں اور انکی حقیقت اور ماہیت پوری کہل جاتی ہے۔

بہت سے ایسے انسان دیکہے گئے ہیں جو بظاہر ناحق پر ہیں لیکن اونکا دل ہر وقت تجسّس اور ٹٹول میں لگا رہتا ہے اور یہ ایک مسلم بات ہوتی ہے کہ جس قدر آگ دوڑتی ہے اوسیقدر دہواں کم اُٹھتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو ہر ایک مخالف خیال کو غور سے جانچنے اور اوسکے مالہ و ماعلیہ پر نظر کرتے ہیں کیونکہ انسان کے پاس عمدہ اور صحیح خیال اور غلط اور قبیح امر کو پرکہنے کے لئے بجز اسکے سردست کوئی معیار نہیں افسوس اور شوک تو یہی ہے کہ جب کوئی ریفارمر اصلاح خیالات کرنے کے لئے آتا ہے تو اوسکی باتوں پر توجہ نہیں کی جاتی اور اوسکے خیالات اور مقالات کو مجنونانہ بڑ کہا جاتا ہے اور اگر شقاوت اور بدبختی نے زیادہ ساتھہ دیا تو تکفیر اور تفسیق تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ اسقدر امور کے بیان کے بعد یہہ امر اب بالکل صاف اور روشن ہے کہ اس زمانہ میں اصلاح خیالات کے لئے جو مجدد مامور ہوکر آیا ہے۔ اوسکی صداقت اور شناخت اون نشانات کے ذریعہ جو ہم اس مضمون میں بیان کر آئے ہیں نہائت وضاحت سے ہو سکتی ہے۔ ہاں شرط یہہ ہے کہ آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت اور دل میں سوچنے کی قوت ہو۔ ورنہ جس طرح ایک اندہا اور نابینا سورج کی بابت کچھہ نہیں معلوم کر سکتا ایسا ہی وہ تاریک دل کچھہ نہیں سوچ سکتا۔ اور جسطرح ایک اندہے کے نہ دیکھنے سے سورج کے وجود کا انکار نہیں ہوسکتا اسی طرح کسی کورچشم کے انکار پر مجدد الدہر کا انکار فضول ہے۔ زمانہ کی حالت اور ضرورت پر لحاظ کرو کہ کیسی آگ لگ رہی ہے اخلاقی۔ سوشل حالت ملک اور قوم کی کسقدر گر گئی ہے اوس پر بہت کچھہ نوحہ سرائی ہو چکی ہے ایسا ہی اعتقادی اور عملی حالت میں اسقدر خلل آگیا ہے اوس پر مرثیہ خوانی ہو رہی ہے۔

اسلام پر مخالفان مذہب نے جو حملے کئے ہیں اونکے بیان کرنے کے لئے ایک زبر دست دل گردہ کی حاجت ہے آریوں۔ برہموؤں۔ فلسفیوں اور دہریوں نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کو تاریکی کا جن بنانا چاہا ہے عیسائیوں نے خصوصیت سے کوئی دقیقہ اسلام کے استیصال کا فروگذاشت نہیں کیا اور اپنے مشن کے لئے اونہوں نے جائز اور ناجائز وسائل کی بہی پرواہ نہیں کی ایسی حالت میں ہمکو یا کسی کو ذرا بہی شکوہ اور رنج کا موقع نہوتا اگر ان مصائب کا خاتمہ یہیں تک ہوتا مگر افسوس تو یہہ ہے کہ ہمارے اسلام کے برگزیدہ پیشواؤں کے زمرہ نے جو طوفان قیامت خیز برپا کر رکھا ہے وہ خدا جانے مسلمانوں کی کسی بد بختی اور نامرادی کا نمونہ ہے۔ یہ لوگ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی زینت دینے والے تہے یہ فرقہ ہماری ڈوبتی ناؤ کا ملاح تہا یہ جماعت اس گئے گذرے زمانہ میں ہمارے رہے سہے حوصلے بڑہانے والی تہی یہہ گروہ ہماری ٹوٹی ہوئی کمر دو کیواسطے مسیحا تہا یہی طائفہ تہا جس سے مسلمانوں کی آئندہ بہتری منصور تہی یہہ خدا کے نیک بندے متوکل باللہ ہماری خستہ حالی ہماری نکبت اور ہماری فلاکت کے دور کرنے کا آلہ تہے مگر افسوس صد افسوس!! اُنہوں نے اپنی مشیخت مآبی میں آکر اسقدر تکبر اور تعصّب سے کام لیا کہ ناچار کہنا پڑتا ہے۔

{ ہرکس از دست غیر نالہ کناں
سعدی از دست خویشتن فریاد }

انکی سرد مہریوں اور قومی بے پروائیوں سے جو کچھہ مذہب اور اہل مذہب پر اثر ہوا ہے اسکی شکائت کس سے کریں اون کے تکبّر اور تعصب اور باہمی ضد و عداوت نے اونکو اتنی فرصت ہی نہیں دی کہ وہ اسلام اور قرآن کی کچھہ خدمت کر سکیں۔ ایسی حالتمیں اور ایسے وقت میں اگر خدا تعالیٰ اسلام کی مدد نہ کرتا اور آسمانی نور نازل نہ فرماتا تو دنیا پر ایک عالم آشوب طوفان مچ جاتا۔

(باقی تیسرے نمبر میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے لئے

ضروری اشتہار

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اسکی نوبت پہونچ گئی اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہونچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ انکے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتایج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جبتک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جبتک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز اُنکے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کیطرح تلاش کرینگے۔ اور حتی الوسع یہ خیال رہیگا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں۔ اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورت میں پیش آئیں گی اطلاع دیجائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کیجائیگی جبتک اُسکی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسمار بقید عمر و قومیت بھیجدیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ ذیل نمونہ کا لحاظ رہے۔ ۷ جون ۱۸۹۸ء

نام دختر یا پسر	نام والد	نام شہر بقید محلہ وضلع	عمر دختر یا پسر

الراقم
خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

انجمن حمایت اسلام لاہور کی نادانی کا نتیجہ

(مانی نے رد و زلف میں ہستی تمام کی
تصویر کھینچ سکی نہ سحر کی نا شام کی)

کسی پختہ کار کا مقولہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے تھوڑا عرصہ ہوا کہ امہات المومنین نام ایک دل آزار رسالہ کی نسبت ہز آنر لفٹینٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ایک میموریل بغرض توجہ ارسال کیا تھا۔ باوجودیکہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تھا کہ وہ قبل ازیں کہ ایسا میموریل ارسال کرے عام مسلمانوں سے استصواب کر لیکن اوس نے اپنی شتاب کاری سے گھمنڈ میں آکر نشیب و فراز کو نہ سوچا اور میموریل بھجدیا۔ اس پر جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے ہمارے سید و مقتدا جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے اپنی کثیر التعداد جماعت کی طرف سے ایک میموریل بغرض اصلاح میموریل مرسولہ انجمن بھیجا لیکن اس پر انجمن کو اگر صدق نیت اور حمایت اسلام مقصود ہوتی تو مناسب تہا کہ اپنی غلطی کا اقرار کرتی اور اگر اپنے مرسولہ میموریل کو واپس نہ لیتی تو کم از کم اتنا تو کرتی کہ صبر اور خاموشی کے ساتھ جواب کا انتظار کرتی۔ لیکن اوس نے اپنی عقل و دانش پر اترا کر کبھی اونکے ذریعہ اور کبھی پیسہ اخبار کے قالب میں ایک ناصح مشفق پر منہ چڑایا۔

کاش اوسے معلوم ہوتا کہ آسمان پر تھو کا منہ پر آتا ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے اکثر ممبر خوب جانتے ہیں کہ سید نا مرزا صاحب کی جان و مال حمایت اسلام و دین حضرت خیر الانام کے لئے وقف ہے۔ پس وہ شخص جو خاص اسلام کے مردہ قالب میں جان ڈالنے کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہو وہ اسلام کے لئے مفید اور غیر مفید امور صحیح اور یقینی طور پر بتلا سکتا ہے یا وہ قوم اور مجلس جو اپنی غرض و غائت صرف انگریزی پڑھنے پڑھانے ہی تک محدود رکھتی ہے۔ اور اسلام کی حمائت صرف برائے نام ایک ملمع سازی کے طور پر ہو۔ تاکہ عوام اہل اسلام کو کسی طرح تو گرویدہ کریں۔ انجمن حمائت اسلام ہم کو بتلائے کہ اوسنے کیا کیا اسقدر روپیہ جو مسلمانوں کا انجمن نے لیکر خرچ کیا اوس سے بجز اسکے کہ سکول اور کالج بنایا اور دین کی خدمت کے واسطے کیا کیا؟ کیا نا تمام تعلیم اسلام پر اوسے ناز اور بھروسہ ہے ہم مفصل آرٹکلوں میں انجمن کے کام کھول کر پبلک کے سامنے رکھدیتے۔ فی الحال ہم کو کسی اور مطلب پر بحث کرنا ہے۔ دینی مریض کا نبض شناس طبیب حاذق اسوقت اگر کوئی ہے تو وہ وہی مسیحا نفس امام ہے جو عالم ملکوت میں مسیح ... مرکز ... اسباب من میرزا غلام احمد

جاتا ہے انجمن کو خیال تھا کہ یہہ میموریل کچھہ اثر پیدا کرے گا۔ مگر واقعات بتلا رہے تھے کہ گورنمنٹ سے ایسے معاملات میں امداد چاہنا گورنمنٹ ہی کی قدر نکرنا ہے۔ اور یہہ ایک وفادار اور عقیدت کیش انسان کا خاصہ نہیں ہوتا۔ انجمن نے اس کارروائی سے یہی نہیں کہ اپنے آپ کو بدنام کر لیا ہے ساتہہ ہی گورنمنٹ پر نکتہ چینی کا موقع جہلا کو دیا ہے۔ کیونکہ جاہل مطلق جب یہہ جواب گورنمنٹ کا سنیں گے کہ گورنمنٹ اس لحاظ سے کہ قانون سڈیشن اس تحریر کے بعد پاس ہوا ہے کچھہ مداخلت نہیں کر سکتی تو اونکو نہ رنج ہوگا جو بالکل فضول ہے۔ اور اگر اس قسم کا رنج کسی ذی دانش کو ہو تو اوسے چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ پر نہیں بلکہ انجمن حمائیت اسلام کی نادانی پر کرے جو اپنے بادشاہ کی مزاج شناس نہیں۔ اور موقع اور محل پر کوئی کام نہیں کر سکتی کیونکہ گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے وہ بہت معقول اور مناسب ہے اور اسکے سوا گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے۔ اوسکے نزدیک ہندو مسلمان۔ عیسائی یہ سب مذاہب کے لوگ یکسان ہیں۔

انجمن حمائیت اسلام اب بتلائے کہ وہ اس نقصان کی تلافی کیونکر کرے گی جو اس عرضداشت کے بہیجنے سے اسلام اور اہل اسلام کو پہونچا ہے۔ اب انجمن حمائیت اسلام نہ تو مولف امہات پر کوئی استغاثہ کر سکتی ہے کیونکہ اوسنے اوسپر استغاثہ کرکے اوسکو سزا دلانی نہیں چاہی اور نہ جواب ہی دے سکتی ہے کیونکہ جواب دینے سے باوجود اس کے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کیلئے برائے نام یہ وعدہ دے رکہا ہے کہ مقدس مذہب اسلام کے معترضین کو جواب دینا پہلا کام ہے اوس نے یہ صاف طور پر اقرار کر لیا ہے کہ وہ آئیندہ کے لئے جواب دینا پسند نہیں کرتی اور نہ اوس کے خیال اور فکر میں مہذب اور معقول جواب ہو سکتا ہے۔ انجمن حمائیت اسلام کو دونوں حق حاصل تہے مگر خدا کی قدرت کہ وہ اپنی نادانی سے دونوں کہو بیٹھی۔ اب مسلمانوں کو جو صدمہ اسکی اس حرکت سے پہونچا کیا اوسے حمائیت اسلام ... اسلام۔ حمائیت اسلام لاہور نے اہل اسلام کو اس سے زیادہ رنج دیا ہے جو امہات کے مولف نے گالیاں نکال کر دیا تہا۔ اونبر لیڈر اور پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب بہی ذرا غور کریں اور انجمن حمائیت اسلام کے ساتہہ شامل ہو کر ماتم کریں جسکی تائید میں وہ ایک مامور من اللہ پر نہائیت بے باکی اور شوخی سے منہ آئے تہے۔ وہ اب دیکہیں کہ اونکی پولیٹیکل معاملات کی واقفیت کہاں گئی؟ اونکے بارہ سالہ اور چہار سالہ تجربہ کدہر گئے؟ وہ جو ڈینگیں مارتے اور دونکی لیتے تہے اب کہاں ہیں؟ ذرا کچھہ تو بتلائیں۔ ہمکو افسوس اور سخت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہانتک گر گئی ہے کہ وہ ایک ناصح مشفق کی دلسوز باتیں سننے کی بہی طاقت نہیں رکہتے اب تو اونکو تجربہ نے بتلا دیا کہ پولیٹیکل معاملات میں کس کی رائے صائب اور درست ہے۔

انجمن حمائیت اسلام ہو یا کوئی اور وہ خوب کہیں کہ اونکی سعی کبہی بہی مشکور اور اونکی تدابیر کبہی بہی کارگر نہیں ہو سکتیں جب تک اسلام اور دین قویم کی حمائیت کے لئے اون تدابیر پر وہ کاربند نہونگے جو حفاظت و حمائیت دین کے لئے آنے والے مامور نے بتلائی ہوں بہرحال انجمن کی اس چال نے مسلمانوں کو بہت کچھہ نقصان پہونچایا ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ رنج اور نقصان اون کو پہونچ گیا ہوتا اگر ایک مرد صادق کی تحریر ساتہہ نہوتی اس میں کچھہ شک نہیں کہ انجمن حمائیت اسلام کی طرف سے اب کلی مایوسی ہو چکی ہے اور شدید ترین صدمہ اور رنج کا انجمن کوئی مداوا نہیں کر سکتی جو بقول ممبران انجمن کتاب امہات سے مسلمانوں کو پہونچا۔ لیکن ہم اہل اسلام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مایوس نہوں اونکے درمان کی تدبیر اور کامل تدبیریں خطا نکرنے والی الہی تدبیر موجود ہے اور جو انشاء اللہ بہت ہی مفید ہوگی۔ غمخوار ملت و ہمدرد قوم جسکی زندگی اسی کام کیلئے وقف ہے اس رنج سے بے خبر نہیں وہ جیسا کہ اوس کے میموریل سے معلوم ہو چکا ہے اس بات پر آمادہ ہے کہ کسر صلیب کے لئے ایک دندان شکن جواب اس بیباک مصنف کی تحریروں کا دے جس سے اسلام کا جلال ظاہر ہو اور حق کی ہیبت کی چمکار دکہا دے۔ مگر اے اہل اسلام انجمن حمائیت اسلام کے ممبر و یاد رکہو اور خوب یاد رکہو کہ یہہ ذلت یہہ اہانت اوس اہانت کا ثمرہ ہے جو تم اوس مقدس بزرگ کی کرنا چاہتے تہے اب تمہارے پولیٹیشن کہاں ہیں تمہارے مدبر اور ایڈیٹر کدہر ہیں جو کہتے تہے کہ ایک گمنام شخص ہے قوم اوسکو پیشوا نہیں مانتی؟ قوم نہ مانے مگر تم بیدار ہو جاؤ اور نیند سے پیار نکرو وہ وقت آتا ہے کہ قوم کیا اسے غیر قومیں جانیں گی اور خدا اوسکو انگریز وڈیو کریگا اسلام کا بول اگر بالا ہوگا اوسی شخص کے ذریعہ ہوگا جسے خدا نے کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد! کیا انی مھین من اراد اھانتک کا نشان اس سے پہلے سرکش اور بدخواہوں کی تذلیل سے تم نہ دیکہہ چکے تہے جو خود دیکہنا چاہا اور خاص اپنی ہی ذات پر ازمانا چاہا! بہرحال اب وقت گذر گیا اور انجمن حمائیت اسلام اپنی شتاب کاری پر بیٹہی آنسو بہایا کرے موقع ہاتہہ سے نکل گیا۔

خدا کی شان دیکہو! یہہ بہی ایک حیرت انگیز اور زبردست خدائی نشان ہے کہ جس سلسلہ اور طریق پر یہہ لوگ خدا کے مرد پر استہزا کرتے تہے اوسی معاملہ میں خدا نے اونکو ذلیل کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اونکے اوس دعوے کو بہی غلط ثابت کر دکہایا جو وہ کرتے تہے یعنے حمائیت اسلام اب حمائیت اسلام کو کوئی موقع حاصل ہی نہیں کہ وہ امہات سے پہونچے ہوئے صدمہ کی تلافی کرے بجز اسکے جو ہم اوپر ذکر کر چکے۔

انجمن حمائیت اسلام جواب کتاب کا نہیں لکہہ سکتی کیونکہ وہ جواب دینا چاہتی نہ تہی۔ استغاثہ نہیں کر سکتی کیونکہ اوسکا مقصود نہ تہا۔ اون کو خیال تہا کہ گورنمنٹ اشاعت روک دیگی وہ ہوا نہیں کیونکہ قانون اجازت ندیتا تہا۔ اور اگر گورنمنٹ روک بہی دیتی تو مفید بہی نہ تہا کیونکہ اشاعت کی جو غرض تہی وہ پوری ہو چکی۔ پس اسقدر وقت

اشاعت کے بعد اب بھی اگر انجمن یا اوسکے رفیق پیسہ وغیرہ نہ سمجھے تو سخت افسوس رہیگا اور بیگا۔

اب انجمن اگر اپنی سرخروئی چاہتی ہے تو اوس کے لئے بجز اسکے اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ سیدنا مرزا صاحب کی تدبیر پر اب بھی کاربند ہو۔ اور اونکے ساتھ ہوئے اور جس وقت فریاد درد جو سیدنا مرزا صاحب کی طرف سے ایک اتمام حجت اور ابلاغ ہے شایع ہو تو سب سے پہلے ساتھ دینے والی انجمن حمائت اسلام ہوجاوے تو وہ رنج اور ذلت دور ہو سکتی ہے جو اس شتاب کاری سے اوسکو پہونچی ہے۔ ہم ابھی نہیں بتلا سکتے کہ فریاد درد میں کیا ہوگا کیونکہ عنقریب وہ انگریزی اور اردو میں ایک کثیر التعداد شایع ہوئی ہاں اتنا کہدیتے ہیں کہ اگر قوم نے اوس پر کان نہ دہرا اور روگردانی کی تو وہ وقت دور نہیں کہ خدا تعالیٰ سے مجادل ٹھہرے کیونکہ سیدنا مرزا صاحب کی فریاد اکارت نہیں جانے کی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ سید الاصفیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور حرمت کو ظاہر کرنے کے لئے کی جاوے۔

ہم مسلمانوں کو بشارت دینا چاہتے ہیں کہ امہات المومنین سے جو صدمہ اونکو پہونچا ہے وہ بہت جلد مبدل بہ مسرت ہوجاویگا کیونکہ امام الوقت نے اوسکا جواب لکہنے کا عزم بالجزم کرلیا ہے اور نہ صرف اوسکا جواب بلکہ آجتک جسقدر اعتراضات اسلام پر نصاریٰ نے کئے ہیں اون سب کا استیصال کیا جاویگا انشاء اللہ بحولہ۔

آخر میں ہم انجمن حمایت اسلام پیسہ اخبار اور پنجاب اوبزرور کو مخاطب کرکے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے مامور کی باتوں پر استہزا کرکے تو آپ لوگوں نے نتیجہ دیکھ لیا۔ اب آؤ۔ امر حق سے منہ نہ موڑو۔ اسلام کی خدمت کرنا ... تو ... دلو۔

ایک آسمانی نشان

اور گورنمنٹ کا شکریہ

اور قوم سے مختصر سا خطاب

{بنگر اے قوم نشانہای خداوند کبیر
چشم بکشاء کہ بر چشم نشانے است کبیر}

ابھی پچھلے کالموں میں ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ انجمن حمائت اسلام کے میموریل دربارہ امہات کا جواب گورنمنٹ پنجاب نے نہائت مناسب طور پر دیا ہے کہ قانون سڈیشن سے پہلے کی تحریر ہے اس لئے گورنمنٹ اوس پر توجہ نہیں کرسکتی۔ اور یہہ بھی ہمارے ناظرین کو معلوم ہوچکا ہے کہ اس میموریل کی اصلاح کی غرض سے بظاہر مخالف ہمارے سید و مقتدا جناب امام الزمان سلمہ الرحمان نے بھی ایک میموریل ارسال فرمایا تھا جسکی رسید گورنمنٹ کے حضور سے آگئی ہے ہم گورنمنٹ پنجاب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اوسنے حضرت اقدس کے میموریل پر پوری توجہ فرمائی۔ اور تمام مسلمانوں کو ایک فائدہ عظیم پہونچایا۔ گورنمنٹ اگر انجمن کے میموریل کے موافق کتاب کی اشاعت بند کردیتی تو اس سے اسلام پر سخت اعتراض آنیکو تھا جسکا ذکر حضرت اقدس نے اپنے میموریل میں بوضاحت کیا ہے اب اس فیصلے سے مسلمانوں کو ہر طرح سے اس کتاب کے معقول۔ موزون اور مہذب جواب دینے کی گنجائش حاصل ہے۔ اس بے لاگ اور عادل گورنمنٹ کا شکریہ پہر کیا ہر مسلمان پر لازم تھو۔ اگر کوئی شخص اس جواب پر جو انجمن کو ملا ہے ... ہو تو یہہ اوسکی غلطی اور حماقت ہے کیونکہ اگر بچہ اپنی نادانی سے ماں سے آگ کے چمکتے ہوئے انگارے کی درخواست کرے یا چھری مانگے تو ماں ہرگز ہرگز نہ دیگی پس انجمن حمائت اسلام نے یا اوسکے دوسرے رفقا نے اپنی نادانی سے ایسا ہی کیا تھا مگر مہربان ماں سے بھی بڑھکر عزیز گورنمنٹ نے مسلمانوں کو بدلہ میں ایسی بیش قیمت اور واجب القدر چیز دی جسکا شکریہ آسان کام نہیں اس لئے ہم نہائت مسرت سے بہرے دل کے ساتھ پہر ایک بار شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو مخاطب کرکے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہہ ایک خدا تعالےٰ کا نشان ہے جو امام الوقت کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہے پس یہہ وقت ہے کہ سجدات شکر بجالاؤ۔ اور تکذیب اور استہزا سے باز آؤ۔

کیا پولیس تھانیدار توجہ نکریں گی؟

{ہم نے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تمکو خبر ہوتے تک}

ہم کو چنداں ضرورت نہ تھی کہ ایسے معاملات پر قلم اٹھائیں جو کسی شخص واحد کی ذات سے متعلق ہوں لیکن یہہ امر ہمارے فرض منصبی سے بعید اور دور ہے کہ ہم اون واقعات اور معاملات سے چشم پوشی کریں جو بظاہر کسی خاص شخص کی ذات سے وابستہ سمجھے جاتے ہوں لیکن حقیقت میں اونکا تعلق پبلک سے ہو۔ ایسے شخص کے حالات و مقالات کبھی بھی چشم پوشی کے قابل نہیں ہوسکتے جسکا تعلق عام لوگوں سے ہو۔ اور جسکا اثر اونکے جان و مال اور عزت پر پڑتا ہو۔ پس ہم ایک ادنے کنسٹبل سے لیکر ڈپوٹی اور امپیریل تک کے اس چال چلن کی خبر نکالی اور ... کرسکتے ہیں جنکا تعلق پبلک سے ہے نہ ہم کو ایسی رائے زنی سے قانون باز رکھہ سکتا ہے اور نہ

اخلاق مانع ہوتا ہے لہذا ہم جو کچھ لکھینگے۔ وہ نیک نیتی اور خیر خواہی کی بنا پر لکھینگے۔ اور اس بات کی ہم کو پرواہ نہوگی کہ نہ یا وہ تحصیلدار تہا یا تہانہ دار ہے یا کیا ہے اور کیا ہے۔

یہہ امر غالباً پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اوس اعلیٰ افسر خصوصاً ضلع گورداسپور کے سرشتہ پولیس کے ذمہ دار آفیسر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں جو ایک معمولی قصبہ ہے آجکل حاکم علی نام ایک کنسٹیبل متعین ہے۔ ہم کو اس تشخیص کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ آیا خاص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ضلع نے اوسے متعین کیا ہے یا پولیس سٹیشن بٹالہ کے مہتمم نے۔ مگر اوس نے عام طور پر یہہ مشہور کر رکہا ہے کہ میں صرف جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان اور اوسکی جماعت کے حالات خفیہ طور پر لینے کے لئے مقرر ہوں۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کا راز دار یعنے خفیہ پولیس کا کوئی ممبر اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتا اگر ایسا کرے تو لاریب وہ گورنمنٹ کے ایک عظیم الشان پولیٹیکل راز کو ظاہر کرکے تہ وبالا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ قومی نمک حرام اور ملکی غدار ہے اور اوسے ایک بڑی بہاری ذمہ واری کے لئے کہڑا ہونا پڑتا ہے۔ پس اس شخص کا اپنے تئیں ایسا مشہور کرنا اگر در حقیقت وہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک فرمان پذیر اور عقیدت کیش خاندان کے بے ضرر ممبر اور دنیا میں امن اور سلامتی پہیلانے والے انسان کے حالات کی نگہداشت کے لئے مقرر ہے بہت ہی خطرناک ہے اور وہ ایک زبردست جرم کا مرتکب ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اوسکے ایسے اظہار سے بجز اسکے اور کوئی غرض مقصود نہیں معلوم دیتی کہ وہ چاہتا ہے کہ نابجا اور ناجائز طور پر اپنا رعب ڈال کر اپنا پیٹ پالے۔ گوہر کہ احساب پاک است از محاسبہ چہ پاک۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ اوس مسلم وفادار خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو ایک آشوب وقت میں گورنمنٹ برطانیہ کی ہوا خواہی اور جان نثاری میں عملی طور پر ثابت قدم نکلا ہے۔ ہم کو اس موقع پر اس امر کی صراحت کی ضرورت نہیں معلوم دیتی کہ کیونکہ اس مرد خدا نے گورنمنٹ انگلشیہ کی اوس سچی وفاداری کا جو اوس کے رگ و ریشہ میں شیر مادر کے ساتہہ ساتہہ سرائیت کر گئی ہے ثبوت دیا ہے اور کسقدر متعدد کتب و رسالجات میں اس امر کا اعلان کیا ہے اور مسلمانوں کے بعض خام خیالوں کا قلع قمع کیا ہے۔ اور نہ ہم اس قدر گنجائش دیکہتے ہیں کہ اون پاک اصولوں اور مقدس تعلیموں کا ذکر کریں جو یہہ سلامتی کا شہزادہ اپنے ساتہہ تعلق رکہنے والوں کو دیتا ہے۔ اور کیونکر اوسنے اس امر کو مقدم کر رکہا ہے کہ اوسکے ساتہہ تعلق رکہنے والا جب تک امن اور سلامتی کی راہیں اختیار نکریگا اور ہر ایک قسم کی ضرررسانی اور شرارت اور فتنہ و فساد سے پرہیز نکریگا اوس کے ساتہہ رہ ہی نہیں سکتا چنانچہ ابہی اواخر مئی ۱۸۹۸ء میں جو اشتہار اپنی جماعت کے لئے نکالا ہے اس امر پر شاہد ہے اور ہم نے بہی اوسے کسی دوسرے مقام پر درج کیا ہے اور نہ یہہ امر یہاں بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اوسکے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہنے والے لوگ کوئی اوباش - دنی الطبع اور مشتبہ چال چلن کے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے گورنمنٹ عالیہ کے معتمد علیہ - تاجر - تعلیم یافتہ - اور ہر پیشہ اور فن کے ممتاز آدمی ہیں - پس اوسکی نسبت یا اوسکی جماعت کی نسبت ایسے خیالات ظاہر کرنا تو خام خیالی اور دنائیت طبع ہے اور خود گورنمنٹ سے یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ ہماری محسن گورنمنٹ کو اس برگزیدہ جماعت اور اوس کے مقدس امام کی نسبت کیا خیال ہے۔

یہہ امر تو بطور ایک جملہ معترضہ کے آگیا اب ہم پہر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ یہی حاکم علی کنسٹیبل جسکی ایک ادنیٰ سی کارگزاری کو باوجود دیکہ اوسمیں بہی اوس نے کوئی اعلیٰ درجہ کا کام نہیں کیا - بلکہ جب بدمعاشوں سے مقابلہ ہوا تو منہ تاکتا رہ گیا۔ لیکن پہر بہی ہم نے اوسکی دوڑ دہوپ کو ضائع نہیں کیا اور اوسکی مشکوری بذریعہ اخبار ظاہر کی۔[1]) جیسا اوپر ظاہر کیا گیا ہے اپنے تئیں خفیہ پولیس کا ممبر ظاہر کرکے ایک ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے - اور اگر اسکی ان حرکات کو ذرا زیادہ وسیع کر دیا جاوے تو تخویف مجرمانہ کی حد تک اوسکا پہونچ جانا مشکل نہیں ہے۔

ہم کو اس امر کا بہی خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو گورنمنٹ کا راز دار کہہ کر اس راز کو (اگر کوئی ہو) ظاہر کرنے کا ارتکاب کرتا ہے مگر ان سب پر طرہ تو یہہ ہے کہ اوس نے جہوٹی رپورٹوں کے ارسال کرنے میں مشق کرنی چاہی ہے - اور چونکہ وہ مرزا نظام الدین جو مرزا سلطان احمد نمبردار قادیان کا کارندہ ہے کے ہاں کہانا وغیرہ کہاتا اور اور روزمرہ کی ضروریات کا فائدہ اٹہاتا ہے اس لئے وہ زیادہ تر اونکے اثر اور تربیت کے اندر کام کرتا ہے۔

اور وہ وقت دور نہیں کہ ہم کو اون خوفناک سازشوں کے اسرار کہولنے پڑیں جو قادیان کے کسی دیوان خانہ میں ہوتی ہیں اوس وقت پولیس اور گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے خوفناک انسان امن عامہ میں خلل اندازی کرنے والے موجود ہیں۔

اس لئے جو کچھ ادہر سے اشارہ ہوتا ہے یہہ کٹ پتلی کی طرح اونکے ہاتہہ پر ناچتا ہے - ہم حیران تہے کہ بدمعاشوں کی کثرت اور آئے دن قادیان میں نقب زنی کی وارداتیں کیوں ہوتی ہیں - بظاہر دکہایا جاتا تہا کہ پولیس نہائت توجہ اور محنت سے کام کرتی ہے اور اسی وجہ سے ہم کو کسی گذشتہ اشو میں لکہنا پڑا - مگر اب ہم اون تمام اسرار اور رازہائے نہانی کو کہولکر گورنمنٹ اور پبلک کی توجہ کے لئے روز روشن میں رکہدینگے جو ان وارداتوں کی تہ میں کام کرتے ہیں - اور اسی لئے ہم اپنی اوس ڈائری کو جسکے بہیجنے کا ہم وعدہ کر چکے ہیں چند روز اور کے لئے ملتوی کرتے ہیں - اس مختصر

---

[1] اب دو تین روز سے برائے نام چہوڑ دیا ہے

مضمون میں ہم ان تمام امور پر بحث نہیں کر سکتے جو اس کنسٹیبل سے متعلق ہیں اس وقت ہم کو صرف ایک تازہ ترین واقعہ پر بحث کرنی ہے جو ۱۰ جون ۱۸۹۸ء کو پیش آیا۔ قبل ازیں ہم اس تقریب بحث اس میں صفائی بیان اور تفہیم مطلب کے لئے یہہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ چونکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب ایک خدا پرست اور دنیا اور دنیا کے منصوبوں سے بالکل الگ رہ کر زندگی بسر کرنے والے انسان ہیں اس لئے مرزا صاحب کے بعض شرکا مثل مرزا نظام الدین وغیرہ نے کچھہ تو اس خیال سے کہ مرزا صاحب دنیوی جائیدادوں وغیرہ پر زیادہ زور نہیں دیتے اور عدالتوں میں جانا بہت ہی برا سمجھتے رہے ہیں اور کچھہ اس خیال سے کہ جناب مرزا صاحب اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد سے دینی معاملات کی بنا پر محض **ابتغاء مرضات اللہ** کسقدر ناراض ہیں اور ادہر سلطان احمد کے تعلقات کچھہ رشتہ داری کی بنا پر اور کچھہ قرابت سابقہ کے لحاظ سے اور کچھہ اس بنا پر کہ نمبرداری کا کام نظام الدین کرتا ہے بہت کچھہ تعلق مرزا نظام الدین وغیرہ سے ہے اس لئے انہوں نے مل ملا کر مرزا صاحب کے اکثر مکانات وغیرہ جو قابل تقسیم ہیں پر اپنا ناجائز قبضہ و دخل کر رکھا ہے جسکی اصلیت کھلنے کے دن آگئے ہیں اور آئے دن یہہ لوگ کسی نہ کسی بنا پر جناب مرزا صاحب کی مخالفت اپنا شیوہ اور فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ دراصل یہہ ۱۰ جون کا واقعہ بھی اسی ضمن میں داخل ہے۔ جناب مرزا صاحب کی ایک زمین اونکے ہی قبضہ میں اونکے ہی مکان کے متصل پڑی ہے جس پر جناب مرزا صاحب کے مہمان خانہ کا پاخانہ اور درخت بھی ہے اوس پر آپنے ایک مرید مخلص کو اپنی رہائش کے لئے مکان بنا لینے کی اجازت دی۔ یہاں تک کہ دیواریں قریبًا پانچ چھہ فیٹ تک تعمیر ہو گئیں اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔ مگر ۱۰ جون کو یکایک جب کہ چند آدمی ہماری جماعت کے وہاں کھڑے تھے اور دیوار تعمیر ہو رہی تھی۔ مرزا نظام الدین مع مرزا امام الدین مع چند چوہڑوں جنکے ہاتھہ میں ڈانگیں پکڑی ہوئی تھیں شور مچاتے اور فحش بولتے آموجود ہوئے۔ اور مزدوروں کو پکڑ کر اتار دیا۔ ہم بھی اوس موقع پر موجود تھے حاکم علی کنسٹیبل بھی لاٹھی لئے اونکے ساتھہ تھا اور اس ساری کارروائی سے معلوم ہوتا تھا کہ یہہ ساری کارروائی ایک سازش اور منصوبہ بازی کے طور پر ہوئی ہے۔

اب بجائے اسکے کہ وہ اس فریق کو روکتا جو ڈنڈے اور ڈانگیں لیکر آئے تھے خود اونکے ساتھہ ہو کر بدزبانی کرنے لگا اور گالیاں نکالتا رہا۔ اور ناجائز دباؤ ڈالنے لگا۔ جو آدمی اس موقع پر موجود تھے وہ اپنی عزت بچا کر چلے گئے کیونکہ جناب مرزا صاحب نے حکم دیا تھا کہ کچھہ ضرورت نہیں فساد نہ ہونے پاوے۔ دیوار بند کر دو۔ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کر لیجاوے۔ اور ان چوہڑوں میں سے بعض مسلّم بدمعاش اور سزا یافتہ بھی تھے ان لوگوں کا انکے ساتھہ آنا کسی گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو ہم کو دوسرے وقت کھولنا پڑیگا۔

چنانچہ سب لوگ چلے گئے۔ اور وہ اس ارادہ وہاں تھے ہی نہیں۔ اس سفید جھوٹ بولنے والے کنسٹیبل نے نہ اپنے فرض منصبی کا لحاظ کیا اور نہ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دی سرتاسر جھوٹی رپورٹ کر دی کہ یہاں بلوہ ہو جانے والا ہے اور مرزا امام الدین اور نظام الدین اکیلے ہیں اور چناں اور چنیں ہے۔ اور ادہر جناب مرزا صاحب اور مولانا مولوی نورالدین صاحب وغیرہ ہم معزز اور مقتدا بزرگوں کو متہم کیا کہ یہہ بلوہ کرنا چاہتے تھے۔

کسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ بالکل غلط بات حکام تک پہوچانے کی کوشش کی ہے اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھہ نہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی طرف سے اوسے کبھی ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملتا اور نہ وہ فضول اور اسراف کے طور پر ایسے لوگوں کو منہ لگانا چاہتے ہیں اور ادہر نظام الدین کے ہاں سے وہ کھانا کھاتا اور بستر اور چارپائی تک لیتا بلکہ اکثر وہیں رہتا ہے اس لئے ناجائز طور پر اپنے منصبی فرائض سے بڑہ کر وہ ایک معزز اور مقتدا جماعت پر ناجائز حملے کرنے کو طیار ہو جاتا ہے۔ ایسی جھوٹی رپورٹوں سے ممکن ہے کہ ہم کو سخت صدمہ پہونچے اسی لئے ہم سررشتہ پولیس اتھارٹیز کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق پوری توجہ کریں۔ اور ہم واقعات صحیحہ کی بنا پر اون سارے معاملہ کو روز روشن میں لانے والے ہیں جو پس پردہ ہو رہے ہیں۔ یہہ لوگ امن عامہ کے محافظ ہیں یا خود مخل ہونے والے ۱۰ جون وہ بحثیت فریق موجود تھا نہ بحثیت نگران ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر اس معاملہ نے طول پکڑا تو حاکم علی کو بجائے خود ایک سخت جوابدہی کے لئے کھڑا ہونا پڑیگا۔ اس لئے ہم ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کو عمومًا اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کو خصوصًا توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اس معاملہ پر توجہ فرماویں۔ ورنہ یہہ شخص بہت خطرناک ثابت ہونے والا ہے۔

ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ خصوصیت سے یاد رکھیں کہ اسکے چال چلن اور عام معاملات کی جوابدہی خود اونکو کرنی پڑے گی۔ اور ہم اس امر سے بری الذمہ ہیں کیونکہ ہم نے اون کو قبل از وقت بذریعہ افیشل چٹھی کے اس انتظام پر توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ اگر اونہوں نے توجہ نکی تو ہم اوسی خط کو مع مناسب ریمارکس کے شایع کر دینگے۔

اعتذار

کاتب کی دقت کیوجہ سے اخبار بدیر اور کم حجم پر شایع ہوتا ہے۔ آئندہ اس کمی کو انشاء اللہ پورا کیا جاوے گا ناظرین معاف فرماویں۔
(ایڈیٹر)

ضرورت

ہمکو ایک لائق کاتب کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۸ سے ۱۵ تک علیٰ قدر لیاقت دیجاویگی۔ درخواست کے ساتھہ نمونہ آنا چاہیئے۔
(ایڈیٹر الحکم قادیان)

رسید زر

خاکسار ایڈیٹر الحکم نہایت شکرگذاری کے ساتھ ان معاونین کے زرچندہ کی رسید دیتا ہے جنہوں نے چندہ سالانہ اخبار الحکم بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اور امید کرتا ہے کہ دوسرے احباب بھی اس قومی اور دینی کام میں دست ہمت بڑھا کر ادسے مشکوری کا موقع دیں گے۔

جناب منشی محمد علی شاہ صاحب مدرس غوطہ ۲/
جناب مولوی محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ۲/
معرفت میاں نبی بخش صاحب کمپازیٹر شملہ ۳/
معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب مباسہ ۱۲/
جناب بابو محمد اسحاق صاحب سابق اوورسیر مباسہ ۳/
جناب بابو رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ مباسہ معرفت
معرفت بابو محمد افضل صاحب ۱۲/
جناب بابو محمد افضل صاحب کلرک مباسہ ۱۲/
جناب حکیم شیخ نور محمد صاحب ہمدم صحت لاہور ۳/
جناب چودھری محمد خان صاحب نمبردار جستروال ۳/
جناب شیخ عطا محمد صاحب چنیوٹ ۳/
جناب شیخ مولا بخش صاحب ڈنگہ ۳/
جناب زین الدین خلف ابراہیم صاحب بمبئی ۲/
جناب مستری احمد الدین صاحب بھیرہ معرفت حکیم فضل الدین صاحب بھیرہ ۳/
جناب سید عبدالہادی صاحب اوورسیر سولن ضلع شملہ ۳/
جناب مخدوم محمد اعظم خان صاحب کوٹ احمد خان ۳/
جناب منشی اللہ دتا صاحب سیالکوٹ ۳/
جناب منشی غلام قمر صاحب سیالکوٹ ۳/
جناب منشی گلاب خان اوورسیر راولپنڈی ۳/
جناب منشی نواب الدین صاحب مدرس دینا نگر ۳/
جناب میاں احمد الدین صاحب چھاپہ گر ملتان ۳/
جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازیخاں ۳/
جناب بابو محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ۳/
جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ۳/
جناب مرزا نیاز بیگ صاحب کلانور عہ
جناب حکیم محمد حسین صاحب لاہور بھاٹی دروازہ عہ

میاں محمد بخش صاحب چھاپہ گر ملتان ۳/
جناب شیخ غلام نبی صاحب تاجر کتب راولپنڈی ۳/
جناب ڈاکٹر بوڑے خان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور ۲/
جناب منشی عبدالعزیز صاحب کلرک دہلی معرفت جناب مرزا خدا بخش صاحب ۳/
جناب منشی جلال الدین صاحب پنشنر بلانی ۳/
جناب مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب ۳/
جناب منشی روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر دندوت معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب عہر
جناب محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دہلی ۳/
جناب محبوب عالم صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ لاہور ۶/
جناب سید ناصر شاہ صاحب دیہی روڈ کشمیر ۳/
جناب میاں محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد ۳/
جناب سردار سندر سنگھ صاحب دھرم کوٹ بگہ معرفت شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم ۳/
میاں مہر دین و کرم دین لالہ موسیٰ ۳/
بابو غلام محمد صاحب گلگت
شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد ۳/
جناب شیخ محمد حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر خانواہ ۳/
جناب بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر معرفت حضرت اقدس سلمہ ربہ ۳/
جناب پیر قیصر صاحب بٹالہ ۲/
جناب منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۸/
جناب شیخ نظام الدین حکیم امرتسر عہ
جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ۳/
جناب بابو غلام محمد صاحب ٹیلیگراف گلگت معرفت جناب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی ۳/
جناب بابو حمید علی صاحب ۳/
جناب میاں غلام محمد صاحب ضلعدار ۳/
معرفت بابو محمد افضل صاحب از افریقہ ۱۲/

میزان کل مالیہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب لاہور ۳/
معرفت مفتی صاحب ؏

مالیہ

اسکے علاوہ رپورٹ جلسہ سالانہ بابت ۱۸۹۷ء کے لئے معرفت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

مندرجہ ذیل رقوم وصول ہو چکی ہیں۔
جناب چودھری رستم علی خان صاحب کورٹ انسپکٹر
جناب پیر قمر الدین صاحب افسر مال کوہاٹ عہ
جناب منشی نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم ۳/

مرسلہ

سوالات جواب طلب

مندرجہ ذیل سوالات ہمارے پاس [illegible] پہونچے ہیں [illegible] انکا جواب مرقوم ہوگا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) مسیح علیہ السلام کی آسمان پر جانیکی قرآن شریف سے یہہ آیت دلیل ہے بل رفعہ اللہ الیہ - انی متوفیک ورافعک الی وما قتلوہ وما صلبوہ کا ضمیر مسیح علیہ السلام کیطرف راجع ہے تو ضمیر بل رفعہ اللہ کے کیوں مسیح کیطرف راجع ہو اس سے انتشار ضمائر و ارجاع ضمیر قبل الذکر لازم آتا ہے اور یہہ ناجائز ہے تمام کتب عربیہ اس پر متفق ہیں۔

(۲) انی متوفیک متوفی میں معنے حال اور استقبال کا ہے نہ ماضی کا اور استقبال میں آپکی وفات کے ہم بھی قائل ہیں۔ اور فلما توفیتنی میں قیامت کا ذکر ہے اس آیت کا اول آخر قرآن میں دیکھو۔

(۳) قرآن اور حدیث میں قیامت کے حالات بسبب تحقق وقوع کے بہت صیغۂ ماضی سے آئی ہیں وجاءت سکرۃ الموت بالحق - ونفخ فی الصور - وجاءت کل نفس معہا سائق وشہید

(۴) زکوۃ کا معنے ہے پاکی جیسا قرآن شریف میں فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما - قد افلح من تزکی - قد افلح من زکہا جب تک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے پاکی کے ساتھہ مامور ہے۔

(۵) ہم بھی عیسیٰ علیہ السلام خلت کے قائل نہیں آپکے واسطے متوفی مقرر ہے۔

(۶) خلت کا معنے فوت نہیں بلکہ گذر جانا زمانۂ ماضی میں خواہ موت سے ہو خواہ آسمان پر جانے سے ہو۔ قرآن شریف میں ہے وقد خلت سنۃ الاولین - قد خلت من قبلکم سنن کیا سنت کیواسطے بھی موت ہوتی ہے۔

(۷) یہہ بات توراۃ کی نہیں بلکہ یہودیوں کی تحریف ہے کیونکہ قرآن شریف سے مخالف ہے ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔

باقی آئندہ

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۶ و ۱۷ | قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ جون ۱۸۹۸ء [illegible] | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے سرمن خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے خریدار ہو جائیں تو سو ٹریکٹ ۹ فیصدی کے حساب سے خریدیں [illegible] ہزار تک ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھپا کر مفت تقسیم کر دیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں ہفتہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہونے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے منیجر الحکم کے نام درخواست بھیجیں

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی مع محصول ڈاک عسہ ۲۰ + ۲۶ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل۔ علمی مضامین اور ملکی معاملات سے روزانہ دہلی کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی ہر روز بڑی آب و تاب [illegible] ہیں جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی زیادہ سے زیادہ کل [illegible] لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی [illegible] اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں چونکہ [illegible] سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں | درخواست خریداری بنام ...
نمونہ کے لئے ایک آنہ | منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت با محصول ۲/
محمودی آمین دوسرا اڈیشن قیمت ۲/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر مد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری [illegible] علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے قیمتی ازار بند۔ پیچ بند۔ پراندے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۶

اوسنے قلی تک بھی ہر دلعزیز انسان کر رکھا ہے آخر اونکے دل کو اسطرف منتقل کیا کہ جب تک سانپ کا زہر بدن انسان میں سرایت نہ کرے تب تک انسان مر نہیں سکتا۔ شاید زہریلی ہوا کوئی لگ گئی ہوگی اس لئے اونہوں نے صاحب بہادر کو تسلی دے کہ آپ اس مرض سے ہلاک نہیں ہو سکتے آرام ہو جائیگا۔ اور کچھ مناسب عرضیات وغیرہ دے دلاکر رخصت کیا۔

صبح کو جب کریشنٹ سرجن صاحب کے پاس اسکا ذکر ہوا تو اونہوں نے کہا کہ چند یوم ہوئے ہیں کہ مینے ایک کتاب میں پڑھا کہ افریقہ کے سانپوں میں یہہ بات خصوصیت کے ساتھہ ہے کہ جب انسان اس پر حملہ کرتا ہے تو سانپ اوسکی آنکھ کا نشان کرکے اوسکی طرف تھوکتا ہے جب انسان اپنی آنکھیں ملنے لگتا ہے تو سانپ موقعہ پاکر یا تو حملہ کرتا ہے یا بھاگ جاتا ہے۔ اس واقعہ سے بعد ہی دو مین قلی ہسپتال میں اسی طرح پر اپنی آنکھیں باندھے ہوئے آئے۔ اور سبکو آرام کرایا۔

وہ شیر جسکا ذکر ہم اول حصے میں برابر اپنے شکار کر رہا ہے اور جب موقعہ پاتا ہے ۲ دو آدمی لے جاتا ہے ریلوے نے ایک ہزار روپیہ اوس شخص کے لئے انعام مقرر کیا ہے جو اوسے شکار کرے گر چہ بہت سے انگریز افسر اور دوسرے سب آدمی پنڈت وغیرہ بھی کئی کئی دن تک اوسکے انتظار میں تھے مگر کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ سنا گیا کہ اوسکی شکل دیکھکر کسی کو فائر کرنیکی جرأت نہیں پڑتی۔ وجہ اوسکی یہ ہے کہ اوسکا کوئی خاص مقام مقرر نہیں کبھی کسی راستہ سے آتا ہے کبھی کسی سے دو دو تین تین میل کے فاصلہ پر حملہ کرتا رہتا ہے بیچارے لوگ رات کو کوئی ٹین بجا بجا کر کوئی ڈھولک بجا بجا کر گاتے ہیں۔

یار بڑا ری کے محکمہ میں سے ایک آدمی کو پکڑکر لیجایا مگر اتفاق سے وہ اوسکے منہہ میں سے نکل گیا تعاقب میں چند ایک بہادر قلین جنمیں انگریز دو تین فیسر ہیں شیر نے تو کیا شکار ہونا تھا بیچارے غریب دو سیل اون فیسروں سے شکار ہو گئے اور دو سیل حضرت شیر شکار کر گئے۔

اسی طرح ہسپتال کے احاطہ میں شیر آگھسا اور خوب پھرتا رہا بیچارے بیمار دیکھہ کر آنکھیں بند کرکے پڑے رہے آخر جاتی دفعہ ایک بیمار کو شیر نے گھسیٹا چونکہ اوسکے اوپر رضائی تھی تھوڑی دور جاکر بیمار تو رضائی میں سے کھسک کر گر پڑا مگر رضائی ساتھہ لے گیا۔ بہت ہی تھوڑے دن ہوئے شیر دوبارہ ہسپتال میں پھر آیا اور ایک پانی بھرنے والے کو اوٹھا لیگیا اوسکے پاؤں خیمہ سے باہر تھے اول اوسکو پاؤں سے پکڑکر باہر پھینکا پھر پکڑکر احاطہ سے باہر پھینکا پھر اب کود کر باہر نکلا اور لے گیا۔ یہہ واقعات سچے ہیں۔ یہہ بھی سنا گیا ہے کہ جس آدمی کو شیر لیجاتا ہے اوس کا کوئی نشان زمین پر نہیں ہوتا مگر جیسے شیر ہی لیجاتی ہے اوسکے ایتر میں گھستی جاتی ہیں اور اب دلیری اسقدر بڑھ گئی ہے کہ آگے تو صرف رات کو حملہ کرتا تھا اب تو کچھ دن سے چار دن ہوئے کام کرتے ہوئے قلیوں میں سے ایک کو اوٹھا کر لیگیا ہے۔ شیر کیا ہے کہ بیچارے ریلوے قلیوں کا ملک الموت ہے۔ خداوند اپنا فضل کرے اور ہمارے اہل وطنوں کو اس آفت سے نجات دے۔

---

(۹) نومبر [illegible] میں جسکا کچھ مفصل حال ہم پیشتر کئی ایک چٹھیوں میں روانہ کر چکے ہیں اب مرض طاعون پھیل رہا ہے۔

افریقہ کے جنگلی وحشی باشندے اہل ہند کو اسلئے بددعا دیتے ہیں کہ جب سے اون کے قدم اونکی سرزمین میں آئے ہیں بارش بند ہوگئی ہے اور وہ بھوکے مر رہے ہیں۔

مورخہ ۲۱ اپریل ۱۸۹۸ء کو ایک آتشین جہاز جسمیں کئی ہزار ٹن بوجھہ تھا ایک چٹان پر جو بالکل ممباسہ جزیرہ کے پاس ہے چڑھ گیا۔ اوسکی وجہ یہہ تھی کہ کپتان جہاز نے غلطی سے کوشش کی کہ رات ہی کو بندر کے اندر چلے اسلئے وہ سیدھے راستہ سے ذرا ادھر ادھر ہونیکی وجہ سے اوپر چڑھ گیا دو جہازوں نے ٹکرا دے پھر کھینچکر پانی میں ڈالنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ زنجبار سے ایک جنگی جہاز جسکے نام [illegible] منگوایا گیا مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ رات کو جہاز بندر کے اندر نہیں لایا کرتے ہمیشہ باہر کھڑے کیا کرتے ہیں۔ یہہ چٹان جس پر جہاز چڑھا ہے کوئی بہت اونچا نہیں ہے بلکہ پانی کے چڑھاؤ کے وقت ہمیشہ پانی میں چھپ جاتا ہے اور اوسکے ساتھ ایک بہت تنگ راستہ ہے جسمیں سے جہاز ہوکر بندر ممباسہ میں آتے ہیں بباعث وزنی ہونیکے اوسکو چٹان پر پانی اوسے اوٹھا نہیں سکتا اسلئے اب سامان اوتارا جا رہا ہے جب خالی ہوگا تو پھر باہر نکل آئیگا مگر الحمدللہ کہ کسی جان کا نقصان اسمیں نہیں ہوا۔

۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء

سفرنامہ

مورخہ ۱۷ فروری ۱۸۹۸ء کو ہم کراچی شہر سے کراچی بندر کو روانہ ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور اس خیال سے کہ بندر نزدیک ہی ہوگا کوئی گاڑی وغیرہ کرایہ نہیں کی جب حدود شہر سے باہر نکلے تو اگرچہ شہر میں ہوا کی تیزی سے خاک اوڑتا تھا مگر اس طوفان کے مقابلہ میں بھی نہ تھا جو ہمیں شہر کے باہر نظر آیا ہوا کی تیزی اسقدر تھی کہ انسان مشکل سے سیدھا چل سکتا تھا ٹوپی تو درکنار پگڑی مشکل سے سر پر ٹھہرتی تھی سخاک اور ریت

آسمانی شہادت

ذیل میں ہم حافظ محمد ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے وہ الہامات درج کرتے ہیں۔ جو اللہ کریم نے بتصدیق جناب سیدنا مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد مسیح موعود اُن پر نازل فرمائے اور جن کی طبع کا وعدہ ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مکتوبات اسمی حبی فی اللہ قاضی ضیاء الدین میں درج کر چکے ہیں اور ہم کسی گذشتہ نمبر الحکم میں وعدہ دے آئے تھے۔ وھو ھذا۔

حافظ محمد ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کی عجیب الہامات اور رؤیا الصر

واضح رہے شائقین پر کہ اس گاؤں کوٹ قاضی میں حضرت اقدس کے مخالفین سلنے جنکا سرگروہ پیر جیدیر وزیرآبادی ہے قاضی ضیاء الدین کو اس جرم کی سزا میں کہ مرزاجی کی تکفیر کیوں نہیں کرتا امامت سے معزول کر کے ان کی جگہ حافظ صاحب مذکور کو امام نماز مقرر کر رکھا تھا۔ یہ صاحب پہلے مولوی غلام رسول مرحوم قلعہ والہ و عبداللہ غزنوی مرحوم کے مرید تھے اور اب پیر جیدیر کے مرید باخلاص ہیں زمانہ طفولیت سے ہی نیک چلن است گو سادہ ہیں میں مشہور تھے دائمی تہجد خوان اور ذاکر آدمی ہیں رویا صالحہ سے بھی انصیبہ رکھتے ہیں حضرت اقدس کی تکفیر تو نہ کرتے مگر مسیح موعود ہونے میں سچا نہ سمجھتے تھے۔ اب ان کو پانچ دفعہ متواتر ایسے رویا صالحہ والہامات صادقہ سے تنبیہہ ہوئی کہ ہمارا پیر بروز جمعہ پہلی دسمبر ۱۸۹۳ء ایک جماعت مسلمانوں کے روبرو ہو کر مرزاجی کو مسیح موعود مان لیا مخالفوں نے بہت وسوسہ اندازی کی کہ الہامات کو شیطانی کارروائی کہا لاکن حافظ صاحب نے کچھ پرواہ نہ کی امامت وغیرہ فوائد کی پروا نہ کی اور بے دھڑک کہدیا کہ بھلا ایسے کلمات جو ان الہامات میں وارد ہوئے ہیں شیطان سے ہو سکتے ہیں الحمدللہ علے ذالک۔ اب وہ الہامات بعینہ معرض تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ بزرگان چندرا غور سے سنیں اور عبرت پکڑیں

حافظ صاحب کا بیان ہے کہ امام مقرر ہونے کے بعد ایک رات میں بغرض امامت نماز عشا مسجد کی طرف گیا دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے مرید قاضی ضیاء الدین و قاضی محمد یوسف معہ ایک آدھ اور کے باہم جماعت کر رہے ہیں۔ اور میرے مقتدی مرزا صاحب کے گستاخ وار کفر پاس بیٹھے ہیں۔ اس وقت میں اس تحیر میں غرقاب عرق ندامت ہو گیا کہ اگر شامل ان کے پاس بیٹھ رہوں تو مخالف حدیث نبوی۔ صلوا خلف کل برو فاجر کے ہوتا ہوں۔ کل روز جزا آنحضرت صلعم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اور اگر شامل جماعت ہو جاؤں تو ان کی طرف سے مطاقہ عورت کا سا رنگ پاتا ہوں آخر ان کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مسجد کی حجات میں لگ گیا۔ پس اسی رات مجھے خواب میں جو بیداری کی قسم میں سے تھی ایک پیر مرد نے مجھے ایک ذوق بھری آواز سے پکارا کہ اگر آج تو اس جماعت میں شامل نہ ہوتا تو آسمان سے عذاب الٰہی تیرے واسطے اترتا۔ یہ خواب میں دل میں چھپائی پھرتا تھا کہ ایک دوسرا الہام ہوا وہ یہ ہے۔ میرے دہنے ہاتھ پر ایک سخت پھوڑا نمودار ہوا جس کی شدت درد سے کئی راتوں پھر مجھے سونا نصیب نہ ہوا اور ڈر کے مارے چیرانا بھی نہ تھا۔ اس اثنا میں ایک دن میں اپنی بھینس کو پانی پلانے کو گھر سے باہر لگیا بھینس نے مٹک ناگاہ رسا کھینچ کر مجھے پھوڑے والے ہاتھ کے بل گرا دیا تھا چنانچہ پھوڑا پھس گیا اور شدت درد سے مجھے غشی ہو گئی جب ہوش آئی دیکھا کہ سب غلاظت نکل گئی ہی آرام کی صورت نظر آئی۔ پھر تو میں نے دن بھر میں کئی دفعہ خدا تعالیٰ کے اس فعل حکیمانہ کا شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ گاؤں سے باہر ایک کنوئیں پر نماز ظہر میں جب میں کھڑا ہوا اور ہاتھ سینہ پر باندھے تو درد کا افاقہ پا کر کہ نہایت ذوق بھرے دل سے بطور شکر یہ کہا اللہ تعالیٰ تو بڑا ہی حکیم ہے اس کے بعد جب میں سجدے میں پڑا تو دائیں طرف سے ایک عمدہ اور لذیذ آواز آئی کہ اگر توں ایہ حکمت ساڈی جاندا ہیں تے پھیر مرزا نوں سچا کیوں نہیں کہندا

حافظ صاحب کہتے ہیں اس الہام کے بعد کتنے دن میں متذبذب وار رہا اور زیادہ سوچ بچار ہی دامنگیر رہتی کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے کہ یہ جمہور امت کیونکر غلطی پر ہو سکتی ہے۔ پھر تیسری دفعہ یہ دو آئتیں واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما اشرک اٰباءنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون اس سے مجھے یہی مفہوم ہوا کہ تقلید آبائی سے مجھے منع کیا جاتا ہے۔ پھر چوتھی دفعہ خواب میں ایک مرد اچھے لباس والہ دیکھا کہ سر پر گٹھڑی اٹھائے ہوئے مسافرانہ چلا جاتا ہے۔ میں نے بھی اسکے پیچھے چلنا اختیار کیا چنانچہ اسکے پاؤں پر پاؤں دھرتا گیا وہ پرانے ٹیڑھے راستہ کو چھوڑ کر ایک نئے سیدھے راستے کی طرف جاتا تھا چلتے چلتے کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کی مجلس میں پہنچ گیا ہوں اس جگہ کئی اور آدمی اچھے لباس والے بھی موجود تھے میں بیعت بیعت کرنے کو جھکا جھکتے ہی وہم پڑا کہ میں اس جگہ محمد شریف (جو اس گاؤں میں اول نمبر مرزاجی کے مخالفین میں سے ہے) نہ ہو لیتے چھونے میں آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد پھر حافظ نے ایک اپنے پرانے دوست مخلص سے سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد مشورہ لیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اُس مخلص دوست نے کہا اس مذبذبانہ حالت کے دفع کرنے کے لئے آپ ایک تہجد اور عبادت خدا کی طرف استغاثہ و انابت کرنے کی رہبری کی۔ پس حافظ صاحب سات آٹھ دن بدستور ان دعاؤں میں لگے رہے اور بار بار التجا کرتے اور رہتے تھے کہ اے مولا کریم مجھ نالائق کو یوضاحت تمام سمجھا دے اور میرا دل ایک طرف لگا دے۔ آخر بوقت شب جمعہ اول دسمبر ۱۸۹۳ء پانچویں دفعہ ایک ذہنت بھری آواز سے یہ ذیل الہام ہو سنائی گئی وھو ھذا۔ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ۔ حافظ جی کہتے ہیں جب مجھے اس آیت کا الہام ہوا ساتھ ہی معنی بھی سمجھ میں آتے جاتے تھے جب اُمرہ کا لفظ آیا اس کے ضمیر کی وقت

وہ نماز والا الہام جو زبدہ میں سنائی دیا تھا اُس کی طرف اشارہ سمجھ میں آتا تھا - لہذا میں اب سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ فی الواقعہ حضرت مرزا جی اس وقت چودہویں صدی کے امام سچے مسیح موعود ہیں اس مرتبہ کا مجھے شک تھا ورنہ کافر تو پہلے بھی نہیں کہتا تھا نعوذ باللہ منہا - مکرر عرض ہے میں دوبارہ اپنے ان الہامات کو پیش نظر رکھ کر اپنے اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں کہ ضرور مجھے یہ الہامات ہوئے ہیں - اگر جھوٹ کہوں خدا کی لعنت کا مستحق ہوں - اور میں انہیں کی رہبری سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان چکا ہوں وکفی باللہ شہیدًا -

العبد محمد بقلم خود — گواہ شد قاضی ضیاءالدین از کوٹ قاضی — گواہ شد فضل الدین سیدنب باز ایضاً — گواہ شد قاضی محمد یوسف ساکن کوٹ قاضی بقلم خود

سبحان اللہ میرا مولیٰ کریم بڑا ہی حکیم ہے جسقدر بیماری دیکھتا ہوں اُسی قدر جدید اور کامل دوائی بھی نازل فرماتا ہے چونکہ اس گاؤں کوٹ قاضی میں ہماری انکار مسیح الوقت حد سے بڑھ گئے تھے اُسی موافق اچھی قسمت والوں کے لئے دوا بھی شافی کافی نازل فرمائی اور مخالفوں پر حجت قائم کردی - فالحمد للہ علیٰ ذٰلک -

ایک مختصر سا خط

السلام علیکم -
آپ کا خط ایک نئی کتاب کو لکھانا چاہتا ہے - انشاء اللہ کسی موقع پر تیار ہوجائے گی آپ صبر سے انتظار کریں - قرآن کریم قصوں کے بیان کرنے کو نہیں - اصل مطلب اور ضرورت پر کوئی بیان آجاتا ہے - یہود و عیسائی اور مجوسی قومیں جب مسلمان ہوئیں تو یہ لمبے قصے ان سے اور ان کی کتابوں سے تفاسیر میں درج ہوئے ہیں - انکی اصل نہیں اور نہ ان پر کوئی شرع کا مسئلہ موقوف ہے ہمارے خیال میں اکثر مضر ہیں اور لغو ہیں -
ہرگز ہرگز شیطان کا تسلط کسی نبی پر نہیں - نبی تو عظیم الشان لوگ ہیں کسی پر بھی شیطان کا تسلط نہیں - ان عبادی لیس لک علیہم سلطان - سورۃ حج رکوع ۷ - کا مطلب بہت صاف ہے - دیکھو

دیکھو اس کا ترجمہ ہم لکھتے ہیں - اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی مگر جب خواہش کرتا ہے تو ہلاک ہونیوالا خدا سے دور (شیطان) اس کی خواہش میں روک ڈالتا ہے - اللہ تعالیٰ شیطان کی روک کو دور کر دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیتا ہے دیکھو موسیٰ کو جب اس نے خواہش کی کہ بنی اسرائیل کو مصر سے چھوڑا کر کنعان لادے تو فرعون شیطان نے روک ڈالدی مگر آخر وہ غرق ہوا اور خدا کی بات پوری ہوئی -
مسیح کی خواہش میں یافہ کاہن اور یہودی شیاطین نے روک ڈالی تو آخر اللہ تعالیٰ نے مسیح کو کامیاب کر دیا اور یہود ذلیل ہوگئے -
محمد رسول اللہ صلعم کی خواہش میں ابوجہل ابولہب جیسے شیاطین روکیں ڈالتے رہے - آخر خدا کی باتیں پوری ہوئیں -
رسول خدا مسجد میں جنات کیوقت نہیں جا سکتے تھے اور ایسے قصص معتبر کتابوں میں نہیں ہیں - طلاق وغیرہ کے وہ بھی پابند تھے -
انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں اور استغفار عجیب غریب دُعا ہے - استغفار کے معنے محفوظ رکھنے کی طلب کرنا - استغفر اللہ - میں اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کرتا ہوں -
شفاعت کی بحث فصل الخطاب میں آپ دیکھیں - گناہوں کے اقسام ہیں - ہر ایک کی معرفت جدا اقسام معاصی کو دور کر دیتے ہیں اور حوروں کے متعلق بحث بسط چاہتی ہے کسی موقعہ پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خط کا جواب مفصل تحریر ہوگا - والسلام نورالدین

ایڈیٹوریل نوٹس

اپنے ناظرین سے

الحکم کے اجرا کی غرض و غایت اب ہمارے بالغ نظر ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے - اور یہ امر بھی کسی حد تک دل خوش کن ہے کہ الحکم کے مضامین جن کی طرف ہمارے بعض واجب التعظیم بزرگوں کو خصوصیت سے خیال ہے، کبھی ایک حد تک نہایت شوق سے پڑھے جاتے ہیں بلکہ یہاں تک بھی دیکھا گیا ہے کہ اخبار کے بدیر شائع ہونے پر اضطراب کے بھرے ہوئے خط جہاں ایک طرف مدیر الحکم کو پریشان کرتے ہیں ہاں دوسری طرف ایک مسرت بھی بخشتے ہیں - کہنے کو کہا جاسکتا ہے کہ ابھی الحکم کی باقاعدہ اشاعت اور ترتیب مضامین میں بہت توجہ کی ضرورت ہے - اور یہ شکایت جس حد تک ہم محسوس کرتے ہیں ناظرین اس قدر نہ کرتے ہونگے مگر ہم باوجود اسکے کہ یہ جانتے ہیں کہ ناظرین کو یہ معلوم نہیں کہ کسقدر مصارف اٹھا کر اخبار کی کاپی قادیان میں کاتب کی دقت کی وجہ سے امرتسر میں کرانی پڑتی ہے اور ایسی ایسی بہت سی دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے تاہم اللہ کریم کے بھروسہ پر ہمت نہیں ہاری جاتی اور ہر لحظہ اور ہر آن یہی خیال زیر نظر ہے کہ وہ بہترین صورت پر آجاوے چونکہ ہر امر کے لئے ایک وقت معین ہے حسب تجویز کل امر مرہون باوقاتہا - اس لئے اپنے وقت پر الحکم کے ایک عمدہ اخبار ہوجانے کی امید کرنی فضول نہیں ہوسکتی - الحکم کا متعلق کل فرائض ہمارے ہی ذمہ نہیں اُن کا ایک جزو اعظم ہمارے ناظرین سے بھی البتہ ہے - وہ کیا - الحکم کی مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہونا - واجب الادا زرچندہ سے مدد کرنا اور اشاعت میں ترقی کی کوشش کرنا - اہل قلم واہل دماغ اصحاب کا قلمی امداد سے دریغ نہ کرنا وغیرہ وغیرہ - پس کیا ہم اپنے ناظرین سے پوچھ سکتے ہیں کہ جہاں وہ ہمارے فرائض متعلقہ الحکم کے پہلو پر کسی قدر نکتہ چینی کرتے ہیں کیا وہ اپنے فرائض متعلقہ الحکم کی طرف توجہ کرنا اپنا مقدم کام قرار دینگے؟ ہم کو کامل امید ہونی چاہئے کہ ہمارے ناظرین الحکم کی توسیع اشاعت اور اس کے زرچندہ کی ترسیل میں پوری توجہ فرما کر نیازمند کو شکوری کا موقعہ دینگے -

واجب التقلید ہے دارالامان کے الٰہی مشن کی تائید میں جس طرح سے ہمارے برگزیدہ احباب حتی المقدور حصہ لے رہے ہیں وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں اللہ کریم کے حضور اُن کے لئے جزائے خیر کے ہدیے اور تحفے طیار ہیں - اور نہ اس امر کی ہم کو ضرورت معلوم دیتی ہے کہ ہم انکو یہ کہنے بیٹھیں کہ تم امداد کرو کیونکہ الٰہی سلسلہ کی نصرت اور تائید ہر پہلو سے اور ہر ضرورت

کے موافق خود اللہ کریم کر رہا ہے اور اس کی ضرورتوں کا متکفل خود وہی پاک ذات ہے اور انسانی امداد کی خواہش یا تحریک تو صرف اس لئے ہوتی ہے کہ تا انسان کو اپنے مراتب کی ترقی کا موقع دیا جاوے ورنہ

ہمت این است بہ نصرت دادم ایکاش بدو
قضائے آسمان است این بہرحالت شود پیدا

جو عمل خلوص دل سے کیا جاوے خواہ بظاہر وہ کیسا ہی خفیف اور مختصر سا نظر آوے لیکن خدا تعالیٰ کے حضور اس کا درجہ اس خلوص اور صدق کے موافق ہے جس کے ذریعے وہ صادر ہوا ہے۔ ہمارے معزز بھائی میاں عبداللہ سنوری پٹواری نے اپنے نکاح کی تقریب پر ولیمہ بھی قادیان ہی میں کیا تھا خدا تعالیٰ نے اس نکاح کو اُن کے لئے مبارک کیا اور اب فرزند نرینہ بخشا اس نے مسنون عقیقہ کی دعوت بھی دارالامان کے احباب ہی کو دی یہ بہت ہی مبارک تحریک اور واجب التقلید فعل ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے احباب اس طرف توجہ کریں کہ ولیمہ اور عقیقہ کی دعوتیں علی العموم حسب مقدور دارالامان میں ہوا کریں تا کہ وہ درویش اور مسافر جو قادیان میں مقیم ہوتے ہیں یا آتے ہیں ایسی دعوتوں میں شامل ہو کر زیادہ ثواب اور برکت کا موجب ہوں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ تحریک ہم اپنی طرف سے محض اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ تا ہمارے احباب زیادہ خیر و برکت سے حصہ لیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مسکین طالب علم وغیرہ اور بہت سے مستحق یہاں موجود ہیں۔ غرض خیال رہنا چاہئے کہ ہر ایک قسم کے مسنون صدقات و زکوٰۃ وغیرہ کا عمدہ ترین مصرف خدا تعالیٰ کے اس قائم کردہ مشن کی راہیں ہیں ۞

مختلف شہروں کی ہماری جماعتیں توجہ کریں یہ خیال

متعدد مرتبہ ہمارے دل میں پیدا ہوا ہے کہ جس حال میں قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا ہمارا فرض عین ہے اور ہم لوگ مخالف فریق میں بھی قرآن پرست مشہور ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ادائے فرض کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ اگر چہ دارالامان ایک معنی سے ہند و پنجاب کے لئے ام القریٰ ہے اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال جو دارالامان میں چمک رہا ہے ہند و پنجاب کے دوسرے مقام پر قطعاً نہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن کریم کے معارف و اسرار کھلنے کے لئے بھی اس زمانہ میں قادیان مخصوص سمجھا جانا چاہئے۔ اس وقت ہمارا روئے سخن اُن لوگوں سے نہیں ہے جو اپنی کوتاہی نظر سے ان امور کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ ہمارے مخاطب وہ لوگ ہیں جو ان باتوں کو سچے دل سے مانتے ہیں پس بہت بڑی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے ہمارے احباب دارالامان کی رہائش اختیار کریں لیکن چونکہ ایک کثیر حصہ ہمارے احباب کا ملازمت پیشہ ہے جو ایسا نہیں کر سکتے پس ہماری رائے یہ ہے کہ شہر اور قریہ سے ایک شوقین۔ لائق آدمی تعلیم القرآن کے لئے دارالامان بھیجا جاوے اور جس شہر سے آوے وہاں کی جماعت اسکے اخراجات وغیرہ کی متکفل رہے تا کہ وہ اطمینان اور جمع خاطر کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھے اور بعد فارغ التحصیل ہونے کے اپنے شہر میں جا کر قرآن کریم کا درس شروع کرے اور خدمت قرآن کے لئے کمربستہ ہو ایسی جماعت کی اشد ضرورت ہے مگر افسوس ہے ہمارے احباب نے نہیں معلوم کیوں اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ باوجودیکہ ایک پہلو سے کنایۃً اور شاید کبھی صراحتہً بھی ہمارے مخدوم جناب حکیم نورالدین سلمہ ربہ اس ضرورت کو بتلا چکے ہیں بلکہ الاعلام کے عنوان سے نکلا ہوا اشتہار اس ضرورت کو واضح طور پر بیان کرتا ہے ترتیل قرآن کی اشد ضرورت ہے پس ہمارے احباب کو سستی نہیں کرنی چاہئے جناب مولوی نورالدین صاحب کا دم غنیمت ہے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو اس پاک تحریک پر عمل شروع ہو جانا چاہئے ہم دیکھیں گے کہ کونسی جماعت اس نیک معاملہ میں سبقت کرتی ہے۔

مسجد احمدیہ امرت سر

ہمارے کسی پہلے اشو میں مسجد احمدیہ امرت سر کی ضرورت پر کوئی مختصر سا مبارک نوٹ شائع ہوا تھا۔ جس میں ہم نے اپنے دیگر احباب کو بھی اس کار خیر میں شریک ہونے کی توجہ دی تھی چنانچہ اس راہ میں بیرونجات سے سب سے پہلے قدم اٹھانے والی منی پور کی پاک جماعت ہے چنانچہ امرت سر سے مسجد احمدیہ کے چندہ کے امین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرت سر کی جماعت کی طرف سے ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ شکریہ کیساتھ اس امر کی رسید دی جاوے کہ منی پور سے معرفت جناب سیٹھ موسیٰ صاحب مندرجہ ذیل رقم چندہ مسجد احمدیہ میں پہنچی ہے۔ جناب سیٹھ موسیٰ صاحب صہ مولوی غلام امام صاحب صہ

اس مبارک تحریک پر جو منی پور کی جماعت نے عملی طور پر کی ہے۔ ہم اُس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اب مسجد احمدیہ امرت سر کی تعمیر انشاء اللہ بہت جلد ممکن ہو گی۔ کیونکہ بیرونجات کے احباب کو توجہ ہو چلی ہے۔ چندہ بھیجنے والے احباب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیاں کے نام روانہ کریں + رسید زر بذریعہ الحکم مشتہر ہو گی۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کی توجہ کیلئے

بنگر اے شیخ نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ یہ چشم نشانی است کبیر

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے نہایت رعونت اور انانیت کے نشہ میں سرشار ہو کر اپنی اشاعۃ السنہ میں یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ہم نے ہی اشاعۃ السنہ کے ذریعے مرزا صاحب کو بڑھایا تھا اور ہم ہی اُسے گرائیں گے۔ دانشمند اور دور اندیش لوگوں نے تو اس خیال کی سفاہت اور کمزوری کو اُسی وقت ظاہر کر دیا تھا اور شیخ بٹالوی کی بیجا شیخی پر اُسی وقت نفریں کی تھی مگر خدا تعالیٰ کو علی رؤس الاشہاد اُسکا یہ خیال اُسکے منہ پر مار کر اُسے اُس کی مہین کا نظارہ دکھانا تھا۔ شیخ بطال نے جب سے یہ خیال ظاہر کیا تھا اُسی وقت سے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا مرزا صاحب کے مشن کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ اب خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی سچ ثابت ہوا کہ جو اُس نے اپنی برگزیدہ براہین احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں فرمایا تھا۔ یعنے

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

آج وہ وقت ہے کہ لوگ جوق در جوق حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے۔ اور سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر اس نعمت سے متمتع ہو رہے ہیں۔ ہم ذیل میں ایک خط درج کرتے ہیں جو ریاست کشمیر سے آیا ہے اس کے مطالعہ سے آپ دیکھیں گے کہ شیخ بٹالوی جو یہ کہا کرتا تھا کہ آج قادیان کتنے آدمی گئے۔ ذرا انصاف کو دل میں جگہ دیکر شیخ صاحب ہم کو بتائیں کہ ان کے دعوے کی کیا حیثیت ثابت ہوئی۔ اشاعۃ السنۃ کی پیشگوئی امر واقعہ کیا ہوئی تا کاش یہ نادان سمجھ سکیں۔

ہم دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی ایک آیت قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ یہ آیت خصوصیت سے جناب سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے بیان ہوئی ہے کہ اطراف کو دونوں طرف سے کم ہوتے چلے آتے ہیں جس کا ایک حصہ تو حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا جاتا اور ان کو مانتا جاتا ہے۔ اور دوسرا حصہ جو معاندین اور مخالفین کا ہے وہ تباہ اور ذلیل ہو کر مرتا جاتا ہے۔ یہی اس وقت بھی یہی حال ہو رہا ہے ہمارے مخالفوں کا ایک حصہ تو نکل کر ہمارے ساتھ ہوتا جاتا ہے اور جو ان میں رہ جاتے ہیں وہ ذلیل ہیں آ گئے ہیں وہ اپنی کرتوتوں کے ثمرات سے نتیجے رہے ہیں اسی شیخ بٹالی اب تو آنکھ کھول اور دیکھ لیا واقعی اطراف الارض کم نہیں ہوتی چلی آتیں۔ کیا شیخ بٹالی کا وہ قول گزشتہ سے بڑھ کر باوقعت ثابت نہیں ہوا۔ اب بٹالوی صاحب کی اس تحریر کا ہم الٹا اثر دیکھتے ہیں اور شاید یہ ان کی ہی کرامت ہو کہ اشاعۃ السنۃ میں جب سیدنا مرزا صاحب پر ریویو لکھکر اخص برکات سے بہرہ ور ہونے کے لئے دعا کی مانگی جاتی تھیں اور مخالفان امام ہمام کے اعتراضوں کے جواب دئے جاتے تھے اس وقت رسالہ باوقعت تو سمجھا جاتا تھا اور وقت پر اشاعت پذیر بھی ہوتا تھا جب سے علم عصیان بلند کیا اس وقت سے رسالہ نے الٹی ترقی کی ہے مہینے سے چھ مہینے بعد اور اب تو گریں لینڈ والوں کی طرح شیخ صاحب سالانہ رسالہ نکالنا پسند کرتے ہیں اور جو حالت مجموعی طور پر رسالہ کی ہے وہ بیچارے شیخ کو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح کھا رہی ہے۔ ہاں یہ اثر تو بیشک اس تحریر کا ہوا۔ ہم کسی مبسوط مضمون میں کرامات محمد حسین خوب واضح طور پر ظاہر کریں گے جس میں بیباک کو محمد حسین کے دعاوی کی اصلیت کا راز بتلائینگے۔ اب ہم اس خط کو درج ذیل کرتے ہیں۔

کارروائی جلسہ اشاعت دعوی حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

برادران جماعت قبل از انعقاد جلسہ اشتہارات مشتہر ہوئی۔ روز جمعہ بتاریخ ۱۲ محرم بمقام پارتی پورہ صحن جامع مسجد میں فرش کیا گیا۔ اور قریب دس بجے متفرق مواضعات سے احباب تشریف لا لئے گئے۔ نماز جمعہ سے پہلے چند اصحاب اور مولوی فضل حق صاحب امام مسجد پارتی پورہ نے مجمع منعقد کیا۔ اس مجمع میں دو تین سے اشعار مصنفہ امام الزمان پڑھے گئے۔ یہانتک کہ اصحاب جلسہ مقلدین و غیر مقلدین جمع ہو گئے۔ ان میں غالب حصہ لوگوں کا وہی تھا۔ جو کہ ابھی حضرت میرزا صاحب کے دعوے سے نا آشنا تھا۔ پھر خاکسار کی باشارہ مولوی فضل حق صاحب کھڑے ہو کر دو نعت شریف پڑھ کر سنائی کہ حضرت مسیح نے لیکھرام کے مقابلہ میں تصنیف فرمائی ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا مولوی فضل حق صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز جمعہ کارروائی جلسہ شروع ہونی مناسب ہے یہہ درخواست حاضرین نے منظور فرما کر نماز جمعہ کیواسطے تیاری کی چونکہ اس جلسہ میں اکثر احباب وہی تھے کہ جو اہل حدیث سے نہیں تھے۔ اس لئے راجہ عطاء اللہ خان صاحب وغیرہ راجہ صاحبان مسجد اہل حدیث پر نماز پڑھنے کو گئے کہ حنفیوں نے خاکسار کو کہدیا کہ آج ہماری اور آپ کی کوئی مخالفت نہ رہی۔ ایک جگہ ملکر نماز پڑھیں۔ یہہ خوشی کا مقام تھا کہ یہہ ایک اور کرامت میرزا صاحب کی ظاہر ہو گئی کہ یہہ دو فریق جو کہ مدت سے باہم دشمنی اور عداوت کے عادی تھے۔ یکدفعہ باہم شیر و شکر ہو گئے۔

چنانچہ خاکسار نے ممبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور کشمیری زبان میں باہمی اتفاق کا ذکر کر کے اہل جلسہ کو وعدہ دیا گیا کہ نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوگا۔ اور ظاہر کیا جاویگا۔ کہ ایک امام جو دعویٰ چودھویں صدی کا مجدد مبعوث ہوا ہے جسکے بعض حالات آپ کو سنائے جاویں گے اور جس کے حالات کی کافی کیفیت ابھی آپ کے کانوں میں نہیں پہنچی۔ پھر نماز جمعہ اس کثیر جماعت نے ملکر عجیب شان و شوکت سے ادا کی بعد نماز جمعہ جلسہ کا افتتاح ہوا۔ یہہ جلسہ عجیب تماشا کا تھا معزز اصحاب رؤسا و جاگیرداران برادران راجہ عطاء اللہ خان صاحب۔ و نمبرداران و پیر صاحبان کشمیری حاضر تھے پہلے خاکسار کی التماس بموجب شیخ غلام رسول نے کھڑے ہو کر حضرت مسیح الزمان کے چند اشعار پڑھے۔ پھر خاکسار نے کھڑے ہو کر التماس کیا کہ ہمارے دوست مولوی فضل حق صاحب براہ نوازش ان ضروری مسائل کو بیان فرماویں کہ جو حضرت میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق چسپاں ہوں۔ اس پر جناب مولوی فضل حق صاحب نے کھڑے ہو کر مسئلہ وفات مسیح پر تقریر فرمائی چونکہ مولوی صاحب کی تقریر پنجابی میں تھی۔ اس لئے اکثر حاضرین جلسہ اس تقریر سے مستفید ہونے سے قریباً ناکام رہے کہ وہ کشمیری تھے۔ لہذا انہوں نے اپنی تقریر کو زیادہ وقت نہ لگایا لیکن مسئلہ وفات پر خوب تقریر کی پھر حسب قرار داد یہ عاجز کھڑا ہوا اور کشمیری زبان میں سنایا گیا کہ مجدد ہر صدی پر مبعوث ہونا خدا تعالیٰ کی مستمرہ عادت ہے۔ اور اس کی مزید تفصیل سے تقریر کر کے حضرت میرزا صاحب کے بعض حالات ذکر کئے گئے۔ اشتہار تالیف براہین حضرت صاحب کی کچھ سوانح اور معجزات کا ذکر اجمالاً۔ لیکھرام والی پیشگوئی کا ذکر تفصیلاً کیا گیا۔ یہہ بھی سنایا گیا کہ حضرت امام کس کس پہلو سے مخالفین پر اتمام حجت کر رہے ہیں۔ اسی طرح مفصل تقریر ہوئی جسکا اثر حاضرین پر بفضل اللہ تعالیٰ نے خوب ڈالا۔ اور راجہ عطاء اللہ صاحب نے ایک تحریری شہادت مرتب کی تھی جس میں تمام قصہ لکھا گیا کہ کس طرح خواب کے ذریعے ان پر حضرت امام کی صداقت کھلی۔ وہ بھی پڑھی گئی۔ اس کے سننے سے حاضرین بہت سخت متاثر ہوئے غرضکہ اس مجلس کا اثر بہت ہی خوب تھا۔ خاکسار نے شرائط بیعت بھی ممبر سے لوگوں کو سنائی حضرت امام کے سفر

معجزات خیبر کے تذکرہ سے حاضرین کے دل ہل گئے بہانتک
لوگ جوش میں داخل بیعت ہونے لگے۔ جائے کا انتظام
راجہ عطاءاللہ خان صاحب نے پہلے ہی سے کرایا تھا
جو کہ تمام لوگوں کو دیا گیا۔ پھر خاکسار نے ممبران
انجمن کو وہ تقریر پڑھی۔ جوکہ جناب یار محمد خان صاحب
فرزند راجہ عطاءاللہ خان صاحب مرتب ہوئے تھے بعد اس کے
نماز عصر کی اذان ہوتی اس جماعت کثیر کو خاکسار نے
عصر کی نماز پڑھائی بعد نماز جلسہ برخاست ہوا۔ اور لوگ
حسب اجازت راجہ صاحب سے بیعت حضرت میرزا
صاحب لینے لگے۔ یہاں تک کہ شام تک ہی قریب
اسی آدمی داخل بیعت حضرت میرزا صاحب ہو گئے ہیں
جلسہ میں اسلامی عظمت بہت خوشنما نظر آتی تھی۔
لوگ راجہ صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اور یہ
خاکسار بیعت کی تلقین کرتا تھا بیعت شدہ لوگوں کے
نام رپورٹ کے ذیل میں درج کئے گئے ہیں۔ اور تمام
حاضرین جلسہ کی تعداد عام و خاص قریباً تین سو تھی۔
خواص تو معمولی تعداد کے تھے۔ اور زمیندار لوگ بہت تھے
لیکن اُمی زمینداروں کو بھی خوب سمجھ آگئی اور یہ بڑی
خوشی ہوئی کہ میرزا صاحب کی کرامت سے۔ فرقہ اہل
حدیث۔ اور حنفی متفق ہو گئے۔ خدا تعالیٰ انکو توفیق دے
اور کسی مخل کے وسوسہ سے کوئی خلل نہ پیدا ہووے۔
آمین ثم آمین۔

اسمائے مبائعین حضرت میرزا صاحب از روز جلسہ

اہل بیت راجہ عطاءاللہ خان صاحب جاگیردار و رئیس اعظم یاڑی پورہ
سلطان محمد خاں معہ اہل و عیال یاری پورہ
راجہ محمد فضل خان صاحب جاگیردار معہ اہل و عیال یاڑی پورہ
یار محمد خاں صاحب و عبدالرحمن خان فرزندان راجہ عطاءاللہ
راجہ محمد اکبر خان صاحب برادر راجہ عطاءاللہ خان صاحب یاڑی پورہ
ولی محمد خان صاحب فرزند محمد اکبر خان یاڑی پورہ
محمد علیخاں ″
یار محمد خاں کھکہ یاڑی پورہ
عبدالرحمان خاں ایضاً
مدد خاں کھکہ ″
عبدالعزیز صاحب تیلی ″
مختہ بنڈت صاحب نمبردار یاڑی پورہ
خواجہ محی الدین ناک یاڑی پورہ
دوست محمد خان ″
عبداللہ خاں ″
عبدالصمد ″
عبدالقادر رنگریز ″
عنایت اللہ خاں حکیم براہ
جمال بٹ براہ
عبداللہ لون براہ
امیر خان براہ
پیر خان براہ
فقیر محمد اوان یاڑی پورہ
نصر خاں مغل ″
شاہمیر خاں ″
حبیب خان مغل ″
اہلیہ ہائے راجہ محمد حیدر خان صاحب معہ دختر
اہلیہ مولوی فضل حق صاحب امام مسجد
نجب خاں ترک براہ
محمد اکبر خان صاحب ولد عنایت اللہ خان صاحب معہ اہلیہ یاڑی پورہ
زبردست خان صاحب جاگیردار برادر زادہ راجہ صاحب نونہ منی
عبدالعزیز میر یاڑی پورہ
محمد خان پٹھان ″
عبداللہ فرزند عبدالکبیر خواجہ صاحب یاڑی پورہ معہ والدہ خود
محمد ایوب و ملک امان و یعقوب فرزندان محمد فضل خاں
اہلیہ غلام رسول شیخ شوپیاں مانلو
عبدالرزاق صاحب درویش وان گنڈ
حبیب اللہ فرزند محمد علی یاڑی پورہ
نیاز محمد ″
محمد خاں کیوا ″
حکیم لسہ شاہ صاحب مٹی مگ
شیخ غلام احمد صاحب مانکن پورہ
محمد عثمان صاحب درویش پولس
حیات بٹ یاڑی پورہ
عبداللہ خاں ملازم محمد افضل خاں
غلام رسول صاحب سوداگر بوگام
سیف الدین مٹی لوگ
عبدالصمد صاحب بوگام
رمضان پڑی ہوم
خضر جو تیلی یاڑی پورہ
عبدالاحد ناک ″
منگن سیاہی ″
مختہ جو تیلی ″
عبدالاحد تیلی ″
اسد جو تیلی ″
عبدالعلی تیلی ″
غلام احمد ولد عبدالعزیز
غلام رسول تیلی ″
غلام محمد ولد خضر جو ″
عبدالرحمان ولد محمد رمضان ″
عبدالسبحان صاحب کالہ درنگ وغیرہ عورات و اطفال۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

العرض یہ جلسہ عجیب شان سے ختم ہوا۔ **الحمد للہ رب العلمین۔ بیشک واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔**

الراقم

خاکسار عبدالستار مقام یاڑی پورہ۔ ملک کشمیر
سکرٹری جلسہ ۷ جون ۱۹۰۸ء

آریہ سماج میں کم پچ

آریہ سماج کے اخبارات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل آریہ سماج میں عجیب طرز سے مخالفت ہو رہی ہے۔ دو فریق بنے ہوئے ہیں ایک کالجیڈ پارٹی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسرا مہاتما پارٹی کہلاتا ہے۔ مہاتما پارٹی کے دو آرگن دہرم رکھشک اور ست دہرم پرچارک ہماری نظر سے بھی گذرتے ہیں کالجیڈ پارٹی پر جسقدر الزام لگاتے ہیں انکی اصلیت کچھ تو معلوم ہوتی ہے بہرحال ہم کوئی فیصلہ نہیں دینا چاہتے کہ کالجیڈ سچے یا مہاتما جھوٹے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں ہے کہ یہ مخالفت اصلیت کو کھول دیگی اور اسلئے ہم نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اس خانہ جنگی کے نظارے دیکھ رہے ہیں دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے ہم کو خیال لگا ہوا ہے کہ **مخالفوں میں پھوٹ** والی صلاح یہاں بھی اگر اپنا کرشمہ دکھا رہی ہو تو کیا تعجب ہے۔ بہرحال نتیجہ ضرور قابل دید ہوگا۔

اسلامی دنیا میں خبر

یکم محرم کو ۱۳۱۶ھ ہجری المقدس کے آغاز کی تقریب میں حسب دستور قدیمہ امیر المومنین نے محل لیے ہمایوں میں شاہانہ دربار منعقد فرمایا۔ جس میں تمام وزراے اور اعلیٰ عہدہ داران ملکی۔ فوجی و بحریہ کو شرف ملازمت عطا فرمایا گیا۔ امیر بحر خدیو مصر۔ غازی مختار پاشا۔ گورنران صوبجات۔ کمانڈران جیوش اور عثمانیہ سفرا۔ اور دیگر ہواخواہاں و جاںنثاران خلافت سنیہ نے مبارکباد کے تار خدمت سلطانی میں ارسال کئے۔ تمام سفرا کے ترجمانوں نے در دولت پر حاضر ہو کر اپنے اپنے سفیروں کی طرف سے مبارکباد کی پیغام عرض کئے۔

تھیسلی سے ۱۷ اور ۲۲ مئی کے درمیان تیس ہزار ترکی فوج ممالک محروسہ کو روانہ ہوئی۔ پچھلے ہفتہ لکھا جا چکا ہے کہ جون تک کل فوج واپس آگئی تھی۔ ستر ہزار فوج سمندر کے راستہ بندر ددلو سے روانہ ہوئی تھی۔ اور باقیماندہ خشکی کے راستہ۔ جن سپاہیوں کے گھر یورپین ٹرکی میں تھے۔ اُن کو سالونیکا میں جو کہ ایشیا میں تھے۔ انہیں سمرنا وڈاردنیلز میں اُتارا گیا۔ جو افواج بندر ددلو سے سوار ہوئیں اُن کے ساتھ کئی باتریوں کے علاوہ فوج سواران کے دس ہزار گھوڑے بھی تھے یانیا (صدر مقام ایپرس) اور دوم اردو کی جو فوج تھی وہ پہلے مناسطر گئی اور وہاں سے ریل پر سوار ہو کر براہ سالونیکا" یدی قلعہ اندریانوپل اپنے مستقر کو پہنچی۔ بدوران تخلیہ سالونیکا کے سٹیشن سے آٹھ آٹھ ٹرینیں معہ اسلحہ وسامان حرب اور خیام وغیرہ اور دو دو تین تین باتریاں یعنی تقریباً آٹھ آٹھ ہزار فوج معہ کل سامان یومیہ ٹرینوں پر سوار ہوتی رہیں اتنی فوج ایکدن میں گذشتہ سرحدی محاربہ میں بھی مقام مقصود کو نہیں بھیجی جا سکی تھی۔

اعلیٰ حضرت شاہ ایران نے نصوحی بک ایلچی عثمانیہ کمشنر متعینہ صوفیا (صدر مقام بلگیریا) کو نشان خورشید کے طبقہ کی حمائل عطا کی ہے۔

حلب کے قریب موضع ارسلان طاش میں زمین سے سنگ مرمر کی ایک بڑی سل جس پر پرانے زمانے کی خطی رتھ اور دو اسپ سواروں کی تصویریں برآمد ہوئی ہیں۔ رتھ میں کئی شخص سوار ہیں۔ یہ سِل بہت قدیم زمانہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے بحفاظت تمام قسطنطنیہ کے جدید عجائب خانہ نوادرات و آثار قدیم میں بھیجا جائیگا۔ اس عجائب خانہ کے مفصل حالات لیڈی بلیکس مور صاحبہ نے اپنی کتاب قسطنطنیہ میں درج کئے ہیں۔ کتاب مذکور کا ترجمہ دفتر وکیل سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

امیر المومنین نے جرمنی کے ولی عہد کے جنرل عبد اللہ پاشا کو طبقہ امتیاز کا نشان مئی کے وسط میں ارسال فرمایا تھا۔ جنرل ممدوح کو بتاریخ ۲۲ مئی قیصر ولیم نے شرف ملاقات بخشا۔

دیوان ہمایوں کے کلفچی رائف بک ۲۱ مئی کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ بیچارہ مرحوم کی حرم محترم سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور دوسرے دن ہی اپنے مرحوم شوہر سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جواد بک ۔ برلن کے نائب عثمان بک کی واپسی کی خبر پچھلے ہفتہ درج ہو چکی ہے۔ بک موصوف کو زار نے صرف دستخطی خط ہی نہیں دیا تھا۔ بلکہ امیر المومنین کے لئے ایک چھڑی جس کا قبضہ مرصع بجواہر ہے۔ چاء نوشی کے طلائی و نقرئی ظروف کئی بیش قیمت گلدان اور دیگر اشیاء بطور ہدیہ روانہ کی تھیں۔

ہز ایکسیلنسی صالح منیر بک عثمانیہ سفیر متعینہ پیرس نے ۱۶ مئی کو عالیشان دعوت کی جس میں دیگر معززین کی علاوہ پریسیڈنٹ فرانس کی لیڈی صاحبہ۔ وزیر صیغہ خارجہ مسیو ہانوٹو۔ اور کئی دیگر سفراء مدعو تھے۔ کھانے کے بعد سفیر موصوف نے شاہانہ دربار کیا۔

تھیسلی سے دو مسلمان یہودی خاندان ٹرکی کو ہجرت کر آئے ہیں حسب الحکم سلطانی مخصوصہ کمپنی نے ایک جہاز بلا کرایہ اُن کے لئے خاص کر دیا تھا۔

یانینہ بازار میں ۱۰ مئی کو ۸ ہزار پیاسٹر ۱۶ مئی کو ۳۶ ہزار پیاسٹر اور ۲۲ مئی کو ۱۷ ہزار پیاسٹر کی اشیاء فروخت ہوئیں۔

جدہ میں طاعون کی تخفیف ہو جانے سے ترکی گورنمنٹ نے ۱۹ مئی سے حجاز کے سواحل سے آنے والے جہازوں کا قرنطینہ جو دس روز کا میعادی تھا موقوف کر دیا ہے۔

قسطنطنیہ کے اسلامی آبادی استنبول کے محلہ اُن کپو میں ۱۹ مئی کو آتش زدگی سے ایسی تباہی برپا ہوئی کہ کئی برسوں سے ویسی مصیبت اہل شہر پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ کل ۱۷۴۳ مکان جو سب چوبی تھے بالکل خاک ہو گئے۔ ان میں بڑے بڑے محل ۱۷۰ دوکانیں۔ اور اسطوار۔ ایک مسجد۔ اور ایک کارخانہ روشن گیس بھی تھا۔ تقریباً ۳۰ ہزار پونڈ مالیت کی جائداد تباہ ہوئی ہے جس میں سے صرف دسواں حصہ بیمہ شدہ تھی۔

واشنگٹن (صدر مقام صوبجات متحدہ امریکہ) کی عثمانیہ سفارت کے متعلقین اب تک ایک کرایہ کے مکان کی نچلی منزل میں رہتے تھے۔ ترکی گورنمنٹ نے اُس کے لئے اب ایک سالم عالیشان مکان کرایہ پر لیا ہے۔

خلف رشید ایسے ہوتے ہیں۔ پیرس کے محلہ لمارک میں ۱۸ مئی کو دو ترک لڑکے جن میں سے ایک کی عمر چودہ اور دوسرے کی دس برس ہے گھر گھر پھرتے پائے گئے۔ وہ کندھوں پر بڑے بڑے بقچے اٹھائے ہوئے تھے۔ اُن کی ہیئت کذائی دیکھ کر پولیس کو اُن کی طرف توجہ ہوئی۔ مگر جب سوال کیا گیا تو اُن کی زبان جو ترکی تھی نہ سمجھی جا سکی۔ آخر بصد وقت تمام تھانہ پہنچکر کسی ترکی دان کی مدد سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے باپ کی تلاش میں قسطنطنیہ سے آئے ہیں۔ اُن کی ماں نے اُنہیں فرانس بھیجا ہے۔ جس بیچاری کو صرف اس قدر علم تھا کہ اُس کے خاوند نے ایک دفعہ اُسے لمارک سے خط لکھا تھا۔ اُس نے اپنے بچوں کو اس لمبے سفر کے لئے قمیصوں۔ ٹوپیوں جرابوں وغیرہ قسم کے کپڑوں اور کھانے کی خشک چیزوں کی وافر مقدار ساتھ دی تھی لمارک میں کسی ترک کا پتہ نہیں ملا۔ اب پولیس شہر کے دوسرے حصوں میں اُن کے والد کی تلاش کر رہی ہے۔

قادیان دارالامان کی مقامی ضرورتیں

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر میں جو مضمون ہم نے پولیس انفارمیشن کی توجہ کے لیے حاکم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان کی بیہودہ حرکتوں کے متعلق لکھا ہے اس نے اس امر کی ضرورت ہمیں محسوس کرائی ہے کہ قادیان میں بعض مستقل انتظامی امور کا لحاظ مدنظر رکھکر مستقل طور پر ایک پولیس گارڈ رکھی جاوے اور ایک رجسٹرار اور اونریری مجسٹریٹ بھی مقرر ہو ابھی ہم اس امر کا فیصلہ دینے کے لیے طیار نہیں ہیں کہ رجسٹریشن اور اونریری مجسٹریٹ کی خدمات کسی شخص کے سپرد ہوں فی الحال ہم اس ضرورت کو جسے خود محسوس کرتے ہیں گورنمنٹ پنجاب کو محسوس کرانا چاہتے ہیں +

قادیان جیسا کہ تواریخی مراسلات سے پتہ لگتا ہے کسی وقت خاندان معلیہ کے بعض ممبران کی رہائش گاہ بھی اور بجائے خود یہہ صوبہ سمجھا جاتا تھا جسکے متعلق بہت سے دیہات تھے اور خود قادیان میں ایک حفاظتی پولیس اوس زمانہ کے طریق پر رکھی رہتی تھی - اور حفاظت شہر کے لیے فصیل بھی تھی جسکے آثار ابتک بھی پائے جاتے ہیں - گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت مہد میں بھی قادیان میں تحصیل رہی ہے اور پھر پولیس کی ایک گارڈ بھی رہتی رہی ہے مگر بعد میں گورنمنٹ نے بعض مصلحتوں کے لحاظ سے تحصیل اور پولیس گارڈ کو اوٹھا لیا - ان ساری باتوں پر ایک نظر کرنے کے بعد یہہ بات تو آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے کہ قادیان میں کسی وقت اس امر کی ضرورت سمجھی جاتی تھی کہ پولیس اور مجسٹریٹ یہاں رہے جو ضرورت اوسوقت تھی اوس سے کہیں زیادہ اب ضرورت ہو گئی ہے کہ یہاں رجسٹریشن اور اونریری مجسٹریٹ کا ایک محکمہ ہو اور پولیس گارڈ بھی رکھا جاوے - ان سب ضرورتوں پر ہم مفصل اور شرح وبسط کے ساتھ پھر بحث کریں گے + فی الحال اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ان معاملات میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی رائے مقدم اور واجب العمل سمجھی جانی چاہیے جسکے لیے ہمارے پاس کافی سے زیادہ وجوہات ہیں کوئی اس سے ہمارا یہہ مطلب نہ سمجھے کہ مرزا صاحب اونریری مجسٹریٹی یا رجسٹریشن کا کام چاہتے ہیں یا ہماری غرض ہے کہ اونکو یہہ عہدے دئے جاویں قطع نظر اس بات کے جناب مرزا صاحب ہر طرح سے کیا بلحاظ خاندانی شرافت اور کیا بلحاظ خدمات گورنمنٹ اور کیا بلحاظ ذاتی وجاہت اور قابلیت کے ہر طرح سے ان منہم بالشان عہدوں کے فرائض کو ادا کر سکتے ہیں اور وہ مستحق بھی ہیں اور ان سے بڑھکر کوئی مستحق نہیں - راستباز اور عدل اور انصاف کو کام فرمانے والا شاید دوسرا آدمی بھی نہ ملے مگر جناب موصوف تو ان جھگڑوں بکھیڑوں سے کوسوں بھاگتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور ایک لحظہ کے لیے بھی وہ انکو قبول نہ کریں اور خواہش کرنا تو ایک بڑا کام ہے - مرزا صاحب کے سپرد جو کام آسمانی گورنمنٹ کی طرف سے ہوئے اوس سے بڑھکر اور کیا عہدہ اور اعزاز ہو سکتا ہے بس یہہ بالخصوص یاد رہنا چاہیے کہ ہماری ہرگز ہرگز یہہ مراد اور غرض نہیں ہے کہ مرزا صاحب کو یہہ عہدے دے جاویں بلکہ اگر ہم ایسا فعل کریں تو لاریب جناب مرزا صاحب کی شان میں گستاخی ہے - ہمارا مقصد اور مطلب صرف اسقدر ہے کہ ایسے عہدوں کی اگر قادیان میں رجسٹرار مقرر کیا جانا تجویز ہو یا مجسٹریٹ مجوز ہو وے تو جناب مرزا صاحب کی رائے قابل قدر سمجھی جاوے کیونکہ ایک تو بجائے خود یہہ حقوق مرزا صاحب کے ہیں دوسرے مغل خاندان کے معزز ترین ممبر بھی آپ ہی ہیں جو قادیان کا فخر اور زینت ہیں تیسرے اونکو ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد جماعت اپنا امام اور پیشوا مانتی ہے +

غرض ان امور کو زیر نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب ممدوح کی رائے کا استصواب بہت ضروری ہے اگر ممکن ہو تو ہم جناب مرزا صاحب کی رائے ان عہدوں کی قادیان میں ضرورت کے متعلق حاصل کرنے کی کوشش کرینگے اور بذریعہ اخبار گورنمنٹ تک پہونچا دیں گے - بہرنمط ہم ان ضرورتوں پر مفصل مضامین شائع کریں گے -

ہماری مخالف پارٹی میں کھلبلی

پچھلے ہفتہ جو آرٹیکل ہم نے حاکم علی کنسٹیبل کے متعلق لکھا ہے اوسکی اشاعت پر جو چہ میگوئیاں ہماری مخالف پارٹی میں ہوئی ہیں اونکی مفصل رپورٹ ہمارے پاس آچکی ہے جسکو ہم نے محفوظ رکھ لیا ہے اور عند الضرورت اوسے شائع کرینگے - بداندیش مخالفوں نے جب کوئی راہ گریز نہیں دیکھی تو آخر وہ اس بات پر اتر آئے ہیں کہ بیہودہ اور فضول - دھمکیوں سے ہم پر کسی قسم کا اثر ڈالکر ہماری قلم اور زبان کو روکیں وہ خوب یاد رکھیں کہ وہ ہم کو نقصان پہنچانے اور اذیت دینے کی جسقدر کوششیں اونکے ذہن میں ہیں کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریں - پھر دیکھیں کہ پانی کے مارنے کو پاپ کسقدر دہان بلی ہوتا ہے ہم پولیس کے ہتھکنڈوں اور شعبدوں سے ناواقف نہیں ہیں ہم ناجائز رعب اور فضول شیخی بازی کی حقیقت کو خوب تاڑ جانے والے ہیں یہہ کرشمے ہم نے ایک عرصہ دراز تک دیکھے ہیں پھر ان باتوں کا ہم پر کیا اثر ہوگا خاک بھی نہیں - ہم مخالف پارٹی کو چیلنج کرتے ہیں کہ جیسا ہم نے وعدہ کیا ہے ہم اون کی کرتوتوں کو ایکبار گورنمنٹ پنجاب کے سر تک پہونچا دیں گے پھر جو نتیجہ ہوگا وہ دیکھا جاویگا + وہ ہم سے مایوس رہیں کہ ہم نہ تو اونکے بیجا رعب میں آسکتے ہیں اور نہ اونکے طمع زا باتوں کو کچھ وقعت دے سکتے ہیں + ہماری جو خط وکتابت ڈپٹی انسپکٹر صاحب اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور و جناب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور سے ہو رہی ہے اونکے نام جسقدر خطوط ہم نے ارسال کئے ہیں اونکی رسیدیں ہمارے پاس پہونچ چکی ہیں - اور ہم کو کامل وثوق اور امید ہے کہ انشاء اللہ ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے -

قادیان میں قابل ٹیکس کتنے لوگ ہیں

تشخیص ٹیکس کے لیے جو طریق مقرر ہے ہم اوس پر فی الحال کوئی ریمارک نہیں کرنا چاہتے لیکن ہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً افسران متخصص ٹیکس کو انفرمیشن دیتے ہیں اسلئے ہم عنقریب کوشش کرینگے کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ کو قادیان میں ٹیکس دینے والوں اور دوسرے متمول آدمیوں کے حالات اور ذرایع آمدنی سے مفید اطلاع دیں اور ہم امید کرتے ہیں تحصیلدار صاحب ہم کو ایسی واقفیت کے حصول کے لیے مناسب اور جایز امداد دینے میں دریغ نہ کرینگے +

[illegible]

جو [illegible] خطبہ [illegible]

[illegible] دیا۔

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انما کان قول المومنین الی الآیۃ (سورۂ نور)

حقیقت مومنوں کو اللہ اور اوسکے رسول کی طرف بلایا جائے کہ اللہ اور اوسکا رسول اونمیں فیصلہ کرے تو اونکی بات یہہ ہو کہ وہ کہدین ہم نے سنا اور مانا ایسے ہی لوگ ہیں جو بامراد ہوسکتے ہیں اور جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اوسکا خوف کہانے اور تقوی اللہ اختیار کرتے ہیں وہ وہی لوگ ہین جو بامراد ہوتے ہیں۔

اس آیت سے پہلے اون لوگونکا ذکر کیا ہے جو اللہ اور رسول کے فیصلے پر سچے دل سے راضی نہیں ہوتے۔ اور نہیں چاہتے کہ اونکی مرضی کے خلاف اللہ اور اوسکے رسول کا فیصلہ ہو وہ اپنی ہوائے نفس کے مقابلہ میں اللہ رسول کے فیصلہ کو ترجیح نہیں دیتے اور اپنی ذاتی اغراض اور خدمات کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ ان لوگوں کے ذکر کے بعد اوس فریق کا ذکر ہے جو اللہ اور رسول کے فیصلے پر انشراح صدر فراخدلی سے کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے دو انعام فرمائے ہیں۔

فلاح اور فوز یعنی دین و دنیا میں فائز المرام اور بامراد ہونے والے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے فلا وربک لا یومنون الایہ تیرے رب کی قسم ہے کہ کبھی ایمان ان ایمان نصیب نہیں ہوسکتا جب تک تجھے تمام نزاعوں میں حکم قرار نہ دینگے اور یہی کہ طوعاً و کرہاً تیرے فیصلے پر اظہار رضامندی کریں اور گلے پڑا ڈھول بجانے والا معاملہ ہو نہیں نہیں۔ تیرے فیصلے سے اونکی دلوں اور سینوں میں تنگی نہ آئے بلکہ نہایت فراخدلی اور انشراح صدر سے اوسے مان لیں اور اس فیصلے کے تسلیم کرنے میں ایک بے اندازہ لذت اور حظ محسوس کریں مثلاً عمل

[illegible] کو [illegible] جائیں [illegible] ایسا ایمان [illegible] انسان [illegible] اپنے [illegible] پر ایمان [illegible] ہوسکتی اور [illegible] انسان کا کام [illegible] ماموریں [illegible] سالہا سال [illegible] کہ وہ نہایت امن و آرام سے اپنے گھر میں خوش [illegible] ہوگا اتنے میں امام الوقت حکم دیگا کہ گھر چھوڑ دو۔ [illegible] حکم میں وہ اپنے غرض آسائش پر ایک بجلی گرتی دیکھے گا مگر چونکہ اس حکم کی خوبی اور مصلحت اور وہ لذیذ اور مسرت مجسم نتیجہ جو اس کی تعمیل کی تہ میں ہے زہنی عقل اور سطحی ذہانت اور کسی چھوٹی میزان سے وزن نہیں ہوسکتا اور کوئی عام پیمانہ اوسکو ناپ سکتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ عذر کرے اور لیت و لعل کرکے انکار کرے۔ مگر وہ اس خوبی اور مصلحت کو سمجھ کیونکر سکتا ہے وہ آسمانی نہیں۔ مامور نہیں پس اوسکا انکار یا عذر اونکو فلاح اور فوز کی راہوں پر نہیں چلا سکتا بلکہ برخلاف اوسکے وہ اوسکو فسق کی ہلاک کرنے والی راہ پر لیجاتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو فاسق قرار دیا ہے جو امام وقت کے اطاعت سے سر پھیر دیتے ہیں۔ اگر برادری کے خیال اور سوسائٹی لحاظ سے کوئی عذر بھی نکرے اور مان بھی لے لیکن وہ انشراح صدر جو ایک سچے مومن کو ایسے وقت تعمیل حکم اور سر تسلیم خم کرنے میں ہوتا ہے نہو۔ توپھر بھی استحقاق ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ رضامندی اور تسلیم امام الوقت کے احکام کی خدا تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ سوسائٹی اور برادری لحاظ کے سبب سے ماموری طرف سے حکم ہوگا فلان جگہہ جاؤ اسلئے کہ مصلحت وقت یہی ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ وہاں جانا وبال جان ہے کبھی امام الوقت کہتا ہے کہ ساری جائداد دیدو مگر وہ مصلحت نہیں سمجھتا۔ غرض مامور کی راہ میں سینکڑوں کام ایسے پیش آئینگے کہ وقتاً فوقتاً اسکی طرف ارشاد ہوگا اگر کوئی اس آیت کے منشا کے موافق ایمان اپنے اندر نہیں رکھتا کہ جب اللہ اور اوسکے رسول نے حکم دیا تو کہے کیوں صاحب اسمیں کیا بھید ہے یا مجھکو ذرا مہلت دی جاوے۔ ہمارے باغوں میں ابھی پھل آیا ہے۔ یا بال بچے بیوی دوستوں کی محبت۔ کاروبار اور ملازمت وغیرہ یا اور اسی قسم کے عذرات امام الوقت کے حکم کی تعمیل میں سدراہ ہوں [illegible] یاد رکھو کہ وہ مومن نہیں ہے خلاصہ مطلب یہی ہے کہ سنتے ہی کہنا چاہئے حضور ہم نے سن لیا اور ضرور ضرور اسکی اطاعت کرینگے۔ اس قسم کے واقعات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی پیش آئے میں کوئی آیا حضور ذرا مہلت دیں۔ فلاں کام بہال لون۔ بیوی بچے رستے میں اونکا ذرا انتظام کرلون۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی نسبت گواہی دی کہ ان کے دل بیمار ضعف اور مرض ہے اور وہ درحقیقت ان عذروں سے اگر میں فرار کرنا چاہتے ہیں تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایسے عذر کرنے والوں جی کے کچوں سے کوئی کام نہیں ہوا اب اس سے آگے جو آیت شروع ہوتی ہے یعنی استخلاف کی آیت اس سے یہہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جن لوگوں نے امام وقت کے نصایح اور فرامین کو اپنے مصالح اور ہوائے نفس پر مقدم کیا اور شرح صدر سے اونکی آواز سنتے ہی سمعنا واطعنا بول اٹھے انہیں اس عالم میں کیا نتائج ملے۔ وعد اللہ الذین کی آیت ایک عظیم الشان آیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ کریں مختصر الفاظ میں یہ کہو کہ جو لوگ سمعنا واطعنا کہدیں اونکے لئے فلاح اور فوز دو عظیم الشان انعام ہیں یعنی تم لوگوں میں سے جو اللہ اور رسول کے حکم کے آگے سر رکھدیتے ہیں اوسکی مصلحت کو مقدم سمجھتے ہیں اور تمام ہوائے نفسانی کو کچلدیتے ہیں اور فوراً اوس ایمان کے متعلق عمل درآمد کرنے لگتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ رکھتا ہے وہ ضرور بادشاہ بن جاوینگے پہلا نمونہ سمعنا واطعنا کا خود رسول کریم نے دکھلایا کہ جب حکم ہوا وانذر عشیرتک الاقربین آنحضرت شرح صدر سے اس حکم ہونے کی تعمیل پر کمر بستہ ہوگئے اور اپنی جان آبرو اور مال کا کوئی پاس و ہراس نہ کرکے عرب جیسی نڈر خونریز قوم اور اپنی برادری کے آمادہ ہوگئے اس سے دل کانپتا رہتا ہے کہ کتنا بڑا کام تھا جو حضور علیہ السلام کو سپرد ہوا اور پھر کس ترتیب اور متانت سے آپنے اس کی تعمیل کی۔ اور اپنے مصالح کو مقدم سمجھ کر عذر کرنے اور قریش کی خونی قوم کے تصور سے ڈر کر تبلیغ کو مصلحت وقت کے خلاف قرار دیتے

باقی آئندہ

ہمارے معاصر

اس عنوان کے تحت میں وقتاً فوقتاً ہم اپنے معاصرین کی اون تحریروں پر نوٹس لیا کریں گے جو ہمارے مشن کے متعلق ہوا کریں گے۔

(ایڈیٹر)

سراج الاخبار | ۱۳ رجون ۱۸۹۸ء کے سراج الاخبار نے امہات المومنین کے عنوان سے ایک مراسلت شایع کرتا ہے جس میں ایڈیٹر مضمون نویس نے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی تصدیق کی ہے۔ اور پنجاب کی انجمنوں کو جو اپنے فرایض میں سے مقدم اور معظم فرض مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جواب بیان کیا کرتے ہیں خوب آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ مراسلت نویس نے اس میں اس امر کو کھول کر بیان کیا ہے کہ اس مدعا کے لئے گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیجنا کبھی بھی اس صدمہ کی تلافی نہیں کر سکتا جو اوس شوخ مولف نے تالیف کتاب اور اسکی ایک ہزار جلدیں مفت تقسیم کرکے مسلمانوں کو پہونچایا۔ اخبار مذکور کا کارسپانڈنٹ اس امر پر بھی زور دیتا ہے کہ میاں محمد حسین بٹالوی کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر اب ایسی کتاب کا جواب دینے کے لئے سب سے اوّل اونہیں کو طیار ہونا چاہیے۔ الغرض ایک مراسلت میں اوس رنج و تکلیف کا اظہار کیا ہے جو امہات کی بد ذات مسلمانوں کو پہونچ سکتی، ممکن تھی اور جو بہر میموریلسٹ کے بھیجنے پر مستزاد ہو سکتی تھی۔ یہہ درد اور بھی بڑہ گیا ہے جب سے کہ ایسے خیر خواہاں مذہب کو یہہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اس میں کچھہ دخل نہیں دے سکتی۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس سے سخت رنج پہونچ چکا ہے مگر گورنمنٹ کا جواب ہر پہلو سے بے لاگ اور انصاف پر مبنی ہے بلکہ ایک پہلو سے مسلمانوں کے لئے مفید کیونکہ اب اونکو یہہ موقع حاصل ہے کہ وہ جواب شایع کریں۔ چنانچہ وہ وقت آیا ہے کہ اسلام کا سچا ہمدرد و مجدد الوقت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی عیسائیوں کی ۶۰ سالہ کوششوں پر کسر صلیب کے لئے پانی پھیر دیگا۔ اور اون جملہ اعتراضات کا جواب نہایت معقولیت اور تہذیب سے دیگا جو آجتک ناعاقبت اندیش عیسائی مصنفوں نے اپنی مختلف تحریروں میں کئے ہیں اس سے پیشتر کہ ایسی کتاب تالیف ہو جناب مرزا صاحب ممدوح ابلاغ اور اتمام حجت کی خاطر البلاغ یا فریاد درد نام ایک مفصل اشتہار جو ایک خاصی کتاب ہے شایع کریں گے۔ اور جو عنقریب انگریزی اور اردو میں شایع کی جائیگی البلاغ سعادت مندول اور پست فطرتوں میں ایک امتیاز قایم کر دیگی۔ کیونکہ صاف دل اور کشادہ خاطر لوگ اوسکی امداد کے لئے ہمہ تن طیار ہو جاویں گے اور خودبین ناقدر شناس اور اوسکی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا چاہیں گے مگر خلوص اور نیک نیتی اور ایک کام کا محض لوجہ اللہ کرنا کبھی بھی اوسکے کرنے والے کی راہ میں رکاوٹوں کو حایل نہیں ہونے دیتا۔ ہم کو نیک نیت اور نیک طینت مسلمانوں سے جو امہات اور دوسری ایسی ہی کتابوں سے صدمہ اُٹھائے ہوئے ہیں کامل امید ہے کہ وہ نہایت اضطراب اور اشتیاق سے البلاغ کا انتظار کر رہے ہونگے۔

سنگہ سبہا امرتسر | یہہ ایک خالصہ پنتھ کا اخبار ہے اور اسکا ایڈیٹر اور مالک ایک پکا خالصہ ہے وہ اپنے ۳۰ رمئی ۱۸۹۸ء کے اشو میں انجمن حمائت اسلام لاہور کے میموریل اور جناب مرزا صاحب کے میموریل متعلقہ تصنیف احمد شاہ ڈاکٹر پر رائے زنی کرتا ہوا مرزا صاحب کی رائے کے صائب اور زبردست ہونے کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اوس پر صاد کرتا ہے انجمن کی کمزوری کا اظہار کرتے ہوئے یہہ بھی کہا ہے کہ جناب مرزا صاحب لیڈر بننا چاہتے ہیں یہہ سنگہ سبہا کا ایک غلط خیال ہے کوئی آدمی خود لیڈر بننے سے بن نہیں سکتا۔ اگر ایسا ہو تو شائد پھر لیڈروں اور مقتدیوں کا امتیاز ہی مشکل ہو ہر ایک شخص بجائے خود ایسی آرزو کر سکتا ہے لیڈر اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ یہہ منصب جلیل عطا کرے۔ لیڈرشپ دنیا داروں کے دینے اور نہ اپنی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتی جناب مرزا صاحب کو اگر محض حصول امتیاز کی خواہش ہوتی تو وہ انجمن حمایت اسلام کی شتاب کاری کی تائید یا سید احمد خان والی پارٹی کی کسی امر میں تائید کر دیتے۔ مرزا صاحب کے سلطان القلم ہونے میں تو کسی کو عذر نہیں پھر اگر ایسی خواہش اونکے دل میں مرکوز ہوتی تو وہ پولیٹیکل دنیا میں ایک بڑا مدبر اور مشیر ہو سکتا تہا۔ ندوۃ العلماء یا اور ہیچ قسم سوسائیٹیوں میں محترم عالم ہو سکتا تہا تکفیر کے فتوے اوس کے لئے اور اوسکی جماعت کے لئے کیوں طیار ہوتے۔ مرزا صاحب کو دنیاوی عزت اور بے عزتی کے معنے ہی سمجہہ میں نہیں آئے اس لئے اوسکی زبان قلم اور قلم زبان کسی کی بیجا رعائت اور طرفداری میں کچھہ بول ہی نہیں سکتی وہ عزت اور بزرگی اوسی کو جانتا ہے جو خدا تعالےٰ کیطرف سے دیجاوے اور خدا تعالےٰ نے اوسے ممتاز کیا۔ پرناداں قوم چاہتی ہے کہ اوسکی مخالفت کرے جو اوسکی خام خیالی ہے۔

ست دہرم پرچارک | آریہ سماج کا آرگن خصوصاً مہاتما پارٹی کا اخبار ہے وہ اپنے ۵ اجیٹھ کے اشو میں امہات کے جواب کے متعلق جناب مرزا صاحب کی رائے کی وقعت کو تسلیم کرتا ہے اور اپنی عادت کیموافق بے معنی طور پر چند نکتہ چینیاں بھی کرتا ہے جسکا مختصر سا جواب ہم سنگہ سبہا والے ریمارک میں دے آئے ہیں امہات کو شایستہ سمجہنا یہہ پرچارک ہی کی خوش فہمی ہے۔ اور کیوں نہو جنکے ہاں نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ اعلیٰ درجہ کی شائستگی سمجہا جاتا ہو وہ اگر گالیوں کو شائستہ نہ لکہیں تو اور کون آکر کہے کیا نیوگ کے ماننے والے ارباب نشاط کو بھی عاملان نیوگ سمجہہ کر پوتر اور وید مقدس کی عظمت قایم کرنے والا کرد و ہ جاہئیں۔

ایک پادری صاحب کی کوتاہ اندیشی

ہندوستانی لکھتا ہے کہ جسقدر جسمانی تکالیف اس عرصہ میں ہندوستانیوں کو برداشت کرنی پڑیں اونسے ہمارے مشنری دوستوں کو وعظ کا بہت موقع ملا ہے

ہم اس موقع سے فائدہ اوٹھانے کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ مصیبت ہی کے وقت انسان کے دل پر وہ سچائیاں نقش کیجا سکتی ہیں جو عیش اور آرام کے زمانہ میں اثر نہیں رکھتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ملک کی بداعمالی ہی ایک کے بعد دوسری مصیبت ہمارے سر پر نازل ہوتی ہے اور ہماری یہ بدبختی ہے کہ مصیبت کے زمانہ میں بھی گھڑی بھر ہم لوگ اپنے اعمال کی درستی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں مگر کسی عیسائی مشنری کو اسکا موقع نہیں ہے کہ وہ ہندو مسلمانوں کو طعنہ دے اور گورنمنٹ پر حرف رکھے کہ یہہ آفات گورنمنٹ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ اوسنے مشنریوں کی پلٹن کو آزادی سے کل ہندوستان کو عیسائی نہیں بنانے دیا۔ لیلی صاحب ریورنڈ جنٹلمین ہیں چرچ آف انگلینڈ کے نوکر ہیں آپ خزانہ ہند سے تنخواہ پاتے ہیں اونکی زبان سے گرجا گھر میں بیٹھکر گذشتہ سے پیوستہ یکشنبہ کو وہ الفاظ نکلے جو اگر کسی مولوی یا پنڈت کی زبان سے نکلتے تو ضرور وہ باغی قرار دیا جاتا پادری صاحب نے باواز بلند کہا کہ طاعون ہندوستان میں گورنمنٹ ہند کے گناہوں سے پھیلا ہوا ہے کہ وہ مذاہب کے معاملہ میں غیر طرفداری کی پولیسی پر عمل کرتی ہے غیر طرفداری اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ پادریوں کو موقع تک نہیں ملتا ہے کہ وہ عیسائی مذہب کی تعلیم کی اشاعت تک کر سکیں عیسائیت کی طرف سے گورنمنٹ کی ناشکر گزاری کی سزا ہے۔ خدا نے ہندوستان عیسائی سلطنت کے اس غرض سے سپرد کیا کہ اسکی عظمت کا فردوں کی زمین پر قائم کی جاوے مگر بجائے اپنا فرض ادا کرنے کے گورنمنٹ گنہگاری بڑھنے کی اجازت دیتی ہے یہہ وعظ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں ان صاحب کا ہے جو روحانی تعلیم دینے کے لئے گورنمنٹ کے تنخواہ دار ہیں اور گورنمنٹ ہند ہی خزانہ سے روپیہ بھی ادا کرتی ہے۔ پادری صاحب کے جذبات کا اندازہ اونکی اس مختصر سی کوٹ کردہ تقریر سے ہو سکتا ہے اللہ اللہ یہہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری گال پھیر دینے کی تعلیم دینے والے روح القدس سے بھرپور ہونے کے مدعی پادری صاحب کی تقریر ہے جو دوسری طرف اسلام کو بالسیف پھیلا ہوا مذہب قرار دیتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ ہند ایسی متعصب اور بے لگاؤ گورنمنٹ نہ ہوتی اور عنان سلطنت حضرات پادریوں کے قبضہ میں ہوتی تو بمشکل ایک متنفس بھی اپنے مذہب و ملت پر قائم رہ سکتا۔ پادری صاحب دراصل گورنمنٹ کو اوسکا حق نمک ادا کرنے کے لئے یہہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بے رو رعائت پولیسی کو چھوڑ کر متعصبانہ پولیسی اختیار کرے کیا یہہ لوگ گورنمنٹ کے ہوا خواہ ہو سکتے ہیں خدا نخواستہ اگر گورنمنٹ اونکی بات مان لے (جو بالکل ناممکن ہے) تو پھر ہندو مسلمانوں یا دیگر مذاہب کے پیرووں میں کیا بد دلی نہیں پھیل سکتی۔ سچ مچ پادری صاحب صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں کی پیشگوئی اب اپنی ذات سے پوری کر دکھانا چاہتے ہیں۔ تاکہ پدر نتواند پسر تمام کند۔ گورنمنٹ کو ایسی تقریروں پر پورا ایکشن لینا چاہئے پادری صاحب کی کوتاہ اندیشی پر جسقدر لکھا جاوے کم ہے۔ گورنمنٹ محسنہ کے گناہوں سے رعایا کو کیا تعلق! اصل بات یہہ ہے کہ طاعون رعایا کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے جو طرح طرح کے فسق و فجور اور ناشکریوں میں مبتلا ہے۔ اب پادری صاحب موصوف نے ایسی محسن اور عادل گورنمنٹ کی ناشکری کی ہے خدا پسند نہیں کرتا یہہ انسانی طغیان اور سرکشی کے نتیجے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا خوف دل سے اُٹھ گیا ہے محسن کشی کو بھی ایک وصف سمجھا جاتا ہے ہمارے دل سے یہی دُعا ہے کہ خدا تعالےٰ ایسی بے لاگ گورنمنٹ کو ہمیشہ یہی توفیق دے رکھے کہ تعصب اور طرفداری اوسکے پاس تک نہ پہونچے۔ اور ہندوستان کے باشندوں کو وہ مسلمان ہوں یا ہندو عیسائی ہوں یا کون مناسب ہے کہ اوسکی شکر گزاری میں ہمیشہ رطب اللسان رہ کر اوسکی دی ہوئی آزادی سے سچا فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اعمال اور افعال میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور خدا تعالیٰ سے صلح کریں تاکہ نادان پادری کو اپنی کوتاہ اندیشی کا ثبوت مل جاوے کیونکہ یہہ یقینی امر ہے کہ سچی طہارت اور پاکیزگی۔ اور پاک تبدیلی اس اخبر من السماء کو دور کر دیگی انشاءاللہ

(ایڈیٹر)

وبائے طاعون کے متعلق مرزا صاحب کی خدمات

وبا طاعون کے متعلق جو خدمات جناب سیدنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے کی ہیں اونکا اعتراف پنجاب گورنمنٹ نے بذریعہ مراسلہ خاص فرمایا ہی اور ایسا ہی لاہور کے سول ملٹری گزٹ روزانہ اخبار نے بھی ایک نوٹ میں ان خدمات کا اعتراف کیا ہی۔ ہم نے مفصل طور پر اس مضمون پر اگلے اشو میں ایک ریمارک کیا ہی جسمیں گورنمنٹ عالیہ کی چٹھی اور سول ملٹری گزٹ کا ریمارک بھی ترجمہ کر کے چھاپ دیا ہی۔ اس موقع پر اپنے معزز و معتدد ہمعصر وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ کے اوس مختصر سے ریمارک کو شایع کر دینا بھی ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں جو ہمعصر موصوف نے ۱۷ر جون ۱۸۹۸ء کے اشو میں جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون پر کیا ہے ہم کو دوسرے بھی خواہاں ملک و قوم سے بھی امید ہونی چاہیئے کہ وہ ایسے مفید گورنمنٹ و پبلک امور کو اپنے اخبارات میں ضرور درج کریں گے ہمعصر موصوف لکھتا ہے

طاعون کے قواعد ۔ طاعون سے بچاؤ کے لئے جو مناسب تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے فرمائی ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب اور اُنکے رفیق حکیم مولوی نورالدین صاحب دل سے پسند کر کے ظاہر کرتے ہیں کہ ان تجاویز پر عمل کیا جانا اسلام کے مذہب کے رو سے ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے اگر ہندوؤں کے لیڈر بھی ایسے ہی خیالات ظاہر کریں اور اپنے خیالات ملک میں پھیلائیں تو پھر کوئی بھی بُرائی پیدا نہو اور مسلمان اور ہندو مخیر و شکر کی صورت پیدا کریں"۔

ہمعصر وکٹوریہ پیپر کو معلوم رہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی کثیر التعداد جماعت اور جناب ممدوح ہر دم اس امر میں کوشاں ہیں کہ ان تجاویز کی خوبیاں اور منافع عام لوگوں کے ذہن نشین کرائے جاویں چنانچہ اسکے لئے مناسب طریق استعمال [illegible] (ایڈیٹر)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر   نہ رہے کوئی لاولد مضطر   اغنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر   لعل در یتیم سے بڑھ کر

معیار صداقت	شفاخانہ یونانی	اظہار بشارت
بلا شرطیہ علاج صرف قیمت دوائی کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس ملے حرجانہ علاوہ۔ صحت ہے تو النوادلد کے آرزو مند وہ وقت ہاتھ سے جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے عام مبارکبادی ہے	شیخ نظام الدین حکیم امرتسر	ناظرین پورا طرز اشتہار دایا دینیاری کا حصہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہار والے جو طبیب ہیں۔ تم اگر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں جبر عواہی نظام راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی بات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات اولاد و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سب حد ایچ انگشت یکساں نہ کرو۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ اور نیز وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول تم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ۔ (۲) تو نگر عہدہ دار خرچ دو چندے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر قرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے یہ شرط بعد ایلیس نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے برضا مندی طرفین امانت رکھیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ جرمانہ حسب قرار داد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کر دی۔ شرطیہ اقرار نامہ کر جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پالے دنیا کو گواہ۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ہے برباد وہ شجر کہ جس کا ثمر نہیں۔ نام وہ شجر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست ہر جنس تشخیص لا دو ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور حقیقی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملفوفہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	تولیج دوری	صہ	۹	سودہ	عہ	۲۸	ٹل اترنا	عہ
۲	جسکے اولاد ہو کر مر جائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	ہچکی	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو بڑھانا	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو		۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	حیض خراب سالانہ	عہ
۴	جسکا حمل ۳، ۴، ۵، ۸ ماہ گر جاتا ہے	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	[illegible]	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	پیچش	صہ	۳۴	[illegible]	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی ...

ممیرے کا سُرمہ مؤثر

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں دایان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ مممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس علاوہ روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۱؎ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل مرض کیلئے تو منزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کہتے ہیں جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسکے پیدا کرنا۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ میسا نگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ کے تیار کیا ہوا ہے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات ام دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے تھے۔ آنکھیں سخت سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ انکی بینائی میں قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اور ان کتبیا [illegible] کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ سب امراض مذکورہ کو صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ملٹری [illegible] اسسٹنٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ تسلیم بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ جسے [illegible] اثر دکھایا یعنی ایک دوکاندار جسے وہ لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ وہ بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بصد شکر گزاری خوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جو [illegible] نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر عام و خاص [illegible] خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ کی منت [illegible] عام بلا تعلق تاکید کرتا [illegible] مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو [illegible] سُرمہ ممیرہ کے استعمال [illegible] [illegible] تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ سپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپکے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خاندان الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی سب ترکستان ۲۔ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب [illegible] قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۸ و ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۶ - ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء جلد اوّل

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحکم ۱۲ و ۱۳ پڑھا موجب رحمت ہوا - فجزاکم اللہ احسن الجزاء - اگر اخبار چھپنے کے بعد فوراً ہمیں پہنچ جایا کرے - تو موجب مشکوری ہو - کیونکہ اسکا طبیعت کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے - ایک فارسی خط حضرت اقدس کا جو کہ مجھے برادر ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ارسال خدمت کرتا ہوں - تاکہ درج اخبار کر کے اپنے لئے اور ہمارے لئے توشۂ ثواب جمع کریں -

محمد صادق لاہور

وہو ہذا

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - عنایت نامہ آں مخلص رسید - واضح باد - کہ فتح باب رحمت الٰہی بہ یک طریقہ نیست - کسے را بہ روزہ و نماز مے کشند و دیگرے را بہ صدقہ و خیرات یا بہ عملے دیگر راہ مے دہند - غرض وسائل قبولیت بہ حضرت احدیت مختلف افتادہ اند و ایں احقر بہ تائید دین و قلع و قمع مذاہب شیاطین مامور است و ہم دریں کار و خدمت لذت و کشائش مے یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست مے دارد - و میخواہد کہ زاہدان کوتہ بیں کہ بہ دلق خود سر و کار مے دارند - و از غریقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند و از بہر اعلاے کلمۂ اسلام جان و مال و عزت و آسائش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است - بفکر خود مبتلا ماندن - و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نا اہلی است - پس کار ما ہمیں است کہ ذکر یافت و ہم بدیں ماموریم - و خوش مے شدیم و ہر کہ براہ ما قدم زن شتافتہ [illegible] و مخفی نماند کہ مارا ہمیں خصلت سپردہ اند کہ مخالفین دین متین بمناظرہ و مجادلہ کنیم و بدیشان محبت الٰہی باتمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے ندارد گو زاہد باشد یا عابدے یا گوشہ نشینے یا چلہ کشے او را با ما مناسبتے ندارد و از ما نیست - و کل حزب بما لدیہم فرحون - والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مرزا غلام احمد

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر چہارم

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ و ۱۳)

سورۃ البقر رکوع دوم

جیسا ہم نے نمبر سوم میں ذکر کیا اس رکوع میں منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے -

اقسام نفاق نفاق دو قسم کا ہوتا ہے اوّل اعتقادی دوم عملی

اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو اعمال اور

اور افعال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین دل میں قطعًا قطعًا نہیں ہوتا کہ اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دل سے ایمان نہیں لاتا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ بات بات میں جھوٹ۔ اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی۔ امانت میں خیانت کرے معاہدہ کرے تو غداری کرے۔ اور لڑائی میں غلیظ گالیاں دے۔ عشاء و فجر کی نماز میں عمومًا سست ہو۔ عام طور پر نماز میں ج ے اور صدق نیت سے شامل نہ ہو۔ بلکہ نمائشی اور ریاکاری کے طور پر۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دل چرائے۔ کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ اعلےٰ ہو یا ادنیٰ اس میں نکتہ چینی کرے۔

نفاق کیوں پیدا ہوتا ہے تفصیلی طور پر اگر اس پر لکھا جاوے تو یہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور نوٹ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے مختصر طور پر یہی ہے کہ نفاق غالبًا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کرکے اس کے ایفاء میں سستی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی تدبر سے بول اٹھے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی وعدہ نہ کیا جاوے تو نفاق پیدا ہی نہ ہو۔ ہاں یہ بات کسی حد تک معقول ہے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت وعدے نہ کئے جاویں یہ ذکر تفصیل کے ساتھ انہیں نوٹس میں اپنے محل پر آئیگا مگر انسانی فطرت اپنی نوعیت میں اللہ کریم سے ایک عظیم الشان وعدہ قالوا بلیٰ کہہ کر کر چکی ہے جسکا ذکر ہم نے عہد میثاق والی مضمون میں کیا ہے۔ پس ہر مومن متنفس کو از بس ضروری ہے کہ اس وعدہ کی ایفاء کی طرف توجہ کرے اور اس وعدہ ربوبیت میں جو ستر ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ بتوفیق الٰہی اپنے مقام پر آئیگا۔

واذا قیل لهم کے معنے ہیں جب کبھی ان کو کہا گیا۔ اس جملہ پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ کہنے والے کون ہیں پس خوب یاد رہے کہ کہنے والے کافر ہی ہیں یعنے کافر ہی اُن سے کہتے ہیں کہ تم کیوں یکسو ہو کر امن قائم نہیں کرتے اور اس قسم دو دلی کر فساد پیدا کرتے ہو۔ مگر وہ مریض دل اس کا نام اصلاح رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو مصلح کل کہنے والے اور

بامسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام کا ورد کرنے والے لوگ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں **الا انهم هم المفسدون** خبردار وہ مفسد ہیں **ولكن لا يشعرون** مگر وہ خیال نہیں رکھتے۔ یا خیال نہیں کرتے یا ذرا بھی عقل نہیں رکھتے چونکہ فساد عقل سے دریافت ہو سکتا ہے اس لئے یہ اس ابلغ اور افصح ترتیب قرآن کی خوبی ہے کہ اس جگہ **لا يشعرون** کا لفظ فرمایا کہ اگر ان کو ذرا بھی عقل ہو تو وہ اپنے مفسد ہونے کو سمجھ لیں اور آگے چونکہ تصفیہ مذہب ہے یعنے **ایمان** کا اس لئے **و اذا قیل لهم امنوا** کے مقابل میں فرمایا **ولكن لا يعلمون** مگر وہ علم نہیں رکھتے اگر وہ علم رکھتے تو ایمان اور نفاق میں تمیز کر سکتے چونکہ عقل اور علم وہ کھو چکے ہیں پس نہ وہ مومن ہو سکتے ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں مصلح۔ ان دونوں آیتوں پر کمال غور کے بعد یہ فتوے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ منافق نہ تو عقل صحیح رکھ سکتا ہے اور نہ حقائق الاشیا کا علم حقہ ہی اسے نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نہایت خلجان اور اضطراب میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے (**اللهم احفظنا من شر النفاق**)۔ **شیطان کا** اشتقاق دو لفظوں سے پایا جاتا ہے۔ یا تو شطن سے بمعنے دوری اور یا شیط بمعنی ہلاکت سے پس ہلاکت اور نامرادی کی راہیں بتلانے والے اور اللہ تعالیٰ سے بُعد اور حرمان کی طرف لیجانے والے۔ ناپاک لوگ بھی شیاطین کہلاتے ہیں اور ایسے افعال اور اعمال بھی جو ہلاکت اور دوری الٰہی کا موجب ہوں شیطانی کرتوت کہلا سکتے ہیں۔

الله يستهزء بهم و يمدهم في طغيانهم يعمهون یعنی اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور اُن کو اُن کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس ترک حدود میں اندھے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات استہزا سے پاک ہے۔ مگر ہر ایک صفت اللہ تعالیٰ کی اپنے اندر ایک خاص شان اور کمال رکھتی ہے۔ **الله يستهزء بهم** کی تفسیر **يمدهم في طغيانهم يعمهون** ہے۔ یعنے سرکشی اور ترک حدود اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں رکھ کر بھی عجائبات الٰہی کے مستفید

نہیں ہو سکتے اور سچی خوشی نہیں پا سکتے استہزاء کی شرعی ہدایت ... اور استہزاء کا مقام ذہنی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استہزاء ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزاء لوگوں ہی کے سامنے کرتے ہیں پس جن کے سامنے وہ آیات اللہ کی تضحیک کرکے اُن کو خوش کرنا چاہتے اور آپ اس استہزاء سے ایک وہمی اور خیالی انتفاع چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو اُن پر ہنسانا اور تضحیک کا وقت دیتا ہے۔

اولئك الذين اشتروا الضللة بالهدى منافق وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی بجائے گمراہی خریدتے ہیں یہ لوگ بھی دو قسم کے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ آگے دو جداگانہ مثالوں سے اُن میں امتیاز کریگا۔

ہدایت کے معنے کیا ہیں ہدایت کی چار معنے ہیں۔ اول وہ خواص طبعی ہدایت کہلاتے ہیں جن کے ذریعے سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ اپنی فطرتی اور ذاتی کام میں لگا ہوا ہے جیسے آنکھوں کا کام دیکھنا ہے وغیرہ یہ خواص طبعی ہیں یا شہد ضرور میٹھا ہوتا ہے۔ وغیرہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **كل شيء خلقه ثم هدى** یعنے ہر ایک چیز کو پیدا کرکے خاصہ طبعی بھی رکھا ہے۔ یہ ہدایت بجز اللہ تعالیٰ کے جو خالق کل شی ہے ممکن نہیں۔ دوم ہدایت کے معنے **دعوت الی الحق** کے ہیں جن کا جاننا اول شرط ہے اس لئے تعلیم حقہ کے لئے سب سے پہلا معلم تو فطرت انسانی عام کی ساخت اور پھر اس میں وہ نور قلب ودیعت کیا ہوا ہے جو نبوت کا ظل کہلا سکتا ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود چونکہ ان سب ذریعوں کا بہم پہنچانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت اور اُس کے ہی فضل پر موقوف ہے لہذا فرمایا **ان علينا للهدى** **وانك تهدى**۔ **سوم** پہلے کاموں کے بعد ان میں منازل ترقی طے کرنا بھی ہدایت ہے اور یہ جیسا ہم پہلے کسی نمبر میں بیان کر آئے ہیں ایک عام اٹل قانون پاتے ہیں کہ جس طاقت سے کام لیں گے وہ بڑھے گی پس اچھے کام کرنے پر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور اس ہدایت کا نام توفیق ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ **والذين اهتدوا زادهم هدى** جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں اُن کے لئے پہلے کاموں کی راہ بنائی کرتے ہیں **چہارم** اعمال

صالحہ کے نتائج حسنہ کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسے بھی ہدایت ہی کہتے ہیں۔ جیسے یهدیهم ربهم بایمانهم تجری من تحتها الانهر یعنے جب ایمان سے کوئی کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی راہ دکھاتا ہی پس اب ہدایت کے معنوں پر غور کرنے کے بعد اشتروا الضللة بالهدىٰ کے معنے بالکل صاف نظر آتے ہیں کیونکہ انسان جب کہ فطرتی طور پر اپنی عام جسمانی پرورش وغیرہ میں ہدایت پر چلتا رہا ہے پھر جب بالغ ہو کر اُس ہدایت سے منتفع ہونیکا وقت آتا ہے تو وہ دین قوم کو چھوڑتا ہے اب اُس پر اُس ہدایت کے جو نتائج حسنہ واسطے مترتب ہونے تھے اُن کی بجائے بُرے نتائج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پس یہی بالهدایت اشتروا الضلالة ہے۔ کیونکہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو حاصل کیا۔　　　باقی آئندہ۔

اسلامی خبریں

شاہزادہ فرڈنینڈ پاشا والی بلگیریا معہ بیگم اپنے آقائے نامدار امیر المومنین کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرنے کے لئے ۲۵ ماہ گذشتہ کو آسٹریا کے بندر ٹریسٹ سے براہ سمندر قسطنطنیہ وارد ہوا۔ گھاٹ پر دربار ہمایوں کے دو اعلیٰ افسر استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن کے ساتھ شاہزادہ اور اس کی بیگم جہاز سے اُترتے ہی محل یلدز سرا کو گئے فرڈنینڈ پاشا عثمانیہ مشیر کی وردی زیب تن کئے ہوئے تھا۔ محل پر پہنچنے پر امیر المومنین نے دونوں سے ضابطہ کی ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ محل میر عاصم کو جو محل یلدز سرا کی چار دیواری کے اندر ہی ہے چلے گئے۔ اور وہاں فروکش ہوئے۔ شام کو انہیں محل ہمایوں میں شاہانہ دعوت دی گئی جس میں وزیر اعظم اور سلطانی خاندان کے کئی ارکان شامل تھے۔ ۲۷ مئی کو سلاملق کے بعد دونوں جانے کی اجازت لینے کے لئے بحضور خدمت شاہی میں حاضر ہوئے۔ سلطان المعظم اپنے باجگذار اور اس کی خاتون سے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور وہ دونوں شام کو بذریعہ ریل قسطنطنیہ سے صوفیہ کو روانہ ہوگئے۔

ٹائمز کے قول کے برخلاف ترکی سفارت کو سینٹ پیٹرزبرگ میں پوری کامیابی ہوئی اور سلطان اُس کے نتیجہ سے ایسے خوش ہوئے ہیں کہ کہا جاتا ہی۔ کہ اُسی طرح کی ایک خاص سفارت سلطان ذی دستخطی خط دیکر اب قیصر آسٹریلیا کے پاس بھیجی ہے۔ نوری بک نائب وزیر خارجہ پچھلے دنوں بغرض تبدیل آب و ہوا آسٹریلیا کے قصبہ کارلزباد گئے ہوئے تھے قصبہ مذکور کے چشمہ ہائے آب نمکیں نہایت مشہور ہیں وہاں اُن کی آسٹرین وزیر خارجہ کونٹ گوسوچکی سے ملاقات ہوئی اور آخر الذکر کی گفتگو سے اُن کو یقین ہوگیا کہ اگر سلطان المعظم آسٹریا میں خاص سفارت روانہ کریں گے تو اُس میں ناکامیابی نہیں ہوگی۔ چنانچہ اب باب عالی دول کے سفراء متعینہ قسطنطنیہ کی بجائے براہ راست دیگر یوروپین فرمانرواؤں سے بھی نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کرنیکا ارادہ رکھتا ہی۔

از دفتر انجمن اسلام لنڈن۔ بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۷ء جلسہ انجمن اسلام لنڈن منعقد ہوا۔ مسٹر سید علی کریم میر مجلس تھے۔ مسٹر عبد العزیز خاں نے یہہ رزولیوشن پیش کیا۔ چونکہ ہم لوگوں کے بڑے بہی خواہ اور رہبر کی یادگار میں نواب محسن الملک بہادر اور دیگر بہی خواہ قوم نے ایک فنڈ بنام سرسید میموریل فنڈ کھولا ہے۔ اسلئے انجمن اسلام لنڈن کو بھی لازم ہی کہ ایک چندہ میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے کھولے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ایسے عزیز اور بزرگ کی یادگار میں خاصکر جب کہ اس یادگار کا منشا مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم اور ترقی کا ہے ایک چندہ میموریل فنڈ مسلمانوں کی امداد کی غرض سے کھولا جائے۔ یہہ رزولیوشن مسٹر محمد ریاض الحسن صاحب نے سکنڈ کیا اور مسٹر حسن شرف الدین خلیل صاحب نے بڑے جوش سے سپورٹ کیا اور ممبران نے بڑی خوشی سے باتفاق رائے پاس کیا۔ یہہ خوشی کی بات ہے کہ جو ممبران حاضر تھے اُنہوں نے اُسی وقت پیس پونڈ کا وعدہ کیا۔ اور امید ہے کہ ایک معقول چندہ عنقریب جمع ہو کر ہندوستان روانہ کیا جائے۔

سید محمد طاہر بک مالک اخبارات معلومات عربی و ترکی قسطنطنیہ کے محلہ سیرا ک ادغلی [illegible] سے گذر رہے تھے کہ چند اشقیا ان کو لاٹھی کی سخت ضرب سے بیہوش کر گرا کر رفو چکر ہوگئے۔ ضرب کا مہلک ثابت ہو جانا ممکن تھا مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسا نہوا اور اب سید موصوف کو بہت افاقہ ہے۔ اس عالی ہمت نوجوان کا دم بھی بسا غنیمت ہی۔

طرابلس الغرب (شمالی افریقہ) کے تازہ ترین اخبارات مظہر ہیں کہ وہاں کے محبان قوم و ملت عساکر سلطانیہ کے لئے ابھی تک گھوڑے پیش کر رہے ہیں۔ +

الطاف خسروانی۔ دولتلو غازی مختار پاشا کے فرزند نامدار بریگیڈیر جنرل دمیرلائی محمود بک مختار تبدیل آب و ہوا اور قیام صحت کی غرض سے وائنا کے راستہ یورپ کو گئے تھے۔ وہ ابھی وائنا نہ پہنچے تھے کہ عثمانی سفیر کو مابین ہمایوں سے تار پہنچا کہ محمود بک وہاں آتے ہیں وہ جیش عثمانی کے جلیل القدر افسران میں سے اور یکے از یاوران شاہی ہے جس ہوٹل میں وہ فروکش ہو۔ ہر روز وہاں اُس کے پاس جا کر اُس کی صحت کی خبر بلا ناغہ جلالت مآب کی خدمت میں عرض کرتے ہو۔

اس سے نہ فقط دولتلو غازی اور اُن کے فرزند کی قدر و منزلت بلکہ امیر المومنین کی سچی رعیت پروری اور اپنے وفاداروں کی قدر افزائی جیسی کچھ واضح ہو رہی ہی۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں سب موصوف خاندان خدیویہ میں بیاہے ہوئے ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و یونان میں جو شجاعت و بسالت اُن سے ظہور میں آئی تھی۔ امید ہے ہمارے ناظرین کو وہ فراموش نہیں ہوئی ہوگی۔ +

شاہزادہ فرڈنینڈ اور اُس کی بیگم نے جیسے سفر قسطنطنیہ کی کیفیت اوپر مندرج ہی سلاملق کے بازار یلدز سرا کا ملاحظہ کیا۔ اور سلطنت سو پونڈ مالیت کی متفرق اشیا خریدکیں جنرل احمد علی یاور سلطانی اور غالب بک ایڈیکانگ معزز مہمانوں کے ساتھ گئے۔ ٹائمز لکھتا ہی کہ "شاہزادہ کے قسطنطنیہ جانے سے خفا ہو گیا ہے جو غالباً گیا بھی یہی خیال کئے تھا کہ بلگیریا اُس کے ہاتھ میں محض کٹ پتلی نہیں ہی اغلب غالب ہی کہ شہزادہ کو اب روس کو سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑیگا"۔ مگر خود روسی اخبار نوو ومی سی اسکی تردید ہو رہی ہے جو لکھتا ہی کہ شاہزادہ معہ بیوی فرزند ۴ جولائی کو سنٹ پیٹرزبرگ آئیگا۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۲

اور تر کر آنکھوں اور منہ میں پڑتی تھی۔ اس ہوا کے طوفان میں ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکا تیرہ یا چودہ سالہ عمر کا بڑی آسانی اور تیزی سے ہوا کے مقابلہ میں جا رہا ہے جس سے تعجب ہوا آخر کار نظر غور سے معلوم ہوا کہ اس نے خشکی پر ایک بادبان بنایا ہوا تھا اور اس میں ہوا بھرنے سے وہ بلا کسی تکلیف کے صاف چل سکتا تھا اس لڑکے نے کرتے کا دامن پکڑ کر اوپر اٹھایا ہوا تھا اور ایک چھوٹے سے بادبان کی صورت میں بنا کر اس میں ہوا بھر لی تھی۔ اس کے دیکھا دیکھی ہم نے بھی اپنے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور اسی طرح بنا کر ہوا بھری واقعی میں یہہ ایک ایسی ترکیب تھی جس سے چلنے میں بہ نسبت پیشتر کے نصف طاقت صرف ہوتی تھی آخر کار اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے ہم بندر کے کنارے پہنچکر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔

ممباسہ جانے کے لئے ہمارے ساتھ علاوہ سہو قلیوں کے ایک ٹھیکدار صاحب بھی تھے جو اپنی اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ ممباسہ لئے جا رہے تھے۔ ان کیساتھ ہمارا قدیمی تعارف ہونے کی وجہ سے اکثر ہر ایک کاروبار میں ہم اُن کے ساتھ ہی شریک تھے۔ چنانچہ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اکٹھا ہی تھا ہم نے دو کشتیاں کرایہ کیں اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ جہاز چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے بہت گہرے پانی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کنارہ پر سے کشتیوں میں بیٹھکر مسافر جہاز میں سوار ہوتے ہیں۔

ہوا کی تیزی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بھلا یہہ کب ممکن تھا کہ سمندر پر اپنا اثر نہ کرتی۔ ایک ایک لہر پہاڑ کی طرح اٹھتی تھی اور کشتی کو اپنے ساتھ اُٹھا کر بہت نیچے لاتی تھی۔ اور بادبانی کشتیوں میں چونکہ ایک اور مصیبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہی بازو پر جھک کر چلتی ہیں جیسے انسان ایک کروٹ لیٹا ہو اس لئے کل پانی ہوا کے زور سے کشتی کے اندر آ رہا تھا۔ اگرچہ کشتی والوں نے حفاظت کے لئے سامان پر تیرپالین وغیرہ ڈال دی تھیں مگر تاہم کل سامان پانی میں بھیگنے سے محفوظ نہ رہ سکا بجز اُس کے جو خود اول ہی سے کسی ایسی محفوظ چیز میں لپٹا ہو جس سے پانی اثر نہ کرے بعض اوقات کشتی اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی تھی کہ مسافر گرتے گرتے بچ جاتے تھے آخر خدا خدا کر کے کشتی جہاز سے آ لگی اور کل سامان جہاز میں رکھ کر ہر ایک نے اپنا اپنا بستر لگایا۔ بندہ نے بھی جہاز کے جنگلے کے ساتھ ایک سفری آرام کرسی بچھائی اور اُس پر توشک وغیرہ ڈال کر سونے کے لئے خوب گدگدا بنا لیا۔ ۲ بجے کے قریب جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ ابھی آدھ گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ جہاز نے اپنا رنگ بدلا اور بازو ل کے بل اس نے حرکت شروع کی چند ہی منٹوں میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ بصد مشکل آدمی جہاز کے تختے پر کھڑا ہو سکتا تھا دیکھتے دیکھتے پھر سمندر کا رنگ بدلا اور موجیں جہاز کے اوپر آنے لگیں۔ پھر کیا تھا جدہر دیکھو ہائے ہائے کی آواز شروع ہے۔ جو کچھ کھایا پیا تھا وہ معدہ باہر نکال رہا ہے۔ تمام تختہ قے سے بھر گیا ایک طرف کے مسافر لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے اور بیچارے ابھی سنبھلے نہ تھے کہ موج نے آکر پھر ایک تھپیڑا مارا اور گر گئے اور لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے۔

ریلوے کے ان تین سو مسافروں میں بندہ بھی تھا اور ایک اور سگنلر صاحب بھی تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوتی تو انتظام کر کے چلتے ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ مستورات کا عالم جس پر تمام اسباب خوردنی۔ بستره۔ رضائی۔ تن کے کپڑے کا سمندر کے شور پانی میں تر بتر ہو جانا۔ اور تر بتر ہونا بھی ایک بار نہیں بلکہ متواتر موجوں کا اوپر پڑنا۔ غرضکہ سخت تکلیف تھی۔ ہندوؤں کے منہ پر رام رام ہری ہری ہری۔ ہے نرائن اور مسلمانوں کے منہ پر کلمہ۔ اللہ کا نام۔ استغفار وغیرہ کلمات قدسیہ تھے۔ جو شخص جہاز کی چھت پر تھے اُن کے بستره و برتن وغیرہ پانی میں ایسے بہتے پھرتے تھے جیسے سخت بارش میں پانی کے زور سے گلیوں میں کوڑا کرکٹ بہتا پھرتا ہے۔ اور جو مسافر نیچے کی منزل میں تھے وہ سب اوندہے منہ پڑ پڑ کے اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کو اس مصیبت کی خبر ہوتی تو ہم اس بلا وقت پر تھوکتے بھی نہیں۔ قے کر کے تمام منزل نیچے کی بھری ہوئی تھی اور اسی میں بیچارے لت پت پڑے تھے۔ یہہ تو دوسرے مسافروں کی حالت کا نقشہ تھا اب بندہ کی کیفیت سنو۔

جب جہاز کی حرکت بدتر ہوئی تو مجھے فکر ہوئی کہ میں کہیں کرسی سمیت سمندر میں نہ لڑک جاؤں کیونکہ اس حالت کے موقعہ پر یہہ امر بعید از قیاس نہیں تھا بلکہ ممکن تھا۔ اس لئے میں نے ایک رسی کھول کر اپنی کرسی کو جنگلے کے ساتھ مضبوط باندھ لیا۔ اور کرسی پر لیٹ کر ایک چٹائی ساخت افریقہ جس کے اوپر بیٹھنے سے انسان پانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اپنے اوپر لے لی۔ اور میں دوسرے لوگوں کی نازک حالت اور ان کے پانی میں ادہر اُدھر پھرنے سے کبھی تو ہنستا تھا اور کبھی دل میں ڈرتا تھا۔ چونکہ مجھ کو اول دو سفروں میں کبھی ایسی مصیبت کا سامنا نہیں پڑا تھا اور جن جہازوں میں میں نے سفر کئے اُن میں یہہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے دیکھ دیکھ کر غرق ہونے کے خیال سے بھی سہم جاتا تھا۔ آخر کار میری تدبیریں مجھے کامیاب نہ کر سکیں اور وہ دل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا میرا ساتھ چھوڑنے لگا۔ اور کرسی پر سے جہاں میں سر دھرتا اور بچا کرتا فوراً متلی شروع ہوتی اور قے کرنے کو جی چاہتا۔ ڈر کے مارے پھر کرسی پر لیٹ جاتا۔ آخر موجیں اس زور سے جہاز میں آنے لگیں کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کرسی اور میں ان کے اوپر تیر سکتے ہیں۔ اور مبادا میں ایسی حالت میں کرسی سے الگ ہو کر پانی کے ساتھ جہاز سے باہر نکل جاؤں۔ میرا بستره اور کرسی اور رضائی وغیرہ سب بھیگ گئے تھے اور چٹائی نے بھی تھوڑی دیر ساتھ دیکر آخر دور سے سلام کر دیا ہوا تھا اس لئے میں نے حفاظت جان کے لئے پگڑی سر سے اُتار کر اپنی کمر میں مضبوط باندھا اور دونوں سروں کو ایک آہنی ستون جہاز کے ساتھ باندھ دیا کہ میں تیرتا ہوا سمندر میں نہ جا سکوں ✦ باقی آئندہ

سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وبائے طاعون کے متعلق خدمات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دعوےٰ ایوان خیرخواہ کتنی ہی لمبی چوڑی الفاظ میں کیا جاوے جب تک اُس کا عملی ثبوت نہ ہو۔ وہ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ وباء طاعون کی قریبًا عالمگیر مصیبت پر ہماری گورنمنٹ عالیہ نے جسقدر کوشش اہل ملک اس تکلیف سے بچانیکے لئے کی ہے احسان پرست دلوں سے گورنمنٹ کے لئے ہر آن شکریہ اور دعائیں نکل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب ایک طرف آسمان اہل زمین کی ناکردنی حرکات پر غضب برسا رہا تھا۔ اہل زمین بجائے اسکے کہ اپنے اعمال و افعال میں پاکیزہ تبدیلی کرتے بھی نہیں۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ بعض دنے الطبع اور نادان لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر بے طرح نکتہ چینی کی اور بہتا کو بھسلایا یہاں تک کہ اکثر مقامات میں خوفناک فساد ہوگئے۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالےٰ کا قہر اور غضب کیوں نہ بھڑکے۔ جو اپنے محسن کے احسان کو بری نظروں اور ناقدر شناسی کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں گورنمنٹ کی تدابیر انسداد۔ پاپر کوئی ریویو نہیں کرسکتے۔ بلکہ ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس ارمان سے نہ تھی کہ جب کہ ایک طرف وبا طاعون زور سے پھیل رہی تھی اور رعایا سے زیادہ گورنمنٹ کو پریشان کر رہی تھی جو اپنی رعیت کے بچاؤ کے لئے بہت بے چین ہوکر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی تھی دوسری طرف کوتاہ اندیش اور محسن کش جاہل اُن تدابیر پر بری نگاہیں ڈالتے تھے اور محض فضول اور لغو اعتراضات مذہب اور سوسائٹی کے رنگ میں کرکے عوام کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اس پر آشوب فتنہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے اس سچی دفاداری اور ارادت کیشی کے جوش میں جو ان کو فطرتی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے اور اُس سچی ہمدردی اور غمخواری سے جو وہ بنی نوع انسان سے رکھتے ہیں پہلے الاعلان **طاعون** کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار نکال کر کئی ہزار مفت تقسیم کیا جس میں بتلایا گیا کہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد یہی نہیں کہ **طبی قواعد** اور حفظ صحت کی اصول پر مبنی ہیں۔ بلکہ معقول دلائل سے بتلایا کہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کا بھی یہی منشا ہے! ورنہ صرف یہی بلکہ یہانتک بتلایا کہ شریعت اسلام بھی ایسے موقع پر ایسے ہی قوانین روا رکھتی ہے۔ اور اس اشتہار میں عام لوگوں کو پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدائت کی۔ کیونکہ اصلاح چال چلن اور خوش کرداری ایسی چیز ہے جو ہر ایک قسم کی بغاوت اور مردم آزاری کے راستوں کو بند کرکے سچی ہمدردی اور حقیقی سلامتی کا دروازہ کھول دیتی ہے! اور اوسی اشتہار پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ صدہا خطوط اس بارے میں لکھے۔ اور اپنے متبعین کو بہت تاکیدی خطوط کے ذریعہ اس امر پر بھی آمادہ کیا۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان ان تدابیر انسداد کی خوبی اور عمدگی سمجھا دیں تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ نقصان اٹھائیں اور اس امر کی زیادہ ضرورت محسوس کرکے جناب ممدوح نے ایک عام جلسہ کرنا چاہا۔ چنانچہ عید اضحی کی تقریب پر ایسا جلسہ کرنے کا اعلان **جلسہ طاعون** کے عنوان سے دیا۔ اور دور دراز سے بہت سے احباب شامل ہوئے اس جلسہ کی اجمالی کیفیت ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور شائع کرچکے ہیں! اور مفصل کیفیت ہم نے **الانذار** نام رسالے میں شائع کی ہے غرض اس جلسہ پر حضور نے نہائت ہی وضاحت سے وباء طاعون کی تدابیر انسداد کی خوبی پر بحث کی اور شرعًا اور نظرتًا اون کے جواز پر تقریر کی۔ اس تقریر کے مفید اور غیر مفید ہونے پر ہم کوئی رائے دینا فضول سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ تک نے اس تقریر کو مفید ترین تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق جو شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے! اوسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف انگریزی اخبار **سول اینڈ ملٹری گزٹ** لاہور نے جو ریمارک اوس پر کیا ہے اوس کا اندراج اس سے زیادہ موزوں اور مناسب موقع ہے۔ کہ ہم کوئی رائے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بھی جو گورنمنٹ محسنہ کا دست باز و کہلاتے ہیں اس کو درج کردیں تاکہ اور لوگوں کو بھی ایسے عمدہ خیالات ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اوس موعودہ مراسلہ مراسلت اور ریمارک کو شائع کریں۔ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ جناب مرزا صاحب ممدوح نے اپنی کارگذاری متعلقہ طاعون کو یہیں تک محدود نہیں رہنے دیا۔ بلکہ کئی ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے ایک دوائی بھی طاعون کے لئے طیار کی ہے۔ جسکو عنقریب ظاہر کریں گے۔ یہ دوائی بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کی جاوے گی۔ اور طاعون کی گلٹیوں کے لئے بھی ایک مرہم آپنے طیار کیا ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو طب کی کتابوں میں مرہم الحواریین کہلاتا ہے۔ اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے زخموں کے اندمال کے لئے طیار کیا گیا تھا۔ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ اور جناب **مرزا صاحب** کی خدمات طاعون کا خاتمہ یہاں تک بھی نہیں ہوا۔ بلکہ **طاعون** کے متعلق جناب ممدوح نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جو گو مخصوص بہ طاعون نہیں۔ لیکن اسکی تحریک وہی اشتہار **طاعون** ہوا تھا۔ اور اس لئے اوس میں **طاعون** کی ماہیت وغیرہ پر بھی بقدر ضرورت بہت مفید بحث فرمائی ہے۔ جو بہت ہی نافع ہوگی۔ انشاءاللہ۔ اس رسالہ کا نام **ایام الصلح** ہے۔ جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں عنقریب شائع ہوگا۔ اب ہم اوس شکریہ کی چٹھی کو پہلے درج کرتے ہیں! اور پھر سول ملٹری گزٹ لاہور کا اقتباس درج کریں گے۔

وہو ہذا

منجانب ایچ جے مینارڈ صاحب بہادر جونیر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور

مؤرخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب من!

(۱) مجھے ہنر آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی طرف سے ہدائت ہوئی ہے کہ میں یہ ظاہر کروں۔ کہ جناب ممدوح اوس جلسہ کے حالات (جو ۲ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں منعقد ہوا تھا) اور اوس تقریر کو (جو اس جلسہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے اون تدابیر انسداد وبا طاعون کے متعلق کی جو گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہیں۔) پڑھ کر از حد محظوظ ہوئے۔

(۲) ہنر آنر نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جناب ممدوح کی طرف سے اوس امداد کا اعتراف کروں۔ جو اس جلسہ کے ممبران کی طرف سے گورنمنٹ کو ملی ہے۔

ز ہمارے احباب اور برادران دینی کے لئے بھی کس قدر مسرت کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ جیسی قدردان گورنمنٹ اون کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے پیشوا اور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر گورنمنٹ عالیہ کو ابھی مشکوری کا موقع دیں گے۔ ایڈیٹر

اقتباس از سول ملٹری گزٹ لاہور

اہل اسلام کا ایک منعقدہ جلسہ حال میں بمقام قادیان زیر اہتمام شیخ رحمت اللہ خان تاجر لاہور ردر اصل یہ جلسہ جناب **مرزا غلام احمد** صاحب رئیس اعظم قادیان کے اہتمام سے ہوا ہے۔ اور چونکہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے اس جلسہ کی روئداد شائع کی ہے۔ اس سے سول کو خیال پیدا ہوا ہے کہ شیخ رحمت اللہ کے زیر اہتمام سے ہوا ہے۔ ورنہ مہتمم اور متحمل مصارف اس جلسہ کے جناب مرزا صاحب ممدوح تھے۔ ایڈیٹر الحکم) منعقد ہوا۔ **دفع طاعون کے لئے دعا ئیں مانگی گئیں**۔ اور ایک لیکچر جناب حکیم نورالدین صاحب نے اون تدابیر انسداد طاعون کی تائید میں دیا۔ جو سیگریگیشن وغیرہ طریق پر گورنمنٹ نے رفع وبا کے لئے اختیار کی ہوئی ہیں۔ یہ مغالطہ بھی ہمارے ہمعصر کو اوس روئداد جلسہ کے پڑھنے سے پیدا ہوا ہے۔ جناب حکیم نورالدین صاحب نے ایک جداگانہ تقریر کی تھی۔ جو خصوصیت سے ایک دوسرے دینی امر عظیم کے متعلق تھی۔ جو انسانی ہدایت اور اصلاح کے لئے مقرر ہے۔ اور وبا ر طاعون کے متعلق اور اوسکی تدابیر انسداد مجوزہ و معمولہ گورنمنٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر جناب مرزا صاحب ممدوح نے فرمائی تھی۔ جس کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ کے مراسلہ میں ہے۔ یہہ **سلپ آف پین** ہے۔ ورنہ ایک فاضل ایڈیٹر ان امور کی طرف پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بہرحال مطلب حاصل ہے۔ ہمارے کوتاہ اندیش مخالف اس مقام پر ذرا غور سے سنیں۔ جو ہمارے انفلوئنس پر بھی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ سول کا فاضل ایڈیٹر بھی اسے **انفلوئنشل مشنیک** قرار دیتا ہے۔ ایڈیٹر)

اس وفادارانہ امداد کا اعتراف گورنمنٹ کی طرف سے بانیان و عالیان جلسہ کو بھیجا گیا ہے اس لیکچر کا موضوع اور مقصد صرف یہی تھا۔ کہ اس امر کو موثر طریق پر بتلایا جاوے کہ گورنمنٹ نے جو تدابیر دافع وباء طاعون اختیار کر رکھی ہیں۔ اون کی بنا محض ہمدردی اور خیر خواہی رعایا ہے۔ ان تدابیر سے صرف وبا ر کا دور کرنا مقصود ہے۔ اور اس امر کے لئے یعنے دفعیہ وبا کے لئے یہی تدابیر ضروری اور مناسب ہیں۔ اور یہ کہا نیاں کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دیتی ہے۔ یہی نہیں کہ **محض دروغ بے فروغ** ہیں۔ بلکہ ایک احمقانہ خیالات پر ان کی بنا ہے۔ اور ایسی جھوٹی اور بیہودہ باتوں پر ایک لحظہ کے لئے بھی کسی دانشمند اور عقل رکھنے والے انسان کو یقین نہیں کرنا چاہئے۔ اور پردہ کے لئے شرع اسلام میں اسقدر کافی ہے۔ کہ سیگریگیشن کیمپ میں جانے کے لئے منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے مستورات چلی جاویں۔ اسلام خوفناک خطرات کے وقت ایسی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے غرض صرف یہ تھی۔ کہ جو لوگ پردہ داری کے شائق ہیں اون کو بتلایا جاوے کہ مصیبتوں اور تکالیف کے وقت پردہ کی ایسی سخت قیود اسلام نے کہاں رکھی ہیں۔ غرض یہ جلسہ اس طرح پر ختم ہوا تھا۔

یہ ہے گورنمنٹ عالیہ کے اعتراف اور سول ملٹری گزٹ کی تحریر کا اقتباس۔ اب ہمارے ناظرین اور پبلک خود ان خدمات کا اعتراف کر سکتی ہے۔ اور پبلک کا اعتراف یہی ہے۔ کہ وہ اس ناصح مشفق کی باتوں کو سچے دل سے سن لے۔ اور اون پر عمل کر کے اپنے آپ کو خطرہ سے بچاوے اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔

سرسید کی لٹپٹ فلسفیانہ نظر

عنوان مندرجہ بالا سے ایک صاحب اودھ اخبار میں لکھتے ہیں۔

جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب انگریزی حکام اور گورنمنٹ انگریزی کی تائید اور طرفداری کی بدولت ہے۔ جس کا تمام مسلمانوں کو سرسید سے زیادہ شکرگذار ہونا چاہئے۔ اور جس کام میں گورنمنٹ یا لوکل حکام نے اپنی تائید اور طرفداری کو خاص طور پر ظاہر نہیں کیا اس میں سرسید کو ایک عام طور کے معمولی آدمی کے برابر بھی کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق جن پر اُنہوں نے بڑے بڑے زور لگائے۔ اور مدد کے لئے اپنے تمام دوستوں کو آمادہ کیا اور نواب محسن الملک جیسا نطق آرا اور مولوی چراغ علی اور مولوی ذکاء اللہ اور مولوی مشتاق حسین اور مولوی نذیر احمد جیسے محقق بہم پہونچائے ایسی اودھ اخبار۔ پیسہ اخبار۔ اخبار عام تیرہویں صدی۔ چودھویں صدی کے برابر بھی کامیاب نہوئے اور دو وسال بسال گرتے نظر آئے۔ یہاں تک کہ سو نمبر کا نکلنا بھی نکلنا مشکل ہو گیا۔ اور آخر کار تہذیب الاخلاق کو انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ملحق کر دینا پڑا اُن کی تفسیر کے سو نسخہ چھپنے تھے۔ انکو بھی کوئی نہ پوچھتا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے میں نہائت مستقل تھے۔ تو یہ ایسی بات ہے جس پر کوئی یقین نہ کرے گا جسکا ثبوت خود کالج کی روئدادوں اور اسپیچوں اور لکچروں اور کارروائیوں اور پرائیوٹ تحریروں سے ملتا ہے زمانہ جانتا ہے کہ اونکی رائے کو اُن کی ذاتی اغراض نے کہاں تک غیر مستقل بنا کر چھوڑا ہے جس پر ایسے شخص کے لئے قوم کو افسوس ہو اور آج تمام علی گڈھ میں اون کا چرچا ہو رہا ہے اور انگلش پارٹی بھی پرائیوٹ گفتگو میں اوس کا ذکر کرتی ہے سرسید جس کام کی پوری مزدوری نہ پاتے تھے۔ اس میں اپنے نام اور اور ڈیوٹی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ جیسے کانفرنس کے کاموں میں دھیما پن۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی اڈیٹری تہذیب الاخلاق کی ترتیب وغیرہ۔

سرسید کے مذہبی تصرفات اس درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ کہ نواب محسن الملک جیسا اُن کا دوست اس کہنے پر مجبور ہوا کہ اس کو دلی سمجھو اور اُس کی تصنیف سے کام نہ رکھو سرسید نے تفسیر لکھ کر عجیب عجیب خیالات ظاہر کئے جن میں بعض نہائت واجب التعظیم ہیں اور باقی سب لغو و ذخیرہ حدیث کے متعلق سرسید کی رائے نہائت خراب اور کاشانہ اسلام کو درہم برہم کرنے والی تھی۔ اُن کے نزدیک کسی حدیث کو صحیح ماننے کی کوئی یقینی وجہ نہ تھی۔ وہ نقل کو مفید عقل نہ کہتے تھے جس پر اُنہوں نے مولوی سلیم پانی پتی سے ایک مضمون لکھوا کر تہذیب الاخلاق کے ورق سیاہ کئے ہیں انہوں نے اپنی اور اپنے صاحبزادہ سید محمود کی کوئی غلطی تسلیم نہ کی۔ حتٰے کہ سوا لاکھ روپیہ کی غبن میں انہوں نے یہ بھی نہیں مانا کہ اُن سے غفلت ہوئی قومی روپیہ کے صرف کرنے میں وہ بڑی فیاضی اور سیر چشمی ظاہر کرتے تھے۔ اسلام میں خلافت کا مسئلہ سب سے زیادہ

ضروری ہے لوروہ جانتے تھے کہ اسی ہی نے اسلام کو ضعیف اور مسلمانوں کو باہم دیگر مخالف کیا۔ اور اُن کی زندگی میں تو کے ہیر وانکی پرائے کے خلاف رائے ظاہر کر چکے تھے۔ اور نیز آنریبل سید محمود کے حالات سے اُن کو اطلاع تھی۔ با ایں ہمہ اُنہوں نے انکو اپنا جانشین بنایا۔ اور اُن کے سوا دوسرے عہدے بھی اپنے خاندان میں بانٹ گئے۔ جس پر اُن کے مرتے ہی نئے آثار نظر آنے لگے۔ اور جابجا قوم میں اُس کے چرچے ہونے لگے۔ اور خاص علی گڈھ میں بیٹھ کر حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے ایک خاص مضمون پر قوم کو توجہ دلائی۔

بیس سید الف ہیں جہاں بلے انتہا خوبیاں اور اُن کے منقول عام کام دکھائے جائیں۔ وہاں اُن امور پر بھی فلسفیانہ اور محققانہ ریمارک ضرور ہیں۔ اور قوم میں ضرور ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ قومی فرائض ادا کرے۔ اور ان کو رہنما بنائے۔ اور گورنمنٹ دلیسی ہی اُن کی تائید کرے۔ تو وہ نہ صرف یہ کام چلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے اور بھی زیادہ کر دکھا سکتے ہیں۔ سہ

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

سر سید نے قومی روپیہ کی احتیاط اور اس سے کالج کو متمتع کرنے کے لئے جو اصول اختیار کیا وہ ایک راند دکھی پلے لنگڑے اپاہج کے ہی خیال میں آسکتا ہے۔ اور یہ وہی خیال ہے۔ جو سب سے پہلے لکھنؤ کی ایک پردہ نشین عورت بہو بیگم صاحبہ کے خیال میں گذرا۔ اور اُنھوں نے گورنمنٹ میں روپیہ جمع کرا کے اپنے متوسلین کو متمتع کیا۔ زیادہ روپیہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال بہ نسبت سر سید کے اُنکو زیادہ موزون ہو سکتا ہے۔ سر سید کے لئے بلند خیالی کا مقتضا یہ تھا۔ کہ وہ قومی سرمایہ سے تجارت کی ایک برینچ قائم کرتے۔ اور یورپین تجارت کے اصول پر اس سرمایہ کا پورا نفع حاصل کرنے کا اور قدم سے ایک گروہ کو اس ذریعہ سے تمام ممالک کے دیکھنے اور اس میں تجربہ حاصل کرنے کا موقع دیتے۔ اور کالج کے متعلق ایک برانچ ٹکنیکل ہوتی۔ جن ذرائع سے قومی سرمایہ میں نمایاں ترقی نظر آتی۔ اور قوم کو طرح طرح کے تجربے حاصل ہوتے۔ یا یہ کہ اس اصول کے ساتھ اور اس کو بھی وابستہ کرتے۔

اس قسم کے خیالات سر سید کے دماغ میں بھی پیدا ہوتے ہوں گے۔ لیکن اُن کی آخری عمر ضعف نے اُن کو اس اسکیم سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ سوا اس کے یہ وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ یہ خیالات میرے شخصی پاور کے احاطہ میں محدود نہیں رہ سکتے۔

اور جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی نے بھی تہذیب الاخلاق کے ایک مضمون میں لکھدیا ہے۔ کہ اردو لٹریچر کو سر سید نے درست کیا۔ اس کو یوں کہئے۔ کہ اردو لٹریچر پر انگریزی لٹریچر نے سایہ ڈالا۔ اور سر سید نے سبیل ترجمہ یا بطریق تذکرہ اس کا بیان کیا۔ اور ملک نے اس میں مذاق پیدا کی۔ اور یوں ہی خود سر سید ہی ایک نہایت اعلےٰ اور قابل قدر لٹریچر تھے۔ ورنہ خود اُن کی پہلی لٹریچروں کا آثار الصنادید کے زیب دیباچہ ہے۔ پرانی ترکیب سے خالی نہیں۔ زمانہ کی یہ تعلیم ہے۔ جس نے سر سید کے دماغ پر سب سے زیادہ اچھا اثر کیا۔ جو اُس کے لئے سب سے زیادہ موزون تھا۔

سر سید ہر کام میں اپنی نمود اور اپنا مرجع ہونا پسند کرتے تھے۔ اور یورپین اسٹاف کو بھی دور سے سلام کیا کرتے تھے۔

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب نے قومی طور پر کچھ اُن کے کام میں دخل دینا شروع کیا تھا۔ کہ اونہوں نے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ مگر اب قوم وہ قوم نہیں۔ جو اپنے حقوق کو نہ پہچانے۔ یا وہ اپنے انتظامی پاور کو ناقابل اعتبار حالت میں چھوڑے۔ اسی لئے اُن کے سانحہ غم کے بعد اخبارات میں اس کا چرچا شروع ہوا ہے۔ جس کی ابتداء حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب رئیس علی گڈھ کے قلم اور خواجہ محمد یوسف صاحب کی زبان سے ہوئی۔ اور پھر شاید کسی کے کہنے سے حاجی صاحب نے اپنے قلم کو روک لیا۔

قصبہ فتحگڈھ میں شیخ ابو سعید محمد حسین اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی میں اتفاقی مباحثہ اور شیخ صاحب کا اصل مدعا سے گریز کرنا

(ابو یوسف) مولوی صاحب حضرت مسیح ابن مریم عیسٰی علیہ السلام کی حیات جسمانی اور بجسد عنصری صعود الی السماء کے لئے ثبوت پیش کریں۔

(محمد حسین)[1] قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں دو امر آپ سے دریافت کرنا ضروری جانتا ہوں امر اول یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطور استفادہ ہے یا بطور مباحثہ۔ دوم یہ کہ آپ کا اعتقاد در باب حیات و ممات مسیح کیا ہے؟ کیا آپ انکو مردہ سمجھتے ہیں؟ اگر مردہ سمجھتے ہیں تو پھر آنے والا اکسر شخص کو جانتے ہیں یا اس امر کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ کوئی مسیح آئیگا۔

(ابو یوسف) میں[2] آپ سے بطور استفادہ کچھ دریافت کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس امر میں آپ کو مفید اور اپنے آپ کو مستفید قرار دیتا ہوں۔ امر دوم کی نسبت صرف آپ کو دو حرفی جواب دینا چاہتے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں اگر زندہ ہیں تو اسکا ثبوت کیا ہے۔ اور میں اُن کو داخل اموات سمجھتا ہوں۔ آنیوالے مسیح کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ خلط مبحث کی کوئی ضرورت نہیں۔

(فٹ نوٹ) [1]۔ شیخ بٹالوی کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس قبل کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہر مباحثہ اور مکالمہ میں وہ اصل امر کو عنت ربود کر کے قبل از یں کی بحث میں پڑ جاتے ہیں اور پھر یہ سلسلہ ایسا لمبا کرتے ہیں۔ کہ اُن کی یہ تان کہیں ٹوٹنے ہی میں نہیں آتی۔ بھلا یہاں ان دو شاخدار امور کے بیان کی قبل از جواب کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ ابو یوسف مولوی محمد مبارک علی صاحب کے سوال سے ان کا عقیدہ مذہب در بارہ حیات مسیح صاف معلوم ہوتا ہے اور حیات جسمانی کا لفظ کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ وہ اُن کو اس کھانے پینے والے اور عوارض رکھنے والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے اور گھٹنے بڑھنے والے جسم کے ساتھ اُن کا صعود الی السماء خلاف سنت اللہ جانتے ہیں۔ پھر ایسے صریح سوال پر بے معنی اور خارج از مطلب سوال در سوال کا پیش کرنا بھی دانشمندی ہے۔ مگر اصل بات یہی ہے کہ امر حق کا اظہار اُن کو مطلوب نہیں یہاں تو سخن سازی مقصود ہے۔ ایڈیٹر

(فٹ نوٹ [2]) کہئے شیخ صاحب ابھی تسلی ہوئی ہے یا نہیں یہ خیال خام آپ آئندہ کے لئے دل سے نکال ڈالیں اور انانیت کا اقرار خود پسندی کی تعفن ہوا جو آپ کی دماغ

(**محمد حسین**) امر اول کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کا جواب میں پھر دوں گا بالفعل میں آپ کو امر دوم کی نسبت یہ جتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ سوال سے نہ کوئی بحث کرنی منظور ہے۔ اور نہ خلط بحث ہوتا ہے میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا اعتقاد آنے والے مسیح کی نسبت کیا ہے؟

تاکہ معلوم ہو کہ جس بحث کو آپ چھیڑنا چاہتے ہیں اس میں اپنے اعتقاد کی تائید کرتے ہیں یا اپنے اعتقاد کے خلاف حامی بنتے ہیں۔

(**فٹ نوٹ**) میاں محمد حسین کی یہ شتر مرغ کی سی چال قابل دید ہے۔ یہ لٹکا خدا جانے کس بوڑھیا نے اُنکو سکھا دیا ہے کہ جواب پھر دوں گا یہی کہہ دیتے۔ کہ اشاعۃ السنۃ میں دوں گا۔ کیوں شیخ جی اب کونسا امر مانع ہے۔ ابھی کیوں نہیں دیدیتے، الکریم اذا وعد وفی اور یہ بھی عجیب فلاسفی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں بجائے جواب دینے کے خارج از مطلب سوال شروع کئے جاویں اور پھر کہا جاوے۔ کہ اس سے خلط بحث نہیں ہوتا۔ کیا شیخ صاحب اکسی خلط کی عشی تو نہیں ہوگئی جو خلط بحث سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر آپ خلط بحث نہیں چاہتے تو ادلہ آپکے پاس حیات المسیح بجسد العنصری کے تھیں پیش کی ہوتیں اور اس طول فضول سے حلق خود بدرید و مغز ما خورد کے مصداق نہ بنتے۔ مگر پیش کہاں سے کرتے آجتک تو بجز دعوے کے اور آپ کی زبان قلم اور قلم زبان سے نہ سنا۔ آئندہ کے لئے کیا امید ہو۔ ایڈیٹر

(**ابو یوسف**) آنیوالے مسیح کی بحث آپ بفائدہ چھیڑتے ہیں اس امر کو میں مانتا ہوں کہ ایک مسیح امت محمدیہ میں آنیوالا ہے مگر اس کو وفات حیات کے مسئلے کا موقوف علیہ ٹھہرانا ایک بے معنے بات ہے۔ اور اسکا منشا صرف آپ کا ادعائی اعتقاد معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے اور پھر وہی کسی آئندہ زمانے میں واپس آئیں گے اس میں شک نہیں کہ ایک مسیح آئیگا مگر بات تو صرف یہ ہے کہ کیا وہ آنیوالا وہی حضرت (بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۸) میں سمائی ہوئی ہے۔ اس کی نکالنے کی فکر کریں۔ آپ کو اُستاد بننے کا بہت شوق معلوم ہوتا ہے۔ یوں اگر آپ

مسیح ابن مریم ہے اور یہ بات آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ آپ پہلے اُن کی حیات جسمانی اور صعود الی السماء بجسدہ العنصری ثابت نہ کریں پس صعود کی بجائے نزول کے مسئلہ کو چھیڑنا خلط بحث نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر آپ کا یہ منشا ہے کہ نزول کے ماننے سے صعود خود مانا جائیگا۔ تو یہ قضیہ عکس ہے بلکہ صعود ثابت ہونے سے نزول خود ثابت ہو جائیگا بات تو وہ حرفی ہے ثبوت صعود کا دیجئے

(**فٹ نوٹ ۱**) کیوں شیخ جی! ابھی تسلی ہوئی یا اور ضرورت ہے اب تو صاف صاف طور پر فیصلہ ہو گیا مگر نہیں آپ کیوں ماننے لگے ہیں آپ تو یہی کہتے جائیں گے۔ کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔

۲ – اب یہاں تو بالکل صفائی ہو گئی مولوی ابو یوسف نے اپنے مذہب کو صاف لفظوں میں شیخ صاحب کا مذہب ادعائی اعتقاد کے لفظ سے تعبیر کر کے بیان کر دیا۔ مگر شیخ بطالوی ہی کیا ہوئے جو مان جاویں۔

۳ – کیا اب بھی کچھ باقی رہ گیا۔ شیخ صاحب ذرا انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔

۴ – مولوی صاحب آپ دو حرفی چھوڑ ایک حرفی کہیں شیخ صاحب سہ حرفی کہے بغیر کب چین لیتے ہیں۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ آپ اُن سے صعود کا ثبوت لے چکے۔ ایڈیٹر

(**محمد حسین**) مجھے افسوس سے کہنا پڑا کہ آپ نے جواب میں بفائدہ تطویل کی نہ میرے سوال کو سمجھا اور نہ اپنے جواب کے الفاظ کے معنے سمجھنے میں میں آنیوالے مسیح کی بابت کوئی بحث نہیں کرنی چاہتا صرف آپ کا اعتقاد پوچھتا ہوں۔ آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتائیے ورنہ صاف کہیں کہ نہیں بتاؤں گا۔ پھر میں کلام ختم کر دوں گا۔

(**فٹ نوٹ**) ناظرین گھبرائیں نہیں۔ شیخ بطالوی کا یہ افسوس کبھی بھی ختم نہیں ہوا کرتا۔ جنہوں نے لدھیانہ والا مباحثہ پڑھا ہے ان کو خوب معلوم ہے کہ وہاں بھی یہ تطویل اور افسوس شیخ صاحب کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے خدا رحم کرے جب کوئی صادق کا مقابلہ کرتا ہے تو پھر اُس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ آپ کی پسند کریں تو استاد جی کہلائیں کوئی آپ کو روکتا نہیں مگر آپ سے کوئی استفادہ کر ہی کیا سکتا ہے۔ خیر یہ امر دیگر ہے مگر یہ تو بتلائیے کہ ابھی

تحریر یا تقریر میں بظاہر کوئی ایسے مغلق الفاظ تو نہیں ہیں جو سمجھ میں نہ آئیں ہاں یہ امر جدا گانہ ہے کہ اگر یہ آپ کی کوئی خانہ زاد اصطلاحیں ہوں جنکو آپ کے پس و پیش رہنے والوں کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر مولوی ابو یوسف کو معذور تصور فرمائیے۔ کیونکہ انسانی کلام تو انسان سمجھ سکتا ہے مگر منطق الطیر کون سمجھے۔ اگر ابو یوسف صاحب آپ کا کلام نہیں سمجھ سکتے۔ تو وحشی جانور تو ضرور سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ فہم کلام کے لئے مجانست بھی ضروری امر ہے مگر بالیان فتح گڈہ سے تو پوچھنا چاہئے کہ آپ کی منطق کیسی قابل قدر ہے اور وہاں پر آپ کی خوش بیانی اور نکتہ دانی کا نتیجہ کیا ہوا ہے اور آپ نے وہاں کیسی عزت حاصل کی ہے۔ مگر یہ تو بتلائیے کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر کے الفاظ بھی نہیں سمجھتے کیا آپ اپنے پر تو حمل نہیں کرتے سچ ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ (ایڈیٹر)

(**ابو یوسف**) میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی قدیم عادت کیموافق اس بحث کو ناتمام چھوڑنا چاہا ہے میں نے اپنے اعتقاد کو بھی ظاہر کر دیا ہے اور آنیوالے مسیح کی بابت بھی تصفیہ کر دیا ہے افسوس آپ نے ناحق میرے وقت کا خون کیا اور اصل بات سے گریز کی اب بندہ آپ سے اپنے سوال کے جواب کی کوئی امید نہیں رکھتا اور بموجب فرمان نبوی من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ اس سلسلہ بحث کو ختم کرتا ہوں اور آپ کے استخفاف اور استحقار کے الفاظ کی نسبت جزاک اللہ کہہ دیتا ہوں۔

(**فٹ نوٹ**) اپنا عقیدہ آپ لاکھ بار بیان کریں وہ تو بڈھے بازی گر کی طرح یہی کہیں گے افسوس کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔ اور ان کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت ہے۔ پہلے کب اُنہوں نے کسی بحث کو ختم کیا ہے جو اب کریں گے۔ آپ ان کو خدا ہی کے سپرد کریں۔ حق کو چھپانے والوں کی پردہ دری وہی خوب کرتا ہے۔ اور شیخ بطالوی کے استحقار سے کیا ہوتا ہے حقارت اور لعنت وہی ہے جو آسمان سے برستی ہے۔ اور مشاہدہ بتلا رہا ہے کہ کون خفیف اور ذلیل ہو رہا ہے اور انی مھین من اراد اہانتک کی تخت میں کون آیا ہوا ہے۔ (ایڈیٹر)

کوئی امر تشریح طلب قبل از جواب تو باقی نہیں تھا۔ اور اگر تھا تو اور آئندہ چل کر آپ کی تسلی ہو جاتی۔ ایڈیٹر

محمد حسین) آپ نے اپنا اعتقاد آنیوالے مسیح کی نسبت کہ وہ کون ہے بظاہر نہ فرمایا اور آئندہ سلسلہ سوال و جواب کا قطع کر دیا۔ اب میں بھی آپ کو مخاطب نہیں کرتا۔ اور آپ کے سوال کے متعلق قرآن و حدیث سے جوبات ثابت ہے وہ حاضرین و سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سامعین کے ساتھ آپ بھی چاہیں تو سنیں نہ چاہیں تو اختیار ہے۔ مگر سننے کی حالت میں آپ کو سننے کا اختیار نہ ہوگا بلکہ آپ میرے سوال کا جواب صاف الفاظ میں دینگے کہ آنیوالے مسیح آپ کے اعتقاد میں کون ہیں؟ ۔

(ایڈیٹ نوٹ) شاباش شاباش۔ یہہ تیری تان نہ ٹوٹنی تھی نہ ٹوٹی۔ تعجب ہے کہ اب تک تو حاضرین اور سامعین کو جو اس امر کے مشتاق تھے کہ آپ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے سوال کا جواب دیں آپ نے کچھ سنایا اور اب قرآن و حدیث سنانے کا دعوے کرتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مولوی صاحب ممدوح خاموش رہیں۔ قابلیت اور انصاف پسندی یہی ہے اگر آپ کے دلائل میں کچھ زور اور قوت ہے تو تحریری طور پر مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں پیش کیجئے۔ آپ کی کمزوری تو اس سے بھی پائی جاتی ہے کہ آپ مولوی صاحب کا منہ بند کر کے کچھ بولنا چاہتے ہیں بصورت ثانی نہیں کیونکہ اندر ہی اندر مولوی ابو یوسف صاحب کی زبردست تقریر کا آپ کو اندیشہ لگا ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ بخئے ادھیڑ دے۔ خیر فتح گڑہ والوں کو بھی آپ کی علمیت کا راز معلوم ہو گیا مبارک ہو۔ ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نہایت اشتیاق سے بیٹھا ہوا آپ کی تقریر خاموش رہ کر سنوں گا بشرطیکہ آپ میری تقریر جو میں آپ کی بعد کرونگا اُسی طرح خاموشی کے ساتھ سنیں جس کا جواب شیخ بطال نے صاف طور پر دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا جس سے اُن کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہہ کہ شیخ صاحب ذلت اور شرمساری کے ساتھ بشرطیکہ وہ محسوس کریں۔ اس اتفاقی مباحثہ سے حسب معمول دم دبا کر بھاگے مگر اُن کے لئے یہہ معمولی بات ہے + ایڈیٹر

تقریر مولانا مولوی نور الدین صاحب بتقریب جلسہ انجمن ہمدرد اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

اخویم مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تقریر ذیل اگرچہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے انجمن ہمدرد اسلام قادیان دار الامن والامان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنائی ہے مگر میرے خیال میں اعلےٰ و ادنےٰ ہر طبقہ کے لوگوں میں سے ہر ایک قسم کے لوگ اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے اس پر معارف تقریر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہہ پاک الفاظ جو اُس خدا کے برگزیدہ بندے کے مُنہ سے نکلے اور ایک دنیا کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان کو چند ہی کانوں تک محدود رکھ کر اور ان کی ناقدری کر کے ہوا میں اڑا دیا جاوے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے خوان کی جو اُس نے محض اپنے فضل سے بغیر کسی محنت اور کوشش کے عنایت فرمایا ہے قدر کریں اور اس کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر اس کی قدر کا حق ادا کریں۔ اور اس کے دیئے میں سے اس کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ **مما رزقنھم ینفقون**۔ کمر بستہ ہو کر اس کو اس طرح خرچ کریں کہ ان پاک الفاظ کو ہوا کے گھوڑے سے اتار کر کاغذ کے گھوڑے پر سوار کر دیں۔ اس طرح پر یہ الفاظ محفوظ ہو کر وقتاً فوقتاً خلق اللہ کو فائدہ دے سکیں گے لہذا میں نے مذکورہ بالا غرض کے پورا کرنے کے لئے اس تقریر کو اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے کہ آپ براہ مہربانی اس کو اپنے اخبار کے کسی کونے میں گوشہ گزین بنا دیں۔ عین مہربانی ہوگی خدا آپ کو جزاء خیر دیوے۔ اور ان الفاظ کو مخلوق کی ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین ثم آمین

راقم عاجز عبد الرحمن قادیانی سکرٹری انجمن ہمدرد اسلام قادیان۔

وھوھذا

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد۔ بچو تم جانتے ہو کہ میں نے کیا پڑھا ہے۔ یہہ وہ پاک کلمہ ہے جو اسلام کی شروع میں ہی پڑھایا جاتا ہے جانتے ہو کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا کیا مطلب ہے۔ یہی کہ کوئی اللہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر بدی سے منزہ کے سوائے سچی فرمانبرداری کے لائق نہیں اور اُس کی فرمانبرداری کے سکھلانے والے محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ دنیا میں ایک وہ شخص آئے ہیں جن کی نظیر اولین و آخرین میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے اور اُسی کی فرمانبرداری کی راہیں سکھاتے ہیں اور اُن ہمارے احکام کے مجموعے کو جو آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہیں قرآن شریف کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جس وقت سے انسان **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہے اُسی وقت سے اُس پر فرض ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ اور قرآن شریف سے مشورہ لیوے۔ اور اپنی ساری ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا اسی کو جان کر ہر حال میں اُسی سے استمداد چاہے۔ کیونکہ وہ خدا جس نے محمد کو رسول اور اپنے احکام کا مجموعہ قرآن شریف اُسے دیکر دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے وہ بڑی قدرت اقتدار اور جبروت کا مالک ہے۔ وہی ہوا پانی اور ساری اُن چیزوں کا جن سے تم وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات پوری کرتے ہو خالق ہے۔ اُسی نے تم کو آنکھ دی کہ تم دنیا کی عجائبات قدرت کو دیکھو کان دیئے کہ سنو ان کے سوا سارے اعضا جن سے تم مختلف قسم کے فائدے حاصل کرتے ہو اُسی کی عنایت ہیں۔ اب ذرا اُس کے عطیات اور انعامات پر غور کر کے فکر تو کرو کہ وہ کیسا طاقتور اور کیسا عظیم الشان بادشاہ ہے جس کو **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے اقرار کرنے والا انسان مانتا ہے اور درحقیقت انسان کو ضرورت بھی ایسے ہی خدا کی ہے جو اسکی ساری حاجتوں

اور ضرورتوں کو جو اُسے پیدا ہونے بلکہ نطفہ ہونے کی حالت سے اس دنیا سے قطع تعلق کرنے تک اور اس کے بعد اس لا انتہا دانے میں ہوتی ہیں پورا کر سکے۔ ورنہ ایسے خدا کے سوا انسان کا دنیا میں رہنا ممکن ہی نہیں اور نہ آخرت میں اس کے سوا چارہ ہے ایسا خدا قادر مطلق رب رحمٰن رحیم اور مالک یوم الدین ہو سوائے اسلامی تعلیم کے اور کہیں نہیں مل سکتا۔ وہ وہی خدا ہے جس کا بیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں ہے۔ جب ہمیں بس خدا کی ضرورت تھی اور جو ہماری ربوبیت کرسکتا ہے مل گیا تو ہم کو چاہئے کہ جس طرح وہ فرماتا ہے اُس کے مطابق عملدرآمد کریں تاکہ اس کی فرمانبرداری سے ایسے عظیم الشان بادشاہ کی مہربانیوں کے مورد بنیں جو اس دنیا کے بادشاہوں سے اعلےٰ اور بے تشبیہ ہے۔ اور ہر ایک امر میں اُس کی کلام پاک اور اس کے رسول سے مشورہ لیں کیونکہ وہی ایک ہے جو ہماری بچپن بڑھاپے اور اس دنیا کے بعد کی ضرورتوں کو جانتا اور پورا کرسکتا ہے۔

اس موجودہ حالت میں تمہیں کس مشورہ کی ضرورت ہے۔ یہ تمہاری بچپن کی عمر ہے تو اس کے مناسب حال مشورے ہی کی ضرورت ہے اس لئے میں تم کو ایک بچے ہی کا قصہ جو قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے سُنا دیتا ہوں۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ ایک بچہ یوسف نام جس کے گیارہ اور بھائی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے مضبوط زبردست تھے کیونکہ جب اُنہوں نے اسکو اپنے باپ سے باہر لے جانے کے لئے مانگا تو اُن کے باپ نے اُس بچے کی کمزوری اور ناتوانی پر رحم کرکے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسکو بھیڑیا نہ کھا جاوے۔ دوسرے بھائیوں کا خطرہ نہیں کیا کہ اُن کو بھی بھیڑیا کھا جاوے گا کیونکہ وہ مضبوط اور ہوشیار تھے اور اُن کا جواب ونحن عصبۃ جس کا ترجمہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خیر قصے سے مطلب نہیں اُنہوں نے جوں توں کر کے اُس کو باپ سے جدا کر کے جنگل میں جا کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دیا (بچو خیال رکھو وہ بھی تمہارے جیسا [illegible] بچہ ہی تھا اُس کا معاملہ سناتا ہوں) خدا نے جس [illegible]ت میں چاہا۔ اُسے کنوئیں میں رکھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک قافلہ وہاں آیا قافلہ والوں نے یوسف کو کوئیں سے نکال کر اپنے ساتھ لیا اور دور دراز ملک مصر میں جا کر اُسی کسی امیر کے ہاں تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ اور اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اب جانتے ہو کہ وہ چھوٹی سی عمر میں جس میں شاید کوئی اور بچہ ذرا سی دیر بھی ماں سے جدا ہونا گوارا نہیں کرسکتا پیارے ماں باپ سے بڑی بے رحمی سے توڑ کر الگ کر دیا گیا۔ ملک سے بے ملک کیا گیا۔ زبان وہاں کی بالکل سمجھ نہیں سکتا۔ گویا اُس کے واسطے سارے لوگ حیوان ہی ہوں گے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ بظاہر کوئی حامی و مددگار و تسلی دہ اور غمگسار نہیں ہے۔ وہاں بھیجا گیا۔

بچو۔ غور کرو۔ گو اُسکو ایک طرف بڑی بڑی تکلیفوں کا مقابلہ تھا۔ حیرانی۔ پریشانی اور بے کسی کا سامنا تھا۔ مگر دوسری طرف اندر ہی اندر ایک آواز دینے والے نے اُس عین کنوئیں کی مصیبت کے وقت بھی بڑی سریلی آواز اور دل کے اندوہ کو دور کرنے والی کلام سے اور دل کو باغ باغ کرنے والی آواز سے خوش کیا۔ جیسے کلام مجید میں فرماتا ہے۔ واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون۔ جس سے خواہ بظاہر لوگوں کی نظر میں کیسی اشد سے اشد تکلیف ہو تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد اُس امیر کے گھر میں جس نے اُسے خرید کیا تھا اور وہ اُنہیں غلام بنا کر رکھ سکتا تھا اُس کے دل میں محبت ڈال دی محبت بھی ایسی محبت کہ اُس کے بجائے اس کے کہ اُسے غلام بناوے گھر کا مالک بنا دیا۔ اور ہر طرح کے آرام راحت۔ آسائش اور خوشی وہاں اُنہیں ملی۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ ایک قسم کا بادشاہ ہی بن گیا بہت سے ملکی اختیارات اُسی مل گئے۔ وہی بھائی معافی کے خواستگار ہوئے جن کو ایک وقت میں جب وہ کوئیں میں گرانے لگے ہونگے وہ کہتا ہوگا کہ مجھے کنوئیں میں نہ گراؤ۔

اب وہی فرمانبرداری کے لئے کمربستہ ہیں بھلا کیا وجہ ہے کہ بظاہر اسباب تو اسی کے مقتضی تھے کہ وہ ذلیل و خوار ہووے لوگوں کا ماتحت اور غلام بنے۔ دربدر پھرے۔ بھوکا مرے۔ مگر وہ برعکس اس کے ہر جگہ ذلت سے بچا۔ بلکہ اُس کے مخالف آخر اُس کے سامنے ذلت سے آئے لوگ اُس کے ماتحت بنے وہ کسی کی ماتحتی میں نہ آیا۔ بلکہ یہاں تک ترقی کی کہ گویا بادشاہی کے درجے تک نوبت پہنچی جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لڑکو تم جانتے ہو کہ جس لڑکے پر اسکا استاد خوش ہو۔ اُسے وہ استاد کیسا پیار کرتا ہے۔ محبت سے سبق دیتا ہے اُسے انعامات دیتا ہے۔ کوئی لڑکا اُسے مار نہیں سکتا کیونکہ اگر کوئی اُسے مارنے یا لڑنے کا ارادہ کرے اُستاد اُسے روک دیتا بلکہ الٹی اس لڑکے کو سزا دیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ اُستاد اُس لڑکے سے پیار کرتا ہے انعام دیتا ہے اور اگر کوئی اُسے مارنے لگے۔ تو اسکو سزا دیتا ہے اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لڑکا اپنے استاد کا حکم مانتا سبق یاد کرکے اُسے خوش کر دیتا ہے اس طرح پر وہ آرام میں رہتا ہے اور دوسرے لڑکوں میں اور اس میں بھی فرق اور تمیز ہوتی ہے۔ پس اب ذرا سوچو کہ جب ایک چھوٹے سے اُستاد یا حاکم کو خوش کرکے آدمی خوش رہ سکتا ہے تو کیا اُس اُستادوں کے استاد اور حاکموں کے حاکم کو یعنی اللہ کو جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے خوش کرکے کوئی ذلیل اور خوار ہوسکتا یا کوئی اور اسے ذلیل یا خوار کرسکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ بڑی آرام و آسایش میں رہتا ہے۔ اللہ اُسے دوسرے لوگوں سے اچھی طرح پر محبت سے رکھتا ہے اور اُس کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے

اس چھوٹے بچے نے بھی جسکا نام یوسف تھا اپنے اللہ کو خوش کر لیا تھا وہ وہی کام کیا کرتا تھا جو اس کے مولا کو پسند ہوتے تھے۔ وہ چوری۔ جھوٹ چغلی۔ غیبت۔ حرص۔ طمع۔ سستی۔ بزدلی اور شہوات نفسانی سے۔ اور اور جتنی بُری عادات خدا کو ناراض کرنے والی ہیں سب سے بچتا تھا۔ دیکھو یوسف ؑ کو اُسی عورت نے جس کے گھر میں وہ رہتا اور پرورش پاتا تھا حرام کاری کے لئے کہا تو اُس نے ذرا بھی خوف یا طمع نہ کی۔ خدا کا خوف کیا محسن (محسن کے معنے بتا دیں گے) بنگیا اور کہہ دیا تو یہ تو اللہ کی پناہ ایسا کام ہرگز ہرگز نہیں کروں گا۔ اللہ نے تو مجھے ایک بڑی عمدہ جگہ دی ہے وہ ایسی حالت ہے کہ اُس کے مقابلہ میں ایسی گندی خوشیاں ہیچ اور نا کارہ ہیں

اور اس بدکاری کے کام سے باز رہا۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے۔ اسی طرح وہ ہر ایک کام میں اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے۔ غرض جب اس نے خدا کو ناراض نہ کیا۔ اور جس طرح یوسف نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ نے بھی یوسف کو خوش کر دیا۔ اور اسے ملک میں بڑی طاقت عنایت فرمائی کیونکہ وہ بڑا نیک کردار اور محسن تھا۔ اور فرمایا کہ ہم سارے لوگوں کو جو ایسے کام کرتے ہیں ایسا ہی آرام اور انعام دیا کرتے ہیں محسن کے معنے یہ ہیں کہ ہر وقت اللہ کو حاضر ناظر جان لے۔ جب کوئی کام کرے دل میں دھیان ہو کہ اللہ دیکھتا ہے + بچو خدا نے اس کی بڑی قدر کی اور اس کو بڑی عزت دی یہاں تک کہ اپنی پاک کتاب میں اس کے قصے کو احسن القصص بیان فرمایا ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہو گا کہ الٰہی دفتر میں مخلصوں سچوں۔ نیکوں میں اس کا نام درج ہو گیا۔

تم بھی اگر چاہتے ہو کہ اس جیسے بن جاؤ۔ خدا تم سے پیاری پیاری باتیں کرے۔ اور تم کو سچی کامیابیاں عنایت فرمائے۔ تم دنیا و آخرت میں سچی خوشی پاؤ تو تم کو بھی چاہئے کہ یوسف کے پاؤں پر پاؤں رکھ تا تم بھی ویسی ہی کامیابی حاصل کرو۔۔۔ اس کے قصے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر کس طرح وہ ماں باپ سے الگ اور ملک سے بدر کیا گیا تھا۔ اس کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اپنے دل سے ان چھوٹے خیالوں کو دور کر دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں کیونکہ کسی کا باپ نہیں کسی کی ماں نہیں۔ کسی کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں پیارو یہ خیال محض غلط ہیں کہ ماں باپ نہیں۔ اخراجات کی مشکلات ہیں تربیت کرنے والا کوئی نہیں بھلا اس بچے کا کون متولی تھا۔ اس کی تربیت کون کرتا تھا۔ اس غریب الوطنی کی حالت میں اس کے ماں باپ کوئی ساتھ تھے۔ نہیں تو پھر کیا وجہ کہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہی کہ نیک تھا اور خدا کو ناراض نہیں کرتا تھا۔ تم بھی اگر بڑی اقتدار اور عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ تم کو چند ایک ضروری باتیں بتائیں

پہلی بات جو تم کو کرنی چاہئے وہ یہی ہے کہ شریر اور شہوانی لڑکوں سے دور رہا کرو۔ ان کی صحبت سے ہر وقت پرہیز کرو۔ بچو شریر لڑکے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پھسلاتے اور برباد کرتے ہیں۔ ان کی ہر طرح کی بدیوں سے پرہیز کرو۔ ایسے لڑکوں کے دماغ اور آنکھیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں کوئی محنت کا کام نہیں کر سکتے۔ ان کی ساری عمر سخت تکلیف سے گذرتی ہے اور ان کو اس بدی کی سزا اسی دنیا میں آخرت کے بعض نمونے کے سے ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ تم ایسے شریر لڑکوں سے بچنا یہ تو عام لڑکوں میں بری عادت ہوتی ہے۔ اور اُن کے اس کام کا بُرا اثر قریباً اُن کی اپنی جان تک ہی محدود ہوتا ہے مگر بعض اور جوان ہی شرارت کے میدان میں بڑھ کر قدم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ کئی طرح سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ضائع کرتے ہیں۔ کبھی ان سے بُری بُری باتیں کرتے ہیں کبھی خود اُن کے سامنے ننگے ہو جاتے کبھی ان کو ننگے کرتے ہیں کبھی اپنی پیشاب گاہ اُن کے ہاتھ میں پکڑا دیتے اور طرح طرح کی ناقابل ذکر بدمعاشیاں کرتے ہیں۔ غرض ایک تو شریر اور بدمعاش لڑکوں کی صحبت بد سے بچو کیونکہ ایسی صحبت زہر قاتل کی طرح اندر ہی اندر اپنا اثر کر جاتی ہے جس سے بچنا مشکل و محال ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ بعض وقت ایسے شریر النفس استاد بھی مل جاتے ہیں ان کا قطعاً خوف مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ان کی رضامندی سے مقدم سمجھو۔

اس کے بعد بت بانکپن سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ بانکے ہو کر وہ پوشاک وہ وضع قطع وہ چال ڈھال ان کو بڑا سست بنا دیتی ہے کام کرنا تو اُن کی شان کو دھبا لگاتا ہے جب کام نہ کیا پھر لباس پوشاک خوراک وغیرہ بغیر روپے کے کہاں سے آ سکتی ہے تو ایسی ہی جب گھر سے اُن کو روپیہ نہیں ملتا تو اُن کو بڑی بڑی بدمعاشیوں اور شرارتوں سے کام لینا پڑتا ہے اکثر چوری کرتے چوری کرواتے ہیں تو چوری ایک ایسی بُری عادت ہے کہ اس کی چاٹ چھوٹنی محال ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہو گا کہ اکثر چوروں کی ساری زندگی اسی میں گذر جاتی ہے کہ چوری کی سزا دیے گئے۔ تو [illegible] گذر گئی۔ تو پھر وہی چوری کی [illegible] کو چلے گئے غرض [illegible] قید خانہ میں ہی گذر جاتی ہے۔ مگر وہ عادت کسی سزا وغیرہ سے چھوٹ نہیں سکتی۔ دیکھ لو الٰہی شریعت نے چور کے ہاتھ تک کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ بانکے لوگوں کو کنجروں کا پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سوائے اسکے ان کا گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اب تم جانتے ہو کہ کنجروں کا دینی یا دنیوی امور ہر دو میں کیا حال ہے + دیکھ لو اگرچہ میں آج جمعہ ہے حکم یہی ہے کہ دھلے ہوئے کپڑے پہنو نیا جبہ پہنو۔ اور مجھے استطاعت بھی اللہ کے فضل سے ہے مگر میں نے دیکھ لو معمولی کورے لٹھے کا پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ غرض تم کو چاہئے کہ بانکپن بت سے بچو اور ضرور بچو۔ یاد رکھو کہ ادنےٰ ادنےٰ برائیوں سے اعلیٰ درجے کی شرارتوں تک انسان پہنچتا ہے۔ بازار کی مٹھائی کا استعمال جہاں تک ہو سکے نہایت ہی کم کرو۔ کیونکہ یہ بھی ایک بُری عادت ہے۔ اور اسکا چھوٹنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ یہ بھی روپیہ چاہتی ہے تو پھر روپیہ حاصل کرنے کے سارے بُرے وسیلے اس میں بھی استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس سے بھی بُرے بڑے خطرناک نتائج کا خوف ہوتا ہے اور بازار کی مٹھائی کھانے کی عادت بچوں کے لئے زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے۔

ان کے سوائے ہر ایک قسم کی بدصحبت سے بچو سستی۔ بزدلی۔ کم ہمتی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ ہر ایک قسم کے فساد اور لڑائی جھگڑوں سے بچو۔

اور اس کے **مقابل پر** نیک صحبت جو ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اختیار کرو۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ **اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین**

یعنی تقوے اختیار کرو اور وہ اس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے کہ صادق راست باز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے خواہ ایک دو آیت ہی کیوں نہ ہوں عمل کی غرض سے پڑھا سنا کرو۔ پانچوں نمازوں کو باجماعت عمدہ طور پر ادا کیا کرو۔ آپس میں اتفاق سے رہو۔ لڑائی جھگڑا مت کرو۔ تھوڑی تھوڑی باتوں میں اختلاف کر کے اس انجمن سے الگ نہ ہو جایا کرو۔ دعائیں کیا کرو اس کم ہمتی کو دل میں نہ آنے دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں ہم چھوٹے ہیں اور کل بارہ لڑکے ہیں۔ تم ابھی سن چکے ہو کہ اس بچے یوسف نامی کو ماں باپ سے الگ

گھر بار سے جدا کر دیا گیا تھا چھوٹی سی عمر تھی اور اسمیں لطیفہ تھا کہ تم میں سے تو ہر ایک کے گیارہ معین و مددگار ہیں۔ اُس بیچارے کے گیارہ بھائی جانی دشمن تھے۔ تو دیکھو اُس نے اپنے خدا کو راضی کر کے کیا مرتبہ حاصل کیا اور کس کامیابی کو پہنچا اللہ فرماتا ہے **انا مکنا له فی الارض**۔ یعنے ہم نے اس کو زمین میں بڑی طاقت عنایت فرمائی تھی۔ نام ایسا عزت سے اب بھی لیا جاتا ہے کہ جو بولتا ہے وہی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کر کے بولتا ہے۔ غرض خدا کے دربار سے ناامید نہ ہوجیو۔ اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش سے جس طرح یوسف علیہ السلام نے کامیابیاں حاصل کیں تم بھی اپنی اس انجمن کو ترقی دو اور خدا تعالےٰ سے ایک محبت کا رشتہ بنا لو۔ تا وہ تم کو اور لوگوں سے تمیز کر کے رکھ لے اور تم اُس کی نظر میں پیارے ہوجاؤ۔

قربان جائیے اس کتاب کے کہ انسان کی ساری ضرورتوں کو جو اُسے موقع بموقع بچپن سے بڑاپے تک اور مرنے تک پڑتی ہیں ان سب کو ہی پورا کرتی ہے۔ دیکھو آج تم بچوں کے سامنے کچھ بیان کی ضرورت تھی اور نمونہ بھی دکھانا تھا جس کو مدنظر رکھ کر کام کرو تو کس طرح اُس نے میرے دل میں مناسب موقع اُس بچے کا حال ڈال دیا۔ اسی پر کفایت نہیں کرو ابھی سن لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تم جانتے ہو گے ایک بڑے عظیم الشان خدا کے پیارے نبی گذرے ہیں۔ اُن کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا وہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرتے ہیں اس وقت اس بچے کی عمر معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تیرہ ۱۳ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے میں نے دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں بیٹے کی فرمانبرداری دیکھو کہ کوئی عذر نہیں کیا بلکہ کہدیا کہ **یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین** ۔ اے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے اُسے بجا لائیے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے آپ صابر پاویں گے۔ اس وعدہ پر پکا رہوں گا۔

اب ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ نے اُس فرمانبر بچے کو جس نے اپنے آپکو حکم الٰہی سے موجب گویا ذبح کروا ہی لیا کیا کیا اجر دیئے۔ وہ لڑکا جس نے رضا الٰہی کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا خدا نے اُسے کیسا زندہ کیا کہ قیامت تک بادشاہ لوگ اپنے آپ کو اس کی اولاد میں سے ہونے کا فخر کرتے رہیں گے۔ اس کی اولاد کے بچے بھی سید یعنے سردار کہلاتے ہیں۔ خدا نے اسکا نام صادق الوعد رکھ دیا۔ کیا یہ کوئی چھوٹے بدلے ہیں۔ نہیں نہیں یہہ بڑی بات ہے جو ہر ایک کے نصیب نہیں ہوتی۔ سرور کائنات بھی انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا یہہ کوئی تھوڑی بات ہے + مگر کیا وجہ۔ وہی کہ اُس نے خدا کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ اس کی رضا کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا۔ خدا عملوں کو دیکھتا ہے ظاہر شان و شوکت پر ہی یہہ انعامات منحصر نہیں جسکو چاہے چن لیوے +

ایک اور یتیم بچے کا حال بھی سن لو۔ اس بچے کا نام محمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہمارا سید و مولیٰ وہی ہمارا آقا اور شفیع۔ اُن کے والد ماجد جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ اور والدہ بزرگوارہ ۶ ½ سال کا بچہ چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئے تھے۔ کون تھا جس کے ہاتھ سے پرورش ہوتی۔ تم سوچو اُس بچے کا کیا حال ہوتا ہے جس کے والدین اسے چھوٹی عمر میں فوت ہوجاویں۔ مگر پھر اس یتیم بچے کی کامیابیاں دیکھو کہ کیا اس سے پہلے دنیا میں کوئی آجتک کامیاب ہوا۔ نہیں ہرگز نہیں ویسا کامیاب نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ اسکا باعث بھی یہی تھا کہ اُس نے مخلوق کی پرواہ نہ کر کے خدا سے تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ دوستی لگالی تھی۔ اور ساری کامیابی کہ آج دنیا میں کروڑوں آدمی کے قریب ہر دم اس پر درود پڑھے اور **اللهم صل علی محمد** کے نعرے اُڑ رہے ہیں۔ صرف اسی دوستی کا نتیجہ ہے۔ جو اُس خدا کے پیارے نے خدا سے کی تھی +

تم کو ان کے بچپن کا ایک حال سناتا ہوں کہ مکہ میں اُن دنوں میں ایک بڑی انجمن تھی جس میں چالیس سال کے کم عمر کے لوگ شریک نہیں ہوسکتے تھے۔ اس انجمن کو ندوہ کہتے تھے اور ان لوگوں نے اُن بچوں کو فضول سمجھ رکھا تھا۔ تو رسول اللہ ایسی انجمن میں شریک ہوئے۔ جو کم عمر لوگوں سے بنی تھی اس انجمن کا ایک کام یہ تھا کہ کوئی مسافر وہاں آگیا ہو اور کسی مصیبت باعث اُس کے پاس واپس جانے کا خرچ نہ رہا ہو تو اس کی مدد کرنا۔ اور اور غربا مساکین کی مدد کرنا۔ اور ایسی قسم کے مظلوموں کی امداد کرنا جنکے ننگ و ناموس پر کسی نے حملہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرض اپنی نیک نیتی کے باعث سے اُنہوں نے اس میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی طرح اب تمہاری انجمن بھی اس کے مشابہ ہے۔ تم بھی نیک نیتی خدا ترسی اور اتفاق اور دعا سے کام لو تا کہ کامیاب ہوجاؤ۔

جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیا کچھ کہا ہے اچھا پھر خلاصہ کے طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ **لا اله الا الله محمد رسول الله** پر پورا ایمان رکھو کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرو۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کسی کو اپنے ضرر یا نفع پہنچانے والا سوا ے خدا کے نہ مانو۔ کسی کو سوائے اللہ کے قاضی الحاجات اور دعاؤں کے سننے والا نہ گردانو۔ بہرحال عسر و یسر میں اُسی کی طرف جھکو۔ اور محمد کو اُس کا بھیجا ہوا اور اس کی کتاب کا معلم جانو +

بعض کام ہیں جن سے بچتے رہو اور بعض ہیں جن کو ہمیشہ کرتے رہو۔ مثلاً (نہ کرنے والے) بُرے نفس پرست۔ شہوانی لوگوں کی صحبت سے حرص۔ چوری۔ بانکپن۔ غیبت۔ چغلیاں۔ دوسروں کے حقوق کو تلف کرنے والے۔ اور ہر ایک قسم کے بدکار شریر لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرتے اور بچتے رہو۔ سستی نہ کرو۔ لڑائی جھگڑوں سے بچو۔ بازار کی مٹھائیوں کا استعمال نہ کرو۔ خودروی اختیار نہ کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے جنگ نہ کرو۔

اور کرنے کے کام۔ نیک صحبت اختیار کرو ہر ایک قسم کی بُری عادتوں کو چھوڑ دو۔ سادگی اختیار کرو۔ حق اللہ اور حق العباد کا خیال رکھو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے پڑھو یا سنو۔ نماز باجماعت پڑھو محنت کے عادی ہو۔ ہمت اور بلند حوصلگی اختیار کرو دلیری کرو۔ دعائیں مانگو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ نیک

نمونہ بننے کی کوشش کرو۔ خدا کو کامیاب کرنیوالا ہونے پر یقین رکھو پھر استقلال اختیار کرو اور ان سب پر بڑھ چڑھ کر خدا سے صلح کر لو +

دعا - خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم سب کو میں نے جو باتیں کہی ہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہم سب کو اپنی سچی فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اُسی سچی فرمانبرداری میں ہی سب کو اس دنیا سے اپنی طرف بلالیوے اور ہماری آخری پکار یہی ہو الحمد للہ رب العالمین۔ آمین ثم آمین۔

سرمن (خطبہ)

نمبر

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۶، ۱۷)

تو کیا یہ عظیم الشان کامیابی جو سرور کائنات کو حاصل ہوئی ہو سکتی تھی؟ مگر نہیں اس مقدس رسول نے اپنی کسی مصلحت کو مقدم ہی نہیں کیا بلکہ اپنی مصلحتوں کو کچل ڈالا اور اپنی خواہش کو مل کر خدا تعالیٰ کی منشا پر پتلی کی طرح چلنے لگے اور سنتے ہی سمعنا واطعنا کہہ کر آمادہ ہوگئے اور پھر اس نے وہ کامیابی حاصل کی کہ دنیا میں قیامت تک کسی ایسے مظفر و منصور استباز کا پتہ نہیں چلتا جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا قیامت تک وجہان کا شہنشاہ اگر کوئی کہلایا ہے تو وہ محمد الرسول اللہ ہی ہے۔ اور اور یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کے پیرو بھی خدا اور آپ کی اطاعت کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دنیا کو دکھاتے لہذا خدا نے سمعنا واطعنا کہنے والوں کو چنا اور بتایا کہ ان کو اس سے پہلے کیا ملے۔ **الذین امنوا وعملوا الصلحت** کی قید لگانے سے صاف مطلب یہ ہے کہ اُن کا ایمان عملی رنگ والا یعنی شرح صدر والا اور پوری تسلیم والا ایمان ہوگا وہی لوگ رسول اللہ صلعم کے جانشین بن سکیں گے یا یوں کہو کہ رسول کریم کے بعد معًا بلا فصل جو گدی پر جلوس فرما ہوں گے وہ یقینًا ایمان اور اعمال صالحہ میں تمام صحابہ میں اکمل و افضل اور سرتاج ہوں گے۔ چنانچہ اس امام المطلین افضل المسلمین کی اطاعت اور تسلیم پر نظر کرو۔ اُس خطرناک وقت میں جب مکہ کی سرزمین مجنونوں اور خونیوں کی طرح خدا کے نبی کو دیکھتی تھی۔ اور ہر طرف خطرہ تھا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر کے گھر میں آتے ہیں ابوبکر اپنی فراست صحیحہ سے اُس مقدس پیشانی کو دیکھ کر تاڑ گئے۔ اور اس سے پیشتر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرماویں۔ پوچھا کہ کیا اس وقت ہجرت کا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں ہاں ابوبکر کے منہ سے کسی خوشی میں یہ الفاظ نکلتے ہیں۔ ایسے وقت میں جس کشایش دل اور سچی تسلیم سے اس قریش کی قوم کے نامی گرامی رئیس نے اپنے مقتدا کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور اپنے تجارتی منافع اور قومی تعلقات کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور نہ یہ سوچا ہے کہ اس کے پس ماندوں پر آتش مزاج جھنجلائے ہوئے ناکام عرب کیسا خوفناک نزلہ گرے گا اس تسلیم اور شرح صدر اور اطاعت مرشد و مرسل کے کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پھر وہ سفر آسائش و راحت کا سفر نہیں مخمل اور سندس کے اوپر قدم رکھ کر جانے والا سفر نہیں ریل نہ تھی بلکہ قدم قدم پر خوف لگ رہا ہے کہ اب پکڑے گئے اب حریف آپہنچے۔ اور ادھر انعام کا اعلان ہوچکا ہے کہ جو سر کاٹ کر لاوے اوس کو بیش قرار انعام دیا جاوے ان خطرات کے درمیان وہ صدیق اکبر سنتے ہی بہت اچھا کہکر وہ ساتھ ہولیا۔ یہ ایمان جو شرح صدر والا ایمان ہے جس کے اندر پوری تسلیم ہے ایمان جس نے پہلا نمونہ مرشد کی تسلیم کا بتلایا ہے اس کا نتیجہ فلاح وفوز بتلایا ہے + اور پھر دیکھو کہ فلاح کیسی دی تکالیف دل اور جسم سے چھوڑا دیا۔ اور کیسے رسول اللہ کا وارث قیامت تک اسلام کی گدی پر سب سے پہلا جانشین ہوا۔ یہ شرف قرآن کریم تو ہے کہ جو تعلیم اور دعوے اُس میں کیا جاتا ہے۔ وہ خیالی اور وہمی نہیں کہ اگر اس پر چلیں تو کیا ہو پہلے یہ دعوے کیا اور تعلیم دی کہ ایسا ایمان رکھنا چاہئے۔ پھر اس محتمل اعتراض کے دفع کے لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص دل میں ایسا خیال کرے کہ حکم سنتے ہی فوراً تعمیل کرنا کیا ضرور ہے ضرور ہے کہ اس وقت عقل سے بھی کام لیا جائے شائد کبھی امور ایسا حکم دیدے جو سراسر تباہی اور بربادی لانے والا ہو اور ممکن ہے کہ کبھی وہ پولیٹکل معاملات کی ناواقفی سے بسبب اسکے کہ وہ ایک گاؤں کے کونوں میں گمنام رہنے والا شخص ہے اور دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہیں ہے کہ کوئی ایسا امر کرے جس کی تعمیل کا نتیجہ ہلاکت اور فضیحت ہو اس لئے اس امر کا ثبوت بھی دیا کہ اُن لوگوں کو دیکھو تو جنہوں نے بلا چون و چرا رسول کے امر کی اطاعت کی اور بالخصوص اُس صادق مرید اور ہمدرد دین کے امام کی حالت پر نگاہ کرو جس نے کیسے خطرناک گھڑی میں اپنے سید و مولا کی اطاعت کی اور اپنی عقل اور چون و چرا کو اس میں مطلق دخل نہ دیا تو وہ کیا ہلاک ہوگیا یا سلامتی کے بھوکوں کے لئے ایک نمونہ بن گیا غرض اللہ تعالےٰ نے اب بھی ایک سلسلہ پیدا کیا ہے۔ جو اُسی طرز پر فلاح اور فوز کی امیدیں دیتا ہے اب خدا چاہتا ہے کہ ویسی ہی جزائیں ملیں اور ویسے ثواب حاصل ہوں۔ مگر کب امام کے حکم میں ہماری جان اپنی مصلحت نہ سوچے ہماری اُس میں تحقیقات نہ ہو کہ خدا جانے جوش نفس سے کہا ہے یا الہام سے۔ ہمارا علم وعقل کیا ہے اگر کچھ ہوتے تو مسیح موعود ہی کیوں نہ بنجاتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ جب امام الوقت حکم دیتا ہے خواہ اُس میں کیسا ہی ضرر جان نظر آوے سچے دل سے جان کا ایثار کرے۔ پھر خدا ویسا ہی درجہ دے گا جیسا ابوبکر کو دیا۔ یہ باتیں چترائی اور چالاکی سے نہیں بلکہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں ایسا ایمان شرح صدر کا مجھ کو اور میرے دوستوں کو اللہ تعالیٰ دے اور اس مبارک اور قبولیت کی گھڑی میں جو جمعہ کی گھڑی ہے دعا کرتا ہوں اور دنیا کے مقاصد سے ہٹ کر اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ کیونکہ اُس سے بڑھ کر دولت نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اُس برگزیدہ جماعت سے ہوں جو **هم المفلحون** کی مقدس جماعت ہے۔

(**نوٹ**) **آیت استخلاف** کے حقائق اور معارف دیکھنے کے لئے ہم اپنے ناظرین کو حضرت مولانا ممدوح کے رسالہ اثبات خلافت شیخین کے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم چھپکر شائع ہوا +

ہم نے تاسف نے ہمارے ... لعل ... نہ رستے کو ... دلہ مضطر ... اپنی ہے حق ہر بشر کے پسر ... لعل و زر تیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ہو کا طرز اشتہار اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں - اور گندم نما جو فروش اشتہار دل بیچ نہ طبیب ہیں - نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے - مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں -

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ ہی اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھا جاتا ہے جو اس بات کی تیقن ہے ... اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ بھی ... صحت کی طالب اولاد کی آرزو مند ... جاوے و فضل خداداد کی منادی ... عام مبارکباد دی

اس خادم الاطبا کو بیس سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کی خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ ہونے میں ... جہاں ... اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں - اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا مگر یہ خدا نے انگشت نکیسان ... بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کر اور یہ تو یہ ہی ہوگی - مگر نمبر (۱) کہ معذور دوا سے صرف خرچ مندرجہ ہے - اور (۲) لو اگر ... دار خرچ دو چند ... دوائیں لی جاتی ہیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی ایک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے - ورنہ وہ آپس لے جاتے ہیں (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کا اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے - بہ شرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نیز یقصفیہ شد فیما بین معتبر شخص کے برضامندی طرفین امانت رکھ دیں - بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو - تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - رقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو - ورنہ ہرجانہ حسب قرارداد قبول بفضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دے شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو - مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - مگر گھر اس ... سے سونا نہیں - وہ خانہ خراب ہے ... زیادہ ... کہ جس کا اثر نہیں گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا اسم نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی - اور جن کی دلی مراد بر آئی - ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امرا حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	ہے	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	للعہ	۲۸	نل اترنا	عہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	صہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	شرعت	صہ	۲۱	ناسور	للعہ	۳۰	خضاب سالانا	عا
۴	جسکا حمل ۳-۴-۵ ماہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	صہ	۲۳	بواسیر خونی و بادی	عا	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	ہے	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھیا	للعہ	۲۴	ضیق النفس	ہے	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	پت دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۱۵	لیھ	صہ	۳۴	تیجا - چوتھا - روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	للعہ	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	للعہ	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	ہے	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرمون

قیمت سالانہ پیشگی ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اخبار الحکم

قیمت سالانہ پیشگی ہے

نمبر ۲۰-۲۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ جولائی ۱۸۹۸ء [illegible] | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں ایسے ٹریکٹ بھی جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے بعض خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بہ کثرت شایع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ صہ ۹ فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑہائی ہزار چھاپکر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا بلکہ ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے مینجر الحکم کے نام درخواست ہو -

---

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۰×۲۶ - تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں - تار - نوٹ - آرٹیکل - علمی مضامین - اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شایع ہوتا ہے - جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی زیادہ سے زیادہ کل اسمیں دیکھہ لیجئے - قومی و مذہبی تعصبات سے پاک - قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں -

چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے - اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے -

مابعد کا قاعدہ نہیں نمونہ کے لئے ایک آنہ } درخواست خریداری بنام مینجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظة الحسنہ - قیمت بلا محصول ۲/

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن - قیمت ۔/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر - از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے - زیر طبع ہے -

---

مینجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند - پیچ بند - پراندے - ہر قیمت کے مل سکتے ہیں

ولایتی چٹھی

نمبر ۸

اس تدبیر سے اگرچہ اسقدر فائدہ تو ہوا کہ میں سمندر جا پڑنے کے خطرہ سے امن میں ہوگیا مگر آخرکار تمام کپڑوں کے تربتر ہوجانے معہ سردی کے لگنے سے مجھے وہ جگہ چھوڑنی پڑی شاید رات کے بارہ یا ایک بجے ہونگے کہ میں اپنے دوسرے گرداب مصیبت میں پڑے ہوئے ہمراہیوں کو چھوڑکر جہاز کے تختہ پر بیٹھکر چلتا چلتا نیچے کی منزل کی سیڑھی کے پاس پہونچا اور تختوں اور سوہی کو پکڑ پکڑ کر بعد مشکل نیچے اوترا- یہاں آکر عجیب کیفیت دیکھی- لوگ اوپر نیچے ایک دوسرے کے گرے ہوئے- کوئی منہ کے بل گرا ہوا ہے- کوئی پشت کے بل بے ہوش پڑا ہے کسی کا سر تو کسی کا پیر- سیڑہیوں سے اوترکر میں نے کھڑے کھڑے چاروں طرف نظر دوڑائی- کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں میں اپنا سر چھپا سکتا- ادہر تو یہہ تکلیف- اوپر جانے سے بھی ہزار کوس گریز کرتا- سخت حیرت میں آخر سیڑہی کے آخری تختہ پر بیٹھ گیا- یہ تختہ اور اُسکا دامن کل لوگوں کی قے سے پُر تہا اور اس منزل زیرین میں سخت بدبو لوگوں کی قے اور کثرت سے پھیلی ہوئی تھی مرتا کیا نہ کرتا آخرکار اوسی کوٹ کرتہ پاجامہ سلوکہ میں جیسے خود بخود پانی نچڑ رہا تھا میں زینہ کے تختوں کے سہارے لیٹ گیا- یہہ تمام قلی اگرچہ مجھے عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر ایسے وقت میں جبکہ کسی کو اپنی ہی خبر نہ تھی کون مجھے پوچھتا- صبح کے ۴ بجے تک میں اسی طرح اونہی بھیگے کپڑوں میں پڑا رہا- ۴ بجے کے بعد جب قدرے افاقہ ہوا تو میں بھی بڑی دیکھہ بھال سے چلتا ہوا آخر اوس شخص کے پاس پہونچا جسے میں نے اپنے کپڑے دوسرے خشک دئے تھے- دیکھہ بھال کر اس لئے چلتا تہا کہ مبادا کسی کے پاؤں یا ہاتھ وغیرہ پر میرا پاؤں آجائے تو وہ عدم واقفیت میں جبکہ آگے ہی اپنی جان سے بیزار ہے مجھے گالی وغیرہ دیدے- وہاں پہونچکر میں نے کپڑے لئے اور یہہ کپڑے گیلے اتار کر خشک پہنے- اور پھر ایک دو گھڑی کے لئے لیٹ گیا- اس تبدیلی میں ایک عجیب حالت یہہ دیکھی کہ باوجود کپڑوں کے تر ہوجانے کے اور سردی لگنے کے اور متواتر موجوں کے سر پر گذرنے کے نیند کا غلبہ رہا اور یہی جی چاہے کہ جسطرح ہوسکے سوجاؤں مگر جانکی فکر کب آرام کرنے دیتی تھی-

جب فجر کی نماز کا وقت ہوا تو وہ زور شور سمندر کا بالکل بند ہوگیا اور جہاز آہستہ چلنے لگا- دہوپ نکلی کل کپڑے لتے وغیرہ جس حالت میں تھے خشک کرنے کے لئے دھوپ ڈالے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا- قلی تو مختلف قسم کی باتیں بناتے رہے اور اپنے آنے پر پچھتاتے کہ ہم کیوں آئے اب اسی لحاظ سے آپ کل مسافران جہاز کی تکلیف کا اندازہ کرسکتے ہیں-

اس سفر نے مجھے اس امر کا تجربی سبق دیا کہ جہاز میں سوار ہونے سے پیشتر کیا کیا سامان انسان کو اپنی جان اور مال کی حفاظت کے لئے کرلینے چاہئیں- اور جب بمبئی میں دوسرے جہاز میں ہم سوار ہوئے تو آخرکار ان تجاویز سے ہمنے فائدہ اوٹھایا جو اس مصیبت نے ہمیں تلادی تھیں-

ہمارے معترض آنکھہ کھول کر پڑھیں

ہمارے ناظرین کو یہہ تو خبر ہوگی کہ دو سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ ہندوستان سے ۳۰۰ سپاہی اہل اسلام اپنی محسن گورنمنٹ برطانیہ کے دشمنوں کو پامال کرنے کی خاطر موسال کے اقرار پر آئے تھے- ان ۳۰۰ سپاہیوں کی فوج زیر حکم جناب کپتان ہیرٹ صاحب ہندوستان سے آئی تھی- (دیکھو صفحہ ۴۲ الف)

یہاں ممباسہ اور مشرقی افریقہ کے گرد نواح میں ایک شخص مبارک نامی بگڑا ہوا باغی سردار تھا- یہہ شخص سلطان زنجبار کے مقربوں میں سے تھا مگر جب سلطان نے سلطنت برطانیہ سے کچھ عہد پیمان کرکے جزیرہ ممباسہ جس میں بیٹھے ہم مضمون لکھہ رہے ہیں کچھہ عرصہ کے لئے انتظام ملکی وغیرہ کی خاطر صاحبان انگریز کو دیدیا تو یہہ شخص مبارک سلطان کا سخت دشمن ہوگیا-

اور ہر طرح اور طرف سے سلطان کو تنگ کرنا شروع اور در اصل اس کی عداوت کا باعث تو انگریزوں کے ساتھ سلطان کی صلح کا ہونا تھا اس لئے اس کے ہونے صاحبان انگریز بھلا کسطرح چین سے اس چھوٹے سے جزیرہ میں نڈر بیٹھ سکتے تھے- اسی کی سرکوبی کے لئے یہہ فوج Indian contingent Mombasa. کے نام سے یہاں آئی تھی-

ہمیں آئے ہوئے چند ماہ ہی گذرے تھے کہ مبارک کی آتشزدگی ہم نے آنکھ سے دیکھی- اور اس جزیرہ سے ۱۸۰۰ فٹ کے فاصلہ کے قریب ایک چوکی بنی ہوئی تھی جسے اوس نے آکر آگ لگادی-

باقی آئندہ

اعلام

جولائی ۱۹۰۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا موسمی تعطیلات کے باعث بند ہونا ہماری بھی دارالامان سے چند روز غیر حاضری کا باعث ہوگیا اور اسی لئے جولائی کا پہلا نمبر عین وقت پر اور دوسرا نمبر بھی بدیر پر اشاعت پزیر ہوسکا ہے-

(ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل نوٹس بر بہیف نوٹس

نور افشاں لودہانہ کی بے تکی ہانک

عیسائی اخبار نور افشاں کو دہڑکا پیدا ہوا ہے کہ عالی جناب سلطان القلم سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم عیسائیوں کی قابل ناز اُمّہات المومنین کا جواب قلمبند فرماکر عیسائی مذہب کے اسرار کو طشت ازبام کر دیں گے۔

اس لئے وہ قبل از مرگ واویلا کا مصداق ہوکر اپنے ۲۲ جولائی کے اشو میں لکھتا ہے "کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کتاب اُمّہات المومنین کا جواب الزامی لکھہ رہے ہیں الزامی بھی کیا مسیحی مذہب کے مخالفین اہل یہود و دیگر ملحدان اہل فرنگ کی مخالفانہ جھوٹی باتوں کو جمع کر رہے ہیں"

معلوم نہیں نور افشاں نے یہہ کہاں سے سُن لیا کہ الزامی جواب لکھ رہے ہیں۔ نور افشاں اور کل مذہبی دنیا کو معلوم ہو جائیگا جسوقت جناب سلطان القلم کی کتاب فریاد درد جو بطور اشتہار ہے شائع ہوگی کہ مرزا صاحب عیسائیوں کی مقبولہ اُمّہات المومنین ہی کی قلعی کھولتے ہیں یا اون کی شکست سال کارروائیوں کا بھانڈا بر سر بازار پھوڑیں گے۔ یہہ کتاب جو کسر صلیب کہلائے گی آجتک کی کل عیسائی کتابوں کا جواب باصواب ہوگی اور اوس میں تحقیقی جواب دئے جاویں گے۔ ہاں الزامی جوابات کی چاشنی بھی عیسائیوں کی ضیافت طبع کے لئے دیجاویگی۔ اوس وقت نور افشاں کو معلوم ہوگا کہ محققانہ جوابات اور صحیح اور حقیقی محققوں کی تحقیقات یوں ہوا کرتی ہے اور پھر صاحب اُمّہات کی رطب ویابس باتوں کی حقیقت کا پردہ فاش ہوگا۔ نور افشاں کا قبل از مرگ واویلا صرف اِسلئے ہے کہ وہ مرزا صاحب کے زور قلم اور تبحر علمی سے خوب واقف ہے اور کیوں نہو "سلطان القلم" مسلّم ہے اور کلام الامام امام الکلام مقبولہ بات ہے پس وہ عیسائی عمارت کی کمزوری پر نظر کرکے اس سے پیشتر کہ کتاب شائع ہو یہہ خیال پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اوس میں صرف ملحدان فرنگ کی تحقیقاتیں ہوں گی۔ مگر ہم پبلک کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ کتاب فریادِ درد کا صبر سے انتظار کریں جو انگریزی۔ فارسی عربی۔ اردو میں عنقریب شائع ہوگی۔ اسوقت نور افشاں کی اس بے تکی ہانک کی کیفیت کھلے گی۔ کتاب کے شائع ہونے پر ہم مفصل بحث اس مضمون پر کریں گے۔

دوائی طاعون سیدنا مرزا صاحب

کی خیر خواہی انام اور ہمدردی بنی نوع انسان کے متعلق ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں خود جناب ممدوح کی عملی زندگی بتلا رہی ہے کہ وہ شب و روز اسی فکر میں مستغرق ہیں۔ حال میں وباء طاعون کے متعلق جناب ممدوح نے جو خدمات کی ہیں اونکا اعتراف جو ہماری سرکار عالیہ نے فرمایا ہے اوسکے لئے ہم پبلک کی طرف سے عموماً اور جناب مرزا صاحب کے متبعین کی طرف سے جو خصوصاً گورنمنٹ عالیہ کی وفادار جماعت ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم نے پچھلے اشو میں جناب مرزا صاحب کی خدمات متعلقہ طاعون کے ضمن میں اُس دوائی طاعون کا بھی ذکر کیا تھا جو حضور نے اس مرض کے لئے بالہام الہی طیار فرمائی ہے چنانچہ جو اشتہار جناب ممدوح نے اوس کے متعلق شائع فرمایا ہے اوسے بلاکم وکاست درج ذیل کرتے ہیں۔ وھوھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرادما نصیحت بود کردیم

دوائے طاعون

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ایک دوا علاج طاعون کے لئے بصرف مبلغ دو ہزار پانسو روپیہ طیار ہوئی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر بدن پر مالش کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ بھی بنائی گئی ہے۔ یعنے وہ مرہم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُن چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نا اہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا یہی مبارک مرہم چالیس دن برابر جناب مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔ گویا دوبارہ زندگی ہوئی۔ یہ مرہم طاعون کے لئے بھی نہائیت درجہ مفید ہے بلکہ طاعون کی تمام قسموں کے لئے فائدہ مند ہے۔ مناسب ہے کہ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں کہ یہ مادہ سمّی کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کرکے ایسے طور سے پھوڑ دیتی ہے کہ اسکی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن میں پھیلتی ہے لیکن کھانے کی دوا جس کا نام ہمنے تریاق الہی رکھا ہے اسکے استعمال کا طریق یہ ہے کہ اوّل بقدر فلفل گرد کھانا شروع کریں اور پھر حسب برداشت مزاج بڑھاتے جائیں اور ڈیڑہ ماشہ تک بڑھا سکتے ہیں۔ اور بچوں کے لئے جنکی عمر دس برس سے کم ہے ایک یا ڈیڑھ رتی تک دیجاسکتی ہے۔ اور طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے جب یہ دوا کھائیں تو مفصلہ ذیل دواؤں کے ساتھ اُسکو کھانا چاہیے۔ کیمفرکو ۱۵ قطرہ۔ وائنم اپیکاک ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلورا فارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ۔ باہم ملاکر اور تین چار تولہ پانی ڈالکر گولی کھانے کے بعد پی لیں۔ اور یہ خوراک اوّل حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ساٹھ بوند تک اور وائنم اپیکاک چالیس بوند تک اور سپرٹ

کلوروفارم سائٹھ ایک تولہ اور عرق کیوڑہ بیس تولہ اور عرق سرتن یعنے سلطان الاشجار پچیس تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ تحمّل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جائیں تا پورا وزن ہوکر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار دینا چاہیئے اور اگر تریاق الہی میسر نہ آسکے تو پھر عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیسکر بقدر ششماشہ کی بڑوں کے لئے اور بقدر دو دو رتی چھوٹوں کے لئے گولیاں بنالیں اور اس دوا کے ساتھ صبح شام کھاویں۔ حتی للمقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدرر روئیں گندی نہ ہونے دیں۔ اور مکان کی اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہو اور گھر میں اسقدر ہجوم نہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہانتک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلاویں اور اسقدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کی موسم سے مشابہ ہو۔ اور گندھک بھی جلاویں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور درونج عقربی کے ہار پروکر دروازوں پر لٹکاویں۔ اور سب سے ضروری بات یہ کہ خدا تعالی سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مشغول ہوں والسلام

المشتھر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۳ جولائی ۱۸۹۸ء

نوٹ۔ اگر یہ دوا یعنے تریاق الہی ذیابیطس کے لئے یا اختناق الرحم کے لئے یا دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری کے لئے یا معمولی قوی کی کمی کے لئے استعمال کرنی ہو تو جدوار وغیرہ عرقیات کے ملانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اس وزن حسب برداشت بڑھاویں۔

اور یہ دوا حسب **الہام الہی** طیار ہوئی ہے عام طور پر تقسیم کی گنجائش نہیں الا ماشاء اللہ۔ اور یہ دوا نزلات اور کھانسی اور مقدمۂ سل کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اور یاد رہے کہ قبل اسکے کہ یہ روپیہ ہماری تحویل اور امانت میں آئے خود بخود ہمارے سرگرم دوستوں نے حسب تجویز میرے دوائیں خرید لیں اور اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب نے دوہزار روپیہ کے یاقوت رمانی دیئے اور ایسا ہی اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب اور سردار نواب محمد علی خان صاحب نے بہت مدد دی۔ اور ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اور کئی اور دوست جنکا ذکر موجب تطویل ہے اس کار خیر کی امداد میں شریک ہوئے۔ اور یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ اسوقت جبکہ خدا نخواستہ پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کا احتمال ہو یہ دوا مفت تقسیم کر دیجائے گی۔ کم سے کم چالیس دن مرض سے پہلے اسکی استعمال چاہیئے۔ منہ

ست دھرم پرچارک اصلاح کرے

الحافظ نیرری

ست دہرم پرچارک جو آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا آرگن ہے۔ ۱۲ ساون سمت ۱۹۵۵ مطابق ۲۲ جولائی ۱۸۹۸ء کے انشو میں بصیغہ مراسلت "پنڈت گوپی ناتھ جواب دیں" کے عنوان سے کس نامہ نگار کی تحریر شائع کرتا ہے جسکے شروع ہی میں نادان نامہ نگار جو قرآن کریم سے ناواقف محض ہے لکھتا ہے کہ "قرآن میں ایک آیت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا محمد یان فرماتے ہیں کہ اے محمد اگر نہ پیدا کرتا میں تجھکو تو نہ پیدا کرتا میں زمین اور آسمان کو" اس قسم کی خلاف بیانیوں اور مغالطہ امیز تحریروں سے ہم نہیں سمجھتے یہ کوتاہ اندیش کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں قرآن کریم میں اس مضمون کی کوئی آیت نہیں ہے۔ یہ ہم نہیں جانتے اس یاوہ گو نے کہاں سے نکال لیا کہ خدائے محمدیان قرآن میں فرماتا ہے۔ جہوٹ کی نجاست پر منہ مارنے سے ایسے لوگوں کو کچھ بھی کراہت نہیں آتی۔ ست دہرم پرچارک ایسے مضامین احتیاط سے بچ کیا کرے۔ اور اس غلطی کی اصلاح کرے۔

ایک لاجواب جواب

قابل توجہ پبلک اور محمد حسین بٹالوی

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

۲۴ جولائی سنہ روان کو میاں محمد حسین بٹالوی نے چند پراگندہ ودریدہ اوراق جو اپنے بھیجنے والے کی سراسیمگی و پراگندہ دلی اور شکستہ حالی کا اظہار کرتے تھے ایک شخص محمد ولد جوغطہ قوم اعوان ساکن ہموں گکھڑ ضلع سیالکوٹ کے ہاتھ بحضور جناب امامنا و امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم بصورت رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر پنجم لغائت دوازدہم جلد ہژدہم بابت ۱۸۹۵ء ارسال کئے۔ ہم رسالہ کی قدر و منزلت کا (جو پبلک کر رہی ہے) اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ تین سال بعد ۱۸۹۵ء کا رسالہ اب شائع ہوتا ہے۔ ہم نے بھی بتعجیل ان اوراق پراگندہ کو پڑھا۔ چند ایک حوالجات کے سوا از سرتا پا بازاری آدمیوں کی بیہودہ بولیوں اور چٹکلے کی اصطلاحوں کا میگزین نظر آیا۔ اور اسکے

نام کو پڑھ کر شرم آگئی۔ کہ کیوں کا نام اشاعۃ السنہ رکھدیا ہے؟ کیا مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں جو اس خیالی مولوی سے پوچھے کہ وہ سنت نبویہ کو ایسی گندی گالیوں کے ذریعہ کیوں بدنام کرتا ہے؟ ہر نمط بجز یا تو یہہ میگزین ٹھٹھاریوں اور کسبیوں کی اصطلاحوں کا میگزین تھا مدیا شیخ بٹالوی نے سارا زور جعفر زٹلی کے بھانڈپن میں صرف کیا۔ ہکو بلربار حیرت ہوتی تھی اور ہر سنجیدہ شخص جو غور سے اس رسالہ کو پڑھیگا حیران ہوگا کہ کیا تین سال کے اندر اس خود پسند مُلا کو بجز گالیوں اور اخبارات کی کاسہ لیسی کے اور کچھہ نہ سوجھا۔ بے حیائی کا نقاب پہن کر کرسی والے معاملہ کی اصلیت کو بہتیرا چھپایا مگر دبی زبان سے اقرار ہی کرنا پڑا۔ آخر یہہ ملا بٹالوی کا اعمالنامہ حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچایا گیا۔ حضرت نے ۲۵ر جولائی سنہ رواں کی سہ پہر کو لانے والے قاصد کو مندرجہ ذیل قابل قدر بے نظیر جواب جو اونکی شان کے شایاں تھا اوسی رسالہ کے پیشانی پر لکھہ کر واپس کیا جواب مذکور اوسی وقت ایک بڑے مجمع میں جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا اور سب نے آمین کہی وہ جواب ہم جلی حروف میں درج کرتے ہیں اور اپنے **معاصرین** خصوصًا اون ہمعصروں سے جنسے الحکم کا تبادلہ ہے امید کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کو اپنے گرامیقدر صحیفوں میں اسی انداز سے ایکبار شایع کریں گے۔

محمد حسین بٹالوی کی

گالیوں کا احسن جواب

(جو حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے ۲۵ر جولائی ۱۸۹۸ء کو انکے مرسولہ رسالہ کی پیشانی پر لکھہ کر لانے والے کو واپس دیا۔)

رب ان کان ھذا الرجل صادقًا فی قولہٖ فاکرمہ وان کان کاذبًا فخذہ مٰٓمین

معاصرین سے صرف اسیقدر فقرات کے اندراج کی درخواست ہے جو الوزنڈ کا باز کے اندر ہے۔ (ایڈیٹر)

ذیل میں ہم سراج الاخبار جہلم کے صیغہ مراسلات سے ایک مختصر سی مراسلت درج کرتے ہیں جسمیں کسی نیک نیت اور خیر خواہ اسلام نے گورنمنٹ عالیہ کے اوس جواب پر جو اوسنے امہات المومنین کی مسدودی کے میموریل کا دیا ہے شکر گزاری ظاہر کی ہے ہم گورنمنٹ کا شکریہ اس سے پہلے اس جواب کی نسبت شروع کر چکے ہیں۔

لاریب اس جواب نے مسلمانوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے کہ وہ اب جواب دینے کے قابل ہوگئے وہ لاہوری انجمن نے تو مسلمانوں کو قریبًا بے دست و پا کرنا چاہا تھا۔ ہم مراسلہ نویس کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ اون کے درد کا دارماں ہو رہا ہے اور وہی امام جسنے عدم منسوخیت کتاب کے لئے میموریل لکھا تھا اسکا جواب لکھنے کی طیاری کر رہا ہے اور وہ مراسلت یہہ ہے۔

گورنمنٹ کی شکر گذاری

مینے کتاب امہات المومنین کی منسوخیت کی نسبت لاہور اور بعض دیگر اسلامی انجمنوں کی ناجائز کارگذاری کی نسبت پچھلے دنوں کچھ سراج الاخبار میں چھپوایا تھا۔ سو یہہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ میری اُس تحریر نے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔ کیونکہ ایک نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اُس تحریر سے بہت پہلے دیگر اسلامی انجمنوں کے منسوخیت والے میموریلوں کا مخالف مرزا صاحب قادیانی کا میموریل بھی عدم منسوخیت کتاب مذکور کے بارہ میں بحضور جناب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب پیش ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ اخبار ہذا کے ناظرین صاحبان سے کسی نے میرے خیالات کی مخالفت نہ کی اور نہ ہی کوئی معترضین اسلام پاک کے اعتراضوں کے جوابات لکھنے سے معذور و مایوس رہا ہوا تھا کا مدعی میرے خیالات کی اصلاح اور تردید کو اُٹھا۔ لہذا اسے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اس عاجز کی تحریر عام پسند ہوئی ہوگی۔ اور سب دوستوں نے دعائیں مانگی ہونگی کہ یا الٰہی راقم مضمون کا مدعائے دل پورا ہو۔ پس جائے شکر ہے کہ ہمارے اصحاب کی دُعاؤں نے نیک اثر دکھایا۔

سُنا گیا ہے کہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے اُن میموریلوں کے جواب میں جو منسوخیت کتاب کی نسبت پیش ہوئے تھے۔ بہت عمدہ اور قابل قدر جواب دیا ہے۔ یعنے

اُن میموریلوں کے نفس مطلب کو نظر انداز کرکے مسلمانوں کو کتاب کا جواب لکھنے میں مختار کر دیا ہے۔ اگر ہماری پاک طینت اور عادل اور بے تعصب گورنمنٹ ایسا نہ کرتی۔ تو کسی طرح اُس صدمہ کی تلافی نہیں ہو سکتی تھی جو امہات کے مصنّف کے ہاتھوں سے مسلمانوں کے دلوں کو پہونچ چکا تھا ہم اپنی نادانی کا کہاں تک اظہار کریں باوجود اس کے کہ ہمیں سرکار نے اپنی عطا کردہ آزادی سے فائدہ اُٹھانے سے منع نہیں کر دیا تھا۔ پھر بھی بجُز مرزا صاحب قادیانی کے ہماری طرف سے منسوخیّت کتاب کی نسبت میموریل پیش ہوئے۔ ہم سب مسلمانوں کو واجب ہے۔ کہ سچے دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔ اور اُسکی تا قیامت سلامتی کی دُعائیں مانگیں۔ کیونکہ اُس نے ہم سے بڑھکر ہم پر مہربانی کی ہے۔ اب ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ مسلمان ضرور کتاب مذکور کا مہذبانہ اور شریفانہ طور پر جواب دینے کی تیاری کریں گے۔ پس چاہیئے کہ جو شخص اُنمیں سے اِس کار خیر کی سر انجام دہی کا دم بھرے۔ سب اُسکی حمائت کریں۔ اگر جناب سرور کائنات و فخر موجودات (جنپر ہمیں جسم و جان قربان کرنے چاہئیں) کی شان پاک سے امہات کے بیباک مصنّف کے لگائے ہوئے داغ چند درم و دام سے مٹ جائیں۔ تو یہہ درم و دام کیا چیز ہیں یہ ثواب عظیم آخر کو تنوں پر دوزخ کی آگ حرام کرنے والا اور بہشت بریں میں بٹھانے والا ہے۔ اور مال و دولت تو یہیں رہے جاویں گے۔

آخر پر ہم نہائت خوشی بھرے دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ یا الٰہی اِس بالکل بے تعصب اور عادل اور ہمہ اوصاف مہربانانہ موصوف گورنمنٹ کو تا قیامت سلامت رکھ جس نے بھولے ہوئے مسلمانوں کو اپنی عطا کردہ آزادی سے فائدہ اُٹھانے اور اپنی شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔ اور جس کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ بیان نہیں کئے جاتے۔ اور جسکے سایۂ عاطفت میں ہماری آبروئیں اور جانیں اور ہمارے مال و دولت بحفاظت تمام محفوظ ہیں۔ آمین ثم آمین ✤

راقم۔ پبلک اور گورنمنٹ کا خیر خواہ ایک ذکی

اشاعت اسلام

حبل المتین کے ایک نامہ نگار نے قسطنطنیہ سے جو خبر دی ہے، کہ ترکوں نے ایک کمیٹی اشاعت اسلام کی غرض سے قائم کی ہے اور اسکو سلطان کی حمائت عنقریب حاصل ہوگی۔ ایک نہایت دل خوش کن خبر ہے۔ یہ سب سے پہلا موقع ہے۔ جبکہ مسلمان مشنری بطور ایک کمیٹی کے اپنے آپکو جمع کریں گے اور سلطنت اسلامی کے ماتحت رہکر مختلف ملکوں میں اشاعت اسلام کا مُقدّس فرض ادا کرینگے جس کسی نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب "پریچنگ آف اسلام" (دعوتِ اسلام) پڑہی ہوگی۔ اسکو معلوم ہوگا کہ زمانہ سابق میں داعیان اسلام کبھی اس طریقہ سے کسی ملک میں نہیں گئے کہ انکو کسی کمیٹی سی تعلق ہو۔ اور ان کا کوئی مقام ہیڈ کوارٹر ہو۔ اور کوئی اسلامی سلطنت انکی حامی اور نگہبان ہو۔ بہت سے سوداگر تھے جنہوں نے تجارت کی غرض سے دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور وعظ و نصیحت سے ان ملکوں کے باشندوں کو مسلمان کیا۔ بہت سے صوفی اور زاہد تھے جنہوں نے اپنی عملی زندگی اور اخلاقی قوت سے غیر قوموں کو تسخیر کیا۔ اور انکو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ مگر یہ سب کوششیں قومی یا ملکی حیثیت سے نہیں تھیں۔ بلکہ بجا اجتماعی ہونے کے وہ اکثر انفرادی سرگرمیاں تھیں۔ نہ وہ غیر قوموں کی زبان سیکھ کر اُن ملکوں میں گئے تھے۔ نہ اُن کے مذہب اور تاریخ اور لٹریچر سے واقف ہوکر اس کام کیلئے اُٹھے تھے۔ نہ ان کو کسی مشنری سوسائیٹی کیطرف سے تنخواہیں ملتی تہیں۔ مگر وہ خدا کے بندے باوجود اُن مشکلات کے کامیاب ہوئے۔ اور اب بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

مسیحی مشنوں نے ان مسلمان واعظوں کے سادہ زندگی اور پاکیزہ اخلاق اور پر تاثیر وعظ اور مذہبی سرگرمی کی تعریف کی ہے۔ اور انکی کوششوں اور کامیابیوں کا بہی دل سے اقرار کیا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ اب بھی اسی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرینگے تو کامیاب نہ ہونگے۔ ہونگے اور ضرور ہونگے۔ اسلام کے اصول تمام مذہبوں سے زیادہ سیدھے سادے ہیں اور قابل عمل ہیں اور وہ تمام مذہبوں سے زیادہ تمدن کے موافق ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں ہے کہ جسطرح اسکو افریقہ کے جنگلوں اور بیابانوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسیطرح یورپ۔ امریکا۔ اور آسٹریلیا میں نہ ہوگی۔ خاصکر اگر کوئی مشن اس سامان سے اُٹھے کہ اسکے ممبر عیسائی مشنریوں کی طرح غیر قوموں کی زبان اور مذہب سے واقف ہوں۔ اور اُن کی حمائت اور سرپرستی کوئی اسلامی سلطنت کرتی ہو۔ تو اس بات پر یقین کرنا چاہیئے کہ ہر ایک قوم میں اسلام کی روشنی پھیلا سکیں گے۔

واعظ کیا کریں گے؟ اگر وہ اسلام کے سچے حامی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو ہونگے۔ اور عیسائی واعظوں کی طرح درہم و دینا کے غلام اور نفس کے بندے نہ ہونگے۔ تو وہ ہی کرینگے۔ جو قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ تم دنیا کی ایک بہترین قوم ہو۔ اور اسلئے پیدا کئے گئے ہو۔ کہ دنیا کی قوموں کو بُری باتوں سے روکو۔ اور انکو بھلائیوں پر مائل کرو۔ وہ اگر اپنے فرض سے واقف ہونگے جو دنیا کا فرض نہیں ہے۔ بلکہ خدا اور رسول کا فرض ہے تو اپنے فرض کو پورا کرنیکے لئے وہ دنیا کی مختلف قوموں کی زبانیں سیکھیں گے۔ اور انکی مذہبی کتابیں پڑہینگے۔ اور اپنے تئیں فصاحت اور بلاغت کے ہتھیاروں سے آراستہ نہیں کرینگے۔ بلکہ اخلاق محمدی اور اخوت اسلامی کا عُمدہ نمونہ بنکر دکھائیں گے۔ انکا فرض ہوگا کہ وہ مناظرہ کے وقت "وجادلہم بالّتی ہی احسن" پر عمل کریں۔ انکا فرض ہوگا کہ وہ سب سے پہلے اپنے نفس کی کدورتوں اور عیاریوں کو نکال باہر کریں جو آواز ان کے مونہہ سے نکلیگی وہ سب سے پہلے ان کے دل پر چوٹ کریگی۔ جو الفاظ انکی قلم سے ٹپکینگے وہ سب سے پہلے انکی ذات پر اثر کرینگے۔ اور اگر یہ نہیں ہوگا۔ اور وہ ایسے ہی واعظ ہونگے جیسے کہ اسوقت ہمارے ملک کے واعظ ہیں۔ اور جو وقت کی نبض کو اور زمانہ کے تیور کو نہیں پہچانتے اور جو ضرورت اور مصلحت کے دشمن ہیں اور جن پر ابن خلدون کا یہ مقولہ کہ "ہم ابعد الناس عن السیاسۃ" صادق آتا ہے تو وہ مسلمان ضرور بنائینگے مگر اسلام کو بدنام کرنیوالے واعظ ضرور ہونگے مگر خود نصیحت سے بہاگنے والے۔ انسے اشاعت اسلام کی امید کرنا ایک خیال خام ہے۔ اور انکے بھیجنے سے نہ بھیجنا بہتر ہے۔

ہمارے ملک میں بہی ندوۃ العلماء کو یہ خیال پیدا ہوا تھا مگر جب تک دار العلوم اُن اصلی ضرورتوں کے موافق قائم نہ ہو جائیگا اسوقت تک یہ امید نہیں ہو سکتی کہ موجودہ واعظوں سے یہ اہم کام انجام پا سکتا ہے سب سے بڑی مشکل روپیہ کی ہے جو اس کام کیلئے ایک غیر محدود رقم درکار ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر اگر غور سے نظر ڈالی جائے تو انمیں اکثر ایسے ہیں

اسلامی دنیا کا ہفتہ

آخر۔ ہفتہ جون میں عثمانیہ بینک سے مجلس انتظام قرض ٹرکی نے روس کو ۳ لاکھ پونڈ بقایا تاوان جنگ کی پہلی قسط کے طور پر ادا کرنے کا انتظام کیا ہے۔

سرسید میموریل فنڈ اس وقت تک ۵۰ ہزار کو پہنچ گیا ہے۔

موسیٹو کازموف ایک روسی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے ٹرکش گورنمنٹ سے قسطنطنیہ سے ایک روسی اخبار جاری کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔

ایک آسٹرین اخبار لکھتا ہے۔ کہ حضرت سلطان المعظم نے ۳ ہزار مربع میٹر ایک قطعہ اراضی یروشلم کے باہر شہنشاہ جرمنی کے واسطے خرید کیا ہے۔

اخبار صباح نے ایک واقعہ لکھا ہے جس سے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترک سپاہی معرکہ تھسلی میں اپنی بہادری کی کس قدر وقعت رکھتا ہے۔ حال میں ہنالیس کو دنیا سے ریل پر جا رہی تھی۔ کہ ایک سپاہی اپنا سر اور چھاتی گاڑے سے باہر نکال کر سواد ملک کی سیر دیکھنے لگا۔ تمغہ چونکہ مضبوط نہ لگا تھا۔ چھاتی سے نکل کر باہر جا پڑا۔ سپاہی نے کچھ خیال نہ کیا۔ کہ گاڑی کس قدر تیز جا رہی تھی۔ فوراً دروازہ کھولا۔ اور بلا تامل کود پڑا۔ اُس کے ساتھیوں نے نشان دے کر گاڑی ٹھہرائی۔ اور سپاہی تمغہ لے کر پھر سوار ہو گیا۔

امیر بخارا۔ سینٹ پیٹرسبرگ پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ قصر سرما میں بطور شاہی مہمان کے فروکش ہیں۔

اخبار اقدام نے ایک طویل مضمون زمانہ حال کے جنگ و جدل پر تہذیب و شائستگی کے اثر کے متعلق لکھا ہے۔ اخبار مذکور رقم طراز ہے۔ کہ زمانہ سابق میں فاتح جہاں تک ہو سکتا تھا۔ اپنی فتح سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ یعنے جس قدر مُلک مفتوح کا ممکن ہو سکتا ملحق کر لیا کرتا تھا۔ قدماء ایران اور دیگر فاتح اقوام فتح ممالک ہی کا خیال رکھتی تھیں۔ گو تہذیب اب تک جنگ کو قطعی دنیا کے طبقہ سے متروک کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے۔ تاہم اس کی بدولت مفتوح پر جو بُرے اثر پڑتے ہیں۔ اُن کو اُس نے حتی الامکان کم کر دیا ہے۔ تحصیل مُلک اب عام قاعدہ نہیں۔ بلکہ استثناء رہ گئی ہے۔ دشمنی صرف افواج تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور جن علاقوں پر حملہ ہو وہاں کی رعایا کے حقوق کی قانون بین الاقوام سے حفاظت اور عزت کی جاتی ہے۔ فاتح صرف ایک تاوان جنگ پر ہی قناعت کرتا ہے۔ اور اوس کی ادائے گی پر مُلک متصرفہ خالی کر دیتا ہے۔ غرض یہہ تہذیب و شائستگی کا کمال ہے۔ اور حضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے سب سے پہلی مرتبہ نہائت شاندار طور پر اس پالیسی کی تعمیل کی ہے۔ خلو تھسلی تاریخ عالم میں ایک نئے زمانہ کا مبدا ہے۔ جس سے ٹرکی کی اعلیٰ درجہ کی شاندار انسانیت اور اعتدال و نرمی کی مثال ظاہر ہوتی ہے۔ کسی فاتح قوم کا ایک وسیع علاقہ ملک کو بلا کسی تنقیح سے واقعہ کے اور قرار یافتہ شرائط کے بالکل مطابق چھوڑ دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ مگر اس کا سرانجام صداقت ... رہا ہے ... کی توضیح ٹرکی کی کہاں تک مکمل ہے۔ اور اس ملک کی گورنمنٹ معاہدوں کی کہاں تک عزت اور اُن کا پاس کرتی ہے۔

رائیٹر مظہر ہے کہ دول یوروپ نے اپنے امیران بحر متعینہ کریٹ کو ہدائت کی ہے۔ کہ وہ باغیان کریٹ کی مجلس سے سفیروں کے ذریعہ اندرون جزیرہ کے انتظام کے متعلق تصفیہ کرلیں۔ ۲۱ جون کو باب عالی نے لنڈن۔ پیرس سینٹ پیٹرسبرگ اور روم میں اپنے سفراء کی معرفت باب عالی کے مشورہ بغیر کریٹ والوں سے کسی قسم کے انتظام کا تصفیہ کرنے کی نسبت تردید کی ہے۔ اس تجویز کی خبر اب تک باضابطہ طور باب عالی کو دول یوروپ کی طرف سے نہیں کی گئی۔

ریورنڈ ہوکیبن نے حال میں علاقہ جات بلقان کی بائیسکل پر سیر کی ہے۔ اُنہوں نے اپنی سیر و سیاحت کے حالات نہائت عمدہ طور پر رسالہ "سکاٹش جیوگرفیکل میگزین" میں شائع کرائے ہیں۔ ترکوں کی نسبت جو پادری صاحب نے جو کچھ رائے دی ہے۔ وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ یہہ لکھتے ہیں۔

"میرا اپنا تجربہ تمام حصص سلطنت میں تمام بڑے بڑے مستند سیاحوں اور اہل الرائے سے متفق ہے۔ یعنے یہہ کہ عام طور پر ترک خواہ دہقان یا سپاہی ایسے لوگ ہیں۔ جن کی بہت سی صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ یعنے دیانت داری۔ اتقاء ۔ دیانتداری۔ اور بہادری کے واسطے آپ اُن کی عزت کرنے کے واسطے مجبور ہیں" تو پھر اس قدر خرابیوں اور بے اعتدالیوں کی کیا وجہہ ہے۔ جن کا شور اکثر برپا ہو جاتا ہے۔ سیاح خود ہی اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ "نہ تو اس کی موجب ترکوں کی نسل ہے۔ نہ طریق گورنمنٹ۔ بلکہ مقام سلطنت اس کی وجہہ ہے۔ سخت خراب اور ذلیل بائیزنطائن تہذیب کے ... اُن میں بطور فرمانروائی

کے انتر کر لیا ہے۔ جس کو اُنھوں نے سنہ ۱۸۵۳ء
میں خارج کر دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یک
امر قابل غور ہے۔ کہ ترکوں میں ادنے و اعلےٰ
مثل سابق ایک جسمانی۔ اخلاقی اور معاشرتی
تمام پہلوؤں سے قابل تعریف ہے یا جائے
غور ہے۔ کہ ایک پادری خود ہی سلطنت عثمانیہ
کی تمام خرابیوں اور عیوب کا باعث یونانی
عیسائیت کو قرار دیتا ہے۔

پیرس کی خبر ہے۔ کہ عثمانی سفیر مُنیر بے
نے رُخصت لی ہے۔ اور قسطنطنیہ آتے ہیں۔

ٹرکش گورنمنٹ نے اعلان کر دیا ہے۔
کہ ایران سے جو غلّہ دان میں لایا جائے۔ اُس
پر کوئی محصول نہ لیا جائے۔ وان میں اس
سال فصل بار نہیں ہوئی۔

ہنٹی نیگرو کے پرنس نکولس نے حضور
سلطان المعظم کی خدمت میں شکریہ ادا کیا ہے
کہ علاقہ برین میں اس قدر مستعدی سے
کامل طور پر امن قائم ہو گیا ہے۔

جنرل سعاد الدین پاشا نے حال میں
گورنمنٹ ترک میں تعلیم عامہ اور سلطنت کے
صوبہ جات یوروپین میں قیام امن کے متعلق
ایک تجویز پیش کی ہے۔ یہہ تجویز فی الحال
باب عالی کے زیر غور ہے۔

غریب بچوں کے واسطے حضور سلطان
المعظم کے حکم سے شِشلی میں جو ہسپتال
تعمیر ہو رہا ہے۔ اُس کے واسطے ڈاکٹر اور
افسران منتظم مقرر ہو گئے ہیں۔

اس سال ۲۵ - ارمنی طلباء مختلف
مدارس میں سلطنت کی طرف سے داخل
کئے گئے۔

امام الزمان کے ہم نشین!

مبارک ہیں جنہوں نے قادیاں میں گھر بنایا ہے۔
جوار مہدی مسعود میں ڈیرا لگایا ہے
خدا کے فضل سے کیسے ہیں بخت رسا اُن کے
کہ مقبول الٰہی نے جنہیں خود واں بسایا ہے
مزے لیتے ہیں وہ دن رات دیدار مسیحا کے
وہ اُس کے موُنہہ سے سنتے ہیں خدا نے جو سنایا ہے
سما سے آج کل لیتا ہے وہ اسرار قرآں کو
وہی انوار قرآنی کے دکھلانے کو آیا ہے۔
سعادت مند ہیں وہ لوگ جو قدموں میں لیٹے ہیں
جنہوں نے چھوڑ کر گھر بار دل اس سے لگایا ہے
چمن آراستہ ہوتے ہیں کیا کیا گلشن دیں کے
نہالان چمن نے واں پہ کیا جوبن دکھایا ہے
مسیحا کی کہیں تقریر کے واں پھول جھڑتے ہیں
کہیں پر درس قرآں کے لئے دامن بچھایا ہے
شگوفہ کاریاں شاخ قلم کی بھی ہویدا ہیں
کہ تحریروں کی رنگینی نے عالم کو سجایا ہے
مسیحا نے زمانہ کی یہ ساری آبیاری ہے
خدا نے باغ احمدؐ کا جسے مالی بنایا ہے
خدایا بارور اُس کی دعا سے گلشن دیں ہو
ثمر لاوے ہر اک پودا کہ جو اُس نے لگایا ہے

فانی عاجز

خطبہ

جو
مولانا مولوی عبد الکریم صاحب
سیالکوٹی نے ۲۹ - جولائی
سنہ ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں
پڑھا۔

الحمد للّٰہ رب العالمین الرّحمٰن
الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ
اجمعین۔

اما بعد قال رسول اللہ صلعم
المسلم من سلم المسلمون من
لسانہ ویدہ والمھاجر من ھاجر
مانھی اللہ عنہ۔

یعنے مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ
سے مسلمان بچ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جو
منہیات اللہ سے ہجرت کرے۔ یہہ بات حضورؐ
کی ایسی پیاری اور پوری ہے۔ جس کے بعد
کسی دوسری بات کی کم ضرورت رہتی ہے۔
مسلم کے معنے ہیں۔ سر تسلیم خم کرنے والا۔
بھلا یہہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو سچے دل سے اللہ
تعالےٰ کے حضور اپنا سر رکھ دے۔ پھر اوس
کی طبیعت میں کسی قسم کی شوخی اور شرارت
کا مادہ رہ جاوے؟ ممکن نہیں۔ مسلمان کی
نشانی یہی ہے۔ کہ وہ مخلوق الٰہی سے ہمدردی
اور نیکی کرتا ہے۔ دیکھو سب سے بڑے راست
باز اور سچے مسلمان جو اسلام کا سچا نمونہ
ہاں ایک زندہ مثال تھے۔ وہ انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کی پاک جماعت ہے۔ جنہوں
نے بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی
میں اس قدر مصائب اور تکالیف اُٹھائے
کہ جن کے خیال سے بھی روح کانپتی ہے۔
لوگوں نے ہاں اُن نادانوں نے جن کی بھلائی اور
خیرخواہی کے لئے وہ مصائب اُٹھاتے تھے۔
اُن کو کیا کیا دُکھ دیئے۔ جھوٹا اور کذاب کہا۔
اور کیا کیا نام رکھے۔ مگر کیا اونہوں نے اس خیال
پر کہ وہ ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ خفا ہو کر اُن
کی خیر خواہی کا خیال چھوڑ دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ
اور بھی زیادہ نیکی اور خیر خواہی کا اظہار کیا۔
پس یاد رکھو کہ اسلام کے سچے اور پاک نمونے
یہی لوگ تھے۔ سب سے بڑھ کر ہمدرد
انسان اور خیرخواہ بنی نوع بشر جو ذات پاک
تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ
تھا۔ جنہوں نے اپنے اُٹھنے بیٹھنے کو اللہ ہی
کے لئے بنا دیا۔ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہہ
میری رحمت ہے۔ کہ تو ایسا نرم خو ہے۔ کہ
کوئی تجھ سے بھڑکتا نہیں۔ کیونکہ اُس کو یہہ اندیشہ
نہیں۔ کہ یہہ ستائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت
کے سبب تو نرم ہو گیا۔ اس سے فائدہ یہہ

ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کو یہہ سمجھانا مقصود ہے۔کہ اگر رسول تمہارے کاموں پر خوردہ گیری اور نکتہ چینی کرتا۔تو سخت مشکل ہوتی۔اسی لئے وہ پردہ پوش ہے۔چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔کہ لے رسول اگر تو پردہ پوش نہ ہوتا۔تو تیرے پاس کوئی نہ آتا۔اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بیان کرنے کے یہ غرض معلوم ہوتی ہے۔کہ تا معلوم ہو۔کہ حقیقی مسلمان بلکہ مسلمانوں کا سرتاج کیسا نرم خو اور کسی کو برا نہ جاننے والا تھا۔پس مسلمانوں کو اوسی سچے اور حقیقی نمونہ سے سبق لینا چاہیئے۔اور اُسی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔میرے دل میں بارہا یہہ خیال آیا۔اور میں نے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنے احباب کے زمرہ میں اس امر کو پیش کیا۔اور آج میں اُس کو علے الاعلان کہتا ہوں۔کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جاوے۔جس کے ممبر عملی طور پر اس اصول پر قائم ہو جاویں۔کہ پس پشت اپنے کسی بھائی کی نسبت کبھی کلمۃ الخیر کے سوا کچھہ نہ کہیں۔میں کسی قسم کی ظاہر داری یا تکلف کی راہ سے نہیں۔بلکہ اللہ تعالیٰ جو اندرونی نیتوں کے حالات کو جانتا ہے۔اُس کو خوب معلوم ہے۔کہ بالکل سچے دل سے کہتا ہوں۔کہ خدا تعالےٰ مولوی نور الدین پر فضل اور رحم کرے۔میں نے پندرہ بیس سال کے اندر جب سے کہ میں اُن کے پاس بیٹھتا اور ملتا ہوں۔میں نے کبھی نہیں دیکھا۔کہ اس شخص نے کسی کی پس پشت بہ جز کلمہ خیر کے کہا ہو۔میں نے اُس کی اس عادت اور حالت کو دیکھ کر بھی توبہ کی۔اور آپ دعا کریں۔کہ میں اس پر قائم رہوں۔یہہ بات میں نے اس لئے کہی ہے۔کہ میری دلی آرزو ہے۔کہ ہماری جماعت ایک پاک نمونہ بن جاوے۔جس کی آرزو پاک امام کو ہے۔

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور کامل نمونہ کو ابھی بیان کیا ہے۔مگر خدا تعالےٰ کا کمال فضل ہے۔جس کو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔اور آج بھی کہتا ہوں کہ جس شخص کے پاس میں آج بیٹھا ہوں۔یعنے جناب مرزا صاحب جو اس زمانہ کا امام ہے۔

میں نے واقعی اُن کو آج وہی نمونہ پایا۔ جو تیرہ سو برس پہلے دنیا پر ظاہر ہوا تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔کہ اگر ہماری ذاتی خوبی اور نیکی پر بات آجاوے۔تو ایک دن بھی اُس کے پاس نہ رہ سکیں۔اُس کے پاس رہنے سے ہمارا کوئی احسان اُس پر نہیں بلکہ محض اُس کی پردہ پوشی اور خلق اور احسان اسی شخص کا ہے۔فطرت نے میری طبیعت کو عجیب ٹٹولنے والی اور تاڑنے والی بنایا ہے۔میں کسی اور کا ذکر نہیں کرتا۔میں اپنے اوپر اس قدر احسان پاتا ہوں۔کہ میں اُن کو گن بھی نہیں سکتا۔جیسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو فرمایا۔کہ تجھے نرم خو بنایا ہے۔اس ہمارے مولیٰ و مرشد کی نسبت بھی براہین احمدیہ میں یہی فرمایا کہ تو بڑا نرم دل ہے۔سچ مچ اگر یہ بھی نکتہ چینی کرنیوالا ہوتا۔تو کوئی اُس کے پاس نہ آتا۔ہمارے احباب اور دوستوں کے لئے جہاں یہ ایک خوشی کا مقام ہے۔وہاں اُن پر اتمام حجت بھی ہے۔کہ اللہ تعالےٰ نے اس امام کو ایسا پردہ پوش اور حیا پرور بنایا ہے۔پس ہم کو بھی چاہیئے۔کہ اسی زندہ اور پاک نمونہ سے فائدہ اٹھایئں۔اور اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کریں۔جس طرح امام ہمارے ساتھ پیش آتا ہے اُسی طرح ہم اپنے احباب کے ساتھ پیش آویں۔یاد رکھو کہ سچا مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچ رہیں۔

میں یہ بھی آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین (پ ۲ ر ۱۲) یعنے اللہ تعالیٰ کو پیارے وہی ہیں جو روح کو پاک کرتے ہیں اور جسموں کو بھی صاف کرتے ہیں۔میں نے یہ آیت اس لئے پڑھی ہے کہ ہمارے احباب سن لیں اور نہ صرف سن لیں بلکہ خوب یاد رکھیں کہ ہر ایک بات کے قواعد اور ادب ہوتے ہیں حکام کے سامنے جانے میں کس قدر ادب اور قواعد کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔مسجد خدا کا دربار ہے اور اس کے بھی ادب اور قواعد ہیں جو ان قواعد کا لحاظ نہیں رکھتا وہ گستاخ ہے۔دیکھو جمعہ کے لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرو۔کپڑے بدلو اور خوشبو لگاؤ۔اللہ بہتر جانتا ہے۔کہ اس میں کیا کیا راز اور حکمتیں ہوں گی۔مگر بظاہر یہہ بات تو عام ہے کہ جب کہ ایک مکان میں اس قدر آدمی اکٹھے ہوتے ہیں۔اون کے تنفس سے بدبو پھیل جانیکا سخت احتمال ہے اس لئے یہ امر بہت ضروری اور واجب التعمیل ہے کہ جمعہ کے روز بدن خوب صاف کیا جاوے۔اور صاف اور ستھرے کپڑے پہنے جاویں۔اگر کوئی آدمی غریب ہو تو کیا وہ صابون سے بھی آٹھویں دن کپڑے صاف نہیں کر سکتا؟ ضرور کر سکتا ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عظمت کرو۔اور خوب یاد رکھو کہ جس طرح خدا روح کی صفائی چاہتا ہے۔اُسی طرح جسم کی صفائی چاہتا ہے۔ایک مثل مشہور ہے کہ "طہارت جسم خدا پرستی سے دوسرے درجہ پر ہے"۔ میں سمجھتا ہوں۔آپ لوگ آئندہ ان باتوں کی رعایت رکھیں گے۔اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عزت کریں گے۔خدا تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان باتوں کی توفیق دے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مفت راچہ گفت

جنتری و ڈائری اردو ۱۸۹۹ء کی تیار ہوگئی ہے۔جو درخواست آنے پر مفت ارسال خدمت ہوگی۔جن اصحاب کو ضرورت ہو تحریر کریں۔

• بنام دوارکا ناتھ کمپنی لاہور

محمد حسین بٹالوی

وفات مسیح کا قائل ہوا

جادو وہ ہے جو سر چڑھ بولے۔
(ضرب المثل)

ہمارے ناظرین بہ ظاہر عنوان مندرجہ کو دیکھ کر حیران ہوں گے۔ مگر اون کی حیرانگی چند ہی منٹوں کے بعد دور ہو جاوے گی۔ جب وہ بہ نظر غور مندرجہ ذیل سطور کو پڑھیں گے۔ تو اُن کو معلوم ہو گا۔ کہ بٹالوی صاحب دراصل اب تک یوں ہی گلا پھاڑ پھاڑ کر حیات مسیح کا شور مچا رہے تھے۔ اب ہم ذیل میں اُن کے اس اعتقاد کو اون کی ہی تحریر سے ثابت کرتے ہیں۔ ناظرین ذرا غور سے پڑھیں۔

بٹالوی صاحب نے جو خطبہ دھرم مہوتسو کی تقریر کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اوس کے صفحہ ۱۳۲ کے حاشیہ میں جو حدیث **لو کان موسیٰ حیًا الی الاٰخرہ** پر دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں۔

"بعض روایات میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس سے اس زمانہ کے جھوٹے مدعی علم لدنی حضرت عیسیٰؑ کی موت نکال کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ ان کے خیال کا ابطال یہہ ہے۔ کہ اگر وہ روایت صحیح ہے۔ تو اوس کے معنے یہہ ہیں۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ اس دنیا میں اور **بیشت زمین پر یہ حیات متعارف دنیوی (جس سے کھانا پینا وغیرہ لوازم)** پائے جاتے ہیں۔ زندہ ہوتے۔ تو وہ میرا اتباع کرتے۔ اس معنے سے حضرت مسیح کی اس حیات کی جو آسمان پر ہے۔ نفی نہیں ہوتی۔"

اس تحریر میں بٹالوی صاحب پر حیات مسیح ثابت کرتے کرتے خود موت وارد ہو گی۔ جب وہ اس کی اصلیت پر غور کرے گا۔ تو اپنی معمولی چالاکی اور تیزی سے اوس نے **لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین** والی روایت کو عام لوگوں کی نظروں میں کم زور کرنے کے لئے "**اگر وہ روایت صحیح ہے**" کہہ کر شروع کیا ہے۔ اگر یہ روائت غلط ہوتی تو بٹالوی صاحب خوب لمبی چوڑی بحث اس کی تغلیط پر لکھتے۔ لیکن چونکہ وہ روائت تو صحیح تھی۔ اب اوس کی تاویل میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور حسب مخوائے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی" رکیک اور بارد توجیہوں سے ٹالنا چاہا مگر خود ہی ایسی لپیٹ میں آئے۔ کہ حضرت **مسیح کی وفات کا** اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ ہم ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ذرا شیخ بٹالوی کے اون فقرات پر غور کریں۔ جو خط کشیدہ ہیں۔ اس میں شیخ بطال نے بجائے خود اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ کہ حیات متعارف اور **حیات آسمانی** میں ایک فرق ہے کیونکہ بقول اُن کے جو لاریب قرآن کریم کی منشاء (کہ **ما جعلناہم جسدًا لا یاکلون الطعام**۔ الآیۃ پ ۱۷) کے موافق ہے۔ حیات دنیوی اکل و شرب وغیرہ لوازمات کو مستلزم ہے۔ اور اب آسمان پر یہہ لوازم اون کی حیات کو حاصل نہیں۔ کیونکہ یہہ لفظ کہ "حضرت مسیحؑ کی اس حیات کی جو آسمان پر ہے" صریح مبائن فقرہ اولیٰ کے ہیں۔ اور یہی اصل امر ہے جو زیر بحث ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے ہے۔ کہ کیا مسیح علیہ السلام آسمان پر بہ جسد عنصری (جو مستلزم لوازمات بشریہ مثل اکل و شرب وغیرہ کے ہے) موجود ہیں۔ جس کا جواب یہ دق الطبع ملّا نہیں دیتے۔ اور جیسا پچھلے نمبر میں ناظرین کو معلوم ہے۔ محمد حسین خود بھی فتح گڑھ کے مباحثہ اتفاقیہ میں نہیں دے سکا۔ مگر اب اس جگہ اُسے بہ جز اعتراف چارہ ہی نہیں۔ اور ایسا صاف طور پر ممات مسیح کا اعتراف کیا۔ کہ عین ہمارا مذہب بیان کر دیا۔ ہم بھی مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ مگر اس زندگی کو ویسی ہی زندگی سمجھتے ہیں۔ جو اور انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہے۔ اور جو حیات متعارف دنیوی نہیں۔ پس اب شیخ بطال اس جھگڑے اور قضیئے کو چھوڑ دے۔ اور ہٹ نہ کرے۔ وہ خود اعتراف وفات مسیح کر چکا۔ ہاں اگر اس پر بھی رکیک تاویلات سے اس فقرے کی من گھڑت توجیہیں کرے گا۔ تو اُس کو ہم پبلک کے فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ اور پھر ناظرین سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہم کو بہ ذریعہ اپنی تحریروں کے اطلاع دیں۔ کہ کیا **محمد حسین** کی منقولہ فقرات سے یہہ مراد نہیں۔ کہ حیات متعارف دنیوی اور آسمانی میں فرق ہے؟
اور مسیح علیہ السلام کی آسمانی حیات لوازم بشریہ نہیں رکھتی؟

پس جب یہہ ثابت ہو چکا۔ تو جسم عنصری سے آسمان پر ہونا بہ درجہ اولیٰ باطل ہو چکا۔ اب میاں **محمد حسین** ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھائیں۔ اور بتلائیں۔ کہ کیا اب بھی اُن کا **مصنوعی خدا** یا ہمسر خدا (معاذ اللہ) فوت ہوا یا نہیں؟ آخر میں ہم اس مضمون کو اوس **خطاب** پر ختم کرتے ہیں۔ جو امام الزمان نے اس مُلّا سے ایک موقع پر کیا ہے۔ ؎

ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔ داخل جنت ہوا وہ محترم
وہ نہیں باہر رہا اموات سے۔ ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں۔ یہ تو فرقاں نے بھی فرمایا نہیں
کیا یہی توحید حق کا راز تھا۔ جس پہ برسوں سے تمہیں اک ناز تھا
مولوی صاحب کیا یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی اولاد مضطر — اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم ۴۴۴۴۴
امرت سر

اظہار بشارت ثر

ناظرین یوں تو طرز اشتہار و اسنادِ نمائشی کا حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گو ہم کا جو فروش اشتہاری لوٹے سے جو مطلب ہیں نہ ڈاکٹر جانی و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت وصول کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو۔ دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب اولاد کے آرزو مند و یہہ دولت تھہ سونے جادو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے

اس خادم انسانی کو ۳۱ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سے خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو دی ہونگی۔ مگر نمبر اول (۱) کم مقدور والے صرف خرچ منرجہ دیں۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھدے۔ بہ شرطیہ پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو پختہ شرطیہ لکھا لیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہار والوں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن ایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ہمراہ تحفہ ذریعہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
	جس کے اولاد نہ ہو	نعہ	۱۰	تولنج دوری	صہ	۱۹	نقوہ	عگ	۲۸	نل اترنا	صہ
۱	جسکا حمل ۶-۵-۰ ماہ گر جاوے	عہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عگ	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عگ	۲۱	ناسور	عگ	۳۰	خضاب سالانہ	عگ
۴	کمزوری	۵ع	۱۳	جریان	عگ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عگ
۵	مرگی	صہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادبرنگ	۵ع	۳۲	تسہیل ولادت	عگ
۶	تپ دق	۵ع	۱۵	گنٹھیا	عگ	۲۴	ضیق النفس	۵ع	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عگ
۷	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیپھ	صہ	۳۴	تیجا-چوتھیا-روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عگ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عگ	۱۸	سبل	عگ	۲۷	آتشک گل بدن	۵ع	۳۶	سرسام	عگ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں ۴۴۴۴۴۴۴۴۴ ثر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور روسائے اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوا کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ دو روپیہ ۱۲ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ آبو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب آبو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالتصدیق مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگی صاحب [illegible] ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میا سنگھ صاحب آبو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑھ سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میا سنگھ

شاید آپکو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپسے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولال کی آنکھ میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - آپ اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمائیں

راقم - ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ و ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خان محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۶ مارچ ۱۹۰۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بنک تاریخ [illegible] ۱۹۰۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شایع کیا گیا -

قیمت سالانہ پیشگی ے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

قیمت سالانہ پیشگی سے ر

نمبر ۲۲ و ۲۳ | قادیان دار الامان مؤرخہ ۶ و ۱۳ - اگست ۱۸۹۸ء [illegible] | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز !!

اس اَمر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں - جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں - تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے -

منیجر الحکم کے نام درخواست ہو -

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت - ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر - از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے - زیر طبع ہے -

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پنجم

سورۃ البقر بقیہ رکوع دوم

جیساکہ گذشتہ نمبر اول اوس سے پیوستہ اشو میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ اس رکوع میں اللہ کریم **نفاق** کی توضیح اور **منافقوں** کی تمیز اور شناخت پر مفصل بحث فرماتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر بھی جو اس رکوع کا آخری حصہ ہے منافقوں کے اقسام دو عام فہم اور مشاہدہ میں آئی ہوئی تمثیلوں کے ذریعہ سے تفہیم ہیں۔ چنانچہ **منافق اعتقادی** کی مثال یوں فرمائی ہے کہ **مثلھم کمثل الذی استوقد نارًا فلما اضاءت ماحولہ۔** الآیۃ۔ س ا۔ یعنے منافق اعتقادی کی مثال ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی صحرا نشین آفات (درندوں جنگلی جانوروں) سے محفوظ رہنے کی خاطر آگ جلائے جب آگ روشن ہوگئی اور اوس کا اردگرد بھی خوب منور ہوگیا۔ پھر اللہ تعالےٰ اوس نور کو لے گیا۔ اور وہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اندھوں کی طرح دیکھ نہیں سکتے۔ الخ

قاعدہ کی بات یہ ہے کہ جب صحراؤں اور خوف ناک جنگلوں میں رات آجاتی ہے۔ تو راہ رو آگ جلالیتے ہیں۔ تاکہ صحرائی جانوروں اور جنگلی درندوں سے محفوظ رہیں۔ مگر کیا وہ من کل الوجوہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں یونہی آگ بجھی ۔ پھر وہ اپنے تئیں موت کے منہ میں سمجھیں۔ اسی طرح پر اعتقادی منافق اون مصائب اور تکالیف سے بچنے کے لئے جو مامور من اللہ کے منکرین پر مختلف رنگوں میں آنے والی ہوتی ہیں۔ صرف اقرار باللسان کی روشنی یا ایسے اعمال کے ذریعہ سے (جو تکلف اور تصنع سے صادر ہوتے ہیں نہ بہ طریق تلذذ۔) اپنے تئیں محفوظ کرنا چاہتا ہے۔ اور کچھ عرصہ تک اوسی صحرا نشین کی طرح محفوظ بھی ہوجاتا ہے۔ لیکن جیسے آخر اوس کی روشنی ختم ہوکر **دھواں** اور **گرمی** چھوڑکر اوسے معرض بلا میں پھنسا دیتی ہے۔ اسی طور پر اس کی یہہ نمائشی کارروائی آخر کھل جاتی ہے۔ اور بجائے سکھ کے اوس کو دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے۔

ذہب اللہ بنورھم میں ہم کو یہ سر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسا پہلے بیان ہوا۔ اعمال صالحہ پر مزید اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ اور جن قوتوں کا استعمال چھوڑا جاتا ہے۔ وہ ضائع ہوجاتی ہیں۔ چونکہ منافق اپنی اندرونی قوٰے جن میں **فطرت سلیمہ** اور **دل** بھی شامل ہیں۔ اُن کے استعمال کو تو چھوڑتا ہے اس لئے **اعمال جوارح** کا پول خود بہ خود ظاہر ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ **دل** کے **زیر کمانڈ** صادر نہیں ہوتے۔ پس اون کی کرتوت خود اون کو اوس عارضی روشنی سے نکال کر خوف ناک تاریکی میں پہونچا دیتی ہے۔ جو **ذہب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون۔** میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یہہ بات بھی مشاہدہ صحیحہ میں آچکی ہے۔ کہ جب آدمی روشنی سے یکا یک اندھیرے میں آجاوے۔ تو وہ دیکھ نہیں سکتا۔ پس قرآن کریم کی فلاسفی کیسی سچی اور درست ہے۔ کہ **ترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون۔**

مدینہ کے منافقوں نے ہمارے سیّد و مقتدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ چونکہ حضور کا تشریف لے جانا یہ جائے خود ایک عالم آشوب جنگ تھی۔ پس وہ کچھ استفادہ نہ کر سکے۔ اور خود ہی اُس جماعت سے علٰحدہ ہوکر تکالیف کا نشانہ بنے۔

پھر یہہ فرمایا۔ کہ ایسے منافق یعنے اعتقادی منافق جن کا **کانشنس** (نور قلب) مسخ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے کام نہیں لیتے اور اون کا دل تاریکی کا وحشت ناک کھنڈر ہوجاتا ہے۔ **بہروں** اور **گونگوں** اور **اندھوں** کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُس کے واپس آنے کی اب کوئی بات نہیں بنتی۔ وہ تو ہلاکت میں گرے گا۔ دیکھو جو آدمی بہرہ بھی ہو اندھا اور گونگا بھی ہو وہ کیوں کر سلامتی سے منزل مقصود پر پہنچ سکے گا۔ منافق اعتقادی کے ذکر میں اس مقام پر اوس کی حالت بیان کرتے ہوئے **قلب** کا ذکر نہیں فرمایا؟ اس لئے کہ **نور قلب** تو وہ پہلے ہی کھو چکا۔ جب اُس نے اُس سے کام نہ لینا شروع کر دیا۔ اور اشارہ اس آئت میں موجود ہے۔ **فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضًا۔** یعنے اون کے دلوں میں جو مرض ہے وہ تو اب بڑھے ہی گی۔ بہ قول شخصے مرض کا حد سے گذرنا دوا ہوجانا۔ اور حسب فحوائے **ان بعض دواء داءٌ** یعنے بعض دوا ہلاکت ہوتی ہے۔ اللہ اللہ کیا پاک اور صاف نظام قرآنی ہے۔ **فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضًا۔** یعنے ابتدائی نشان کی حالت میں تو دل ذرا مریض تھا۔ مگر پھر یومًا فیومًا سنت اللہ کے موافق بڑھے ہی گا۔ یہاں تک کہ **ذہب اللہ بنورھم** تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس دل جب **ضائع** ہوگیا۔ پھر ترقی کے ذریعہ تین ہی ہیں۔ اور عام طور پر سلسلہ یوں ہی سے شروع ہوتا ہے۔

اول انسان سماعی باتوں سے کچھ واقفیت پیدا کرتا ہے۔ دیکھو بچہ جب بولنا سیکھتا ہے۔ تو پہلے جو آوازیں اوس کے کان میں پڑتی ہیں۔ اون کو منہ سے نکالتا ہے۔ سننے کے بعد بولنے سے بہت ہی مشکلات حل ہوجاتی ہیں۔

اور زبان کام دینے لگتی ہے - پھر نظارہ قدرت کو دیکھ کر انسان ترقی کر سکتا ہے - مگر منافق لوگ نہ کان رکھتے ہیں - نہ زبان اور نہ آنکھہ پس ایسے گم کردہ راہ کی سلامتی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے - لہذا یہہ فتوی ہو چکا - **فھم لا یرجعون** -

اس مقام پر کوئی معترض یہہ سوال کر سکتا ہے - کہ پھر منافق اور کافر میں کیا فرق ہوا؟ منافق نے جو اعمال کئے ہیں - یہہ مانا کہ اُس سے وہ بطریق احتفاظ جیسے کہ مومن سے صادر ہوتے ہیں - نہیں ہوئے - مگر ایک عمل تو اُس نے کیا - پھر اُس کی جزا اوسے کیوں نہ ملے گی ؟ پس یاد رکھنا چاہیئے - کہ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالی ہی نے دوسرے مقام پر یہہ کہہ کر دے دیا ہے - **ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار** - الآیۃ س - پس منافق اوپر کے طبقہ سے اسی لئے بچا - کہ اوس نے بہ ظاہر گو نمائشی طور پر ہی سہی کچھ اعمال کئے تھے - اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں - کہ چونکہ وہ اعمال بہ طریق تکلف صادر ہوتے ہیں - اس لئے ایک طرف اندرونی قوے جو افعال جوارح خارجیہ کے محرک ہیں - اور اون پر **کمانڈ** کرتے ہیں - بیکار ہوتے جاتے ہیں - اور دوسری طرف وہ اعمال ایک قسم کی تکلیف اور بوجھ پیدا کرتے جاتے ہیں - کیونکہ اندرونی قوے کے خلاف مرضی صادر ہوتے ہیں - اس لئے **خارجی** طاقتیں بھی رفتہ رفتہ سلب ہو جاتی ہیں - اور یہی وجہ ہے - کہ ان منافقوں کی نسبت اوپر کی آئت میں فرمایا ہے - **وما کانوا مھتدین** - ہمارے خیال میں **ما کانوا مھتدین** کے معنوں میں ہدائت سے مراد اولاً وہ ہدائت ہے - جسے **توفیق** کہتے ہیں اور پھر معناً اور نتیجتاً وہ ہدائت مراد ہے - جس کا نام جزاے اعمال صالحہ ہے -

الحاصل یہاں تک منافق اعتقادی کا ذکر ہوا -

اب **منافق عملی** کی مثال دے کر اللہ تعالی منافقوں کی بحث کو اس مقام پر بند فرماتا ہے - **منافق فی العمل** کی مثال یوں دی ہے - کہ

او کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق - الایۃ - یعنے عملی منافق کی مثال اوس مینہہ کی حالت سی ہے - جو بادل سے برستا ہے - جسمیں **ظلمت** - **رعد** اور **برق** - تین چیزیں ہوتی ہیں - اور مینہہ میں تین ہی قسم کی مخلوق ہوتی ہے -

اول - وہ لوگ جو ہر طرح سے آرام اور آسائش کے سامان اور ذخیرے رکھتے ہیں - اور **بادل محل** پر بیٹھ کر مینہہ کی سیر کا لطف اُٹھاتے ہیں -

دوئم وہ لوگ جو عین بارش میں راہ چلتے ہیں -

تیسرے وہ آدمی جن کے گھر کچھ کچھ ٹپکتا ہے - اور پورا ذخیرہ خوراک کا بھی موجود نہیں ہے -

یعنے مینہہ تو ایک فضل آلہی ہے - جیسے اس عام بارش کے وقت تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں - جو ہم نے اوپر بتلائے - اسی طرح سے **الہام الٰہی** کی بارش کے وقت بھی تین ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں - ایک تو وہ جو **من کل الوجوہ** اوس سے فائدہ اٹھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں -

دوم وہ جو بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکتے -

سوم وہ جو کچھ فائدہ اُٹھاتے ہیں - اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے - آخر الذکر لوگ منافق ہوتے ہیں - جو تاریکی میں پڑے ہوتے ہیں - وہ اسلام کا منور اور درخشاں چہرہ نہیں دیکھ سکتے - اور دوست دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے -

رعد سے مراد ایسے مسائل ہیں جن میں بہ ظاہر جان کا خطرہ ہو - یا اور ایسے ہی مشکلات پیش آنے والے ہوں - جیسے جہاد وغیرہ منافق اوس سے ڈرتا ہے - مگر کوتاہ اندیش اس بات سے بے خبر ہوتا ہے - کہ اوس کی یہہ کم زوری بہت برا نتیجہ پیدا کر دینے والی ہے - کیونکہ ہم نے جیسا اوپر واضح طور پر عام مشاہدہ فطرت سے بتلایا ہے -

نفاق مبنی بہ کفر ہوتا ہے - پھر منافق لوگوں کا ایسا حال ہے - کہ جب ذرا روشنی ہوتی ہے - **تو چل پڑتے ہیں** - یعنے جہاں کچھ مفاد ذاتی اور کامیابی کا پرتو پڑتا نظر آیا - اوس طرف قدم اُٹھانے کو طیار ہو گئے - اور نماز روزہ شروع کر دیا - اور جہاں خطرہ نظر آیا وہیں ٹھہر گئے - یہہ اشارہ **برق** میں فرمایا - کیونکہ بجلی میں بھی دو ہی خاصیتیں ہوتی ہیں - ایک طرف تو مواد ردیہ اور فاسدہ کو جلاتی ہے - دوسری طرف ہوا کو صاف کرتی اور بہت سے مفاد پہونچاتی ہے - اسی طرح منافق جہاں کامیابی کا پیارا پیارا چہرہ دیکھتا ہے - وہاں اسلام کا عامل اور ثنا خواں بنتا ہے - ورنہ برا جانتا ہے - اور کوستا ہے - چونکہ منافق عملی میں سمع اور بصر کا مادہ ابھی موجود تھا - جس سے وہ کڑک سنتا اور چمک دیکھتا ہے - مگر اوس کی متشکک حالت اس بات کا پتہ دیتی ہے - کہ وہ یہہ کہیں بھی نہ کھو بیٹھے -

پس یہاں تک اللہ تعالے نے منافقوں کا ذکر فرمایا -

اللہ تعالے ہم کو اور ہمارے احباب کو اس نفاق سے بچاوے - **آمین** -

---

دل چسپ ایجادات

مترجمہ از رسالہ الہلال مصری

ٹیلیگراف بلا اسلاک یہہ تجویز کچھ نئی نہیں ہے - بلکہ مسٹر لنڈسی نے اس کو ۱۸۳۱ء میں ایجاد کیا تھا - تجویز مذکور یہ تھی - کہ کہربائی آلہ ایک طرف پانی میں رکھا جاتا تھا - اور دوسری طرف بھی اُسی طرح سے کہربائی توصل حاصل کیا جاتا تھا - یعنے دریا یا سمندر کے دونوں طرف کہربائی تاریں موصل کی جاتی تھیں - اس سے خبر تو ایک سرے سے دوسرے تک پہونچ جاتی تھی - لیکن اچھی طرح سے محسوس نہ ہوتی تھی - بسبب اجسام سیالہ درمیان میں حائل ہونے کے اگرچہ یہ تجویز بھی نکمی سمجھ کر متروک ہو چکی ہے - تا ہم پھر اس کی طرف علماء کہربائی کا غور ہو رہا ہے - ترجم م

[illegible]

عورتوں کا صفحہ

بڑی عورتوں کے خصائص

ملکہ معظمہ کی چٹھی کا کاغذ

جس کاغذ پر حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو چٹھی لکھی جاتی ہے۔ اوس میں تہ نہیں ہوتی۔ اگر ذرا بھی تہ کا نشان ہو۔ تو وہ چٹھی جناب ملکہ معظمہ کو پیش نہیں کی جاتی۔ چٹھی ایک نہائت سفید چکنے کاغذ پر لکھ کر ایک بڑے لفافہ میں بند کی جاتی ہے۔ تمام چٹھیوں کو وہ مصاحب کھولتی ہے۔ جسے توشہ خانہ کا اختیار ہے۔ اور کھول کر ڈال دیتی ہے۔ اور اگر چٹھی ضرری ہوئی تو جواب کے ساتھ کاتب کو واپس کی جاتی ہے۔

شہنشاہ بیگم فرانس

جب کبھی شہنشاہ بیگم فرانس اپنے شوہر کا حال لکھتی ہیں۔ تو اوس ہیرے کی قلم سے لکھتی ہیں۔ جس سے "عہدنامہ پیرس" پر دستخط ہوئے تھے۔ چودہ سفیروں نے اس قلم کو بہ یادگار عہدنامہ پیرس رکھنا چاہا۔ مگر اونھوں نے شہنشاہ بیگم کا یہ کہنا مان لیا کہ میں یہ یادگار اسی قوم کے اس قلم کو اپنے پاس رکھوں گی۔ یہ سنہری عقاب کے پر کا مرصع قلم ہے۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

انگلستان میں کوئی عورت کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی۔ جائداد کی مالک نہیں ہو سکتی۔ نفقہ کا دعوے کرے تو وہ مسموع نہیں ہوتا شوہر کے ایام مفارقت میں جو کچھ کمائے۔ وہ سب شوہر کا ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے اسلام کے رو سے عورت معاہدہ کر سکتی ہے۔ بیع شرا کا اوسے اختیار علیحدہ جائداد کی مالک ہو سکتی ہے۔ اب نئی تہذیب کے عاشق ذرا بتلاویں۔ کہ اسلام عورتوں کی قدر کرتا ہے یا اوں کی فرضی تہذیب دیکھو قرآن کیا کہتا ہے **لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرہا۔** (سورۃ النساء) حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتیں زور سے **ولہن مثل الذی علیہن** (سورۃ البقر) اور عورتوں کا بھی حق ہے۔ جیسا اون پر حق ہے۔

عورتوں کی خبریں

بہار گنج - دہلی میں چار عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں۔ اتفاقاً ایک کا پاؤں پھسل گیا جس کے بچانے میں یکے بعد دیگر چاروں ڈوب گئیں۔

کنواری اور بیوہ عورتوں کی تعداد - انگلینڈ میں کنوارے اور رنڈوے مردوں سے دو لاکھ زیادہ ہے (تعدد ازدواج نہ ہونے کا نتیجہ ہے الحکم)

اٹلی کے دار الحکومت روم میں قدیم زمانے میں عورتیں اس قدر بھاری بالیاں پہنتی تھیں کہ کان کٹ جاتے تھے۔ اور اکثر ڈاکٹر اسی کا معالجہ کیا کرتے تھے۔

انگلستان میں ۲۵ فی صدی عورتیں اپنی روٹی محنت سے کماتی ہیں۔ اور ایک سو عورتیں لوہاروں کا کام کرتی ہیں۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا تاج جو ۱۸۳۸ء میں بن کر طیار ہوا تھا۔ اوس میں ۲۷۸۳ ہیرے کے ٹکڑے ۲۷۷ موتی اور ۲۷ زمرد اور ۱۷ نیلم ۵ لعل ہیں۔

موضع (رالی تنور) متصل مقام ہر بھیر کی ایک ہندو عورت کے لئے انعام کی رپورٹ گورنمنٹ میں ہوئی ہے۔ جس نے ایک بدمعاش کا خاتمہ کیا تھا۔

عورت کیا ہے؟

عورت کی پیدائش کی علت غائی ہماری آنکھوں کا سرور اور نور ہے۔ (لوبنگ)

اے عورت تو تکلیف کو کم کرنے اور افکار کو ہلکا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے (ہار یولڈ)

تکلیف دہ برائی عورت کی آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے۔ (کریب)

شفیق ماں کے لئے چند باتیں؟

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے تربیت اولاد کے لئے چند ایک اصول مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ہم اس صفحہ کے پڑھنے والی مستورات کے لئے درج کرتے ہیں۔

(۱) اپنی اولاد کو بچپن ہی سے تعمیل حکم اور اطاعت کی عادت ڈالو۔

(۲) جس وعدہ کو تم پورا نہ کر سکو۔ اوسے مت کرو۔

(۳) اپنی اولاد کو عمداً نافرمانی کرنے پر ہمیشہ تنبیہ کرو۔ مگر غصہ میں کبھی سزا نہ دو۔

(۴) اون کو کبھی اس بات کا علم نہ ہونے دو کہ وہ تم کو دق کر سکتے ہیں۔ اور تمہاری طبیعت کو تمہارے قابو سے نکال سکتے ہیں۔

قیصرہ ہند کے عہد حکومت کی خوبیاں

از غلام محمد خادم سیالکوٹی ملک موضع
کوٹ غلام محمد تحصیل خانقاہ ڈوگراں ضلع
گوجرانوالہ

آپ نے رب سے لکھ رکھو یہ قول اک قرآن کا ۔ شکر جو انساں بجا لاتا نہیں انسان کا
وہ بجا لاتا نہیں شکر ایزد رحمٰن کا ۔ بندہ حق وہ نہیں بندہ ہے شیطان کا

عام کی نسبت جو ایسا حکم ربانی ہوا
بادشاہ وقت تو اک ظل سبحانی ہوا

بادشاہ وقت وہ ہے قیصرہ ہندوستان ۔ ہند نے پایا ہے جسکے عہد میں امن و امان
جسنے ہر اک مذہب و ملت کو دی آزادیاں ۔ ہیں شمار اعداد سے بڑھ کر کہ جو ہیں خوبیاں

وصف ملکہ میں زبان گنگ اپنی لال ہے
ہاں مگر شوق ارادت میں یہ قیل و قال ہے

ہند تو آماجگاہ غیریت سے رہی ۔ آریہ لوگوں سے اول اسکی تیر گت بنی
تھا اجارا آریہ نے نسل اصلی ہند کی ۔ وہ بھی شہر و نمیں نہیں جسکو او دین سری

بن بلائے یہاں آکر بنے خود میزبان
پیرجی آئے مریدوں نے زمین چھوڑا مکاں

پھر مسلمانوں کی مدت تک رہی آماجگاہ ۔ بابر اور تیمور کی آئی کبھی تجھ پر سپاہ
نادر و محمود سے حالت ہوئی تیری تباہ ۔ فائدہ تجھ سے اٹھاتی رہی کس کی نگاہ

ایک تو اور چاہنے والے ترے تھے بے حساب
کثرت چاہت میں تیری ہو گئی مٹی خراب

لے گئیں تجھ کو کبھی تیری ہی خانہ جنگیاں ۔ مرہٹوں سے اور روہیلوں سے تجھ پہنچا زیاں
اور سکھوں نے کبھی آپس کی خونریزیاں ۔ گاہ مغلوں سے بغاوت کا ہوا اظہار یاں

اس طرح صدیوں سے تھی بے امن تو ہندوستاں
آج کل کا سا تجھے آرام حاصل تھا کہاں

مدت کے ہوئی آخر دعا تیری مجیب ۔ نشہ غفلت میں جس دم ہو گئے سرشار قریب
ایک عرصہ سے ترے سو ہو گئے جاگے نصیب ۔ دیکھ کر خالی چمن لندن سے آئی عندلیب

ہر روش ہر گلبن گلشن میں آرائش ہوئی
اک نئی صورت سے اس میں افزائش ہوئی

میں نہیں کہتا کہ یہ بے طمع آئی ہے یہاں ۔ میں نہیں کہتا کہ لی ہے بے غرض ہندوستاں
گو حریص دہر میں ہے یہ مثل دانا ہر زماں ۔ سانپ مارے پر یہ لاٹھی کو نہ پہنچائے زیاں

غیر ہیں یہ گو مگر اغیار نہیں کچھ غیریت
خیر و خوبی سے بھری ہے انکی ساری سلطنت

رسم جو جور و ستم کی تھی انہوں نے بند کی ۔ یک قلم ہی بند کر دی ہند سے رسم ستی
ہو گئی موقوف انکے عہد میں دختر کشی ۔ عہد میں انکے ہر اک مذہب کو آزادی ملی

گر نہ ملتیں ہر اک مذہب کو یوں آزادیاں
مسجد و مندر میں ہم کیونکر مناتے شادیاں

ڈاک کا اس سلطنت میں ہو گیا وہ انتظام ۔ ایک پیسہ میں ہزاروں کوس تک جائے پیام
تار برقی کا ہوا ہے اس طرح پر انصرام ۔ اہل لندن سے بھی ہو سکتی ہیں باتیں ہم کلام

ڈاک میں اور تار میں ہیں اور بھی صدہا مفاد
واہ کیا اقبال ہے اقبال میں ہے عدل و داد

برکتیں اس سلطنت کی کیا بیاں کیجے بھلا ۔ اور کو چھوڑو فقط لو سلسلہ اک ریل کا
غور سے کچھ سوچ کر یہ مجھ کو بتا ذرا ۔ ریل کا سا اور سواری نے کبھی دیکھا مزا

برق رفتار اور گھر سے بڑھ کر دل آرام ہے
باوجود اس کے کرایہ میں بھی سستا دام ہے

ہند میں اس سے تجارت کو بہت رونق ہوئی ۔ غلہ گر نہ جائے ملک ہند سے باہر کبھی
ریل کے باعث نہ بیکھی ہند شکل افلاس کی ۔ ہے حفاظت ملک کی خاطر ضرورت ریل کی

کاٹ کر برسوں کی رہ آتا ہے انجن دیو نا
دور کے بچھڑوں کو گھنٹوں میں یہ دیتا ہے ملا

بختہ سڑکیں بنگئی ہیں ملک میں بیشمار ۔ جنکے دو رویہ درختوں کی نظر آئے قطار
ہیں کئی پھلدار جنمیں اور کئی ہیں سایہ دار ۔ پاتے سکھ جنسے مسافر ہو پیادہ یا سوار

رات کو تنہا روی اس سلطنت کا کام ہے
رہزنوں اور ڈاکوؤں سے ہر طرح آرام ہے

رسم انسانوں کی قربانی کی قطعاً بند کی ۔ اور رنت رت کی بہانسی ٹھگی و ڈاکہ زنی
اور ٹھگوں کی قوم ملک ہند سے جاتی رہی ۔ الغرض جور و ستم کی رسم تھی جو کہ تھی

عہد ملکہ میں گئی وہ ملک سے کافور ہے
ہند ساری عدل سے انصاف سے معمور ہے

ہندوؤں سے اور مسلمانوں سے آباد ہے ۔ مذہب ان دونوں کا آپس میں مگر متضاد ہے
گر حکومت ایک کی ہو دوسرا ناشاد ہے ۔ حال مرغی کا جو دو ملاؤں میں ہو گیا ہے

مقتضائے وقت تھا اک ثالث بالخیر ہو
عدل سے چلو ہو دونوں سے لیکن غیر ہو

بات یہ بھی تھی خوش قسمتی ہندوستاں ۔ صاحب تثلیث آ کر دونوں کے ہیں یہاں
ثالث بالخیر ہیں ایسی بہت مشفق یہاں ۔ برکتوں والی کسی کشور کے ہیں حکمران

جسکے فیض عام سے سب ملک آباد ہے
اور ہر فرد بشر پبلک کا دل سے شاد ہے

نہر نے مردہ زمینداروں کو زندہ کر دیا ۔ نہر سے قحط کو عالم کو کچھ احساس نہ تھا
بارکے جنگل ہیں اب اس نہر سے منگل بنا ۔ یہ وہی گنگا وہاں ہے بہتی ہاں جو کربلا

جس جگہ جنگل نظر آتے تھے ہر سو خار دار
لہلہاتے ہیں چمن ان میں ہے انمیں آبشار

علم کی ڈگری اسی عہد مبارک میں ملی ۔ ہر جگہ تعلیم مستورات کی جاری ہوئی
کالجوں میں ہر جگہ تعلیم انگریزی ہوئی ۔ جو زمانہ میں پہنچی آج تحقیقات کی

قصبہ قصبہ میں مقرر اب شفاخانے ہوئے
مفت کی لیکر دوا مفلس شفا پانے لگے

امتحان سول سروس بھی مقرر ہو گیا ۔ فاتحوں کے ساتھ ہی مفتوح ہم پلہ ہوا
چھاپہ خانہ بھی اسی عہد مبارک میں بنا ۔ علم اخباروں رسالوں کے سبب شائع ہوا

اس زمانہ میں ہی آزادی ملی اخبار کو
سلطنت کے عیب بتلاتے ہیں جو سرکار کو

شہر شہر اور قصبہ قصبہ میں کمیٹی بن گئی ۔ اب گلی کوچوں میں بو آتی نہیں سنڈاس کی
دیکھئے اقبال کی اک نشانی اور بھی ۔ ہے غلاظت بھی بہت سرخ رنگ انگریزی رہی

تا صد و سی سال ہی اے ملکہ وکٹوریہ
عہد میں تیرے ہمیں آرام ہے بے حد ملا

پہلے چیچک کا مرض نا تھا دو دو سالوار ۔ بھینٹ جسکی ہوتی تھیں جانیں بے شمار
گو کہ رد تھے بہت ہوئے کئے آزار ۔ پر نہ بچتے تھے جو بچتے تھے تو تھے وہ داغدار

ٹیکا جی نے کر دیا ہے سیتلا کو پائمال
اب تو چیچک سے نظر آتے ہیں یاں پڑتال خال

گورنمنٹ کا لوگوں پر ہے نظر ہے کچھ انصاف کی ۔ ہے رعایت مذہب و ملت کی کچھ باقی رہی
تھا اس سے پہلے بڑی انصاف ہے روشنی ۔ سینکڑوں کی بادشاہت و پیر ڈگری ہوئی

گر کوئی حاکم ہوا جابر تو جھٹ معزول ہے
گر کوئی افسر ہوا ظالم تو جھٹ مظلوم ہے

قریہ قریہ میں ہوئی سماج اور انجمن ۔ دین اذان اسلام لے اور چھپنا بہمن
کرنے میں شہر شاطن الطرف یو ٹوپین ۔ آگ ہے آتش ہے ستو کی کہیں شعلہ فگن

الغرض ہر ایک مذہب ہو رہا آزاد ہے
ہر بشر وکٹوریہ کے عہد میں دل شاد ہے

کارخانہ ہند میں اب کثرت سے جاری ہو گئے ۔ عام روئی کے ہیں جو اور شکر کے بیلنے
تیل نکلے ہے کسی سے اور کوئی کپڑے کرے ۔ اور کوئی پانی صفا کر کے ہمیں پینے کو دے

قیصرہ اس ہند پر لاکھوں ترے احسان ہیں
جان و دل پبلک کے تیرے لطف پر قربان ہیں

ترکی تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزل و نصب کے وقت وارثان تاج و تخت میں خون ریزی نزاع ہونا شخصی حکومت کا کچھ کچھ لازمی نتیجہ ہے۔

جس طرح ہارون کے انتقال پر مامون اور امین میں ورثہ کی سخت ہول ناک مجادلے ہوئے۔ اسی طرح ۱۴۸۱ء محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی وفات پر بایزید اور جمشید میں لڑائیاں ہوئیں۔ بایزید گویا مامون کی قسمت کا وارث تھا۔ اور جمشید۔ امین کی قسمت کا دونوں کا انجام ایک ہوا امین کی زندگی ایک جانگزا ٹریجڈی پر ختم ہوئی۔ اور جمشید کی زندگی بھی۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ جمشید کی زندگی کے پر درد واقعات یورپ کی شجاعت پر بہت بڑا دعوبہ لگاتے ہیں۔ اور ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ قرن وسطی کے دول یورپ مثلاً فرانس۔ اسپین اور مذہب عیسائی کے پیشوا اور امام۔ دنیوی جاہ و جلال کے حصول میں۔ نہ فضائل انسانیہ کا پاس کرتے تھے۔ اور مذہبی برکات کا۔ مورخانہ حیثیت سے یہ بتانا مشکل ہے۔ کہ بایزید اور جمشید میں فاتح قسطنطنیہ کا سچا خلیفہ کون تھا۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ زمانہ نے جو سب سے زیادہ صائب الرائے۔ عادل اور زبردست ہے۔ بایزید کو عثمانی مسند کے لئے منتخب کیا۔ تاہم جیسا کہ زندگی کے ہر طبقہ اور ہر درجہ میں روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بے صبر انسان کو بخت و اتفاق یا زمانہ کے فیصلہ پر قناعت نہیں ہوتی۔ جمشید نے پسند نہ کیا۔ کہ ایک آخری کش مکش کئے بغیر۔ تاج و تخت کو بھائی کے حوالہ کر دے۔ چنانچہ سخت خون ریز لڑائی ہوئی۔ لیکن اخیر پر جمشید کو وہی کارپردازان قدرت کا فیصلہ تسلیم کرنا پڑا۔ گویا دل نا خواستہ۔ جاہ طلب اور بلند نظر اشخاص میں جہاں۔ اور بہت محاسن ہوتے ہیں۔ ایک یہ عیب بھی ہوتا ہے۔ کہ ان کا استقلال حد سے بڑھ کر ضد اور ہٹ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر ناکامی ان کو دو چند تیزی سے حصول مقصد کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ جمشید کی بھی یہی حالت تھی۔ ہر چند کہ بایزید نے اس کو ہر طرف سے مایوس اور ناکام دیکھ کر۔ صوبہ قرمان کی پوری آمدنی اس کے مصارف کے لئے وقف کی۔ اور چاہا کہ جمشید یورشلیم میں رہ کر آزاد۔ فارغ البال اور عزلت نشین زندگی بسر کرے۔ لیکن اس کے بلند پرواز حوصلوں نے تخت حکومت کی بلندی سے اُترنا ذلت سمجھا۔ اور پامردی ہمسایہ سے ایک اور آخری جدوجہد کا قصد کر کے مجاہدین بیت المقدس سے استمداد کی۔

مجاہدین بیت المقدس یورپ کے قرن وسطی کا ایک مشہور مذہبی فرقہ تھا۔ جو جزیرہ روڈس میں جم کر اسلامی جہازوں پر اور بسا اوقات یورپین پر چھاپے مارتا تھا۔ اور غارت گری سے بسر اوقات کرتا تھا۔ اور چونکہ تمام دول یورپ کی طرح یہ آل عثمان اور دولت عثمان کا دشمن تھا۔ اس لئے فرقہ مذکور کا معلم اول ڈی ابوسن جو نہایت عیار۔ خون ریز اور بے اصول شخص تھا۔ اس نے شہزادہ جمشید کو باب عالی کے لئے رونڈ کا کھٹکا اور فرقہ مجاہدین کے لئے سونے کی چڑیا سمجھ کر فوراً سنبھال لیا۔ اور ادھر تو شہزادہ سے ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے کہ جب قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے تو مجاہدین سے خاص خاص رعایتیں کرے۔ اور اُدھر بایزید سے یہ گفتگو شروع کر دی۔ کہ اگر جمشید کو مدۃ العمر قید رکھا جائے۔ تو سلطان اس مقدس داروغہ جیل کو سالانہ کیا معاوضہ دے گا"

بایزید حقیقت میں نہایت فیاض منش اور عفو کار فرمان روا تھا۔ اس نے جمشید کو پھر اپنی تجویز پر توجہ دلائی۔ خطوط لکھے۔ وادی کو بیچ میں ڈالا۔ مگر جب ایک پیش نہ گئی۔ تو مجبوراً ڈی ابوسن کی تجویز منظور کر لی۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ جمشید کو کسی قسم کی تکلیف و اذیت نہ دی جائے۔ بلکہ صرف نظر بند رکھا جائے اور اس کے معاوضہ میں ... ۵۴ ڈوکٹ (ایک سکہ جو قیمت میں تقریباً دینار کے برابر ہوتا تھا) سالانہ معلم اول کو ملا کرے گا۔

جب ڈی ابوسن نے اس شرمناک سرمایہ تجارت کو سنبھال لیا۔ تو اب اس کو کسی محفوظ مقام رکھنے کی تدبیریں کرنے لگا اس لئے کہ یہ خبر تمام یورپ میں پھیل گئی تھی۔ اور دول یورپ میں سے ہر ایک بجائے خود چنگل مارنے کو تیار تھی۔ بڑی رد و قدح کے بعد یہ قرار دیا۔ کہ فرانس صلحائے ترکی میں داخل ہے۔ وہ باب عالی کے مصالح کے خلاف کچھ نہ کرے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ شاہزادہ جمشید کو قلعہ نائس جو جنوب میں واقع ہے۔ اور اس وقت مجاہدین بیت المقدس کے قبضہ میں تھا۔ قید کیا جائے۔ چنانچہ اوائل ۱۴۸۲ء میں جمشید ڈی ابوسن کے دام تزویر اور اپنی پیشانی سے بے خبر۔ اس مذہبی گروہ کے وعدوں پر پھولا ہوا قلعہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس نے وہ مشہور قصیدہ لکھا۔ جو ترکی لٹریچر میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ایک شعر بہ جنسہ ہدیہ ناظرین ہے۔

جام جم نوش ئیلہ اے جام بفرنگستان دُر
ہر کلن باشینہ یازلین جیلر دیواران دیر

ترجمہ اے جمشید تو اپنا جام جم چڑھالے۔ دیکھ کہاں تو اور کہاں یہ سرزمین فرنگ۔

مگر قسمت جو کچھ انسان کی پیشانی میں لکھا ہے۔ وہ ضرور پیش آتا ہے۔

قید کی تنہائی اور تسلسل سے تنگ آکر اور ڈمی ابوسن کی امروز فردا سے اکتا کر جمشید نے ہنگری جانے کی اجازت مانگی - تاکہ وہاں بیٹھ کر ٹرکی میں جو ہوا خواہ ہیں - اُن کو آمادہ کرے - لیکن بڈھے معلم نے ترکیب سے اس کو بھی ٹال دیا - اور مہینوں یوں ہی دھوکے دے کر اور سبز باغ دکھلا کر ٹالتا رہا - جب شہزادہ کا اصرار حد سے بڑھنے لگا - تو مجاہدین نے اس کو نقل مکان سے بہلانا شروع کیا - اور نائس سے روز بین میں لائے - اور کچھ دن یہاں کو کرائی لے گئے - اور آخر سا سینج میں لا کر اور ایک ہفت منزلہ مینار بنا کر اُس میں قید کر دیا - یہ ہفت منزلہ مینار بھی کلیوپٹرا کے مینار سے کم نہ تھا - اس کی مفصل کیفیت یہ ہے -

جب ڈمی ابوسن اپنی سونے کی چڑیا کو سا سینج میں لایا - تو اسی اثنا میں شاہزادہ کی مظلومہ اور حرمان نصیب بی بی نے جو مصر میں آتش فرقت سے جل رہی تھی - ۲۰ ہزار دینار بطور خون بہا - معلم کو بھیج کر بڑی عجز سے التجا کی - کہ شہزادے کو رہا کر دیا جائے - لیکن سفاک طینت اور سنگ دل ڈمی ابوسن نے کمال بے حیائی اور سفلگی سے خون بہا ہضم کر لیا - اور شہزادے کی جان بخشی بھی نہ کی - اور بر عکس مظلوم شہزادی کے حقوق زوجیت پامال کرنے کی غرض سے ایک شرمناک چال چلا - یہ کہ اپنی جوان کنواری بیٹی کو جس کا نام فلپائن ہیلن تھا - ایک معمولی دوست کے لباس میں شاہزادے کی خدمت میں پیش کیا - ایسی خود فروشی اور بے شرمی کی تدبیر کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے - ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں - جمشید چونکہ شاعرانہ مذاق رکھتا تھا - تنہا اور بے مونس تھا - بہت ہیلن پر عاشق ہو گیا -

ہیلن گو ایک سفاک طینت بے صول اور قسی القلب شخص کی بیٹی تھی - مگر باپ کی طرح سنگ دل نہ تھی - شہزادہ کی محبت نے اُس کو اس درجہ مسحور اند مذہب عشق کا پابند کر دیا تھا - کہ بڈھے معلم کو سازش کا شبہ ہو گیا - اُس نے جمشید کو اور زیادہ سختی سے مقید کرنے کی فکر کی - اور ایک ہفت منزلہ مینار تعمیر کرایا - جس کے ہر درجہ میں پابندی اور تقید کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا -

ادھر تو ڈمی ابوسن داروغہ جیل بن کر ایسے شرمناک طریقوں سے دولت پیدا کر رہا تھا - اور اس ہوس میں تھا - کہ جمشید کو ہیلن کی عزیز بنا کر عثمانی نسل میں اپنا پیوند لگائے - اور ادھر یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ اور آزادی پسند فرماں روا دنداں طمع تیز کر رہے تھے - اور سخت بے چین تھے - کہ کسی طرح قسطنطنیہ کے تاج و تخت کے وارث کو اپنے قبضہ میں لے کر بایزید کے دل میں کھٹکا پیدا کریں - اس مقصد کے لئے وہ ڈمی ابوسن کو ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر جمشید کی قیمت دینے کو تیار تھے - اور بڈھا بردہ فروش اس فکر میں تھا - کہ روپیہ بھی اینٹھ لے - اور بردہ کو بھی قابو میں رکھے - اس لئے کہ خلاف صورت میں باب عالی سے جو ۴۵ - ہزار دینار سالانہ ملتے تھے - وہ نہ ملتے - بالآخر چارلس ہشتم شاہ فرانس زیادہ صبر نہ کر سکا - اس نے کچھ تو ڈمی ابوسن کو ڈرایا دھمکایا - اور کچھ جمشید سے در پردہ خط و کتابت کی اور یہ دھوکا دیا کہ یورپ اور روم اور فرڈیننڈ فرمانروائی نیپلز و حاکم ہنگری کی مدد سے ایک کافی فوج اکٹھی کر دی جائے گی - اس کے سہارے آپ بآسانی باب عالی پر قابض اور متصرف ہو سکتے ہیں - اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جمشید ڈمی ابوسن معلم اور مجاہدین بیت المقدس کے پنجہ سے نکل کر انوسنٹ کی حراست میں رکھا گیا - جناب تقدس مآب اسقف اعظم نے بڑی بندہ نوازی فرمائی کہ نہ صرف داروغہ جیل ہی ہے - بلکہ منجملہ تنخواہ سالانہ ۵۰ - ہزار دینار کم پر یعنے صرف ۴۰ - ہزار دینار پر اس خدمت کو منظور فرما لیا - معلوم ہوتا ہے کہ جناب تقدس مآب نے ادھر بایزید سے اپنی تنخواہ طے کر لی - اور اُدھر جمشید کو اپنا عقیدت مند بنانے میں حد درجہ کا روحانی تصرف کیا کہ دونوں شہزادے یکساں طور پر ان کے گرویدہ ہو گئے تھے - دیناروں کے لئے دو رخی چال مشکل نہیں - مگر مذہبی پیشواؤں کے لئے جو روم مقدس کی حدود سے باہر نکلے بدون بہشت فروخت کر سکتے تھے - بہت مشکل تھا کہ شتر مرغ کی طرح شتر بھی بنے رہیں - اور مرغ بھی - مگر ناظرین کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ادھر تو اسقف اعظم کا قاصد باب عالی میں سالانہ تنخواہ اور شرائط معاہدہ طے کر رہا تھا - اور ادھر اسقف اعظم بہ نفس نفیس جمشید کو بڑے خلوص و دل سوزی کے ساتھ موجودہ حالت پر مصابرت دلاتے تھے - اور قسطنطنیہ کی حکومت کا سبز باغ بھی دکھلاتے جاتے تھے کہ وہ وقت قریب ہے کہ شہزادہ ہنگری اور نیپلز کی دلاور فوجوں کے ساتھ قسطنطنیہ پر حملہ کرے - بایزید کو گرفتار کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لے اور ترکی کی وسیع و بسیط سرزمین اور باشندوں کی قسمتوں کا مالک بن جائے -

بد نصیب شہزادہ امید آئندہ کے نشہ میں مدہوش تھا - یورپ کے دینی پیشواؤں اور دنیوی بادشاہوں نے جو اس کے گرد مکڑی کا سا جالا تنا تھا اس کو اس کی کچھ خبر نہ تھی خلاصہ یہ کہ پورے تیرہ برس تک یورپ نے اس سرمایہ تجارت سے نفع اُٹھایا - اس عرصہ میں تمام یورپ کے شہزادے اور امیر زادے - ارل اور ڈیوک باری باری روم مقدس میں اسقف اعظم کی بارگاہ معلے میں آتے تھے - شہزادہ جمشید سے مل کر امیدیں دلاتے تھے - اور سلسلہ بیان میں دام تزویر بھی پھیلاتے تھے - مگر شاہزادہ پر انوسینٹ کا مقدس جادو کچھ اس طرح چلا تھا - کہ دوسرے کی قسمت آزمائی کی گنجائش ہی نہ تھی - انوسینٹ کا مقصد تھا کہ وہ عثمانی بساط کے اس مہرہ سے بڑے بڑے انقلابات پولٹیکل اور سوشل پیدا کرے - مگر باب عالی کی خوش نصیبی سے - یا شاید جمشید کی بد نصیبی سے اُس نے قبل

از وقت انتقال کیا۔ اور اب متبرک مسند پر ایک خاص شخص جلوہ آرا ہؤا یعنے بورجیہ جس کا نام یورپ کے لٹریچر میں سم نکرہ بن کر داخل ہو گیا ہے۔ اور جب کسی زبان سے اچانک نکل جاتا ہے۔ تو بڑے بڑے شیر دل سُن کر دہل جاتے ہیں۔ یہ خون ریز کا مرادف اور جہاں سوز کا ہم معنے ہے۔ انوسینٹ پھر بھی اپنی آخری مقاصد میں موت کے درجہ سے ناکام رہا۔ مگر بورجیہ موت کے قابو کا بھی نہ تھا۔ اس لئے سلطان بایزید کے پاس قاصد بھیج کر یہ تجویز پیش کی۔ کہ بجائے جمشید کو ملک در ملک چھپاتے پھرانے سے اور شہر بہ شہر منتقل کرنے سے کیا فائدہ۔ بہتر ہے کہ ایک دفعہ اس جگہ پہنچا دیا جائے جہاں سے کبھی کوئی پھر کر آیا ہی نہیں (عدم آباد) بایزید کو تاج و تخت کی ہوس ضرور تھی۔ مگر بھائی کی جان کا درپے نہ تھا۔ اس نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر بورجیہ نے کچھ اور اسی قسم کی چالیں دے کر اُس سے بالا ہی دو لاکھ دینار اینٹھ لئے۔ ابھی یہ رقم کثیر غالباً اسقف اعظم کے مقدس بیت المال میں پوری طرح محفوظ نہ ہونے پائے تھے۔ کہ چارلس شاہ فرانس نے روم پر حملہ کیا۔ اور بارگاہ معلی کو ہر طرف سے گھیر کر بورجیہ کو صلح پر مجبور کر دیا۔ شرائط صلح کے منجملہ ادھر سے ایک شرط یہ بھی پیش ہوئی کہ شاہزادہ جمشید کو سپرد کر دیا جائے مگر افسوس بدنصیب جمشید کا کاسہ مصائب اب لبریز ہو چکا تھا نہ بایزید کی اخوت کو اس پر رحم آیا۔ نہ روڈس کے غازیوں کے مہمان نوازی کو ترس آیا۔ نہ یورپ کے مہذب فرمان رواؤں کی ہمت سماری اور انسانی ہمدردی کو حرکت ہوئی۔ اور نہ اسقف اعظم کی روحانیت کو جنبش ہوئی۔ جب دنیا والوں میں سے کسی نے اس کو مساعدت نہ کی تو بالآخر موت کو اس پر رحم آیا۔ بورجیہ نے عین اس وقت جب کہ چارلس کی شرائط سے مجبور ہو کر بارگاہ اور روم کو خالی کر دیا تھا۔ کم بخت اور مظلوم جمشید کو زہر دے کر مار ڈالا۔ بعض کہتے ہیں قدسی نفس پوپ نے زہر آلود اُسترا مارا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ شربت میں زہر ملا کر دے دیا۔ زندگی کے آخری دنوں میں اس کے دل پر یاس و حرمان نصیبی نے قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ چند اشعار سے جن کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور جو روم میں لکھے تھے۔ کافی اندازہ ہوتا ہے۔ اصلی شعر ترکی زبان میں ہیں۔ اس لئے بجنسہ لکھنا بے سود ہوگا سبیں یہ ہے۔ فرض کر دکہ ایک سنگلاخ جزیرہ ہے۔ اس کے ساحل پر سمندر کے ساتھ ساتھ ایک کوہستانی سلسلہ دور تک کھینچا چلا گیا ہے۔ اس کی اونچی نیچی چوٹیاں۔ گھاٹی اور اس کے پہلو۔ ہر جوف اور ہر بلندی دہانے جوڑے کی بجائے سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے ہیں آسمان کے مکدر چہرہ سے ہیبت ٹپک رہی ہے۔ کبھی کبھی رعد کڑک جاتی ہے۔ ہر طرف اس قدر سکوت اور سناٹا ہے کہ ہوا کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ایک بدنصیب شخص کسی پتھر پر متفکر بیٹھا ہے۔ اس لئے کہ اس کی موت کا فتویٰ لکھا جا چکا ہے۔ اور تصویر مرگ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔

انجمن اسلامیہ لاہور کی مکروہ کارروائی

سراج الاخبار مطبوعہ ۲۵۔ جولائی میں اس خبر کے پڑھنے سے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جو میموریل امہات المومنین کی اشاعت کی بابت گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ خدا کے فضل سے نامنظور ہوا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو خوشی بھی ہوئی ہوگی اور افسوس بھی۔ افسوس اس لئے کہ ہماری معزز انجمن کو جنہوں نے حمایت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ ان کو اس مکروہ کارروائی سے ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔

اوّل۔ تو اس کتاب کا جواب لکھنے سے عاجز اور تنگ ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں ایسا میموریل بھیجنا ہی شرم کی بات ہے دوسرا اُس وقت بھیجنا جبکہ اشاعت ہو چکی اور جو کچھ صدمہ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ پھر سب سے بڑھ کر اس میموریل کا نامنظور ہونا نہایت ہی شرم کی بات ہے۔

اراکین انجمن نے کیوں نہ اس طرف توجہ کی کہ اس کتاب کا جواب شائستہ طور سے لکھے۔ اور اپنے سر سے وہ فرض اُتارے جس کا اتارنا اس کے واسطے فرض ہے۔ جیسا کہ انجمن کے ماہواری رسالہ کے پہلے صفحہ پر لکھا ہؤا ہوتا ہے۔ "مقاصد انجمن حمایت اسلام لاہور (۱) معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مذہب مقدس کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی"

جب انجمن کے مقاصد میں سے مقصد اول یہی ہے۔ کہ معترضین اسلام کا جواب دینا اس کا پہلا فرض ہے۔ تو پھر کیوں معترضین کو جواب نہیں دیا جاتا۔ کہاں ہیں ان کے بڑے بڑے لائق پروفیسر اور حامی جو سالانہ جلسہ پر سکندر نامہ کے برابر نظمیں تیار کر کے حاضرین کا دل خوش کرتے ہیں اور ہنساتے ہیں۔ اور کہاں غروب ہو گئے ان کے شمس العلما مولوی و مسٹر نذیر احمد خاں صاحب بہادر۔ اگر انجمن سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کس مرض کی دوا ہے۔

اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ انجمن جواب لکھنے سے عاجز ہے۔ اسی واسطے گھبرا کر گورنمنٹ کے پاس دوڑی۔ ایسا ہی پچھلے سال کسی عیسائی نے چار سوال بہ غرض طلب جواب بھیجے۔ تو **میرزا غلام احمد صاحب قادیانی** نے ان کا جواب لکھا تھا۔ اور جب وہ اسلامیہ کالج میں جواب پڑھے گئے۔ تو پڑھنے سے پہلے جناب سکرٹری انجمن نے فرمایا۔ کہ چونکہ اس انجمن کا پہلا مقصد ہے کہ مخالفوں کا جواب دیا جائے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔ کیا خوب جواب لکھنے والے مرزا صاحب اور فرض انجمن کا ادا ہو گیا۔ اور لوگ حیران تھے کہ اکثر اراکین انجمن تو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں۔ تو پھر کیوں انہیں کو مختار کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں سے لڑو اور ہماری حمایت کرو۔

اگر اب بھی انجمن پچھلے سال کی طرح مرزا غلام احمد صاحب کی طرف لکھ دیتی۔ کہ ہمارا ہاتھ پکڑو تو میموریل بھیجنے سے یہ اچھا تھا۔ کیونکہ وہ تو ایسی کام

[illegible]

کیا ہمارے قول اور فعل مطابق ہیں؟

شیخ محمد عبدہ۔ جو مصر کا ایک نامور فاضل اور مشہور ادیب ہے۔ اُس کا ایک مضمون اخبار المنار میں چھاپا گیا ہے۔ یہ اخبار مصر سے ابھی ابھی شائع ہونے لگا ہے۔ چونکہ یہ مضمون اس قابل ہے۔ کہ ہمارے قوم کے ممبر اور قومی تہذیب اور تربیت چاہنے والے اس کو غور سے ملاحظہ کریں اس لئے ہم اس مضمون کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

انسان کی سب سے ادنے اور ذلیل خصلت یہ ہے۔ کہ زبان سے کہے۔ اور کچھ کر کے نہ دکھائے اور دوسروں کو اُس بات کی ہدائت کرے۔ جس سے وہ خود گمراہ ہے۔ اور لوگوں پر وہ الزام لگائے۔ جو اسی پر چسپاں ہوتے ہیں۔ یہ خصلت جس کسی میں پائی جائے وہ ایک لحاظ سے جاہل ہے اور ایک لحاظ سے اپنے عیب کا آپ اقرار کرتا ہے اور ایک لحاظ سے پست ہمت اور بد باطن ہے۔

جاہل تو اس لئے ہے۔ کہ جب وہ علم اور فضیلت کا دعوے کرے۔ اور لوگوں کو کوئی ظاہری علامت اس کے علم اور فضیلت کی محسوس نہ ہو۔ یعنے نہ کوئی نفیس کتاب اس نے تصنیف کی ہو جس سے قوم کو فائدہ پہونچے اور اس کتاب کے مضمون کو ہر قوم کے علمار اور اہل بصیرت نفیس اور نادر سمجھیں نہ اس نے کسی قدرتی راز کو حل کیا ہو۔ نہ کسی مشکل مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو اسی طرح جب وہ خیال کرتا ہو کہ سننے والے اسکی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کو سچا جانتے ہیں تو وہ یقیناً اس بات سے جاہل ہے کہ قدرتی طور پر ہر شخص سنی ہوئی باتوں کو تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر کستا ہے اور قول اور فعل کو مطابق کرنا چاہتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ جس بات کی شہرت یا افواہ ہے وہ کس قدر حقیقت سے دور یا نزدیک ہے اگر وہ دونوں میں مطابقت نہیں پاتا تو اس قول کو رد کرتا ہے۔ اور اس شہرت کو غلط افواہ قرار دیتا ہے اور اس دعوی کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اس حالت میں جو لوگ ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ جن پر وہ عمل نہیں کرتے۔ ان کے دعوی اُنہی کے لئے موجب وبال ہوجاتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کی نظر سے گرجاتے ہیں۔ کیونکہ وہ سوائے جھوٹی باتوں اور ایسے دعووں کے جنکی کوئی اصلیت نہیں ہے ان کا کوئی مفید کام نہیں دیکھتے۔

اسی طرح جو لوگ نصیحت کرتے ہیں۔ اور آپ اس نصیحت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ لوگ اُن سے ہدائت طلب کرتے ہیں۔..............

..........اور ان کو اپنا پیشوا اور ہادی اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ وہ بلا شبہ گہری غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ اس نکتہ سے غافل اور اس حقیقت سے جاہل ہیں کہ کہنے کی نسبت کرنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ زبان سے جو بات نکالی جائے ممکن ہے کہ جھوٹ ہو یا سچ ہو۔ اور سننے والے اس کے سمجھنے میں تردد کریں۔ اور یہہ تردد اُن کو اس بات پر عمل کرنے نہ دے۔ مگر عمل ایک محسوس چیز ہے جس کا دلوں پر فوری اثر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کام کے کرنے میں کوئی فوری لذت منفعت حاصل ہوتی ہو تو لوگ بہت جلد اُس کے کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ اور وہ عیب اُنہی میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اس بات سے جاہل ہیں کہ اوروں کو عیب لگانا جیسا کہ ان کی خصلت میں داخل ہے۔ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ ان کے عیبوں کو ٹٹولیں۔ اور کھود کھود کر نکالیں۔ مثلاً جو انسان متکبر ہے۔ اور دوسروں پر تکبر کا الزام لگاتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے تکبر کی خصلت کو ننگا کرتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اس کا عیب بھی ایک دن علی الاعلان تشریح کیا جائیگا۔

ہم نے کہا ہے کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں مگر ہاتھ سے کچھ نہیں کرتے۔ دوسروں کو ہدائت کرتے ہیں۔ مگر آپ اس ہدائت پر نہیں چلتے۔ اور لوگوں میں وہ عیب نکالتے ہیں جو خود ان میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عیب اور نقص کا آپ اقرار کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ جو دعوے وہ کرتے ہیں اور جو بات مونہہ سے نکالتے ہیں وہ اس بنا پر نہیں ہے۔ کہ کوئی کام ان کے ہاتھ سے بن آیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ سننے والوں کے دل پر اُن کی کمال اور فضیلت کا سکہ بیٹھ جائے اور وہ سمجھیں کہ ہمارے ناصح اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں جس کی ہدائت کرتے ہیں۔ اور جو عیب وہ اوروں میں نکالتے ہیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ مگر درحقیقت جس کمال کے وہ مدعی ہیں اور جس فضیلت کو وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور جس کو وہ بزرگی اور شہرت اور دنیا کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہی کمال اور وہی فضیلت بلند آواز سے پکارتے ہیں۔ کہ حاشا و کلا ہم ان میں نہیں ہیں۔ اور ان سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ اگر فی الواقع وہ کمال ان میں ہوتا جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور وہ فضیلت ان میں موجود ہوتی جس کو وہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اس کمال اور فضیلت کے نتیجے نمایاں ہوتے۔ اور وہ نتیجے ہر حال میں ان کی بزرگی اور عزت کی گواہی دیتے۔ نہ اس کی ضرورت تھی۔ کہ وہ اپنی بزرگی اور عزت کا دعوے کریں۔ نہ اس کی کہ وہ اوروں پر الزام لگائیں نہ اس حالت میں خود ستائی کرنے کی حاجت تھی۔ نہ اوروں کی نسبت بدگوئی کرنے کی۔ جھوٹی بزرگی اور جھوٹی عزت کا دعوے کرنے کی جگہ اگر وہ کوئی کار نمایاں کرتے تو لوگوں کے دل خود بخود ان کی طرف کھچتے اور اُن کی بات پتھر کی لکیر سمجھی جاتی۔ پس جو لوگ خود ستائی کرتے ہیں۔ اور ان فضیلتوں کا دعوے کرتے ہیں۔

جو اُن کی ذات میں نہیں ہیں - اور چاہتے ہیں - کہ اُن کے اظہار کمال سے دوسروں پر الزام قائم ہو - وہ بلاشبہ اقرار کرتے ہیں - کہ اُن میں کوئی فضیلت نہیں ہے - اور ان کے دعوے کی کوئی اصلیت نہیں ہے - وہ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں - تاکہ سننے والوں کو دھوکا دیں -

جن لوگوں میں یہہ ذلیل خصلت اور یہ بُری عادت ہوتی ہے - وہ پست ہمت اور بدباطن بھی ہوتے ہیں - کیونکہ ایسے لوگ درحقیقت نہیں چاہتے - کہ ان کو کوئی اصلی فضیلت حاصل ہو - یا وہ کسی درجۂ کمال پر پہنچیں - وہ تو یہہ چاہتے ہیں - کہ جس طرح ممکن ہو - زندگی بسر کریں - وہ نادانوں کے مجمع میں بیٹھ کر ان کو دھوکا دیتے ہیں - تاکہ وہ سمجھیں - کہ اُن میں وہ صفات موجود ہیں - جن کا وہ دعوی کرتے ہیں - یا جن کی وہ ہدایت کرتے ہیں - اور وہ اُن عیبوں سے خالی ہیں - جن کا وہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں - ان کی اصلی غرض یہہ ہے - کہ لوگ اُن کی تعظیم کریں - اور اس ذریعہ سے اُن کی ذلیل خواہشیں پوری ہوں - اور ان کی ہوا و ہوس کے شعلے تر و ہو جائیں - کوئی شک نہیں ہے - کہ اس لحاظ سے وہ دھوکے بازوں اُچکوں اور چوروں کی مانند ہیں - جو دنیا کمانے کے لئے ہر قسم کا حیلہ کرتے ہیں - گو کہ وہ حیلہ کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو - اُن لوگوں اور ان لوگوں میں اگر فرق ہے تو صرف نام کا ہے - کیوں کہ ان کی نسبت کہا جاتا ہے - کہ یہ جھوٹی باتیں سنا کر لوگوں کو دام فریب میں لاتے ہیں -

پس بلا شبہ ایسا قول جس کے ساتھ عمل کی شہادت نہ ہو - نہایت بری اور ... خصلتوں میں سے ہے - کیونکہ اس ... انسان کے ایسے اوصاف ظاہر ہونے ... طور پر ناپاک اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں - ہم کو افسوس ہے - کہ یہہ کمینی خصلت ہمارے ملک کے باشندوں میں پائی جاتی ہے - بلکہ ایسے لوگ جو زبان سے کہنے کے ساتھ کچھ کر کے بھی دکھائیں - نہائت کم ہیں - ہم نہیں چاہتے کہ اخباروں میں ایسی باتیں شائع کریں - مگر ایسے عیبوں کے چھپانے سے کیا فائدہ ہے - جن کو غیروں نے تاڑ لیا ہے - پس ہم کو سب سے زیادہ اس بات کا حق حاصل ہے - کہ ان عیبوں کو جتائیں -

اگر ہم تلاش کریں - تو خانگی مجمعوں یا عام جلسوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے - جن میں سے ایک کہتا ہے - کہ میں تمام عقلی اور نقلی علوم تحصیل کر چکا ہوں - اور بڑی بڑی کتابیں مطالعہ کر چکا ہوں - میں ان کتابوں کے اعلے مضامین سے واقف ہوں - اور ان کے دقیق اور عمیق نکتوں سے آگاہ ہوں - اور اُن کے تمام اسرار حل کر چکا ہوں - طالب علمی کے زمانہ میں میری ذہانت اور حافظہ اور خوش فہمی کا شہرہ تھا - ایک کہتا ہے - کہ میں فنون مناظرہ میں پورا ماہر ہوں - مخالف کو اپنی قوی دلائل سے خاموش کر سکتا ہوں - طالب علموں کو مطلب سمجھانے کا خاص ملکہ مجھ کو عنائت ہوا ہے - جو اور کسی عالم کو حاصل نہیں ہے - میں اپنی فصاحت سے مردہ دلوں کو زندہ کر سکتا ہوں - مضامین کے قالب میں روح پھونکنا - اور کائنات کے اسرار پر روشنی ڈالنا میری تقریر اور تحریر کا ادنیٰ کام ہے - مگر حقیقت یہ ہے - کہ اگر تم اُن کا حال دریافت کرو - جن میں علم کی یہ قوت اور تعلیم کا یہہ ملکہ خیال کیا جاتا ہے - تو دیکھو گے - کہ وہ ایسی باتوں کا دعوے کرتے ہیں - جو فی الواقع ان میں موجود نہیں ہیں - اور اُن کو یہ کہتے سنو گے - کہ اگر دنیا کے لوگ اس طریقہ پر چلتے - جس پر میں چلتا ہوں تو علم کا دایرہ وسیع ہو جاتا - اور تعلیم دنیا میں عام طور پر پھیل جاتی -

لیکن نہائت سچ اور نہائت صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اصلی تصنیفات نہیں ہیں - اگر کچھ ہیں تو مضمون یا عبارت کے لحاظ سے ناقص ہیں - مصنفوں کا اصلی مطلب اُن کی عبارت سے معلوم نہیں ہوتا - اس لحاظ سے اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے - یہی وجہ ہے کہ طالب علم جن مضامین پر اپنی عمریں صرف کرتے ہیں - اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں - سب سے عمدہ دلیل اس بات کی جو ہمارے پاس موجود ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ غیروں کے محتاج رہتے ہیں - اور آزادی اور خود مختاری کے ساتھ کوئی کام کسی علم یا فن میں جس کو انہوں نے سیکھا ہے نہیں کر سکتے -

بعض آدمی ایسے ہیں کہ اگر تم ان سے عام فائدوں اور عام بہبودی کا ذکر چھیڑو تو وہ نہائت چرب زبانی کے ساتھ اس کی باریکیاں بیان کریں گے - اور ان فرائض کی تشریح کریں گے - جو پبلک کے کام میں سب پر واجب ہے - اور ان وسائل کی تفصیل کریں گے - جن سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں - اور جن سے نقصانوں کے دور ہونے کی توقع ہے - اور جنسے قوم کی بہبودی اور اُس کی شان و شوکت کے بلند ہونے کی امید ہے - مثلاً وہ کہیں گے - کہ انصاف کی روشنی سے ملک کو منور کرنا - مردہ قالبوں میں علم کی روح پھونکنا - اہل ملک کو حقوق کی مساوات پر لانا نہائت ضروری ہے - لیکن یہ لوگ اگر پبلک کی خدمات پر مقرر ہو جاتے ہیں - تو وہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ

بھلائی سے دور اور برائی سے نزدیک ہوتے ہیں - حقوق کے مساوات سے مونہہ پھیرتے اور انصاف کے خیال سے نفرت کرتے ہیں - گوکہ وہ یہی الفاظ پہلی بار زبان پر لاتے ہیں - ان کی باگ خود غرضی کے ہاتھ میں ہوتی ہے - جہاں چاہے - ان کو لے جائے - یہی ایک قانون ہے - جس کے سامنے ان کی گردنیں جھکتی ہیں - اس حالت میں وہ جو جو بے اعتدالیاں کرتے ہیں - سب کو قانون اور سب کو حق جانتے ہیں - افسوس اور نہایت افسوس کی بات یہ ہے - کہ وہ اس حالت میں بھی ناصح بننے کا دعوے کرتے ہیں - اور نہیں شرماتے - نہ ان کی زبان نصیحت گوئی اور حق شناسی کے دعوے میں لغزش کرتی ہے - اگر کسی بات میں کوئی ان سے بحث کرے - اور ان کو حق بات سمجھائے - اس خیال سے کہ وہ پہلے نصیحت قبول کرتے - اور حقوق کے مساوات کا دعوے کر چکے ہیں - تو وہ بیہودگی اور بد زبانی پر اتر آتے ہیں - اور اس شخص کے دشمن ہو جاتے ہیں - جو اُن کی کسی رائے سے اختلاف کرتا ہے - یا کسی بات میں اُن کو نصیحت کرتا ہے -

بعض لوگ غل مچاتے ہیں - کہ نوع انسان پر جو مصیبتیں طاری ہوتی ہیں - اُن کا باعث سوائے باہمی بغض و حسد - نااتفاقی - خود غرضی اور پبلک کے فائدوں سے بے پروائی کرنے کے نہیں ہے - اسی طرح کی اور باتیں بیان کرتے ہیں - جو درحقیقت صحیح اور مسلم ہیں - اور ایسے آدمی ہر روز ہزاروں ملیں گے - جو ان باتوں کو مانتے ہیں - اور دعوے کرتے ہیں - کہ ہم پورے طور سے اتحاد اور اتفاق پر مائل ہیں - لیکن اگر کوئی شخص اپنا حق طلب کرے - جو اُن کی گردن پر ہے - اور نہایت نرمی اور انسانیت سے طلب کرے - تو بھی وہ غصّہ سے سانپ کی طرح بل کھاتے ہیں - اگر ان سے درخواست کی جائے کہ وہ مظلوم کی داد رسی کریں - یا ایک بھائی کی تکلیف کو رفع کریں - یا ان لوگوں میں سے جو اُن کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں - کسی کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں - تو وہ لیت و لعل کرتے ہیں - اور طرح طرح کے عذر پیش کرتے ہیں - یا صاف انکار کرتے ہیں - اور سرکشی سے پیش آتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ یہ ہم سے نہیں ہو سکتا - اگر ان سے کہا جائے کہ وہ کسی مفید عام کام میں مدد دیں - جس سے زراعت کو یا کسی ہنر کو ترقی ہوتی ہے - یا اصلی تربیت پھیلتی ہے - تو وہ اس کام کو حقیر جانتے ہیں - اور ان لوگوں کو احمق ٹھہراتے ہیں - جو اس کام کے درپے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ اس سے ہماری ذات کو کیا فائدہ تم عوام کو اور ان کے کام کو چھوڑ دو - ان کو ہمارے سوا اور بہت سے مل جائیں گے - گویا کہ وہ خیال کرتے ہیں - اُلفت - محبّت - اور اتفاق جس کا وہ دعوے کرتے ہیں - اور جس کی طرف اپنا میلان بتاتے ہیں - اُن کی طرف سے لوگوں کے ساتھ نہ ہو - بلکہ لوگوں کی طرف سے ان کے ساتھ ہو - اور وہ بھی نہ کسی نفع کی امید پر ہو - نہ رفع تکلیف کے خیال پر - ان کے فلسفہ کا یہ نچوڑ ہے - کہ ان کو پبلک سے فائدہ پہنچے مگر ان کی ذات سے پبلک کو کوئی توقع نہ رکھنی چاہیئے - اس قسم کے لوگ فی الحقیقت نہایت نادان اور نہایت احمق ہیں - اور اُن کے خیالات سراسر گمراہی اور ضلالت پر مبنی ہیں - نہایت تعجب ہے - بلکہ نہایت افسوس ہے - کہ اس خیال کے لوگ ہماری قوم میں بہت زیادہ ہیں -

بعض لوگ دوسروں کو انصاف کی نصیحت کرتے ہیں - لیکن اگر اُن کا ذاتی نفع کسی شخص کے حق سے ٹکرا جائے - تو وہ اس حق کو بے تکلف پامال کرتے ہیں - اور اپنی غرض پوری کرتے ہیں - گویا کہ اُن کے نزدیک یہی انصاف ہے - جس کا وہ دعوے کرتے تھے - یا وہ نصیحت پر عمل کرنا کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہیں -

بعض لوگ ظالموں - گناہ گاروں بد انتظام اور بد تدبیر لوگوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں - پھر وہ آپ ہی اس بھنور میں ڈوب جاتے ہیں - جس کے صاف معنے یہ ہیں - کہ اگر وہ افعال اُن کے سوا اوروں سے صادر ہوں - تو ان پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی - بلکہ اُن کی ذات مقدس کے سبب سے ان افعال میں برائی کی جگہ بھلائی پیدا ہو جاتی ہے - یہ لوگ جن کا میں نے ذکر کیا - نہیں جانتے - کہ دنیا میں فی الواقع برائی کیا ہے - اور بھلائی کیا - نیکی کیا چیز ہے - اور بدی کیا چیز یہ الفاظ ہیں جن کے بولنے کا حق اُن کو وراثتاً حاصل ہے - گو کہ وہ نہیں جانتے - کہ ان کے معنے کیا ہیں - وہ ان الفاظ کو خاص خاص موقعوں پر بولنے کے عادی ہیں - اور جس طرح سنتے رہے ہیں - اسی طرح ان کو استعمال کرتے ہیں - نہ وہ ان کے معنے سمجھتے ہیں - نہ ان کی کوئی حقیقت اُن کے خیال میں آتی ہے - ان کا وجود سوسائیٹی کے لئے نہایت بدقسمتی اور بدبختی کا باعث ہے - وہ حیوانیت

کے ادنے درجہ میں ہیں - اور حقائق کو نہیں جانتے - ان کے نزدیک بھلائی کی بات وہی ہے - جس سے کسی وقت ان کو لذت حاصل ہو - جب وہ وقت گذر جاتا ہے - تو وہ بھلائی بھی جاتی رہتی ہے - پھر اگر اس سے دوسری دفعہ کسی موقع پر ان کی ہوائے نفسانی پوری ہو جائے - تو فوراً وہ بھلائی بھی پیدا ہو جاتی ہے - اسی طرح ان کے نزدیک برائی کی بات وہی ہے - جو کسی وقت ان کو تکلیف پہنچائے - جب وہ تکلیف جاتی رہتی ہے - تو برائی بھی فراموش ہو جاتی ہے - لیکن اگر وہی برائی دوسروں کو تکلیف پہنچائے - تو اُن کے نزدیک تکلیف دہ نہیں ہے - نہ وہ اس کو افسوس کی نظر سے دیکھیں گے غرضیکہ اون کے نزدیک حسن و قبح کا معیار خود اُن کی ذات ہے - اگر کوئی کام ان کی راحت و لذت میں خلل ڈالتا ہے - گو کہ اوروں کو اس سے نفع ہو تو وہ بُرا ہے - اور اگر کوئی کام ان کو ضرر نہ پہنچاتا ہو - بلکہ ان کی خود غرضی کا مدد گار اور اُن کی راحت و آرام کا باعث ہو - گو کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو - تو وہ اچھا ہے - نہ فی الحقیقت وہ بھلائی کو بھلائی جانتے ہیں - نہ برائی کو برائی - نہ مفید کو مفید خیال کرتے ہیں - نہ مضر کو مضر - یہہ اُن کی نفسانی اُمنگیں اور ذاتی اغراض ہیں - جن کو عام بہبودی رفاہ عام - ملکی حقوق اور قومی ہمدردی وغیرہ شاندار لفظوں کا لباس پہناتے ہیں - یہہ الفاظ جو کھوکلے اور اندر سے خالی اور محض بے معنے ہیں - بار بار اُن کی زبانوں پر آتے ہیں - باوجود اس کے وہ اپنے قول اور فعل کے بُرے نتائج سے نہیں بچ سکتے - اُن کی جہالت - اُن کی نادانی - اور اُن کی غفلت آخر کار ان کو سزا دیتی ہے اُن کا خاتمہ نہائت بُرا اور اُن کا انجام نہائت خوفناک ہوتا ہے -

ہم نہیں چاہتے - اور نہیں پسند کرتے کہ ہمارے قوم کے ممبر اپنی زبان سے ایسی باتیں نکالیں - جن کے ساتھ عمل کی شہادت نہیں ہے - ہم تو یہی بات پسند کرتے ہیں - کہ بہ نسبت قول کے عمل زیادہ ہو - اور ہمارے ملک کے تمام باشندے چھوٹے ہوں یا بڑے اس اصلی فضیلت کے حاصل کرنے میں کوشش کریں - جس کی خوبیوں کا وہ اقرار کرتے ہیں - اور اُس کے موافق اُن کے افعال ہوں - تاکہ وہ فضیلت خود گواہی دے - کہ جو شخص اُس کے رکھنے کا دعوے کرتا ہے - اس میں فی الواقع موجود ہے - ہم چاہتے ہیں - . . . . . . کہ اصلی کام جو اصلی قوانین زندگی کے مطابق ہوں - تمام ملک میں پھیل جائیں - اور قوم کی تمام خواہشیں اور ضرورتیں اُسی طرح پوری ہوں - جس طرح پوری ہونی واجب ہیں - تاکہ ہر شخص اپنی محنتوں سے جو با قاعدہ کی گئی ہوں - اصلی کامیابی حاصل کرے - اور خاص و عام سب کو فائدہ پہنچے - یہ شور و غل اور بیہودہ گوئیاں کمزوری کی خبر دیتی ہیں - اور سوائے ناکامی اور نامرادی کے ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہے -"

ہم آخر میں اس بات کے کہنے سے باز نہیں رہ سکتے - کہ یہہ مضمون جو شیخ محمدؐ عبدہ نے اپنے ملک کی تہذیب اخلاق کے لئے لکھا ہے - بہت زیادہ ہماری قوم اور ہمارے ملک کے لئے موزون ہے - یہاں بھی بہت سے تعلیم یافتہ ہیں - جو قومی ہمدردی اور قومی ترقی کا غل مچاتے ہیں - اور کام کرنے کے وقت کچھ نہیں کرتے - اپنی قوم کے عیب کھود کھود کر نکالتے ہیں - اور ان کو نصیحت کرتے ہیں - مگر سب سے زیادہ نصیحت یا الزام کے وہی مستحق ہیں - کاش وہ اسپیچ کم کریں - اور کام زیادہ تاکہ اصلی ترقی کی بنیاد قائم ہو -

واللہ الموفق و المعین - نعم المولے و نعم النصیر -

امیر المومنین - نے ۲۷ - جون کو روسی سفیر کو محل سلطانی میں دعوت دی وزیر اعظم - دیگر وزراء غازی عثمان - ادہم پاشا اور مارشل کا معود دینز پاشا (جرمن) بھی مدعو تھے - دعوت کے بعد امیر المومنین نے سفیر مذکور سے پون گھنٹہ پرائیویٹ ملاقات کی - اور اُسے بہ وقت رخصت طبقہ امتیاز کے طلائی و نقرئی تمغے اور اُس کے سکرٹری کو طبقہ لیاقت کا سنہری تمغہ عطا کیا -

ترکی گورنمنٹ نے جزیرہ قبرس میں جو ۱۸۷۸ء سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے - رفیق بک کو نیا مفتی مقرر کیا ہے -

امیر المومنین نے کرنیل سر ہربرٹ چیر ہشاید کو جو انگریزی فوج متعینہ کریٹ کے کمانڈر ہیں - اور آخر جون میں قسطنطنیہ گئے تھے - طبقہ عثمانیہ کا تمغہ درجہ دوم عطا فرمایا ہے - تمغہ مذکور سعید پاشا پریسیڈنٹ مجلس شوریٰ نے کرنیل صاحب کو باب عالی میں بلا کر بتاریخ ۳۰ - جون اپنے ہاتھ سے حوالہ کیا -

جرمنی سے ماؤزر رائفلوں کے کارتوسوں کے اور ۲۲۵۰ صندوق توپخانہ عامرہ میں پہنچ گئے ہیں -

مکتوبات امام الزمان

ذیل میں ہم امام الزمان سلمہ الرحمن کے دو گرامی قدر مکتوب درج کرتے ہیں جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب فاضل سیالکوٹی کی مہربانی کا نتیجہ ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ یہہ گرامی نامے نہایت ہی احتیاط سے پڑھے جاویں گے - کوئی ناعاقبت اندیش جو من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ کے فرمان سے ناواقف ہے شائد اسکو بیجا تعریف ہی کہے لیکن حق یونہی ہے کہ مولانا ممدوح نے الحکم کو ہر ایک قسم کی امداد دینے میں سب سے زیادہ قدم مارا ہے اللّٰہ تعالٰی اونکو جزائے خیر دے ہم خوب جانتے ہیں کہ فی الحال الحکم میں اگر کوئی مضمون ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوسکتا ہے تو وہ مولانا ممدوح ہی کی تقریر یا تحریر ہوتی ہے اگر ہمارے دوسرے کرمفرما و مثل مولانا مولوی نورالدین صاحب وغیرہ بھی قلمی امداد کی طرف توجہ فرماویں تو الحکم اپنی حیثیت کے اخباروں میں فرد ہوسکتا ہے - مگر ہم مایوس نہیں انشاء اللّٰہ الحکم کے تمام نقائص اور شکائتیں ایک وقت رفع ہو جائیں گی اگر خلوص نیت اور ثبات قدم میسر ہو -

(ایڈیٹر)

مکرمی اخی شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

دو خط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آج خدمت میں ارسال کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے احباب ان سے بہت محظوظ اور مسرور ہوں گے اور مستغاً امید ہے کہ اس عاجز کے لئے شرح صدر سے دعا کریں گے - پہلا خط ایک تازہ خط ہے جو حضرت اقدس نے ایک مکرم دوست کو لکھا ہے جو کسی قدر دنیوی ابتلاؤں میں مبتلا ہیں -

اس خط میں میں چاہتا ہوں کہ اہل دل اس امر کی طرف متوجہ ہو کر غور کریں کہ حضرت اقدس کو اپنی دعاؤں کی قبولیت اور خدا تعالٰی سے تقرب پر کس قدر علی بصیرۃ یقین ہے یہی ایک سیلم ہے جو اس پاک وجود کو اس عرصہ دراز سے اپنی کارروائی کے اجراء سے تھکنے اور ہٹنے نہیں دیتا - اور کوئی سطح زمین پر اور اس نیلی فضا کے نیچے ایسا شخص نہیں جس کا دل اس قوت یقین سے معمور ہو -

اور دوسرا خط حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم مغفور لدھیانوی کے نام ہے - یہ خط قریباً تیرہ۱۳ برس کا ہے - اس خط میں میں صرف اس قدر تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ آجکل جو لوگ اس نور اور حق اور ہدی سے منکر ہیں غور کریں اور خدا کے لئے غور کریں کہ حضرت اقدس اپنے ایک مکرم دوست کو وصیت کرتے ہیں کہ بیت اللّٰہ میں انکی طرف سے بلا تغییر الفاظ انکی یہ دعا پڑھ دیں کہ ای ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے مجھے جوش بخشا ہے الخ - ان الفاظ سے کس قدر فوق العادہ طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کو اپنے منجانب اللّٰہ ہونے کا یقین واثق کب سے اور کس قدر ہے - خدا تعالٰی ان منکروں کو فہم عطا کرے کہ اپنے لئے ہلاکت کی راہ طیار کر رہے ہیں -

عاجز عبدالکریم

۱۰ اگست

پہلا خط مورخہ ۵ اگست ۱۸۹۸ء

"مخدومی اخویم .... صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا اللّٰہ جلشانہ آپکی نیات خیر سے صدہا حصہ زیادہ آپ سے معاملہ کرے آمین - میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبولیت کی بشارۃ سنوں - مجھے اس قدر خدا تعالٰی کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ اس کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی دعا نہیں - اشعار

ہر آن کارے کہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آن کار نے بادی نہ بارانے
عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقے باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے
اگر جنبد لب مردے ز بہر آنکہ سرگردان
خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے
ز کار افتادہ را بر کار مے آرد خدا زین رہ
ہمین باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے
مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ اگست ۱۸۹۸ء

دوسرا خط مورخہ ۱۳۰۳ ہجری

"از عاجز عائذ باللّٰہ الصمد غلام احمد باخویم مخدوم و مکرم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللّٰہ تعالٰی -

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ عنایت نامہ آن مخدوم پہونچا - اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللّٰہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی کہ سامان سفر میسر ہونا چاہیے اب چونکہ خدا تعالٰی نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم مصمم ہے اور ہر طرح سامان درست ہے اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرماوے اور آپکا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہ ہو اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بہ تحصیل مرضات اللّٰہ واپس آویں - آمین یا رب العالمین اور انشاء اللّٰہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کریگا - آپکے مرسلہ پچیس روپیہ پہونچ گئے ہیں - آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی اور خالصاً للّٰہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجا لائے جزاکم اللّٰہ خیر الجزا و احسن الیکم فی الدنیا والعقبی - یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا انشاء اللّٰہ تعالٰی - دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اس فوز عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے خدا تعالٰی آپ کا حافظ اور حامی رہے اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے آمین -

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللّٰہ کی زیارت بفضل اللّٰہ تعالٰی میسر ہو تو اس مقام محمود اور مبارک میں اس احقر عباد اللّٰہ کی عرض انہی لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گذارش کریں کہ ای ارحم الراحمین ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ ای ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ

تو غفور و رحیم ہے اور مجھسے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنے ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبّین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اُسکو اپنے ہی فضل سے انجام تک .... عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور اُن سب .... اسلام کی خوبیوں سے بیخبر ہیں پوری کر۔ اور اس عاجز اور .... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے .... حمایت میں رکھکر دین و دنیا میں آپ اُن کا متکفل .... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہونچا اور اپنے .... اور اُس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر آمین یا ربّ العالمین۔

یہ دعا ہے جسکے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں والسلام۔

خاکسار غلام احمد

مکرر کہ خط ہذا بطور یادداشت اپنے پاس رکھیں خط دیکھکر بتما م حضور و رقت دل دعا کریں والسلام۔"

اس خط کی پوری پوری تعمیل کی گئی یعنے حضرت منشی صاحب جنکے نام یہ خط ہے بخیر و عافیت حج کو گئے اور وہاں پہونچکر حسب الحکم اس خط کو باواز بلند پڑھا اور ساتھ کی جماعت آمین کہتی رہی۔ اس سال حج اکبر ہوا یعنے جمعہ کے دن۔ حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت جیسا کہ حضرت اقدس کی دعا تھی واپس گھر پہونچ گئے اور گیارہ بارہ روز زندہ رہکر ۱۳۰۳ ہجری میں لودیانہ میں وفات پائی۔ اس خط میں جہاں نقطے دیئے ہوئے ہیں اُس جگہ سے بباعث دیرینہ ہونے کے پھٹکر ضایع ہو گیا ہے۔ لیکن یہ ضایع شدہ چند الفاظ ہیں زیادہ نہیں مضمون کا ربط معلوم ہو سکتا ہے۔ فقط۔ بقلم منظور محمد ولد حضرت منشی صاحب موصوف مرحوم مغفور۔

ایام الصلح (فارسی لباس میں)

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہائت مسرت و انبساط سے مشتاق ناظرین کو مژدہ سناتے ہیں۔ کہ کتاب ایام الصلح جو حضرت اقدس تصنیف فرما رہے تھے۔ اور جس کا ترجمہ فارسی زبان میں ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب فاضل سیالکوٹی فرما رہے تھے۔ بالکل مکمل ہو گئی ہے۔ اور فارسی حصہ تو مکمل طور پر طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ کتاب پر کسی قسم کی رائے دینا ہماری بساط سے باہر ہے۔ کیونکہ سلطان القلم اور امام الوقت کی ذوالفقار صفت قلم کا نتیجہ ہے۔ اور کلام الامام امام الکلام ایک مسلّم بات ہے۔ جس قسم کے حقائق اور معارف اور قرآنی اسرار اس رسالہ میں حضرت اقدس نے بیان فرمائے ہیں اون کی نظیر پہلی تصنیفات میں نہ ملے گی اپنے دعاوی پر ایسے انداز اور طرز سے قلم اُٹھایا ہے کہ گویا مجسم کر کے مدعی کو دکھا دیا ہے۔ اور کم سواد اور عام فہم کا آدمی بھی بشرطیکہ صفائی قلب رکھتا ہو۔ امام الوقت کی شناخت کر سکے۔ بہر حال کتاب کی خوبیاں دیکھنے اور پڑھنے والوں کو معلوم ہوں گی۔ ہم اس مختصر نوٹ میں کچھ بھی ظاہر نہیں کر سکتے۔ فارسی ترجمہ جس خوبی اور لطافت سے کیا گیا ہے۔ وہ جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لئے بذات خود ایک فوق العادت نشان ہے۔ اہل زبان پڑھ کر ایک دفعہ (میری تصویر پر مصور بھی دھو کھا کھا جاویں گے) کے مصداق ہوں گے۔ فارسی زبان کا تازہ لٹریچر نظر آئے گا۔ اور جس خوش اسلوبی سے اس کتاب کے مضامین کو فارسی میں ادا کیا گیا ہے۔ وہ خدا تعالے اور صرف خدا تعالے ہی کا فضل ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالے مولوی صاحب کی اس سعی کوشش کو مشکور بنا دے اور اون کو جزائے خیر دے۔ اور اس سے بھی زیادہ فضل اون پر کرے تاکہ وہ اوس کے پاک دین کی خدمت میں اس سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور ہم لوگوں کو بھی مولوی صاحب کا سا صدق و ثبات عطا کرے تاکہ اس مقدس امام اور اوس کے مقدس مشن کے لئے مفید ہو سکیں۔ آمین ❊

ایام الصلح کا فارسی ترجمہ فی الحال شائع ہوا ہے۔ اور مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر ایک روپیہ قیمت کو ملے گا۔

فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والے اور یونیورسٹی کے امتحانات منشی عالم وغیرہ کی طیاری کرنیوالے اس رسالہ کو ضرور پڑھیں۔

توجہ بکار ہے؟

ہمارے معزز ناظرین کی توجہ کی بغیر رجوع دنیاوی اسباب میں ایک سبب ہے۔ الحکم کی اون قابل اصلاح باتوں میں اصلاح ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے جو ہمارے ناظرین محسوس کرتے ہیں یا خود ہم سمجھتے ہیں۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء سے اخبار لینے والے احباب کو متوجہ ہو جانا چاہئے۔ کہ اون کی اختتام سال میں صرف ایک مہینہ رہ گیا اور اون میں سے اکثر ایسے ہیں کہ اونہوں نے ترسیل زرچندہ کیطرف توجہ نہیں فرمائی یا بوجوہات نہیں فرما سکے۔ جو کام متفقہ کوشش و سعی سے ہونیوالے ہوتے ہیں ایک شخص خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو سرانجام نہیں دے سکتا ہاں مومن اللہ جگہ سے باہر ہے پس ہم اپنے احباب سے امید کی جاتی ہیں کہ وہ الحکم کی ہر ایک قسم کی امداد کیلئے ہمہ تن طیار ہو جاویں کیا وہ نہیں دیکھتے؟ کہ اونکی مقدس مشن کی خلاف کسقدر اخبار صرف مخالفت ہی کا منشر لیکر شائع ہوتے ہیں پھر اگر وہ اپنی جماعت کیلئے ہی حقوق کی حفاظت کیخاطر ایک بھی اخبار اپنے ہاتھ میں رکھ کر نہیں چلا سکتے تو یہ کسقدر سستی کی بات ہے اسلئے ہم امداد کرتی ہیں کہ مزید توجہ کریں گے ابھی

[illegible]

✤ - قواعد زیر دفعہ ۵۶ و ۵۷ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۸۳ء بغرض آبپاشی بذریعہ نہر کرن ✤

تعریفات

ان قواعد میں مینجر سے وہ شخص مراد ہے - جس کو وقتاً فوقتاً ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور واسطے انتظام نہر کے مقرر کر دے - سال سے وہ بارہ مہینہ سمجھے جائیں گے - جو یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱ - اکتوبر کو ختم ہوں -

قواعد

(۱) پانی جو نہر سے لیا جائے گا - اس سے فی الفور آبپاشی کی جائے گی - اور سوائے مینجر کے خاص اجازت کے کوئی شخص اوس سے تالاب یا گڑھے پُر کرنے کا مجاز نہ ہوگا -

(۲) سال میں جس زمین کے واسطے نہر سے آبپاشی کی ضرورت ہو اس کے مالکان کو چاہیئے کہ سال کے پہلے دو ماہ کے عرصہ میں مینجر کے پاس تحریری درخواست کریں اور یہ بھی تحریر کریں کہ آیا وہ پانی توڑ سے لگا چاہتے ہیں - یا بذریعہ حصہ کے - اور

(الف) بحالت توڑ کے اپنی درخواست میں تعداد اُن کھالوں کی جن کے علیحدہ علیحدہ دہانے

ہوں اور جن کے ذریعہ وہ پانی لینا چاہتے ہوں درج کریں۔

(ب) بصورت جھٹہ کے اون مقامات کی تعداد جہاں جھلاروں اور جھٹوں سے پانی لیا جائے گا۔ الگ الگ بتانے چاہیئے۔

(۳) مینجر کا فرض ہو گا کہ یکم اپریل سے پہلے مراتب ذیل کا تعین کرلے۔

(ا) کس قدر جدا جدا دہانے والے کھالوں کے ذریعہ توڑ آبپاشی کی جائے گی۔ اور وہ دہانے کس کس جگہہ قائم کئے جائیں گے

(ب) جھلاروں کی تعداد اور ان کے قائم کرنے مقامات

(ج) وہ مقامات جہان بذریعہ جھٹوں کے پانی لیا جائے گا۔

(۴) ہر سال زمینداران صرف اونہیں موگھوں کے ذریعہ اپنے کھالوں میں پانی لے جائیں گے۔ جو پہلے مقرر ہو چکے ہوں اور صرف انہیں مقامات پر جھلاروں اور جھٹوں سے کام لے سکیں گے۔ جو اس سال کے واسطے مینجر نے منظور کئے ہوں۔

(۵) کسی شخص کو نہر کے کنارے اور پٹڑے کاٹنے کا بجز صریح اجازت مینجر کے اختیار نہ ہوگا۔

(۶) طیاری کھال جس کے ذریعہ نہر سے پانی لیا جائے گا۔ معہ پختہ دہانہ اوس نمونہ اور مساحت کے مطابق جو مینجر وقتاً فوقتاً تجویز کرے یا آڈ جسکے ذریعہ جھلار تک پانی پہونچایا جائے گا۔ اُس شخص یا اون اشخاص کے ذمہ ہوگی جو اس کھال یا جھلار سے آبپاشی شدہ فصلوں کا آبیانہ دینے کے ذمہ وار ہوں گے۔ اشخاص مذکورہ بالا مشترکاً اور فرداً فرداً پختہ دہانوں کی تعمیر کے ذمہ وار ہوں گے۔

(۷) نہر میں کسی قسم کا پشتہ یا بند لگانے کی ممانعت ہے سوائے اوس خاص وقت اور خاص نمونہ اور خاص مصالح کے جو مینجر بذریعہ عام یا خاص احکام کے مقرر کرے۔ جب

کسی خاص وقت کے واسطے نہر میں پشتہ یا بند بنانے کی اجازت دی جائے ۔ تو اوس شخص یا اون اشخاص کا جن کے مفاد کے واسطے بند لگایا گیا ہو مشترکًا اور منفردًا فرض ہے کہ وہ فورًا بعد انقضائے وقت معینہ کے اس کو مسمار کر دیں ۔

(۸) مینجر ہر سال یکم اپریل سے پہلے ہر ایک کھال اور ہر ایک آڈ کی جس کے ذریعہ جھلار میں پانی جاتا ہو آبپاشی کے بارے مقرر کر دے گا ۔

(۹) آبپاشی کرنے والوں کا فرض ہوگا کہ وہ نوبت ہائے معینہ حسب قاعدہ نمبر ۸ کے مطابق کاربند رہیں ۔ بدوں اون اوقات اور اُس حد تک جب کہ اون کی عدم ضرورت کا مینجر وقتًا فوقتًا اظہار کرے ۔

(۱۰) جو شخص قواعد نمبر ا و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ اور نمبر ۹ کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا ۔ جس کی تعداد ۵ روپیہ تک ہو سکتی ہے ۔ بحالت مسلسل خلاف ورزی کے جتنے دنوں تک بعد سزا یابی کے عدم تعمیل جاری کرے گا زائد جرمانہ بہ حساب ۵ روپیہ یومیہ کا سزاوار ہوگا ۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک عیاش مسلمان نے ایک سو روپیہ کی لاگت سے ایک پلنگ ۲۲ فیٹ طویل اور ۱۰ فیٹ عریض بنوایا اور ایک وسیع دالان میں رکھا ۔ منشاء یہہ تھا ۔ کہ اپنے یاروں سمیت اس پر بیٹھ کر رنڈی کا ناچ کرایا جاوے ۔ مگر پلنگ کے طیار ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد ۸ بجے شب کے مکان کی چھت بیٹھ گئی ۔ اور تمام کارخانہ درہم برہم ہوگیا ۔ یہہ نرالا عیاشی کا کھیل ہے ۔

کیوبہ کی امریکن فوج میں [illegible] ۴۲۳ آدمی بیمار ہیں ۔ منجملہ اُن کے ۳۰۴۲ زرد بخار میں مبتلا ہیں ۔

فرانچ سفیر نے گورنمنٹ امریکا کو اطلاع دی کہ سپین کو شرائط صلح منظور ہیں ۔ اور اوس نے یہہ بھی منظور کرا لیا ہے ۔ کہ دوران گفتگوئے صلح میں جنگ ملتوی رہا ہے ۔

کمڈز میں ایک کشتی نئی ایجاد ہوئی ہے ۔ جو پانی کے اندر چلتی ہے ۔ اس میں دخانی یا مقناطیسی قوت کی حاجت نہیں ہے ۔ صرف پُرزے لگے ہیں ۔ اور دو آدمی چلا سکتے ہیں ۔

سینٹ پیٹرزبرگ میں موسم سرما میں جہاز رانی کے قیام کے لئے روسیوں نے دس ہزار گھوڑوں کی طاقت کی برف توڑنے والی کل ایجاد کی ہے ۔ یہہ کل برف کو توڑ کر پانی بنا دیا کرے گی ۔ اور جہاز رانی جاری رہے گی ۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے ۔ کہ یونان سے جو تاوان جنگ لیا گیا ہے ۔ اس میں سے دس ہزار پونڈ کریٹ کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد پر صرف کئے جائیں ۔

پرنس بسمارک کی وفات پر شہنشاہ جرمن نے حکم دیا ۔ کہ بری اور بحری فوج میں ایک ہفتہ تک ماتم رہے ۔

اسلامی دُنیا کا ہفتہ

ترکی گورنمنٹ نے ۔ چوتھے ۔ پانچویں اور چھٹے اردوئے ہمایون کے کمانڈروں کے نام حکم صادر کیا ہے ۔ کہ رنگروٹوں کی بھرتی کے قواعد کی پوری تعمیل کرکے اپنی اپنی پلٹنوں کی جمعیت مکمل کردیں ۔ ان جیوش کے صدر مقام علی الترتیب ارزن گیھان ۔ دمشق اور بغداد ہیں ۔ جہاں کے اکثر باشندے اب تک فوجی خدمت سے بچے ہوئے تھے وہاں خانہ بدوش قبائل بہ کثرت آباد ہیں ۔ اوران کی مردم شماری کا اس لئے کوئی درست انتظام نہیں ہو سکتا ۔ مگر اب ترکی حکام ان قبائل سے خانہ بدوشی چھوڑانے کے لئے پوری پوری کوشش کر رہے ہیں چنانچہ حال ہیں حکام ادانہ کی سعی و کوشش سے قبیلہ شکرلی نے خانہ بدوشی چھوڑ کر پانچ نئے دیہات آباد کر لئے ہیں ۔ ہر گاؤں میں مسجد اور مدرسہ سرکاری خرچ سے بنا دیا جائیگا ۔ اور سول انتظام باشندوں کے ہاتھ میں رہے گا ۔

صدر اعظم خلیل رفعت پاشا نے صوبوں کے حکام سے درخواست کی ہے ۔ کہ وہ خانہ بدوش قبائل کے مشائخ اور دیگر مقتدر اشخاص کو اپنے لڑکے قسطنطنیہ کے مدرسہ عشیرت میں جو چند برسوں سے ایسے ہی لڑکوں کے لئے امیرالمومنین نے جیب خاص کے خرچ سے قائم کیا ہے ۔ بھیجنے کی ترغیب دیتے رہا کریں ۔ مدرسہ کی عمارت میں بہت اضافہ کیا گیا ہے

پانچویں اردوئے ہمایون کے فوجی افسروں نے محتاجان کریٹ کے لئے لٹھہ کے پندرہ سو تھان خرید کئے ہیں ۔

ٹائمز نے کچھ عرصہ ہوا تحریر کیا تھا ۔ کہ یمن کا فوجی گورنر فیضی پاشا موقوف کردیا گیا ہے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ پاشاء موصوف کی صرف تبدیلی کی گئی ہے ۔ بغداد کے فوجی کمانڈر دولت لور جب پاشا طرابلس العرب بھیجے گئے ہیں اور فیضی پاشا یمن سے اون کی جگہ بغداد ۔ اسی طرح احمد پاشا کو راستہ سے واپس بلا لئے جانے کی خبر بھی اوس نے غلط درج کی تھی ۔ پاشاء موصوف خرید جہازات کے لئے لنڈن پہنچ گئے اور کئی ہفتہ تک وہاں رہے ۔ جہاں سے اب اون کو جرمنی جانے کا حکم ملا ہے ۔ ٹائمز کی ان غلط بیانیوں سے طاہر پاشا کی نسبت اوس کی تحریر کردہ خبر سے بھی بے اعتباری سی ہوگئی ہے اور خیال گذرتا ہے کہ شائد اُس کے نامہ نگار نے اوسی واقعہ پر جس کے متعلق ۱۴ جولائی کے وکیل میں لکھا گیا تھا ۔ رنگ چڑھا کر یہ طومار طیار کر لیا ہے ۔ واقعہ مذکور یہ تھا ۔ کہ سید طاہر پر جبکہ وہ محلہ بک اوغلی سے گذر رہے تھے ۔ چند بدمعاشوں نے حملہ آور ہوکر لاٹھیوں کی ضربات سے اون کو ادھ موا کردیا تھا ۔ اور وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے تھے ۔

باب عالی نے جرمن کارخانوں سے ماؤزر رائفل کے ۲۲ کروڑ کارتوس خرید کئے ہیں ۔ پہلے ۶۰۰ قرش فی ہزار کارتوس قیمت تھی ۔ اب باب عالی نے پانچسو پچاس قرش فی ہزار قیمت مقرر کی ہے ان میں سے سوا دو ہزار صندوق شروع جولائی تک قسطنطنیہ پہونچ گئے ہیں

محتاجین حرمین کے لئے شروع جولائی تک چار لاکھ قرش قسطنطنیہ میں چندہ میں جمع ہوئے تھے اور شہیدان محاربہ کی اولاد کے لئے ۶۷ لاکھ ۴۳ ہزار قرش ۔

چند اہالی حلب نے اوس فوجی چوکی کی عمارت میں مدد دینے کے لئے جو حکام ضلع اسکندرونہ کی سڑک کی حفاظت کے لئے بنوا رہے ہیں ۔ ایک رات تھیٹر کا تماشہ کیا ۔ اوس سے بیس ہزار قرش آمدنی ہوئی جو حکام کے حوالہ کردی گئی ۔

اطنہ اور مرسینا کے مزارعین نے بابعالی میں درخواست کی ہے کہ مرسینا ۔ ادانہ ریلوی لاین کو مرعش تک بڑہا دیا جائے ۔ لاین مذکور کی اجارہ دار کمپنی بھی با حصول ضمانت اس توسیع پر آمادہ ہے ۔ مرسینا ایشیاء کوچک کے جنوبی ساحل پر جزیرہ قبرس کے مقابل بندرگاہ ہے ۔ اور ادانہ (اطنہ) اوس سے بجانب شمال مشرق چالیس میل کے فاصلہ پر ہے ۔ اس نواح میں صرف یہی چالیس میل ریلوی لاین ہے ۔ مرعش اطنہ سے بجانب شمال مشرق ایک سو پانچ میل اور حلب سے عین بجانب شمال ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ۔

ترکی فوج کے تھیلی کو خالی کرتے ہی یونانیوں کے لاریسا ترخالہ اور مواضعات کے مسلمانوں پر جو کچھ جبر و ستم کرنیکی خبریں موصول ہوئی ہیں اونکی تصدیق ہوگئی ہے ۔ وزارت یونانی نے مقامی حکام کو آئندہ کے لئے سخت نگرانی کرنے کی تاکید کرکے مسلمانوں کے نقصانات کی فہرست فی الفور ارسال کرنے کا حکم دیا ہے ۔

بابعالی میں یہ شکائت ہونے پر کہ بعض اہلکار اون سپاہیوں کے مشاہرے دینے میں جو محاربہ تھسلی میں شریک ہوئے تھے تاخیر کر رہے ہیں عام حکم نافذ کیا گیا ہے کہ اگر آئندہ کسی سپاہی کو دیر کرکے تنخواہ ملنے کی شکائت پہونچی تو قصوروار اہلکار کو سخت سزا دی جائیگی ۔

بیروت کا اخبار لکھتا ہے کہ رشید بک آفندی گورنر بیروت کے حسن انتظام سے اونکے عہد گورنری میں جنکی میعاد ابھی دس ماہ سے زائد نہیں ہوئی ۔ سال گذشتہ کے اسی قدر مہینوں کی نسبت صوبہ کی آمدنی میں ساٹھ ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا ہے ۔

دارالامان کی ڈائری

یکم اگست ۱۸۹۸ء - کل گذشتہ سے منشی تاج الدین مع اہل بیت اور مفتی محمد صادق و منشی غلام حسین صاحب ڈنگوی و میاں محمد حیات لاہور سے تشریف لائے ہوئے ہیں - صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈاڑھ کا حصہ بوسیدہ ہوگئی ہے - اُس کو میں نے منہ سے نکالا - اور وہ بہت صاف تھا - اور اوسے ہاتھ میں رکھا" پھر فرمایا کہ "خواب میں دانت اگر ہاتھ سے گرایا جاوے تو وہ منذر ہوتا ہے - ورنہ مبشر" زاں بعد محمد صادق نے اپنے دو خواب سنائے - جنمیں سے ایک بیت نور کے کپڑوں کا ملنا اور دوسرے میں حضرت اقدس کے دیئے ہوئے مضمون کا خوشخط نقل کرنا تھا - جس کی تعبیر حضرت اقدس نے کامیابی مقاصد فرمائی -

"اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا" کہ تائیدات آلہیہ ایک تو بیّن اور ظاہر طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں - اور عام لوگ اُن کو دیکھ سکتے ہیں - مگر بعض مخفی تائیدات ایسی ہوتی ہیں - جن کے لئے میری سمجھ میں کوئی قاعدہ نہیں آتا کہ عوام الناس کو کیونکر دکھا سکوں - مثلاً یہی عربی تصنیف ہے - میں خوب جانتا ہوں کہ عربی ادب میں مجھے کہاں تک دسترس ہے - لیکن جب میں تصنیف کا سلسلہ شروع کرتا ہوں - تو یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل اور موقع پر موزوں طور پر آنے والے الفاظ القا ہوتے جاتے ہیں - اب کوئی بتلائے کہ ہم کیونکر اس تائید آلہی کو دکھا سکیں - کہ وہ کیونکر سلسلہ پر الفاظ نازل کرتا ہے" اور دیکھو اس **ایام الصلح** میں اکثر مضامین ایسے آئے ہیں جن کا میری پہلی تصنیفات میں نام تک نہیں - اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے - کہ اس سے پہلے وہ کبھی ذہن میں نہ گذرے تھے - لیکن اب وہ ایسے طور پر آکر قلب پر نازل ہوئے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا - جب تک خود تائید الٰہی کے شامل حال ہوکر اوس کو اس قابل نہ بنا دیوے - اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو وہ ایسے بندوں پر کرتا ہے - جن سے کوئی کام لینا ہوتا ہے"

"یہ بھی ایک سچی بات ہے کہ تصنیفات کے لئے جب تک صحت اور فراغت نہو یہہ کام نہیں ہوسکتا - اور یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اون لوگوں ہی کو ملتا ہے جن سے وہ کوئی کام لینا چاہتا ہے - پھر اون کو یہ سب سامان جو تصنیف کے لئے ضروری ہوتے ہیں یکجا جمع کر دیتا ہے"

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے دشمنوں کی طبیعت ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء سے بعارضہ درد شکم بیمار تھی حضرت اقدس نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی - اور افاقہ کی خبر سُن کر الحمدللہ فرمایا اور فرمایا کہ "مولوی صاحب کا سن اب انحطاط کا ہے - اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے - گویا پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے - زندگی اور موت تو اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے - لیکن انسان کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اسباب کی رعایت نہ رکھے" - پھر فرمایا کہ "در اصل انحطاط کا زمانہ ۴۰ سال کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے - افراط اور تفریط اس سن میں اچھی نہیں ہوتی میں نے بعض آدمی دیکھے ہیں کہ گنا ہنا آٹا دیتے اور پانی بھی اندازہ اور وزن کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں - اور بعض یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ اون کو کسی قسم کا اندازہ ہی نہیں رہتا - یہہ دونو باتیں ٹھیک نہیں جیسا میں نے کہا "زمانہ شباب تیس ہی سال تک ہے اور یہ بھی اوس صورت میں کہ قویٰ مضبوط اور تندرست ہوں ورنہ بعض تو اوائل ہی میں تشبہ بالشیوخ رکھتے ہیں"

اب دس منٹ ۶ بجنے میں تھے - ہم مدرسہ کو چلے گئے حضرت اقدس بھی چند منٹ بعد تشریف لے گئے -

دس بجے کے قریب شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور مع منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ تشریف لائے - کوئی سوا دس کے قریب حضرت اقدس ان معزز مہمانوں سے ملاقات کے لئے باہر تشریف لائے - اور کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب مدرسہ دکھانے کے لئے لے کر آئے - خود جناب ممدوح نے کوائف و اغراض مدرسہ سے شیخ صاحب کو اطلاع دی اور فرمایا - کہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ہر ایک قسم کے لوگ ڈاکٹر - وکیل تاجر - گریجوایٹ وغیرہ شامل ہیں - مدرسہ میں دینیات کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ایک فاضل مولوی تجویز کیا ہے - اس پر شیخ صاحب نے فرمایا کہ "جناب کو بہت آسان ہے کیونکہ ہر ایک قسم کے لوگ بفضلہ تعالےٰ موجود ہیں" اور شیخ احمد علی صاحب نے صہ نقد اُسی وقت بطور انعام پیش کئے کہ یہہ انعام اوس طالب علم کو ملے جو دینیات میں سب سے اول رہے -

ایڈیٹر الحکم نے بغرض اندراج الحکم دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ صاحب (ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ تھا) الحکم نام اخبار بھی یہاں سے شائع کرتے ہیں - شیخ علی احمد صاحب نے اس پر فرمایا کہ "جناب آپ کی تو دنیا ہی نئی ہے"

پھر حضرت اقدس اُن کو مطبع کی طرف لے گئے جہاں مطبع کے متعلق حالات بتلاتے رہے - اور مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر کا ذکر آیا - جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے اس کے متعلق ایک خط سنایا - پھر کھانا کھانے کو تشریف لے گئے - زاں بعد ظہر - عصر - مغرب اور عشا کی نماز کے بعد آج کا دن مع الخیر ختم ہوا -

[illegible]

ہم لگاتے ہیں آج نسل و گہر - نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر - لعل گوہر سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین دہی وقار طرز اشتہار و اسناد بے شمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے - جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو - صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارک بادی ہے

[illegible]

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں - کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصًا اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں - اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا - مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے - کہ ادویہ تو وہی ہوں گی - مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں - اور دلی مراد پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید و تشخلی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے - بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لے جائے - (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھ دے - بہ شرط پیدائش نرینہ یہ میعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے - (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے بہ رضا مندی طرفین امانت رکھ دیں - بہ شرط کامیابی بندہ پائے - ورنہ واپس لیں - (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو - تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو - ورنہ ہرجانہ و جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی - شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی - اگر علاج میں شک ہو - تحقیق کر لو - داد پانے پر دینا کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گھر اس لعل سے منور نہیں - وہ خانہ خراب ہے - گھر نہیں ع برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں - گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی مراد دلی بر آئی - ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا بہ ہمراہ ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امراء حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	ثل اترنا	صہ
۲	جس کا حمل ۷-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد کرے	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	کم زوری	عہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	مرگی	صہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	تپ دق	عہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیھ	صہ	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر - شیخ نظام الدین حکیم - امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھُند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سُبل - سُرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم یہ جانے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عـــہ روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپے (عـــہ) روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس (عـــہ) روپیہ - مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بہ ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میّا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟ -

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میّا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے - بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھندسوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں - جلن - کم زوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانگلے صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر -

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میّا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جیسے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بہ عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں - ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑو سکتی تھی اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میّا سنگھ - شائد آں جناب کو یاد ہو گا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا - اپنے ایک دوکاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بہ صد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۲۰ - مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۴-۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ اگست ۱۸۹۸ء | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں - اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا - بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں بعد ہی سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے - مینیجر الحکم کے نام درخواست

سچائی کا فیصلہ

صداقت الٰہی کا نشان — سچ کی کسوٹی (پانچ پھول نگہبان بیرائیں) — صداقت امتحان

مفت
صحت جسمانی کے طلبگار ہر کو پڑھو اور ایک نسخہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے ۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے ۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو ۔ اسکا حوالہ دے کر غرباء خرچ روانگی دوا ادا کر کے سینہ کلیہ اپنی اپنی رائے کریں ۔ محصول علاوہ ہوگا ۔

شرطیہ
صحت جسمانی کو اسکو پڑھو اور ایک نسخہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ
ہر چیز ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا ۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی ۔ محصول و کمیشن ڈاک ذمہ خریدار ۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہییں ۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو ۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو ۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے ۔

اکسیر حافظہ
فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں ۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلباء کو اسکی اشد ضرورت ہے ۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ ۔ انکا کیواسطے عہ تین ماہ کیواسطے للعہ ۔ غریب طلباء کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر بچانی ہے

خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کی لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے ۔ اور اجادہ دوا اثر کو تصدیق کرتا ہے ۔ فی پوڑیہ ۸ ۔ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پوڑیہ عہ ۔ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ
بدہضمی ۔ درد شکم ۔ قراقر ۔ نفخ ۔ امتلاء ۔ کھٹے ڈکار ۔ ضعف معدہ کو دور کرنی اور بھوک لگانیکو مفید ۔ قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہو ۸ ۔ غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت ۔

دوائی آتشک
یہ عجیب الخواص علمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے ۔ خوبی یہ ہے کہ منہ نہیں آتا ۔ غذا گوشت ۔ پلاؤ ۔ شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے ۷ خوراک عہ ۱۲

سرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد ۔ دھند ۔ غبار ۔ تاریکی چشم ۔ ضعف بصر ۔ سرخی ۔ پھولا ۔ موتیا بند کو اکسیر ہے ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے ۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی ۔ فی تولہ عہ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ ۔

سفوف مرہم آتشک
اصلاح زخم کیواسطے صرف نمکین پٹیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک ۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں ۔ فی پوڑیہ ۸ ۔ غرباء کو بتصدیق معزز ۲ ۔ خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی
اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے ۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دم ہو کر نامرد ۔ مرد اور مرد جواں مرد ہو جاتا ہے ۔ قیمت سے ۔

عصائے پیری
رقت اور جریان کو مفید ۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی ۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں ۔ تجربہ شاہد کافی ہے ۔ قیمت سے ۔ روپیہ

دوائی وجع المفاصل
یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے ۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں ۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو ۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے ۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے ۔ درحقیقت اسم بامسمی ہے ۔ ۶ خوراک عہ

نسوار
جملہ امراض دماغی کو مفید ۔ درد سر ۔ شقیقہ ۔ سرخی چشم نزلہ ۔ زکام چھیچھڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر ۔ فی پوڑیہ ۸ ۔ غرباء کو بتصدیق ۲ ۔ خرچ پر مفت ۔

جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں بھی یا ریحی درد ہو ۔ فی الفور ایک گولی کے کھا لینے سے کافور ہو جاتا ہے ۔ فی گولی ۲ ۔ فی درجن عہ

حبوب بواسیر
جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں ۔ مسوں کی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے ۔ قیمت عا

لگانیکی دوائی بواسیر
اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا ۔ قیمت سے

دوائی درد گردہ
درد کیسا ہی شدید ہو ۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے ۔ فی گولی ۲ ۔ فی درجن عا ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد برکان منشی حسین بخش اپیل نویس پٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

انمول موتی

گناہ؟

گناہ کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا۔ خواہ اعتقادی طور پر خواہ عملی طور پر۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے عطا کردہ عطایا اور قوائے کو برمحل استعمال نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ اعمال اور افعال انسانی اعتقاد کے زیر کمانڈ ہیں۔ جو بات میں دل میں من حیث الوصف جمی ہوئی ہو۔ اوس کا اثر بلاتکلف اعضاء پر پڑتا ہے۔ اور اُسی کے رنگ میں اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً جس بچے کو معلوم ہو کہ پانی غرق کر دے گا۔ کیا ممکن ہے۔ کہ وہ پانی میں چلا جاوے۔ یا جو آگ کو بھسم کر کرجانے والی چیز سمجھتا ہے۔ وہ اوس کی خوبصورتی پر مائل ہو کر کب اوس کے شعلے کو پکڑے گا؟ اسی طرح سے گناہ کے نتائج جب معلوم نہیں ہوتے۔ یا انسان اپنی بناوٹ پر غور نہیں کرتا۔ اور ہر عضو بدن کی ساخت کے منشاء کو نہیں سمجھتا۔ تو گناہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ایک گناہ سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا یہاں تک کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل بچانے والا نہ ہو۔ تو گناہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ اور نیکی اور بدی میں تمیز کا مادہ سلب ہو جاتا ہے۔

گناہ سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے؟ سب سے اول اور مقدم تو یہہ بات ہے۔ کہ انسان گناہ کا علم پیدا کرے۔ یعنے یہ اوسے معلوم ہو کہ گناہ ہے کیا چیز؟ پھر اوس کی برائی اور برے اثر اور نتیجے سے واقفیت ہو۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ کی قدرت اور اوس کی نگرانی کا علم ہو۔ کہ وہ حاضر ناظر خدا ہے۔ اور پھر اوس سے شرم کرے۔ اور یہہ یوں ہو سکتا ہے کہ جیسے ایک اپنے جیسے محتاج اور عاجز انسان سے شرم کرتا ہے۔ اور اوس کے سامنے کوئی برا کام نہیں کرتا۔ ویسا ہی خدا تعالےٰ کے روبرو کرنے سے ڈرے اور شرم کرے۔ پھر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا خیال ا۔ اور اپنے لئے اون نعمتوں کی حاجت اور ضرورت کو محسوس کرے۔ اور ساتھ ہی یہہ خیال کرے کہ اس گناہ سے وہ نعمتیں دور ہو کر مشکلات میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ پھر اپنی کمزوری پر نظر کرے۔ کہ ذرا سے درد شکم پر اور باقاعدہ رفع حاجت نہ ہونے پر کیسا مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ اور اوس کے ساتھ ہی عذاب الٰہی کا خیال کرے۔ کہ میں اوسے برداشت نہیں کر سکتا۔ زاں بعد کمالات قدرت پر ایک وسیع نظر کرے۔ تاکہ اوس سے محبت پیدا ہو۔ اور محبوب کی خلاف ورزی نہ کرنے کا خیال پیدا ہو۔ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ کی دستگیری گناہ سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

گناہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ تم خود سوچو۔ کہ وہ نادان جو کان کو سننے کی بجائے منہ کے کام میں لگانا چاہے۔ اور اوس میں نوالے ٹھونسے آخر تکلیف اُٹھائیگا گناہ چونکہ قوائے کا (خواہ وہ خارجی ہوں یا باطنی) بد استعمال ہے۔ اس لئے بہر صورت نتیجہ برا ہی ہوگا۔ عزیز تھا ذلیل ہو جائے گا۔ آزاد تھا۔ دشمنوں کے پنجے میں اسیر ہوگا۔ اس کی بات کا اثر جاتا رہے گا۔ ہیبت نہ رہے گی۔ محبوب اور عزیز چیز ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ سب سے بڑی آفت جو آئیگی۔ وہ یہہ ہوگی کہ عبادت کی لذت نہ رہے گی۔ اور پھر ایک گناہ دوسرے کو کھینچ لائے گا۔ یہاں تک کہ گناہ اور نیکی میں تمیز ہی نہ کر سکے گا۔ اور کانشنس سُن ہو جاویگا۔

گناہ سے بچنے کا ایک مجرب نسخہ؟ آنکھوں کو نیچا رکھنے کی عادت پیدا کرو! لوگوں کے مال اور شکلیں دیکھ کر حرص کو پیدا نہ ہونے دینا!۔ سچ کی عادت بڑھاؤ حلال کھاؤ! امانت۔ وفاداری اور خدا کے ساتھ ہونے کو محسوس کرے۔ پیٹ اور شرم گاہ دونو پر قابو رکھو۔ بدکاروں کی صحبت سے پرہیز کرو! اور کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب سے محبت نہ کرو۔

ان باتوں کے پابند ہو جاؤ گے۔ تو اللہ کریم اپنے فضل سے گناہ جیسی گندی اور ہلاک کر دینے والی چیز سے بچا لے گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے **دقیقہ رس** ناظرین کو اعمال صالحہ کی توفیق اور گناہ سے نفرت دے آمین۔

تصحیح

میں پچھلے اشو کے ساتھ ایک ضمیمہ کے ذریعہ اپنے ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ الحکم مؤرخہ ۶-۱۳ اگست ۱۸۹۸ء میں بہ صفحہ ۱۴۳- زیر عنوان "ایام الصلح فارسی لباس میں" جو کتاب مذکور کے شائع ہونے کا ذکر ہے۔ وہ درست نہیں۔ بلکہ کتاب مذکور عنقریب شائع ہوگی۔

اس لئے میرے ناظرین اخبار خصوصاً اور دوسرے لوگ عموماً اس امر کا لحاظ رکھیں۔ کہ کتاب مذکور کے شائع ہونے پر مکرر اعلان کیا جاوے گا۔ ہاں یہ امر ضروری ہے۔ کہ خریدار اپنی درخواستیں مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام بہ اجازت وی پی پارسل بہت جلد روانہ کریں۔ کیونکہ کتاب مذکور صرف سات سو طبع ہوئی ہے۔ جس کا بہت بڑا حصہ ممالک غیر میں اشاعت پذیر ہوگا۔ اس لئے جس قدر جلد درخواستیں آجاویں گی۔ اونکی تعمیل مقدم اور ضرور سمجھی جاویگی۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر ششم

سورۃ البقر رکوع (۳)

اس رکوع میں اللہ کریم نے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے ہیں اور نہ صرف اونکو بیان ہی کیا بلکہ صحیفہ فطرت اور مشاہدہ قدرت کے نظائر پیش کرکے دلائل و براہین سے اونکو موکد فرمایا۔

اولاً - خدا تعالیٰ ہاں ایک خدا کی پرستش کی ہدایت فرمائی اور اس عبادت کی ضرورت پر قدرتی نظائر پیش کرکے ایک علمی رنگ کی دلیل دیتے ہوئے علوم ارضی اور سماوی کی طرف ایک لطیف پیرایہ میں توجہ دلائی - اور ضمناً ضرورت نبوت و الہام کی نظیر بھی بتلا دی -

ثانیاً - ضرورت عبادۃ اللہ کے بعد چونکہ طرق عبادت و مرضی الٰہیہ کے معلوم کرنیکا ذریعہ صرف الہام الٰہی ہے جسکی اس رکوع کی پہلی آیتوں میں اجمالی طور پر ضرورت بتلائی اس لئے یہاں اثبات کلام الٰہی پر دلیل فرمائی - اور منکرین کلام پاک کو عذاب النار سے ڈرایا۔

ثالثاً - عبادت کی ضرورت کو تسلیم کرنے والوں اور پھر اوسکے طریقہ کی راہ الہام الٰہی یا کتاب اللہ پر ایمان لانے والوں اور سچے ایمان کے ثمرات اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو جنت الخلد کا وعدہ جزاء کے طور پر دیا۔

رابعاً - مومنوں اور کافروں میں ایک امتیاز بتلایا - اور کفر اور ایمان کی حالت میں صدر انسان کا نقشہ دکھلایا کہ مومن کیونکر بشرح صدر سے اللہ تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایمان لاتا ہے۔ (میرے مخدوم مولانا نورالدین صاحب سلمہ ربہ و ایدہ بروح الامین نے فرمایا ہے کہ نیکی سیکھنے کا اصول میں سے یہہ بھی ہے کہ "**چھوٹی چھوٹی باتوں کے ماننے کا عادی ہوتا**" میں اگر اسکو وسیع کرکے یوں کہوں کہ مومن کامل کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ابتداءً چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ایمان لائے تو نامناسب نہیں - غرض اس رکوع میں کفر اور ایمان میں ایک لطیف امتیاز بتلایا ہے -

خامساً و آخراً - منکرین پر اثبات وجود اللہ اور پھر کسی بے معنی وجود نہیں بلکہ خالق **مافی السمٰوات ومافی الارض** اور **بکل شیئٍ علیم** خدا کے وجود کا ثبوت دیکر حجت پوری کی ہے -

میرے خیال میں اس رکوع کی تلخیص میں یہی پانچ امر ہیں جنکو استعارہ کے طور پر اس رکوع کے **پانچ عنصر** کہہ سکتا ہوں -

سورۃ فاتحہ سے تعلق - اب اس سے بیشتر کہ میں حسب معمول آیات پر نوٹ لکھوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس **رکوع** کو سورۃ فاتحہ سے جو مناسبت ہے اوسے بھی بیان کردوں **سورۃ البقر** ایک رنگ میں **سبع مثانی** کی تفسیر ہے بلکہ اگر اسکو بھی وسیع کیا جاوے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ البقر کا ہر ایک رکوع ایک جداگانہ طرز پر سورہ فاتحہ کی جزءً یا کلاً تفسیر ہے بہرحال اس رکوع کو سورۃ فاتحہ سے جو تعلق میرے خیال میں ہے اوسے ظاہر کرتا ہوں -

(۱) سورۃ فاتحہ میں **ایاک نعبد** کی تعلیم سے پہلے واجب الاحترام اور قابل العبادت ہستی کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے چار صفات عظیمہ کا بیان فرمایا ہے کیوں؟ واجب العبادت تو وہی ہستی ہوسکتی ہے جو ہر حالت اور ہر وقت انسان کی کفیل - وکیل اور مربی ہو - اس لئے اس رکوع میں بھی **یاایھا الناس اعبدوا ربکم** کی تعلیم کو ملحوظ رکھکر ساتھ ہی **احسان الٰہی** یعنے **خلق** جو افضل ترین نعمت ہے ذکر کیا بلکہ **ربکم** کا لفظ کہہ کر عامی تربیت کی ضرورت کی سیری کے سرچشمہ کو بیان کر دیا۔ اور پھر اگلی آیات میں **صفت الرحمٰن** کے منشاء کا اظہار فرمایا - اور جہاں **الرحمٰن** کی صفت کا فیضان عام جسمانی ضرورتوں کا کفیل ہے وہاں - روحانی پیاس کا **چشمہ** یعنے **الہام الٰہی** کا مژدہ سنایا اور پھر اوس پر دلیل فرمائی اور پھر **امر ثالث** کے ضمن میں جو اس رکوع کی تلخیص میں اوپر لکھ آیا ہوں اور جسکی توضیح ابھی آئیگی **وبشر الذین** الی الاٰیۃ کہہ کر **الرحیم** کی تفسیر فرمائی اور **مالک یوم الدین** کی تشریح بھی ضمناً کردی۔

آؤ! اب ایک اور طریق پر میں اس رکوع میں **سورۃ فاتحہ** کے ایک حصہ کو دکھاؤں - ذرا غور سے دیکھو۔

تلخیص رکوع ہذا کے **امر اوّل** میں **عبادت الٰہی** کا نتیجہ فرمایا ہے **لعلکم تتقون** ہر ایک دکھ سے نجات یا یہہ کہو کہ ہر ایک سکھ سے متمتع ہونا - چونکہ عبادت الٰہی ذریعہ ہے **تتقون** یا حصول سکھ کا پس اس رکوع کے شروع میں جہاں ایک طرف **اللہ - الرب - الرحمٰن الرحیم** کی فلاسفی بتلائی وہاں **انعمت علیھم** کی راہ بھی بتلادی یا یہہ کہو کہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی تفسیر کردی اور بتلادیا کہ **اھدنا الصراط المستقیم** میں صراط سے کیا مراد ہے جسکی **توضیح اعبدوا** کے لفظ میں ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسی امر اول میں **انعمت علیھم** کا ذریعہ بتلایا ہے

اور فلا تجعلوا للہ انداداً کے ضمن میں زمرہ **مضلین** کی توضیح اجمالاً اور امر رابع میں **تفصیلاً** بیان فرمائی - اور آخر میں عاجز انسان کو خدا بنانے والوں پر حجت پوری کرتے ہوئے **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً** کہہ کر اونکی اور بھی صراحت کردی۔

اور نشانات الٰہیہ کو جھٹلانے والے اور باوجود حجت کے پورا ہو جانے اور عاجز آنے والوں کو جہاں عذاب النار سے ڈرایا وہاں

ایک لطیف پیرایہ میں **مغضوب** فرقہ کی صراحت فرمائی۔

تلخیص کے بعد اور سورۃ الفاتحہ سے تعلق ظاہر کر دینے کے بعد حسب معمول نوٹ لکھتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میرے معزز اور **دقیقہ رس** ناظرین اگر قرآن کریم پر ان **نوٹس** کو سامنے رکھ کر اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خلوص دل سے تدبر فرماویں گے تو اونکو ایک فائدہ عظیم پہونچیگا۔ اور ساتھہ ہی میں اپنے ناظرین سے التماس کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ایک ناچیز خدمتگذار کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ سچے خلوص سے اوسے **قرآنی خدمت** سے بہرہ اندوز کرے آمین

یاایھا الناس۔ الناس کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہہ لفظ یا تو نسیان سے مشتق ہے یا **انس** سے مگر میرے مخدوم امام ہمام و علیٰ نبینا علیہ الصلواۃ والسلام نے ایک موقع پہ فرمایا تہا کہ **انس** کا لفظ اپنی حیثیت میں ظاہر کرتا ہے کہ انسان وہ ہوتا ہے جسمیں دو انس ہوں ایک انس اللہ تعالیٰ کی پاک جناب سے اور دوسرا انس اسکی مخلوق سے جسمیں دو انس موجود ہوں وہ انسان ہے چنانچہ **بشر** کا لفظ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے اور بشر کے معنے میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے بشر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ سے اور اسکی مخلوق سے سمح تعلق رکھے۔

آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذین خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون

سنو! اے اللہ تعالیٰ اور پہر باہمی محبت اور موانست کے لئے بنائے ہوئے لوگو! اپنے اس **مربی** کی عبادت کرو جسنے تمکو اور نہ صرف تمکو بلکہ تمہارے اباو اجداد اور اون سب کو جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں افضل ترین نعمت (خلق) سے بہرہ ور کیا۔ یہہ عبادت تمہارے لئے دکھوں سے رستگاری کا موجب ہو جاوے گی۔ اور تم سکہ پاؤ گے۔

اعبدوا یعنے عبادت کرو۔ فرمانبرداری کرو۔ عبادۃ سے مراد **توحید** ہے اور توحید کے تین جزو ہیں۔

(الف) توحید الربوبیۃ (ب) توحید الاسماء (ج) توحید الافعال۔ عبادۃ اسم جامع ہے جس میں وہ تمام معتقدات۔ اقوال اور اعمال مرکوز ہیں جو اللہ کریم کو عزیز ہیں تجرید متابعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی توحید الافعال والاعمال کے ضمن میں آتی ہے **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** وارد ہے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت رسول اللہ ہونی چاہیے۔

غرض خوف۔ رجا۔ رغبت۔ اخلاص۔ دعا سب اللہ تعالیٰ ہی سے ہو کیوں ہو؟

ربکم وہ تمہارا **رب** ہے۔

تربیت کے معنی ہیں کسی شے کو اوسکی استعداد کیموافق کمال تک پہونچانا۔ چونکہ ابتداء سے یعنے گہوارہ سے لیکر گورتک اور اوسکے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسان کو کمال کی ضرورت ہے کیونکہ ذرّات جو عالم صغیر کہلاتے ہیں وہ ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتے پس تربیت کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ پہر تم ہی بتلاؤ کہ کیا نادان ہے وہ انسان جو ایسے محسن و مربی کی فرمانبرداری نکرے جسکی ہر حال اور ہر وقت ضرورت ہے۔

<u>**اب اور رب پر ایک لطیفہ**</u> **عیسائی** اور **آریہ** بڑے ناز اور فخر سے کہا کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو **خدا باپ** کہکر پکارتے ہیں اور اس سے بڑہ کر عظمت کا دوسرا لفظ نہیں۔ کاش یہہ نادان **زبان** کی خوبیوں سے واقف ہوتے **اب** کا لفظ وسیع المعنی نہیں باپکا تعلق بچے سے ایک خاص وقت کے لئے خاص حد تک ہوتا ہے۔ بلکہ باپ سے زیادہ محبت اور تعلق **ماں** کو بچے سے ہوتا ہے غالباً اسی وجہ کو پیش نظر رکھ کر برہمو لوگ خدا کو **ماں** کہتے ہیں۔

مگر **رب** کی ضرورت اور تعلق ہر حال اور ہر طبقہ میں لاحق حال رہتا ہے پہر انصاف تو کرو کہ **اسلام** نے **رب** کا لفظ استعمال کرکے اپنے عالمگیر ہونے کا ثبوت دیا اور خدا تعالیٰ کی **صفات** کے راز کو سمجھا اور سمجھایا "یا خدا باپ" پر ناز کرنے [والے؟]

آریوں اور عیسائیوں نے **خلق الانسان** ابد الاباد کے لئے ہے کیونکہ تمام سکہہ وجود ہی کے لئے ہیں پس **ربکم** کا لفظ کیا لطیف اور موزون طریق پر استعمال ہوا ہے انسانی وجود ابد الاباد کے لئے ہے بعد اوسے کمال کی ضرورت اور تربیت کی حاجت ہر حال رہی اسلئے **ربکم** کی فرمانبرداری کی ہدایت فرمائی۔

<u>**فرمانبرداری کا ذریعہ کیا ہے**</u> چونکہ فرمانبرداری کیلئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے اول احسانات الٰہی کا یاد کرنا دوئم اونکا ذکر۔ اول التذکر سے ایمان بڑہتا ہے اور ثانی الذکر سے محبت میں ترقی ہوتی ہے پس اس مقام پر اولاً **ربکم** کا لفظ بیان فرما کر اون تمام احسانات کو جو ابد الاباد تک انسان پر ہوتے ہیں بہت مجموعی بیان فرمایا۔ اور پہر اونکی مختصر سی صراحت **الذی خلقکم** کہکر کردی۔ اور پہر اوسکو اور بھی واضح اور وسیع کرنے کے لئے یہہ فرمایا کہ دیکہو تمکو ہی پیدا نہیں کیا تم پر ہی یہہ افضل ترین نعمت کا انعام نہیں کیا بلکہ تم سے پہلے بھی یعنے تمہارے اباو اجداد اور غیر کو بھی اوسنے ہی پیدا کیا اور بالا پوسا اس مقام پر ذرا گہری نظر سے غور کرنے سے کیا صاف واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے **خالق** اور **رب** چلا آیا ہے اور ابد الاباد تک جائیگا۔ اوسکا نہ انتہا ہے نہ ابتداء۔ **ربکم** کے بعد **خلقکم** کے بیان کرنے میں یہہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ **خلق** کے ساتہہ ہی **ربوبیت** اور **تربیت** کی ضرورت ہے۔ **ربوبیت** کے بطن سے **خلق** ہی نکلتی ہے۔ یا یہ کہو کہ **خلق** بہی ربوبیت کا ہی نتیجہ ہے **خلق** کے معنے اگر خارجی وجود اختیار کرنا ہے اور علمی وجود سے آنا ہو تو دیکہو علمی وجود کا کمال ہے خارجی وجود یہاں بہی **رب** ہی کی ضرورت پڑی سبحان اللہ کیا لطیف کلام اور نظام ہے (**اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین**)

لعلکم تتقون + اس عبادت اور فرمانبرداری کا نتیجہ ہوگا کہ تم سکہہ پاؤگے اور دکھوں سے مخلصی حاصل کروگے سوچو اور بلندی نظری سے کام لو۔ قرآن کریم کی علت غائی کیا ہے؟ **ھدی للمتقین**۔ متقی کون ہیں جو **یؤمنون بالغیب** وغیرہ الی الآیۃ کے ذیل میں ہیں۔ ایمان یا اتقا کا ذریعہ کیا ہے؟ **اعبدوا ربکم**۔ اسکا نتیجہ کیا ہے ابدی سکہہ

(باقی آئندہ)

(ایڈیٹر)

کمیونی کیڈ (مضامین غیر)

شیخ بٹالوی کے کفرنامہ کی پردہ دری

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی ان کی جھڑ گئی دو گھڑی کے بعد

ذیل میں ہم ایک خداترس منصف مزاج اور حق کے لئے غیرت کھانے والے بالغ خرد مخدوم کا ایک مضمون درج کرتے ہیں۔ جو ایک خط وکتابت پر بطور ریمارک کے ہے۔ اس کو پڑھ کر بہت سے خداترس نور اور ہدایت اور ظلمت اور غوایت کی راہوں میں تمیز کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اور عام طور پر پبلک کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک غیر جواہ بنی نوع انسان اور حامی دین متین کی نسبت تکفیر نامہ میں کسی قدر ظلم وزور سے کام لیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون۔ س ا۔

پھٹکار اُن لوگوں پر جو اپنی ہوائے نفسانی اور جعل وفریب کی بنا پر تحریریں کرتے اور فتوے گھڑتے ہیں۔ اور دعوے یہہ کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ یعنی اس کے کلام سے مستند اور مؤید اور بالکل صحت نیت اور راستی پر مبنی ہیں۔ اس بے ایمانی سے غرض اتنی ہے۔ کہ دنیا ل جائے۔ سو پھٹکار ایسی تحریروں اور فتووں پر اور صد لعنت ایسی کمائی پر۔

جیسے کتاب اللہ نے سورۂ بقر میں یہود کے معائب بیان کرکے یہہ اشارہ کیا تھا۔ کہ ملت اسلام پر بھی ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ اکثر اُن میں سے یہود کے نقش قدم پر چلنے والے ہو جائیں گے قرآن کریم کے حامل اور مفسر ہمارے سید و مولیٰ (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) کے کلام سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ حدیث لتتبعن سنن من قبلکم الخ اس کی گواہ ہے۔ جھوٹی تحریریں کرنا اور جعلی فتوے گھڑنا اور پھر خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا آسان کام نہیں۔ ایک راست باز کی روح تصور سے کانپ اُٹھتی ہے۔

انسانیت قطعاً مسخ ہو جائے۔ ضمیر اندر ہی اندر سرے سے مر جائے۔ اور یوم الدین۔ پر مطلقاً ایمان نہ رہے۔ تو ایسی بے حیائی اور بے باکی کا کوئی مرتکب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب سے اس مہلک بیماری کی اصل حسد اور بغی اور تکبر معلوم ہوتا ہے۔ نفسانیت اور تکبر کا فرزند اپنے جاہ و مرتبہ کے قائم رکھنے اور اپنے زوال سے محفوظ کرنے کے لئے سب ہی کچھہ کر گزرتا ہے علمائے یہود کو یہی بلا پیش آئی تھی جب کسی نے مبعوث و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا انہوں نے جھوٹی تحریروں اور جعلی فتووں سے اسکے بازار سرد کرنے کی کوشش کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ مرض ان میں عادات راسخہ کی طرح مزمن ہو گیا۔ اسی ناپاک عادت نے انہیں حضرت مسیح علیہ السلام جیسے مکمل انسان خدا کے ہادی بندے کے انکار کا مجرم بنایا اور بالآخر اسی منحوس علت نے خاتم النبیین رحمۃ للعالمین (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) کی تکذیب وتکفیر سے ابدی لعنت کا مستوجب انہیں ٹھہرایا۔ غرض پہلے جتنے قوم میں متقی اور شیخ المشائخ اور شیخ الکل اور مولانا اور بالفضل اولیا بنے بیٹھے ہوئے جو کوئی نہ کوئی مجدد آ نمودار ہوا۔ دل کے کھوٹوں۔ ریاء کے پتلوں اور نفاق وسُمعت کے فرزندوں کو یہ توفیق کہاں کہ اپنے اندر ذرا گردن جھکا کر دیکھہ لیں۔ کہ درحقیقت ہم اس خطاب اور اس منصب کے لائق نہیں جسے غصب کئے بیٹھے ہیں۔ پس دعویٰ سنتے ہی آتش حسد سے جل بھن کباب ہو گئے۔ اور پھر اُس جوش جنون میں جو نہ کرنا تھا۔ وہ کر گذرے۔ اور جو نہ کہنا تھا وہ کہہ گذرے۔

ہمارے زمانہ میں بھی یہی واقعات پیش آئے۔ جھوٹی ملمع اور جعل سازی کی گدیاں۔ کہیں خرساق اولیاؤں کا تکیہ۔ کہیں شیخ الکل کا دائرہ۔ کہیں شیخ بٹالہ مولانا ابوسعید بنا ہوا۔ اور کہیں کوئی حضرت جامع کمالات صوری ومعنوی کہلاتا۔ اتنے میں ان میں سے اُن ہی سمجھے جانے پہچانے ہوؤں سے ایک شخص نے دعوے کیا۔ کہ سچا متقی اور واقعی راست باز میں ہوں۔ خدا نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی دیکھا۔ کہ ایک دل بھی نہیں۔ جو اخلاص سے اُس کا پرستار ہو۔ اُس نے مجھے بھیجا۔ کہ میں اندھوں کی آنکھیں کھولوں۔ مبروصوں کو چنگا کروں۔ اور وہ جو قبروں میں مرے پڑے ہیں۔ انہیں نئے سر سے زندہ کروں۔ اور ظلمانئے سور کی چھپی ہوئی حرام کاریاں اور حرام خوریاں طشت ازبام کروں۔ اگر شرم وحیا ہوتی اور ذرہ بھر بھی خدا تعالےٰ کا خوف ہوتا۔ تو خود ان کے اپنے آپ داعی مبعوث کی صداقت اور ضرورت کے گواہ ہو کر اُنہیں اس کے پاؤں میں گرنے پر مجبور کرتے۔ یہہ لوگ جیسے اپنے آپ سے اپنی چھپی ہوئی کارسازیوں سے واقف تھے۔ دوسرے ہم جنسوں کے کرتوت کو بھی تو خوب جانتے تھے۔ آسان بات ہے۔ پچاس بھلے مانس واقف کار نامی گرامی مستند ان ہی میں سے قسم تو کھائیں۔ لاہور کے

ہوں - یا سیالکوٹ کے - کہ وہ مخنث فطرت کھبڑا متقی - صالح اور فسق و فجور سے پاک صاف ہے - اور اُس کی آنکھ اور کان اور زبان اور دل تجربۃً خدا تعالے کے دین کے وفادار خدمت گزار ہیں - میں یقیناً جانتا ہوں - کہ ہرگز قسم نہ کھائیں گے - اس لئے کہ اُن کے دل اُن کو اندر ہی اندر شرمندہ کرتے ہیں - افسوس یہہ ہیں - آج کل اُن کے واعظ اور یہہ ہیں - اُن کے سننے والے - غرض موزون وقت اور مناسب زمانہ تھا - اور قرائن صاف اور واضح تھے - کہ یہہ لوگ مامور من اللہ کی دعوت کو قبول کرتے -

مگر افسوس ان میں سے ایک آتش نژاد نے حسد و بغض کا وہی ہنگامہ گرم کر دکھایا جو ہر ایک راست باز کے وقت میں ایسے ناعاقبت اندیش حیلہ باز کے کرتبوں سے برپا ہوا کرتا ہے - شیخ بٹالوی نے خدا جانے اپنے دل میں کیا کیا سوچا اور کیا کیا سودائے خام پکایا ہوگا - کہ وہ قوم اور ملت میں مقتدا اور مشاراً الیہ بن جائے گا - مگر آخر کار نتائج افعال نے دکھا دیا - کہ اب وہ کیس نار حسرت کا ہیزم بن رہا ہے - کاش یہ بیچارہ شیطنت کے فنون اور نادرہ کاریوں میں ہی مشاق ہوتا - جب بھی کچھ نہ کچھ نام ہی پیدا کر لیتا - اُس روز جب اُس نے بڑے زور سے جناب خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ (سلام اللہ علیہ و برکاتہ) کی نسبت کہا تھا - کہ میں نے ہی اسے اونچا کیا تھا - اور میں ہی اسے نیچے گراؤں گا - میرے دل میں گذرا تھا - کہ ممکن ہے - کہ اس جلد باز پست فطرت نے اپنے مورث اعلے کے صفات سے کچھ حصہ لے لیا ہو - اور اس لئے آدم کے مقابلہ میں قابل دید کرتب اور فن دکھائے گا - مگر آخر کار مجھے افسوس کے ساتھ اپنی فراست کی غلطی کا قائل ہونا پڑا ہے - اور میں اعتراف کرتا ہوں - کہ الحق میں ہمنے آدمؑ و ابلیس کے مضمون میں جو اس شخص کو ابلیس کے لقب سے نامزد اور مفتخر کیا تھا - درحقیقت ہماری غلطی تھی - کہ ہمنے ایک نااہل کو ایسے لقب کا مستحق سمجھا - ابلیس کے اعتراضات و نکتہ چینیاں وہ ہیں کہ کتاب الٰہی کو اُن کی تردید و قلع و قمع اور اپنے اندر نقل کرنے کی طرف متوجہ ہونا پڑا - مگر اس نادان کی نکتہ چینی جو اس کے نامۂ سیاہ (اشاعہ) میں درج ہے - کوئی بتائے تو کسی عقل مند کی ادنیٰ توجہ کے بھی قابل ہے - حضرت آدم خلیفۃ اللہ (علیہ سلام اللہ و برکاتہ) جو اسکی لیے و قوفیوں کی پردہ دری کی طرف متوجہ ہوئے - اس لئے نہیں - کہ درحقیقت اُن میں کوئی متانت اور خوبی اور اغوائے عقلا کا کوئی مضبوط مادہ تھا - حضرت آدم صفی اللہ نے اس توجہ سے اُن عوام الناس پر کرم اور رحم فرمایا ہے - جو بصیرت اور تمیز کی بہت ہی تھوڑی قوت رکھتے ہیں -

بہت بڑی تدبیر صراط مستقیم سے لوگوں کو بہکانے کی جو اس ناعاقبت اندیش نے سوچی تکفیر کا فتوے تیار کرنا تھا - خلیفۃ اللہ کے تحلم و فضل اور اپنی نالائقی اور کم مایگی کے شعور نے اسے اس تجویز پر مائل کیا - کہ یوں اس میدان مقابلہ کی بہت سی مشکلات سے چھوٹ جائے گا - مگر جھوٹ اور جعل بنانے کو بھی تو عقل چاہئے - نادان ناعاقبت اندیش اس میں بھی بودا اور کچا ہی نکلا - جھوٹے فرضی نام تراشے اور بے خبر اور معصوم الفطرت اور سادہ علماء کو اس طومار شیطانی میں مکفرین کے زمرہ میں داخل کیا -

بعضوں نے اُس نامعقول حرکت سے اطلاع پانے کے بعد ہزار جان سے اُس فعل بد پر تبرا کیا - اور بعض نے حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں معافی نامے لکھے - اور اُس دجل سے اپنی ناواقفیت کا عذر کیا - اس حرکت نے جا سے شیخ بطال نے صاف صاف دکھا دیا - کہ حقیقت میں آپ کو عدو آدمؑ کی مسند پر جلوس فرما ہونے کی ذرا بھی صلاحیت نہیں -

تاہم اُن کمینہ خصال پست فطرت دنی ہمت یہود کے رشتۂ برادری میں منسلک ہونے کے آپ قابل ضرور ہیں - جن کی شان میں آیا ہے - **فویل للذین الآیہ** -

اس وقت ہمارا یہہ مطلب نہیں - کہ فتوے تکفیر کی پوری قلعی کھولیں - اور اُس ناپاک مکر و زور کی دلق کے بخئے اُدھیڑیں - اس کا ذمہ ہمارے پیارے دوست **مرزا خدا بخش** صاحب نے اٹھایا ہے - وہ اُن تمام لوگوں کے نام جمع کر رہے ہیں - جن کی طرف سے معذرت نامے آئے - اور صدق دل سے اُنہوں نے خدا کی جناب میں استغفار کئے - اور بعض نے اُن میں سے محض اپنی لاعلمی اور بے خبری بتائی - اور آخر اس راز کو کھولا - کہ کیونکر وہ ناشدنی فتوے اُن کے نام کی طرف منسوب کیا گیا -

بالفعل ہم ایک خط و کتابت شایع کرتے ہیں - جو ہمارے مکرم و عزیز دوست شیخ کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کیپر پٹیالہ - اور جناب مولوی عبد العزیز صاحب محدث پٹیالہ کے درمیان ہوئی ہے - جناب مکرم مولوی صاحب موصوف کا خط امید ہے - بہت سے خدا ترسوں کی عبرت کا باعث اور شیخ بطال کی دیانت و امانت کا خوب ہی پردہ بر انداز ہوگا - اور وہ یہہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولینا و بالفضل اولینا جناب مولوی عبد العزیز صاحب زاد عنایتکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مجھے اس تکفیر نامہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا - کہ جو

شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے اشاعۃ السنہ میں بہ حق جناب حامیٔ اسلام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی شائع کیا تھا۔ اس اپنے تکفیر نامہ میں شیخ صاحب مذکور نے آپ کا اسم گرامی بھی بہ مد مکفرین تحریر کیا ہے۔

نظر اول میں تو میرا خیال اس طرف منتقل نہ ہوا۔ کہ یہہ آپ کا نام نامی ہے۔ مگر ایک شخص کے بتلانے پر یہہ معلوم ہوا۔ کہ آپکا ہی اسم سامی ہے۔ نہ صرف یہی مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپ کا اسم گرامی ہے۔ بلکہ یہہ بھی معلوم ہوا۔ کہ آپ سے دھوکھہ سے بعض صاحبوں نے ایسا کرایا ہے۔

مگر پھر بھی میرا استعجاب کم نہ ہوا۔ کیونکہ میں ایک عرصہ سے آپ کے علم و فضل اور آپ کی اُس طرز زندگی سے واقف ہوں۔ کہ جو مرنجاں مرنج کی مصداق ہے۔ اور قطع نظر اس کے آپ کی علمی تبحّر اور آپ کی فضیلت نے کس طرح آپ کو یہہ موقعہ دیا۔ کہ آپنے ایسے شخص کی نسبت تکفیر کی مُہر لگائی۔

میں نہائت ادب سے ملتجی ہوں۔ کہ اس رازسربستہ سے مجھے مطلع فرماویں۔ کہ یہہ کیا بات اور اس کی اصلیت کیا ہے۔ زیادہ نیاز۔

آپ کا نیاز مند
شیخ کرم الٰہی ریکارڈ کلرک پٹیالہ
مؤرخہ ۱۵۔ جون سنہ ۱۸۹۸ء

عزیز ازجان من۔

دعاء و سلام کے بعد واضح ہو۔ تم کو معلوم ہے۔ کہ میں چار ماہ تک میری نظر بند رہی تھی۔ اور لکھنے اور پڑھنے سے مجبور تھا۔

اونہی ایام میں ایک روز مولوی محمد اسحاق صاحب مجمع کے ساتھ میرے مکان پر تشریف لائے اور بیان کیا کہ مرزا صاحب کی تکفیر کے لئے مصالح جمع کیا ہے۔ یعنے چند کلمات اون کی تحریروں سے انتخاب کئے ہیں۔ اور اون پر یہہ فتوے لکھا گیا ہے۔ کہ یہہ کلمات خلاف شرع اور کفر کے کلمہ ہیں۔ قائل اون کا کافر ہے۔ اور علماء نے تو مہریں کر دی ہیں۔ تم اپنی مہر کر دو۔

مینے اون سے معافی مانگی۔ اور کتنے عذر پیش کئے۔ جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) آپ جانتے ہیں۔ کہ میں آج کل کے علما کی بحثوں سے بالکل کنارہ کش ہوں

(۲) مرزا صاحب کی تحریریں جو تائید مذہب اسلام اور ثبوت حقیت اسلام اور قرآن شریف کی برکات اور صداقت کے باب میں کتاب براہین احمدیہ وغیرہ اپنی تصانیف میں انہوں نے لکھی ہیں۔ میری نظر سے گذر چکی ہیں۔ اور مرزا صاحب کسی رکن اسلام کے منکر نہیں۔ بلکہ اون کی حقیت کے ثبوت میں زور دے رہے ہیں۔ اور بارہا حلفًا یہہ لکھ چکے ہیں۔ کہ صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی بدولت اور قرآن کی برکت سے مجھ کو خداوند کریم نے یہہ ہمت عطا فرمائی ہے۔ کہ اسلام اور قرآن شریف کی حقیت دنیا پر ظاہر کردوں۔ اور جس شخص کو کسی طرح کا اعتراض بہ نسبت اسلام اور قرآن کے ہو۔ وہ مجھ سے جواب شافی لے۔ دس ہزار کا اشتہار اسی امر کے لئے اونہوں نے مشتہر کیا تھا۔

(۳) آپ جو بیان کرتے ہیں۔ کہ آج کل جو جدید تصنیفات اون کی مشتہر ہوئی ہیں۔ اون میں یہہ کلمات لکھے ہیں۔ مینے جواب دیا کہ میں اگر نظر سے مجبور نہ ہوتا۔ تو اون تحریروں کو جن میں یہہ کلمات لکھے ہیں۔ غور سے دیکھتا۔ سیاق اور سباق پر خوب فکر کرتا۔ تب ان کلمات کی نسبت کچھ اپنی رائے ظاہر کرتا۔ تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ بدوں دیکھے اور پڑھنے کے کیا کہہ سکتا ہوں۔

جب اونہوں نے یہہ معلوم کیا۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر پر یہہ کسی طرح مہر نہ کرے گا۔ تب یہ سوال پیش کیا۔ کہ اچھا مرزا صاحب کا ذکر جانے دو۔ اون کے کفر یا عدم کفر سے کچھ بحث نہیں اس کا جواب دو۔ کہ یہہ کلمات اپنے ظاہری معنوں سے خلاف شرع اور موہم کفر ہیں۔ یا نہیں۔ جب بحث بہت شروع ہوئی۔ اور مجھ کو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوا۔ تب مجبور ہو کر یہہ اجازت دی۔ کہ صرف یہہ عبارت لکھ کر کہ (یہہ کلمات اپنے ظاہری معنوں سے خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں۔) اوس کے نیچے مہر کردو۔

مرزا صاحب کی تکفیر کے باب میں میں ہرگز متفق نہیں۔ اون کی نسبت مجھ کو یہہ امید ہے۔ کہ اونہوں نے نیک نیت سے لکھے ہوں۔ اور کوئی تاویل اون کے ذہن میں ہوگی۔ جو ہماری سمجھ میں اس وقت تک نہیں آئی۔ اون کے کفر کے فتوی پر میری مہر ہرگز نہ کرنا۔ اونہوں اقرار کیا کہ صرف اسی عبارت پر مہر کریں گے۔ اور کفر کا فتوے تو اب تک لکھا بھی نہیں گیا۔ اس سے بعد میں تو رخصت ہو کر گھر میں چلا گیا پھر مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ مہر کی یا نہیں کی۔ اور کی تو کس عبارت پر کی۔ اور نہ آج تک کبھی مجھ سے اس بارہ میں کچھ ذکر کیا۔

مجھ سے جب کبھی کسی صاحب نے یہہ ذکر کیا۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر پر تمہاری مہر ہے۔ تو مینے صاف انکار کیا۔ کیونکہ مجھ کو تو اپنے جواب مذکورہ بالا پر جو مولوی محمد اسحاق صاحب کو دیا تھا۔ پورا بھروسہ تھا۔

حاصل یہہ کہ اگر فتوے پر فی الواقع میری مہر ہے۔ تو میری بلا اجازت کسی صاحب نے کرلی ہوگی۔ مجھ کو ہرگز اس کا علم نہیں۔ میری اور وزیر صاحب مرحوم کی ہمیشہ سے یہی رائے رہی ہے۔ اور اب بھی یہی رائے ہے۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر

کا مقدمہ کیا بیہودہ علمار نے اٹھایا ہے۔ ناحق اسلام میں ایک فتنہ برپا کردیا ہے۔ اسلام اور قرآن کی حقیت جس زور سے مرزا صاحب ثابت کر رہے ہیں۔ اوس کا مشکور ہونا چاہئے۔ نہ کہ ایسے شخص کے کفر پر زور دینا چاہئے۔ فقط۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ ۔ وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ ۔

عبدالعزیز عفی عنہ۔

دارالامان میں ۲۳ اگست کی شام

بعد مغرب حسب معمول حضرت اقدس مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے پوچھا کہ "یہہ موجودہ فلسفہ اکثر طبیعتوں میں بے دینی کیوں پیدا کردیتا ہے"۔ ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹی نے کہا۔ کہ در اصل جو طبیعتیں پہلے ہی سے بے دینی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ وہی اوس سے اثر پذیر ہوتی ہیں۔ ورنہ اکثر پڑھے ہوئے فلاسفر مزاج پادری اپنے مذہب میں پکے ہوتے ہیں"۔

اس پر جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ آج درس قرآن کریم میں یہہ سوال ہوا تھا۔ کہ قرآن میں کہیں تو بے دین لوگوں کے دین کو لہو و لعب سمجھنے کا ذکر ہے۔ اور کہیں لعب کو لہو پر مقدم کیا ہے میں نے یہی بتلایا تھا۔ کہ "دو ہی گروہ دنیا میں ہیں۔ ایک تو وہ جو دین کو بالکل بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اون کا انجام یہہ ہوتا ہے۔ کہ آخر وہ دینی باتوں کو کھیل سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ایک وہ ہے۔ جو سوسائٹی کے خیال سے کھیل اور تفریح کے طور پر دین کو سمجھتے ہیں۔ وہ آخر میں اوسے بالکل بے حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان باتوں پر غور کرنے کے بعد افسوس کے ساتھ ذہن دوسری طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ کہ ایک طرف تو یہہ پادری لوگ کالجوں اور سکولوں میں فلسفہ اور منطق پڑھاتے ہیں۔ دوسری طرف مسیح کو ابن اللہ اور اللہ مانتے ہیں۔ اور تثلیث وغیرہ عقائد کے قائل ہیں۔ جو سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ کہ کیونکر اس کو فلاسفہ سے مطابق کرتے ہیں انگریزی منطق کی بنا تو منطق استقرائی ہی پر ہے۔ پھر یہہ کون سا استقراء ہے۔ کہ یسوع ابن اللہ ہے۔ کون سی شکل پیدا کرتے ہوں گے۔ یہی ہوگا۔ کہ مثلاً اس قسم کے خواص جن لوگوں کے اندر ہوں۔ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہوتے ہیں۔ اور مسیح میں یہہ خواص تھے۔ پس وہ بھی خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ اس سے تو کثرت لازم آتی ہے۔ جو محال مطلق ہے۔ میں تو جب اس پر غور کرتا ہوں۔ جبرت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ نہیں معلوم یہہ لوگ کیوں نہیں سوچتے۔

اسلام کے پاک اصول ایسے نہیں ہیں۔ کہ فلسفہ یا استقراء کی محک پر بھی کامل العیار ثابت نہ ہوں۔ بلکہ میں نے بارہا غور کی ہے۔ کہ قرآن کریم کی نسبت جو آیا ہے۔ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ؕ س ۲۷۔ یہہ کتاب مکنون زمین اور آسمان کی چھپی ہوئی کتاب ہے جس کے پڑھنے پر ہر شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم اسی کتاب کا آئینہ ہے۔ اور قرآن نے وہی خدا دکھایا ہے۔ جس پر آسمان و زمین شہادت دیتے ہیں۔ مگر یہہ اُنیس سو برس کا تراشا ہوا جعلی مردہ خدا کس سند اور شہادت پر خدا بنایا گیا ہے۔ پس یہہ اسلام ہی کی خوبی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فخر ہے۔ کہ وہ ایسا دین لے کر آئے۔ کہ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور جس کی تعلیم زمین اور آسمان کے اوراق میں بھی واضح طور پر موجود ہے"۔

دارالامان میں ۲۵ اگست کی صبح

آج رات کے آخری حصہ میں بہت خفیف سا تقاطر شروع ہو گیا۔ اس لئے نماز فجر معمولی وقت سے کسی قدر دیر سے ہوئی۔ بعد نماز فجر حضرت اقدس (جیسا حضور کا دستور ہے۔ کہ گاہے گاہے بیٹھ جایا کرتے ہیں) بیٹھ گئے۔ باہر سے آئے ہوئے احباب میں سے سیالکوٹ کے چند احباب مثل ماسٹر غلام محمد صاحب و ماسٹر قائم الدین بی اے۔ و حکیم حسام الدین صاحب اور ایسا ہی کلانور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب سابق ضلع دار نہر و مرزا رسول بیگ صاحب خلف مرزا صاحب موصوف اور امرتسر سے میاں جیون بٹ لاہور سے مولوی محمدؐ علی ایم۔اے اور مرزا ایوب بیگ ٹیچر چیفس کالج۔ میاں شیر علی۔ اور علی گڑھ کالج سے میاں شیر محمد خاں سٹوڈنٹ بی اے کلاس اور اور احباب معہ مقامی بزرگوں کے جمع تھے۔ فارسی زبان کی تصنیفات پر سلسلہ گفتگو چلتے چلتے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا۔ کہ "ایرانیوں نے آج کل اپنی توجہ تصنیفات کی طرف بہت مبذول کی ہے۔ اور اس کثرت سے عربی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ بہ جز روابط کے فارسی زبان کو کم دخل دیتے ہیں۔ اور باب مفاعلہ انفعال۔ استفعال وغیرہ کو اس قدر کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے"۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ "فہمیدن وغیرہ قدیم زمانے میں استعمال کرتے تھے۔ آج

کل بہت کم استعمال رہ گیا" مولانا عبدالکریم صاحب نے جن کو فارسی زبان سے بڑی دلچسپی رہی ہے۔ اور جو اس زبان پر مادری زبان کی طرح حکمران ہیں۔ فرمایا کہ "جناب! آج کل تو مفاہمہ۔ تفہیم وغیرہ ہی بولتے ہیں"۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں حضرت نے فرمایا۔ کہ "عربی زبان بہت وسیع ہے۔ اور ہر ایک قسم کی اصطلاحیں اوس میں موجود ہیں۔ اور تصنیفات اس قدر کثرت سے ہو رہی ہیں۔ کہ جن کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا صرف حدیث ہی کو دیکھو۔ کہ کوئی کامل طور پر دعوے نہیں کر سکتا۔ کہ اوس نے علم حدیث کی کل کتابوں کو دیکھا ہو"

پھر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے محلے سبیل الذکر فرمایا۔ کہ "حال ہی میں مولوی صاحب (جناب مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ مراد ہیں) کے پاس مصر سے کتب خانہ خدیویہ کی ایک فہرست سات جلدوں میں آئی ہے۔ وہ فہرست ایسے طور پر مرتب کی گئی ہے۔ کہ اوس کو پڑھ کر بھی ایک مزا آتا ہے۔ ایسے ڈھنگ پر کتابوں کے نمبر دیئے ہیں۔ کہ ایک بالکل اجنبی بھی اگر لائبریری میں چلا جائے تو وہ بلا تکلیف عین کتاب پر ہاتھ ڈالے گا۔ بشرطیکہ اوس نے فہرست کو ایک بار دیکھا ہو"۔ اس پر حضرت اقدس نے پوچھا کہ "[illegible] سکتی ہیں؟" مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ "ہاں وہ لائبریری ایسی نہیں۔ [illegible] نقل ہو سکتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

[illegible] امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

خدا تعالیٰ نے اسلام کی کس قدر تائید کی ہے۔ اگر کوئی نادان اسلام کی اس تائید الٰہی کا انکار کرتا ہے۔ تو اوسے ماننا پڑے گا۔ کہ کبھی بھی دنیا میں خدا نے کسی کی تائید نہیں کی۔ زبان کا اس قدر وسیع ہونا اور پھر اوس میں اس قدر کثرت سے تصنیفات کا ہونا بھی اسلام ہی کی تائید ہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی تائید ہوئی ہے۔ کوئی اہل لغت جب کسی لفظ کے معنے لکھتا ہے۔ تو اگر وہ لفظ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ساتھ ہی اوس نے وہ آیت بھی ضرور ہی لکھ دی ہے" یہاں مولانا عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ "لسان العرب" نے تو یہہ طریق لازمی طور پر رکھا ہے۔ پھر حضرت نے اپنے سلسلہ تقریر میں فرمایا۔ کہ سنسکرت وغیرہ زبانیں تو قریب مردہ ہو گئیں ہیں۔ نہ اون میں تصنیفات ہیں۔ نہ کچھ۔ اور ایسا ہی عیسائیوں کا حال ہے۔ کہ اون کی انجیل کی اصلی زبان کی طرف توجہ ہی نہیں رہی۔ پھر اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔ کہ

مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ پھر اسلام سے کیوں پرخاش رکھی جاتی ہے۔ اسلام کا خدا کوئی مصنوعی ...... خدا نہیں۔ بلکہ وہی قادر خدا ہے۔ جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور پھر رسالت کی طرف دیکھو۔ کہ اصل غرض رسالت کی کیا ہوتی ہے؟

اوّل یہہ کہ رسول ضرورت کے وقت پر آوے۔ اور پھر اوس ضرورت کو بوجہ احسن پورا کرے۔ سو یہہ فخر بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ عرب اور دنیا کی حالت جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بالکل وحشی لوگ تھے۔ کھانے پینے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ نہ حقوق العباد سے آشنا اور نہ حقوق اللہ سے آگاہ۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایک طرف اون کا نقشہ کھینچ کر بتلایا۔ کہ یاکلون کما یاکل الانعام۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے ایسا اثر کیا۔ یبیتون لربھم سجداً وقیاماً ۵ س ۱۹۔ کی حالت ہو گئی۔ یعنے اپنے رب کی یاد میں راتیں سجدے اور قیام میں گذار دیتے ہیں۔ اللہ اللہ کس قدر فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ایک بے نظیر انقلاب اور عظیم الشان تبدیلی واقع ہو گئی۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کو میزان اعتدال پر قائم کر دیا اور مردار خوار اور مردہ قوم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زندہ اور پاکیزہ قوم بنا دیا۔ دو ہی خوبیاں ہوتی ہیں۔ علمی یا عملی۔ عملی حالت کا تو یہہ حال کہ یبیتون لربھم سجداً وقیاماً۔ اور علمی کا یہہ حال کہ اس قدر کثرت سے تصنیفات کا سلسلہ اور توسیع زبان کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ کہ اوس کی نظیر نہیں ملتی۔

دوسری طرف جب عیسائیوں کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے حیران ہی ہونا پڑتا ہے۔ کہ حواریوں نے عیسائی ہو کر کیا ترقی کی۔ یہودہ اسکریوطی جو یسوع کا خزانچی تھا۔ کبھی کبھی تغلب بھی کر لیا کرتا تھا۔ اور تیس روپیہ لے کر اوستاد کو پکڑواتا۔ تو اوس کا ظاہر ہی ہے۔ یسوع کی تھیلی میں دو ہزار روپیہ رہا کرتے تھے۔ ایک طرف تو اون کا یہہ حال ہے۔ بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ حال کہ بوقت وفات پوچھا۔ کہ کیا گھر میں کچھ ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دینار ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اسے تقسیم کر دو۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کا رسول خدا تعالیٰ کی طرف سفر کرے اور گھر میں ایک دینار چھوڑ جاوے۔

مجھے تو حیران ہی ہونا پڑتا ہے۔ کہ عیسائی لوگ فلسفہ فلسفہ پکارتے ہیں۔ ان کی الہیات کی فلسفی خدا جانے کہاں گئی۔ کفارہ ہی کو دیکھو۔ ایک تصوری جانور کی طرح ہے۔ کفارہ نے کیا بنایا۔ علمی دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو بھی دیکھو۔ کہ حواریوں کی نہ تو علمی اصلاح ہوئی۔ اور نہ عملی۔ علمی اصلاح کے لئے تو انجیل نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ موٹی عقل والے تھے۔ اور کم فہم اور لالچی تھے۔ اور عملی اصلاح کا خاکہ بھی انجیل ہی نے کھینچ کر دکھلا دیا کہ کوئی لعنتیں بھیجتا ہے۔ اور کوئی تیس روپیہ پر پکڑواتا ہے۔ اور کیا کچھ۔ اور کیا کچھ۔ گناہ کے آثار۔ تاریکی اور ظلمت تو اس دنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے فرمایا "من کان فی

هذه اعمى فهو فی الاخرة اعمى الآیۃ۔ س ۱۵" اب یسوع کے شاگردوں کو دیکھو۔ کہ کیا اون کی حالت میں تبدیلی ہوئی۔ گناہ کے دور ہونے سے تو ایک قسم کی بصیرت اور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اون میں کہاں۔ پھر کفارہ نے کیا بنایا"

یہہ سلسلہ یہیں تک پہونچا تھا اور ایک لطیف تقریر شروع ہو گئی تھی مگر افسوس میری نظر سے سامنے شکر داس کے مکان پر جا پڑی۔ جہاں سے ایک پیرزال بوڑھیا دریچہ میں سے دھڑام سے زمین پر آ رہی اور میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ اوہ! کوئی گر گیا۔ سب کی توجہ اوس طرف منعطف ہو گئی۔ اور حضرت اقدس کو بھی سلسلہ بند کرنا پڑا۔ آخر حضور تشریف لے گئے۔

مکتوبات امام الزمان

جس حال میں میںنے بارہا توجہ دلائی ہے۔ کہ جن حضرات کے پاس حضرت اقدس کے مکتوبات ہوں۔ اون کی اصل یا نقل بہ غرض اندراج الحکم بھیج دیں۔ اور پھر اس پر بہت کم توجہ کی گئی ہو۔ تو میری شکائت بے جا نہ ہوگی کہ افسوس اس پر لحاظ نہیں کیا گیا۔

اور میں اگر اپنے مکرم دوست مفتی محمد صادق صاحب کا اپنے ناظرین کی طرف سے شکریہ نہ کروں۔ تو یہہ بھی ایک قسم کی فرو گذاشت اور خلاف فرمان نبی کریم علیہ الصلوات والتسلیم ہو گا۔ کیونکہ اس صیغہ میں مفتی صاحب نے بساط سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ وہ الحکم کے ساتھ سچی محبت رکھتے ہیں خدا تعالے اون کے اخلاص اور سعادت میں روز افزوں ترقی دے۔ اور اس صادق نوجوان کو دینی اور دنیوی کامیابیوں سے بہرہ مند کرے۔ ذیل میں جو مکتوب درج ہوتا ہے۔ یہہ بھی اون کی ہی سعی کا نتیجہ ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں پھر اپنے ناظرین سے چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔ اور حضرت اقدس کے مکتوبات بھیج کر ممنون فرماویں۔ کیونکہ ان مکتوبات کی اشاعت حضرت اقدس کی صداقت کے دلائل بینہ کی اشاعت ہے۔ (ایڈیٹر۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب۔

السلام علیکم و علی من لدیکم الحکم ملا۔ باعث تازگئے روح ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مہربانیوں کا کون مشکور نہیں اور خصوصًا لاہور کی جماعت۔ الحکم اپنی موجودہ حالت میں ایک ایسی بیش قیمت شے ہے۔ کہ ہر وقت آنکھ اُس کے انتظار میں لگی رہتی ہے۔ اور بے شک ہم اور ترقیوں کے بھی امیدوار ہیں۔ مگر موجودہ عروج بھی بزرگوں ہی کی برکت سے ہے۔ اور ہر ایک امر کے لئے ایک وقت ہے۔ جس کا صبر سے انتظار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالی آپ کے صدق کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور موجودہ کامیابیوں سے آنے والے فضلوں کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ مجھے برادر ظفر احمد صاحب کی طفیل پھر بھی موقعہ ملا ہے۔ کہ الحکم کے ذریعہ حضرت اقدس کے دو کرامت ناموں کی اشاعت کا ثواب حاصل کروں۔ اُن میں سے ایک ذیل میں درج ہے۔ امید ہے۔ آپ اس عاجز کے لئے دعا کرتے ہوں گے۔

رقیمہ نیاز عاجز محمد صادق - لاہور
۱۴ر اگست ۱۸۹۸ء

بخدمت مخدومی مولوی عبد القادر صاحب -

بعد سلام مسنون عرض یہہ ہے - کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے - نہائت بہتر ہے دنیا میں دعاء جیسی کوئی چیز نہیں - الدعاء مخ العبادۃ - یہہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلی یہی سمجھتا ہے - کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے ایسی دعایں کرنے کا وقت پاتا رہے - کہ جو رب العرش تک پہونچ جایں اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے - کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آجایا کرے - مگر یہہ بات اپنے اختیار میں نہیں - سو اگر خداوندکریم چاہے گا - تو یہہ عاجز آپ کے لئے دعاء کرتا رہے گا - یہہ عاجز خوب جانتا ہے - کہ سچا تعلق وہی ہے - جس میں سرگرمی سے دعاء ہے - مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا مرید ہے - مگر اُس بزرگ کے دل میں اُس شخص کی مشکل کشائی کے لئے جوش نہیں - اور ایک دوسرا شخص ہے - جس کے دل میں بہت جوش ہے - اور وہ ایسے کام کے لئے ہو رہا ہے - کہ حضرت احدیت سے اُس کی رستگاری حاصل کرے - سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہہ شخص رکھتا ہے - غرض پیری مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے - اگر مرشد عاشق کی طرح ہو - اور مرید معشوق کی طرح - تب کام نکلتا ہے - یعنے مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی کے لئے ایک ذاتی جوش ہو - تا وہ کام کر دکھاوے - سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا - کوئی بنی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا - یعنے ان کی فطرت میں حضرت احدیت نے بندگانِ خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے - پس وہی عشق کی آگ اُن سے سب کچھ کراتی ہے - اور اگر ان کو خدا کا یہہ حکم بھی پہونچے - کہ اگر تم دعاء اور غمخواری خلق اللہ نہ کرو - تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں - تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے - اور ان کو اسبات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا - کہ ہم کو اس جان کنی سے کیا اجر ملے گا - کیونکہ ان کے جوشوں کی بناء کسی غرض پر نہیں - بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے - اسی کی طرف اشارہ ہے - جو اللہ تعالے فرماتا ہے - لعلک باخع نفسک الا یکونو مومنین - س ۱۹ - خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے - کہ اس قدر غم اور درد کہ تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اٹھاتا ہے اس سے تیری جان جاتی رہے گی - سو وہ عشق ہی تھا - جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی - پس حقیقی پیری مریدی کا یہی احوال ہے - اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے - کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے - تا وہ سچے غمخوار بننے کے لئے لائق ٹھہریں - جیسے والدین اپنے بچہ کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں - تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے - اسی طرح جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے - وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے - اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے - کیونکہ قوت عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی - اور یہہ خداوندکریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے - کہ اُس نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے - مثلاً دنیا میں بہادروں اور جنگ جو لوگوں کی ضرورت ہے - سو بعض فطرتیں جنگ جوئی کی استعداد رکھتی ہیں -

اسی طرح دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے - کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح ہوا کرے سو بعض فطرتیں یہی استعداد لے کر آتی ہیں - اور قوت عشقیہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں - فالحمد للہ علے الالاء ظاہرہا و باطنہا -

خاکسار مرزا غلام احمد
۱۲ مئی ۱۸۸۳ء مطابق رجب ۱۳۰۰ھ

انتقال پر ملال

ہر کہ آمد بہ جہاں اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پاینده و باقی است خدا خواہد بود

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد

بروز جمعہ ۲۶- اگست ۱۸۹۸ء کی صبح کو ۴- بجے ہمارے مخدوم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی بڑی صاحبزادی نے کچھ عرصہ بیمار رہ کر بہ عمر ۱۶ یا ۱۷ سال انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

مولوی صاحب ممدوح نے جس استقامت اور استقلال سے رضا بہ قضاء کا نمونہ دکھایا اللہ تعالے اوس کی توفیق ہر مسلمان کو دے - بارش کی وجہ سے نماز جنازہ مولوی صاحب

کے مکان میں ہوئی۔ امام الزمان سلمہ الرحمٰن بھی شریک تھے۔ بہت سے احباب مرحومہ کو آخری منزل تک پہونچانے گئے۔ گور پر پہونچ کر مولانا صاحب ممدوح نے عام طور پر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ

"یہ ہے انسان کا خاتمہ جس کے لئے وہ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ جھوٹ اور فریب کو اختیار کرتا ہے"۔

حاضرین پر خاص اثر ہوا بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہہ دے۔ اور مرحومہ کے معصوم بچوں اور والدہ کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ اور مولوی صاحب کو نعم البدل۔ آمین۔ مرحومہ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں

انک میت و انھم میتون

۲۶۔ اگست ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے نہائت رقت اور درد دل کے ساتھ مگر پر جوش لہجہ میں آئت مندرجہ عنوان پر مختصر سا خطبہ پڑھا۔ آج کا خطبہ جس قدر موزون اور مناسب موقع تھا۔ اوس سے کہیں زیادہ موثر تھا۔ آج ہی وہ دن تھا۔ جس کی صبح کو جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی صاحبزادی کلاں کا انتقال ہوا تھا۔ اس لئے آج کے جمعہ میں اس سے بڑھکر متاثر خطبہ کیا ہو سکتا تھا۔

مولانا صاحب نے اس آئت کو ایک صادق اور مصدوق مامور من اللہ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا۔ اور بتلایا۔ کہ کیا اس رفتنی اور گذاشتنی دنیا میں انسان **موت** جیسی چیز کا یقین کر کے جھوٹ بول سکتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہہ مقدس الفاظ بولتے ہوئے کیا افترا کر سکتے تھے۔ اور کیا کوئی مامور من اللہ کبھی ایسا کر سکتا ہے۔ مگر کس قدر افسوس ہے۔ اون لوگوں پر جو یہہ دل کو ہلا دینے والے اور روح پر ایک لرزہ ڈالنے والے الفاظ **وانھم میتون**۔ سنیں۔ اور بے قرار ہو کر خدا کے مامور کی طرف نہ جھکیں۔ مولانا ممدوح نے جس خوبی سے **موت** کی یاد سے **امید** اور **یاس** کا نقشہ کھینچ کر دکھایا۔ وہ اون کے دل سے نکل کر دل ہی پر بیٹھا۔ کسی دوسرے وقت بہ شرط فرصت میں ناظرین کو اس آئت کے معارف سنا سکوں گا۔ انشاء اللہ بحولہ۔

۱۴۔ و ۱۵۔ اگست ۱۸۹۸ء

میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ بہ تقریب دورہ قادیان میں تشریف لائے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اور مطبع ضیاء الاسلام وغیرہ کا معائنہ کیا۔ آپ باغبانپورہ کے رئیس اور مولوی فضل دین صاحب بیرسٹرایٹ لا کے برادر حقیقی ہیں۔ مجھے بہ حیثیت ایک گواہ کے میاں صاحب موصوف سے عدالت ہی میں ملاقات کا موقع ملا ہے۔ اس لئے میں اپنے اوسی تجربہ کی بنا پر جو اتنے عرصہ میں حاصل کر سکتا تھا۔ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ ایک خلیق اور ملنسار آدمی ہیں۔ مقدمات کے انفصال میں کس سرگرمی اور محویت سے وہ کام کرتے ہیں۔ اور مقدمہ کے متعلق ضروری امور پر کیسا غور کرتے ہیں۔ ابھی میں اوس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں ہندو مسلمان آپ سے خوش پائے جاتے ہیں۔

ریاست پونچھ کا مصاحب اعلی قادیان میں

میں نہائت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ **سردار گرنتار سنگھ صاحب** بہادر جوڈیشل آفیسر و مصاحب اعلیٰ ریاست **پونچھ** جن کے اعدار کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ بہ غرض معالجہ میرے مخدوم جناب حکیم مولوی نور الدین صاحب سابق طبیب شاہی جموں کے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سردار صاحب ایک **وجیہ نوجوان** اور **دقیقہ رس انسان** ہیں۔ باوجود ایسے جلیل القدر منصب پر سرفراز ہونے کے مزاج میں انکسار اور ملنساری ہے۔ آج شام کو حضرت اقدس کے حضور بھی تشریف لائے تھے ابھی کچھ عرصہ قیام کریں گے۔ مفصل حالات پھر لکھوں گا۔

ترقی اسلام

انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی کا دبیر مندرجہ ذیل فہرست اون نو مسلموں کی جنہوں نے جولائی میں سیکرٹری انجمن موصوف کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بھیج کر اشاعت کی درخواست کرتا ہے۔ جس کو میں نہائت خوشی اور مسرت سے شائع کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ انجمن موصوف کی کوششوں میں برکت دے اور ان نو مسلموں کو استقلال اور کارکنان انجمن کو خلوص آمین۔ وہ فہرست یہہ ہے۔

قبول اسلام

یکم جولائی ۱۹۰۸ء سے ۳۱ جولائی تک عرصہ ایک ماہ میں جناب مولوی حکیم شیخ غلام محی الدین صاحب قادری سیکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی کے ہاتھ پر مندرجہ ذیل اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے الحمدللہ ثم الحمدللہ ذٰلک فزد زدھم ھٰذا

نمبر	کفری نام معہ ولدیت و سکونت	قومیت	اسلامی نام	عمر	کیفیت
۱	مسمات جانی زوجہ گوبند سکنہ شولاپور	خاکروب	کریمن	۴۰ سال	عورت
۲	پچلی دختر مسمات مذکور	"	رحمت	۲۰ "	لڑکی
۳	مسمات پوسانی زوجہ راجنا سکنہ بمبئی	ہندو	فاطمہ	۱۵	عورت
۴	کاؤنجی ولد خریدونجی سکنہ "	پارسی	عبداللطیف	۲۷	مرد
۵	مسمات لچھمی دختر کشنا سکنہ مالون	ہندو	عائشہ	۲۲	عورت
۶	ہری ولد بالو سکنہ چپلون کوکن	"	غلام مصطفےٰ	۱۷	مرد
۷	مادھو ولد منا جی سکنہ پونا۔	"	دین محمد	۱۸	"
۸	یوحنا ولد نور شاہ سکنہ انبالہ	عیسائی	فضل کریم	۴۳	"
۹	مسمات مریم زوجہ یوحنا	"	زبیدہ	۲۵	عورت
۱۰	ٹنیا ولد چیچا سکنہ لکھنؤ احمدآباد	راجپوت	احمد	۲۶	مرد
۱۱	مسمات ایسی دختر لچھمی سکنہ کوالہ	ہندو	زینب	۱۴	عورت
۱۲	یوسف ولد ایوب سکنہ بمبئی	یہودی	فضل الرحمٰن	۲۹	مرد

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دامی درمی قلمی سخنی انجمن کی امداد فرما کر داخل حسنات ہو۔ فقط

میرے مکرم۔ مخدوم جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی صانہ اللہ عن الشر والفتن اپنے ایک گرامی نامہ میں اپنے ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ سید صاحب موصوف نے جس استقلال اور استقامت کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق میں ثبات قدم دکھایا ہے۔ وہ قابل تقلید ہے۔ بھوپال کے اکثر اراکین نے بہ منت و بہ اصرار چاہا ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کے مسائل کی تبلیغ اور تائید میں زور نہ دیں۔ تو پھر وہ اپنے عہدہ جلیلہ پر سرافراز ہو سکتے ہیں مولوی صاحب نے بڑی استقامت کے ساتھ اون کا عطیہ اون کے منہ پر مارا ہے۔ اور صداقت کی اشاعت میں اُس سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کو بھی استقامت عطا فرماوے اور مجھے اور میرے دوستوں کو بھی اون کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ میرے ناظرین بھی مولوی صاحب کے لئے دعا کریں۔ اور اپنے بزرگ سے بھی ہمدردی کا اظہار۔

بہ کثرت مضامین کی وجہ سے اس اشو میں اسلامی دنیا کی خبریں نہیں لکھ سکتا اور ایسا ہی اور بھی مضامین عدم گنجائش کی وجہ سے رہ گئے ہیں۔ میری کوشش الحکم کو عمدہ اور بہتر بنانے میں جو کچھ ہے اوس کا بہت بڑا انحصار میرے ناظرین پر ہے۔ اس لئے اون کی توجہ نظر بر عالم اسباب بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اصل کارساز تو وہی مولا کریم ہے۔ جس کی رضا جوئی سب کا فرض ہونا چاہئے۔

کل دنیا پر اتمام حجت

حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے۔ کہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔

حضرت اقدس کے مرید مختلف ممالک اور بلاد میں جا پہونچے ہیں۔ الحکم بھی ایک ذریعہ ہے اس الہام کی تبلیغ میں حصہ لینے والا ہے۔ حال میں سیدنا مرزا صاحب ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک تجویز فرمائی ہے۔ کہ ایک اشتہار بہ تعداد کثیر عربی فارسی اردو اور انگریزی میں اپنے دعاوی اور اون کی دلائل پر لکھا ہے۔ جو ان ہر چہار زبانوں میں ایک ہی تختہ پر شائع ہوگا۔

یہہ اشتہار بلاد یورپ اور دیگر ممالک میں بہ کثرت پھیلایا جاوے گا۔

لاریب اللہ کریم کے وعدے اپنے بندے کے ساتھ لاتبدیل ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے رحمت بازو کو ضائع نہ کرے گا۔ افسوس اور ہلاکت ہے۔ اون پر جو یہہ نشانات صدق دیکھتے ہیں۔ اور منہ پھیر لیتے ہیں۔ پر مبارک ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اس آفتاب صداقت کے نور سے حصہ لیا۔

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دہند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی بہنا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجلسنت اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ۱۰؍ روپیہ میریکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص میرہ فی ماشہ ... روپیہ۔ معمولی سرمہ فی تولہ ۴؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارات سے بچنا چاہیے۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میریکا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دہند۔ سوزش ہر قسم جسکو عمومًا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی اجھلی کا زخم اور اسنے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مقامات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ مسانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی۔ ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میریکے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۱۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے۔ اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں۔ انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑہ سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھہ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب

شائد آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپسے میریکا سفید سرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعًا بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا۔ اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگاکر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر کہ حیات چشم (سرمہ میرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھہ سے ندیں۔ ملتمس ہوں۔ کہ دو تولہ میریکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرمادیں۔

راقم۔ ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھہ میں ایک مرض ہے۔ جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دہند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صلح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خاں محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶؍ مارچ ۱۸۹۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بنیک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

قیمت سالانہ پیشگی ۔۔

نمونہ پیشگی ۔۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۶-۲۷ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۶ و ۱۳ ستمبر ۱۸۹۸ع جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس جاتی ... کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں ۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو ۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں ۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے ۔ کہ اس سلسلہ دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں ۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں ۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں ۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں ۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں ۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے ۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں ۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا ۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے ۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے ۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے ۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا ۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں ۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے ۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست

سچائی کا فیصلہ

سچے پھول اور کلیاں ابراہیم سلیم

صداقت الٰہی کا نشان

امتحان

شرطیہ

صحت جسمانی کی خواہش ہو تو اسکو پڑھو اور ایکدفعہ شرطیہ آزماؤ

مفت

صحت جسمانی کے طلبگار و بس کو پڑھو اور ایکدفعہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ

ہر چیز ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی۔ محصول و کمیشن ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہییں۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اسکا حوالہ دے۔ غرباء خرچ روانگی دوا اور خود تصدیق معتبر روانہ کریں۔ محصول ڈاک معاف ہوگا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلباء کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ۔ ایکماہ کیواسطے ۱۲؍ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلباء کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر بھی جاتی ہے۔

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کی لگانیسے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اجادو کا اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸؍ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پوڑیہ عہ۔ اور غرباء کو بتصدیق کسی معتبر کی صرف خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی۔ درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلاء۔ کھٹے ڈکار۔ ضعف معدہ کو دور کرتی اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہو ۸؍ غرباء کو بتصدیق کسی معتبر کے خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت۔ پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اس کی اجازت ہو ۷ خوراک عہ ۱۲؍

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ۔

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں۔ زخم پہلے دن خشک ہو ... اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸؍ غرباء کو بتصدیق معتبر ۲؍ خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ہے۔

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ہے۔ روپیہ

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمی ہے۔ ۶ خوراک عاؔ

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم نزلہ۔ زکام چھینکوں کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸؍ غرباء کو بتصدیق ۲؍ خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۸؍ فی درجن عہ

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور درد پہلے دن بند۔ اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عاؔ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت ہے۔

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۸؍ فی درجن عاؔ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد برکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

انمول موتی

قرآن کریم اور سات کا عدد

سات کے عدد سے قرآن کریم کو خاص مناسبت ہے اور علی العموم ۷ و ۷۰ و ۷۰۰ کا عدد الٰہی کتابوں میں خصوصیت سے تعلق رکھتا ہے اس وقت میں صرف سات کے عدد کی کسیقدر خصوصیت قرآن کریم میں دکھانی چاہتا ہوں۔

(ا) قرآن سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے۔

(۱) دہریوں یعنے منکران ذات باری سے۔

(۲) منکران نبوت یعنے برہموؤں سے۔

(۳) یہود (۴) نصاریٰ (۵) بت پرست (۶) مجوسی (۷) منافق

(ب) قرآن سات عظیم الشان عقائد حقہ کا بیان فرماتا ہے۔

(۱) خدا تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء اور افعال کی لطیف بحث

(۲) ملائکہ کے افعال و صفات کی موثر فلاسفی۔

(۳) کتب الٰہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔

(۴) رسالت اور رسولوں کے متعلق

(۵) تقدیر یعنے اون اندازوں پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالیٰ نے عام اشیاء میں مرکوز رکھے ہیں۔

(۶) ختم نبوت تشریعی کے متعلق

(۷) اعمال صالحہ و سیئہ پر جزا و سزا کے متعلق

(ج) قرآن سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے

(۱) اقرار۔ (۲) نماز (۳) زکواۃ (۴) روزہ۔ (۵) حج (۶) کوشش (۷) اخلاق فاضلہ

(د) سات ہی نتائج حسنہ و سیئہ پیش کرتا ہے

(۱) صحت جسمانی (۲) آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر میں آرام (۵) حشر میں آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت میں آرام تفصیل اور توضیح اور اس عدد سات کی اور خصوصیتیں پہر کسی دوسرے وقت پر انشاء اللہ بیان کرونگا۔

لوکان عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا

یعنے

(اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا بنایا ہوا ہوتا تو اوسمیں تھوڑا کیا بہت ہی اختلاف ہوتا)

اختلاف مندرجہ ذیل امور میں ہوتا ہے جو قرآن کریم میں نہیں کسقدر عظیم الشان دعویٰ ہے اور کیسی اوسکی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔

(الف) قرآن کریم واقعات آئندہ کا تذکرہ فرماتا ہے ایسے واقعات آئندہ کا بھی جنکا تعلق دنیا کے لوگوں سے ہونیوالا ہے یعنے احباب و اصحاب کی فتح و ظفر اعدا کی شکست دیکھہ لو ایسا ہی ہوا۔

(ب) واقعات گذشتہ کا ذکر کرتا ہے اور اوس کے بتلائے کے خلاف وقوع میں نہیں آیا۔

(ج) طبعیات اور فلسفہ پر گفتگو کرتا ہے مگر اسکے خلاف سائنس موجودہ سے ثابت نہیں ہوا۔

(د) اسباب بتلاتا ہے اور اون اسباب کے نتائج اور منافع بھی ظاہر کرتا ہے اور اس بیان میں راست ہے۔

(ہ) قویٰ فطرۃ پر اثر کرنیوالے احکام کی تاکید فرماتا ہے اور کہیں اونکے خلاف نہیں لیجاتا۔

(و) قرآنی تعلیمات۔ عام تعلیمات انبیاء اور انسانی مشترکہ سوسائٹی سے اور اونکے اجماع مسلمہ کے منعف نہیں

(ز) تئیس ۲۳ برس میں نازل ہوا جسمیں صحابہ محکوم حاکم بنے پہر اون لوگوں میں بھی زندگی بسر کی جو کسی قانون کے پابند نہ تھے طائف میں عیسائیوں کے بھی ماتحت رہے مدینہ طیبہ میں کچھہ عرصہ تک یہود کے ماتحت رہے خود حاکم بنے پہر دیکھو ان تمام حالتوں میں امن اور چین کو کیسے قائم رکھا۔

مرزا صاحب نے مجدد ہو کر کیا کیا؟

اس سوال کا جواب تفصیلی تو ایک مستقل رسالہ چاہتا ہے۔ حضرت اقدس کی تصانیف میں مختلف مقامات پر اس سوال کا جواب درج ہے۔ اور انشاء اللہ میں تفصیل کے ساتھ اس پر کوئی آرٹیکل لکھوں گا فی الحال مختصر طور پر اس سوال کا جواب لکھتا ہوں۔

اس سوال کے کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ مولوی۔ فلاسفر مزاج۔ عام لوگ جو مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں تیسری قسم کے لوگوں میں وہ عام لوگ بھی ہیں جو مذہب کو کسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے پس یہہ چار قسم قرار دیدو مولویوں کے لئے تو یہہ جواب کافی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں ایک نبی ہوگا اور اوسکے ساتھ کوئی آدمی نہوگا۔

والنبي معه رجل والنبي معه رجلين

ایسے نبی نبی تھے یا نہیں؟ اگر تھے اونہوں نے دنیا میں آکر کیا؟ جو جواب وہ دیں وہی ہمارا جواب ہے۔

فلاسفر مزاج لوگوں کا جواب بھی سہل ہے اونکا خیال ہے کہ اکثر حصہ انسان ناکام مرتا ہے پس دریافت کیا جاوے کہ دنیا میں اکثر فلاسفر ناکام مرے ہیں یا نہیں اور وہ ناکامی کی حیثیت میں فلاسفر تھے۔ یا نہیں؟ ماجوابکم فھو جوابنا۔

عوام کا جواب جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں اتنا ہی ہے کہ حضرت نوح نے ساڑہے نو سو سال وعظ کیا اور حدیث میں آیا ہے کہ صرف ۸۰ آدمی تابع ہوئے اور قرآن میں آیا ہے ما آمن معه الا قليل پہر کیا وہ نبی نہ تھے؟

اب رہے وہ عام جو مذہب کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ ذرا خیال کریں کہ مرزا صاحب کو کسقدر کامیابی ہوئی ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی بدون سودائی یا مجنون کے کسی کا کہنا بلا غرض مان ہی نہیں سکتا۔ پھر خیال کیا جاوے کہ مرزا صاحب کے ساتھ بڑے بڑے عالم۔ طبیب۔ فلاسفر۔ گریجوایٹ۔ تاجر۔ عمایدور ؤسا اور گورنمنٹ کے معتمد علیہ لوگوں نے جو مرزا صاحبکو مانا ہے اور اوسکے لئے جان و مال تک کے دینے میں دریغ نہیں کرتے کیا یہ عظیم الشان کامیابی نہیں ہے؟ اسپر بھی اگر کوئی مرزا صاحب کے دعوی کو تعجب کی نگاہ سے دیکھے تو میں اوس سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مخالف اسکے مولویوں سے پوچھے کہ اگر وہ سچے ہیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتے ہیں تو اوسکی بولی یعنے کلام کی ایسی لطیف تفسیر کرکے دکھادیں جیسی مرزا صاحب نے کی ہے اور دوئم اللہ تعالیٰ سے دریافت کرکے بتلادیں کہ اس صدی چہاردہم کا مجدّد کون ہے؟ اور اوس نے کہاں دعویٰ کیا ہے؟

ضرورت قرآن

ضرورت قرآن پر میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے تو عدم ضرورت قرآن کے مصنف کے اعتراضات کا قلع قمع کرنے کی خاطر ایک مبسوط مضمون تصدیق میں لکھا ہے مگر میں یہاں مختصر طور پر قرآن کریم کی ضرورت کو بیان کرونگا۔ اور یہ ضرورت بطور عام اصول کے ہوگی۔ قرآن کریم کے زمانہ پر ان وجوہات کو مطابق کرکے دیکھو کیسے صادق آتی ہیں۔

۱۔ نمونہ۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہہ اٹل قانون پاتے ہیں کہ وہ ایک قومی الوالہمت انسان کو اس لئے پیدا کرتا ہے کہ وہ لوگوں میں نمونہ بنکر اپنی مخلصانہ دعاؤں اور پُر جوش زاریوں اور سچی توجہ سے دنیا میں صداقت کو پھیلاوے گو دنیا میں ہر چیز موجود ہی کیوں نہو مگر بغیر صاحب ہمّت اور آسمانی بارش کے وہ پھل نہیں لا سکتی۔ جیسے مینہہ کے ذریعہ پھل پھول لگتے ہیں اونکے ذرات اور بیج تو پہلے سے موجود ہوتے ایسا ہی لوہا۔ سکّہ۔ کوئلہ۔ قلعی وغیرہ یہہ چیزیں تو موجود ہوتی ہیں مگر بدوں کسی صاحب ہمت شخص کی کوشش کے دنیا میں اون کے فواید معلوم نہ ہونگے اسی طرح سے جب لوگ دین میں سُستی کرنے لگتے ہیں تو کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مامور کرکے بھیجدیتا ہے جو آکر اصلاح کرتا ہے ہاں کبھی کوئی مامور بڑا کبھی چھوٹا کبھی بے مثل اور کبھی مثیل پیدا ہوتا ہے پس ایک یہ ضرورت ہے قرآن کریم کے نزول کی

۲۔ دلائل۔ جسقدر صداقتیں قرآن کریم سے پہلے موجود تھیں اونکے دلائل پہلی کتب میں موجود نہ تھے جیسے توحید۔ رسالت۔ وغیرہ امور قرآن کریم خاتم الکتب تھا اور مختص الزمان اور مختص المقام قانون تھا اور اوس کا دامن قیامت تک وسیع تھا جسمیں طلب دلائل والا زمانہ بھی آنیکو تھا اسلئے یہ فخر قرآن کریم ہی کو حاصل ہوا کہ دعویٰ کو دلائل کے ساتھہ موکدّ فرمایا۔ اور اگر یہ کہو کہ دلائل اوس میں اوس آنیوالے زمانے سے پیشتر کیوں درج کردے۔ مناسب تھا کہ اوس زمانہ ہی میں اوسے نازل کرتا اسکا جواب صاف ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی حفاظت اور اشاعت مطالب قرآن کے لئے ہر صدی پر ایک مجدّد بھیج دیتا ہے جو قرآن کریم کے مطالب کو حسب ضرورت زمانہ الہام الٰہی سے حل کرتا ہے۔

۳۔ جماعت۔ جب مذہب کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہوجاتی ہے تو وہ اپنے احکام مذہبی سے بہت کچھہ ناواقف ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بعض احکام پر جب غیر مذہب والے حملہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اون کا جواب نہیں آتا اور نہیں آنا چاہئے کیونکہ توجہ نہیں رہتی تو اون احکام کو منسوخ سمجھہ لیتے ہیں جنسے کہ اصل کتاب بھی کھو دیتے ہیں پھر ایسے وقت میں ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی مجدد یا رسول یا نبی یا پیغمبر یا خاتم الانبیا آوے اور ایک پاک جماعت متقی لوگوں کی طیار کرے۔

سوال۔ جب صداقتیں ہم کو اور کتابوں سے بھی مل سکتی ہیں تو پھر قرآن کی کیا ضرورت ہے؟

جواب۔ ہاں بظاہر یہ سوال قومی معلوم ہوتا ہے مگر غور تو کرو۔ کہ حصول صداقت کے لئے کیا کرنا پڑیگا اولاً کل دنیا کی کتابیں جمع کریں پھر ان تمام زبانوں سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ پھر سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنیکی طاقت ہو پھر اوس سچائی کا خلاصہ کسی زبان میں دنیا کے آگے پیش کریں چونکہ دنیا کی اکثر کتابیں گم ہوگئی ہیں لہذا وہ مجموعہ کرنا ناممکن پس اللہ تعالیٰ نے تمام صداقتوں کا مجموعہ ایسی زبان میں جو اُم الالسنہ ہے نازل فرمایا۔ اور سچ فرمایا فیہا کتب قیمہ

سوال ایک برہمو کہتا ہے کہ الہام ایکبار ہی کیوں نہ ہوا۔ بار بار کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ اگر ایک مکان میں دس بیس آدمی جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہو ۱ کہ وہ ایک زمانہ میں بادشاہ ہونگے تو اگر اونہیں نظام سلطنت کے قواعد اوسی وقت سکھا دیئے جاویں تو کیا وہ نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے یا ایک بچے کی جو ابھی پیدا ہوا ہے شادی کردیں کیا وہ عبث نہ ہوگی۔ ایسا ہی ضرورت سے پیشتر ۲ کسی ضرورت کا مہیا کرنا دانشمندی اور حکمت نہیں ہے مذہب کی ضرورت طب کیطرح ہے وہ جسمانی اصلاح کے لیئے یہہ روحانی کیا مریض کے لیئے تمام مسائل طب یا نسخہ جات یکدفعہ ہی استعمال کئے جانے چاہئیں یا حسب ضرورت)

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

(نمبر ہفتم)

سورۃ البقر رکوع (۳)

الذی جعل لکم الارض فراشًا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقًا لکم فلا تجعلوا للہ اندادًا وانتم تعلمون

ترجمہ - وہ تمہارا مربی اور خالق وہی ہے جسنے تمہارے لئے گول زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو قیام زمین کا باعث بنا دیا اور وہ چھت ہے - اور پھر اُس نے بادلوں سے پانی برسایا جسنے تمہارے خوردنی و نوشیدنی بلکہ پوشیدنی ضرورتوں کو پورا کیا - ہاں اوسی بارش نے تمہارے لئے گونا گون پھل نکالے پس ایسے مربی ومحسن کے ساتھ جو جامع جمع صفات کاملہ اور ہر نقص سے منزہ ہے کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ - اور اس بات کو تم خوب جانتے ہو کہ مستحق عبادت ایسا ہی محسن و مربی ہوتا ہے -

اوپر کی آئت کی توضیح کرتے وقت اور سورۃ الفاتحہ سے تعلق ظاہر کرتے ہوئے میں نے تلخیص رکوع کے امر اول کو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ یعنے ام الصفات کا ذکر کیا ہے - اب اس آیت میں الرب کی توضیح اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے یعنے یہی نہیں کہ تمکو پیدا کر دیا نہیں بلکہ پیدا کرنے کے بعد ربوبیت کے تقاضے سے اون امور تربیت کو ترتیب وار بیان کیا ہے - دیکھو اور غور کرو - کیا لطیف ترتیب ہے -

پیدا ہونیکے بعد سلسلہ تربیت کیونکر چلتا ہی ذرا بلند نظری سے کام لو ایک بچہ کو پیدا ہوتے ہی جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے وہ زمین ہے - اور اگر دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ اوسے گہوارہ کی ضرورت پڑتی ہے تو بھی بے جا نہیں

اللہ اللہ کلام قرآنی میں کیا نظام رکھا ہے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو اون تمام مراتب و مدارج پر حاوی ہیں جو مطلوب ہیں **الارض** کا لفظ فرمایا -

الارض کے معنے ہیں بہت زور سے چکر کھانیوالی - دوّار -

دوسرے مقام پر **الم نجعل الارض مہادا** بھی فرمایا ہے - (میں نوٹ لکھتا ہوں نہ تفسیر اور نہ میں اپنے آپ میں فی الحال اسقدر قابلیت پاتا ہوں کہ اسقدر بلند پروازی کروں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے **نیت المومن خیر من عملہ** اس لئے مجھے اختصار کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اور دلی شوق چاہتا ہے کہ وسعت کے ساتھ بیان کرتا جا - (ایڈیٹر)

الارض کے لفظ میں جہاں اوس پہلی اور ابتدائی ضرورت کو بیان فرمایا جو تربیت بچہ کے مدارج کا پہلا زینہ ہے وہاں **لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرا** کی صداقت کا رنگ بھی دکھایا -

کدہر ہیں نئی روشنی کے نوجوان! کہاں ہیں مغربی فلسفہ اور سائنس کے پوجاری! جو **حرکت الارض** کے مسئلہ کے موجد کی تعریف میں گیت گایا کرتے ہیں وہ دیکھیں اور غور سے دیکھیں کہ **الارض** کے لفظ میں ہی **حرکت الارض** کا ثبوت اور پہر صورت **حرکت الارض** کا نمونہ موجود ہے کیا یہ سچ نہیں؟ کہ واقعی یہ کلام الٰہی ہی کا خاصہ ہے کہ وہ سائنٹفک امور میں بھی مختلف نہیں

قدم رکھنے اور قیام کے لئے تو ضرورت ہے زمین کی پہر اوسی زمین کو بچھونا بنایا **فراشًا** - عمدہ بسترہ - آرامگاہ - **فراشًا** کے لفظ میں اگر پہر وسعت زبان کی خوبیوں کو زیر نظر رکھ کر دیکھیں اور نئی روشنی کے جوان تو ضرور دیکھیں تو اونہیں بناوٹ زمین کا وہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہوا بہ آسانی نظر آئیگا جو اونکے مکرم جیالوجسٹوں نے طبقات الارض کی گہری اور لمبی تحقیقات کے بعد دریافت کیا ہے - کہ زمین ابتدا میں ایک گیس کی حالت میں تھی اوسکو مفصل طور پر تو **الم نجعل الارض مہادا والجبال اوتادا** میں بیان فرمایا جو اپنے موقع پر انشاء اللہ مشرح بیان ہوگا مرکوز رکھا ہے -

اسکے بعد پھر **الرب** کی صفت کی اور توضیح فرمائی کہ ارض جو قیام انسان کا ذریعہ اول ہے اوسکی تربیت اور تکمیل بھی وہی صفت الرب کر رہی ہے لہذا اوسکے لئے آسمان بطور بنیاد موجب استحکام بنا دیا ہے - علمی رنگ میں اگر میں اس امر کی فلاسفی بیان کرنی چاہوں تو یہ مختصر سا نوٹ اوسکا متحمل نہیں ہو سکتا لہذا چھوڑتا ہوں - ہاں اتنا کہتا ہوں کہ ذرا مشاہدہ قدرت اور عام صحیفہ فطرت کو دیکھ کر کہ آسمان کی ضرورت زمین اور اہل زمین کے لئے کسقدر ہے؟

آسمان کی کیفیت السماء کے لفظ پر اکثر ناواقف لوگوں نے جو عربی زبان کی وسعت سے ماہر نہیں دہوکا کھایا ہے اور اونہوں نے قرآن کریم کے منشاء کو غلط طور پر سمجھ کر یہ کہا ہے کہ گویا قرآن کسی متعسر الخلق - جلب اور کثیف مادہ کا نام **سماء** رکھتا ہے - حالانکہ ایسا ثابت نہیں بلکہ ہوا یا پانی کی طرح نرم مادہ قرار دیا ہے جنمیں ستارے تیرتے ہیں جیسے فرمایا **کل فی فلک یسبحون**

اور یہ کہنا کہ آسمان نفس الامر میں کچھ بھی نہیں نرا خلا اور پول ہی پول ہے یہ بھی غلط اور محض غلط ہے - تجربہ صحیح اسکے خلاف ہے غبارہ باز کہہ سکتا ہے کہ وہ جتنی دور تک اوپر جاتا ہے اوسے کوئی ایسی جگہ کہیں نہیں ملتی جہاں کچھ بھی نہو اور ہمارے تجارب رویت بھی اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ کوئی پول مجرد کہیں نظر آئے - پہر ہم کیونکر استقرا مستمر

حکم کر سکتے ہیں کہ ان جملہ فضاؤں سے آگے کوئی خالی مادہ بھی ہے غرض قرآن کریم نے آسمانوں کی سچی فلاسفی بیان فرمائی ہے۔ اس مضمون کو بہت ہی لطیف طور پر میرے مرشد و امام (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) سیدنا مرزا صاحب نے اپنی کتاب آئینہ کمالات میں بصفحہ ۱۸۸ بیان فرمایا ہے

یہاں والسماء بناءً میں السماء سے مراد عام آسمان ہے جسکے سات مختلف طبقے ہیں چونکہ قیام زمین کے لئے السماء کی ضرورت اسلئے اوسکے بعد ہی السماء کا ذکر فرمادیا۔ اور پھر دوسری ضرورت تربیت بچہ کے لئے پانی کی ہے اگر کہو کہ اول ضرورت تنفس کے لئے ہوا ہے تو گذارش ہے کہ اول ضرورۃ پانی کی ہے کیونکہ اسی سے انسان کی بناوٹ ہے اور ہر ایک زندہ کی زندگی اسی سے وابستہ ہے۔ وانزل من السماء ماءً سماء کے معنے بادل کے ہیں۔

پھر تیسری ضرورت یا تیسرا درجہ تربیت کا اشیاء خوردنی کا وجود ہے جو زمین سے اگتی ہیں اسلئے اس حیثیت کی بدولت اون کے پیدا ہونے کا ذکر فرمایا۔ کیا میرے بالغ خرد اور دقیقہ رس ناظرین اس مقام پر والسماء بناء کے معنوں میں پورا غور کرکے اوسکی صداقت کا لحاظ نکریں گے؟ دیکھو آسمان کیونکر قیام ارض کا موجب ثابت ہوتا ہے۔

یہاں تک الرّب کی فلاسفی اور صفت الرّب کے تقاضے اور پھر اونکی تکمیل اور تبلیغ تربیت کے مدارج تمامہ کا ذکر فرماکر پھر اللہ تعالیٰ اوسی اعبدوا کے لفظ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

عاجز انسان پر اپنے یہ اکرام و انعام جتاکر کہ اوسے خلق کیا پھر وہیں نہیں چھوڑا خلق کے بعد تبلیغ تربیت کا کفیل ہوا۔ اور مربی بنکر ہر ایک قسم کی ضرورتوں کو جو اسکے لئے ضروری تھیں پورا کیا خواہ وہ جسمانی ہوں خواہ روحانی۔

کیونکہ روحانی نظام میں بھی تربیت کا سلسلہ اسی اسلوب سے چلتا ہے۔ پھر ارض سے مراد قلب الانسان لیا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر والارض وماطحٰھا کے الفاظ میں مذکور رکھا ہے اور پھر نزول ماء من السماء سے مراد وہ الہام الٰہی ہے جو روحانی پیاسوں کی سیری اور تسلی کا موجب ہوتا ہے الغرض یہ امر بتلاکر اور الرب کے خواص جتلاکر پھر یاایھا الناس اعبدوا میں اعبدوا کے حکم کی دلیل کو کامل فرماتا ہے۔ اور ان مشاہدات قدرت کو یعنے زمین و آسمان اور نزول باران رحمت اور اخراج ثمرات کو پیش کرکے اپنی یگانگت کی دلیل بیان فرماتا ہے۔ یعنے بتلاؤ کہ کیا کوئی دوسری ہستی ایسی ہے جو ایسا کرسکے۔ پھر باوجود اُس علم کے جو تمہارے قوے میں مرکوز اور تمہاری فطرت میں مجبول ہے کہ واجب العبادت اور قابل پرستش ایسی ہی ہستی ہونی چاہیے جسکے صفات کاملہ اوپر بیان ہوئے پھر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

وانتم تعلمون میں اللہ کریم نے اوس وعدہ کا جو فطرت انسانی میں مجبول ہے اور جس کا واضح طور پر دوسرے مقام یعنے سورۃ اعراف میں عہد میثاق کے ضمن بالفاظ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم الی الآیۃ ذکر ہے یاد دلایا ہے دیکھو اوس مقام پر بھی رب ہی کا ذکر ہے اور یہاں تعلمون اس لئے بھی فرمایا کہ تم مشاہدات قدرت کو اور اون نظائر کو جو تمہاری ہی تربیت کے لئے ضروری ہیں دیکھہ کر یہ علم پیدا کر سکتے ہو بلکہ ایک دنی الطبع انسان بھی سمجھہ سکتا ہے کہ وہ جامع جمیع صفات کاملہ محسن صرف ایک ہی ہے۔

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وانتم تعلمون کا لفظ کھلے کھلے طور پر بتلا رہا ہے کہ شریک الٰہی بنانے کے لئے کوئی علمی دلیل نہیں ہو سکتی اور بعد علم تام انداد اللہ تجویز نہیں ہو سکتا یا یہ کہو کہ انداد اللہ تجویز کرنے والے سراسر نادان ہیں پس دیکھو ایک لفظ وانتم تعلمون میں اوس ضال فرقہ کا کیسا کھنڈن کیا ہے جو کہتے ہیں کہ ایک عاجز انسان خدا یا خدا کا بیٹا ہے اور پھر اللہ کریم کے ان الفاظ کی صداقت کیسی ثابت ہو رہی ہے کہ جب اون سے دلیل مانگتے ہیں کہتے ہیں "اسکی دلیل نہ ہم جانتے ہیں نہ ہمارا خدا" (دیکھو جنگ مقدس یعنے مباحثہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور عبداللہ آتھم عیسائی۔ قول مارٹن کلارک قائمقام آتھم)

اور نہ صرف یہی بلکہ کوئی عیسائی کوئی علمی دلیل نہیں دے سکتا اور صاف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکی دلیل کوئی نہیں سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ کیسا مرتب اور منظم کلام ہے کہ ایک ایک لفظ میں مذاہب باطلہ کی تردید کرتا جاتا ہے۔ اور اپنی دعاوی کا ثبوت کسقدر محکم دلائل سے دیتا ہے (بے انتہا درود ہو اوس کامل انسان پر جو دنیا کے لئے ایک رحمت لایا اللھم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین") چونکہ اعبدوا کا لفظ بالطبع اوس فرمان کو چاہتا ہے جو عبادت کی راہیں بتلائے اور پھر اوس اللہ کریم کی عبادت کی راہیں جو احد اور صمد ہے پس ضرور ہے کہ وہ انزل من السماء ماءً کا مصداق ہونیسے ربانی کلام ہو اس لئے اوسکے ثبوت میں فرمایا وان کنتم فی ریب الی الآیۃ

(باقی آئندہ)

مکتوبات امام الزمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - جو کچھ بطور رسم اور عادت کیا جاوے وہ کچھ چیز نہیں ہے اور نہ اوس سے کچھ مرحلہ طے ہو سکتا ہے سچا طریق اختیار کرنے سے گو طالب صادق آگ میں ڈالا جائے مگر جب اپنے مطلب کو پائیگا سچائے سے پائیگا راستباز آدمی نہ کچھ عزت سے کام رکھتا ہے نہ نام سے نہ ننگ سے نہ خلقت سے نہ اونکے لعن سے نہ اونکے طعن سے نہ اونکی مدح سے نہ اونکے ذم سے جب سچی طلب دامن گیر ہو جاتی ہے تو اوسکی یہی علامت ہے کہ غیر کا بیم اور امید بکلی دل سے اُٹھ جاتا ہے اور توحید کی کامل نشانی یہہ ہے کہ محب صادق کی نظر میں غیر کا وجود اور نمود کچھ باقی نرہے وذالك فضل اللّٰه یوتیہ من یشاء - آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں یہہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے بکلی پاک ہو جائے اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے - مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑہیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کیطرح پڑہتے ہیں نہ اونکو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھہ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں - بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہہ مذہب قایم کرلینا چاہیے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کرسکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گذرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنیوالا ہے جو اس سے ترقی کرے گا - اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھہ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصایب اور شدائد اوٹھاتے رہے ہیں یا آئیندہ اوٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اوٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نکر سکے کہ جسکی اطاعت سے دلیں روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دلیں جگہ نہ رکہتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو اور جب یہہ مذہب قایم ہوگیا تو درود شریف جیساکہ مینے زبانی بھی سمجھایا تھا اس غرض سے پڑہنا چاہئے کہ خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم پر نازل کرے اور اوسکو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اوسکی اور اوسکی شان وشوکت اس عالم اور اوس عالم میں کرے یہہ دعاء حضور تام سے ہونی چاہیے جیسے کوئی اپنی مصیبت کیوقت حضور تام سے دعاء کرتا ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا چاہیے اور کچھہ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیے کہ اس سے مجھکو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملیگا بلکہ خالص یہی مقصود چاہیے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول پر نازل ہوں اور اوسکا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیے اور دن رات دوام توجہ چاہیے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دلیں اس سے زیادہ نہو پس جب اسطور پر یہ درود شریف پڑہا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اوسکے عجیب انوار صادر ہونگے اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ وبکا ساتھ شامل ہو اور یہانتک یہ توجہ رگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکسان ہو جاوے علی ہذا القیاس نماز جسکے لئے خداوند کریم نے صدہا مرتبہ قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے اور اپنے تقرب کے لئے فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یہ بیجا رسم اور عادت کے پیرایہ میں کچھ چیز نہیں ہے اسمیں بھی ایسی صورت پیدا ہونی چاہیے کہ مصلی اپنی صلوٰۃ کی حالتیں ایک سچا دعاء کنندہ ہو سو نماز میں بالخصوص دعاء اھدنا الصراط المستقیم میں دلی آہ سے دلی تضرعات سے دلی خضوع سے دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ اور عاجز اور لاچار سمجھکر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم کریم یقین کرکے رابطہ محبت اور قرب کے لئے دعاء کرنی چاہیے اوس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعاء قابل پذیرائی نہیں فیضان سماوی کے لئے سخت بیقراری اور جوش وگریہ وزاری شرط ہے اور نیز استعداد قریبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے دلکو ماسوا اللہ کے شغل اور فکر سے بکلی خالی اور پاک کر لینا چاہیے کسی کا حسد اور حقد دلیں نہ رہے بیداری بھی پاک باطنی کے ساتھ ہو اور خواب بھی - بے مغز باتیں سب فضول ہیں اور جو عمل روح کی روشنی سے نہیں وہ تاریکی اور ظلمت ہے - ھذا والتوحید والتفرید والتمجید و موتوا قبل ان تموتوا - ۵ / اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۲۷ / جمادی الثانی ۱۳۰۰

برادرم محمد حسین صاحب راولپنڈی سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی صاحبزادی کے انتقال کی مندرجہ ذیل تاریخ بغرض اشاعت بھیجتے ہیں - (ایڈیٹر)

تاریخ وفات دختر حضرت حکیم نورالدین مولانا یہ ہے

آن اُمامہ کہ بود پاک سرشت + عفت آثار بنت مولانا
ہائے افسوس وصد ہزار دریغ + کرد رحلت ازین جہان فنا
فی البدیہہ چنین بگفت حسین + سال فوتش چنو غفر لہا
۱۳۱۶

وعظ

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بعد عصر اپنے گھر میں کہا اوسکے بعض بعض حصہ کا اظہار میں امید کرتا ہوں کہ میرے ناظرین اس وعظ کو اپنے گھروں میں سناکر اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہوں گے جو یاایھاالذین امنو قوا انفسکم واھلیکم نارا کے رو سے انپر ہے اور الحکم کے پڑھنے سننے والی نیک بی بیاں کوشش کرینگی کہ اللہ تعالیٰ انکو اون باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے جو اس وعظ میں بیان کی گئی ہے۔

(ایڈیٹر)

اشہد ان لاالہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔

ترجمہ۔ اور ضرور ضرور ہم انعام دینگے تمکو بدلہ میں تھوڑے خوف۔ اور بھوکھ اور کمی میں مالوں اور جانوں اور پھلوں کے یعنے اگر تم ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ اور اس کی رضا جوئی کے لئے کسی خوف کی برداشت کرلو۔ اور اللہ کی راہ میں روزہ وغیرہ بھوک کو اختیار کرو۔ اموال اور جانوں اور پھلوں کو اسکی راہ میں دیدو۔ یا کھو بیٹھو۔

اور خوشی کی خبر سنادو ان مستقل مزاجوں کو جو سکھ اور دکھ دونوں میں اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے بلکہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ ہم اللہ کے اور اُسی کی طرف ہمارا جانا ہے۔ ایسے لوگ اُنکے لئے شاباش ہے اور رحمت وہی راہ راست پر ہیں۔ **صبر** کا نتیجہ دیکھہ صفا و مروہ پر کہ کیسے مقام پر ہاجرہ نے رہنا اختیار کر لیا جو بے کھیت کا ملک ہے پھر صبر کے بدلہ اللہ تعالیٰ نے اوس کی اولاد کو کیسا سکھ دیا۔

میں نے تمہیں یہ چند آئتیں جو قرآن کریم کی سنائی ہیں انہیں اللہ تعالےٰ نے چند ایک نصیحتیں اپنے بندوں کو فرمائی ہیں جنمیں سے ایک صبر بھی ہے صبر کے نتیجے اللہ تعالےٰ اپنے بندوںکو کس طرح اور کیونکر دیتا ہے اسکی بہت سی مثالیں ہیں۔ جنکو اگر مفصل بیان کیا جاوے تو بیان بہت لمبا ہو جاتا ہے مگر میں تمہیں بتلائے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ شاید تم میں کوئی نیک بی بی ہو جو اوس پر محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے عمل کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکا خاوند زمینداری کرتا تھا اونکا لڑکا بیمار تھا ایک روز خاوند باہر کام پر گیا اور پیچھے سے لڑکا فوت ہوگیا اوسکی بیوی نے لڑکے کو ایک چار پائی پر ایک کونے میں لٹا دیا اور آپ خوب عمدہ لباس پہن کر خاوند کے آنیسے پیشتر عمدہ کھانا طیار کرکے شاداں و فرحاں بیٹھ رہی جب خاوند آیا تو اوسنے لڑکے کا حال دریافت کیا عورت نے جواب دیا اوسنے آج آرام کیا ہے خاوند نے سمجھا کہ ٹھیک کہتی ہے جبھی تو اوس نے عمدہ لباس پہنا ہے غرض دونوں نے کھانا کھایا اور ہر طرح سے لطف اٹھایا جب کھانا کہاکر اور جماع سے بھی فارغ ہو چکے تو عورت نے خاوند سے پوچھا ہمارے پاس کسی شخص کی امانت کچھہ روز رہے پھر وہ صاحب امانت اپنی امانت مانگا چاہے تو ہمکو بخوشی وہ امانت دیدینا چاہیے یا نہیں خاوند نے کہا کہ امانت والے کو دینا چاہیے پس عورت نے کہا کہ بچہ بھی امانت کے طور پر ہمارے پاس تھا صاحب امانت نے اسے لے لیا پھر خاوند ترساں و ہراساں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا حضور نے فرمایا کہ اس صبر کے معاوضہ میں جو تیری بیوی نے کیا اللہ تعالیٰ نے اونکو سات یا نو بچے دئے جو سب کے سب قاری ہوئے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میںنے اُن سبکو دیکھا ہے۔

دیکھو کسقدر بدلہ عظیم اللہ تعالیٰ نے ایک صبر کرنے پر دیا۔ سنو؟ عورتوں میں دستور ہے کہ جب دو چار مل کر بیٹھتی ہیں تو غیبت۔ بدگوئی۔ گلہ اور طرح طرح کی شرارتیں کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عورتیں آپکی مرید ہونے کو آتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ ممتحنہ پارہ ۲۸- یاایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لایشرکن باللہ - الی الآیۃ یعنے اے محمدؐ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تیرے پاس مومن عورتیں اس غرض کیواسطے آویں کہ وہ تجھہ سے بیعت کریں پس اون سے یہ اقرار لیکر بیعت کر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نکرو- یعنے کوئی منّت اور نذر غیر اللہ کی نہ مانیں اور نہ غیر اللہ سے مرادیں مانگیں چوری نکریں- زنا نکر ہاتھہ کا زنا- کان کا زنا- ناک کا آنکھہ کا اور وہ زنا تو بدرجہ اولیٰ نکریں

جسے عام زنا یا بدکاری کہتے ہیں اپنی اولاد کو قتل نکریں اولاد کو قتل کرنے کی کئی راہیں ہیں اول تو اوسوقت کئی عورتیں اپنی لڑکیوں کو جب وہ پیدا ہوتی تھیں مار ڈالتی تھیں - چنانچہ اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے دوئم اولاد ہونے کے بعد ایسی دوا کھاتی ہیں کہ جو مانع حمل ہو تیسرا حمل کا گرا دینا چہارم اگر لڑکیاں بیمار ہو جاویں تو اونکا علاج نکرنا اور یہہ کہنا کہ انکو موت کھاں آتی ہے - پھر بہتان باندہنے سے باز آؤ - بہتان وہ عیب کی بات ہے کہ جو کسی شخص میں نہ ہو اور اوس پر وہ عیب لگایا جاوے وہ بہتان جو تم اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے بناتی ہو - اور بھلے کاموں میں تیری نا فرمانی نہ کریں - پھر ایسی عورتوں کے واسطے مغفرت مانگ - پس ہر ایک عورت کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا مرید ہونا چاہتی ہے یا اپنے آپ کو مرید سمجھتی ہے یعنے مسلمان کھلاتی ہے ضروری ہے کہ وہ ان بری باتوں کو چھوڑ دے ورنہ وہ نام کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے استغفار میں شامل ہوکر خدا تعالٰے کے فضل و کرم سے حصہ نہیں لے سکتی -

غور کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن کریم کے پہونچانے میں کتنی کتنی مصیبتیں بھی آئیں آخر حضور نے اسکو پہونچایا - مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جسنے صرف خدا تعالٰی کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے سارے قرآن کو ایکبار بھی سمجھ کر پڑہا ہو یا سنا ہو - ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی جسکو کافروں نے کہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے مگر اوسنے انکار کیا اس پر اون شریروں نے اوس کی شرمگاہ میں برچھی مارکر گلے سے نکالی اوسکا خاوند دیکھتا تھا اوسے کہا تو بھی گالی دے ورنہ تیرا بھی ایسا ہی حال ہوگا چنانچہ اوس نے بھی انکار کیا اور اونہوں نے اوسکی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری دوسرے سے باندہ کر اون کو الگ الگ چلا دیا اور اوسکو اسطرح پر پھڑوا کر مروا ڈالا -

دیکھو وہ کیسے مبارک لوگ تھے اس قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں - اگر تمہارے کسی پیارے شخص کی کوئی چٹھی آوے تو جب تک تم اوسے پڑہ یا پڑہا نہ لو تمہیں چین نہیں آتا - قرآن اللہ تعالٰی کی چٹھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان شخص لانیوالا مگر اوسکی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی -

پیاریو اللہ تعالٰی بڑا نکتہ گیر اور نکتہ نواز ہے ہر وقت اوس سے ڈرنا چاہئے - میں تمہیں ایک آپ بیتی کھانی سناتا ہوں شاید تم میں سے کوئی نیک بی بی نصیحت پکڑے میری والدہ صاحبہ نے ۸۰ برس تک قرآن پڑہایا اور اونکے ہم نو بچہ تھے - ہمارے ہاں ایک بڑا مال و اسباب اور کتب خانہ بھی تھا - جن دنوں روس اور روم کی لڑائی ہورہی تھی مینے اپنی والدہ سے ایک روز کھا کہ اچھا ہو اگر تم اپنا ایک بچہ اسوقت قربان کردو اور اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے لڑائی میں بھیجدو - خواہ میں ہی کیوں نہ ہو میری والدہ نے کھا کہ ابن ا میرے جیتے جی ا تم مجھ سے الگ ہو جاؤ نہیں ہو سکتا اوس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ سب اولادیں بجز میرے اونکی زندگی میں فوت ہو گئیں ایک روز میں اوس کتب خانہ کے مکان میں لیٹا ہوا تھا جب کہ وہ بالکل خالی پڑا تھا میری والدہ صاحبہ وہاں آئیں - اور اونہوں نے اوس حالت کو دیکھکر بہت بلند آواز سے کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون مینے کہا کہ اماں یہ آواز کی بلندی بے صبری سے معلوم ہوتی ہے - مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے مرنے پر شائد میں ہی نہ پاس ہونگا یا اسی کے قریب الفاظ ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اونکا انتقال ہوا - تو میں کہیں دور تھا غرض اللہ تعالٰی بڑا ہی بے نیاز اور نکتہ نواز ہے تم اپنے الفاظ سمجھ کر خدا سے ڈر کر موتہہ سے نکالا کرو -

پھر میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں اللہ تعالٰی کے احکام کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں اور اپنے رسومات کی ایسی پابند ہیں جسکی کچھ حد نہیں ہے ہمارے پڑوس میں ایک عورت کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے میرا دل اس بات کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ اوس نے اپنی کسی منت کیواسطے قبل از تولد اور عین تولد پر تو بکرے ذبح کردے مگر جو امر مسنون اور ساتویں دن عقیقہ کرنیکا حکم تھا اوسکے واسطے اوسکے پاس خرچ نہیں کبھی اوس لڑکے کا باپ آویگا تو شائد کریگا ایک اور عورت ہمارے پڑوس میں رہتی ہے کہ جو اپنی اولاد کو ایسی ایسے خطرناک الفاظ سے پکارتی ہے کہ اگر اسکے ساتھ اللہ تعالٰی کے فرشتہ آمین کہنے میں شامل ہوویں اور آمین کہدیں اور اوسکی وہ بددعا قبول ہو جاوے تو شائد اللہ تعالٰی پر اوسے کتنی بڑی بدظنی اور ناراضی ہو - آیات میں جو مینے پڑہ کر سنائیں ہیں اللہ تعالٰی ایک خاص صابر آدمی کا ذکر فرماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا اور وہ شاہ مصر کی لڑکی تھی اوسکے باپ نے اوسے بہت بڑی دولت اور مال دیکر بیاہ دیا تھا وہ چھوٹی عمر کی تھیں اور اونکو حمل ہوگیا جب حمل ہوگیا تو حضرت ابراہیم کی پہلی

بیوی نے اوسے گھر سے نکال دیا۔ اور اوسکا سارا مال رکھ لیا پھر اللہ تعالیٰ نے اوسے حکم دیا کہ خواہ وہ کچھ کہے تم اوسکے گھر چلی جاؤ۔ پس وہ چلی گئی جب لڑکا تولد ہوا تو پہلی بیوی نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ جینے تم سے اقرار لیا ہوا ہے۔ کہ جو میں کہوں اوسے تم پورا کرو۔ پس ان ماں بیٹے کو ایسے جنگل میں چھوڑ آؤ جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی ہو نہ سبزی وہ اوسے ایک جنگل میں پہونچانے کیواسطے لے گئے جب وہاں چھوڑا تو ہاجرہ نے پوچھا تم یہاں ہمکو کس کے حکم سے چھوڑ چلے ہو حضرت ابراہیم نے کہا اللہ کے حکم سے ہاجرہ بولی اب جاؤ اب ہم تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتے تھوڑا سا پانی اونکے پاس تھا جب وہ خرچ ہوگیا تو بچے کو پیاس لگی۔ ماں کا دودھ خود پیاس کے سبب سے خشک ہوگیا تھا پس بچہ شدت بھوک پیاس سے زمین پر ایڑیاں مارنے لگا۔ گویا بھوک پیاس سے اب اوسکی جان نکلتی ہے۔ اوسکی والدہ نے بڑے صبر سے کام لیا۔ پھر وہ ایک پہاڑی پر گئیں جس کا نام صفا ہے حاجی لوگ اوس جگہ کو خوب جانتے ہیں اور لگی پہاڑیوں پر ادہر ادہر دوڑنے کہ شاید کوئی بستی یا گاؤں نظر آوے مگر جب ناامید ہوکر واپس آئیں تو دیکھا کہ بچے کے پاؤں کے نیچے سے آب زمزم جاری ہے پھر وہاں ایک قافلہ آیا اوسنے کہا کہ اگر کہو تو یہاں ایک سرائے بنالیں اونہوں نے کہا کہ پانی کی سرداری میری رہی پس اللہ تعالیٰ نے اوس مقام پر اوس مقدس شہر کو آباد کیا جسکا نام مکہ ہے اور جہاں آج ساری دنیا کے مسلمان حج کو جاتے ہیں۔

دیکھو یہ سب کچھ صبر ہی کا نتیجہ تھا سنو جس گھر میں کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے اللہ تعالیٰ وہاں اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جو کچھ گھر والے کہیں تم ساتھ آمین کہو پس جو عورت بے صبری سے کلمات زبان پر لاتی ہے اگر اوسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آمین کہدیں اور وہ دعا منظور خدا ہو جاوے تو اوس عورت کا کیا حال ہو۔ ایسی بے صبریوں میں کوئی آنکھیں کھو بیٹھتی ہے کوئی ہاضمہ بگاڑ لیتی ہے۔ کسی کا سر خراب ہو جاتا ہے غرض طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتی ہیں پس بڑے صبر سے کام لو۔ کاش میری بیویاں بھی میرے کہنے پر بتمامہ عمل کرتیں تو میں اونکو اوس سے کہیں زیادہ محبت کرتا جو اب کرتا ہوں۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ انسان جس دنیا اور مال و اولاد کی خاطر ایسی ایسی تکلیفیں اٹھاتا ہے انمیں سے کوئی ایک بھی اوسکی مصائب میں حصہ نہیں لے سکتا۔ ذرا پیٹ میں درد ہو تو اوسکے ہٹانیوالا کوئی نہیں۔ غور کرو مجھے حضرت مرزا صاحب نہایت ہی پیارے ہیں۔ جینے ملک۔ وطن۔ نوکریاں۔ زمین۔ ہر قسم کے ذرائع تحصیل مال و منال۔ انکے حضور خاص رہنے کی خاطر چھوڑیں ہیں۔ اگر کہیں جاتا بھی ہوں تو صرف انکے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور بھی یہاں تک مجھے وہ پیارے ہیں کہ اگر میرے پچاس بیٹے ہوں تو میں اونکے ایک بیٹے پر اون پچاس کو قربان کردوں لاکن غور کرو جب مجھے کوئی دکھ درد۔ تکلیف پہونچتی ہے۔ وہ بھی۔ بجز رضاء الہی کے ہرگز ہرگز۔ میری دکھ درد۔ کا حصہ نہیں لے سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو اور صبر اور استقلال سے کام لو۔ اوسکی رضاء پر راضی ہوجاؤ۔ اور قرآن کریم پر عمل کرو۔

اللہ تعالیٰ مجھکو اور تم کو قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق دے اگر کوئی مجھ پر کسی ایسے کلمہ سے جسکے ساتھ اوسکی دل آزاری ہوئی ہو ناراض ہوئی ہو تو وہ معاف کرے کیونکہ میں نے صرف دردِ دل اور اللہ تعالےٰ کے احکام پہونچانے کی خاطر سچی ہمدردی سے یہہ باتیں کہی ہیں۔

ڈومسٹیک

میں بڑی خوشی ظاہر کرتا ہوں کہ میرے مکرم دوست بابو محمد افضل صاحب کلرک ممباسہ (افریقہ) کے برے گھر میں بتاریخ ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء بیٹا پیدا ہوا خدا تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے۔ آمین

مجھے شملہ سے مسرت افزا خبر ملی ہے کہ میرے مخدوم منشی نبی بخش صاحب کمپازیٹر کے ہاں بھی فرزند تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو اپنے دین کا سچا خادم بنادے اور اوسے دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ اندوز کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو کر عمر طبعی تک پہونچے۔ آمین

میں اس امر کو بھی خوشی کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ منشی صاحب نے الحکم کی تحریر پر توجہ فرماکر اس مبارک تقریب پر عـہ روپیہ بغرض عقیقہ مسنونہ حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ فرمائے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین اس مبارک امر کیطرف بہت توجہ کریں گے۔

(ایڈیٹر)

بچوں کا صفحہ

(کہانیوں کے پیرایہ میں دینی تعلیم)

میرے مخدوم و امام زادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے بہ تسلسل گفتگو فرمایا کہ حضرت اقدس سیدنا امام الزمان سلمہ الرحمان کبھی کبھی گھر میں وعظ فرمایا کرتے ہیں خصوصًا سردیوں میں تو ہر روز۔ اس لئے میں بچوں کے صفحہ کے لئے حضرت اقدس کی باتوں میں سے جو مجھے یاد رہا کریں گی اخبار الحکم کے لئے لکھوا دیا کرونگا تاکہ مسلمانوں کے بچے اونسے فائدہ اٹھاویں۔ اللہ تعالیٰ اس نونہال کی عمر میں برکت دے اور اوسے اپنے برکات و افضال کا مورد بناوے اور انکو حسب وعدہ توفیق دے کہ وہ اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہوں میرے ناظرین بھی صاحبزادہ صاحب کے لئے دعا کریں جنکے طفیل اونکو اور اونکے بچوں کو یہ نعمت عظمیٰ ملے گی۔
(ایڈیٹر)

گنجے اور اندھے کی کہانی

ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ خدا کا فرشتہ متشکل ہوکر گنجہ کے پاس آیا اور اوس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو گنجے نے کہا میرے سر کے بال ہوجاویں اور مال دولت ہو جاوے چنانچہ فرشتہ نے گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو خدا کی قدرت سے اوسکے سر پر بال بھی نکل آئے اور مال دولت نوکر چاکر بھی مل گئے۔ پھر اندھے کے پاس آیا۔ اور اوس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ اندھے نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہوجاویں تو میں ٹکر سے کھاتا نہ پھروں اور روپیہ پیسہ ملجاوے تو کسی کا محتاج نہ رہوں فرشتہ نے اوسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ روشن ہوگئیں اور مال دولت بھی مل گیا۔

پھر وہی فرشتہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور گنجے کی آزمائش کو ایک فقیر کے بھیس میں آیا۔ اور گنجے کے پاس جاکر سوال کیا۔ گنجے نے ترشروئی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا کہ چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں فرشتہ نے اوسکو سر پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر وہ گنجے کا گنجہ ہی ہوگیا اور سب مال و دولت جاتا رہا اور پھر ویسا ہی تنگ حال ہوگیا پھر وہی فرشتہ فقیر کی شکل میں اندھے کے پاس آیا جو اب بڑا دولتمند اور بینا ہوگیا تھا اور سوال کیا اوسنے کہا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے اور اُسکا مال ہے تم لے لو۔ اس پر پھر اللہ تعالےٰ نے اندھے کو اور بھی مال دولت دیا۔

نتیجہ

پس اے عزیز بچو تم بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرو اور اوسکی قدر کرو۔ اور سوالی کو جھڑکی ندو۔ خیرات کرنا اچھی بات ہے اور سوالی کو دینا چاہیئے۔ اس سے خدا خوش ہوتا ہے اور نعمت زیادہ کرتا ہے۔

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

"اللہ پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو"

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے فرمایا کہ جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بعد نماز عصر میری درخواست پر مجھے مندرجہ ذیل کہانی سنائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا اور سچا تقویٰ انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود اوسکا کفیل ہوجاتا ہے اور ایسے طور پر اسکی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی چنانچہ حضرت نے (یعنے حضرت قبلہ ام) نے فرمایا کہ

ایک بزرگ کہیں سفر میں جارہے تھے اور ایک جنگل میں اونکا گذر ہوا۔ جہاں ایک چور رہتا تھا اور جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا اپنی عادت کیموافق اوس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے اوسے فرمایا کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کردیگا۔ چور کے دل پر اثر ہوا اوسنے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور اونکی بات پر عمل کیا یہانتک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں اوسے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے ملنے لگے وہ کھانے کھا کر برتنوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر پھینکدیتا۔ اتفاقًا پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گذرے۔ تو اوس چور نے جو اب بڑا نیک بخت اور متقی ہوگیا تھا اُس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے کوئی اور آئت بتلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ "فورب السماء والارض انہ لحق" یہ پاک الفاظ سن کر اوس پر ایسا اثر ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا خیال کرکے تڑپ اٹھا اور اوسی میں جان دیدی"

بچو! تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنے سے کیسی دولت نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو وہ خدا تعالیٰ جو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے کیا اوسکے ہونے میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟ وہ پاک اور سچا خدا ہی ہے جو ہم تم سبکو پالتا پوستا ہے۔ پس خدا ہی سے ڈرو۔ اوسی پر بھروسہ کرو۔ اور نیک بختی اختیار کرو۔

فٹ نوٹ۔ مجھے معلوم ہے کہ پچھلے قحط کے دنوں میں میرے مخدوم و امام (صلوٰۃ اللہ وسلام) کو اپنی جماعت کیطرف خیال تھا کہ اسمیں بہت عیال دار اکثر غریب ہیں انکو بڑی مشکلات پیش آئیں گی جس پر حضور کو الہام ہوا۔ فورب [illegible]

حباب حیات

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی نیک اختر کے انتقال پر یوں تو بہت سے تعزیت نامے اٹے اور آرہے ہیں مگر جو تعزیت نامہ میرے محسن و مخدوم مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ اوسے اخبار میں چھاپ دیا جاوے اس لئے ذیل میں اوسے بلاکم وکاست شائع کرتا ہوں ناظرین پڑہ کر حیات مستعار کی کیفیت پر غور کریں۔ (ایڈیٹر)

انا للہ وانا الیہ راجعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

مولانا المکرم حضرت حکیم الامۃ جناب حکیم نورالدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ دنیا کا ماحصل میرے لئے کیا ہے اور نہیں ہوں میں اور دنیا مگر مانند ایک مسافر سوار کی کہ سایہ میں آرام کیا اوس نے پھر وہ اوس درخت کو چھوڑ کر چلا گیا روایت کیا اوسکو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ ~~شعر~~ ع این چمن کہ بہار و خزان ہم آغوش است۔ زمانہ جام بدست جنازہ بردوش است۔ یہ ہیچدان دربارہ تعزیت دختر نیک اختر جناب والا کے کیا عرض کر سکتا ہے کہ حکمت بلقمان اموختن ہے مگر ہاں جسطرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ سے قرآن مجید کا سننا پسند فرماتے تھے اُسی طرح پر آپکی جناب میں دو آیتیں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتاھا امرنا لیلا او نھارا فجعلناھا حصیدا کان لم تغن بالامس کذلک نفصل الایات لقوم یتفکرون۔ دنیا کی زندگی کی مثل ایسی ہے جیسا کہ (بیان ہوتا ہے) ہمنے پانی اوتارا آسمان سے پھر بسبب اوس پانی کے زمین کا سبزہ مل نکلا جسکو کھاتے ہیں آدمی اور چوپایے (بڑہتا رہا) یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنی رونق اور بہت کو اور گمان کیا اہل اوسکے نے کہ ہم قابو اور قدرت رکھنے والے ہیں اُس پر پہونچا اسکو حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کرڈالا ہمنے اوسکو کٹا ہوا ڈھیر گویا کہ کل یہاں کچھ زمین تھی ہی نہیں اسی طرح پر ہم اپنی آیات کی تفصیل کرتے اوس قوم کے جو دہیان اور فکر کرتی ہے۔ سباق اور سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثل اون باغیوں کے حق میں ہی جو دنیاوی فریبوں میں مغرور ہو کر اپنے رب اور مولای حقیقی سے دور و مہجور ہو جاتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فی سباقہا انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا سوائے اسکے نہیں کہ تمہاری شرارت اور بغاوت کا وبال و نکال تمہارے ہی نفسوں پر ہے برت لو مثل متاع دنیا کی فنعوذ باللہ من ان نکون مصداق ھذا المثل بل نرجو من اللہ ان نکون مصداق سیاق الایۃ اعنی للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون واسطے اون لوگوں کے جنہوں نے نیکیاں کیں بدلہ نیک ہے اور زیادتی ہے اور نہ چڑہیگی اونکے موںہوں پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ لوگ جنت والے ہیں وہ اوسمیں ہمیشہ رہا کرینگی۔ آیت دوم شعر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ اور خوش خبری دی تو اون صبر کرنے والونکو کہ جب پہونچتی ہے اونکو کوئی مصیبت کہتے ہیں وہ کہ تحقیق ہم اللہ کا مال ہیں اور تحقیق ہم اسکی طرف پہر جانیوالے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اون پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں انکے رب کی طرف سے اور بڑی رحمت اوترتی ہے اور وہی لوگ ہیں راہ پر۔ اس آیت میں صلوات اور رحمۃ کو جمع کیا گیا ہے باوجودیکہ صلوٰۃ جب اللہ کیطرف منسوب ہوتی ہے تو اوس سے بھی رحمت ہی مراد ہوتی ہے اندرینصورت تکرار لازم آتا ہے جو غیر مناسب بفصاحۃ القرآن مگر کہا جاوے کہ لفظ رحمت کا لفظ صلوات کی تاکید کے واسطے ہے تو لفظ مفرد کا لفظ جمع کی تاکید کے لئے اناہی غیر مناسب ہے علاوہ یہ کہ التاسیس خیر من التاکید مسئلہ مسلمہ ہے پس مناسب ہے کہ لفظ صلوات سے وہ رحمتیں مراد ہوں جو متعلق آخرت کے ہیں کہ وہ کثیر ہیں اور صیغہ جمع کا اوسکے مناسب ہے اور لفظ رحمۃ سے مفرد ہے اور مُنوّن بہ تنوین تعظیمی مراد وہ رحمت عظیمہ ہو جو دنیا ہے میں بطور نعم البدل کے ایسے صابروں کو مرحمت ہوتی ہے کیونکہ ایسے صابروں کی جنت دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف مقام ربہ جنتان مگر چونکہ بہ نسبت آخرت کے بسبب ضیق مقام دنیا کے رحمت قلیل ہے لہذا بصیغہ مفرد ارشاد فرمایا گیا چونکہ جناب والا افضل الصابرین ہیں لہذا دعا و رجا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو اس مصیبت کا نعم البدل اور رحمت عظیمہ اسی دنیا میں عنایت فرماوے اور آخرت میں حسب الوعدہ خود اپنی صلوات کثیرہ کے ساتھ آپ سے پیش آوے آمین ثم آمین آگے عرض ہے اس دار ناپائدار کا حال کون نہیں جانتا ~~شعر~~ آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسیٰ کہاں ہارون اور موسیٰ کہاں اس بات کا ہے سبکو غم۔ چند اشعار عبرت انضمام شاعر ماہر عمر خیام سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہیں۔

نظم عمر خیام

دوش با عقل در سخن بودم　　کشف شد بر دلم مثالے چند
گفتم اے مایۂ ہمہ دانش　　دارم الحق بتو سوالے چند
چیست این زندگانئے دنیا　　گفت خوابے است یا خیالے چند
گفتم از وے چہ حاصل است بگو　　گفت درد سر و وبالے چند
گفتم این نفس کے شود رامم　　گفت چون یافت گوشمالے چند
گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند　　گفت گرگ و سگ و شغالے چند
گفتم این بحث اہل دنیا چیست　　گفت بے ہودہ قیل و قالے چند
گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند　　گفت در بند جمع مالے چند
گفتمش چیست کدخدائے گفت　　ساعتے عیش و غصہ سالے چند
گفتم اورا مثال دنیا چیست　　گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہائے خیام　　گفت پند بست حالے چند

مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء

محمد احسن از امروہہ شاہ علی سرائے ضلع مرادآباد

اپنے ناظرین سے دو باتیں

میں اپنے معزز ناظرین کی توجہ مندرجہ ذیل سطور کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ وہ پوری توجہ سے اوسے پڑھیں گے اور نہایت شوق اور دلی جوش کے ساتھہ اوس پر عمل درآمد کے لئے قدم اُٹھائیں گے۔

الحکم کو جاری ہوئے پہلا سال ختم ہونے کو ہے اس عرصہ میں جو خدمت اوس نے مشن کی کی اوسکا بتلانا میرا کام اور فرض نہیں اور نہ میں اوسے کسی شمار میں سمجھتا ہوں۔ ہاں اتنا کہونگا کہ بہرحال ایک فرض عظیم میں سے کچھ حصہ اوس نے لیا اور ادا کیا۔ الحمد للہ مجھے اس امر کی بھی کوئی ایسی شکایت نہیں کہ میرے **بالغ خرد ناظرین نہیں نہیں۔ پرجوش قدردان** نے اپنے اوس فرض کو جو **الحکم کی طرف سے** اوسکی **توسیع اشاعت** یا اوسکے چندہ کی صورت میں تہا ادا نہیں کیا بلکہ باستثنائے چند ہرایک نے اپنی بساط سے بڑہ کر قدم مارنے کی کوشش کی ہے اور جنہوں نے تغافل یا تساہل کو کام فرمایا ہے اون سے یہ امید ہرگز نہیں کہ وہ اسکی قدردانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کریں گے ہاں میں یہ کہونگا کہ مجھے اون سے کسی حد تک شکایت ہے کہ وہ متوجہ نہیں ہوئے کہا گیا اور کہا جا سکتا ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ نہیں رہی۔ مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ لاریب ایسا ہوا مگر میں کہونگا کہ اس کے جوابدہ الحکم کے قدردان ہونے چاہئیں نہ اوسکا **قومی خادم** کیونکہ برعایت اسباب ایسے سامان کا پیدا کرنا یا کوشش کرنا جو الحکم کی **مالی** قلمی امداد پر مشتمل ہوں انکا فرض تہا اوسکے بعد **الحکم** کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانا میرا کام تہا۔ بہرنمط جس روشی اور چال پر الحکم چلا تہا افتان خیزان وہ ایک سال کی عمر تک پہونچا۔ اور مجھے اب امید ہو چلی ہے کہ وہ اپنے **مشن** کو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ادا کریگا اگر خلوص اور نیک نیتی ملحوظ رہے۔ اور مجھے اپنے ناظرین سے بھی امید ہو چلی ہے کہ وہ اسکی ترقی میں بہت کچھہ ساعی ہونگے فی الحال جن امور پر میں ناظرین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اونمیں سے ایک تو **اخبار اور اوسکی ترقی کے** متعلق ہے دوسرا اوسکی **تقطیع اور حجم کے** متعلق۔

امر اول کی نسبت میں عنقریب اپنے معزز ناظرین کی خدمت میں ایک سرکلر لیٹر بہیجنے والا ہوں جسمیں میں **الحکم** کی ترقی کی تدابیر پر بحث کرکے اپنے ناظرین سے چاہونگا۔ اور میرے خیال میں جو امر بطور **نفس ناطقہ** چٹھی مذکور کا ہے وہ یہہ ہے کہ ہر ایک خریدار بجائے خود دو خریدار پیدا کرکے قیمت بہجوائے۔ اور اسکے علاوہ سو معزز اور عالی حوصلہ ایسے اشخاص مربی **اخبار الحکم** بنائے جائیں جو خواہ چار خریدار پیدا کرکے قیمت بہجوائیں اور خواہ اللہ تعالیٰ اونکو فراخ حوصلگی سے کام لینے کی توفیق دے بہرحال وہ چار اخبار خریدیں یعنے ۱۶ سالانہ دیں اور اپنے نام کے اخبار کے علاوہ باقی تین اخبار ونمیں کو یا تو اپنی جماعت کے مفلس اور نادار مگر شوقین احباب کو دیں یا مخالفوں میں اشاعت کی اجازت دیں اس طرح پر حسب فحوائے مثل مذکورہ **جنی جنے کی لکڑی ایک جنے کا بوجھ** **اخبار الحکم** نہایت آب و تاب کے ساتھہ انشاء اللہ شایع ہوسکے گا۔ اور اوسکی ترقی اشاعت بہی اسی طرح پر عمل میں آویگی میرے ناظرین میں سے جو جو احباب اس تجویز پر چٹھی مذکورہ کے شیوع سے پیشتر خاکسار ایڈیٹر کی حوصلہ افزائی کریں گے بغرض تقلید اونکے نام نامی شائع کردئے جائیں گے۔ تاکہ تعداد بہی معلوم ہوتی رہے۔ مجھے کامل امید ہے کہ میرے ناظرین اس امر پر پوری توجہ کریں گے گو میں جانتا ہوں کہ اونکو الحکم کی اشاعت سے بہی بڑے ضروری امور بغرض امداد دینی پیش ہیں مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ سچا **اخلاص** اور پورا **صدق** ہو تو کچھہ بہی مشکل نہیں ہوتا اور نہ ایسے امور میں جو اشاعت دین کے لئے ہوں خرچ کرنے سے کوئی مفلس ہو سکتا ہے **ولنعم ماقیل** ؎

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بہرحال اگر **الحکم** کے اجرا اور اوسکی توسیع اشاعت کی ضرورت ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ناظرین میں سو آدمی بہی ایسے پیدا نہوں جو ایک دن میں اپنے ضروری اخراجات میں سے صرف **ایک پیسہ الحکم** کی امداد کیلئے نہ نکال سکتے ہوں زیادہ تفصیل سے اس امر کو اوس چٹھی میں پیش کروں گا۔

امر ثانی کے متعلق مجھے بہت سے احباب نے تحریک بہی کی ہے کہ اخبار **الحکم** کی تقطیع کتابی تقطیع ہو تاکہ سال کے آخیر پر عمدہ طور پر مجلد ہوسکے میں چاہتا ہوں کہ شروع نومبر ۱۸۹۸ء سے اخبار کو کتابی تقطیع پر شائع کروں اور ۱۶ صفحہ ہفتہ وار شایع ہو۔

مگر تاوقتیکہ کافی رائیں اس معاملہ میں نہ پہونچ جاویں میں اسکا انتظام نہیں کرسکتا۔ اس لئے معزز ناظرین پرچہ پہونچتے ہی اپنی رائے نذریں سے مجھے اطلاع دیں تاکہ اگر ممکن ہو تو شروع اکتوبر ہی سے عمل درآمد ہو سکے۔ جب سے کہ پرچہ انشاء اللہ ہفتہ وار جاری ہوگا کیونکہ پیسہ والے ٹکٹ جاری ہوجائیں گے۔

اسکے علاوہ ایک اور امر بہی میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ **اخبار الحکم** کے متعلق ہر قسم کی **خط و کتابت خواہ وہ ترسیل زر کے متعلق ہو خواہ کسی قسم کی شکایت پر مبنی ہو خواہ کسی اصلاح کا رجیکے لئے ہو وہ خاکسار ایڈیٹر کے نام آنی چاہیے**۔ حضرت اقدس کے نام مطلق نہو کیونکہ **حضرت اقدس کو بحیثیت مالک یا مینیجر** ہونے کے اخبار سے تعلق نہیں ہے۔ اور حضور کے گرانی اوقات کو ایسے معاملات سے **علیحدہ** رکھنا چاہیے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی اخبار نہ پہونچے تو اوسی ہفتہ کے اندر اطلاع دیں من بعد وہ شکایت قابل التفات نہوگی۔ **تبدیلی مقام** کی بشرطیکہ تین ماہ سے کم نہو اطلاع ضرور آنی چاہیے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک ضروری بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ صفائی حساب کے لئے یہ قرین مصلحت سمجہا گیا ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۷ء سے جبکہ پرچہ شروع ہوا ہے حساب رکھا جاوے اور نومبر ۱۸۹۸ء سے نئے سال کا اجرا قرار دیا جاوے اسلئے جن صاحبوں کے پاس اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لیکر آجتک کا کوئی پرچہ یا نمبر نہیں پہونچا وہ اطلاع دیں تاکہ انکے پاس بہیجدئے جاویں۔ اور جو پچھلے سال کے پرچے نہیں لینا چاہتے یا شروع سال سے ہی حساب رکھنا چاہتے اونکی وصول شدہ قیمت آخیر اکتوبر تک وضع کرکے بقایا اگلے سال میں مجرا کی جاویگی اور جنہوں نے ابہی تک قیمت ادا نہیں کی اونکے نام اکتوبر ۱۸۹۸ء تک کی قیمت واجب اور سال آیندہ کی قیمت بذریعہ وی پی وصول کی جاویگی جو صاحب کسی قسم کی اطلاع دینگے اونکے نام وی پی بہیجنا ضروری ہوگا۔

کل من علیہا فان

یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس دنیاء دون کا ہر گوشہ فنا کے لئے کشادہ ہے اور ہر ہستی مخلوق نیستی کے بے پناہ ہاتھ کے نیچے ہے کون ہے جو اس میں آیا اور ہستی بچ رہا۔ سے

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

انہی سوانح پر غم والم کی بدولت زمانہ بزبان حال سنا رہا ہے
دنیا خوابیست کش تعبیر عدم است الحق جو دنیا میں آیا شاہ ہو یا گدا ایک نہ ایک دن سب کو یہی راہ درپیش ہے۔ یہ بالکل اٹل اور لاتبدیل بات ہے کل من علیہا فان

ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

مجھے یہ بیدار کرنے والی خبر ملی ہے کہ میرے مخدوم مکرم بھائی سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر کھاریاں جو ابھی انسپکٹر پولیس ہونے والے تھے ۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ۱۱ بجے دن کے اس غدار دنیا سے عالم آخرت کی طرف چلدئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

ایسے لایق اور مخلص اور صادق دوست کی جدائی پر جسقدر رنج اور افسوس ظاہر کیا جاوے وہ انسانی کمزوری کا تقاضا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ مجھ کو اور سبکو یہی راہ درپیش ہے اس لئے سید صاحب کی وفات سے اپنی موت کے لئے طیار ہونا چاہیے۔ میرے مخدوم امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سال گذشتہ کے سالانہ جلسہ پر فرمایا تھا کہ بعض کشوف کے ذریعہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ اس سال میں بعض احباب مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور چونکہ انکے نام نہیں بتلائے گئے اس لئے ہر ایک کو بجائے خود موت کیلئے طیار رہنا چاہیے۔

چنانچہ اوسی کشف کے موافق سید صاحب مرحوم ہم سے علیحدہ ہوئے۔ اور ابھی نہیں معلوم کس کس کو یہاں سے جانا ہوگا بس چونکہ کچھ معلوم نہیں کہ کب پیام اجل آجاوے اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی راہوں پر ثابت قدم رہنے کے لئے اوسی مالک الملک سے دعا مانگنی چاہیئے۔ مرحوم سید صاحب کے لئے میرے دینی بھائی دعا مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ اونکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور سید صاحب جیسا اخلاص صدق اخلاق۔ امام صاحب سے سچی ارادت ہمکو بھی نصیب کرے۔ سید صاحب کی وفات سے جہاں تقاضائے بشری کے موافق رنج ہوتا ہے وہاں یہ خوشی بھی ہے کہ مقدس امام کی محبت پر ہی اونکی خاتمہ ہوا اور وہ ایمان کے ساتھ دنیا سے اوٹھے خدا ایسا ہی خاتمہ میرا اور میرے ناظرین کا بھی کرے۔ بہرحال آخر میں پھر سید صاحب کے لئے دعا ہے اور آپکے عزیز بھائیوں اور پس ماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اونکو صبر دے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

۹ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ حضرت اقدس نے سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا۔ اچھا ہو کہ ہر ایک شہر میں مرحوم کا جنازہ پڑھا جاوے۔

الہام

ذیل میں وہ الہام درج کرتا ہوں جو حضرت اقدس کو ۴ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ہوا اور جو جناب نے مسجد مبارک میں لکھوا کر بیان کر دیا ہے۔ اس لئے میں بھی بذریعہ الحکم شائع کرتا ہوں۔ غثم غثم غثم لہ دفع الیہ من مالہ دفعۃ

الانذار

مندرجہ عنوان نام کتاب کا اشتہار میرے ناظرین ایک عرصہ سے الحکم میں پڑھتے ہیں کتاب مذکور اب بالکل طیار ہو گئی ہے جن صاحبوں کی درخواستیں آچکی ہیں اونکی خدمت میں عنقریب روانہ کی جاویگی کتاب مذکور ۵ جزو پر ختم ہوئی ہے قیمت ۴ رکھی گئی ہے

مولود مسعود

مرزا احمد بیگ کارپرداز مطبع ضیاء الاسلام کے ہاں ۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو لڑکا پیدا ہوا خدا تعالیٰ اوسکی عمر میں برکت دے اور اوسے سعادت مند بنا دے۔ آمین ثم آمین

سید خصیلت علی شاہ مرحوم کی خبر وفات میں لکھ چکا تھا کہ مکرمی چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر کی ایک نظم اسکے متعلق پہونچی جسمیں میرے اوس مضمون کو جو میں نے سید صاحب کی خبر وفات کے آخیر میں حضرت اقدس کے کشف کے متعلق لکھا ہے ادا کیا ہے بوجہ عدم گنجائش اگلے اشو میں درج ہوگی۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ موسم میں ابھی تک برسات کا رنگ موجود ہر روز کم و بیش بارش ہو جاتی ہے۔

۲۔ مطبع ضیاء الاسلام میں لجۃ النور نام وہ دنیا پر حجت قایم کرنیوالہ اشتہار چھپ رہا ہے جو عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی میں یکجا شایع ہوگا۔

۳۔ تریاق القلوب کے متعلق انگریزی اشتہار شایع کیا گیا اور فریاد درد کا انگریزی حصہ بھی شایع ہو رہا ہے۔

۴۔ نادون سے منشی شہامت خان عرائض نویس ایک دو احباب کے اور پشاور سے مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار اور امرتسر سے چند احباب ایسا ہی بٹالہ سے ایک مخلص آجکل دارالامان کے مقیم احباب کے علاوہ حضرت اقدس کی صحبت سے بہرہ اندوز ہیں۔

ضرورت

حضرت اقدس کے لنگر یعنے باورچی خانہ کیلئے ایک شریف ہوشیار۔ دیندار۔ اور دیانت دار اپنے کام میں ماہر باورچی کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت حضرت اقدس سے کریں۔

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء

رپورٹ کی اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہو گیا ہے مگر اب رپورٹ انشاء اللہ بہت جلد شایع ہوگی۔ کیونکہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ جن احباب نے رپورٹ کی متعدد جلدوں کے خرید کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہفتہ آیندہ میں انکے نام مع تعداد جلدوں کے شایع کر دینگے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو اور انکو یاد دہانی۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی بہنا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ۲ روپیہ ممیرےکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرےکا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو ٹھوٹا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسنے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مقامات میں جہاں لائق ڈاکٹر دیکا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرےکے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے۔ اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا ہی نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اور ان اشیاد کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب

شائد آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپسے ممیرےکا سفید سرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا ل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا۔ اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگاکر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام و تعلق تاکید ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر لکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ ملتمس ہوں۔ کہ دو تولہ ممیرےکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرمادیں۔

راقم۔ ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور حبیب وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صلح محمد خاں درّانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خاں محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ر مارچ ۱۸۹۰ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۰ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم

جلد ۲ | قادیان دار الامن والامان مؤرخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ع | (نمبر ۳۰ جلد ۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۲ روپے فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیا کریں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دیں گے۔

مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

سچائی کا فیصلہ

نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اس کا حوالہ دے۔ غربا خرچ روانگی درخواست کے ساتھ روانہ کردیں۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظ
فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ۔ ایک ماہ کیواسطے عا۔ غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت

خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اعادہ نہ ہونے کی اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸ ر اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ ر پوڑیہ عہ۔ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے فقط خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ
بدہضمی۔ دردشکم۔ قراقر نفخ۔ امتلاء کھٹے ڈکار ضعف معدہ کے دور کرنے اور بھوک لگانیکو مفید قیمت فی ڈبیہ کہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ر۔ غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی آتشک
یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت پلاؤ شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے۔ ۷ خوراک عہ ۱۲ ر

سرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر۔ ۲ ر ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ ۸ ر۔ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ ر

سفوف مرہم آتشک
اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸ ر غربا کو بتصدیق معزز ۲ ر خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی
اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد مرد اور مرد جواں مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ہے ر

عصائے پیری
رفت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ہے ر

دوائی وجع المفاصل
یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے در حقیقت اسم بامسمی ہے۔ ۶ خوراک عا

نسوار
جملہ امراض دماغی کو مفید۔ دردسر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ زکام۔ چھینکہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸ ر غربا کو بتصدیق ۲ ر خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ ر فی درجن عہ ر

حبوب بواسیر
جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور پیش پہلے دن بند۔ اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عا

لگانے کی دوائی
اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس کو اکسیر کہنا بجا ہے [illegible]

دوائی درد گردہ
درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۲ ر۔ فی درجن عا

المشتہر خاکسار غلام احمد مکان منشی حسین بخش [illegible] ضلع گورداسپور ملک پنجاب

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حق آیا اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا اور باطل بھاگنے ہی والا تھا

ضمیمہ اخبار الحکم قادیاں

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء

سچائی کا فیصلہ

لعنۃ اللہ علی من اعرض عن ھذا و ابا و رحمۃ اللہ علی من قبل و الی

خدا کی لعنت اسپر جسنے اس سے منہہ پھیرا اور انکار کیا اور خدا کی رحمت اسپر جسنے قبول کیا اور رجوع کیا

مولوی محمد حسین بٹالوی کو دعوت اور آٹھہ سو پچیس روپیہ انعام

ہم نے **الحکم** مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی کا ایک خط شایع کیا تھا جس میں مولوی **محمد حسین** بٹالوی کو دعوت کی گئی تھی کہ اگر وہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود دام اللہ فیوضھم کی تکفیر و تکذیب میں سچے ہیں تو وہ جناب **مرزا صاحب** سے بٹالہ ہی کے میدان میں **بلا کسی قسم کی شرط** کے مباہلہ کریں اور ایک سال تک انتظار کریں اگر انپر کوئی ایسا عذاب نازل ہوا جو **الٰہی ہیبت** اور **خارق عادت** رعب اپنے اندر رکھتا ہو تو جناب **مرزا صاحب** کی صداقت ثابت ہو جائے گی اور عام لوگ فتنہ سے بچ جائیں گے اور اگر محمد حسین صاحب عذاب سے بچ رہے اور برخلاف اسکے فریق مخالف پر **عذاب** آیا یا **ہر دو لوں** پر آیا یا کسی پر بھی **نہ آیا** تو مولوی صاحب کے نام پر اسلام کی فتح ہو گی اور مرزا صاحب کو چھوڑ کر مولوی صاحب کے ساتھ ہو جائیں گے اور **دو صد روپیہ** نقد بطور نذرانہ مولوی صاحب کو دیں گے مولوی محمد حسین نے آجتک کوئی جواب نہیں دیا جناب مرزا صاحب کے مریدوں کی جماعت لاہور نے اوپر کے دو صد روپیہ کی اور ایزادی کی اور انہی شرایط پر دو صد روپیہ مولوی صاحب کی نظر کرنیکا اعلان دیا

راج پٹیالہ سے منشی کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کیپر بذریعہ خط کے اطلاع دیتے ہیں یہ وہی منشی کرم الٰہی صاحب ہیں جنہوں نے مولوی محمد حسین کے فتویٰ کفر کی حقیقت کھولی تھی جو الحکم مورخہ جولائی میں چھپ چکی ہے جسمیں مولوی عبدالعزیز صاحب کا گرامی نامہ درج ہے جن کی مہر بعض بددیانتی سے لگائی گئی ہے) کہ وہ بھی ۲ دو صد روپیہ میاں محمد حسین کو انہیں شرائط پر پیش کش کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کو اگر خدا پر پورا بھروسہ اور توکل ہے اور والعاقبۃ للمتقین پر ایمان ہے تو مباہلہ کرکے فیصلہ خدا پر چھوڑیں شملہ سے منشی خدا بخش صاحب [illegible] نے اطلاع دی ہے کہ وہاں کی جماعت متبعین حضرت مرزا صاحب بھی ۲ دو صد روپیہ انہی شرائط پر دینے کو طیار ہیں۔ اور الحکم کا چھپر ز ایڈیٹر بھی ۲۵ نقد اس کل روپیہ پر اپنی طرف سے پیش کش کرتا ہے مولوی صاحب خدا کے واسطے اب لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالیں فیصلہ خدا پر چھوڑا جاتا ہے آؤ! اور فیصلہ کرلو! کیا کوئی بھی اہل حق! اور بنی نوع انسان کا بہی خواہ نہیں؟ جو مولوی صاحب کو مباہلہ پر آمادہ کرے اور ایک سال کے اندر ہمیشہ کے فتنے کا فیصلہ کردے۔

ضروری یادداشت

اس سے پیشتر مولوی محمد حسین کو ان چار نشانوں میں مقابلہ کرنے کیلئے بلایا گیا اب تک مقابلہ کر نہیں سکے۔

(۱) قبولیت دعا میں مقابلہ کریں کیونکہ جو سچے اور مومن ہیں زیادہ دعائیں اُسکی ہی قبول ہونگی۔

(۲) قرآن کریم کی تفسیر لکھیں جو مطہر القلب ہے گا اُسی پر خدا کے معارف کھلیں گے لا یمسہ الا المطہرون وارد ہے

(۳) پیشگوئیاں کریں کیونکہ مومنوں ہی کیلئے بشارتیں ہیں لھم البشریٰ فی الحیات الدنیا خدا کا وعدہ ہے۔

(۴) عربی دانی میں مقابلہ کریں کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی میدان میں ذلیل نہیں کرتا عربی نظم لکھیں نثر لکھیں۔

جب ان نشانوں میں مقابلہ نہیں کیا تو اب آخری حجت مباہلہ ہے جو بلا شرط کرنے کو جناب مرزا صاحب طیار ہیں۔

[illegible] کی منظوری پر اُنکے اطمینان کے موافق جمع کردیا جاویگا۔

[illegible] الحکم [illegible] میں عکس چھاپی جاویگی۔

احقر العباد یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء

انوار احمدیہ پریس قادیان

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - آپ کا والا نامہ پہونچا - خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے - آپ دقائق متصوفین میں سے سوالات پیش کرتے ہیں - اور یہہ عاجز مفلس ہے - محض حضرت ارحم الراحمین - کی ستاری نے اس ہیچ اور ناچیز کو مجالس صالحین میں فروغ دیا ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم - کار و بار قادر مطلق سے سخت حیران ہے - کہ نہ عابد نہ زاہد - کیونکر اخوان مومنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے - اوس کی عنایات کیا ہی بلند شان ہے - اور اُس کے کام کیسے عجیب ہیں - ؎

پسندید گانے بہ جائے رسند
ز ما کہتر انش چہ آید پسند

میں آپ کے سوال کا جواب لکھتا ہوں - آپ نے حالت فناء الفنا کی یہہ تعریف لکھ کر کہ وہ ایک ایسی حالت ہے - کہ جس میں شعور ہے بھی بے شعوری ہوتی ہے - یہہ سوال پیش کیا ہے - کہ اس مرتبہ فنا میں کہ جو چہارم مرتبہ منجملہ مراتب فنا ہے - اور حالت سکریت میں کیا فرق ہے - اور سکریت سے مراد آپ نے خواب غرقی لی ہے - یعنے ایسا سونا جس میں کچھ خبر نہ رہے - سو جو کچھ خدا نے میرے دل میں اس کا جواب ڈالا ہے - وہ یہہ ہے - کہ سکریت اور فناء الفنا میں موجب اور علت کا فرق ہے - یعنے سکریت کی حالت میں موجب اور علت ایک ظلمت ہے - جو سکریت کے پیدا ہونے کا باعث ہے - وجہ یہہ کہ سکریت اسی سے پیدا ہوتی ہے - کہ رطوبت مزاجی دماغ پر سخت غلبہ کر لیتی ہے - یہاں تک کہ دماغی قوتوں کو ایسا دبا لیتی ہے - کہ انسان بے ہوش ہو کر سو جاتا ہے - اور کچھ ہوش نہیں رہتا - پس وہ چیز جس سے سکریت وجود پکڑتی ہے - ایک ظلمت ہے - جو اپنی اصلی حقیقت میں مغائر اور منافی حواس انسانی کی ہے - جس کا غلبہ ایک ظلمانی حالت نفس پر طاری کر دیتا ہے - اور آلات احساس کو اس قدر تعطل اور بے کاری میں ڈالتا ہے - کہ اُن کو عجائبات روحانی کا ماجرا کچھ بھی یاد نہیں رہتا - لیکن فناء الفناء کی حالت کا موجب اور علت یعنے سبب ایک نور ہے - یعنے تجلیات صفات الٰہیہ جو بعض اوقات بعض نفوس خاصہ میں یک لخت ایک ربودگی پیدا کرتے ہیں - جس کے باعث سے شعور سے بے شعوری ہو جاتی ہے - جیسے ایک نہائت لطیف اور تیز عطر بہ کثرت کسی مکان میں رکھا ہوا ہو - تو ضعیف الدماغ آدمی کی بعض اوقات قوت شامہ اُس کثرت خوشبو سے مغلوب ہو کر ایسی بے حس ہو جاتی ہے - کہ کچھ شعور اُس خوش بو کا باقی نہیں رہتا - غرض سکریت کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک ظلمت ہے - اور فناء الفناء کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک نور ہے - اس کی مثال یہ ہے - کہ چشم بینا کے لئے دو طور کے مانع رویت ہوتے ہیں - یعنے دو سبب سے - ایک سو جانے انسان کی آنکھ دیکھنے سے رہ جاتی ہے - ایک تو سخت اندھیرا جس کی وجہ سے نور بینائی محجوب ہو جاتا ہے - اور دیکھنے سے رُک جاتا ہے - اور کچھ دیکھ نہیں سکتا - یہہ حالت تو سکریت کی حالت سے مشابہ ہے - دوسری مانع ابصارت سخت روشنی ہے - کہ جو بوجہ اپنی شدت اور تیزی شعاع کے آنکھوں کو رویت کے فعل سے روکتی ہے - اور دیکھنے سے بند کر دیتی ہے - جیسے یہہ صورت اُس حالت میں پیش آتی ہے - کہ جب عضو بصارت کو ٹھیک ٹھیک سورج کے مقابلہ پر رکھا جائے - یعنے جب آنکھوں کو آفتاب کے سامنے کیا جائے کیونکہ یہہ بات نہائت بدیہی ہے - کہ جب آنکھ آفتاب کے محاذات میں ٹکٹکی باندھے - یعنے آفتاب کی آنکھ اور انسان کی آنکھ آمنے سامنے ہو جائیں - تو اُس صورت میں بھی انسان کی آنکھ فعل بصارت سے بکلی معطل ہو جاتی ہے - اور روشنی کی شوکت اور ہیبت اُس کو ایسا دباتی ہے - کہ اُس کی تمام قوت بینائی اندر کی طرف بھاگتی ہے - پس یہہ حالت فناء الفناء کی حالت سے مشابہ ہے - اور اس فقدان رویت میں جو دونوں طور ظلمت اور نور کی وجہ سے ظہور میں آتا ہے - سکریت اور فناء الفناء کے سمجھنے کے لئے بڑا نمونہ ہے - مگر با ایں ہمہ باطنی کیفیت جس کا موجب تجلیات الٰہیہ اور جذبات غیبیہ ہوتے ہیں - بے چون اور بے چگون ہے - جس میں اجتماع ضدین بھی ممکن ہے - باوجود بے شعوری کے شعور بھی ہو سکتا ہے - اور باوجود شعور کے بے شعوری بھی ہو سکتی ہے - مگر ظلمانی حالات میں اجتماع ضدین ممکن نہیں - وہ عالم اس عالم سے بکلی امتیاز رکھتا ہے - فلا تضربوا للّٰہ الامثال الآیہ - س ۱۴ - اسی جہت سے پہلے بھی لکھا گیا تھا - فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہٗ دکا و خر موسٰی صعقا - الآیہ س ۹ - موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہو کر گرنا - ایک واقعہ نورانی تھا - جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی - بلکہ تجلیات صفات الٰہیہ جو بغایت اشراق ظہور میں آئی تھیں - وہی اُس کا موجب اور باعث تھیں - جن کے اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بے ہوش ہو کر گر پڑا - اور اگر عنایت الٰہیہ اُس کا [illegible] نہ کرتی - تو اُسی حالت [illegible] - مگر یہہ مرتبہ ترقیات [illegible] انتہائی درجہ [illegible] لکھا ہے - [illegible] زمانہ سیر سلوک [illegible] بہت سے سمجھاتا

دیکھتا ہے۔ اور انواع اقسام کی واردات اُس پر وارد ہوتے ہیں۔ مگر اعلیٰ مقام اُس کا عبودیت ہے۔ جس کا لازمہ صحو اور ہوشیاری اور سکر اور شطح سے بہ کلی بیزاری ہے۔ ہدانا اللہ ایانا و ایاکم صراط المستقیم الذی انعم علی النبین۔ والصدیقین والشھداء والصالحین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیکم و علی اخوانکم من المومنین۔

۲۵ مارچ ۱۸۸۳ء

مطابق

۱۵ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

خطبہ

۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا

ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لھم و لا لیھدیھم سبیلاً۔ الآیہ۔ س ۵۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر کفر کرتے ہیں۔ پھر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر کفر کرتے ہیں پھر کفر میں ترقی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو معاف نہیں کرے گا۔ اور نہ اُن کو کوئی کامیابی کی راہ دکھائے گا۔ جس کی غائت جنت ہے۔ جیسے جو اس آئت میں غور کر کے دیکھا۔ تو اتنا تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہم بہ فضلہ تعالیٰ بہ ظاہر اس آئت کا مصداق ہونے سے محفوظ ہیں لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان سے کمزوری و ناتوانی کے باعث کوئی ناجائز حرکت صادر ہو جاتی ہے۔ پھر رجوع اور خشیت و انابت پیدا کرتا ہے۔ اور اُس صادر شدہ حرکت پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتا ہے۔ پھر استیلائے بہیمیت کی وجہ سے جذبات نفس کے نیچے دب جاتا ہے۔ پھر جب یہ تاریکی دور ہو جائے۔ اور حق کی روشنی نظر آئے۔ توبۂ نصوح اور اقرار صالح کی طرف دوڑتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور سچی توبہ جو گناہ سے نفرت دلاتی اور اُس کی بجائے نیکی پیدا کر دیتی ہے۔ کاملاً نصیب نہ ہو جائے اور گناہ کی ہستی کا قطعاً قلع قمع نہ ہو جائے تو سخت اندیشہ ہے۔ کہ انجام وہی ہو۔ کہ لم یکن اللہ الآیہ۔ توبہ کے معنے ہیں رجوع ایسا رجوع کہ پہلی حالت نہ رہے اور گناہ نیست و نابود ہو جاوے۔ اور اُس کی جگہ اُسی کے محاذ کی نیکی لے لے یہی معنے ہیں۔ اس آئہ کریمہ کے۔ ان الحسنات یذھبن السیأت۔ الآیہ۔ س ۱۲۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو گناہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اُس کی نسبت یہ کہنا ٹھیک ہے۔ کہ اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ خدا ایسی توبہ ہم سب کو نصیب کرے۔

بشر المنافقین بان لھم عذاباً الیماً۔ الآیہ۔ س ۵۔ ان منافقوں کو کہہ دو۔ کہ تمہارے لئے دردناک عذاب ہے۔ منافق یہ کون؟ الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعًا۔ یہ منافق وہ ہیں۔ جو کافروں کو یار بناتے ہیں۔ اور مومنوں سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ اُن کے اس تعلق میں غرض کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ عزت حاصل کریں۔ مگر ان نادانوں کو اتنی خبر نہیں۔ کہ ہر ایک قسم کی عزت تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ جیسے اس خلیفۃ اللہ کی پیروی میں جو اب الوہیت تامہ کا مظہر و ظل بن کر دنیا میں آیا ہے۔ جاہ طلبی اور شہرت کے خواہش مند۔ ہم دیکھتے ہیں۔ اب بھی مسلمان۔ مولوی۔ مفتی کہلا کر اور ناموں کے ساتھ بڑے بڑے دم چھلے لگا کر کبھی عیسائیوں سے ربط ضبط پیدا کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ اُن کی آؤ بھگت ہو۔ اور وہ بارسوخ کہلائیں۔ اور کسی راستباز کے خلاف اپنی کمینہ حرکت سے کوئی منصوبہ اٹھائیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ فان العزۃ للہ جمیعًا۔ وہ اپنی شورہ پشتی کی چالوں میں ناکام رہ کر اور اپنی لئے عزت کی راہ نکال کر بھی بے عزت ہوتے ہیں۔ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ جس کی بے عزتی کے لئے کافروں سے ربط ضبط پیدا کیا تھا۔ وہ تو اُنکی بھی نظروں میں عزت پاتا ہے۔ اور خود اُنکی

فٹ نوٹ: ناعاقبت اندیش دہریہ منش مخالفان اسلام توبہ کے مسئلہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ توبہ سے گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں۔ کاش وہ توبہ کی فلاسفی سے واقفیت پیدا کرتے تو یہ شبہ جو قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اُنکو یوں دریدہ دہنی کرنیکی اجازت نہ دیتا خدا تعالیٰ نے بار بار اور رسول اللہ صلعم نے متواتر توبہ کی اصلیت بتلائی ہے۔ اسی آئت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں۔ عہد بار توبہ شکستی باز آ۔ والا معاملہ نہیں ہے تو خدا تعالیٰ سے گویا ہنسی استہزا اور ٹھٹھا ہے۔ کہ غلط کاری کی اور منہ سے توبہ توبہ کہہ دیا۔ ایسی توبہ کا نتیجہ وہی ہوتا ہے۔ جو اس آئت میں بیان ہوا کہ لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلاً۔ الآیہ۔ قرآن کریم نے ایک اور مقام پر صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ ومن تاب وعمل صالحاً فانہ یتوب الی اللہ متاباً۔ یعنی رجوع الی اللہ اور سچی توبہ یہی ہے۔ کہ وہ گناہوں سے ایسی نفرت کرے اور آہو بیزاری کو چھوڑ دے۔ کہ اُنکی بجائے عمل صالحہ آ لیں پس توبہ الی اللہ کا اصلی راز یہی ہے۔ اور اس سے پہلی آئت میں اللہ بھی صراحت موجود ہے۔ کہ سچی توبہ کے لوازم کیا ہیں۔ الا من تاب و آمن و عمل عملاً صالحاً الآیہ س ۱۹۔ بعد توبہ سچا ایمان اور سچے ایمان کا نتیجہ اعمال صالحہ جب تک پیدا نہ ہوں۔ وہ توبہ توبہ نہیں۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ خدا کے حضور ایک قسم کی گستاخی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تبدیل السیأت بالحسنات کا نام توبہ ہے۔ اور چونکہ ایک نیکی سے دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اس لئے ایک نیکی کے بدلہ دس نیکیاں ملنے کا سر بھی میرے خیال میں یہی ہے۔ کہ ایک نیکی دس نیکیوں کی توفیق کا باعث ہوتی ہے۔ پس وہ اسی ایک نیکی کا ثمرہ ہیں۔ اور اد ھر نیکی کا سلسلہ سچی

ہی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں۔ کاش وہ سمجھتے کہ فان العزت للہ جمیعًا۔ مگر وہ کیونکر سمجھیں؟ اللہ تعالیٰ پر اُن کا اعتبار اور حسن ظن کہاں؟ اگر حسن ظن اور اللہ تعالیٰ کو العزیز مانتے۔ تو کافروں اور دہریہ منش لوگوں سے کیوں تعلق پیدا کرتے اور اُن کے تعلق سے کیوں عزت کے خواہاں ہوتے؟ فان العزۃ للہ جمیعًا۔ کا سچا مشاہدہ ہم میں سے اکثروں نے کیا ہے اور دیکھا ہے۔ کہ کیونکر ایک راستباز مامور من اللہ کی عزت پر ایک ناپاک اور گندی سازش سے اقدام قتل عمد کا الزام لگایا۔ اور خود اپنے ہاتھوں ذلیل ہوئے اور وہ اُس ذلت کی جگہ سے بھی عزت و احترام کے ساتھ باہر آیا۔ اب کیا یہ اللہ تعالیٰ کے العزیز ہونے کا عینی اور زندہ ثبوت نہیں؟ ہے۔ اور بے شک ہے ۔

کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند

غرض سچی عزت کا مالک۔ وہی العزیز خدا ہے جو لوگ نا اہل کفار سے مل کر عزت چاہتے ہیں وہ یقینًا عزت نہ پاسکیں گے۔

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس آیت میں عدوان خدا و رسول کی مخالفت رکھنے والوں اور مومنوں سے جدا رہنے والوں پر منافق کا لفظ بولا گیا ہے۔ جو بہت خوفناک لفظ ہے۔ نفاق ہلاک کرنے والی چیز ہے۔ دل میں کچھ ہو۔ اور زبان پر کچھ ہو یہ مومن کا خاصہ نہیں۔ بلکہ منافق کا نشان ہے۔ وہ ریاکاری سے کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ اور اس کا نام پولیسی یا حکمت عملی رکھتے ہیں۔ افسوس آج کل تہذیب اور سیاست کا ایک جزو یہ پولیسی بھی ہے۔ جسکو نفاق کہنا چاہیئے۔ منافق نمازوں میں سُستی کرتے ہیں۔ اوّل تو وقت پر نماز پڑھتے نہیں۔ اور اگر وقت پر پڑھیں بھی تو جلدی کرتے ہیں۔ دوسرے کاموں میں شطرنج کی چالیں چلتے چلتے صبح سے شام اور شام سے صبح کر دیتے ہیں۔ اور نہیں تھکتے۔ مگر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو دنیا بھر کی تکان آکر گھیرتی ہے۔ اور اس طور پر جلدی اور گھبراہٹ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جیسے جانور پنجرہ میں سے نکلنے کے لئے پھڑپھڑاتا ہے یہی حال منافق کا مسجد میں ہے۔ قرآن کریم نے سچ فرمایا ہے۔ واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالٰی۔ س ۵۔ خدا تعالیٰ ہمکو اور ہمارے احباب کو نماز میں سچی استقامت اور عزم نصیب کرے۔ پس جس نے سُنا ہے۔ وہ گرہ باندھ لے۔ اور اس پر عمل کرے۔ نماز وہی ہے۔ جو ایک لطف اور سرور سے ادا ہو۔ کیا کوئی شخص جس کو ایک کورٹ عظیم میں افسر اعلیٰ سے ملاقات کا موقع ملے۔ تو وہ جلدی کرے گا؟ پھر کیوں نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر نہایت سنجیدگی اور متانت اور استقلال کے ساتھ باتیں کی جائیں۔ اپنی بولی میں نماز کے معنے سیکھ لینے چاہئیں۔ تاکہ جو لفظ مُنہ سے نکلے اُس کے معنے بھی آتے ہوں۔ اگر ایسا ہو۔ تو پھر نماز بھاری نہ ہوگی۔ کیونکہ اپنی بولی میں ہر ایک بات مزا دیتی ہے پس الحمد شریف۔ التحیات اور چند سورتوں اور نماز کے معنے سیکھ لینے ہر ایک کو مناسب ہیں۔

جو لوگ بار بار توبہ کرتے ہیں۔ اور توڑتے ہیں اُنکو منافق کہا گیا ہے۔ بے ایمان اور دشمنانِ خدا و رسول سے تو ملتے ہیں۔ مگر قرآن سننے کے لئے نہیں آسکتے۔ لوگو! افسوس ہے۔ تمہارے گاؤں میں کس قدر نعمت عظمٰی ہے۔ کہ حضرت اقدس کا پاک وجود موجود ہے۔ مگر تم اُس کی صحبت میں آکر ایک دم کے لئے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ہو۔

ہم لوگ کس کس قدر دور سے گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں۔ اور تم پاس سے اٹھ کر نہیں آسکتے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم راستی سے کہتے ہیں کہ اُس کے پاس بیٹھنے سے ایمان بڑھتا ہے۔ اور ایسے بڑھتا ہے۔ جیسے برسات کے دنوں میں گھاس۔ صبح کچھ تھا۔ شام تک اور ہی شان ہے۔ افسوس تم کو ذرا خیال نہیں مولانا مولوی نورالدین صاحب قرآن کریم کے معارف سناتے ہیں۔ اور بہت سے دنیوی فوائد کو چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے ہیں۔ مگر اس بدبخت گاؤں کا ایک آدمی بھی قرآن سننے کے لئے نہیں آتا۔ نہیں معلوم لوگوں کو کیا گھمنڈ ہے۔ آج پھر خبر آئی ہے کہ وبا ترقی پر ہے۔ اور پھر شروع ہو گئی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ کس کس کا نام زندگی کے دفتر سے کٹ جاوے گا۔

پس یاد رکھو خدا تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ہے۔ اور اپنی کتاب پاک میں بیان فرمایا ہے۔ کہ جب تم سنو۔ کہ آیات اللہ کی تکفیر اور تضحیک کرتے ہیں۔ تو ایسے شوخ اور بے باک گستاخوں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور نہ اُن سے ملو۔ ہاں اگر آیات اللہ کا ذکر چھوڑ کر کسی اور بات میں پڑ جاویں۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۴) توبہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ادھر پہلے گناہوں میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوتی۔ نیکیوں کی کثرت اُن گناہوں پر غالب آجاتی ہے۔ دیکھو یہ مشاہدہ ہم قانون قدرت میں بھی دیکھتے ہیں۔ جہاں اندھیرا ہو روشنی آنے سے وہ دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک شئے مخالف کی مقدار اپنی دوسری ضد کا نام و نشان مٹا دیتی ہے۔ کسی کھانے میں نمک ہو۔ اُس میں اگر بڑی مقدار چینی کی ڈال دی جاوے تو وہ نمک کیا اپنی تاثیر کھو نہ دے گا۔ بے شک توبہ نصوح کے ذریعے اعمال سیئہ کے زائل ہونے کی بھی یہی صورت ہے۔ جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ سچی توبہ سے نیکیوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے۔ اور ایک نیکی دوسری کا باعث ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کثرت اور غیر محدود اور محدود گناہ ہونگے ہر کا تریاق نہ ہو تو کیا ہو۔ پس توبہ سے گناہ معاف ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔ (ایڈیٹر)

تو پھر حرج نہیں ہے۔ مگر میں تم کو کہتا ہوں کہ مومن کی شان نہیں۔ کہ وہ لغویات میں پڑے۔ اور وہ بڑا محتاط ہوتا ہے۔ اور کھٹکے اور خطرہ کی جگہہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔ خدا تعالی مجھے اور تم کو توفیق دے۔ کہ ایسے گستاخوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر عزت کے خواہاں نہ ہوں۔ بلکہ مومنوں سے تعلق پیدا کریں۔ اور مامور من اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کریں۔

آمین

امن عامہ کے قائم رکھنے اور عام صلح کاری کے پھیلانے کے لئے

ایک ضروری میموریل

ذیل میں ہم ایک میموریل درج کرتے ہیں۔ جو امن عامہ کے قیام اور صلح کاری کے اصولوں کی ترویج کے لئے جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس اعظم قادیان نے اپنی کثیر التعداد جماعت کے اصرار سے بنی نوع انسان کی عام بھلائی اور بہی خواہی کی بنا پر اور گورنمنٹ آف انڈیا کو آئے دن کے مذہبی مخمصوں اور جھمیلوں سے مخلصی دینے کے لئے (جس میں اُسے بارہا متردد ہونا پڑتا ہے۔ اور اپنے اوقات گرامی کا بڑا حصہ صرف کرنے کی ضرورت آ پڑتی ہے۔) بحضور جناب وائسرائے کشور ہند ارسال کیا ہے۔ اُس کی ایک نقل ہم کو بھی ملی ہے۔ جسے درج کرتے ہیں۔ اور بعد اندراج اُس پر آزادانہ ریمارک کرتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں راستی۔ امن اور صلح کاری پھیلانے کے حامی اور اتفاق باہمی کے شیدائی اس میموریل کو اور ہمارے بے غرضانہ ریمارکس کو جو انشاء اللہ نہایت نیک نیتی سے لکھے گئے ہیں۔ غور سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

وہ میموریل یہ ہے۔

بعالی جناب نواب مستطاب وائسرائے ہند بالقابہ۔

چونکہ ہر شخص جو رعایا گورنمنٹ برطانیہ میں ہے۔ اس فرض کے ادا کرنے کا ذمہ وار ہے۔ کہ اگر کوئی امر جس میں اس گورنمنٹ کے احسن انتظام کی نیک نامی متصور ہو۔ اور اُس سے رعایا میں باہمی رابطہ اتحاد اور صلح کاری پیدا ہونے کی امید کی جاوے وہ امر حضور وائسرائے ہند میں عرض کردے۔ لہذا یہی خیر اندیشی اس میموریل کے بھیجنے کے لئے مجھے محرک ہوئی۔ کیونکہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا جو آٹھ ہزار سے کم نہیں ہے۔ جن کو میرے ساتھ تعلق مریدی اور عقیدت مندی اور دوستی کا ہے۔ اور جو مجھے اسلامی فرقوں میں سے اپنا پیشوا اور پیر مرشد مانتے ہیں۔ وہ کئی برس سے اصرار کر رہا ہے۔ کہ میں اس درخواست کو جو اب پیش کرتا ہوں۔ پیش کروں۔ لیکن میں نے زیادہ تر تجربہ کے انتظار میں اس درخواست کو کئی سال تک معرض التوا میں رکھا۔ اور اب جو واقعی طور پر مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس نہایت ضروری میموریل کو جو میری طرف سے اور میری کثیر التعداد جماعت مریدوں اور دوستوں کی طرف سے ہے۔ اور جو عامہ خلائق کے باہمی تعلقات کا موجب ہو سکتا ہے۔ زیادہ توقف میں نہ ڈالوں۔ مجھے پہلے اُس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی تھی۔ کہ قانون سڈیشن نے میرے اون مطالب کو پورا کر دیا ہے۔ جن کے لئے اس میموریل کی ضرورت تھی۔ لیکن اس قانون کے بعد بھی جب کہ بعض اخباروں اور رسالوں اور کتابوں میں اس طرز کے مضمون دیکھے گئے۔ جو فتنہ انگیزی سے خالی معلوم نہیں ہوتے۔ تو وہ خوشی پھر غم سے مبدل ہو گئی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہماری سرکار انگریزی نہایت ہی نیک نیتی سے چاہتی ہے۔ کہ یہہ دو صفتیں اُس کی رعایا کو حاصل ہوں۔

اوّلاً۔ وہ سچے دل سے اپنی محافظ گورنمنٹ انگریزی کے تابع دار رہیں۔

ثانیاً۔ وہ باہمی نفرت اور عناد کی بنیاد نہ ڈالیں۔ لیکن اس دوسری صفت کے حاصل کرنے میں اب تک بعض لوگ سُست ہیں۔ اور ایسے اخبار اور اشتہار اور رسالے میں نے کئی دیکھے ہیں۔ جن میں یہہ خرابی پائی جاتی ہے۔ مثلاً پرچہ نور افشاں جو ایک پادری صاحب کے اہتمام سے لودیانہ سے نکلتا ہے۔ اور جو میرے پاس موجود ہے۔ اُس نے اس جوش کو جو کتاب امہات المومنین کی بدزبانی سے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوا تھا۔ پھر اپنے اُس پرچہ کی تیز اور اشتعال دہ تقریر سے جو تاریخ ۸ و ۱۵ و ۲۲ رجولائی و ۲۹ راگست ۱۸۹۸ء دستمبر ۱۸۹۸ء کو نکلا تھا۔ تازہ کر دیا ہے۔ اور وہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس سے پھر مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا ہے۔ اسی جوش کی بنا پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے پھر میموریل بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھیجا ہے۔ میں اس بے صبری سے بھی اتفاق نہیں کرتا۔ جو اس انجمن کے ممبروں سے میموریل کے بھیجنے میں ظہور میں آئی۔ میری رائے اب تک یہی ہے کہ یہہ میموریل اوس وصیت کے برخلاف ہے۔ جو قرآن شریف میں صبر کے بارے میں کی گئی ہے۔ انجمن مذکور نے یہہ اچھا نہیں کیا۔ کہ خواہ نخواہ بے خبر مسلمانوں کو بھی یہہ

یہ قصہ سُناکر جوش دینا چاہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی فریق کی درخواست پر دوسرے فریق کو سزا دی جاوے۔ تو بجائے اس کے صلح کاری پھیلے۔ اُن دونو فریقوں میں باہمی عداوت اور رنج کا میدان اور بھی وسیع ہو جائے گا۔ جو عام امن کے مخالف ہے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کا گورنمنٹ پر اس قدر حسن اعتقاد ہے کہ اب وہ زمانہ ہرگز نہیں۔ کہ وہ اس محسن گورنمنٹ کے حقوق فراموش کر سکیں۔ مذہبی مباحثات میں کسی فریق کی طرف سے کوئی زیادتی ہونا ایک امر ضروری ہے۔ پھر ایسی زیادتیاں اور بد زبانیاں اگر بعض پادریوں سے ہوئی ہیں۔ اور ہم مانتے ہیں۔ کہ فی الواقع ہوئی ہیں۔ تو ملائمت اور صبر سے جیساکہ تعلیم دی گئی ہے۔ اُن کی غلطیاں دور کرنا چاہئے۔ نہ ایسی تقریروں سے جن کے زہریلے اثر ہوں۔ ہاں آئندہ کے لئے واجب طور پر یہہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ رعیت پروری کی راہ سے تین امر مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک امر کو حسب صواب دید اپنے منظور فرماکر اوس بارے میں قانون پاس فرماوے۔

اور وہ تجاویز ثلثہ جن کے قانون بنانے کے لئے درخواست ہے۔ یہ ہیں۔

اوّل۔ گورنمنٹ عالیہ دس برس تک یا جس حد تک مناسب سمجھے۔ اس طریق بحث کو قطعًا مسدود فرماوے۔ کہ کوئی فریق دوسرے فریق کے عقیدہ اور مذہب پر حملہ کرے یا کسی قسم کی نکتہ چینی سے فریق مخالف کو ایذا پہونچاوے۔ بلکہ ہر ایک فریق اپنی کل تحریروں اور تقریروں کو اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے تک محدود رکھے۔ اور دوسرے فرقوں کے عقائد اور اُن کے حسن و قبح کا ذکر نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ بہت جلد دلوں میں صلح کاری اور محبت پیدا ہوجائیگی اور اس طریق پہ چلنے سے کسی فریق کا حرج بھی نہیں۔ اور نہ آزادی کی روح کو اس سے کچھ صدمہ پہونچتا ہے۔ کیونکہ ہم اور ہر ایک فریق اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ کہ اصل مدعا اپنے مذہب کی تبلیغ اور اُس کی خوبیوں کا ظاہر کرنا ہے۔ اور جب کسی نے اپنے مذہب کی بے نظیر خوبصورتی ثابت کردی۔ تو دوسرا مذہب اگر اس کا ہم پایہ نہیں ہے۔ تو خود نظروں سے گر جائے گا۔ دوسرے فریق کے بزرگوں کو گالیاں دینا اور اُس کے اعتقادوں کو برے پیرایہ میں ذکر کرکے دل دکھانا حقیقی ازادی کا ہرگز جزو نہیں ہو سکتا۔ اگر گورنمنٹ کم سے کم دس برس تک ایسا کرے۔ تو ہمیں یقین ہے۔ کہ اپنی رعایا میں وہ صلح کا بیج بوئے گی۔ کہ جو بہت جلد نشو و نما پاکر ایک عظیم الشان درخت بن کر تمام فرقوں کو اپنے سایہ میں لے لے گا۔ اور اُس سے بڑے مبارک نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور تمام رعایا ایک دل اور ایک قوم ہوکر گورنمنٹ کی اطاعت کرے گی۔

اور اگر ہماری گورنمنٹ محسنہ ایسا کرنا پسند نہ کرے۔ تو دوسرا طریق فتنوں کے کم کرنے اور صلح کاری پھیلانے کا یہہ ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ یہ قانون پاس فرماوے۔ کہ کوئی شخص فریق ثانی پر ایسا اعتراض نہ کرے کہ وہی اعتراض اُس کی کتب مسلّمہ اور اُس کے عقائد مقبولہ پر بھی ہو سکتا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے بہت ہی فتنہ انگیزی کے طریقوں کا انسداد ہوجاوے گا۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ ایسا کرنا بھی پسند نہ فرماوے تو بالاخر یہ عرض ہے۔ کہ تعزیرات ہند دفعہ ۲۹۸ الف میں یہہ زائد شرط اندراج فرماوے۔ کہ مذہبی مباحثات میں کوئی فریق بے اصل روایتوں کی بنا پر کسی فریق پر اعتراض نہ کرے۔ بلکہ اونہی کتابوں کی بنا پر اعتراض ہو۔ جو فریق معترض علیہ کے نزدیک مسلّم اور مقبول ہوں۔ یہہ ایک ایسی شرط ہے۔ کہ عدالتوں کو پیچ دار راہوں سے نجات دے گی۔ اور مجسٹریٹوں کا وقت بھی تحقیقاتوں میں ضائع نہیں ہوگا۔ اس طریق کے اختیار کرنے میں ضروری ہوگا۔ کہ مذاہب متفرقہ کے ہر ایک گروہ کے علماء سے یہہ تحریر لی جاوے۔ کہ وہ کن کن کتابوں کو مقبول اور قابل حجت قرار دیتے ہیں۔ اور ہم نہایت ادب اور عاجزانہ گذارش سے امید وار ہیں۔ کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کو پسند فرماکر امن رعایا کو ہر ذرہ مذہبی فتنوں کے بدنتائج سے بچا لیوے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہہ قانون گورنمنٹ کی طرف سے ایسا مبارک قانون ہوگا۔ کہ دوسری طاقتوں کو بھی امن قائم رکھنے کے لئے اس کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اور سلاطین کو اس مذہبی جوش کے زمانہ میں اس قانون کی اشد ضرورت ہے۔ سو یہہ عین مراد ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ ہی سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کرے۔ خدا تعالی اس محسن گورنمنٹ کو دیر تک ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

چونکہ ہماری گورنمنٹ انگریزی رعایا کی سچی خیر خواہ ہے۔ اور یہہ میموریل بھی کمال نیک نیتی اور تمام فرقوں کی خیر خواہی کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ ہماری منصف مزاج اور عادل اور ہمدردی سے بھری ہوئی گورنمنٹ اس میموریل پر خاص توجہ فرمائے گی

ایڈیٹوریل

وہی مفید میموریل

ہم نے اوپر جو میموریل درج کیا ہے۔ اُس پر بجائے خود خوب غور کیا۔ اس کو امن عامہ کے قیام اور عام اتحاد کے لئے بہ شرطیکہ گورنمنٹ عالیہ اُس پر پوری توجہ کرے۔ اور اُسے کرنی چاہئے۔ ایک مفید نسخہ اور بے نظیر گُر پایا ہے۔

ہم گورنمنٹ عالیہ اور لیجسلیٹو کونسل (مجلس واضعانِ آئین) کے آنریبل ممبروں کی خدمت میں اس میموریل کے اندراج کے بعد کیا گذارش کریں۔ میموریل کا ایک ایک لفظ اپنی ضرورت اور اشد ضرورت کو بتلا رہا ہے۔ اور ہندوستان کی مذہبی دنیا کی عام حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ تاوقتیکہ کوئی قانونی طور پر انتظام نہ ہو۔ مذہبی مباحثے مناقشات اور مجادلات تک پہونچنے سے رُک نہیں سکتے۔ اس اتحاد کے قائم کرنے کے لئے عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے جو تجاویز اس میموریل میں گورنمنٹ کو سمجھائی ہیں۔ اُن سے بہتر نظر نہیں آتیں۔ آئے دن کے جھگڑے اور خانہ جنگیوں کا انسداد بجز اس کے کیوں کر ہو۔ کہ یا تو یہ مذہبی مباحثے قطعاً بند کر دیئے جاویں۔ اور ہر اہل مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ اور کسی قسم کا حملہ دوسرے فریق پر نہ کرے۔ یا کوئی فریق کسی دوسرے فریق پر ایسے اعتراضات نہ کرے۔ جو خود اُس پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ کتب مسلمہ اور معتبرہ کو چھوڑ کر بے اصل کتابوں اور مذاقوں کی آڑ میں دل آزاریاں نہ کی جاویں۔

تجاویز ثلثہ مندرجہ میموریل ایسی واجب العمل ہیں۔ کہ اُن پر کسی قسم کا اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر ایک سلیم الفطرت اون کو ماننے کے لئے طیار ہے۔ مگر ہاں جو پرخاش جو اور کینہ توز امن کے دشمن ہیں۔ وہ ضرور اس چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا چاہیں گے۔ اور اس قسم کے قانون کے لئے گورنمنٹ کو مذہبی مداخلت کی دھمکیاں دیں گے۔ مگر ہماری عادل مہربان گورنمنٹ کو اپنے ان نادان فرزند کی باتوں کی اُسی طرح پرواہ نہ کرنی چاہئے جیسا احمق بچہ آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور ماں کے بچانے پر روتا اور بسورتا ہے۔ گویا اُس طریق پر اظہار ناراضی کرتا ہے۔ گورنمنٹ اگر ستی اور دختر کشی کی رسموں پر قانوناً تحدید نہ کرتی۔ تو خدا جانے کس قدر بے گناہ اور معصوم جانوں کا اتلاف ہوتا۔ ایج آف کنسنٹ بل یعنے قانون رضامندی پر کس قدر واویلا مچائی گئی تھی۔ مگر گورنمنٹ نے جو کچھ کیا کیا۔ اور بہت اچھا کیا۔ باوجود قانون کے بھی جب لوگ نہیں ڈرتے۔ اور پرواہ نہیں کرتے۔ تو آزادی اور بے لگی آزادی میں تو جو نکر گذریں۔ وہ تھوڑا ہے۔ عدالتوں کی رونق فوجداری قوانین کی موجودگی میں پولیس کے ہوتے ہوئے جرائم کا ارتکاب بتلا رہا ہے۔ کہ سیاست کے لئے اتنا بھی نہ ہو۔ تو ایک دم بھی گذارہ نہ ہو سکے۔

پس ایسا اعتراض کرنے والے ہمکو بتلائیں۔ کہ کس مذہب نے یہہ روا رکھا ہے۔ کہ دوسرے مذہب پر دل آزار حملے کئے جاویں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو ہم نہیں سمجھتے۔ ایسا اعتراض اگر کوئی کرے گا تو وہ دانشمندی اور فرزانگی کی راہ سے کرے گا۔ یا حماقت اور دیوانگی کے طریق پر۔ ہم نے بہت غور کیا۔ یہاں تک کہ ایک دہریہ بھی بہی پسند کرے گا۔ کہ مذہبی مباحثات کے لئے ضرور اگر بہترین قانون ہو سکتا ہے تو وہ انہی دفعات ثلثہ میں محدود ہے۔

ہم جناب مرزا صاحب کے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے عام لوگوں پر ایک احسان عام کر کے گورنمنٹ کو مفید تجویز سمجھائی۔ جس کی قدر دان اور امن پسند بہی خواہ گورنمنٹ سے امید ہے پوری قدر کرے گی۔

ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض اخبارات کو اس میموریل پر جب کچھ اور کہنے کا موقع نہ ملا۔ تو اتنا ہی طنزاً کہہ دیا کہ "قانون سڈیشن کی تعریف کی ہے"۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اخبارات جو رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات کو مستحکم کرنے کے دعوے دار کیا ٹھیکہ دار ہیں۔ کیوں قانون سڈیشن سے ناراض ہیں۔ اگر اُن کے دل میں چور نہیں۔ اور بالکل گورنمنٹ اور ملک کے بہی خواہ ہیں۔ تو قانون سڈیشن اُن کو کیا گزند پہونچا سکتا ہے۔ ہاں اگر اُن کے اندر ہی اندر کوئی بات ایسی ہے۔ جس کو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کی نظروں میں بدخواہی ہے۔ تو اُسے چھوڑ دیں۔ یہہ امر ہر ایک فرزانہ تسلیم کرے گا۔ کہ "ہر کرا حساب پاک است از محاسبہ چہ باک" بالکل ٹھیک اور صحیح مقولہ ہے۔ اندیشہ اور خوف اُسی کو ہوتا ہے۔ جو بد باطن ہے۔ صاف دل گھبراتا نہیں۔ پس اخبارات کو جو اپنے تئیں لسان الملک و آواز پبلک قرار دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کو ایسے قوانین کے اجراء میں مدد دینی چاہئے۔ جو اتحاد عام کے مؤید ہوں۔ ہاں جائز عذرات کے سننے کو فراخ دل گورنمنٹ ہر وقت طیار ہے۔

ہمارے اپنے خیال میں جس کے ہم صحیح ہونے کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ قانون سڈیشن سے نیک نیت اور صاف طینت اخباروں کو کچھہ نقصان نہیں پہونچتا اور اگر یہہ خیال کر لیا جاوے۔ کہ الفاظ قانون ایسے ہیں۔ کہ ذرا سی بات پر بھی

گردن ناپی جانے کا خیال ہے۔ تو یہ گورنمنٹ پر بدظنی ہے۔ جو وفادار رعایا کا کام نہیں ہے۔ گورنمنٹ کا کبھی بھی یہہ خیال نہیں۔ کہ وہ ناجائز طور پر رعایا کو تکلیف دے۔ یا اپنا رعب قائم کرے۔ وہ اس بات کو خوب سمجھتی ہے۔

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت

پس ہم کو کبھی ایسا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ کہ بری نظر سے تصویر کا ایک ہی رخ دیکھتے رہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے معزز معاصرین اس میموریل کے لئے گورنمنٹ کو مفید مشورے دیں گے۔ اور کونسل واضع آئین کے ممبر اس قانون پر توجہ فرمائیں گے۔ جس کی اشد ضرورت ہے۔ ہم اس امر کے بیان کرنے سے بھی نہیں رک سکتے۔ کہ اس مفید تجویز کے سجھانے والے کی نیت کا پتہ بھی اس میموریل کی تحریر سے لگتا ہے۔ اور اُن کوتاہ اندیشوں کی رائے کی غلطی کا اثبات ہوتا ہے۔ جو یہہ کہا کرتے ہیں۔ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ہی مذہبی مباحثات کو ترقی دیتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو چھیڑتے ہیں۔

اب وہ جس حال میں ایسا قانون چاہتے ہیں۔ اور قانون سڈیشن کی تائید کرتے ہیں۔ کیا کوئی بدخواہ سرکار کیا امن عامہ کا دشمن اور کیا باہمی مناظرات مذہبی کو ترقی دینے والا اور پیش دستی کرکے چھیڑنے والا ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ جناب مرزا صاحب کو امن عامہ کا کہاں تک خیال ہے۔ اور گورنمنٹ کو کیسی مفید امداد دی ہے۔

جناب مرزا صاحب دل سے چاہتے ہیں کہ عام امن ہو۔ اور عام صلح کاری پھیل جاوے۔ اسی لئے وہ ہر وقت اسی خیال میں محو اور مصروف رہتے ہیں۔ کہ ایسی تجاویز نکل آویں۔ جس سے یہ جھگڑے مٹ جاویں اور لوگ نیکو کاری کی زندگی بسر کریں۔ اور مال جائے بھائیوں کی طرح رہیں۔

ہم اس امر کو تو کسی دوسرے وقت وضاحت سے بیان کریں گے۔ کہ کہاں تک ان امور میں مرزا صاحب نے حصہ لیا ہے۔ اب ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے معزز معاصرین بھی اس میموریل پر مفید رائیں دینے کے قابل ہوسکیں گے۔ اگر وہ صلح کاری چاہتے ہیں؟ اگر وہ امن عامہ کو پسند کرتے ہیں۔ تو یک آہنگ ہو کر اس کی تائید کریں۔ اور گورنمنٹ عالیہ اور کونسل واضع آئین کے ممبروں کو متوجہ کریں۔ ایسا ہی مذہبی سرگروہ یا لیڈروں سے ہم کو امید ہے۔ کہ اگر وہ اپنے مذہب کے رو سے دنیا میں امن اور سلامتی چاہتے ہیں؟ تو متفق اللفظ ہو کر اسی کی تائید میں میموریل بھیجیں۔ ملکی انجمنیں قومی سبھائیں جو اتحاد باہمی کے گیت گا رہی ہیں۔ اور امن۔ امن پکارتی ہیں۔ وہ ہم آواز ہو کر عرضداشتیں گورنمنٹ میں بھیجیں۔ کہ ایسا قانون جو مفید عوام ہے۔ طیار ہو جاوے۔ بالآخر ہم گورنمنٹ عالیہ کے حضور التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ چاہتی ہے امن ہو۔ وہ چاہتی ہے۔ برادرانہ اتحاد پھیلے اُس کی غرض ہے۔ کہ مذہبی مباحثے حد سے تجاوز نہ کریں؟ اُس کے ایک خیر خواہ نے ایک مفید تجویز اُس کے حضور پیش کی ہے۔ اور سجھائی ہے۔ اس پر پورا فکر کیا جاوے۔ اور آئے دن کے جھگڑوں سے ملک کو اور خود اپنے آپ کو نجات دی جاوے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

یہہ ایک سچی بات ہے۔ کہ جو شخص اپنے کسی محسن انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا تعالے کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم اگر اپنے کسی معاون کی کوشش اور سعی کے لئے جو وہ اشاعت اخبار و امداد کارخانہ میں کرتے ہیں۔ علی الاعلان شکر گذار نہوں۔ تو لاریب اس سنہلے اصول کے توڑنے والے ٹھہرتے ہیں۔ پس اسی مقدس اصول کو زیر نظر رکھ کر ہم منشی تاج الدین صاحب لاہوری کی اُس سعی اور کوشش کے لئے شکر گذار ہیں۔ جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے لئے کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس سے پیشتر کہ اخبار میں کسی قسم کی تحریک توسیع اشاعت پر معاونین کو توجہ دلانے کے لئے کی جاتی۔ اُنہوں نے دو جدید خریدار پیدا کئے ہیں۔ اور ابھی امید ہے۔ کہ وہ اور بھی پیدا کرینگے۔ ہم تو ایسے ہی مہربان مربی بکار ہیں۔ اگر ایکسو بھی ایسے قدردان پیدا ہو جاویں اور ہر واحد اُن میں سے ایک مہینے کے اندر چار چار خریدار پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو ایک مہینے ہی کے اندر خاص اشاعت ہو سکتی ہے۔ ہمکو امید ہے۔ کہ دوسرے احباب بھی بے فکر نہ ہونگے۔ اور وہ اس قومی پرچے کے لئے ہمہ تن امداد کیلئے طیار ہونگے۔ چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سب سے پہلے معاون ہیں۔ جنہوں نے توسیع اشاعت والی تجویز سے عملی طور پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اور اپنی جیب خاص سے چار پرچے خرید کئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور ایسا ہی اُنہوں نے اعانت کارخانہ کو مدنظر رکھ کر بیس جلد الانذار کی اپنے صرف خاص سے خرید کیں۔ اور مفت تقسیم کیں جنمیں سے ۸ر جلدیں اسوقت تک ہمارے پاس بطور امانت موجود ہیں۔ جو نادار مگر شوقین احباب کو دیجاوینگی۔ ایسا ہی منشی نتھاء دین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈوبیلی اور برادرم محمد اسمٰعیل صاحب ڈرافسمین دہلوی اور دیگر احباب کی تحریریں اطمینان دلا رہی ہیں۔ کہ وہ اشاعت اخبار میں

مقدمہ ٹیکس بھی ایک نشان ہے۔

ہم نے گذشتہ اشو میں وعدہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ ٹیکس پر ایک مبسوط آرٹیکل شائع کیا جاوے گا۔ مگر ایسی تحریک پر خود **حضرت اقدس** نے **ضرورۃ الامام** کے ساتھ مختصر طور پر ٹیکس کے مقدمہ پر ایک مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس سے بہتر تو کہاں برابر بھی کوئی نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے بہتر یہی سمجھا گیا۔ کہ تاوقتیکہ **ضرورۃ الامام** شائع نہ ہو۔ موعودہ مضمون ملتوی کر دیا جاوے۔ اور اشاعت کتاب مذکور پر حضرت اقدس کا وہی مضمون شائع کر دیا جاوے۔ بہرحال اس وقت اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس پر **مابلغہ** سالانہ انکم ٹیکس تشخیص ہوا تھا۔ اب ایک جاہ طلب اور **شہرت و نمود** کا خواہش مند۔ دنیا دار تو ٹیکس کو ایک **اعزاز** اور سرکاری **امتیاز** کا باعث سمجھ کر خوش ہوتا۔ اور پرواہ نہ کرتا۔ مگر ایک **کامل مومن** جو **عبد الرحمٰن** کہلا کر **انفاق** مال کی راہوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس طرح پر ایک رقم سالانہ ادا کرے۔ اس لئے ...... عذرداری باقاعدہ کی گئی۔ اس پر خوب تحقیقات ہوتی رہی۔ دوران تحقیقات میں حضرت اقدس کو بذریعہ کشف مقدمہ کے نتیجے سے اطلاع دی گئی۔ جس کو وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ عموماً جانتے ہیں۔ اور بیرد نجات میں سے بھی صدہا کو معلوم ہوگا۔ جن کو سلطان احمد والا کشف لکھا گیا تھا۔ بہرحال آخر منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ کی کامل تحقیقات کے بعد اصل کاغذات بنابر حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی خدمت میں بھیجے گئے۔ جنہوں نے کمال غور اور فکر کے بعد نہایت ہی **بیدار مغزی** اور **دقیقہ رسی** سے ٹیکس معاف کر دیا بلکہ یہ بھی لکھا۔ کہ ہم مرزا صاحب کی **نیک نیتی** میں شبہ کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ ہم گورداسپور کے ضلع کو مبارک باد دیتے ہیں۔ کہ وہاں کا **ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ** نہایت ہی **بیدار مغز** اور نصفت شعار ہے۔ **دنی الطبع مخالف** نے جس طرح پر اس مقدمہ میں کوشش کی اور زور لگایا۔ اُس کا حال خود ہی طشت ازبام ہو جائے گا۔ یا کر دیا جائے گا۔ ٹیکس معاف ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور ون کے بھی ٹیکس معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر یہاں معاملہ ہی اور تھا۔ اس جگہ کسی **ذلیل فطرت** کے انسان کی منصوبہ بازیوں میں گھسے ناکام رکھ کر اُس پر ظاہر کرنا تھا کہ خدا کیونکہ اپنے بندوں کا حامی ہوتا ہے۔ کسی شخص پر تین ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ **جان - ابرو اور مال** سو حضرت اقدس کے بداندیش مخالف نے تین ہی قسم کے حملے کر کے اپنی طاقت کا اندازہ کر لیا۔ پادریوں کے ساتھ مل کر اقدام قتل عمد میں **ابرو** اور جان پر حملہ کیا۔ مگر ذلیل ہو کر ناکام رہا۔ اور

آپ تو ڈوبے تھے برہمن
ساتھ لیا ججمان

والا معاملہ ہوا۔ اپنی ذلت سے پادریوں کو بھی حصہ دار بنایا۔ اور یہ حملہ **مال** پر تھا۔ یہاں بھی وہی **رو سیاہی** اور کلنک کا ٹیکا نصیب ہوا۔ بالآخر ہم پھر اپنے ضلع کی رعایا کو بشارت دیتے ہیں۔ کہ اون کو **عادل** اور پر **غور طبیعت** کا افسر ضلع ملا ہے۔ خدا اس کو بہت دیر تک ہمارے سروں پر رکھے۔ آمین۔

اس مقام پر اگر ہم **منشی تاج الدین** صاحب تحصیلدار بٹالہ کی قابلیت اور لیاقت کا ذکر نہ کریں۔ تو ہم اپنے فرض منصبی سے قاصر رہیں گے۔ کیونکہ جہاں شورہ پشت اور ایذا رساں عمّال کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ وہاں **شریف النفس** اور **متدین** حکام کی کارگذاریوں پر ریمارک کرنا بھی دلچسپ ہے۔ ہم نے اپنے پہلے کسی اشو میں ذکر کیا تھا۔ کہ **منشی تاج الدین** باغبانپورہ کے مشہور و معروف میاں خاندان کے ایک **رتن** ہیں۔ اور اپنے عام اخلاق کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز ہیں اور ساتھ ہی یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ کی تہ تک پہونچنے اور اُن کی **قوت فیصلہ** پر بعد تجربہ ریمارک کریں گے۔ اس لئے اب ہم بعد تجربہ بلا کسی قسم کی بے جا طرفداری یا خوشامد کے سچے دل سے ظاہر کرتے ہیں کہ بٹالہ تحصیل کی خوش قسمتی ہے۔ کہ منشی تاج الدین صاحب اُس کے تحصیلدار ہیں مقدمہ کی تہ تک پہونچنا اور پھر امور منقحہ پر غور کرنا اور سلامت روی سے فیصلہ لکھنا۔ یہ منشی صاحب کے **ذاتی جوہر** معلوم ہوتے ہیں۔ **پاس داری** یا لحاظ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اُن کے پاس نہیں آسکتا۔ اور یہی باتیں ہیں۔ جو ہر ایک لائق مجسٹریٹ میں ہونی چاہئیں۔ ہماری آرزو ہے۔ کہ ہم اُن کو بٹالہ ہی میں **مستقل** اور پھر اسی ضلع میں عہدہ جلیلہ پر ممتاز دیکھیں۔

توسیع اشاعت الحکم

ہم اپنے بعض احباب کی قدر افزائی کا شکریہ لکھ چکے تھے۔ کہ ۱۴ راکتوبر کی ڈاک نے دو اور قدیم مہربانوں کی تازہ امداد کے ذکر کرنے کا موقع دیا۔

شملہ سے برادرم خدابخش کمپازیٹر چار پرچہ الحکم کے خرید کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی سب سے اول **معاون الحکم** برادرم نبی بخش **چار پرچے** خرید فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہم لیاسے ہیں آج کل ولیر + نہ ہے کوئی لاولد مستطر   اں ہے س میں ہر بسر ے پسر + س دریم سے پڑھ لو

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار ہر اشتہار و اسناد مشتہر سے حقہٗ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ عیب ہیں۔ نہ ذاکر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے سو مہمان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفا خانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو! اولاد کے آرزو مندو یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا دار کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے

اس خادم الاطبا کو ۸ برس سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سے خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دہ چندے سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بہ ذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ بفضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پہ دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں + گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوایئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد یہ ذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملفہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	ہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جس کا حمل ۵،۳ ماہ گر جائے	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	[illegible] دوری	عہ	۱۴	غلط کاری	عہ	۲۳	ادھرنگ	صہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	پتھر	ہ	۳۴	تیجا چوتھیا روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	ہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں ۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں ۔ نامور ڈاکٹروں ۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے ۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا پڑوال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل شرخی ۔ ابتدائی موتیا بند ۔ ناخنہ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے ۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے ۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے ۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں ۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ۔ مبلغ عا ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ ہے ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ہ ۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے ۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱ ۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں ۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے ۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے ۔ آنکھوں سے پانی جانا دھند ۔ سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں ۔ جلن کمزوری نظر ۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا ۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے ۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے ۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے ۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم منگلے صاحب بہادر ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم ۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر ۔

۲ ۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں ۔ کہ سردار سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے ۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے ۔ آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں ۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا ۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی ۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں ۔ صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی ۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور ۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳ ۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم ۔ شاید آنجناب کو یاد ہو گا ۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا ۔ اور بسبب پکی پر ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی ۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا ۔ اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے ۔ انداً بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید کرتا ہے ۔ کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو ۔ اس اکسیر بلاجیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل فرماویں ۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

۴ ۔ جنابمن ۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری و کیلپ صاحب وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی ۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے ۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں ۔
دستخط سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔ ۶ ۔ مارچ ۱۸۹۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے ۔ اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا ۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا ۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۲۲ ر اکتوبر سنہ ۹۸ ع | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس [illegible] ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اور

پانچوں انگلیاں برابر نہیں - اس لئے [illegible]

سچائی کا فیصلہ

شربت صحت جسمانی کے طلبگار [illegible]

مفت صحت جسمانی کے طلبگار [illegible] اس کو [illegible]

نوٹ [illegible] دوا کے ساتھ [illegible] کی تعمیل قیمت طلب بذریعہ [illegible] سے ہوگی - محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار - درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہئیں -

نوٹ درخواست کنندہ کو لازم ہے مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور پتا نہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا [illegible] دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو - اگر استعمال [illegible] فائدہ نہ ہو [illegible] بلا عذر قیمت واپس لو - یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے -

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں [illegible] ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی اشد ضرورت ہے - [illegible] ایک ماہ کیواسطے [illegible] قیمت ماہ کیواسطے [illegible] غریب طلبا کو بتصدیق [illegible] نصف قیمت پر

خارش کی یکی دوائی

تین دفعہ کے لگانیسے فائدہ کلی [illegible] اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے فی پڑیہ [illegible] اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو [illegible] پڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی درد شکم - قراقر - قولنج - امتلا - ریح [illegible] ضعف معدہ کے دور کرنے اور بھوک لگانیکو مفید - قیمت فی [illegible] جو کئی آدمیوں کو کافی ہے - ۸ر غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہ ہے کہ منہ نہیں آتا - غذا [illegible] - پلاؤ - شوربا کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے - [illegible] خوراک عہ ۱۱ر

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیابند کو اکسیر ہے - ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی - فی تولہ عہ اطبا اور دیگر احباب سے بہا [illegible] بغرض تجربہ فی تولہ عہ ر

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں - زخم پہلے دن خشک [illegible] دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پڑیہ ۸ر غربا کو بتصدیق معزز ۲ر خرچ پر مفت

اعجاز [illegible]

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے - اس کے تین دفعہ کے استعمال سے کامل [illegible] مرد [illegible] جوان مرد ہو جاتا ہے - قیمت سے ر

عصائے پیری

رقت مادہ جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں - تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت سے ر

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے [illegible] سال سال کے جکڑے ہوئے [illegible] کار شخص صحیح و سالم ہوگئے ہیں - قیمت صرف صہ ر

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو - تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمی ہے - ۶ر خوراک عا

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید - دردسر - شقیقہ - سرخی چشم نزلہ - زکام - چھینک کیواسطے دوائی بے نظیر فی پڑیہ ۸ر غربا کو بتصدیق ۲ر خرچ پر مفت

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو - فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - فی گولی ۲ر فی درجن عہ ر

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - مسوں کی سوزش و درد [illegible] پہلے دن بند [illegible] ۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے - قیمت عا

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانیسے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا - قیمت سے ر

دوائی دردگردہ

درد کیسا ہی شدید ہو - ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے - فی گولی ۴ر فی درجن عا -

المشتہر خاکسار غلام احمد بکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مولوی محمد حسین صاحب!

(۱) میرا یہ عریضہ جو ایک دردمند دل و سچے جوش کا نتیجہ ہے، بظاہر آپ کیلئے ایک اجنبی ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ مجھے آپکے ساتھ زمانہ طالب العلمی میں ہم مکتب ہونیکا فخر حاصل ہے اور زیادہ نہ کچھ تو ان حقوق کو زیر نظر رکھ کر اور کچھ اس لحاظ سے کہ آپ بعض مسلمانوں کے نزدیک ایک جید اور مقتدر عالم ہیں، اور اہل اسلام کے دینی اور دنیوی خیر خواہی کے خیال سے یا نام سے آپنے بہت کچھ قدم مارا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس خط کے ذریعہ جناب کی خدمت میں اپنا درد دل بیان کروں۔ کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ اسلام کو منجانب اللہ جاننے والا مومن اور خدا کے اسلام کو مؤید اسلام اور ناصر المومنین ماننے والا سچا مسلم اللہ تعالی کی رضا جوئی کو جہاں ایکطرف مقدم قرار دیتا ہے وہاں دوسری طرف خلق اللہ کی سچی ہمدردی و غمخواری اپنا شعار بنا لیتا ہے اور پھر دینی بھلائی کی خاطر تو اگر اسے اپنی حقیقت در آخر فنا ہونیوالی جان بھی دینی پڑے تو پرواہ نہیں کرتا غرض وہ سچی عزت سچی دوستی اور حقیقی زندگی احیاء اسلام ہی سمجھتا ہے میرا آپ پر چونکہ بباعث ان کاروائیوں کے جو آپ بذریعہ اشاعۃ السنہ کرنیکا اظہار کرتے رہے ہیں حسن ظن رہا ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ میری اس عرضداشت پر اگر آپ توجہ نہ کرینگے۔ تو اور کس سے امید ہوگی۔

(۲) یہ امر آپ سے مخفی نہیں رہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مسیح موعود و مہدی مسعود کا اعلان کر کے اکثر عالموں اور معزز اشخاص کو اپنے ساتھ کر لیا ہے اور انکے اس دعوے سے ہندوستان کی سرزمین میں خصوصاً ایک شور مچ گیا ہے جس سے پہلے آپ ہی نے بڑے زور شور سے اسکو فتنہ سمجھ کر باوجودیکہ پہلے آپنے تائید بھی کی تھی اسکی عام مخالفت کا بیڑا اٹھایا جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اگر یہ کام اخلاص اور نیک نیتی سے کیا گیا ہے تو واقعی ایک حد تک آپکو اسلام کی غیرت ہے دلوں کے حالات اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے آپکے مخالف کہہ سکتے ہیں کہ آپ ضد کرتے ہیں اور آپکے ہمخیال کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں بہرحال اس امر کا اعتراف فریقین کو کرنا پڑیگا کہ سب سے زیادہ حصہ علماء ہند و پنجاب میں سے آپنے ہی اس پہلو میں لیا ہے مگر باینہمہ یہ شخص اپنے دعاوی کی اشاعت پر زور دے رہا ہے اور ہر طرح سے اپنی حجت پوری کرتا جاتا ہے آپکے رسائل اور مرزا صاحب

کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ دلائل اور براہین علمیہ و عقلیہ سے ان کا کام چلتا دکھائی نہیں دیتا۔ ورنہ اُسکا کچھ اثر عام لوگوں پر پڑ سکتا ہے جو علمی مباحث اور منطقی دلائل کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ نوجوان آزادی پسند تو اپنی رائے سے فیصلہ کر کے مرزا صاحب کیساتھ ہوتے جاتے ہیں اور عوام میں سے بعض جو اپنے امام مسجد یا اپنے گاؤں کے کسی معزز کے زیر اثر ہیں۔ اسلئے اُنکو اس معاملہ میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا اُنپر عام احسان کرنیکے لئے کوئی ایسی سہل اور عام فہم صورت ہونی چاہئے جو حق اور باطل میں ایسا بیّن امتیاز پیدا کر دے کہ عام لوگ بھی اُس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مرزا صاحب مقابلہ کیلئے یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ **عربی** تصنیف میں مقابلہ کر لو اگر علمی مقابلہ منظور ہو اور جس انسان کو چاہو اپنا مشیر اور معاون بنا لو۔ **ایمانی** طاقت کا مقابلہ کرتے ہو تو آؤ اجابت دعا میں مقابلہ کرو معارف و اسرار قرآن کا دعوے ہے تو تفسیر لکھ لو۔ اگر یہ خیال ہو کہ ہم مقرب الٰہی ہیں اور خدا تعالیٰ غیب کی باتیں بتلاتا ہے تو پیشگوئیاں کر لو غرض ان نشانات اربعہ کے ذریعہ انہوں نے متعدد مرتبہ اور کثیر انعامات کے وعدہ پر اشتہار شائع کئے مگر اتمام حجت کے سوا نتیجہ نہ نکلا اور کوئی مرد میدان ایسا نظر نہ آیا جو خلق اللہ پر رحم کر کے اُنکے ایسے دعاوی کی اصلیت کھول دیتا۔ خیر جو ہوا سو ہوا مگر میں جہاں تک غور کرتا ہوں یہ امور کسی ایک یا دوسرے فریق کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں سب سے بہتر اور آسان طریق فیصلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اہل اسلام کیطرف سے اور مرزا صاحب بذات خود اپنے دعاوی کے منجانب اللہ ہونیکی اطمینان پر تیار ہو کے کسی میدان میں مباہلہ کر کے عام خلق اللہ پر احسان کریں اور ہدایت کی راہ کھول دیں کیونکہ کاذب تو مغضوب الٰہی ہو کر سال کے اندر ہی فوق العادت عذاب میں مبتلا ہو کر دوسرے کی صداقت پر مہر کر دیگا۔ اور خود خلقت بول اُٹھیگی کہ سچا کون ہے اور کون مورد عذاب الٰہی ہوا ہے چونکہ آپ اپنے دعاوی پر بصد یقین ہیں اور مرزا صاحب کے برسر ناحق ہونیکا عام اعلان بہ اطمینان قلب کرتے ہیں اور مرزا صاحب کے دعوے پر تکذیب و تکفیر کا اطمینان کُلی ظاہر کرتے ہیں اور حسب منشاء قرآن کریم کاذب اور کافر مومن کے مقابلہ میں کبھی تائید الٰہی نہیں پاتے ہیں آپکو کسی قسم کی شرط پیش کرنیکی بھی حاجت اور ضرورت نہ ہوگی ایسا ہی آپ کہہ سکیں گے کہ پھر مرزا صاحب کو بھی شرائط کی ضرورت نہیں آپکا ایسا ارشاد اگر ہو تو بیجا نہیں مگر دروغگو را تا بخانہ اش باید رسانید پر عمل کرنا اور حق کا یقین آپ پر زیادہ واجب ہے۔ ہاں مرزا صاحب بھی کسی قسم کی شرط پیش نہ کرینگے۔ البتہ یہ ہونا چاہئے جو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مباہلہ کے بعد ایک سال کے اندر فریق کاذب پر فوق العادت عذاب نازل ہوگا یہ بیان ایسا ہی ہے اور یہ بحث چھیڑنی فضول ہے کہ یہ میعاد مسنون ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمیں بھی ایک اور بحث پیش آجاتی ہے خدا تعالیٰ سچے ہی کا حامی اور مددگار ہوگا۔

غرض منشا یہ ہے کہ آپ بذات خاص بٹالہ ہی میں بیٹھ کر خود ہی بلا کسی قسم کی شرط کے مرزا صاحب سے مباہلہ کر لیں اور آپ کے مباہلہ کا بوجہ آپکی مسلم عزت

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مشفقی مکرمی اخویمی ام ۔۔۔۔۔۔۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اس پُر آشوب وقت میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ کہ اللہ اور رسول کی تائید کے لئے اور غیرت دینی کے جوش سے اپنے مالوں میں سے کچھ خرچ کریں۔ اور ایک وہ بھی وقت تھا۔ کہ جان کا خرچ کرنا بھی بھاری نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ ہر ایک چیز پورانی ہو کر اُس پر گرد غبار بیٹھ جاتا ہے۔ اب اسی طرح اکثر دلوں پر حب دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اُٹھاوے۔ خدا اس ظلمت کو دور کرے۔ دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک عسر کے بعد یسر اور ہر ایک جذر کے بعد مد اور ہر ایک رات کے بعد دن بھی ہے۔ اس لئے تفضلات الٰہیہ آخر تزد ماندہ بندوں کی خبر لے لیتے ہیں۔ سو خداوند کریم سے بھی تمنا ہے۔ کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے۔ اور جیسے اُنہوں نے اپنے گذشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اُٹھائے ہیں۔ ویسے ہی اُن کو مرہم عطا فرماوے۔ اور اُن کو ذلیل اور رسوا کرے۔ جنہوں نے خود کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔ اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور نیز اُن لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی۔ غنیمت نہیں سمجھا اور اُس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں۔ تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں۔ جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو۔ اور الٰہی طاقتیں اپنی عجائبات دکھلاویں۔ اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور باقی لوگ لاپرواہ اور غافل ہیں۔ بلکہ اکثروں کے حالات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث سے اس کارخانہ کو کسی مکر اور فریب پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور اس کا مقصود اصلی دنیا ہی قرار دیتے ہیں۔ چونکہ خود جیفہ دنیا میں گرفتار ہیں۔ اس لئے اپنے حال پر قیاس کر لیتے ہیں۔ سو اُن کی رو گردانی بھی خداوند کریم کی حکمت سے باہر نہیں۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو پیچھے سے ظاہر ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر اپنے دوستوں کی نسبت اس عاجز کی یہ دعا ہے۔ کہ اُن کو اُن کے صدق کا اجر بخشے۔ اور اُن کو اپنی استقامت میں بہت مضبوط کرے۔ چونکہ ہر طرف ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ اس لئے صادقوں کو کسی قدر غم اُٹھانا پڑے گا۔ اور اُس غم میں اُن کے لئے بہت اجر ہیں۔

۹ر فروری ۱۸۸۳ء
مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

مکتوب دوم

عمل وہی معتبر ہے۔ جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور صدق اور وفاداری سے انجام پذیر ہو۔ اس پُر فتنہ زمانہ میں اخیر تک صدق اور وفا کو پہنچانا اور بد باطن لوگوں کے وساوس سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے۔ اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ آپ سکینت اور تسلی بخشے۔ زمانہ نہایت پُر آشوب ہے۔ اور فریبیوں اور مکاریوں کے افتراؤں نے بدظنیوں اور بدگمانیوں کو افراط تک پہنچا دیا ہے۔ ایسے زمانہ میں صداقت کی روشنی ایک نئی بات ہے۔ اور اُس پر وہی قائم رہ سکتے ہیں۔ جن کے دلوں کو خداوند کریم آپ مضبوط کرے۔ اور چونکہ خداوند کریم کی نشانوں میں تبدیل نہیں۔ اس لئے امید ہے کہ وہ اس ظلمت میں سے بہت نورانی دل پیدا کر کے دکھلاویگا۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۷ر فروری ۱۸۸۳ء
مطابق
۸ر ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

مکتوب سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا پُر درد و غم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر و شاکر بندے صبر کرتے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے دیگا۔ اور درود شریف بہت پڑھیں تا اُس کی برکات آپ پر نازل ہوں۔ اس جگہ میں نے مطبع منگوایا ہے۔ اس میں رسالہ **دافع الوساوس** چھپے گا۔ اور انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے۔ تو چند ماہ کے لئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
۲۵ جون ۱۸۹۲ء

خطبہ اعنی موعظت

جو ۱۴ اکتوبر کو جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للّٰہ رب العلمین الرّحمٰن الرّحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ ما المسیح ابن مریم الّا رسولٌ قد خلت من قبلہ الرسل وامّہ صدّیقۃ کانا یاکلٰن الطعام انظر کیف نبیّن لھم الاٰیٰت ثم انظر انّی یؤفکون ۔ قل اتعبدون من دون اللّٰہ ما لا یملک لکم ضرًّا ولا نفعًا واللّٰہ ھو السمیع العلیم ۔ قل یاھل الکتٰب لاتغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتّبعوا اھوآء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا

مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہی تو تھا اُس سے پہلے اُس طرز اور اُس جنس کے جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اُس کی ماں راست باز تھی۔ دونو ماں بیٹا کھانا کھاتے تھے۔ **دیکھو!** ہم کس طرح کھول کھول کر نشان بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو! باوجود ایسی پکی بات کے کہاں بھٹکتے ہیں۔ ان کو کہہ دو۔ کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے اجسام و اصنام کی پرستش کرتے ہو۔ جن سے نہ یہہ امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خوش ہو کر کسی قسم کا نفع پہونچا سکیں۔ اور نہ اُن سے یہ خوف ہو سکتا ہے۔ کہ ناراضگی کی صورت میں کوئی نقصان پہونچا سکیں۔ وہ جامع جمیع صفات کاملہ جو مستحق جمیع عبادات و محامد ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ ہے۔ وہی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور کامل علم رکھتا ہے۔ کہ قبول دعا کے بعد داعی کے مقصود کو پورا کرا سکے۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش نفسانی کے پیچھے مت لگو جو خود بھی بھٹکے۔ اور بہتوں کو بہکایا۔ اور راہ مستقیم سے بہک گئے۔ بنی اسرائیل کے کفار پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبانی لعنت ڈالی گئی۔ اور یہ نتیجہ تھا۔ اُن کے عصیان اور اعتداء کا اور اس کی وجہ یہ بھی ہوئی۔ کہ اُنہوں نے سوسائٹی میں امر معروف اور نہی منکر کرنا ترک کر دیا۔

دنیا پر قرآن کریم کا یہ احسان عظیم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی **توحید** کو کماحقہٗ اُسی نے قائم کیا۔ جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ یہہ احسان فی الواقع ایسا احسان ہے۔ کہ جس کے یاد کرنے سے بال بال میں لذت بھر جاتی ہے۔ اور زبان اُس کے شکر کے ادا کرنے سے گنگی ہو جاتی ہے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر دنیا میں قرآن کریم نہ آتا۔ تو کس قدر اندھیر تھا۔ اور کس قدر خوف ناک اندیشہ دنیا کے لعنت سے بھر جانے اور تباہ و ذلیل ہو کر نیست و نابود ہو جانے کا تھا۔ اپنے جیسی **مخلوق** کی پرستش میں مخلوق ڈوبی ہوئی تھی۔ جیسے اب تک وہ قومیں ڈوبی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اس نور سے فیض نہیں اُٹھایا۔

جب میں دنیا کی اُس حالت[1] پر نظر کرتا ہوں۔ جو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھی۔ کہ کیسی گندی اور ناپاک اشیاء کی پرستش دنیا میں ہو رہی تھی۔ اور پھر اُس **نور** اور فضل پر غور کرتا ہوں۔ جو وہ رحمۃ للعالمین لے کر آیا۔ تو میرا رونگٹا رونگٹا اس قدر لذت سے بھر جاتا ہے۔ کہ اگر زبان کو بولنے کی پوری طاقت ملتی۔ تو اُس سے شیرینی کے فوارے نکلتے۔ جو تعلق قرآن عظیم نے انسان کا خدا کے ساتھ بتلایا ہے۔ دنیا کی کسی قوم کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ اُس قوم کو دیکھو۔ جو اپنے زعم میں ہمہ دانش بنے بیٹھی ہے۔ ایک عاجز انسان کو جو کھاتا پیتا اور پاخانے پیشاب کا محتاج تھا۔ خدا مانتی ہے۔ ایسے ضعیف انسان کو جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ **الفا۔ اومیگا** قادر مطلق اور ساری حکمتوں کا چشمہ کہا جاتا ہے۔ اور ذوالجلال قادر مطلق کر کے پکارا جاتا ہے۔ کس قدر **ابتلا** دنیا کے لئے تھا۔ دنیا کی عادت ہے کہ بادشاہ کی نقل کرتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ **الناس علٰے دین ملوکھم** اگر قرآن کریم دنیا میں نہ آتا۔ اور اگر یہہ دہائی دے کر بتلانے والی **عزیز** کتاب نہ ہوتی۔ جس نے اُس **فرضی** اور **مصنوعی** خدا کو انسان ثابت کرنے اور حقیقی خدا کی پرستش کو قائم کرنے سے احسان کا بار گراں انسان کی گردن پر رکھا۔ تو آج خدائے واحد کی عبادت کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ یہ اُسی کا طفیل ہے کہ تمام **ارض اللہ** کی مساجد میں کروڑوں بندگان خدا پانچ وقت **اللہ اکبر** کی صدا بلند کرتے اور اللہ تعالیٰ کو **صفات۔ عبادات اور ذات** میں یکتا تسلیم کرتے ہیں۔ یہہ صرف اوسی **عزیز** کتاب کا صدقہ اور اُس پاک رسول کا ذریعہ ہے۔ ورنہ مخلوق پرستی صلیب پرستی کفارہ پرستی اور ان کے بد بد نتائج کی لعنتی آگ خرمن عالم کو جلا ڈالتی۔

کاش کوئی **انسان** پرست قرآن کریم کی اس پر ہیبت حجت کو توڑ کر دکھاتا اور ثابت کرتا۔ کہ مسیح میں خدائی کا مشہود کرشمہ کون تھا۔ افسوس کوئی دلیل اُس کی خدائی پر موجود اور کوئی بھی سند نہیں۔ پھر ایسے ضعیف انسان کو جو ضعیفہ عورت کے پیٹ سے نکلا اور تمام انسانی خصائص

---

[1] **فٹ نوٹ**۔ ایسے مُنہ متھو تہذیب کے مہاتما اور علوم حقہ کے **دیوتا** ہندوستان کے رہنے والے عورت اور مرد کے قوائے متناسلہ کی پرستش کرتے تھے کیسی شرم ناک بات ہے۔ (ایڈیٹر)

ساتھ رکھتا ہے۔ کھینچ تان کر خدا بنایا جاتا ہے۔ اور ہم تو اس بات کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کہ **نور افشاں** ہی کبھی اتنی مہربانی کرے۔ کہ کوئی خاصہ مسیح میں ایسا دکھائے۔ جو توریت کی انبیاء میں نہ ہو۔ کیسا آسان فیصلہ ہے۔ ادھر ادھر گھانس پھونس کو پنجہ مارنا بے سود ہے۔

ایک انگریز پادری اہ مار کر کہتا ہے کہ اگر **قرآن** نہ ہوتا۔ تو ساری دنیا عیسائی ہو جاتی۔ ہم **فخر** اور **خوشی** سے ہاں مبارک پادری سے کہتے ہیں۔ کہ بالکل سچ ہے۔ اور یہہ قرآن کریم ہی کا احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے دنیا کو **ابدی لعنت** اور عیسیٰ پرستی اور اس کے پرخطر نتائج کے جہنم سے بچا لیا۔

قرآن کریم کا ایک یہہ لطیف اور قابل ناز طرز ہے۔ کہ وہ جو دعوے بیان کرتا ہے۔ اس کے دلائل بھی ساتھ ہی بیان کرتا ہے اس آیت میں غور کرو۔ کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول الآیۃ سنے۔ عربی زبان کی خوبیوں پر بولنے والے اور انشاء کی باریکیوں کو سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اس ترکیب میں کس قدر زور اور خوبی رکھی ہوئی ہے۔ ما المسیح یعنے خدائی اور فوق الانسانیت اس میں کوئی بات نہیں۔ وہ تو ایک رسول ہی ہے۔ اس رسالت سے بڑھ کر اس میں اور کوئی برتری نہیں۔ کتنا عظیم الشان دعوے ہے۔ جو قرآن نے ڈنکے کی چوٹ سے کیا ہے۔ مگر آج تک ایک بھی پادری نہ دیکھا۔ کہ جس نے اس کو توڑ کر دکھایا ہو۔ قرآن شریف دعوے کرتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی خوبی مسیح میں بتلاؤ۔ جو اس کو خدائی کا تاج دار بناتی ہو۔ قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ سنے۔ اس سے پہلے اس طرز کے رسول وفات پاچکے۔ میننے یہہ آیت اس لئے پڑھی ہے۔ کہ اس پر غور کرنے سے اور اس کی ترکیب کو سوچنے سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے آج ہر ایک مسلمان کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ایسا ہی ہر مسلمان کو اللہ تعالےٰ کی **عظمت**۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے اور اسلام کا جلال ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مسیح کی **وفات** پر ایمان رکھے۔ خاتم النبیین صلعم کے وجود کی ضرورت اور آپ کی بعثت کی برکات جب ہی ثابت ہو سکتی اور اسلام کی زندگی اسی وقت قائم رہ سکتی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی عزت اسی صورت میں بحال رہ سکتی ہے۔ کہ مسیح کی موت کا اعتقاد رکھا جائے۔ مسیح کو **زندہ** ماننا تمام مفاسد کی جڑ ہر قسم کے شرک کا منبع اور توحید کا قاتل دشمن ہے۔ کیسی **دل** کو ہلا دینے والی اور روح پر لرزہ ڈالنے والی بات ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت (جو تمام فضیلتوں اور بزرگیوں کے سزاوار ہیں۔) تو وما محمد الا رسول الخ سنے پڑھ کر یہہ خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ وہ تحت قد خلت من قبلہ الرسل سنے میں داخل ہیں۔ مگر عاجز **ابن مریم** کو جو اس رسول کریم کی محامد اور فضائل کا خود مقر ہے۔ آسمان پر چڑھایا جاتا ہے۔

افسوس صد ہزار افسوس!

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را نداد ند ایں فضیلت را

غرض یہہ ضروری بات ہے۔ کہ جیسے ایک مسلمان کلمہ پر اعتقاد رکھے ویسے ہی قرآن کریم کی عظمت اور اللہ تعالےٰ کے جلال و جبروت کے قائم کرنے کے لئے اس کا فرض ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو۔ کیونکہ مسیح کی خدائی۔ ابنیت اور کفارہ کی ٹانگ بجز اس کے نہیں ٹوٹتی۔ دیکھو! اور غور کرو! قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہوا۔ ہود اور صالح علیہم السلام کی قوموں کی شرارتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں تک کہ لوط علیہ السلام کی ناپاک اور گندی قوم کا بھی ذکر ہوا۔ اور بڑے بڑے ہلا دینے والے الفاظ میں نافرمانوں اور سرکشوں کا ذکر ہوا۔ مگر تکاد السمٰوات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدًّا ہ ان دعوا للرحمٰن ولدًا ہ ایسی خوفناک آیہ اسی ناشدنی عقیدہ کی نسبت ہی آئی ہے۔ اسی ایک بد عقیدہ پر جو تمام برائیوں کا مخزن اور ہر ایک قسم کی بد اخلاقی اور شیطنت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ کہا گیا۔ تکاد السمٰوات آسمان پھٹ پڑیں۔ زمین شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں۔ اس بات کے سننے سے کہ خدا لم یلد و لم یولد کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ یہی وہ ناپاک اعتقاد ہے۔ جس نے زنا۔ شراب۔ انبیاء کی ہتک۔ خدا کی بے عزتی اور دہریت کو دنیا میں پھیلایا۔ کوئی بدی اور جہان بھر میں شر نہیں۔ جو **مسیح** کو زندہ ماننے اور **ابن اللہ** ماننے سے نہ پیدا ہوتی ہو یہہ ایسا اعتقاد ہے۔ کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے۔ اور زمین شگاف شگاف ہو جاوے۔ کتنا بڑا احسان ہے۔ اس رب کریم کا کہ قرآن کو بھیج کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اس لعنت سے دنیا کو بچا لیا۔ جو اس بد عقیدے کے سبب پھیلی۔ اور قریب تھا کہ آسمان اس سے پھٹ جاتے۔ زمین قوموں کو نگل جاتی۔ یہہ اس رحمۃ للعالمین کے وجود باجود کا ذریعہ ہے۔ کہ زمین قائم ہے۔ اور آسمان استادہ ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سبب نظام عالم

قائم ہے۔ یہ دعوے نہیں حقیقی بات ہے۔ **تقوی** - **عفت** - پرہیزگاری اور تمام نیکیاں جو اُس وقت ہو رہی ہیں۔ یا آئندہ ہوں - وہ قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے - اور ان ہی سے نظام عالم قائم ہے۔ آج بھی مجھے اس بات کے کہنے سے ذرا شرم نہیں کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم کو چھوڑ دیا گیا تھا - اور دنیا میں فسق و فجور بڑھ گیا تھا - اور دوسری طرف نصرانیت کے عقیدۂ تثلیث و کفارہ اور ابنیت مسیح نے نظام عالم کو تباہ کرنے والا شر مچا رکھا تھا - اور یقیناً قریب تھا کہ قیامت کبرے قائم ہوجاتی - کہ اتنے میں اپنی مستمرہ عادت کے موافق خدا نے وقت پر دستگیری کی - اور اپنے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ السلام کو معبوث کیا - جس نے پھر اُس پاک تعلیم کو زندہ کیا - اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار پکار کر اور دلائل اور براہین سے کہا اور دکھایا - اور منوالیا کہ مسیح ایک رسول تھا - اور دوسرے اپنے ہم جنس رسولوں کی طرح ایک وقت مقررہ تک دنیا میں رہ کر اُٹھ گیا - اُس میں کوئی ایسی خصوصیت پیدا نہ کرو - جس سے خاتم الانبیا کی ہتک شان اور خدا کی بے عزتی لازم آوے - وہ محض انسان ہے - اُسے لوازم بشری سے مستغنی نہ مانو -

خدا نے آسمان سے دیکھا - کہ زمین دوبارہ اُس کے جلال سے بھر گئی - اس لئے اُس کے غضب کی آگ تھم گئی - مگر اب بھی اگر سچی توحید اور مسیح کی موت کا عقیدہ روحوں میں راسخ نہ ہوا - تو بڑا خوف ہے - پھر فرمایا -

اُس کی ماں راستباز تھی - خدا کی ماں کہاں؟ اور پھر کہا کانا کلان الطعام وہ دونو کھانا کھاتے تھے - پیٹ ایک ایسی بلا ہے - کہ جس کو پیٹ لگ گیا - وہ ہر طرح سے محتاج اور سب کا دست نگر ہو گیا - کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا ایسا ضعیف انسان جس کو بھوک لگے - اور کھانا کھائے - کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ لکھا ہے - کہ ایک بار مسیح ایک انجیر کے درخت کے پاس گیا - جب کہ اُسے بھوک لگی - مگر وہاں خاک بھی نہ تھا - کیا ایسی محتاج اور بے علم ہستی خدا یا ابن خدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں - اب کیا کوئی پادری ہے - جو ان واقعات صحیحہ اور حقہ کی تردید کرے؟

اچھا اور چلو اتعبدون من دون اللہ - الایۃ - کیا اللہ کو چھوڑ کر جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے - اور تمام برائیوں اور صفات ناقصہ سے منزہ ہے - ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو - جو نہ تمہیں کچھ نفع پہونچا سکتی ہیں - اور نہ گزند پہونچا سکتی ہیں - بالطبع عبادت اور پرستش انسان اُسی ہستی کی کرتا ہے - جس سے اُس کو امید ہو کہ وہ خوش ہو کر نفع پہونچائیگی - یا اگر ناراض ہو جاوے تو نقصان پہونچاوے گی - مگر اب مسیح بیچارہ عاجز انسان جس نے دنیا کا ایک کیڑا اور تنکا تک بھی پیدا نہیں کیا - جو خود اپنے عجز اور بےکسی کا اظہار یوں کرتا ہے - کہ افسوس لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے ہیں - مگر ابن آدم کے لئے جگہہ نہیں - کہ اپنا سر دھرے - کیا وہ ضار و نافع اور معبود ہو سکتا ہے - انجیل میں لکھا ہے - کہ پھانسی کے وقت اُسے کہا گیا - کہ اگر تو سچا ہے تو پھانسی پر سے اُتر آ - مگر وہ کچھ نہ بولا - ایسا انسان جو اپنے آپ کو دوسروں کے نیچے سے نہیں چھڑا سکتا - وہ کسی اور کو کیا ضرر پہونچا سکیگا - اللہ ہی ہے - جو ہر ایک کی دعا سنتا ہے - اور وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے - یہی وجہ ہے کہ آج کوئی عیسائی دعوے نہیں کر سکتا کہ **قبولیت دعا** کا اُسے فخر ملا ہے - یہ فخر اگر کسی کو ہو سکتا ہے - تو ایک سچے مسلمان اور ایک خدا کے ماننے والے مومن کو مل سکتا ہے - اور الحمد للہ ہم آج آنکھوں سے دیکھتے ہیں - کہ ہم میں سے ہی ایک ہے - جو حکماً عدلاً ہو کر آیا - اور یہ زندہ اعجاز **خدا تعالے** کے سمیع ہونے کا تازہ ثبوت لے کر آیا -

علیم کے لفظ سے یہ امر ظاہر کرنا مقصود تھا - کہ **علوم حقہ** سے صرف خدائے واحد ہی کے پرستار بہرہ مند ہوتے ہیں - اور مخلوق پرست پر علوم حقہ کے دروازے نہیں کھلتے - قل یا اہل الکتاب لاتغلوا الایۃ - ان کو کہہ دو - کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں زیادتی نہ کرو - اور ایسے گمراہوں کے نقش قدم پر نہ چلو - جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر بری راہوں پر چلے - بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے - اون پر خدا نے لعنت کی داؤد ؑ اور **مسیح ؑ ابن مریم ؑ** کی زبان سے اور یہ اس لئے ہوئی تھی - کہ وہ حد اعتدال سے بڑھ نکلے - اور نافرمانی کے لئے متجاوز کر گئے - بنی اسرائیل کا ایسا حال ہو گیا تھا - کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف قطعاً چھوڑ دیا تھا - چھوٹے بڑوں کی شرارتوں پر اور بڑے چھوٹوں کی شیطنتوں پر رضا مند ہو گئے تھے - اس لئے مسیح ؑ اور داؤد ؑ کی لسان سے اُن پر لعنت برسی - خدا تعالے کا کمال فضل ہے - کہ اُس نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کی خدمت اُمت محمدیہ کو دی - کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

پس ہمارے مسلمان بھائیوں کو مناسب ہے۔ کہ اس **مقدس** اور **قابل ناز** خطاب کی پرواہ کریں۔ اُن کو سزاوار ہے۔ کہ گناہوں سے خود نفرت کریں۔ اوروں کو نفرت دلائیں۔ نیکیوں سے پیار کریں۔ اور اوروں کو نیکی کی راہیں بتائیں۔ اب پھر وقت آیا ہے۔ کہ دنیا میں سوکھے ہوئے درخت ہرے ہوں۔ خدا تعالے کے فضل کی بارش ہو رہی ہے۔ زمانے کا امام آیا ہے۔ جو **ابن مریم** کے نام سے آیا ہے۔ اور اُس کو **داؤد** بھی کہا گیا ہے۔ پس بڑی ضروری اور **خطرناک** بات ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اُس کے مقابلہ میں گندی اور ناپاک کوششیں کرنے والے اور اُس سے[ف] منہ پھیرنے والے اُس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤد ۲ اور مسیح ابن مریم کی زبان سے ہوئی۔ خدا تعالے مجھ کو اور آپ لوگوں کو توفیق دے۔ کہ ہم زمانے کے امام سے وہ باتیں سیکھیں۔ اور اون پر عمل کریں جو وہ سکھانے کے لئے آیا ہے۔

آمین

[ف] نوٹ۔ جس وقت حضرت مولانا صاحب نے خطبہ میں ختم کرنے سے پیشتر یہ فقرہ کہ "اوس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیحؑ ابن مریم کی زبان سے ہوئی" فرمایا۔ اون کے دل لرزاں کی حالت کے آثار چہرہ سے نظر آتے تھے۔ اور خاص جوش تھا۔ ادھر اُسی وقت حضرت **اقدس امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عین خطبہ میں اسی فقرہ کے قریب الہام ہوا۔ کہ وہ یہ **لعنت ابھی زیر آبادیں برستی ہے**۔ یہ منذر الہام جو اپنا اثر پاک دلوں اور سلیم فطرتوں پر پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کا ذکر ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ مولوی صاحب کے **صدق و سداد** اور قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت کا ذکر بھی جو اُن کو ہے۔ یہیں چھوڑتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالے نے اُن کے صدق پر اس الہام کے ذریعہ گواہی دی ناظرین خود سمجھ لیں گے۔ ہم صرف یہاں یہ امر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس الہام اور حضرت مولانا صاحب کے طرز بیان سے اور اس الہام سے ہمارے دل میں پیدا ہوا کہ اگر اس رکوع کو زمانہ حال کی حالت پر چسپاں کریں۔ تو اوس سے ہمکو بہت مفید باتیں مل سکتی ہیں۔ **چنانچہ** غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ کل آیات گویا آجکل ہی کیلئے تھیں۔ اور **لاریب** ہیں۔ یہی تو قرآن کریم کی خوبی ہے۔ کہ وہ ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ کلام ہے۔

ہم اسوقت صرف دو باتوں کا ذکر کرینگے۔ ناظرین اگر زیادہ تدبر کریں تو وہ اور بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ **ما المسیح** ابن مریم الآیۃ بیان فرمانے کے بعد قل اتعبدون من دون اللہ الخ کا ارشاد ایسا موزوں اور مناسب ہے۔ کہ اُسکی ترتیب میں جتنا غور کریں۔ لطف بڑھتا اور ایمان تازہ ہوتا ہے مطلب یہ معلوم دیتا ہے۔ کہ دلائل اور براہین پر جب یہ نہیں مانتے تو پھر ان کو بتلا دیا جاوے۔ کہ تم ایسی چیزوں کے پرستار ہو۔ جو نافع اور ضار نہیں۔ اور تم کو ان سے ہٹانے والا اللہ **سمیع العلیم** کا فرستادہ ہے۔ جس سے یہ راز کھلتا ہے۔ کہ جو مامور من اللہ آتا ہے۔ پہلے وہ عام دلائل اور مشاہدہ صحیحہ میں آئی ہوئی بدیہی باتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔ اس پر بھی نادان اگر نہیں مانتے۔ تو اُس کو ضروری ہوتا ہے۔ کہ **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ دکھاوے۔ چونکہ انسان کا جس چیز سے تعلق اور محبت ہو۔ اوس چیز کے اظلال اوس میں پائے جاتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک مٹی کا ذکر لکھا ہے۔ جس کو ہم تسہیل مطالب کیلئے لکھتے ہیں۔

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے +
رسید از دست محبوبے بدستم +
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری +
کہ از بوئے دلاویز تو مستم +
بگفتا من گلے ناچیز بودم +
ولیکن مدتی با گل نشستم +
جمال ہمنشیں در من اثر کرد +
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم +

اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ صحبت میں اثر ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالے سے تعلق رکھنے والا اور اوس کی طرف منسوب ہونے والا اپنے اندر وہ اظلال و آثار ضرور رکھیگا۔

مسیح علیہ السلام کے اس قصہ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اُس کے **قدم** پر **آنے والا** مسیح جو چودھویں صدی کا امام اور حکم ہوگا۔ دلائل و براہین سے نادان منکر نہ مانیں گے۔ تو آخر **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ ظاہر ہوگا +

اور جیسے عام طور پر **امام** کا خاصہ ہونا چاہئے۔ کہ **قبولیت دعا** اور **علوم حقہ** کے دروازے اُس پر کھلیں اوس پر کھولے جائیں گے۔ اور مخالف! آہ! خائب و خاسر مخالف! اُس کو گزند پہونچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر اللہ تعالے اون کی تدابیر سیئہ سے اوس کو دوا کرے گا۔ اور اوسکی دعاؤں سے اون سے محفوظ رکھیگا۔ **قبولیت دعا** کا نشان اوسے دیا جاوے گا۔ جو **السمیع** کے لفظ سے پایا جاتا ہے۔

چنانچہ آج وہ وقت ہے کہ امام زمان نے اس نشان کو بڑے دعوے سے بیان کیا ہے۔ کہ جس قدر دعائیں میری قبول ہوئی ہیں۔ کوئی مقابلہ کرے۔ اور یہ نشان خصوصاً مجھے ملا ہے۔ جیسا ہر ایک امام کو ملتا ہے۔

العلیم کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اوسکو علمی رنگ کا نشان بھی دیا جاویگا۔ اس **علمی** رنگ کے نشانوں میں دو قسم کے نشان گزرے ہیں۔ ایک تو جیسے **علیم** کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے **اظہار غیب** کیونکہ خدا ئے **علیم** تو حالات مستقبلہ بھی خوب جانتا ہے اوسپر بھی بعض امور واقعات آئندہ کی پیشگوئیوں کے رنگ میں کھولے جائیں گے۔ اور پھر **علوم حقہ** کا باب بھی کھلیگا۔

چنانچہ الحمد للہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ کہ **عربی تصانیف** کا دریائے کس زور شور سے بہ رہا ہے۔ اور پیشگوئیوں کا سلسلہ بھی ایک لمبا سلسلہ ہے جنمیں سے ہزارہا پوری ہو چکی ہیں۔ اور خدا کا بیفیاس فضل ہم پر ہے۔ کہ ہم ہر روز ایک نشان دیکھتے ہیں۔ **پس العلیم** کے لفظ میں دو **نشانوں پیشگوئیوں**

شناخت امام

کسی راستباز اور **مامور من اللہ** کی پوری اور سچی کامیابی کا معیار وہ **فتح** ہے۔ جو اُس کو اُن دلوں پر حاصل ہوتی ہے۔ جن تک وہ اپنا نہیں...... اُس خدائے لایزال کا پیام پہونچاتا ہے۔ جس نے اُس کو **مامور** کرکے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے۔ اور پھر اُن **مفتوح** اور **مسخر قلوب** میں سے۔ اُن دلوں کو اپنے سلاسل اطاعت میں اسیر کر لینا اوس کی **فتح** کی شان کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ جو اپنی نوعیت اور حیثیت میں بہت سے پہلوؤں میں اُس کی ہم شکل ہوں۔

انسان کی فطرت میں ایک یہہ قوت بھی ودیعت رکھی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے ہم شکل و ہم جنس کی اطاعت پر خوش نہیں ہوتا۔ اور پھر اپنے ہم ملک اور ہم قوم کی اطاعت پر اور بھی سستی سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اگر وہ **مطاع** اُس کا ہی ہم شہر یا ہم محلہ اور اُس کی ہی برادری سے ہو۔ تو اور بھی کم رجوع کرتا ہے۔ یہی وہ **راز** یا **سرّ** ہے۔ جو **مامور من اللہ** کی اطاعت اختیار کرنے میں اکثر لوگوں کے لئے سدّ راہ ہو جاتا ہے اصل بات یہہ ہے۔ کہ ایسی غیرت وحمیت کے ہوتے ہوئے اگر انسان پھر **مامور من اللہ** کی شناخت کرکے اُس کے پیچھے ہولے۔ تو **لاریب** وہ **مدارج علیا** کا حقدار ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہی وہ راز ہے۔ جو **مامور من اللہ** کے ساتھ ہونے والوں کو **فوز عظیم** کے وعدے دیئے گئے ہیں اور یہ بات ہے بھی سچ۔ کیونکہ زیادہ قابل عزت و وقعت وہی انسان سمجھا جاوے گا۔ جو قوائے شہوانی اور جذبات نفسانی رکھتا ہؤا بھی اور حسین وجمیلہ لڑکیوں کے گروہ میں رہ کر بھی پاک باز اور عفت مآب ثابت ہو۔ وہ **مخنث فطرت** جس کو ایسے قوے سے بہرہ ہی نہ ملا۔ اپنی کیا خوبی اور عظمت بتلا سکتا ہے۔

پس انسان میں فطرتاً ایسے خواص کا ہونا کہ وہ اپنے ہم جنس انسان کی اطاعت کو اپنی غیرت و حمیت کے خلاف دیکھے۔ اور پھر کرے۔ اُس کی **ترقی مدارج** کا موجب ہے۔ اور یہی وہ راز ہے۔ جو **نادان** ظاہر پرست اور کوتاہ اندیش لوگوں نے نہ سمجھ کر خلق **شیطان** پر اعتراض کیا ہے۔ شیطان در اصل انسانی مدارج کی ترقی کا ایک ذریعہ ہے مگر بد باطن اور کمزور طبیعت کے لوگ اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

یہ ایک سچی فلسفی ہے۔ زہریلی اشیاء مثل سم الفار وغیرہ دنیا میں موجود ہیں۔ کیا **خدا** نے اُن کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ نادان انسان کھا کھا کر ہلاک ہوں؟ یا ایک دوسرے کی ہلاکت کا موجب ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں وہ تو انسان کی زندگی کی ایک ممد اور معاون چیز ہے۔ اور اُن ہزارہا زہروں کی تریاق ہے۔ جو انسان کی اپنی غلط کاریوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اصل یہی ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ مگر انسان کا استعمال اُسے مضر بنا لیتا ہے۔

ہم ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں ان اشیاء میں ایسے خواص اور قلوب انسانی میں ایسے مادے بغرض اصلاح انسان رکھے گئے ہیں۔ جو بہ ظاہر اُس کی اصلاح کے دشمن اور جان کے لینے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ وہاں اُن پر غلبہ پانے اور اقتدار حاصل کرنے کے قوے اوس سے زیادہ قوی موجود ہیں۔ لیکن چونکہ اول الذکر **دل چسپ** اور خوش نما نظر آتے ہیں۔ نادان اور ضعیف انسان اُن کا استعمال اور دوسروں کا عدم استعمال شروع کر دیتا ہے۔ پھر حسب قانون مستمرہ قدرت اول الذکر اپنی زہر پیدا کرتے ہیں۔ اور آخر الذکر کا تریاق کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زہر غالب آجاتی اور تریاق کو بھی زہر کر لیتی ہے۔ انسان کی **انٹی لیکچوال پاورز** (قوائے ذہنی) کے فلسفہ پر غور کرتے سے ان باتوں کی تفتیش اور تحقیق میں ایک خاص لذت ملتی ہے۔

بہرحال انسان میں ایسے قوائے فطرتاً موجود ہیں۔ جو اُس کو اپنے ہم جنس کی اطاعت کی اجازت دینا نہیں چاہتے۔ **ورنہ کیا بھید تھا**؟ جو ہر ایک آنے

رسول کو کہا گیا۔ ما انت الّا بشر مثلنا سچا نبی تو وہ سمجھتا۔ اور پھر اس میں کیا مصلحت ایزدی ہے۔ کہ رسول اُسی ملک کا باشندہ اور اُسی قوم کا ایک فرد آتا ہے جس ملک اور قوم کی طرف وہ مامور ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ اُس کی اطاعت کی طرف وہ اور بھی کم جھکنے کا اظہار کریں گے۔ ورنہ ہو سکتا تھا۔ کہ کسی دوسرے ملک اور قوم میں سے آجاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اعلیٰ مدارج کیونکر ملتے۔ غرض ہم نے مختصراً اس راز کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسی قوم اور ملک میں کا یا یوں کہو کہ رسول منہم کیوں آتا ہے؟ اس بیان سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ باوجود ایسی رکاوٹوں کے جو طبعاً انسان کے لئے ایک صداقت کے قبول کرنے کے راہ پر ہوتی ہیں۔ پھر اگر ایک دل بھی پوری محبت ہاں ایسی محبت کے ساتھ جو اُس کو اپنی جان اپنے عزیز و اقارب یہاں تک کہ اپنے مربی و محسن والدین کو بھی اُس ایک انسان کی محبت پر قربان کر دینے کو آمادہ کر دے اور اس کے ساتھ ہو لے تو یقیناً سمجھو۔ اُس آنے والے نے ایک قابل ناز فتح حاصل کی۔ اور اگر وہ ایسے بہت سے دلوں کو تسخیر کر لے۔ اور اپنا گرویدہ بنا لے۔ تو پھر اُس کے عظیم الشان مظفر و منصور ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہ مضمون ایسا لذیذ ہے۔ کہ جی چاہتا ہے۔ کہ لکھتے جائیں مگر طوالت کا خیال مانع ہے۔ اس لئے اب مختصر کرتے ہیں۔

اس اصول کے بعد ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بھی ایک مدعی مامور من اللہ ہونے کا دعوے دار ہے۔ اور وہ کسی دور دراز ملک اور دیش سے نہیں آیا۔ نہ ایسا ہے۔ کہ ہم اُس کی زبان سے اور وہ ہماری بولی سے آشنا ہی نہیں۔ وہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ اسی پنجاب کا رہنے والا ہے۔ اُس نے ہم میں ہی پرورش پائی۔ اور بڑھا۔ اب اُس کے دعوے کی صداقت کے لئے ہم اتنا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اُس نے ایسے دلوں پر فتح پائی ہے۔ یا نہیں؟ ہم اون تمام خوارق اور معارف اور اعجازی امور کو جو اُس کے ہاتھ سے سرزد ہوئے چھوڑتے ہیں۔ صرف یہی ایک بات دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تسخیر قلوب میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ ہاں! بے شک اُس نے ایسے دل حاصل کئے ہیں۔ اور اون روحوں پر اپنا سکہ جمایا ہے۔ جن پر فتح پانا انسانی کام نہ تھا۔ اور پھر ایسی فتح کہ جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ سب کچھ اُنہوں نے اُس کے ہاتھ میں دے دی۔ بے شک یہ ہے۔ فتح مندی یہ ہے۔ وہ کامیابی جسے کامیابی کہنا چاہئے۔ اور پھر ایک نہیں۔ دو نہیں۔ دس نہیں۔ ہزاروں دل ایسے اپنی سلک اطاعت میں منسلک کئے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ارادت اور عقیدت رکھتا ہے۔ وہ مدعی کون ہے؟

عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ایدہ اللہ الودود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کامیابی کے اظہار کے لئے اگر ہم دفتروں کے دفتر لکھیں۔ تو ختم نہ ہوں۔ ہم صرف ذیل میں اون تسخیر شدہ دلوں میں سے ایک دل کا ذکر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے الفاظ میں نہیں۔ بلکہ خود اُس کے اپنے ہی الفاظ میں جو روح اور راستی کے ساتھ ایک عظیم الشان طاقت و قوت کی بنا پر جو اُس کی روح کو حاصل ہوئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنے ایک خط کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں۔ اس مسخر دل سے ہمارے مخدوم و محسن جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مراد ہیں۔ اور یہ خط اُنہوں نے اپنے ایک قدیم دوست چودھری نصر اللہ خاں صاحب پلیڈر سیالکوٹ کے نام بطور تبلیغ لکھا ہے۔ خط پر ہم کیا ریمارک کریں اسے صرف ناظرین ہی کی غور و فکر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ کس سچے جوش اور ارادت سے تبلیغ کی گئی ہے اس سے یہ امر بھی ثابت ہوگا۔ کہ مولوی صاحب کو چوہدری صاحب ممدوح سے کس قدر محبت ہے۔ کیونکہ انسان جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اپنے احباب کے لئے بھی اُسے عزیز رکھتا ہے۔ ہم کو اس امر کے اظہار کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ اُن کو امام الوقت کے ساتھ کہاں تک ارادت ہے کہ ماں۔ باپ۔ عزیز و اقارب کی محبتوں تک کو وہ اُس کی محبت میں سرد کئے بیٹھے ہیں۔ ناظرین پڑھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ایسے اشخاص کا حضرت اقدس کے پیچھے ہو لینا۔ کیا کم کامیابی ہے؟ سوچو! اور پھر سوچو! جناب مخدومنا مولانا مولوی نور الدین صاحب کے حالات سے جو واقف ہیں۔ اُن کو اور بھی غور کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ملے گا۔ کہ کیونکر ایک شخص کی اطاعت کے لئے جو درحقیقت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ وطن چھوڑا۔ مال و دولت چھوڑی اعزاز چھوڑا۔ اور سب کچھ چھوڑا۔ الغرض ایسے ہزارہا لوگ ہیں گے۔ جنہوں نے اس امام کو پہچانا۔ اور اوس کے پیچھے ہو لئے ہیں۔ اور الحمد للہ ہم بھی علی الاعلان اظہار کرتے ہیں۔ کہ خدا نے ہم کو بھی توفیق دی کہ اس امام کو پہچانیں اور اُس کے پیچھے ہو لیں۔ خدا تعالیٰ

ہم کو اور اُن تمام احباب کو جو اس نعمت کو پا چکے ہیں۔ استقامت نصیب کرے اور اُس غرض کو سمجھا دے۔ جس کے لئے وہ امام ہو کر آیا ہے۔ آمین۔

بالآخر ہم پھر ایک بار کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس **خط** کو ہمارے مخالف خصوصًا غور سے پڑھیں۔ کیونکہ اس میں اُن کے لئے نور ہے۔ اور اُنہیں ایک **راستباز** کی شناخت کی راہ نظر آتی ہے۔

ہمارے دوست اس خط کو ایک دوسری نظر سے پڑھیں۔ اور وہ اپنے اندر ٹٹول کر دیکھیں۔ کہ جب تک انسان **امام** کے ساتھ تعلق پیدا کر کے دنیا اور اہل دنیا کی **محبتوں** کو اُس کی محبت پر قربان نہ کر دے۔ وہ سچا متبع نہیں ہو سکتا۔ اس **گرامی قدر خط** کے سچی ارادت اور حقیقی عقیدت سے لکھے **جانے** کا ہمارے پاس یہ قوی اور زبردست ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود اُس کو قبولیت کا درجہ دیا۔ یعنے **حضرت اقدس** امام الزمان سلمہ اللہ الرحمٰن نے اتفاقاً اُسے پڑھا۔ اور اپنے جدید اور **ضروری رسالہ ضرورۃ الامام** کا ایک جزو قرار دیا۔ آخر میں دعا ہے۔ کہ جس **نیت** اور **غرض** کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے پورا کرے۔ اب ہم وہ اصل خط درج کرتے ہیں۔

وہو ہذا

مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علے نبیہ

اما بعد

من عبدالکریم لے اخی و حبی نصر اللہ خاں۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے۔ کہ کچھ درد دل کی کہانی آپ کو سناؤں ممکن ہے۔ کہ آپ بھی میرے ہمدرد بن جائیں۔ اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ ہوگی۔ محرک قلوب اپنے بندوں کو عبث کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا۔

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدمؑ ہوں۔ ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں۔ ضرور ہے۔ انسانی کمزوری۔ تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو۔ بطن عورت سے نکلا ہؤا اگر اور عوارض اسے چمٹ نہ جائیں۔ تو سنگ دل نہیں ہو سکتا۔ میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المریض موجود ہے۔ میرا باپ بھی ہے۔ (اللھم عافہ و والدہ و وفقہ للحسنٰے) میرے عزیز اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں۔ اور اور تعلقات بھی ہیں۔ تو پھر کیا میں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو مہینوں گذر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں۔ یا کیا میں سودائی ہوں۔ اور میرے حواس میں خلل ہے۔ یا کیا میں مقلد کور باطن اور علوم حقہ سے نابلد محض ہوں۔ یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرنے میں اپنے کنبہ اپنے محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں۔ یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے بھروپ بدلنے والا قلاش ہوں۔ **یعلم اللہ والملائکۃ یشہدون۔** کہ میں بحمد اللہ ان سب معائب سے بری ہوں۔ **و لا ازکی نفسی و لکن اللہ یزکی من یشاء۔**

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے۔ جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی ہے۔ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **امام زمان کی شناخت**۔ اللہ اللہ یہ کیا بات ہے۔ جس میں ایسی زبردست قدرت ہے۔ جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ میں بقدر استطاعت کتاب اللہ کے **معارف** و اسرار سے بہرہ مند ہوں۔ اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں۔ کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتد بہ جماعت میں مشار الیہ اور مطمح انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ **واللہ ثم تاللہ** ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا۔ لوگوں کو سناتا۔ جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑے پر اثر اخلاق و عظیں کرتا۔ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا۔ اور نواہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملامتیں کرتا۔ **لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون** شرمیں۔ دوسروں کو رولاتا۔ پر خود نہ روتا۔ اوروں کو ناکردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پر خود نہ ہٹتا چونکہ منعمۃ ریا کار اور خود غرض مکار

نہ تھا۔ اور حقیقتاً حصول جاہ و دنیا میرا قبلہ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کر کے بہت خیالات آتے۔ مگر چونکہ اپنی اصلاح کے لئے کوئی راہ و روے نظر نہ آتا اور ایمان ایسے چھوٹے خشک عملوں پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا۔ آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل کے سخت مرض میں گرفتار ہو گیا۔ بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر پھر لپک لپک کر اخلاق کی کتابوں۔ تصوف کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔ احیاء العلوم اور عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ ہر چہار جلد اور اور کثیر کتابیں اسی غرض سے پڑھیں اور بہ توجہ پڑھیں۔ اور قرآن کریم تو میری روح کی غذا تھی۔ اور بحمد اللہ ہے۔ بچپن سے اور بالکل بے شعوری کے سن سے اس پاک بزرگ کی کتاب سے مجھے اس قدر انس ہے۔ کہ میں اس کا کم و کیف بیان نہیں کر سکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا۔ اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ کو سجانے کے لئے لطائف ظرائف بھی بہت حاصل ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے ہاتھوں سے چنگے بھی ہو گئے۔ مگر مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی تھی۔ آخر بڑے حیص بیص کے بعد مجھ پر کھولا گیا۔ کہ زندہ نمونہ یا اُس زندگی کے چشمہ پر پہونچنے کے سوا جو اندرونی آلائشوں کو دھو سکتا ہو۔ یہ میل روح سے اُترنے والی نہیں۔ ہادی کامل خاتم الانبیاء صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے کس طرح صحابہ کو منازل سلوک ۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن علم تھا۔ اور آپ اس کا سچا عملی نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی عظمت و جبروت کو مجرد الفاظ اور علمی رنگ نے فوق العادہ رنگ میں قلوب پر نہیں بٹھایا۔ بلکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کے عملی نمونوں۔ اور بے نظیر اخلاق اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت اور پیا پے ظہور نے ایسا لازوال سکہ آپ کے خدام کے دلوں پر جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت پیارا ہے۔ اور اُس کا ابد الدھر تک قائم رکھنا منظور ہے۔ اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح قصوں اور افسانوں کے رنگ میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں جنہوں نے علمی اور عملی طور پر حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ الودود کو ہم میں کھڑا کیا کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے یہی جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہا تھا۔ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت پر چند وجدانی دلائل تھے۔ اس اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے خود حضرت اقدس نے "ضرورت امام" پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ ڈالا ہے۔ جو عنقریب شائع ہو گا۔ ناچار میں نے اس ارادے کو چھوڑ دیا۔

بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو آپ کے باقاعدہ حسن ظن[۴] کو اور ان سب پر آپ کی نیکدل اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا۔ اور آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ سوچیں وقت بہت نازک ہے۔ جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے۔ اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ وہ کہاں ہے میں خدائے رب عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اُس کی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس کار خیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے۔ کہ دل میں کوئی خوف ناک تبدیلی پیدا نہ ہو جائے دنیا کا خوف چھوڑ دو۔ اور خدا کے لئے سب کچھ کھو دو۔ کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام

۱۔ اکتوبر ۹۸ء

عاجز عبد الکریم از قادیان

الانذار

جلسہ طاعون کی مفصل تقریریں اور حضرت اقدس کی کل کارروائی درج کی گئی ہے۔

میر حامد شاہ صاحب کی بیدار کرنے والی نظم اور چوہدری رستم علی صاحب کا قصیدہ بھی شامل ہے۔

با ایں ہمہ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

جملہ درخواستیں باجازت وی پی ایڈیٹر الحکم کے نام ہو۔

[۴] ارادت کے ساتھ درس کتاب الدرس حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ظن

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۸ نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہو کر ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے - اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے - کہ مبلغ دوہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے - دیا جاویگا - اور مبلغ اسوار گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ۱۱ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاوینگے دیا جاویگا - اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے - اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا - فروخت اسپان پہ ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا - اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی +

المشتہر

مسٹر - جے - جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل وڑ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار نا اشتہارات و سناد بیشمار سے کما حقہٗ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرضیان بلا شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ ... لکھایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ تو صحت کے طالب اولاد کے آرزومند بیدولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حبات مولود و دفع استقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو دہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) توانگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید برآئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ بالعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دوماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پاوے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ بہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کراو۔ مراد پا ... گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ع برباد وہ ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ کم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد ... ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز تحفہ طبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عٰلہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عٰلہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہی لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عٰلہ	۲۱	ناسور	عٰلہ	۳۰	خضاب سالانہ	عٰلہ
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عٰلہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عٰلہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عٰلہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھیا	عٰلہ	۲۴	ضیق النفس	عہ		ہیضہ مجرب الجرب	عٰلہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیہہ	صہ		تیجا۔ چوتھیا۔ تپ نانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عٰلہ	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عٰلہ	۱۸	سیل	[illegible]	۲۷	آتشک گل بدن	عہ		سرسام	عٰلہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مشہور انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی بہانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عوام و خواص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عہ ممیریکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ ہے علاوہ محصول ڈاک - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور (پنجاب) -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - ہر قسم کی سوزش جو آنکھ کو لاحق ہوتی ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس پر سپید داغ کا لگنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں کہ ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ہمیشہ پاس رکھنا چاہیئے - پہلے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر جی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم بی سی ایم سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ [illegible] سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ کو رکی آنکھوں کی [illegible] سے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ کو رنے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیریکا سفید سرمہ منگوایا تھا - جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے - اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگاکر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرے) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیریکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ ۔

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب ورکیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

ایڈیٹر

نمبر ۳۴ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۸ نومبر ۱۸۹۸ ع | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو ٹریکٹ ۹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیٰحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

سچائی کا فیصلہ

پانچوں انگلیاں برابر نہیں - اس لئے

نوٹ
بر نسخہ ترکیب استعمال
دوا کے ساتھ ہوگا
کی تعمیل حسب طلب
سے ہوگی - محصول و کمیشن
ڈاک بذمہ خریدار - درخواستیں بنام
مشتہر بسند ذیل آنی چاہئیں -

شرطیہ
صحت جسمانی کے طلبگار

مفت
صحت جسمانی کے طلبگار

نوٹ
درخواست کنندہ کو
لازم ہے مرض کا مفصل حال
لفافہ میں
خوشخط لکھو اور جس اخبار سے اشتہار
ملا ہو اس کا حوالہ دے - غربا خرچ روانگی
دوا درخواست کے ساتھ روانہ کریں محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو - اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو - یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے -

اکسیر حافظہ
فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں - ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی سخت ضرورت ہے - ایک ہفتہ کیواسطے عہ - ایک ماہ کیواسطے ۱۲ قیمت ۵ کیواسطے للعہ غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر

خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے - دوا اس کے جلد اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے فی پوڑیہ ۸ / پوڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ
بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء - کھٹی ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید - قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے - ۸ / غربا کو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت

دوائی آتشک
یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہ ہے کہ منہ نہیں آتا - غذا گوشت - پلاؤ - شوربے کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے -
۷ خوراک عہ

سرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیابند کو اکسیر ہے - ۱۰ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی - فیتولہ عہ اطبا و دیگر صاحبان پہلی دفعہ بغرض تجربہ فیتولہ عہ

سفوف مرہم آتشک
اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں - زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸ / غربا کو بتصدیق معزز ۳ / خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی
جوانی کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے - اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد - مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے - قیمت ے /

عصائے پیری
رقت اور جریان کو مفید قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں - تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت ے /

دوائی وجع المفاصل
یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے - اور بے کار شخص صحیح و سالم ہو سکتے ہیں -
قیمت صرف عہ /

تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو - تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - ۷ خوراک ۱۲

نسوار
جملہ امراض دماغی کو مفید - درد سر - شقیقہ - سرخی چشم - نزلہ - زکام - چھینکیں کیواسطے دوائی بے نظیر - فی پوڑیہ ۸ / غربا کو بتصدیق ۳ / خرچ پر مفت

جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں بھی یا کبھی درد ہو - فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - فی گولی ۲ / فی درجن عہ /

جبوب بواسیر
جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - مسوں کی سوزش اور سوجن پہلے دن بند اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے - قیمت ۱۲

لگانیکی دوائی بواسیر
اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خودبخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا - قیمت ے /

دوائی درد گردہ
درد کیسا ہی شدید ہو - ۱۵ / منٹ میں دور ہوتا ہے - فی گولی ۳ / فی درجن ۱۲ -

المشتہر خاکسار غلام احمد معرفت منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

من تحتہا الانہار میں ایک لطیفہ

قرآن کریم چونکہ ایک کامل کتاب ہے اس لئے وہ بے معنی اور بے فائدہ الفاظ استعمال نہیں کرتی۔ اسجگہ بظاہر تحتہا الانہار سے بھی وہی مطلب نکل آتا تھا جو من کے ایزاد سے پایا جاتا ہے اس لئے سرسری نظر میں کہہ سکتے ہیں کہ من کی کیا ضرورت تھی لیکن اگر غور کریں تو اس من کی تہ میں ایک لطیف بات مرکوز ہے۔ یعنے اوسکے نیچے سے ندیاں بہتی اور نکلتی ہیں۔ کامل ایمان کا درخت دو عظیم الشان شاخوں سے بنا ہے ایک شاخ تعظیم لامر اللہ کے نام سے موسوم ہے اور دوسری شفقت علی خلق اللہ کہلاتی ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک شاخ بھی کامل نہو تو یہ لنڈورا درخت اپنے حقیقی معنوں میں شجر ایمان نہیں کہلا سکتا۔ پس وہ گوشہ نشین عابد یا زاہد جو کسی تیرہ و تار جنگل یا غار کوہ میں بیٹھا عبادت کر رہا ہے وہ کامل نہیں بلکہ ادہورا اور ناقص ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس مقام پر غور کریں۔ بارہا خود ہمارے دل میں یہ خیال آیا کہ اس غدار دنیا کو چھوڑ کر کسی جنگل و بیابان میں جہاں کوئی نہ دیکھے جا بیٹھیں۔ ایکبار اتفاقاً یہ ذکر ہم نے اپنے مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب سے کیا انہوں نے اشارتاً کہا کہ یہ "مومن کی شان سے بعید ہے" اس تحریر کیوقت اس فقرے کا جو لطف اور ذوق ہم نے اٹھایا ہے دوسرا شاید نہ اٹھا سکے۔ ایمان اور کامل ایمان کی فلاسفی متحقق ہو گئی ہے۔ کیونکہ اخلاق فاضلہ جو ایک شعبہ ہے ایمان کا وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب کہ تعلق دوسرے انسانوں سے نہو۔ ہم نے اپنے دل میں یہ عزم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو کسی دوسرے وقت شجر ایمان پر کوئی مفصل لیڈر لکھیں اس لئے اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اور پھر ایک بار استحضار مطلب کی خاطر من تحتہا الانہار کے معنے بیان کر جاتے ہیں کہ وہ ندیاں اُن درختوں کے نیچے سے بہتی ہونگی جو دوسروں کو بھی سرسبز کریں گی اور دنیا میں یہ امر بالمعروف کے رنگ میں متمثل ہیں اور یہ نعمت اور برکت اسی امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ ہی کو نصیب ہوئی ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف الایۃ۔ چونکہ امر بالمعروف کرنے سے جسقدر انسان نیک ہو جاتے ہیں اُنکے اعمال صالحہ کی ایک جزا کا حقدار یہ بھی ہوتا ہے جس سے اُسکے مدارج بڑھتے ہیں پس قیامت میں بھی داخل خلد ہو کر وہ امر بالمعروف جو اعمال صالحہ کی ایک شاخ ہے بہتی ندیوں کی صورت میں متمثل ہوگا۔

رزقنا من قبل کی فلاسفی

جنت الخلد میں جب مومن اور صالحہ لوگ اثمار شیریں کو کھائیں گے تو اُنکے ذائقہ اور مزے سے وہ تاڑ جائیں گے کہ یہ قسم اثمار ہم نے پہلے بھی کھائے ہیں اس سے پیشتر کہ ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی پر بحث کریں یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُس وہم کا ازالہ کر دیں جو اکثر کوتاہ اندیشوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے کہ بہشت بھی اگر کھانے پینے ہی کی چیزوں کا گھر ہے تو اس دنیا پر اُسے کیا تفوق ہوا؟ ہم مختصر طور پر اسکا جواب دیں گے۔ یہ بات خوب طور پر سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ دنیا جسمیں ہم رہتے ہیں درحقیقت اُس عالم آخرت کی ایک ظلی تصویر ہے جو کچھ اس دنیا میں ہم ایمان اور اوسکے نتائج اور کفر اور اوسکے کیفر دیکھتے ہیں وہ مثالی رنگ میں ہیں اوسوقت ایک جسمانی اور حقیقی رنگ پر ہوں گے۔

اور یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے دیکھو ہم خواب میں کیونکر اشکال مختلفہ و مجسمہ کو دیکھتے ہیں کبھی مردوں سے ملاقات کرتے ہیں حالانکہ حواس کا تعطل بھی ہوتا ہے اور کبھی امور بادیہ کو دیکھتے ہیں۔ یہانتک کہ بعض اوقات خواب میں کوئی چیز کھاتے پیتے بھی ہیں حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا مگر اسکے مزے اور ذائقہ سے پورا حظ اٹھاتے ہیں اور عالم بیداری میں جسمانی طور پر اون اشیاء کو کھاتے پیتے ہیں پس اسی طرح پر یہ عالم عالم آخرت کے لئے مثالی ہے جو چیزیں ہم اسجگہ کھاتے پیتے ہیں وہ اس عالم کی اشیاء کا ایک ظل ہیں وہاں وہ حقیقی طور پر موجود ہونگی غرض یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں علاوہ ازیں جبکہ یہ امر مسلّم ہے کہ انسان روح اور جسم دو مختلف جزوں کا مجموعہ ہے تو یہ کیسے مان سکتے ہیں کہ پھر ہر ایک کے حسب حال نعماء جنت نہ ملیں۔

اب ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی بتلاتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے اوپر کی سطروں کو بتوجہ تام پڑھ لینے سے یہ عقدہ علی وجہ الاتم حل ہو سکتا ہے کہ دراصل یہ دنیا اوس عالم عقبیٰ کا ایک ظل اور عکس ہے جیسے انسان آئینہ میں اپنی تصویر دیکھتا ہے تو وہ تمام خط وخال اوسمیں بلا تفاوت نظر آتے ہیں حالانکہ وہ صرف عکس ہی عکس ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے اسطرح سے اون نعماء الٰہی کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ومن خاف مقام ربہ جنتان مثل الجنۃ التی وعد المتقون یعنے جو شخص اپنے اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور اوسنے گناہ چھوڑ دئے۔ اوسکے لئے دو جنتیں ہیں پس چونکہ اوس جنت کا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے اور مثالی طور پر یہاں بھی اعمال صالحہ کی جزائے حسنہ کا حظ انسان اٹھاتا اور انعام پاتا ہے اس لئے وہاں جب وہ جزا دی جاویگی تو چونکہ حواس اپنے کام سے معطل نہونگے وہ نقشہ عالم مثال کا اوسکے سامنے آجاویگا۔ اور وہ تصویر آنکھوں میں پھر جاویگی جو آئینہ دنیا میں نظر آئی تھی اسلئے کہہ اٹھیں گے رزقنا من قبل۔

اور اسکی تشریح مزید خود اسکے آگے اللہ تعالےٰ نے واتوا به متشابھا میں فرمادی ہے واو کو واو تفسیر قرار دیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشیاء اور نعماء جو مثالی طور پر دنیا میں

باعث احتیاط سےتھے اب ایک ایک عمل کے بدلے کئی کئی ملیں گے۔ بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک عمل کی جزا ایک ملنی چاہیئے۔ نہ ایک سے زیادہ افسوس! وہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت کو اپنا مقتدا ٹھہراتے! مگر اُس پر نظر اور فکر کرنے سے جی چراتے ہیں وہ دیکھیں! کہ کیونکر ایک دانہ زمین میں بویا جاتا ہے اور اُس سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے جو مختلف رنگ کے اجزاء اپنے اندر رکھتا ہے۔ کچھ حصہ ایسا ہے کہ چارہ بننے اور اور ضروریات کے کام آتا ہے اور ایک حصہ ہے کہ اُسمیں سے ایک دانہ کی بجائے بہت سے دانے نکلتے ہیں پھر اُس دانے میں پرورش کے مختلف اجزا اور غذایت کے مختلف حصے موجود ہیں۔ اِسی طرح سے عمل صالحہ مجرد ایک ہی چیز نہیں ہوتا بلکہ اُسمیں بہت سی باتیں ہوتی ہیں اِسی لیئے اُسکی جزا میں بہت کچھ ملتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ملنے کی فلاسفی اسی سے سمجھ میں آسکتی ہے اور اسکو اگر زیادہ وسیع کریں تو محدود اعمال کی جزاسے غیر محدود ملنے پر اعتراض کرنے والے احمقوں کے اعتراض کا جواب ملسکتا ہے۔

نوٹ۔ چونکہ مضمون طویل ہوگیا ہے اس لیئے لھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون پر ایک لطیف بحث انشاءاللہ العزیز اگلے اشو میں کرینگے۔ جسمیں اعمال محدودہ کی جزا غیر محدود ہونے اور بہشت میں عورتوں حوروں کے ملنے پر جو اعتراضات کیئے جاتے ہیں اونپر بھی بفضلہ تعالیٰ روشنی ڈالی جاوے گی۔

(ایڈیٹر)

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کی حالتمیں پہونچا۔ خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہاں تک شکر کروں اور کیونکر اُسکی نعمتوں کا حق بجالاؤں کہ اس پر ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا کے رہنے کے لیئے آپ جیسے مخلص دوست اُسنے میسر کیئے سو اُسی سے میں یہ دُعا مانگتا ہوں کہ آپکو اپنی الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین۔

اور یہ تبتل تام جسکی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فنا کے اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسیکا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہوجائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہوکر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ نظر اور فکر کی حاجت نہیں جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھ امید رکھنا اور زید عمرو کے وجود کو وجود سمجھنا کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت میں شریک ٹھہرا دینا۔ عبادات یا اعتقادات میں کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا۔ حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہشوں کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ سب حجب ہیں جو بدیہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھ آسکتے ہیں بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جنکے سمجھنے کے لیئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ اسماء اور صفات الہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُسکے انعام واکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء وصفات الہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھ اسکو نصیب نہیں اور اسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء وصفات الہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں تجلی نہیں فرماتیں اور کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے غرض اِن دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولیٰ حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا ہو جسکو کوئی چیز روک نہ سکے اور منجملہ ظاہری اور باطنی اور افاقی اور انفسی حجابوں کے کوئی حجاب باقی نہ رہے تو یہ وہ مرتبہ ہے جسکو تبتل تام کہنا چاہیئے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ میں دکھائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑھتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجیں جوش میں آتی ہیں تو اسماء اور صفات پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد میں ہوجاتا ہے اور وجہ اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچوں اور بیچگوں ہوتا ہے اور محب صادق کسی کو اس بات کی وجہ نہیں بتلاسکتا کہ کیوں وہ اُس محبوب سے محبت رکھتا ہے اور کیوں اُسکے لیئے بدل وجان فدا ہورہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جاں فشانی سے

اسکی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الہی ہے جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہیں جسکی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جسکی اہل اللہ کے نزدیک فنا تعبیر کیجاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولیٰ کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور جو کچھ اُس دوست کے ہاتھ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اُسکا قہر اور لطف سب لطف ہی دکھائی دیتا ہے اور حقیقت میں وہ سب لطف ہی ہوتا ہے پھر محب صادق نہ قہر سے غرض رکھتا ہے نہ لطف سے۔

غریق ورطۂ بحر محبت
نہ بر قہرش نظر باشد نہ بر کیں
بگوشِ عاشق از لب ہائے دلدار
چناں نفریں عزیز آید کہ تحسیں
چناں رویش خوش اُفتد از سرِ عشق
کہ قربان میکند بر وے دل و دیں
شب و روزش بدلبر کار باشد
دل و جانش شود آں یار شیریں
بسوزد ہر چہ غیرِ یار باشد
ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

اور اس عاجز کا یہہ مصرع کہ
قربان میکند بر وے دل و دیں یہہ
معنے رکھتا ہے کہ قبل از جذبہ عشق جو کچھہ انسان کے دل میں رسم اور عادات بھری ہوئی ہوتی ہیں اور جو کچھہ جہل مرکب کی باتیں اور پُر تعصب خیالات اُسکے سینہ میں جمے ہوئے ہیں اصل میں وہی اُسکا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا اور جب جذبہ عشق اُسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں بآسانی چھوٹ جاتے ہیں اور پھر بعد اسکے عشق الہی ایک پاک دین تعلیم کرتا ہے کہ جو عادت اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے پس نافع اور مبارک دین ہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہیں وہ بہت سے زہروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے لایق ہیں کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُنکے عوض میں وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہیں اور جو ہر یک تعصب اور رسم اور عادت سے منزہ ہیں حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں کہ اُٹھ سکیں۔ مدار کار جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چھپے ہوئے جو عیب تھے اُس سے دور ہوتے ہیں کہ جب عشق الہی کی بھڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے۔ تقدا اعمال صالحہ جنپر کشود کار موقوف ہے تب ہی صادر ہوتے ہیں کہ جب اُنکو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کھلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادت کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الہی رہتا ہے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مونہہ پھیر رہا ہے اور اُسکے غیر کی طرف متوجہ ہے جبکہ رسم اور عادت بھی ماسوا اللہ سے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب میں خلل انداز ہے سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادت سے باہر ہو اور پھر خلوص نیت سے ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا پر عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں کہ رسوم اور عادات کے رنگ میں ایک دوسرے سے لڑتے پھرتے ہیں اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کیا بد قسمتی ہے ہائے ہائے۔

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عشق بازاں در مقام دیگر اند
گرد لا زیں کوچہ بیروں نگذریم
ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں کہ دہوکا کھا سکے اسکی دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے اور آفاقی اور انفسی شرکوں سے نکل باہر نہ آجائے تب تک الطاف الہیہ اُسکی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں۔ تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی ہم نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کر لیتا ہے اور کالخاذون لومۃ لائم کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت اسلام بھی تبہی اپنا چہرہ مصفا دکھلاتی ہے کہ جب یہ موت حاصل ہو جائے حق تعالیٰ ہم کو اور آپکو اور ہر یک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے

بہرہ مند کرے۔ زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے ہر ایک بات مالک حقیقی کے اختیار میں ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے اس راہ میں جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پر ہمیں کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم اور حزن خدا کے سامنے ہے۔

یہی وہ ملال ہے کہ جو صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہیں لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے جس نے اپنے عاجز اور ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے اب دیکھئے کہ کب تک ... عرش تک اس عاجز کی آہیں پہنچتی ہیں۔ ... لکھا تھا کہ بعض احباب علماء کی طرف سے یہ فتوے لائے ہیں کہ اتباع قال اللہ وقال الرسول اور ترجیح اسکی دوسروں لوگوں کے اقوال پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو ———

گر ... بدست آید برو قربان کنم صد دیں ✣
خدا ... بریں کفر و بریں آئین ✣

حضرت افضل الرسول خیر الرسل فخر الرسل محمد ... صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اسکی پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور ... ترک کر کے پھر اور کونسی پناہ ہے جس ... اور اس سے زیادہ کون ... ہماری دلبری کرے۔

... از روئے دلبرم ✣

... کہ انگشم آں دل کجا برم ✣
... دیدیم ایں کہ تیر بیاید برابرم

اور ... تعالیٰ کی طرف متوجہ نہوں اور عاشق صادق کی طرح قول سے فعل سے مدح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں کہ سب برکات اسی میں ہیں اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا مگر جسکو خدا کھینچکر لاوے سو صبر سے استقامت سے انکی جور و جفا کا تحمل کرنا چاہیئے دنیا انہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہیں مگر جو خدا کے بندے ہیں گو وہ کیسے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا انکے ساتھ ہے ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے۔ ۱۹ اگست ۱۸۹۹ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۱۶ ہجری

بریف نوٹس

ڈومیسٹک

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی منشی نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول دینانگر کے ہاں ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کو بروز جمعرات بوقت ۸ بجے صبح کے خدا تعالیٰ کے کمال فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوا۔ نام نصیر الدین رکھا گیا اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرے اور عمر طبعی تک پہونچاوے۔ آمین۔

ہمارے ایک مخلص اور صادق

کرمفرما ہمکو بذریعہ تحریر مندرجہ ذیل اطلاع دیتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اس نیک ارادے میں انکو کامیاب کرے اور توفیق رفیق حال کرے یہ ایک عمدہ سلسلہ ہے اگر ہمارے احباب اپنی دعاؤں میں اپنے احباب کو شامل کر لیا کریں تو بہت فایدہ ہو سکتا ہے۔ باہمی محبت و ارتباط کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال کیونکہ دعا بھی ایک عبادت اور نیکی ہے اور دوسرے کے لئے دعا کرنا ایک نیکی اللہ تعالیٰ اس نیکی کے عوض میں اپنا فضل کرتا ہے وہ تحریر یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی شیخ صاحب حفظک اللہ الرحمٰن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم ملا۔ اور موجب ہدایت ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ایک ضروری امر اسوقت عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات لامتناہی کا شکریہ ہم کیا ادا کر سکتے ہیں جو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کامل البشر بھیج کر ہم کمزور اور نادان بندوں کی دنیا اور دین کے ہر ایک امر میں جو پیش ہو سکتا ہے دستگیری فرمائی اور انسانی حالات کے متعلق کوئی ایسی بات نہ رہی جسکے واسطے وہ خیر الرسل ہمارا ہادی اور رہنما نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے رسول خدا (فداہ ابی وامی) نے فرمایا اللھم انی اعوذ بک من الکفر والدین۔ یا اللہ مجھے کفر اور قرضہ سے اپنی پناہ میں لے۔ اصحاب میں سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ آپ قرض کو کفر کے ساتھ ایک کرتے ہیں فرمایا ہاں۔ ایسی ہی اور کئی ایک حدیثیں اور دعائیں قرض کے متعلق ہیں کنوں آمدم برسر مطلب۔ ان دنوں بعض وجوہات سے میں ایک سخت قرض میں مبتلا ہو گیا ہوں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے کہ مجھے ضائع نہ کریگا۔ کیونکہ میرا ہاتھ اس عبد اللہ کے قدموں میں ہے جسکو جل شانہ نے یوں مخاطب کیا ہے۔ تملک ذریۃ لا یضاع۔ تیرے جیسا موتی ضایع نہیں کیا جاتا۔ اور میں ہرگز نا امید نہیں ہوں۔ اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مجاہدہ کے طور پر چند روز خاص اس امر کے لئے دعا کروں اور ہر روز کچھ وقت اس دعا کے واسطے خاص کروں لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ سعی میں صرف اپنے ہی لئے نہ کروں بلکہ تمام بھائیوں کو جو کہ خاص یا عام کسیطرح کے قرضہ میں مبتلا ہوں اپنی دعامیں شامل کروں تاکہ بعض بعض کی شمولیت کی برکت سے مخلصی پائیں اور للہ ہی

میاں محمد حسین بٹالوی اور اُسکو عالم سمجھنے والے پڑہیں

ذیل میں ہم ایک قابل قدر مضمون درج کرتے ہیں جو میاں محمد حسین بٹالوی کی **قابلیت** کے اظہار کی خاطر لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ ایک عام **عادت** اور **سُنت** ہے کہ وہ اپنے مور کی توہین کرنے والے کو اُسی رنگ میں ذلیل کرتا ہے جس رنگ میں وہ اُسکی ذلت کا خواہاں ہو دریدہ دہن بطالوی نے جس بے باکی اور شوخی کے ساتھ **حضرت اقدس** کی پاک ذات پر افترا باندہے ہے اور رکیک اور بیجا حجتوں سے اعتراض کئے ہیں اوس سے ملک خوب آگاہ ہے اور یہ امر بھی روز روشن کی طرح معلوم ہے کہ یہ اپنی ہر منصوبہ بازی میں خائب و خاسر ہوتا رہا ہے اور **انی مھین من اراد اھانتک** کے زبردست الہام کا مورد بنتا رہا ہے۔ جب علوم عربیہ سے ناواقف ہونیکا اعتراض حضرت اقدس کی **نسبت** کیا تو خدا تعالےٰ کی غیوری نے ایسا جوش مارا کہ ادہر تو عربی کو **تصنیفات** کا بحر مواج جاری کر دیا اور مخالفوں باوجود کثیر التعداد انعام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بلانے پر بھی مبہوت و ساکت کر دیا۔ بطالوی سے جب تصنیفات عربیہ کا جواب بن آیا تو اُسنے یہ کہنا شروع کیا کہ اُسکی تحریروں میں غلطیاں ہیں مگر ایک بھی دکھا نہ سکا خدا کی شان کہ خدا نے اس پہلو میں بھی اُسے ذلیل ہی کر سکے جھوٹا کو عربی نہیں تو اُس نے آجتک ایک سطر بھی نہیں لکھی مگر بعض الفاظ جو اپنی بیہودی اردو تحریر میں چرک جایا کرتا تھا وہ بھی صحیح نہیں لکھہ سکا چنانچہ ذیل کی قابل قدر تحریر سے جو ہمارے ایک مکرم دوست نے راولپنڈی سے لکھی ہے معلوم ہو جاویگا۔ ہم انشاءاللہ عنقریب میاں محمد حسین کی ان کارروائیوں پر ایک مفصل ریویو کرنے والے ہیں۔

(ایڈیٹر)

شیخ محمد حسین بطالوی کی فضیلت اور ہمہ دانی کا ایک نمونہ

میاں بطالوی کی اشاعۃ السنہ کے مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہے کہ اُسنے اپنی فضیلت نمائی میں کیا کیا **اَنَا وَلَا غَیْرِیْ** کے دعوے کئے ہیں اور اپنی ہمہ دانی کا اسقدر مدعی ہے کہ کسی کو اُسنے برابر نہیں سمجھا خصوصًا مرزا صاحب امام الزمان سے تو اُسنے وہ وہ چالاکیاں کی ہیں جو بے ادبیوں سے پیش آیا ہے کہ **نعوذ باللہ** خدا کی پناہ اُنکی عربی کو اربی کچالو کہتا اور مسخریاں اڑاتا ہے مگر خدا کی مستمرہ عادت ہے کہ وہ متکبر کو موںہہ کے بل گراتا ہے۔ اشاعۃ السنہ کے نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۴ پر اسنے تفسیر القرآن کا اشتہار دیا ہے = اور یہ اشتہار کئی پرچوں میں دیا اور اپنے ہمعصروں سے التماس کرتا ہے کہ یہ میرا اشتہار اپنے اپنے پرچوں میں چھاپیں جسکا عنوان یہ ہے۔

تفسیر القرآن کا اشتہار اور **اخوان دین** سے **استیشار** میاں مذکور کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں سے مشورہ طلب کرنا۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۱۳۵ پر (جہاں اشتہار ختم ہوتا ہے) لکھا ہے کہ اس مبارک کام (یعنے تفسیر القرآن) کے متعلق اخوان دین سے یہ مشورہ لیا جاتا ہے کہ اس مضمون تفسیر القرآن کو ہم رسالہ اشاعۃ السنہ کے کسی حصہ میں درج کریں یا اسکے واسطے رسالہ سے علیحدہ اوراق تجویز کریں۔

غرض یہ کہ میاں مذکور نے اِستِیشَار کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں لیا ہے (حالانکہ یہ سخت غلطی ہے کوئی نادان بچہ بھی جو علم صرف ولغت سے ذرا بھی مس رکھتا ہو اس لفظ کو مشورہ کے معنوں میں استعمال نکریگا اب اس کے اصل معنے سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں **استیشار کا مادہ وشر** مثال وادی ہے جسکے معنے دانت کو تیز کرنا دیکھو صراح اور منتہی الارب وشرًا دانتوں کو تیز کرنا اور رگڑ کر لمبے دانتوں کو چھوٹا کرنا **قرآن کریم** کا معجزہ ہے کہ جو نالائق اس کی تفسیر کرنے کا ارادہ کرے خداوند تعالیٰ بفحوائے کریمہ **لا یمسہ الا المطہرون** اُسکے علم کی پردہ دری کرکے قلعی اوسکی کھول دیتا ہے اور اپنے ہی ہاتھوں سے وہ ذِلت کے اسباب مہیا کرکے ذلیل ہوتا ہے اور ایک جہان دیکھہ لیتا ہے کہ وہ تطہر کی شرط جو قرآن نے لگائی ہے اس میں موجود نہیں یہی حال بیچارہ بطالوی کا ہوا کہ اب ادنی ادنی صرفی بھی اُس کا یہ اشتہار پڑہکر کہہ رہے ہیں کہ جسکو ایک آسان صیغہ صرف کا بھی نہیں آتا جو مبتدی صرفی بھی جانتے ہیں تو یہ قرآن کریم کی تفسیر کیا خاک کریگا اور اس کے علم کے دعاوی سنکر مسخریاں اڑا رہے ہیں مشورہ طلب کرنے کے معنوں میں لفظ **استشارہ** آتا ہے اور **استیشار** کا مطلب دانت تیز کرانے کی درخواست ہوگا سو میاں صاحب کی عبارت (قرآن کریم کی تفسیر کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار) کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان بھائیوں سے دانت تیز کرانے کی درخواست" تو ہم جانتے ہیں کہ میاں مذکور کو جناب امام الزمان علیہ السلام کے دندان شکن جوابوں نے یہ نقصان ضرور پہونچایا ہے

کہ آپ کے دانت نہایت کند ہو گئے ہیں جنکے تیز کرانے کے لئے اشتہار دینے کی اس غریب کو ضرورت پیش آئی۔ سو دیکھئے کہ اب اسکی دستگیری کرکے کون اسکے دانت تیز کرتا ہے سچ ہے جب دانت تیز نہ ہوں تو کوئی بات نہیں بچارے شکاری جانور درندے وغیرہ جب بوڑھے ہوجاتے ہیں اور دانت انکے کند ہوجاتے ہیں تو انکی قوت سبعیت (درندگی) میں فرق آجاتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

پس از عزم آہو گرفتن بہ پے
چو خورد از گوسپندان حے

دوسرا معنی استیشار کا عورت کا درخواست کرنا لمبے دانتوں کو چھوٹا کرانے اور مدھن کرانے کے لئے (منتہی الارب) سو اس اشتہار سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ اشتہار دینے والی کوئی عورت ہے جو بدقسمتی سے بوڑھی ہوگئی اور دانت بڑہ کر بدنما ہو گئے ہیں اب وہ اخوان دین سے دانت چھوٹے اور روشن کروانے کی درخواست کرتی ہے تاکہ وہ جوان معلوم ہو اور اسکے بڑھاپے کا عیب چھپ جاوے سو اس عورت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت چھوٹے اور روشن کرانے والی عورت پر لعنت کی جائے جیسا کہ فرمایا لعن اللّٰہ الواشرۃ والمستوشرۃ یعنی اللہ لعنت کرتا ہے دانت چھوٹے کرنے والی اور کرانے والی عورت پر۔ چونکہ دانت چھوٹے اور روشن کرنے والی پر لعنت ہے اس لئے اخوان دین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس عورت کی درخواست کو نامنظور کریں اور اس عورت کو واضح ہو فیا لیت الشباب یعود یوماً × فاخبرہ بما فعل المشیب ×

کاش کے جوانی ایکدن لوٹ کر آتی تو میں اسے خبر دیتا جو بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا) والی رجا اور نہ پورا ہونے والی آرزو سے مایوس ہو بیٹھئے تیرے دانت کوئی ٹھیک نہیں کرسکتا یہ **میاں صاحب کا علمی بساط ہے** جس پر غرہ و نازاں ہوتے ہوتے بچارے کا گلہ بیٹھ گیا اور غوغہ و شور کرا کرتے جہانکو سر پر اٹھالیا **انی مھین من اراد اھانتک**۔ والہ الہام اب بھی پورا ہوا یا نہیں حضرت امام الزمان کو اسی موہنہ سے جاہل کہتا تھا کہاں گئی وہ صرف اور لغتدانی جس پر مولوی کہلاتا تھا بلکہ حضرت حکیم الامت مولنا مولوی نور الدین صاحب مدظلہ کو مولوی کہنے سے غیظ و غضب میں آجاتا اور صرف طبیب کہکر پکارتا تھا اب میاں مذکور کو شیخ سعدی علیہ الرحمت کا مشورہ ہم سناتے ہیں ؎ بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست × کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست۔

راقم ایک کمترین غلامان حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام

(از راولپنڈی)

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

ذیل میں ہم ایک خط وکتابت درج کرتے ہیں جو ایک آریہ اور ہمارے برادر معظم بابو محمد افضل کے درمیان ہوئی ہے۔ ہم فی الحال کوئی ریمارک کرنا مناسب نہیں سمجھتے جب تک کہ کل خط وکتابت شایع نہ ہولے بعد ہم سوالات متفسرہ آریہ صاحب کے جوابات بھی انشاء اللہ درج کریں گے اور اسکی تحریر پر مناسب ریمارک بھی۔

(ایڈیٹر)

خط آریہ

مہربانمن۔ خدا آپ کو راہ راست کے دکھانے میں چشم بینا و عقل سلیم عطا فرماوے مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہوکر اس کو مکروہ و حرامکاری ظاہر کرے۔ تو اس کا کچھ قصور نہیں۔ بلکہ جیسا مرض یرقان کے مریض کو کل اشیاء زرد ہی زرد نظر آتی ہیں اور اسمیں صرف اسکی قوت بصارت کا قصور ہے۔ نا کہ درحقیقت ان اشیاء کے رنگ میں کسی قسم کی تبدیلی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مرض تعصب میں مبتلا بنی نوع انسان میں **نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم**۔ کی گندی تعلیم حاصل کرکے فرقہ اناث و ذکور کے باہمی تعلقات میں انصاف کو ہاتھ سے دیتا ہوا دیدۂ عقل کو بند کرکے نہ دیکھ سکے یا قوت ممیزہ کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو کچھ عجب نہیں۔ ورنہ یہ صاف بیان ہے کہ قانون قدرت ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اور نہ خالق کو انکے کرنے کی ضرورت ہے اور اس لئے اونکی تبدیلی ذات باری تعالی کے لئے باعث دہبہ۔

اب رہا انعام و تاوان کے بارہ میں شاید خدائے قادیاں کے الہام کی بدولت آپکو کسی خزانہ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو اسی طرح سے تاوان بھرنے اور انعام دینے کے لئے تیار نظر آتے ہو۔ مگر یاد رہے کہ یہ خزانہ صراف لائق نے برہان قاطع کی کسوٹی سے پرکھ کر طلسمانی دہوکہ ثابت کرکے پایۂ تکذیب کو پہونچا دیا ہے۔ ورنہ سچ جھوٹ کے فیصلہ کے واسطے صرف سوالات و جوابات کا چھپنا و شایع ہو جانا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور پبلک کی رائے ہے تاوان و انعام کے قایم مقام۔ مفصلہ ذیل سوالات کے متعلق جوابات تحریر فرمائیں تاکہ راستی کا بول بالا و جھوٹ کا موہنہ کالا ہو۔

سوال

اول۔ نکاح کس مطلب کے لئے ہے۔

دوم اس بارے میں مرد و عورت کو برابر حقوق حاصل ہیں یا کم و بیش اگر کم و بیش ہیں تو کیا وجہ۔

سوم مرد کے دائم المریض و ناکارہ ہو جانے کی صورت میں اسکی منکوحہ کے لئے کیا طریق اور کونسے احکام ہیں جن پر عامل ہونے سے ظاہر او پوشیدہ زناکاری نہ پھیلے۔

چہارم مرد و عورت کو اپنی عمر میں باہمی طلاق دینے و نئے نکاح کرنے کی اجازت کسی تعداد مقررہ تک ہے یا غیر مقررہ اگر مقرر ہے تو کہاں تک۔

پنجم ہابیل و قابیل کی لڑائی کی وجہ۔

ششم کتبہائے مسلمہ اہل اسلام متعلقہ تفاسیر۔ احادیث۔ روایات کی فہرست تاکہ آئندہ حوالہ سمیت جواب دیا جائے۔

(گنگا رام آریہ)

جناب لالہ گنگارام صاحب آریہ

آپکا گالیوں سے بھرا ہوا خط جو شاید آریہ سماج کا موروثی شیوہ ہے ۲۹ر اگست ۱۸۹۸ء کو مجھکو ملا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ آپ ہندوستان جانے کے لئے کلنڈلی تشریف لے گئے ہیں اس لئے میں جواب لکھتے لکھتے رہ گیا اب معلوم ہوا کہ آپکا جانا ملتوی ہو گیا ہے اسلئے جواب ارسال ہے۔

اول۔ آپکو واضح ہو کہ جو پرچہ میں نے آپکی طرف لکھا تھا آپکا خط مطلق اُسکا جواب نہیں میرے خط میں دو باتیں تھیں اول یہ کہ مسئلہ نیوگ کے رو سے ایک زندہ خاوند والی عورت بھی بے اولادی کی حالت میں دوسرے مرد سے بیج مانگ سکتی ہے۔ بزبانی لالہ دیوانچند جمعدار معلوم ہوا تھا کہ آپ کے قول کے موجب نیوگ کے معنے صرف بیوہ عورت کا دوسرا نکاح کر دینا ہے۔ چونکہ آپ کا یہ خیال ایک تحقیق شدہ امر کے بالکل مخالف تھا اسی لئے اُسکا ثبوت معہ حوالجات کتاب آریہ دہرم سے دیا گیا تھا اور یہ وہ کتاب ہے کہ جسمیں یہ مسئلہ ایک بڑی بھاری تحقیق کے بعد لکھا گیا تھا چنانچہ اوسکے شائع کرنے سے پیشتر ایک اشتہار کل آریہ صاحبان کی خدمت میں تحقیق مسئلہ نیوگ کے لئے شایع کیا گیا تہا۔ ممکن ہے کہ یہ کتاب آریہ دہرم آپکی نظر سے نہ گذری ہو اگر یہی بات ہے تو سب سے اول آپکا اس کتاب کو مطالعہ کرنا ضروری ہے طول نویسی سے فایدہ نہیں فیصل شدہ امر کو بار بار دہرانا تضیع اوقات ہے۔

مسئلہ نیوگ کے مسلمہ مضمون کے برخلاف آپکا یہ لکھنا "کہ مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اُسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہوکر اُسکو مکروہ حرامکاری ظاہر کرے تو اوسکا قصور نہیں" یہ وہ حماقت ہے جس کا سلسلہ عرصہ چند سال سے متواتر چلا آ رہا ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے ہمیشہ ہر ایک دعوے بلا دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ کاشکہ آپ اپنی سماج پر رحم کھا کر اسکی چند ایک باریکیاں طبع کرا دی ہوتیں یا اسی خط میں درج کی ہوتیں کہ اُنکو شایع کرا دیا جاتا اور ہم بھی دیکھہ لیتے کہ پبلک ایک زندہ جیتے جاگتے خاوند کی عورت کو اُسکے روبرو کس طرح غیر سے ہم بستر کرا دینا روا رکھتی ہے اور اس میں کون سی باریکی کو پسند کرتی ہے کیا آپکے نزدیک پبلک کی غیرت اُس امر کو روا رکھے گی جسکو ادنےٰ سے ادنےٰ حیوان یعنے کتا اور مرغی بھی روا نہیں رکھتے اور افریقہ کے جنگلی بھی آپس میں اس امر پر کشت و خون کر لیتے ہیں۔ اگر آپکو ایسے ہی حجاب حائل ہیں کہ آپ کھلی حرامکاری کو مسئلہ نیوگ کی باریکی خیال کرتے ہیں تو آپ کریں ورنہ پبلک کو اندھا کیوں بناتے ہیں۔

آپ پر ضروری امر تو یہ تہا کہ اگر آپکے خیال میں یہ معنے نیوگ کے نہیں تھے جو میں نے لکھہ کر روانہ کئے تھے تو آپ میری اُس غلطی کو رفع فرمائیے اور لکھئے کہ آپ کو مفہوم میں مغالطہ ہے یا اگر ہماری سماج کے کسی ممبر نے بھی معنے تسلیم کر لئے ہیں تو اُس نے غلطی کی ہے۔ اگرچہ وہ سوامی دیانند ہی کیوں نہ ہوں۔ بلکہ اصل میں نیوگ کے معنے اور ہیں اور میں اُنکو بتلاتا ہوں پھر اُن معنوں کو درج کیجئے یہ ایک عمدہ طریق بحث مباحثہ کا مہذبانہ ہے جسے ہر ایک ذی عقل پسند کرتا ہے۔ مگر آپ نے تو خدا معلوم کس عرصہ کا بخار جمع کردہ نکالا کہ بغیر کسی قسم کی باریکی کے درج کرنے یا ہمارے سوال کا جواب دینے کے گالیاں سے بھرا خط لکھہ مارا مجھے سخت تعجب ہے کہ آپکی طبیعت میں یہہ گند کہاں سے بھرا ہوا تہا اور پھر جو آیت قرآن شریف کی لکھی ہے اسکا ترجمہ بالکل نہیں لکھا نہ معلوم کہ آپکو کس لفظ پر اعتراض ہے اور آپکی عقل و دانش تاریکی میں پڑکر سیدھے راستہ سے ہٹ کر کہاں ٹھوکر کھاتی ہے علاج کیا جانا چاہیے خیر اس آیت کے متعلق میں ذکر آئندہ کروں گا۔

پہلی بات تو میرے خط میں یہ تھی جسکا آپنے کوئی جواب نہ دیا اوسکے معنے اور باریکی لکھیں جسکا الزام آپکے سر پر ہے

دوسری بات میرے خط میں یہہ تہی کہ آپ کی طرف بلکہ بزبانی دیوانچند صاحب مجھے معلوم ہوا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اہل اسلام میں عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر ماں یا بہن سے زنا کر لینا جایز ہے اور یہ کہ آدم کے بیٹا اور بیٹی میں نکاح ہوتا تھا

(باقی آئندہ)

اشتہار

میلہ مال مویشی واسپان دیوالی ۸ نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہوکر ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء بمقام امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مبلغ دو ہزار دس (۲۰۱۰) روپیہ مال مویشی بمطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے۔ دیا جاویگا۔ اور مبلغ اسار گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ۱۰۰ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاویں گے دیا جاوے گا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہییے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے۔ اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا۔ اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی ✤

المشتہر

مسٹر جے۔ جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اجنبی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل وُر یتیم سے بڑھ کر

[illegible]

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مدرجہ ذیل بن کر آئیں۔ شرطیہ دعا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شیخ نظام الدین حکیم

شفاخانہ یونانی

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ تبرکی اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوالے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دیا جاوے۔ تو صحت کے طالب اولاد کے آرزو مند بیدات ہاتھ سے نہ جانے دو۔ نفضل خداوندی کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

[illegible]

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ اور یہ تو دہی ہوں گی۔ گر **نمبر اوّل** کم مقدور دمے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) توانگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدِ یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ بالعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پاوے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدِ چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی استادی بہ طبے ارزاں ہے۔ جو ہرایتن اس سے سو حصہ [illegible] کرادو۔ مراد [illegible] پاس [illegible] نہیں۔ کم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پیسہ نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و ترتیب تشخیص لا زندگی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوالیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوسکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز بحث متعلقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عـہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عـہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عـہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو نائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	عـہ	۲۱	ناسور	عـہ	۳۰	خضاب سالانہ	عـہ
۴	جسکا حمل ۲-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عـہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عـہ
۵	کمزوری	عـہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عـہ	۳۲	تسہیل ولادت	عـہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عـہ	۲۴	ضیق النفس	عـہ		اسپغول مجرب المجرب	عـہ
۷	تپ دق	عـہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عـہ	۲۵	لیہ	صہ		تیجار چوتھیا روزانہ	عـہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عـہ	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عـہ
۹	ضعف جگر	عـہ	۱۸	سیل	عـہ	۲۷	آتشک گل بدن	عـہ		سرسام	عـہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عـــہ مصری سُرمہ فی تولہ ہم خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** - پروفیسر میتا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور (پنجاب) -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ؟

... میں نے ... بہت سے تصدیق کرتا ہوں ... کہ ممیرے کا سُرمہ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیا شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہو مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - سلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم بسلنگے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میتا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک برعلاج مسمات اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور کیا ہے - مریضہ کو ... آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں بہت فرق آگیا تھا کہ ... بھی نہیں پڑھ سکتی تھی - اور ان شیاء کو ... سے تو ... کے ... رکھ جاتی تھیں بذریعہ صفائی ... کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میتا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپسے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے - اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ +

۴ - جنابمن میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب و رکیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - **دستخط** سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۱۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک ۹ مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا +

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ Registered No. L 77

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

الحکم

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۱۵ر نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲ر رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود و مسیح کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی ہی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار ڈھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں۔ اور تقسیم کیلئے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بہیجدیا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہماری احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

صحت جسمانی کے طلبگار رو اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

لیاقت ابھی زمانہ میں موجود ہے اور ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ... کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں ۰

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پڑھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنی بیان جانئی ہے قیمت واپس لو یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے ۰

[illegible]

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ جو کوئی آدمی ... غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے قیمت فی پڑیہ ... اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور ... نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ... نامرد مرد - اور مرد جوان ... بالکل دور ... [illegible]

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے خوبی یہہ ہے کہ مونہہ نہیں آتا۔ ... گوشت پلاؤ ... اسکے عادی کو ... قیمت ...

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ ... اطباء ... پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ ...

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف ۳ تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت ۰

عصائے پیری

رنٹ اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - لفظی الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے - سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم با مسمے ہے - قیمت چھ خوراک دو روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو ... ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ... فی درجن ایک روپیہ

نسوار

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت ...

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہو گا قیمت تین روپے

دوائی ...

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد مکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

فتوح الغیب کے صفحہ ۳۱ کی شرح

اور مقامات ناسوتی - جبروتی - ملکوتی - لاہوتی - کی حقیقت

مخدومی مکرمی اخویم ... سلمہ اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - یہ عاجز دعا سے غافل نہیں مگر ہر ایک امر وقت پر موقوف ہے اور آپ میں آثار سعادت اور رشد کے ظاہر ہیں کہ آپکی حقیقت بینی پر نظر ہے اور صدق اور خلوص اور وفا اور حسن ظن کا خلق موجود ہے پس یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جسکو مولیٰ کریم کیطرف سے عطا کیجاتی ہیں اسکے لئے استقامت کا عطا ہونا ساتھ ہی مقدر ہوتا ہے خداوند تعالیٰ بغایت درجہ کریم و رحیم ہے وہ جسدل میں ایک ذرہ بھی اخلاص اور صدق پاتا ہے اُسکو ضایع نہیں کرتا - آپ بعض اپنے دوستوں کی تغیر حالت سے دل شکستہ نہوں - مولوی صاحب کی وہ حالت ہے کہ نہ انہوں نے ارادت کے وقت اس عاجز کو شناخت کیا اور نہ فسخ ارادت کے وقت پہچانا سو انکی نہ ارادت قابل اعتبار تھی اور نہ اب فسخ ارادت معتبر ہے ارادت اور فسخ ارادت وہی معتبر ہے جو علیٰ وجہ البصیرت ہو اور اگر علیٰ وجہ البصیرت نہیں تو کچھ بھی نہیں - مسجد کا زینہ طیار ہو گیا ہے عجب فضل الٰہی ہے کہ شاید پرسوں کے دن یعنے بروز سہ شنبہ مسجد کیطرف نظر کی گئی تو اوسیوقت خداوند کریم کی طرف سے ایک اور فقرہ الہام ہوا اور وہ یہ ہے فیہ برکات للناس - یعنے اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک ہر سہ حصہ کی کتابیں اگرچہ اسوقت زبانی یاد نہیں مگر شاید قریب دوسو کے کتاب باقی ہوگی صفحہ ۳۱ فتوح الغیب کی شرح یہ ہے - کہ سالک کا چار حالتوں پر گذر ہوتا ہے - اور حالت چہارم سب سے اعلیٰ ہے اور وہی ترقیات قرب کا انتہائی درجہ ہے جس پر سلسلہ کمالات ولایت کا ختم ہوجاتا ہے تفصیل اسکی یہ ہے -

کہ پہلی حالت وہ حالت ہے کہ جب انسان ناسوتی اندیشوں میں مبتلا ہوتا ہے اور شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا ہے کھاتا ہے اور جو چاہتا ہے پیتا ہے اور جسطرف چاہتا ہے چلتا ہے سو وہ اسی حالتمیں ہوتا ہے کہ ناگاہ حضرت خداوند کریم اُسپر نظر کرتا ہے اور باطنی اور ظاہری طور پر توبہ کا سامان اوس کے لئے میسر کر دیتا ہے - باطنی طور پر یہہ کہ یک بیک ایک جذبہ قویہ خداوند کریم کیطرف سے اُس کے شامل حال ہوجاتا ہے اور وہی جذبہ درحقیقت واعظ باطنی ہے اور اُسی سے فسق و فجور کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں اور انسان اپنے نفس میں قوت پاتا ہے کہ نفس امارہ کی پیروی سے دستکش ہوجائے اور اگرچہ پہلے اس سے ایک اور کمزور جیسا واعظ بھی انسان کے نفس میں موجود ہے جسکو لمۃ الملک سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ بھی نیکی کے لئے سمجھاتا رہتا ہے اور نیک کام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے کہ تو نے یہ اچھا کام کیا ہے اور بدکام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے کہ تو نے یہ بدکام کیا ہے یہاں تک کہ چور چوری کرنے کے بعد اور زانی زناکاری کے بعد اور خونی خون کرنے کے بعد کبھی کبھی باوجود ان سخت پردوں کے اسی لمۃ الملک کے آواز سُن لیتا ہے یعنی اسکا دل فی الفور اُسے کہتا ہے کہ یہ تو نے اچھا کام نہیں کیا بُرا کیا ہے لیکن چونکہ یہ ضعیف واعظ ہے اس لئے اسکا وعظ اکثر بیفائدہ جاتا ہے اور اگرچہ اسکے ساتھ کوئی واعظ ظاہری ملجائے یعنے کوئی صالح انسان نصیحت بھی کرے تب بھی کچھ کار براری کی امید نہیں کیونکہ نفس سخت اژدہا ہے کمزوروں سے وہ قابو میں نہیں آتا اور اگر کچھ مغلوب بھی ہوجاتا ہے تو صرف اسیقدر کہ عارضی اور بے بنیاد توبہ کرتا ہے اور حقیقی سعادت کی تبھی نسیم چلتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی شامل حال ہو سو کامل واعظ جو باطنی طور پر بھیجا جاتا ہے جذبہ ہے اور ظاہری طور پر توبہ کا یہ سامان میسر ہوجاتا ہے کہ کسی صالح کی صحبت میسر آجاتی ہے اور فسق و فجور کی مہلک زہر سے اطلاع ہوجاتی ہے سو یہ دونوں ملکر چکی کے دو پاٹ کیطرح نفس امارہ کو پیس ڈالتے ہیں اور بجبر و اکراہ معاصی اور فسق و فجور سے جدا کرتے ہیں سو یہ دوسری حالت ہے کہ جو ترقیات قرب کی راہ میں سالک کو پیش آتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اس حالت کا نام جبروتی حالت ہے - کیونکہ وہ جبر اور اکراہ کے ساتھہ نفسانی خواہشوں سے باہر آتا ہے اور جذبہ باطنی اپنے طور پر اور واعظ ظاہری اپنے طور پر اُس پر جبر کرتا ہے اور الوفات نفسانیہ سے سختی اور درشتی کے طور پر الگ کردیتے ہیں پھر جب اس پر عنایت اللہ اُسکو قایم کر دیتی ہے تو اوس کے لئے خدا کے حکموں پر چلنا اور اُس کی نہی سے پرہیز کرنا آسان کیا جاتا ہے اور شوق اور ذوق اور اُنس سے اُسکو حصہ دیا جاتا ہے پس وہ اس جہت سے کہ خدا تعالیٰ کی طاعت اور فرمانبرداری بلا تکلف اُس سے صادر ہوتی ہے اور جو حالت دوئم میں بوجہ اور ثقل تہا وہ دور ہوجاتا ہے اس نے وہ ملایک سے تشبیہ پیدا کر لیتا ہے اور یہ حالت ملکوتی حالت ہے اس حالت میں سالک کا اکل و شرب اور ہر ایک مابہ الاحتظاظ امر سے وابستہ ہوتا یعنے ہوا و ہوس کے اتباع سے بکلی رستگار ہوجاتا ہے اور وہی بجالاتا ہے جس کے بجالانے کے لئے شرعاً یا الہاماً مامور ہو - بعد پھر بعد اس کے حالت چہارم ہے جسکو لاہوتی حالت سے تعبیر کرنا چاہیئے اور جب سالک اُس حالت تک پہونچایا جاتا ہے تو صرف یہی بات نہیں کہ اپنے ہوا و ہوس سے خلاصی پاتا ہے بلکہ کلّی اپنے ہوا و ہوس سے اور نیز اپنے ارادہ سے محو ہوجاتا ہے تب انسان خدا کے ہاتھہ میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ بدست زندہ ہوتا ہے اور الوہیت اُس فانی پر اپنی تجلیات تامہ ڈالتی ہے اور ارادات ربانی علیٰ وجہ البصیرت اُس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور وہ خدا کی طرف سے صاحب علم صحیح ہوتا ہے اور ہر یک ابتلاء اور آزمایش سے باہر آجاتا ہے اور یہ مرتبہ ملایک سے برتر ہے ملایک کو یہ حالت چہارم جو غلبہ عشق سے پیدا ہوتی ہے عطا نہیں ہوتی یہ خالص انسان کے حصہ میں آتی ہے وذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء اور جیسی بصیرت کاملہ ایسی حالت سے مخصوص ہے ایسا ہی صلاحیت کاملہ بھی اسی حالت سے وابستہ ہے کیونکہ پہلی حالتیں نقصان علمی و عملی سے خالی نہیں ہیں بلکہ نقصان علمی و عملی انکے لازم حال پڑا

ہوا ہے کیونکہ خدا ہیں اور انہیں اپنا وجود حائل ہے پس وہی وجود ایک حجاب بنکر علم اور اخلاص کے ناقص رہنے کا موجب ہے لیکن حالت چہارم میں وجود بشری بکلی اُٹھ جاتا ہے اور کوئی حجاب درمیان میں نہیں رہتا اور اس حالت عارف کا اکل و شرب اور ہر ایک مابہ الاحتظاظ اُسکے شعور اور ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک پودے کیطرح بے حس و حرکت ہے۔ اور مالک جب مناسب دیکھتا ہے تو اُسکی آبپاشی کرتا ہے۔ اُسکو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کھاؤں گا اور کیا پیونگا اور جیسے ایک نیم مردہ کو خواہ کوئی لات مار جائے خواہ پیار دیجائے یکساں ہوتا ہے ایسا ہی وہ جام عشق سے مست و مدہوش ہے اور اپنے نفس کے انتظاموں سے فارغ ہے سو جیسے مادر مہربان اپنے نادان بچے کو وقت پر آپ دودھ پلاتی ہے اور اُسکی بالشت تا بالشت کی آپ خبر رکھتی ہے ایسا ہی خداوند کریم اس ضعیف اور عاجز بندہ کا کہ جو اُسکی محبت کے سخت جذبہ سے یکبارگی اپنے وجود سے اور اُسکے نفع و نقصان کے فکر سے کھویا گیا ہے آپ متولی ہوتا ہے یہاں تک کہ اُسکے دوستوں کا آپ دوست اور اُسکے دشمنوں کا آپ دشمن بن جاتا ہے اور جو کچھ اُسکو اپنے دوستوں اور دشمنوں سے معاملہ کرنا چاہیئے تھا وہ اُسکی جگہ آپ کرتا ہے غرض اُسکے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے اور اُسکے سب شکست ریخت کی آپ مرمت کرتا ہے اور وہ درمیان نہیں ہوتا اور نہ کسی بات کا خواستگار صفحہ ۲۳۰ کے سر پر یہ عبارت ہے

شبانکل بالاھن یعنے تیسری حالت کا سالک مرحق کے ساتھ کھاتا ہے۔ اور پھر صفحہ ۲۳۱ - میں حالت چہارم کے قریب کی نسبت بھی لکھا ہے - فینفال له ... والفضل یعنے اُسکو بھی کھانے ... پڑتا ہے تو ان دونوں امروں میں فرق ... ہے کہ حالت سیوم میں تو سالک کے نفس ... وہ محقق ہوتا ہے اور اُسکا یہ مشرب ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ فلاں حظ کے اُٹھانے کے لئے مجھے اجازت فرماوے تو میں اوسکو اُٹھاؤنگا اور گو وہ ... نفس سے پاک کیا جاتا ہے لیکن متابعت امر کے پیرایہ میں وہ حظ حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ بقایا نفس کے ابھی موجود ہوتے ہیں مگر حالت چہارم میں مقرب کامل کیطرف سے بالکل ارادہ نہیں ہوتا خود خدا تعالیٰ لطور بلطف و احسان کے کسی مابہ الاستفاذ کو اُسکے لئے میسر کر دیتا ہے اور جیسے مادر مہربان اپنے بچے کو جگا کر دودھ پینے کی ہدایت کرتی ہے ویسا ہی وہ اُسکو جگا کر کسی حظ کے اُٹھانے کے لئے تحریک کرتا ہے سو وہ تحریک سراسر اُسی کی شفقت سے اور فضل اور عنایت سے ہوتی ہے۔ ۳۰ر اگست ۱۸۹۳ء مطابق ۲ر شوال ۱۳۱۱ھ

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر دوازدہم
بقیہ رکوع ۳ سورۃ البقر

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

کیا انسان جو فطرتاً کسی رفیق اور غمگسار کی صحبت اور موانست چاہتا ہے بہشت میں جگہ کسی محبس و زندان کیطرح یکہ و تنہا چھوڑا جاویگا نہیں (بلکہ اوسمیں اوسکے لئے پاکیزہ رفیق ہونگے) اور پھر یہ نہیں کہ بعض نادانوں کے خیال کے موافق کہ چند روز نجات و آرام پاکر دار النجات سے نکالے جائیں گے نہیں (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہیں رہیں گے)۔

ہم نے گذشتہ نمبر میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اس آیت کے اس ٹکڑے پر ایک بحث کریں اور اوسکے ضمن میں اون اعتراضات پر روشنی ڈالیں جو ناعاقبت اندیش مخالف اس پر کیا کرتے ہیں اس سے پیشتر کہ ہم اون اعتراضات پر نظر کریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بالاختصار ہم اس امر کو بیان کر دیں کہ بہشت میں دنیوی نعمتوں کی طرز پر نعمتیں کیوں ہوں گی اس اعتراض کے کرنیوالے دو گروہ ہیں ایک تو عیسائی دوسرے آریہ جنکے ساتھ ملے ہوئے کوتاہ اندیش نیچری بھی ہیں۔

اول الذکر کے لئے تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ کتب مقدسہ توریت و انجیل وغیرہ اس قسم کے وعدوں سے پر ہیں۔ اور ایسے ہی الفاظ جنت کو بیان کرتی ہیں جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ دیکھو ...

فریق ثانی جو کسی حد تک اپنے آپ کو عقل پرست قرار دیتا ہے اونکے رفع اعتراض کی خاطر ہم بھی معقولی رنگ میں اس مضمون پر مختصر سی گفتگو کریں گے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ مالک یوم الدین ہے جسکا خاصہ اور تقاضا یہ ہے کہ اپنی ملکیت تامہ سے ایسے کامل طور پر جزا دے کہ جزا یاب کو کامل طور پر معلوم ہو جاوے کہ اوسکے اعمال کا ثمرہ ہے اور اوس جزا کا وجود ایسا ہو کہ انسان کے دل اور روح اور جسم اور جان پر اوسکا یکساں اثر متحقق ہو۔ مگر وہ نادان اس کو کیونکر مان سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو مدبر بالارادہ ہستی نہیں مانتے۔ اور جو محدود نجات کے قایل ہیں کیونکہ پھر خدا کی خدائی کا سارا کاروبار پراگندہ ہوتا ہے اس موقعہ پر اس مسئلہ پر بحث کرنے کی ضرورت اور گنجایش نہیں اوسکو چھوڑتے ہیں۔

انسان چونکہ جسم اور روح دو مختلف چیزوں کی ترکیب سے بنا ہے اور یہ مرکب قالب ہی افعال و اعمال کے صدور کا موجب ہوا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے کمال قدرت و عظمت کے لئے بالطبع یہ تقاضا موجود ہے کہ اوس سچے پرستار کو جو اوسکی رضاجوئی کی راہوں پر صدق نیت سے گام زن رہا ہے ہر ایک قسم کی نعمتوں سے متمتع اور بہرہ ور کرے۔

اور اس امر کا سمجھ لینا کہ خلقت انسانی کا کمال مجرد روح سے نہیں بلکہ جسم و روح کے امتزاج اور اختلاط سے ہے ایسا صاف اور بدیہی ہے کہ کسی دلیل کی حاجت نہیں اور جسمی اختلال سے روحانی اختلال واقع ہوتا ہے سر میں چوٹ لگ جاوے تمام ذہنی اور دماغی قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں اسی پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ روح کے کمال کے لئے جسمانی ترکیب کسقدر ضروری ہے پس جنت الخلد میں چونکہ روحانی کمال مطلوب ہے وہ بدون جسم ممکن نہیں لہذا وہاں جسمانی و روحانی نعماء کا ہونا لازمی اور قدرت ایزدی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اور اگر اسکو باریک اور لطیف پیرایہ میں بیان کریں تو

یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُن حقایق اور معارف اور لذات روحانی کی طرف اشارہ ہے جو بہشت میں ملیں گی اور اُنکو جسمانی طور پر متمثل اور متشکل دکھایا گیا ہے جیسے انسان خواب میں امور معقولہ کو محسوس کرتا ہے۔ بہرلحاظ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جنت میں نعماء جنت ہر ایک قسم کی نعمتوں پر مشتمل ہونگے جو روح کی فطری خواہش اور جبلی طلب کے پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

ازواج پر بحث اور حوروں کا مسئلہ

اب ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کو بیان کریں کہ ازواج کا جو وعدہ دیا گیا ہے اسمیں کیا راز ہے۔ یہ امر تو مسلم الثبوت ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور وہ فطرتاً کسی دوسرے رفیق کو چاہتا ہے اور ایسا رفیق کہ ہر طرح سے رفیق کہلانے کا مستحق ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس فطری اقتضے کو پورا کرنے کے لئے جنت میں اوسکے لئے رفیق بنائے ہیں۔

ازواج کا لفظ عام ہے اور وہ مرد اور عورت دونوں پر بولا جا سکتا ہے۔ پس ہر ایک انسان کے لئے رفیق مطہر عطا ہونگے۔

ازواج کی تشریح قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر بھی ہم پاتے ہیں چنانچہ سورۃ رعد میں فرمایا ہے جنت عدن یدخلونہا ومن صلح من اٰبائہم وازواجہم وذریاتہم الی الاٰیۃ پس ازواج مطہرۃ سے اگر ازواجہم فی الدنیا والے ازواج مراد لیں تو کوئی استبعاد عقل لازم نہیں آتا۔ بلکہ مطہرۃ کا لفظ اس پر قرینہ بھی ہے جنت کی توضیح اور تشریح ایک جداگانہ مضمون ہے جو کسی دوسرے وقت پر بیان کیا جاویگا۔

پس بہشت میں جسمانی روحانی نعمتوں کا ملنا جب ثابت ہو چکا تو اسکے بعد بہشت میں عورتوں کے ملنے کا سوال ایسا سوال نہیں رہتا کہ وہ کچھ اثر پیدا کر سکے تاہم اس پر ہی مختصر سی نظر کرتے ہیں۔

یوں کہا جاتا ہے کہ بہشت میں عورتوں سے ملنا اور خلا ملا کرنا تقدس باری کے خلاف ہے۔ ہم نے جہاں تک اس مسئلہ پر غور کیا اس اعتراض کو بالکل قلت تدبر سے ناشی پایا کیونکہ اس امر کا اعتراف تو بہرحال کرنا پڑیگا کہ یہ مستورات و مخدرات آخر حشر اجساد میں اُٹھیں گی۔ تو پس اونکی موجودگی جب یہاں تقدس باری تعالیٰ کے خلاف نہیں تو اگر کوئی نئی مخلوق از قسم اناث جنکو حور کہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی شان میں کسی قسم کا محل اعتراض ہو سکتی ہیں؟ ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ چونکہ توالد و تناسل کا سلسلہ نہ ہوگا اس لئے وہاں ان مستورات مخدرات سے خلا ملا رکھنا کیا فایدہ رکھتا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اول تو یہ امر بحث طلب ہے کہ عورت کے خلق سے صرف یہی غرض نہیں اگر ایسا ہو تو دنیا میں کوئی عورت عقیمہ نہو اور کبھی کوئی معصوم لڑکی فوت نہو حالانکہ ہم ہر روز اس اٹل قانون کو پاتے ہیں علاوہ ازیں عورت اور مرد توالد تناسل کے لئے دونوں ذمہ وار ہیں پھر لازم آتا ہے کہ مرد بھی نہ رہیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جبکہ اس دنیا میں جایز مخالطت اور شرعی موافقت مخدرات سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی میں حارج نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ یہاں بھی ایسا ہی حاظر ناظر جیسے وہاں ہوگا۔ تو وہاں کیونکر ہو سکتی ہے؟ اور تقدس اور پاکیزگی ایسی چیز نہیں ہے جو عورتوں کے خلا ملا سے زایل ہو جاتی ہو۔ کیونکہ دنیا میں صدہا راست باز گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں مگر اونکا بیاہ کرنا اور بچوں کا باپ ہونا اونکی تقدس مآبی میں حایل اور حارج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ایک لطیف ذریعہ اونکی ترقی مدارج اور روحانی کمالات کا ہے دانشمند دل اس مقام پر غور کریں !!!

وہم فیہا خالدون اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوس میں رہیں گے۔ بعض نادان لوگوں نے جو خوبی نجات کے مفہوم سے بے خبر اور اوسکے حصول سے مایوس مطلق ہیں اس پر اعتراض کیا ہے کہ

محدود اعمال کی جزا غیر محدود کیوں ہے

اولاً۔ یہ بات تو بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ روح میں ابدی نجات اور دایمی سکھ کی اضطراری پیاس ہے پھر یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ خدا تعالےٰ کیونکر روح کو ایک فطری ضرورۃ عطا فرماکر پھر وہ حکو اس تقاضا کے موافق۔ وہ نعمت جسکا روح طالب ہے نہ دے۔ حالانکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تمام فطری تقاضے پورے ہو رہے ہیں ثانیاً یہ ایک دعوے ہے جسکی دلیل نہیں محدود کام کا ثمرہ محدود ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ہر ایک فعل پر ایک نتیجہ مترتب ہوتا ہے اور پھر وہ نتیجہ علت بنتا ہے اور اوس سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے غرض علت اور معلول کا کبھی ختم نہیں ہوتا پس اعمال اور افعال بھی جو اس سلسلہ علت و معلول میں شامل ہیں بالکل بے انتہا اور غیر محدود ہیں پس اگر یہ دعویٰ بفرض محال مان بھی لیا جائے تو بھی یہ جزاے جو فضل الٰہی سے (جو مسلم طور پر غیر محدود ہے) ملی غیر محدود ہی ہونی چاہیئے۔

ثالثاً۔ بندہ کا عمل اعظم یہی ہے کہ وہ وفاداری ہاں لا انتہا وفاداری اور ابدی صدق سے ایمان لاتا ہے اور اُسکے تمام مراتب اور لوازم پر عمل کرتا ہے اب اگر وہ وفات پاجاتا ہے تو اوسکا کیا قصور ہے؟ یہ تو پھر نعوذ باللہ خدا پر اعتراض ہوگا جو دہریوں کا کام ہے اوس نے اپنی زندگی کے طریق اور چلن سے اپنی سچی وفاداری کا ثبوت دیدیا پس اوسکے اعمال کبھی محدود نہ ہوئے بلکہ غیر محدود ٹھہرے۔ علاوہ بریں اعمال صالحہ کی اصل تقسیم صرف یہ ہے کہ یا وہ تعظیم الٰہی کیواسطے ہوتے ہیں۔ یا شفقت علی خلق اللہ کے اور جنت میں دونوں اعمال موجود ہیں اول قسم کے لئے فرماتا ہے دعوٰیہم فیہا سبحانک اللّٰہم وتحیتہم فیہا سلام واٰخر دعوٰیہم ان الحمد للّٰہ رب العالمین قسم دوم کے بارے میں فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔

ثالثاً۔ نجات کی اصلی غرض اور حقیقت تو وہ لذت اور سرور ہے جو انسان ماسوائے اللہ سے کلی قطع کرکے اللہ تعالےٰ کی محبت میں محویت حاصل کرکے پاتا ہے اور یہ مسلہ بات ہے کہ محبت بجز معرفت کے نہیں ہوتی۔ چونکہ جنت میں تمام نعمتوں کی سرتاج نعمت ذکر الٰہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پس یہ سلسلہ تو زیادہ وسیع ہوتا جائیگا کیونکہ یہ معرفت اور محبت بڑہتی جائے گی پھر انسان کیونکر خیال کر سکتا ہے کہ وہاں سے کبھی نکل آئیگا بلکہ وہاں سے نکل سکنا ہی نہیں پس یہ کیسی سچی فلاسفی اور روح کی تسلی دینے والی بات ہے کہ اسلام نے وہ جنت بتلائی ہے جہاں ابد الاباد کے لئے رہنا ہوگا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستان کا آیندہ مذہب لودہانہ کے عیسائی اخبار نور افشاں نے اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں اس عنوان سے ایک لیڈر لکھنے کا ارادہ ظاہر کرکے ہندو مسلمانوں کو بھی توجہ دلائی ہے کہ وہ اس عنوان پر اپنے خیالات ظاہر کریں۔ اس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا عنوان سرسری نگاہ میں ایک دل خوش کن اور قابل بحث مضمون نظر آئیگا چنانچہ پچھلے چند سال میں اس کئی مرتبہ آریہ سماج اور دیگر مذہبی کانفرنسوں میں حسب خواہش اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں اس عنوان پر بحث کر کے کوئی مفید امر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اضداد کا مقابلہ استمراری عادۃ اللہ ہے۔ ہاں یہ مضمون بہ تغیر الفاظ یوں قابل بحث ہو سکتا ہے "کہ دنیا میں عالمگیر مذہب کون ہے" اگر نور افشاں کی مراد یہ ثابت کرنا ہو کہ آیندہ مذہب انڈیا کا عیسائیت ہوگا تو ایسے گہر میں کون اپنی بیوی کا نام بیگم نہیں رکھ [illegible] زمانہ میں تو اتنی کامیابی نہ ہوئی کہ کل [illegible] تو وہ اپنا ہم خیال بنالیتا۔ ساری عمر میں کل ایک [illegible] عیسائی ہوئے اور اونہیں سے بھی [illegible] اور کمزور آدمی کہ ذرا سی بات پر [illegible] انکار کو طیار اور تیس درہم لیکر گرفتار کرانے کو آمادہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ظلمت اور نور کا مقابلہ ضروری بات ہے پس نور افشاں اگر ایسے مضامین پر بحث کی ضرورت سمجھتا ہے تو وہ اس عنوان کو یوں قایم کرے "دنیا میں عالمگیر مذہب کون ہے" جس پر ہر ایک شخص اپنے خیالات ظاہر کرے ہم بھی انشاءاللہ [illegible] نور افشاں کے مجوزہ مضمون پر بحث کرنا [illegible] لیتا ہے ہاں نور افشاں کے [illegible] مضمون کے بعد ختم ہوجانے [illegible] مذکورہ کے سلسلہ [illegible] ریمارک کریں گے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

مسلمانوں کی مذہبی حیثیت کو عملی طور پر قائم رکھنے کے لئے تعلیم الاسلام ایسے مدرسہ کی ضرورت ایک ایسی ضرورت ہے جسکو وہ لوگ خوب محسوس کر سکتے ہیں جو ان بدنتائج سے ذرا بھی اطلاع رکھتے ہیں جو مشن سکولوں یا دوسرے سکولوں کے تعلیم یافتہ طلبا کی حالت پر اثر پزیر پائے جاتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے اجرا میں تمام قومی اور اسلامی اغراض شامل ہیں ضروریات زمانہ کے لحاظ کر دنیوی تعلیم کے ساتھہ دینی اور مذہبی تعلیم کا خاطرخواہ انتظام کیا گیا ہے مگر مدرسہ کی تکمیل اور ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ابھی مالی حالت بہت کچھہ امداد کی محتاج ہے۔ ہمکو مینجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کے ایما سے معلوم ہوا ہے اور ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ مدرسہ کی **عمارت** موجودہ حالت کے لحاظ سے بھی غیر مکتفی ہے اور علاوہ ازیں بورڈنگ ہوس کا کوئی انتظام نہیں جسکی وجہ سے مدرسہ کے اجرا سے بیرونجات کے طالب علم ابھی فایدہ نہیں اٹھا سکتے اسلئے یہ ضروری معلوم ہوا ہے کہ ہم اپنے ناظرین اور عام مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائیں کہ **بورڈنگ ہوس** اور عمارت مدرسہ کی تکمیل کے کام درپیش ہیں۔ ہر ایک شخص حسب مقدور اس کار خیر میں شریک ہوکر امداد فرماوے ہم مینجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کو رائے دینا چاہتے ہیں کہ **عمارت مدرسہ و بورڈنگ** کے متعلق ایک ماہواری چندہ کی فہرست مرتب کی جاوے اور وہ مدامی ہو کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے متعلق آئے دن ضروریات بڑہیں گی اس لئے یہ چندہ دایمی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس کار خیر میں یکمشت اور مدامی چندہ سے غرض ہر طرح شریک ہونگے اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیں گے۔ ہر ایک قسم کا زر چندہ مدرسہ کے متعلق "مولوی حکیم نورالدین صاحب **قادیان**" کے پتہ سے آنا چاہیے۔ اور یہ چندہ جو عمارت کے لئے ہو وہ چندہ عمارت ہے اور جو مسکین طلبا کے لئے ہو وہ مساکین فنڈ کے نام سے بھیجا جاوے اور جو عام اغراض کے لئے تمام اغراض کے نام سے بھیجا جاوے غرض چندہ بھیجنے والوں کو صراحت کردینی ضروری ہے تاکہ ہر ایک مد کا جداگانہ چندہ رکھا جاوے۔

الحکم اور اوسکے معاون

ہم دلی شکرگزاری کے ساتھہ ظاہر کرتے ہیں کہ الحکم کے معاونین اوسکی توسیع اشاعت میں پوری کوشش فرما رہے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزا۔ مندرجہ ذیل احباب خاص طور پر شکریہ کے قابل ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی خرچ سے یا کوشش سے خریدار بہم پہونچا کر توسیع اشاعت کے کام کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۱) شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیر میاں میر۔ (۲) ایک معزز مخدوم الکوہاٹ (۳) ایک مکرم دوست انبیٹہ پور (۴) مفتی محمد صادق صاحب لاہور۔ (۵) قاضی یوسف علی سنگرور (۶) منشی نور احمد صاحب ٹانی پور (۷) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ۔ (۸) حکیم محمد حسین صاحب لاہور

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر دوسرے احباب بھی اسیطرح مصروف رہے تو بہت تھوڑے میں الحکم کی موجودہ اشاعت کئی چند ہو سکتی ہے۔

معزز قدران الحکم

۸ر نومبر ۱۸۹۸ء سے الحکم کا مالی سال شروع ہوگیا ہے اس لئے خاکسار مدیر الحکم امید کرتا ہے کہ آپ سال گذشتہ اور رواں کا چندہ بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماویں گے۔ (ایڈیٹر)

عقیقہ مسنونہ ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور مع الخیر ولایت سے واپس آئے ہیں آجکل دارالامان میں ہیں اپنے ہی رہیں جیسا کہ پہلے بعض احباب سے [illegible] ارادہ کر لیا [illegible] دارالامان میں [illegible] ۱۲ نومبر کو قادیان میں عقیقہ کیا۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کے نام ایک اور خط

یہہ کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں کہ شیخ بٹالوی پر ہر طرف سے حجت پوری ہو رہی ہے - مباہلہ بلا شرط کی ایک ایسی راہ ہے کہ اس سے یہہ کل کے دن کا جھگڑا طے ہو جاتا ہے - مگر ابھی تک اس درخواست مباہلہ کا کوئی جواب شیخ بٹالوی کی طرف سے ہمارے پاس نہیں پہنچا - مباہلہ کے بلا اثر ثابت ہونے پر جو انعام بٹالوی کو دیا جا سکتا ہے اُسکی تعداد ہمارے پاس آٹھہ ہزار کے قریب تک پہنچ چکی ہے گو اعلان ابھی دو ہزار ساڑھے تین سو تک کا ہوا ہے - ہم اخیر نومبر تک شیخ بٹالوی کے جواب کا انتظار کرتے ہیں - پھر آہ مضامین کے ذریعہ اور کثیر التعداد اشتہارات سے پبلک کو اس راس المکفرین کی کارستانیوں سے واقف کرینگے اور اپنے موعودہ مضمون شایع کرکے خود پبلک ہی کے فیصلہ پر چھوڑینگے اب ہم وہ خط شایع کرتے ہیں جو میاں محمد حسین کے ایک آدمی پرانے دوست نے اُن کو اتماماً للحجت لکھا ہے - (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

زمانہ سابق میں مکرم و معظم مولوی صاحب! السلام علی من اتبع الہدیٰ! مجھے اخبار الحکم کے گذشتہ چند ہفتوں کے پرچے دیکھنے کا اتفاق ہوا جسمیں مکرم مولوی عبد القادر صاحب لودہیانوی کی ایک چٹھی آپکے نام لکھی گئی جسمیں مولوی صاحب موصوف نے اپنی ہم مکتبی اور دیگر قدیمانہ حقوق دوستی کو یاد دلا کر ایک قطعی فیصلہ کے لئے آپ کو مباہلہ کی طرف توجہہ دلائی ہے - اور مولوی صاحب موصوف نے اپنی غربیانہ حیثیت کے موجب مباہلہ کو غیر موثر ہونیکی صورت میں دو سو روپیہ کی رقم آپکو دلانی منظور کی ہے اور نیز جماعتہائے لاہور - پٹیالہ - شملہ - الہ آباد - بٹالہ وغیرہ نے رقم مذکور کو آپکے منصب اور ضروریات موجودہ کے لئے غیر مکتفی سمجھ کر اپنی طرف سے اور رقومات ایزاد کر دی ہیں جنکی تعداد قریباً سہ ہزار تک پہنچ چکی ہے - بلکہ بالائی طور سے سُنا جاتا ہے کہ رقم مذکور آٹھہ ہزار تک ہو گئی ہے - اس تمام کارروائی کو دیکھکر مجھے بھی تحریک ہوئی کہ ایکدفعہ پھر آپ کو ایک خط لکھوں شاید کہ آپ کی ایزادی بصیرت و ہدایت کا موجب ہو جاوے اور مجھے بھی سعادت دارین سے حصہ مل جائے - مجھے سخت تڑپ ہے بلکہ میری دلی آرزو ہے کہ آپ اس نعمت غیر مترقبہ سے جو لاریب خالق ارض و سما اور مالک یوم الدین کی طرف سے ایسے پُر فتن زمانہ میں جبکہ صفحۂ دنیا پر ظلمت اور عصیاں کا طوفان برپا ہے - اور مخلوقات خدا ہلاکت اور تباہی کے دریائے بے پایاں میں غرق ہو رہی ہے نازل ہوئی ہے بہرہ ور ہوں۔

آپ کو یاد ہو گا کہ پیشتر ازیں ایک طول طویل خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا جس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا - شاید کوئی مصلحت وقتی سکوت کے لئے دامنگیر ہوئی ہو گی - اور نیز اسباب کا اظہار کرنا اس موقع پر غیر مناسب نہیں ہو گا کہ خاکسار چند بار بذات خود حاضر خدمت والا ہو کر بڑے ادب سے ملتجی ہوا کہ آپ حضرت مرزا صاحب ادام اللہ برکاتہ کی نسبت غور فرما دیں - اور مخالفت کے لئے جلدی نکریں کیونکہ حق اور باطل چھپا نہیں رہ سکتا - آپ اپنی زبان اور قلم کو روکیں - مگر میں سخت افسوس سے لکھتا ہوں آہ - ایک روحانی مرض نے جو جذام یا دق سے بھی بدتر ہے - بدقسمتی سے آپکی روح اور عقل پر ایسا غلبہ پا لیا ہے کہ آپ کسی ناصح اور ہمدرد کی خیر خواہانہ نصیحت کو سُن ہی نہیں سکتے - اور چونکہ بیمار کو بسا اوقات اپنی بیماری کا پورا حال منکشف نہیں ہوتا اسواسطے روز بروز مرض نامعلوم طور سے ترقی کرتی جاتی ہے حتی کہ اُسکو ورطۂ ہلاکت میں ڈالدیتی ہے - لہذا محض دلی ہمدردی اور نیک سگالی کی نیت سے جرات کرکے یہہ عاجز آپکے مرض کی تشخیص میں مصروف ہو کر آپ ہی کی بھلائی اور بہبودی کے لئے اس مرض کا نام آپ پر ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہے - شاید کہ اللہ تعالیٰ جو علیم و حکیم ہے آپ کو توفیق خیر عطا فرما دے - اور اسکے معالجے کے لئے آپکی توجہہ منعطف کر دے - گو میں جانتا ہوں کہ اب آپکی حالت اس مرض کی وجہہ سے اخیر درجہ کو پہنچ چکی ہے - اور ظاہر میں انسان کہہ سکتا ہے - کہ اب اسکا علاج دشوار بلکہ ناممکن ہے مگر میں مایوس نہیں ہو سکتا بلکہ کسی مومن کو نا امید نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون - میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس عرضداشت کو بدظنی پر محمول نہیں فرماوینگے بلکہ ایک نہایت ہی ہمدرد کی غمخواری تصور فرما کر اسپر عملدرآمد کرینگے - اور اس تشخیص کو سچا سمجھکر مرض کے دفیعہ کے لئے کر ہمت باندہکر جان توڑ کوشش میں مصروف ہو جائینگے - کیونکہ یہہ مرض کوئی معمولی مرض نہیں ہے یہہ وہ مرض ہے جسنے فرعون اور شداد جیسے زبردست بادشاہوں کو ہلاک کیا - یہہ وہ مرض ہے جس نے معلم الملکوت کو جنت جیسی نعمت سے محروم کیا یہہ وہ مرض ہے جسنے بلعم باعور جیسے مستجاب الدعوات کو جحیم کا وارث بنایا میں اب یقین کرتا ہوں کہ آنجناب کو اس منحوس مرض کا پتہ لگ گیا ہو گا - اگر نہیں لگا تو میں کہول کر بتلا ہی دیتا ہوں کہ اس خبیث مرض کا نام تکبر ہے جس نے کسی نامبارک وقت میں آپکے دل و دماغ کو بیکار اور حسد کی آگ کو مشتعل کرکے آپکے تمام قوائے روحانی کو خاک سیاہ کر دیا ہے - ورنہ آپ جیسے بیدار مغز اور عالم اہل حدیث اور مسائل کے سمجھنے میں کیوں کر پیچھے رہجاتے ہیں گستاخی معاف! میں نے اُن تعلقات کی وجہہ سے جو آپ کو میرے ساتھہ ایک عرصہ دراز تک رہے - یہہ سب باتیں عرض کی گئیں اب انکو قبول کرنا اور اُن پر عمل کرنا آپکا کام ہے - میں نے فی الحقیقت اصلی مرض کو جو آپکے تمام قوٰی پر محیط ہو رہی ہے پیش کر دیا ہے - اب آگے علاج کرنا یا نکرنا آپکے اختیار میں ہے - مجھے علاج کے بتلانے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ قرآن شریف اور کل احادیث کی کتابیں اس مرض کی ادویات سے بہری پڑی ہیں - اللہ تعالیٰ جیسے حکیم مطلق اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے حکیم امت کے تبلائے ہوئے نسخوں سے جونسا نسخہ آپ استعمال کرینگے تو یقیناً یقیناً آپ اس مرض نامراد سے نجات پا جائینگے

آپکو ضرور یاد ہو گا کہ میں نے ملاقات کے وقت چند بار زبانی اور نیز اپنے سابقہ خط میں جسکو ارسال کئیے ہوئے زاید از ڈیڑہ سال ہو گیا ہے عرض کیا تہا اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے مدت العمر حضرت امام الزمان مجدد دوران مسیح موعود و مہدی معہود کی خدمت بابرکت میں رہکر اندرونی اور بیرونی حالات پر کما ینبغی اطلاع پا کر اصل حقیقت معلوم کرکے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ لاریب وہ عباد اللہ الصالحین اور یقیناً مامورین من اللہ میں سے ہیں - بلاشک وہ نیر آسمانی انوار کی بارش اور روحانی برکات کا نزول ہوتا ہے جنکو عکس سے اُن کے در و دیوار روشن اور اُن کے گرد و نواح منور ہوتے ہیں دُور دراز امصار و دیار کے زائرین جو طلعت سفر و صعوبت راہ برداشت کرکے نکلے ماندہ اور پژمردہ ہو کر آتے ہیں وہ اس بزرگ امام زمان عالی دماغ کے چہرہ مبارک کو دیکھکر تمام تکالیف کو بہول جاتے اور اُن کی تقریر دلپذیر کو سنکر نہایت تر و تازہ ہو جاتے ہیں اُن کی چند روزہ صحبت وطن مالوف کی محبت کو چھوڑا دیتی ہے اُن کے کلام مالاکلام سے ایسے محظوظ ہوتے ہیں کہ جی جُدا ہونیکو نہیں چاہتا - انکی صف نماز میں کہڑے ہونے سے نماز میں وہ حلاوت ہوتی ہے کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا - عبادت میں خشیت تلاوت قرآن شریف میں لذت پیدا ہوتی ہے - دلوں میں نور بہرتا ہے - چہروں پر سعادت کے انوار نمایاں ہوتے ہیں - گناہان ماسبق کے لئے توبہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور آئیندہ کے لئے آلہی نافرمانی اور انکا معصیت سے نفرت پیدا ہوتی ہے اُن کے تمام مریدوں میں باہم الفت اور محبت روز بروز بڑہتی اور اسلامی اخوت ترقی کرتی ہے وہ اخلاق حسنہ سے پیار کرتے اور افعال قبیحہ سے بیزار ہوتے ہیں۔

برخلاف اسکے علمائے وقت کی صحبت سے نخوت اور تکبر پیدا ہوتا ہے - باہمی مخالفت اور عداوت کا بیج بویا جاتا ہے - شرارت اور فساد کی آگ دلوں میں مشتعل ہوتی اور کینہ اور بغض کے شعلے طبائع میں موجزن ہوتے ہیں نہ عبادت میں لذت نہ گناہوں سے نفرت - علماء ہیں کہ خود ستائی خود نمائی میں گرفتار - رہبانیت اور رہیت روی کے طریقوں سے بیزار - دنیاوی لالچوں - نفسانی جوشوں میں مبتلا باہمی پہوٹ اور دہڑہ بازی کے شیدا ہو رہے ہیں - دوسروں کا ذکر ہی جانے دیجئیے آپ اپنے نفس پر ہی خیال فرما دیں - کیا آپ کا ضمیر آپکو اسبات کی تسکین دلا سکتا ہے کہ آپ عالم ربانی ہیں؟ آپ کا ضمیر پکار کر کہیگا حاشا و کلا! (ہرگز نہیں ہرگز نہیں) پہر آپ ہی انصاف فرمائیے اور داد دیجئے! کب ہم لوگ راستی پر ہو سکتے ہیں؟ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟

امر متذکرہ بالا کی تحقیقات کے لئے ہم دُور نہیں جاتے ہیں - آپ کی ہی ایک بات بیان کئے دیتا ہوں - مجھے اچھی طرح تفتیش کالج ہے اور میں خیال کرتا ہوں آپکو بہی یہہ بات از یاد رفتہ نہیں ہو گی کہ ایکبار نہیں بلکہ چند بار آپنے برسر ممبر تحدی سے پکار کر کہا تہا کہ میں نے ہی اس شخص کو جسنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر چڑہایا ہے اور اب میں ہی اسکو زمین پر گراؤں گا - اور دوسری طرف حضرت امام ہمام نے بذریعہ اشتہارات شایع کیا کہ مجھے شیخ محمد حسین بٹالوی یعنے جناب کی نسبت الہام ہوا ہے انی مہین من اراد اہانتک یعنے میں (اللہ) اُس شخص کو ذلیل اور خوار کرکے چہوڑونگا جسنے تیری اہانت کا قصد کیا۔

یہہ دو کلمات ہیں جو ایک تو آپکی طرف سے اور دوسرا حضرت حجۃ اللہ کیطرف سے میدان کارزار میں گویا کشتی کے لئے نکلے ہیں - اب میں اسجگہ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا صرف یہہ دریافت کرتا ہوں اور اس کا فیصلہ آپ پر چہوڑتا ہوں کہ آپ ہی قسم کہا کر اور رب عزیز اور سمیع خبیر کا خوف دل میں رکھکر فرما دیں کہ کس کا بول بالا رہا - اور کس کے منہ کی پہونکیں بے سود ثابت ہوئیں ہیں؟ کیا اس امام کی عزت روز روشن کی طرح دنیا پر ظاہر

نہیں ہوئی؟ کیا اُن کے عادی کو لوگوں نے کم قبول کیا ہے؟ کیا اُن کی تائید کیلئے آسمانی نورمبین نشان نمودار نہیں ہوئے؟ کیا اُن کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچی ہے؟ کیا اُن کی اشاعت کتب و اشتہارات سے دنیا کا کوئی ملک خالی رہا ہے؟ کیا اُن کو ہر موقع مقابلہ پر سرخروئی اور فتح نمایاں نہیں ہوئی؟

اب برخلاف اسکے میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کی سلسلہ فرقت پر ذلت کا پانی نہیں پھر گیا۔ کیا علم شہرت کا چاند گہنا نہیں گیا ہے؟ آپ کی قبولیت سے بدل نفرت نہیں ہو گئی؟ آپکے قدیمی دوستوں نے آپکی رفاقت کو ترک نہیں کیا۔ آپ کی اشاعت رسالہ کالعدم نہیں ہوئی ہے؟ آپ کو بمقابل حضرت امام الزمان ہر موقع اور ہر محل پر ناکامی اور نامرادی کا موکھ دیکھنا نصیب نہیں ہوا ہے؟ تمہیں قسم ہے اُس وجود کی جسکی عظمت آپکے دل میں جاگزین ہو سچ سچ تبلائیے کہ کیا یہ واقعات راست اور درست نہیں ہیں؟

اسے زمانہ سابق میں میرے بڑی مکرم و معظم بزرگ اور میں نے بحد المحض نیک نیتی اور ہمدردی حلی لوراُن تعلقات کی وجہ سے جو مجھکو آپسے رہے ہیں نہ گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے یہ پست کنندہ حالات عرض خدمت کئے ہیں۔ اور بار بار الفاظ متذکرہ بالا کا تکرار اسلئے کیا ہے کہ شاید آپ بات کی تہ کو پہنچ جائیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف آپکے دل پر مستولی ہو جاوے اور آپکو وہ خدا مطلق خدا جس کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے صراط مستقیم کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

اب میں بالآخر اپنا اصل منشاء ظاہر کرتا ہوں۔ اور بڑے ادب اور بڑی طمانیت سے گذارش کرتا ہوں کہ آپنے تو مخالفت کو انتہا درجہ تک پہنچا دیا ہے اور حضرت حجۃ اللہ کی تخریب و توہین کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر پھر بھی نتیجہ برعکس نکلا۔ آپ کی ساری کوششیں رائگاں گئیں آپکی جانکاہ مخنتیں ضایع ہوئیں۔ اُن کی ترقی کے صدباب کیلئے آپ کی جانفشانیاں ھباءً منثوراً ثابت ہوئیں۔ لہٰذا خدا کے لئے کچھ عرصہ تک سکوت اختیار کریں اور اُس علیم و خبیر خدا کا خوف کر کے جو دلوں کے باریک در باریک اور تہ در تہ رازوں اور پوشیدہ نہانی کو جانتا ہے ایکدفعہ پھر اس معاملہ میں نظر غور کریں کینہ اور حسد کو خیال مفد کے لئے موجودہ زمانہ کے اونٹوں کی طرح معطل چھوڑ دیں اس طرح میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ پر حق کھولدیگا۔ اور اگر آپ غور کامل سے فیصلہ کر چکے ہیں اور آپکے نزدیک یقیناً یہہ طے ہو لیا ہے کہ حضرت امام ھمام جناب مرزا صاحب فی الحقیقت کاذب اور مفتری ہیں اور آپ کا دل فراخ حوصلگی سے بلا دھڑک بولتا ہے کہ ضرور ہی وہ کافر دجال ہیں تو پھر مولوی عبد القادر صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے اُسپر بلا کم و کاست بلا دریغ مرد میدان بنکر مباہلہ کے لئے نکلیں کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کو کافر کے مقابل میں فتح کا وعدہ دیا ہے۔ دیکھو آیت لن یجعل اللہ للکٰفرین علی المومنین سبیلا۔ پھر آپکو توقف کیوں ہے۔ اس مقابلہ میں نہ صرف بلکہ ٹریل فائدہ متصور ہے آٹھ ہزار روپیہ بھی ملتا ہے۔ ساتھ ہی دشمن کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر خلق خدا کو آئندہ فیصلے کا خوب موقع دستیاب ہوتا ہے پس الیسی حالتیں خاموش رہنا اور جھوٹے حیلے حوالے تراشنا مناسب نہیں ہوگا جبکہ آپکو اپنے کامل مومن ہونے پر یقین کامل ہے اور مقابل کو بیقین کامل مفتری کذاب اور دجال

نتے ہیں تو آپکو ایک منٹ کے لئے بھی درنگ نہیں کرنی چاہیئے آپنے صرف کفر کی خاطر سوا ہیر حاصل کرنیکے لئے بڑی بڑی مصایب سفر اُٹھا کر دُور دراز مقامات پر جانا گوارا کیا ہے تو کیا اب اپنے وطن میں بیٹھکر ٹبالہ کی سرزمین پر کسی وسیع میدان میں نکلنا گوارا نہیں کر سکتے ہیں ضرور گوارا کیجیے اور ضرور کیجیے۔ تا کہ من کم جہاں پاک کی مثال صادق آئے اور خلق پر کہل جاے کہ کاذب اور مفتری کون ہے اور صادق اور راستباز کون ہے اگر اب بھی آپنے اپنی عادت مستمرہ کے موجب پہلوتہی کی تو پھر دنیا پر روز روشن کی طرح کہل جائیگا کہ آپ ہی ان تمام خطابات کے مستحق ہیں جو آپ وقتاً فوقتاً اپنے مدمقابل کی نسبت تجویز کرتے رہے ہیں۔ ہمارا کام کہدینا تہا سو کہدیا۔ اب ہٹنے یا نہ ماننے آپ کا اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ راقم ابو العطا مرزا خدا بخش ۷ نومبر ۱۸۹۸ء

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

(نمبر دوم)

بقیہ خط مسلمان بنام آریہ

اور یہہ کہ پیغمبر اسلام لڑائی کے وقت بلا تعداد عورتوں سے نکاح کر کے اور پھر طلاق دیدینے کا حکم دیا کرتے تھے۔ سو میں نے اُسکے جواب میں لکھا تہا کہ قرآن تو درکنار۔ حدیث صحیح میں بھی یہہ باتیں نہیں اور پھر آپ سے حوالہ طلب کیا تہا۔ چونکہ آپنے اپنے خط میں اسکی تردید نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ آپکا مقولہ بزبان دیو آنند صاف درست ہے اور آپ قائل ہیں کہ یہہ باتیں قرآن میں ہیں مگر افسوس کہ آپنے اس کا جواب بھی ایک حرف نہیں دیا نہ قرآن کا کوئی پارہ سورہ۔ آیۃ لکھی جہاں ان باتوں کی تعلیم معلوم ہوتی ہو۔ تمام خط میں صرف ایک آیۃ ہے جسکا ہماری بحث سے کچھ تعلق نہیں اور جو خود معترض کے حمق اور جہالت کو اُس خط میں ظاہر کر رہی ہے۔

جب آپ کی طرف سے یہہ دعوی تہا کہ اسلام میں ایسی تعلیم قرآن میں پائی جاتی ہے تو یہہ آپ پر ضروری تہا کہ اُسکا ثبوت میری استفسار پر دیتے۔ اصل مطلب اور بحث کو غت ربود کر کے دوسرے جھگڑے لے بیٹھنے بھی تو بددیانتی ہے اگر آپکے دل میں خوف خدا ہوتا اور حق کی طلب ہوتی یا تو اُسکا حوالہ دیتے۔ ورنہ اپنی غلطی اور کجفہمی کو قبول کرتے اور پھر مطلب استفادہ کسی سے دریافت کرتے۔ مگر یہہ آپ کی طرف سے نئی بات نہیں بلکہ افترا اور جھوٹ آپ لوگوں کا ہمیشہ سے کام ہے برگزیدہ راستبازوں کی توہین سے آپکے کتب خانے بھرے ہیں۔ میرا خط اور آپکا جواب خود اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ آپکا کہاں تک جھوٹ اور افترا سے پیار اور راستی سے انکار ہے۔ انہی باتوں کی فیصلہ کیلئے ہماری حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ نے ہر چند دعوۃ کی۔ اشتہار دئیے۔ کتابیں چھاپیں تا یہہ لوگ طالب حق بنکر تاریکی سے نکلنے کی کچھ ہمت باندہ لیں اور جن امراض مہلکہ میں گرفتار ہیں۔ اُن سے نجات پاویں اور خدا کے ستیاناس

یونہی ناحق بوجہ بدگمانی اور استہزا نکریں جو اُن کے لئے انجام کار سخت عذاب کا موجب ہے۔ مگر کسی نے طالب حق بنکر اُن کی طرف رُخ نکیا۔ بلکہ اندر من مراد آبادی کی درخواست پر دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایکسال کا ہرجانہ بھی جمع کرا دیا۔ مگر آخر اقرار کرنیکے بعد پھر وہ اپنے قول کے بموجب حاضر نہوا۔ اسی طرح پنڈت دیانند صاحب اور دیگر مبران اعلیٰ غیر مذاہب اہل اسلام کو کہا گیا اگر کسی کو حق کی طلب ہوتی تو وہ اُن تمام باتوں کو تحقیق کر کے اپنے دوسرے بھائیوں کو اُس سے مستفید ہونیکی وصیت کرتا۔ مگر چونکہ ظلمت اور نور کا جمع ہونا محالات سے ہے اسلئے کسی نے اُس نور کی طرف رُخ نہیں کیا۔ اور ہمیشہ گندی گالیاں چھاپ کر اپنی خبث طینتی کا ثبوت دیتے رہے۔ چنانچہ ہمعصروں کو حضرت اقدس اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔ آپ حصہ اور سے بارہ غور کر کے پڑھیں میں نے اختصار درج کیا ہے

الا اے کمربستہ بر افترا — مکن خویشتن را بترک حیا
بخاصان حق کینہ ات تا کجا — گہے شرمت آید ز گیہان خدا
چو بر نیک گوہر گمان بدبری — بدانند مردم کہ بدگوہری
چو گوئی در پاک را بر غبار — غبار دو چشمت شود آشکار
سخنہائے پُرخبث و بیمغز و خام — بود بر خبیثاں نشانی تمام
بدانید گفتن سخن جز دروغ — برِ حق ندارد دروغ فروغ
نیارید یاد از حق بیچگوں — پسند او فتاد ست دنیائے دوں
خدائے کہ جاں بر رہ او فدا — نیابی رہش جز پئے مصطفےٰ
ابو القاسم آں آفتاب جہاں — کہ روشن شد از وے زمین و زماں
بشر کے بدے از ملک نیکتر — نبودے اگر چوں محمد بشر
بقرآں چرا بر کمیں ندی — ندیدی ز قرآں مگر نیکوی
اگر نامدی در جہاں ایں کلام — نماندے بدنیا ز توحید نام
بتوحید راہے از و شد عیاں — ترا ہم خبر شد کہ ہست آں نگاں
وگرنہ ببیں حال آبائے خویش — بانصاف بنگر دراں دین و کیش
بود آں فرومایہ بدگوہرے — کہ از منعم خود دنیا بدسرے
زاندازۂ خویش برتر مپر — پُر شکی مکن چوں ندانی ہنر
شد ایں دیں بفضل خدا ارجمند — نہ کاذریب ہست و سالوس و بند
درخشد و سد نور چوں آفتاب — تو کوری نبینی اش از ین حجاب
بہ ناپاکیٔ دل مشو بدگماں — دگر مجتبیٰ مست بنما عیاں
بشوق دل آویختن را الباز — ببیں ہنگہ بیں قدرت کارساز
گریں کن ز قوت یکی آنجبیں — کہ با ہستن فزہ کند یک سخن
بامیت نفضل خداوند پاک — نہ باطل پرستاں نداریم باک

دوم آپنے ایک آیت قرآن شریف کی لکھدی ہے ہر ایک شخص جو ادنیٰ سی عقل بھی رکھتا ہے۔ وہ بھی اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ جب بطور اعتراض کے ایک آیۃ درج کی گئی ہے تو ضرور اُسکا ترجمہ درج کر دینا چاہیئے تہا۔ اور جس جگہہ یہہ تعلیم آپ کو قانون قدرت کے عکس بر

نظر آئی تھی اُسکو ظاہر کرنا چاہیئے تہا۔ اب گونگے کے اشارے تو گونگے کی ماں ہی سمجھے۔ بہلا یہہ کونسی عقل اور دانائی تھی جسسے آپ اپنی دانست میں ایک فتح عظیم جان کر تحریر کر بیٹھے۔ کیا دیدۂ عقل کا بند ہونا اور قوت تمیزہ کی آنکھہ کا پہوٹنا اور انصاف کو ہاتھہ سے دینا کچھہ اور ہوتا ہے؟ یا یہی جو آپ سے سرزد ہوا۔ کیا ابھی آنکھوں کی زردی میں کچھہ کسر رہگئی ہے یا مرض تعصب کا غلبہ ثابت نہیں ہو رہا ہے؟ آپ کو واجب تہا کہ اول آیت کا ترجمہ لکھتے۔ پہر جس لفظ پر اعتراض تہا اُس اعتراض کی تفصیل کرلیتے۔ اگر اور کچھہ نہیں ہو سکا تہا اور اندہیرے میں گرے پڑے آپکو کچھہ نظر آسکتا تہا تو خیر عربی میں ہی جس حرف پر یا جس لفظ پر آپکو کسی عبارت کی وجہہ سے اعتراض نظر آتا تہا تو اُسپر کوئی لکیر یعنے ڈیش ہی دیدیتے تاکہ کوئی مخاطب ایک حکیم کیطرح جو ایک اندہے گونگے اور بہرے مریض کا مطلب صرف اشارہ سے ہی جان سکتا ہے آپ کا مطلب سمجھکر کچھہ تو آپ کا مافی الضمیر سمجھہ سکتا۔ افسوس کی بات ہے کہ جو دعوےٰ نیوگ کی بابت کا کیا نہ اُسکا کوئی ثبوت دیا۔ جو آیت لکھی اُسکو محل اعتراض نہ ثابت کرکے دکہایا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے خط کو کیا سمجھا جاوے۔ نہ یہہ آپ کی طرف سے ابتدائی خط ہے اور نہ جوابی۔ ابتدائی اسلئے نہیں کہ آپنے ایک خط کے جواب میں اپنی دانست میں لکھا ہے۔ اور جوابی اسلئے نہیں کہ اصل بحث کو چہوڑ کر آپ کہیں کے کہیں ٹہوکریں کہاتے چلے گئے۔

خیر! اگرچہ یہہ میرے پر فرض نہیں ہے کہ بغیر آپ کا ترجمہ اور وجہ اعتراض سُنے میں اس آیت پر کچھہ لکھوں مگر تاہم میں اسکے بہت کہلے اور واضح صریح معنے عام فہم درج کر دیتا ہوں تاکہ اُنہیں کے ذریعہ سے آپ کی غلطی آپ پر واضح ہو جائے۔ اور شاید راہ راست نظر آوے۔

اب آیۃ شریف کا ترجمہ سنیئے۔ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ ترجمہ عورتیں تمہاری کہیتی ہیں یعنے نسل انسانی کی تولید کا محل ہیں سو تم اپنی کہیتی کی طرف آؤ جہاں سے چاہو یا جس طرح سے چاہو۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ اسمیں محل اعتراض کونسا امر ہے۔ ہر ایک لفظ کا ترجمہ ظاہر ہے۔ بلکہ یہہ آیت اپنے مفہوم میں سوائے طریقہ مخصوصہ معاشرت باقی ہر ایک قسم کی شہوت پرستی بدکاری اور بدافعالی کو خلاف قانون قدرت ثابت کرکے بنی نوع انسان کو ہر طرح قسم کے دُکہوں اور بیماریوں سے نجات کا رستہ بتلا رہی ہے۔ کیونکہ لفظ حرث جس کے معنے کہیتی کے ہیں زمین کے اُس قطعہ مخصوصہ پر بولا جاتا ہے جس کو ہر ایک قسم کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرکے قلبہ رانی اور زراعت کے لیئے طیار کیا جاتا ہے اور اُسمیں تخم ریزی کرکے غلہ کی پیدائش کی اُمید کی جاتی ہے۔ دوسرے کسی قطعہ زمین پر جسمیں یہہ صفات نہوں لفظ کہیت کا عام پنجابی اور ہندوستانی زبان میں بہی نہیں بولا جاتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب عورتوں کو تمثیل کہیتی سے دیگئی تو بجز اُس عضو مخصوص کے جو منبع نسل انسانی قرار دیگیا ہے دوسری ہر ایک قسم کی ناجائز حرکت سے بنی نوع انسان کو روکا گیا۔

کیونکہ وطی فی الدبر وغیرہ دوسرے جسقدر اسطرح کے افعال خلاف فطرت انسانی ہیں وہ حرث کے نتیجہ کے مفہوم میں ہرگز نہیں آسکتے بلکہ اس لفظ حرث کو استعمال کرکے اللہ تعالیٰ نے رنڈی بازی وغیرہ سے بہی سخت ممانعت کردی۔ کیونکہ اُن کے رحم بہی منبع نسل انسانی نہیں رہتے بلکہ زمین شور کے حکم میں آجاتے ہیں۔ اور اس جگہہ لفظ ارض وغیرہ کا بجائے حرث کے نہیں استعمال کیا جسمیں کسیکو شبہہ پڑتا۔ کیونکہ اگرچہ ایک لحاظ سے حرث بہی زمین ہے اور جسقدر اقسام کے قطعات زمین پہاڑی۔ ریتلے۔ ملائم و سخت اور شور ہوتے ہیں وہ سبہی جنسیت کے لحاظ سے زمین ہیں۔ مگر حرث اُسی قطعہ کو کہا جائیگا جو زراعت کے قابل ہو۔ اور باوجود مختلف نام ہونیکے پہر امتیاز نکرنا اور ایک لفظ کے اصل مفہوم کو چہوڑ کر شرارت اور بدذاتی سے دوسرے معنے جو اُسکے مفہوم میں ہرگز آہی نہیں سکتے۔ جوڑنے اور خلق اللہ کو دہوکا دینا یہہ خبیثوں اور احمقوں کا کام ہے جن کو راستی اور دیانت سے کوئی کام نہیں اور کیسی ہی کہری چیز اُن کے ہاتھہ پر دہری جاوے اُن کو وہ کہوٹی ہی نظر آتی ہے۔ اور اس قسم کے لوگ ایسے بیحیا ہوتے ہیں کہ اگرچہ کوئی حکیم اُن کو بار بار کے علاج کے لئے بلادے بہی۔ تو بہی رُخ نہیں کرتے۔ اور خبیث پن پر اڑے ہی رہتے ہیں۔

شاید اسکے سمجھنے میں کوئی کسر رہگئی ہو تو میں اُسکو اور واضح کرکے لکھتا ہوں۔ دیکھیئے! آپ کی اکثر والدہ۔ بہن۔ بیٹی۔ بیوی وغیرہ ہو ونگی۔ تو اگرچہ یہہ سب بلحاظ نوعیت کے انسان ہیں۔ اور اناث میں داخل ہیں۔ مگر بلحاظ رشتہ کے اور عظمت کے سب الگ الگ حکم میں ہیں۔ اور اسی لحاظ سے مختلف نام رشتہ داری کے ہیں۔ آپ اپنی بیوی کو بہن یا ماں ہرگز نہ کہینگے۔ اور نہ ماں یا بہن کو بیوی کے حکم میں لینگے پہر اگر آپ کو کوئی شخص آپ کی بیوی کے ساتھہ حقوق زوجیت بجا لانیکو کہے تو کیا آپ اس دہوکہ میں آکر کہ عورتیں سب ایک ہی ہیں اور اناث کے حکم میں ہیں۔ ماں بہن اور بیوی میں امتیاز نکرینگے؟ اور بجائے بیوی کے ماں یا بہن پر جا پڑینگے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ آپ ایسا کرینگے۔ تو پہر جس حالت میں لفظ حرث زمین کے اُس قطعہ پر دلالت کرتا ہے جو خاص پیداوار کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور اس سے دوسرے معنے خلاف فطرت اور خلاف مفہوم حرث لینے اگر کام ہے تو کسی شرارت کے پتلے ہی کا کام ہے۔ بلکہ اگر خدا کی طرف سے چشم بینا عطا ہوتی تو اس سے قرآن کی عظمت اور شان نظر آتی۔ کہ جسنے ایک لفظ استعمال کرکے دوسری ہر ایک قسم کی بدکاری خلاف فطرت مثلاً لواطت دست زنی رنڈی بازی وغیرہ کی راہ بند کردی۔ اور جسنے لفظ لفظ میں انسان کو ٹہوکروں سے بچایا۔ مگر یہہ نصیب اُنکے جنکو یہہ آنکھہ عطا ہو چمگادڑ کو روشنی سے کیا کام؟

سوم۔ آپنے چند ایک سوالات دریافت کئے ہیں۔ سوال اول چونکہ اپنے میرے سوالات کا جو پرچہ اول میں آپ کی طرف لکھے گئے تھے جواب نہیں دیا اسلئے میں غلط بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیا جواب دینے کا یہی طریق ہوتا ہے؟

دوسرے یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے جو آپنے لکھی ہے سلطان القلم اور فخر اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصنیفات میں ان سب کا جواب بطور احسن کے دیدیا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میں نے صرف آپکی طرف خط واسطے دریافت کرنے حوالجات کے لکھا تہا نہ کہ بحث مباحثہ کے لئے۔ جس حالتمیں کہ ایک شخص بتدریجات کل قوم اسلام کی طرف سے امام اور پیشوا ہو کر وکالت کا کام کرلے اور جسنے اپنی زندگی اور آرام کو اسی کام کے لئے وقف کر رکہا ہے۔ کہ ہر ایک دینی صداقت کو قرآن کریم سے حسب تقاضائے فطرت انسانی و قانون قدرت نکال کر اور ثابت کرکے دکہائے تو آپ میرے اور آپکے درمیان تکرار سے کیا فائدہ ہے؟ اگر آپ حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات ایک محقق حق کی نظر سے مطالعہ فرمائیے۔ اور راستی کے سچے طالب بنکر قدم دہرئیے تو وہ کتب ہر ایک قسم کے اعتراض کے جواب میں مثل اکسیر کے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالفین کو ایک بڑی مرض یہہ لگی ہے کہ وہ اصل کتاب کو مطالعہ نہیں فرماتے۔ مخالفین جو چند ایک سطور کا اختصار محض بے انصافی سے محل اعتراض بنا کر درج کرتے ہیں اُسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ جس سے مدعی کا اصل مدعا نہیں کہلتا۔ اسلئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ مرزا صاحب کی کتب جو انہوں نے تحقیق حق اور ابطال باطل کے لئے لکہی ہیں۔ ایک سلیم دل سے مطالعہ فرماویں اور فیصلہ کے لئے جو معیار اُن میں بیان کیئے گئے ہیں اُنپر غور کریں کہ سچا ہیں یا نہ۔ پہر اگر سچا ہیں تو اپنی سبہا کے ممبران اعلیٰ سے دریافت کریں کہ آپ اس طریق درست سے کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔ تاکہ جہگڑا پاک ہو۔ جب آپ کی جماعت کا کوئی اعلیٰ ممبر فیصلہ کرے تو وہ کل قوم کی طرف سے ہوگا۔ اور دراصل تو حال میں اس امر کا فیصلہ ہو بہی چکا ہے کیونکہ پنڈت لیکہرام کی موت اہل اسلام اور آریہ صاحبان کے مابین ایک فیصلہ ناطق ہے۔ اور پنڈت لیکہرام صاحب نے خود اپنے خط میں تحریر کردیا تہا کہ اگر آپ کی پیشینگوئی پوری ہوگئی تو یہہ دونوں مذہبوں میں بطور فیصلہ ہوگی۔

لیکن جب یہہ پیشینگوئی اسلام کے حق میں بطور فتح و نصرت کے پوری ہوگئی اور لیکہرام صاحب نے اپنی گالیوں کا خمیازہ بہگت لیا تو کسی نے حق کی طرف رُخ نہ کیا۔ اور جہوٹا الزام لگایا کہ مرزا صاحب نے قتل کرادیا۔ اگر اسکا کوئی ثبوت ہوتا تو آریہ قوم مرزا صاحب کو گرفتار کرا سکتی تہی۔ جب اُن کے پاس کوئی گواہ یا دلیل مرزا صاحب کو ملزم کرنے کو نہ رہا تہا تو تسکین خاطر کے لئے قسم بہی کی گئی تہی۔ مگر اسپر بہی کوئی نہ نکلا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جب مقدمہ میں کوئی گواہ نہو تو اکثر قسم پر فیصلہ ہوا کرتا ہے۔

اور یہہ آپ کا حق ہرگز نہیں ہے کہ آپ کسی مسئلہ اسلامی پر بلحاظ غلط سمجھنے معنے کے حملہ کریں۔ آپ پر واجب ہے کہ جب کسی آیت قرآن شریف پر اعتراض

یا سمجھنے آدی تو معنی اسلام سے اول اُسکا مطلب دریافت کریں تا کہ لاعلمی میں آپ اُسکا غلط مطلب سمجھ لیویں۔ جیسے کہ آپنے اسی آیت میں کیا۔ جس کی تفسیر میں لئے آپ کو تنبیہ کی ہے۔ دیکھئے! حضرت مرزا صاحب نے پیشتر اسکے کہ مسئلہ نیوگ پر قدم اٹھاتے۔ بذریعہ ایک اشتہار کے کل ممبران آریہ سماج سے دریافت کرلیا کہ جو معنے نیوگ کے میں نے تحقیق کیئے ہیں اگر وہ نہیں ہیں تو کوئی آریہ بتلاوے۔ بعد تحقیق کے پھر آپ نے رسالہ "آریہ دھرم" لکھا۔ اگر آپنے یہہ رسالہ دیکھا ہوتا تو آپکے کل سوالوں کے جواب اسی رسالہ میں مل جاتے۔ یہہ اسلام کا اخلاق ہے کہ وہ بغیر تحقیق اور دریافت کے کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ دُور کیوں جاؤ؟ اگر اسی آیت کو آپ قرآن میں دیکھتے اور کل رکوع کو پڑہتے تو آپکو بخوبی معلوم ہو جاتا کہ کل مضمون کا سباق سیاق ہرگز خلاف قدرت تعلیم نہیں دیتا اور اس سے قبل اور مابعد کی آیات اس آیت کی تفسیر کرتی ہیں۔

اب پیشتر اسکے کہ آپ مجھسے کوئی خط وکتابت کریں لازم ہے کہ اول کتب مرزا صاحب کی مطالعہ فرماویں جنکی تفصیل یہہ ہے۔ براہین احمدیہ، سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق۔ آریہ دھرم۔ استفتاء۔ اور وہ اشتہارات جو لیکھرام کی موت پر نکلے تہے۔ بعد ازاں بذریعہ اخبار کے اپنی کل سماج سے دریافت کریں کہ آپ فیصلہ شدہ امر کو کیوں قبول نہیں کرتے یا اگر شکوک ہیں تو مدعی کے دعاوی بذریعہ اُن فیصلوں کے کیوں نہیں توڑتے جو وہ پیش کرتا ہے اور حق و باطل میں یاد رہے کہ اس سے بڑہکر فیصلہ کرنیوالی کوئی چیز نہیں جو مرزا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔

اول یہہ کہ ہر ایک کتاب آسمانی کا اپنی تعلیم میں کامل بہ کل وجوہ اور ہر دینی صداقت پر حاوی اور ہر صورت میں بے نظیر ہونا ضروری ہے۔

دوم یہہ کہ جیسے امراض ہر زمانہ میں ہوتے ہیں تو حکیم بھی ہوتے ہیں پھر سلسلۂ الہام جبکہ انسان کی ہدایت کیلئے ضروری ہے تو وہ کیوں بند ہو گیا؟

سوم۔ جو مذہب سچا ہوتا ہے اُسکی پیروی سے خدا کی رضامندی ہونی چاہیئے۔ اسلئے تم لوگ مرزا صاحب کے مقابلہ پر نکلو۔ اور دُعا کرو جو مذہب سچا ہوگا۔ آخر اُسی کی سُنی جاوے گی۔

یہہ تمام باتیں آجتک آریہ قوم کے روبرو پیش کی گئیں مگر کسی کو قبول نہ کیا۔ صرف دعوائے بلا دلیل پیش کیئے جاتے ہیں کہ جن سے خود ہر بار ملزم ہوئے رہتے ہیں۔

یہہ بہت خوشی کی بات ہوگی کہ آپ پھر اس سلسلۂ تحقیق حق کو ملاکر چند ایک ممبران سماج کو فیصلہ کے لیئے دوبارہ نکالیں۔ جو اُن کا فیصلہ ہو وہ ہمیں اور آپ کو منظور ہونا چاہیئے۔ اور ایسے ہی فیصلہ کا اثر اکثر قوموں اور پبلک پر پڑا کرتا ہے۔ ورنہ میرا یا آپ کا اثر کیا ہے جسے شایع کریں۔ امید ہے کہ آپ میری اس رائے سے متفق ہوں گے۔ اور بجائے اسکے کہ مجھے کچھ لکھیں اول کتابیں اصل مطالعہ فرمایئے۔ یا اپنی سماج کو بذریعہ کسی اخبار کے تحریک کریئے!

یاد رہے کہ لاہور میں جو جلسہ اعظم مذاہب دسمبر ۱۸۹۶ء میں ہوا تھا، وہی فیصلہ ناطق ہے۔ اور کیا خوب ہو کہ آپ کی تحریک سے کوئی اور تیسرا فیصلہ ناطق ہو جاوے۔

مرزا صاحب عنقریب ایک کتاب لکھنے والے ہیں جسمیں مخالفین اسلام کے کل اعتراضوں کا جواب دیا جاویگا۔ آپ اپنی سماج کو لکھیں کہ اپنے اعتراض لکھکر روانہ کردے اور آپ بہی اپنے اعتراض معرفت اپنی سماج کے ہمیں روانہ فرماویں۔

مسئلہ اہل اسلام کی فہرست مرزا صاحب نے کتاب آریہ دہرم کے صفحہ ۳۰ پر لکھی ہوئی ہے۔ جب آپ اُس کتاب کو تحقیق حق کی نظر سے دیکھینگے تو اُس میں خود آپ کو نظر آجاویگی۔ اور اُس میں ہر ایک کتاب کا نام الگ الگ لکھا ہوا ہے۔

بالآخر لالہ صاحب! میں آپکو وصیت کرتا ہوں کہ اس دنیا کے چند روزہ کے لئے یہہ عناد اور تعصب اور بخل و کینہ و حسد وغیرہ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں سے رکھنا اچھا نہیں۔ آپ صحت نیت سے طالب حق بن کر حق کی تلاش کریں۔ ہر ایک امر یا تحریر کی رد کا ارادہ دل میں رکھنا اور تحقیق شدہ امر پر ہٹ دھرمی سے بحث کرنا اور لاعلمی کی حالت میں قرآن کی آیات کا غلط مطلب سمجھکر اعتراض کرنا اور اسلام کو مدعیوں سے اُسکے معانی نہ دریافت کرنے اور بلا تحقیق اپنی آبائی تقلید پر جمے رہنا اور دوامی لاالحق سے ملکر اُس سے حق نہ دریافت کرنا یہہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ فخر کی بات یہہ ہے کہ ہر ایک امر کو بذات خود تحقیقی نظر سے دیکھا جاوے اور کسی کی خیانت سے بھری ہوئی تحریر یا تحقیق یا تقریر پر اعتبار نہ کیا جاوے جب تک خود اصل کتاب کو نہ مطالعہ کرلیا جاوے۔ پھر اگر اُسمیں حق کا غلبہ معلوم ہو تو ہزار دکھ بہی برداشت کرکے حق کو قبول کیا جاوے اور کوئی دنیاوی ننگ و ناموس بہی قبول حق میں مانع نہ ہو۔ آپ خود ہی انصافاً دل میں غور کریں کہ اگر آپ کسی چہوٹی سی تفسیر میں ہی اس آیتہ کو جو آپنے لکہی ہے دیکھ لیتے تو آپکو اسقدر ٹہوکر کہانی پڑتی؟ معترضین کی کتابوں کو صرف دیکھنے سے یہی نقصان ہے جو آپنے اس آیتہ میں دیکھ لیا ہے لہٰذا آئندہ آپ اس اصول کو چہوڑدیں اور جب کوئی مقام یا محل اعتراض معلوم ہو تو اُس مذہب کے مدعی سے دریافت کرکے رفع شکوک کرالیا کریں۔ آپ مرزا صاحب مدعی اسلام کی اصل کتب اول صحت نیت سے مطالعہ فرماویں۔ پھر جو آپ کے دل میں شکوک رہیں یا اُن کتب کے مقابلہ پر آریہ صاحبوں کی کتب میں غلبہ دلایل معلوم ہو تو اُن کو مصنف کتب سے دریافت کریں۔ آجکل خط وکتابت پر کوئی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔

آپنے جو سوالات لکہے ہیں اُن کے جوابات اکثر تو کتاب آریہ دہرم میں حضرت مرزا صاحب نے دیئے ہوئے ہیں۔ یہہ کوئی نئے سوال نہیں ہیں۔ یہی تو بد دیانتی ہے کہ آپ لوگ بغیر ہماری کتب کے مطالعہ کیئے کے بار بار وہی سوال کرتے جاتے ہیں۔ مجھے فرصت نہیں کہ نقل کروں اگر مناسب جانا گیا تو قادیان سے جو اخبار "الحکم" نکلتا ہے اُسمیں کوئی ہماری جماعت کا اعلیٰ ممبر آپکے سوالوں کی جوابات شایع کرادیگا۔

راقم

خاکسار م۔ ا

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

سلامت روی اور احقاق حق مطلوب ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن کجروی اور شرارت مقصود ہو تو کیسی ہی آسان سے آسان اور عمدہ ترین صورت فیصلہ پیش کی جاوے بداندیش مخالف اوس پر نہیں آتے۔ حضرت اقدس نے ہر طرح سے چاہا کہ یہ لوگ اور دل کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور اُس شقاوت اور قہر الہی سے محفوظ رہیں جو مامور من اللہ کے انکار سے پیدا ہوتا ہے مگر بد اندیش مخالفوں نے ہر طریق فیصلہ کو استہزا ہی کی نظر سے دیکھا اور بدظنی سے سب وشتم کا نشانہ بنایا مباہلہ کے لئے بلایا گیا تو مستور الحال اور محجوب الاسم ہو کر گالیوں سے بہرے ہوئے، جھوٹ اور افترا کی نجاست سے لبریز اشتہار شایع کردئے۔ حال ہی میں ایک اشتہار پہونچا ہے۔ جسمیں گو بٹالوی صاحب نے اپنا نام مشتہر نہیں کیا ورنہ الفاظ اور طرز تحریر کو جاننے والے کہہ اُٹھتے ہیں کہ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش۔ من انداز قدت را میشناسم

گالیوں کا جواب دینا ہمارا شعار نہیں عنقریب۔ روح اور راستی سے بہرا ہوا جواب دیا جاوے گا کیونکہ ان لوگوں کی جو مامور من اللہ اور عباد الرحمن ہوتے ہیں یہی شان ہے واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما۔ پبلک خود فیصلہ کرے گی۔

اسسٹنٹ سرجن

ہمارے محترم بہائی مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے وزیرآباد تبدیل ہوئے جس قدر عزت و احترام کے ساتھ آپ کو لاہور میں ریوننگ پارٹی دی گئی اس سے آپکی ہردلعزیزی ثابت ہوتی ہے ہم مفصل حال اگلے نمبر میں درج کریں گے۔

روئیداد میونسپل کمیٹی بٹالہ

نقل رزولیوشن نمبر (۱) جلسہ خاص منعقدہ ۲۳ ستمبر ۹۸ء

مسودہ بائی لاز مرتبہ صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب آج جلسہ خاص میں پڑھا گیا تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ بعد تجویز ہونے مسودہ بائی لاز کمیٹی کے بیرون دروازہ اچسن بمنظوری ۱۵ نومبر ۹۷ء صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زیر دفعہ (۹۸) ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء ایک جھٹکا خانہ واسطے ذبح کرنے فروختی ایسے حیوانات کی جنکا ذکر ان بائی لاز میں درج ہے مقرر ہو چکا ہے اسواسطے لفظ جھٹکا خانہ کا بھی بغرض متعلق ہونے ان بائی لاز کے ایزاد ہونا ضروری ہے اور بچے بھیڈ بکری کے بصراحت واسطے رفع حجت بائی لاز میں درج ہونے واجب ہیں اور مکان جھٹکا خانہ کرایہ پر ہے شاید کسی وقت تبدیل کرنا پڑے اسواسطے بائی لاز نمبر (۱) کے اخیر پر عبارت (یا آئندہ اس مطلب کیواسطے مقرر کرے) ایزاد ہونی ضروری معلوم ہوتی ہے اور ذبح خانہ و جھٹکا خانہ کی صفائی بذمہ کمیٹی ہے ماشکی و خاکروب کمیٹی کا مقرر ہے مالک حیوان قابل ذبح کا کوئی تعلق فضلہ وغیرہ اوٹھانے سے نہیں ہے اسوجہ سے بائی لاز نمبر (۸) کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لہذا قرار پایا کہ کمی و بیشی مذکورہ ضروری کر کے مسودہ حسب ذیل مناسب ہے جو کسی وجہ سے خلاف منشاء گورنمنٹ معلوم نہیں ہوتا اور مسودہ مرتبہ کمیٹی قبل اسکے حسب ضابطہ مشتہر ہو چکا ہے اوسمیں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی جسکے مکرر مشتہر کرنے کی ضرورت ہو نقل اس مسودہ کی بمراد منظوری گورنمنٹ بخدمت جناب والاشان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مرسل ہووے اور گذارش کیا جاوے کہ ہر دو قواعد متعلقہ ذبح خانہ مندرجہ اشتہار نمبر (۳۵۸) مورخہ ۲ جون سنہ ۱۸۹۵ء گورنمنٹ پنجاب بدستور قائم ہیں۔ (۱) یہ بائی لاز اوس مذبح و جھٹکا خانہ سے متعلق ہیں جو میونسپل کمیٹی نے اودہری دروازہ و اچسن دروازہ سے باہر بمنظوری صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زیر دفعہ (۹۸) ایکٹ میونسپل

ایکٹ پنجاب بھیڈوں اور بکروں فروخت [illegible] ذبح کرنیکے واسطے جنہیں لیلے اور بکری کے بچے بھی شامل ہیں مقرر کیا ہے یا آئینہ اس مطلب کیواسطے مقرر کرے۔ (۲) ذبح [illegible] کا خانہ [illegible] ذیل پر کھلیں گے سن ابتدائے یکم اپریل لغایت [illegible] بجے صبح سے آٹھ بجے صبح تک۔ سن ابتدائے یکم اکتوبر لغایت ۳۱ مارچ سات بجے صبح سے نو بجے صبح تک ان گھنٹوں میں ہر ایک شخص زیر شرائط ان بائی لاز کی بادائے فیس مندرجہ قاعدہ نمبر (۴) ذیل بھیڈ یا بکرہ اور اونکے بچے ذبح کرسکتا ہے سوائے اونکے اور کسی قسم کا حیوان مذبح جھٹکا خانہ میں ذبح نکیا جاویگا۔ (۳) کوئی شخص سوائے اوقات مندرجہ قاعدہ نمبر (۲) بدون اجازت انسپکٹر کسی حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱) کو کسی وقت ذبح کرنیکا مجاز نہ ہوگا۔ (۴) کوئی شخص کسی حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱) کو ذبح کرنیکا مجاز نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ انسپکٹر یا اور کسی عہدہ دار کو جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو ہر ایک ایسے حیوان کیواسطے ۶ پائی فیس فی راس پیشگی ادا نکرے۔

(۵) کوئی حیوان (مندرجہ قاعدہ نمبر ۱) ذبح نکیا جاویگا تاوقتیکہ انسپکٹر ذبح خانہ یا دیگر عہدہ دار جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو اوسے انسانی خوراک کے قابل تسلیم نکرلیوے۔ اور اس غرض کیواسطے مقررہ نشان سے نشان زد کردیوے اس بائی لاز کے روسے انسپکٹر کے فیصلہ کا اپیل میونسپل کمیٹی میں ہوگا۔ (۶) کوئی شخص بیمار یا خراب صحت والے (حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱)) کو ذبح میں لانے یا ذبح کرنے یا کرانے کا مجاز نہوگا۔ (۷) بصورت کسی بیمار یا خراب صحت والے حیوان (مندرجہ قاعدہ نمبر (۱)) کے ذبح میں لائے جانے یا ذبح کرنیکی مالک یا جسکی تفویض میں وہ حیوان ہو بمجرد اسکے کہ اسکو اسکی بیماری یا خراب صحت کی خبر ہو اس امر کی اطلاع انسپکٹر کو دیوے اور اُس حکم کی تعمیل کرے جو وہ اُس حیوان کی علحدگی یا اُس لاش کے لیجانے یا تلف کرنیکی بابت دیوے (۸) انسپکٹر یا دیگر عہدہ دار جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو اُسکے فرایض حسب ذیل ہیں۔ (۱) مذبح و جھٹکا خانہ میں اُن گھنٹوں کے اثنا میں جو بائی لاز نمبر (۲) میں مقرر ہیں موجود رہے (۲) فیس مقررہ حسب بائی لاز نمبر ۴ وصول کرے۔ (۳) ذبح کرنیسے پہلے ہر ایک حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر ۱ کو ملاحظہ کرے اور اُنپر جنکو وہ انسانی خوراک کے قابل سمجھے نشان کرے۔ (۴) تمام ایسے حیوانات یا نعشوں کی نسبت جو انسانی خوراک کے ناقابل ہوں ایسے طریق سے کارروائی کرے جو اس بارہ میں کمیٹی کے عام یا خاص حکم کے مطابق ضروری متصور ہو۔ (۵) مذبوح بھیڈوں یا بکروں اور اونکے بچوں کی تعداد ایک رجسٹر میں درج کرے اور اُسکی رپورٹ بنابر اطلاع روزمرہ کمیٹی میں بھیجدیوے۔ (۶) ہر ایک روزانہ کام کے اختتام پر دیکھنا کہ مذبح پورا پورا صاف اور بدبو سے پاک ہو گیا ہے اور فضلہ ایسی جگہ گرایا گیا ہے جو کمیٹی نے اس غرض کیواسطے مقرر کی ہو [illegible] (۹) جو شخص کہ [illegible] نمبر ۲ سے نمبر ۸ تک کے خلاف ورزی کریگا مستوجب

ہم لٹاتے ہیں آج لعل وگہر ÷ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ÷ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے لیے ÷ لعل و درِّ یتیم سے بڑھکر

جس کی ہو فضل ایزدی اور شریک ہوں اس کی مراد اولاد پیدا

اور کرے ایمان عمل ہمسر کوئی پیدا کرے بیٹی

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار البشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کرسکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب خواہش عام کھلا اشتہاری کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ÷

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوالے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو ایسی دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ÷

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوا دیدے سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نقد تصفیہ شدہ رقم کسی معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پشت کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص کا طلبی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوسکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذاء و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا سوالیان ریاست و امراء حسب منشا خود

شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں ÷

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج ددری۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	بال گرنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و عمق و زناید	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جسکا حمل ۶۔ ۸ ماہ گرجاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادہرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گنٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	لیپہ۔	[illegible]	۳۴	بخار تجربہ و چوتھائیہ و روزانہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم۔	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سرسام۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ÷

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ عہ - خالص ممیرہ فی ماشہ [illegible] روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲؎ خریداران بد سے خبردار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو مسٹر میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو منزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دُھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئی نہیں ہے - اسے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ام سالگلے صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ مسٹر میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اکرم بیوی عمر ۳۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم! شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی [illegible] مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا پڑنے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بقصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کا سرمہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل عنایت فرمادیں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

۲ / مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں پانچ سنہ ۱۹۰۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

جہرڈ نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No. L 77

الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۹ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود و مسیح کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو کثرت سے شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجا جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑا کریگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

صحت جسمانی کے طلبگار ہو اسکو پڑہو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

صداقت ابھی زمانہ میں موجود ہے

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ دوائیوں کی لعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں ۔

سچائی کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں ۔ امرا از قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں

سچے اور جھوٹے کو خود دیکھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنے بیان حلفی سے قیمت واپس لو یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

[illegible]

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی ۔ دردشکم ۔ قراقر ۔ نفخ ۔ امتلا ۔ کھٹے ڈکار ۔ ضعف معدہ کو دور کرنے اور بہوک لگانے کو مفید ہے ۔ قیمت فی ڈبیہ ۲ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی مفت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا چاہئے قیمت فی ڈبیہ عمہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

[illegible] انقباض کی کمزوری اور [illegible] نقصانات جو جوانی کی غلطی کاریوں کا نتیجہ [illegible] تین دفعہ کے استعمال سے [illegible] نامرد مرد ۔ اور مرد جوان [illegible] درحقیقت اسم باسمی ہے بالکل [illegible] قیمت [illegible]

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے ۔ خوبی یہہ ہے کہ مونہہ نہیں آتا گوشت پلاؤ ۔ شراب کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے قیمت ۔ خوراک ۵ عمہ و ۲ آثار

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد ۔ دھند ۔ غبار ۔ تاریکی چشم ۔ ضعف بصر ۔ سرخی ۔ پہولا ۔ موتیا بند کو اکسیر ہے ۔ چھ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے ۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ عہ ۔ اطبا و دیگر تجار سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عمہ

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف ایک تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک ۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوجاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید ۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی ۔ لمبی تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے ۔ قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

یہہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے ۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں ۔ قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے ۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے ۔ درحقیقت اسم باسمی ہے ۔ قیمت چھ خوراک ۲ روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بغتی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کہانے سے کافور ہو جاتا ہے ۔ قیمت فی گولی ۲ فی درجن ایک روپیہ

سنوار

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں ۔ سوزش اور ٹیس پہلے دن بند ۔ اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۲۱ دن میں مسے خشک ہوکر خودبخود گر جاتے ہیں ۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی ۔ اسکو اکسیر کہنا بیجا نہوگا قیمت تین روپے

دوائی [illegible]

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعدہٗ محبت نامہ آنمخدوم پہونچا موجب شکر و سپاس ہوا۔ خداوند کریم مقدرات مکروہ سے آپکو امن میں رکھے اور آپکی سعیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصاً للہ کر رہے ہیں بہت سی برکتیں بخشے اور بہت سے اجر اُس پر مترتب کرے آمین۔ صفحہ ۴۲ فتوح الغیب کی نسبت جو آنمخدوم نے دریافت فرمایا ہے یہ مقام بین المعنے ہے کوئی عمیق حقیقت نہیں جو کچھ شارح نے لکھا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔

حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تبھی وہ اس لایق ہوتا ہے کہ مورد معارف للہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے۔ اوّل انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اسطرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضا و قدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندہ کو پنجہ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اسجگہ یہ عاجز صرف اسقدر کہنا چاہتا ہے کہ ایسا یقین کہ فی الحقیقت تمام مخلوقات کو کالعدم خیال کرے اور ہر یک حکم خدا کے ہاتھ میں دیکھے اور ہر یک نفع اور ضرر اُسی کی طرف سے سمجھے صرف اپنے ہی تکلف اور تصنع سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر تکلف سے کسی قدر خیال قائم بھی ہو تو وہ بے بقا ہے اور ادنےٰ ابتلا سے لغزش پیش آجاتی ہے بلکہ یہ مقام عالی شان اُس بصیرت کاملہ سے حاصل ہوتی ہے بات صرف اتنی ہے کہ جب عنایات اللہ کسی کی تکمیل کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکے لیے قصہ کو آپ ہی کوتاہ کر دیتی ہیں اور وہ بوجھ جو اُس سے اُٹھائے نہیں جاتے دست الٰہی انکو آپ اُٹھا لیتا ہے بس اسی طرح سے جب بذریعہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و الہامات صحیحہ و تائیدات مترکیہ انسان پر یہ حقیقت کھلجاتی ہے کہ تمام نفع و ضرر خدا کے اختیار میں ہے اور مخلوق کچھ چیز ہی نہیں تو ایک نہایت کامل یقین سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ نفع یا نقصان اور عزت یا ذلت ہے سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے

اور مخلوق کو مردہ کیطرح دیکھتا ہے لیکن اس جگہ اعتراض یہ ہے کہ حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے علوم و معارف الٰہیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ فنا عن الخلق وغیرہ اقسام فنا کو ٹھہرایا ہے پس جبکہ فنا کا حاصل ہونا ان علوم حاصل ہونے پر موقوف ہے تو اس سے دور لازم آتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و تائیدات خاصہ اللہ و توجہات جلیلہ قدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن تبوسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں یعنے اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں ان تمام تائیدات سماویہ کو معاینہ و مشاہدہ کرتا ہے پس یہی مشاہدہ اُس کے یقین کے کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک و شبہات کی تاریکی دل پر سے اُٹھ جاتی ہے اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین۔ اے کونوا مع الفانین والصادقون ھم الفانون لا غیرھم۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں کو اُس کو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اُسکے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اُس کے ایمان کا کچھ ٹھکانہ نہیں الّا ان تدارکہ اللہ برحمتہ۔ دوسری شرط مورد معارف اللہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ ہوائے نفس سے انقطاع ہو جائے یعنے سالک پر لازم ہے کہ اپنے تمام حرکات و سکون و قول و فعل اور امر اور نواہی میں اللہ تعالیٰ کی متابعت اختیار کرے اور کسی حالت میں قال اللہ و قال الرسول سے باہر نہ جائے اور جو کچھ دوسرے لوگ اپنے نفس کی متابعت سے کرتے ہیں وہ اپنے رسول کی متابعت سے بجالاوے اور اپنے اعمال اور اقوال میں کوئی ایسی جگہ خالی نہ چھوڑے جس میں نفس کو کچھ دخل دینے کی گنجایش ہو پس جبکہ کامل طور پر اتباع سُنت میسر آجائے گا اور ایک ذرا ہوائے نفس کی پیروی نہیں رہے گی بلکہ ظاہر و باطن متابعت رسول کریم سے منور ہو جاوے گا تو وہ حالت ہے جسکا نام فنا بامر اللہ ہے مگر ہائے افسوس کہ اس پر ظلمت زمانہ میں بجائے اسکے کہ برت امر کا قدر کریں اکثروں کو اس طریق سے بغض ہے اور اتباع سُنت سے ایک چڑ ہے حالانکہ دوسری فنا کی بجز اسکے ہرگز میسر نہیں ہو سکتی اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم انزل برکات محمد و صل علیٰ محمد و بارک و سلم

تیسری شرط مورد معارف الٰہیہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ رضا بقضا ہو اور قبیلہ انشراح صدر میسر آجائے کہ ارادات اللہ سالک پر نافذ ہوں عاشق صادق کیطرح اُن سے متلذذ ہو اور انقباض پیدا نہو بلکہ یہانتک موافقت تامہ پیدا ہو جائے کہ اوس محبوب حقیقی کی مراد اپنی ہی مراد معلوم ہو اور اُسکی خواہش اپنی خواہش دکھلائی دیوے۔ سو اس جگہ بھی وہی سوال لزوم دور کا لازم آتا ہے جو پہلی قسم میں لازم آیا تھا اور جواب بھی وہی ہے جو پہلے دیا گیا ہے۔ انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے پس سعید وہی ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بیفائدہ خرخشوں سے دستکش ہو کر اُس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جنکو خدا نے اپنا درد عطا کیا ہے اور یقیناً سمجھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عمدہ نعمت دنیا کے لئے لائے وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اُس نے اپنی اصل مراد کو پا لیا ہے اور بلاشبہ وہ سعید ہے اور نار جہنم کو اُس سے مس کرنا حرام ہے لیکن جسکو وہ محبت عطا نہ ہوئی اور اُس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا اُس کا زبانی طور پر مسلمان کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ نماز روزہ بھی بغیر ذاتی محبت کے اپنی اصل حقیقت سے خالی ہے ایک حدیث میں آیا ہے۔

یاتی علیٰ امتی زمان یصلون و یصومون و یجتمعون فی المساجد و لیس فیھم مسلم

یعنے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ نمازیں بھی پڑہیں گے اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے بھی ہوں گے پر اُنمیں سے ایک بھی مسلم نہوگا یعنے مومن حقیقی نہوگا اپنی دنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے اور دین بھی رسم کے طور پر بجالائیں گے سو اب ایسے وقت کا اندیشہ ہے خداوند کریم رحم کرے۔

۲ر ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۳ر ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

التماس - ہمارے معزز ناظرین اور دقیقہ رس معاونین میں ابھی بہت ایسے ہیں جو اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے (باوجودیکہ الحکم کا دوسرا مالی سال ہی شروع ہو کر تین ہفتہ گذر گیا) ابھی تک سال گذشتہ ہی کی ضروریات کو محسوس نہیں کر سکے اور اسی لئے ترسیل زر چندہ میں تساہل سے کام لیا گیا ہے ورنہ کیا ممکن تھا کہ اب تک ایک مہینہ کے اندر پیشگی وصول ہونے والا چندہ مدبقایا میں رہ جاتا ہم نہایت ادب سے ایسے معاونین کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس **قومی خادم** کی اگر اس ابتلائی حالت میں امداد کو بھول جاویں گے تو اوسکی ترقی میں ایک اٹل پہاڑ آسکتا ہے - امید ہے کہ ہم عنقریب ایسے احباب کی طرف سے سال گذشتہ اور رواں کا چندہ وصول کریں گے؟

"اسلام کا خدا" لیس کمثلہ شیء

ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

"قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرائے میں وجود باری کا اقرار ضرور کیا ہے اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہٗ و تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریباً کل قوموں نے جس امر میں سنبھلنے کے ناقابل ٹھوکر کھائی ہے وہ **مسئلہ صفات** ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ کوئی خدا ہے کوئی فایدہ مترتب نہیں ہو سکتا وہ کیسی ذات ہے اوسکو یعنی اوسکی صفات کو عالم سے اور خدا تعالیٰ کو عالم سے کیسی مناسبت ہے اور کیسا تعلق واقع ہوا ہے - انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی ہیئت کذائی کس قسم کی صفات کا خدا چاہتی ہے صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے مذاہب نے بجز اسلام کے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اوسے اور بھی دھندلا کر دیا ہے عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی میں پورا ڈہال کر ویسا ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک طریق کو حیرت میں ڈالدیا (ہندوؤں) (دی سوسائٹی) آریہ ؟ نے یہ غضب ڈہایا کہ ایک خیالی اور محض ہی وجود کو ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اوس پاک ذات کو قطعاً معطل کر دیا کہ مادہ عالم اور ارواح اوسکی مخلوق ہی نہیں اور وہ روح کے اعمالی تقاضا یعنی سرمدی نجات دینے پر قادر نہیں" وغیرہ اس پیچیدہ مسٹری (راز) کو کہولا تو اس **مہیمن کتاب** فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع - خالق - رزاق - رب - قادر - **رحمٰن - رحیم سمیع - بصیر** ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور انکی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور محتمل شبہات کے مٹانے کو فرمادیا **لیس کمثلہ شیء** سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اونکا خدا کیسا ہونا چاہیے -

الوداع زندگانی و ماتم جوانی

اے بہار زندگانی الوداع ۔ اے شباب و شادمانی الوداع
اے بیاض صبح پیری السلام ۔ اے شب قدر جوانی الوداع
السلام اے قاصد ملک بقا ۔ الوداع اے عمر فانی الوداع
روز گار ضعف و سستی الصلا ۔ وقت سعی و جانفشانی الوداع
فرصت عشق و جوانی الفراق ۔ دور عیش و کامرانی الوداع
تجھکو سمجھے تھے نعیم جاوداں ۔ اے نعیم جاودانی الوداع
تیرے جانیسے گئیں سب خوبیاں ۔ اے خدا کی مہربانی الوداع

(آنگاحالی - کنارہ پر جہاز
الوداع اے زندگانی الوداع)

اک نظر ادھر بھی

کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہمارے مخدوم جناب مولانا مولوی حکیم **نور الدین** صاحب سلمہ ربہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا تہا کہ بعض بے سر و سامان مسافر جو خالصتہ لوجہ اللہ یہاں قادیاں میں آتے ہیں اون کی زاد راہ کے لئے یا بعض نومسلم اور غریب و مساکین طلبار کے سامان تعلیم یا اور ضروریات کے لئے اپنے احباب کو "**اعلام**" کے عنوان سے ایک اشتہار دیکر توجہ دلائی جاوے چنانچہ اوس پر اکثر احباب نے اس فنڈ کی ضرورت کو محسوس کر کے مولانا موصوف کا ہاتھ بٹانے میں فراخدلی سے کام لیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بجز چند بزرگوں مثل ڈاکٹر بوڑہخاں صاحب یا میاں علی الدین صاحب ٹھیکہ دار مباسہ یا برادرم عطا محمد لقا محمد جنیوٹی کے اکثر توجہ کم ہے - یہ مانا کہ ہماری جماعت کو کثرت کے ساتھ چندوں میں شریک ہونا پڑتا ہے مگر کیا خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اسکے مقابل میں کچھ تھوڑی چیز ہے - صحابہ کرام کی حالت پر نظر کرو - اور دیکھو کہ اون معدود چند اشخاص کے حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اشاعت میں یہاں تک نوبت پہونچ جاتی تہی کہ گھر کا کل اثاث البیت تک اوس راہ میں وقف کر دیں -

یہہ خوب یاد رہے کہ جب تک کوئی کچھہ خدا کے راہ میں نہیں کھوتا کچھہ پاتا نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ

{ زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا }

پس یہ ایک ضروری امر ہے جو ہمارے ناظرین کی توجہ کا محتاج ہے اس کے لئے باقاعدہ حساب کے رجسٹر موجود ہیں زر چندہ بھیجنے والے احباب "مولوی حکیم نور الدین قادیاں" کے نام ارسال کریں وہی امین اور مہتمم مصارف ہیں - ہم کو امید ہے کہ ہمارے احباب کامل توجہ فرمائیں گے -

چھٹی صدی کی اسلامی گھڑی

اندلس کے مشہور سیاح علامہ ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ میں دمشق کی جامع مسجد کا کچھہ حال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اس جامع مسجد میں مشرقی دروازے کی راہ سے داخل ہونے پر دہنے ہاتھہ کی طرف ایک شہ نشین محراب دار دروازہ کی شکل کی بنی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس شہ نشین کے چاروں طرف پیتل کی بارہ محرابیں بنی ہوئی تھیں اُنہیں چھوٹے چھوٹے دروازے نصب تھے۔ پہلے اور آخری دروازے کے اوپر ایک برنجی عقاب کھڑا تہا اور ان دونوں عقابوں کے سامنے کسیقدر نیچے کی طرف ایک ایک پیالہ برنجی رکھا ہوا تہا ہر گھنٹے کے گزرنے کے بعد دونوں عقاب ایک عجیب ہوشربا طرز سے گردنیں بڑہا کے پیالے کیطرف جھکتے اور چونچ سے ایک ایک گولہ اُگلتے تھے۔ دونو جانب کے پیالوں میں اُن گولوں کے گرتے ہی گھنٹے کی اِس زور کی سُریلی آواز پیدا ہوجاتی تہی کہ ساری مسجد گونج جاتی تھی اور گولے غائب ہوجاتے تھے۔ پیالے میں ایک سوراخ تہا جس سے ہوکے یہ گولے شہ نشین میں پہونچتے تہے اور اُن کے پہونچتے ہی مذکورہ بالا بارہ دروازوں میں سے ایک دروازہ بند ہوجاتا تہا اسی طرح ہر گھنٹہ پر ایک دروازہ باری باری سے بند ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ شام تک سارے دروازے بند ہوجاتے تھے۔ یہ تو دن کے بارہ گھنٹوں کا حساب تہا رات کا وقت بتانے کے لئے اِن چھوٹی محرابوں کے اوپر جن میں برنجی دروازے نصب تھی ایک ایک برنجی کمان تھی جسمیں بارہ گول حلقے بنے ہوئے اور ہر حلقے کے مقابلے میں دروازے کی پشت پر ایک شیشہ لگا ہوا اور اس شیشے کے پیچھے ایک خوش نما فانوس رکہا ہوا تہا انمیں ہر فانوس باری باری سے خود پانی سے بہر رہتا تہا اور جو نہیں لبالب پانی سے بہر گیا یکایک شمع روشن ہوجاتی تہی جسکی تیز شعاعیں شیشہ کو منور کرتی ہوئی اُس حلقے کو جگمگادیتی تہیں۔ اور حلقہ اپنے سُرخ نورانی دائرہ کی وضع سے آنے جانے والوں کو وقت کا پتا دیتا تہا اسی طرح سے شام سے صبح تک باری باری روشن ہوتے ہوتے بارہوں حلقے چمک اُٹھتے تھے۔ سیاح مذکور نے لکھا ہے کہ دمشق میں میرے قیام کے زمانے میں اس گھڑی کے درست رکھنے کے لئے گیارہ شخص ملازم تھے اور عرف عام میں یہ گھڑی **دقیقیہ** کے نام سے مشہور تہی۔ اِس سے صاف صاف اس بات کا پتا چلتا ہے کہ گھڑی کی ایجاد موجودہ زمانہ کی ایجاد نہیں ہے جیساکہ عام لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ ایجاد اسلام کے عروج کے زمانہ میں ہوئی اور ترقی کی اُس حالت پر پہونچ گئی تھی جسکا ذکر مذکورہُ بالا سیاح نے اوپر کے بیان میں کیا لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اوج و اقتدار کے پستی اور ادبار میں بدل جانے کے ساتھہ یہ ایجاد بھی دوسری ایجادوں کے ساتھہ خاک میں مل گئی اور نقش برآب بن گئی ہیں خود یاد ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں گلستان کی ایک شرح میں "معتکف بودم در جامع دمشق" کی تشریح ہماری نظر سے گذرا کہ دمشق کی مسجد جامع میں علاوہ دینی برکتوں کے بناوٹ کی بہی ایک ایسی خوبی تہی کہ تنہائی میں آدمی کی طبیعت نہ اُکتا تی تہی اور ساعت ساعت پاس پاس مختلف تبدیلیاں وقوع میں آنے سے رات اور دن کی گھڑیاں بے معلوم گذر جاتی تہیں اور اس وجہ سے اطراف وجوانب کے آدمی دور دور سے رمضان میں اعتکاف کو وہاں جاتے تہے اس سے کسی قدر مذکورہُ بالا بیاں کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبلیغ رسالت

سیاحوں کو مصر کے صحراے لیبا کے ریگستان میں قاہرہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر قلمی انجیل کا ایک ورق دستیاب ہؤا ہے یہ ورق تیسری صدی عیسوی کا قرار دیا گیا اس لئے پہلے یورپ کے مختلف عجائب خانوں میں جو قدیم نسخے انجیل کے رکھے ہوئے ہیں وہ چوتہی صدی عیسوی تک کے ہیں۔ اس لحاظ سے جدید برآمد شدہ ورق انجیل قدیم ترین نسخہ ہے۔

لاہور رخصتی جلسہ

گذشتہ نمبر میں ہم نے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تبدیلی کی خبر درج کی تہی۔ ۷ رنومبر ۱۸۹۸ء کو لاہور میڈیکل کالج کی اسسٹنٹ کلاس طلباء نے باجازت پرنسپل صاحب بہادر مرزا صاحب موصوف کو ایک ریوننگ پارٹی دینے کا اہتمام کیا۔ جسمیں سینئر کلاس کے تمام طالب علم اور لیڈی سٹوڈنٹ شامل تھے ہندو مسلمان عیسائی ہر قسم کے اصحاب موجود تھے سب سے بڑہ کر مسرت کا مقام یہ ہے کہ اس جلسہ کا اہتمام اور تحریک ہندو طلباء کی طرف سے تہی جس سے مرزا صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی کا پتہ لگتا ہے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب او نریری سرجن حضور ڈاکٹر اصغر علی صاحب اور ڈاکٹر کدار ناتھہ صاحب اور ڈاکٹر گورداند تال صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر وغیرہ موجود تھے مختلف تقریریں ہوئیں جس میں مرزا یعقوب بیگ کی خدمات اور ہمدردانہ بلکہ برادرانہ سلوک کا ذکر تھا ڈاکٹر رحیم خاں صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں بتلایا کہ ہم مرزا یعقوب بیگ کو اوس وقت سے جانتے ہیں جب سے کہ وہ طالب علم تھے بیمار کو پوری توجہ اور ہمدردی سے دیکھتے تھے اور ایسے اخلاق فاضلہ کی ایک طبیب کو ضرورت ہے ہمکو امید ہے کہ یہ ایک نمونہ ہوں گے اور کامیاب ہوں گے" مرزا یعقوب بیگ صاحب نے سب صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور پہر جلسہ برخواست ہوا۔ مرزا صاحب جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں وزیرآباد تبدیل ہوئے ہیں ہمکو امید کامل ہے کہ وزیرآباد کی پبلک کو انکے وجود سے بہت فایدہ پہونچیگا۔ اور ہماری دلی دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں آمین

بقیہ نمبر ۵ صفحہ ۷

دلچسپ چٹھیاں

اس عنوان کے تحت میں آجتک اون اعتراضوں کے جواب درج ہوتے رہے ہیں جو کوتاہ فہمی اور ناسمجھی کیوجہ سے اسلام پر کیئے جاتے ہیں آئندہ کے لئے بھی ہم نے یہی التزام کیا ہے کہ انشاء اللہ اس عنوان کو ہمیشہ قایم رکھنے کے لئے ایسے اعتراضات کے جوابات شائع کئے جاویں جو اسلام پر مختلف پہلوؤں اور رنگوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہم اون لوگوں کو جو کسی قسم کے اعتراض متعلق بہ تعلیم اسلام رکھتے ہوں یا حضرت اقدس میرزا صاحب کے مشن کے متعلق ہی ہوں وہ خوشخط لکھہ کر ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ سوال اور اُس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

سوال

پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ھدایت المسلمین میں یہ اعتراض کیا ہے کہ قولہ ۲۹ جھوٹ۔ سورۃ مریم میں لکھا ہے کہ یا اخت ھارون یعنے اے مریم ہارون کی بہن اور سورۃ مریم میں ہے مریم ابنت عمران یعنے مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب اس مقام پر دہوکا کہایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسیٰ و ہارون اوسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جن سے حضرت مسیح پیدا ہوئے اس مریم سے ۱۳۹۱ برس پیچھے دنیا میں تھے محمد صاحب نے سمجہا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جن سے مسیح پیدا ہوا۔ اس لئے یہ بات قرآن میں غلط درج ہے۔

الجواب

الزامی جواب

(۱) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نکیا کرو۔ کیونکہ پولوس طمطاوس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "دکہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نکریں یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الٰہی کا جو ایمان سے ہے" طمطاوس ۱ باب ۴

افسوس تم اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کرتے۔

(۲) معترض عیسائیو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور کیا ایسی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں موجود ہے جس سے مریم کے بہائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں کے حالات صحیح صحیح اور یقینی طور پر تمکو معلوم ہوں جو تم نے اخت ہارون و بنت عمران پر اعتراض کیا سوچو! ۔ اور غور کرو۔

(۳) انجیل متی کی ابتدا میں مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکہا ہے متی ۱/۱ حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد اور ابراہیم کے درمیان پشتہا پشت کا فرق ہے اگر یوں ہی ہے تو پھر مسیح ابن داؤد نہیں۔

(۴) اگر تشارک فی الاسماء کے تم قایل نہیں ہوتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح مریم کے بیٹے تھے کیونکہ مریم تو بقول تمہارے ۱۳۹۱ برس پہلے گذر چکی۔

(۵) سنو! الیشبا کو (کہیں الیسبات ملکۂ انگلستان ہی نہ سمجھ لینا) لوقا ۱/۵ میں ہارون کی بیٹی لکہا ہے لیکن ہارون الیسبات اور ذکریا کے زمانے سے پہلے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہے ۱۳۹۱ برس پہلے اس غدّار دنیا سے .... اُٹھہ گئے تھے الیسبات اور ہارون میں چودہ سو برس کا فرق ہوتا ہے پھر اسے کیونکر صحیح مانتے ہو۔

تحقیقی جواب

(۱) اصل بات یہ ہے کہ تشارک فی الاسما ہوتا ہے دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بہائیوں کا نام بھی ہے اور مسیح سے صدہا برس پیشتر اسحاق نبی کے بیٹے اور پوتے بھی اسی نام سے گذرے ہیں پس یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہو سکتی اگر کوئی ہارون مریم کے بہائی بھی ہوں اور موسیٰ کے بھی!

(۲) قرآن کریم ایک قصہ گو کی طرح داستانیں اور شجرہائے نسب بیان کرنے کو نہیں آیا کیونکہ یہ ایک سچی بات ہے کہ روحانی کمال اور ترقی کے لئے تاریخ یا قصص کی ضرورت نہیں بلکہ پاکیزہ تعلیم اور صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہاں بقول پولوس وہ لوگ جو الٰہی تربیت سے محروم ہیں اور ایمان سے بے نصیب وہ بے جا طور پر قصص اور نسب ناموں پر اعتراض کرتے ہیں ایسے عیسائی معترضوں کی ایمانی حالت اور روحانی تربیت کی پرکھہ کے لئے پولوس کا یہ قول معیار ہے وہ ذرا سوچیں! اور غور کریں!!

مگر یہ بھی ایک فیکٹ (امر واقعہ) ہے کہ قرآن کریم صحیح تاریخ کے خلاف ہی بیان نہیں کرتا ہے اور تاریخی تفصیل کی بحث نکرنے میں قرآن کی ایک یہ مصلحت اور راز بھی ہے کہ صحیح تاریخ قدیم زمانے کی ملتی نہ تھی اس لئے اگر وہ واقعات بیان کئے جاتے تو اون بناوٹی اور جعلی داستانوں سے (جو زبان زد عام ہونگی) متاثر لوگوں کے لئے ایک ابتلا کا موجب ہو جاتے اس لئے قرآن کریم نے واقعات آئندہ کا بیڑا اٹہایا جو قبل از وقت بتلائے گئے اور اپنے وقت پر پورے ہوگئے۔

(۳) عرب میں اخ اور اخت کے الفاظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں حقیقی بہائی اور ایک ہی پشت کے بہائی پر محدود نہیں بلکہ یہاں تک یہ الفاظ وسیع ہیں کہ ایک بہادر کو اخو غمرات الموت اور عمدہ تلوار کو اخو ثقتہ بولتے ہیں غرض تھوڑے سے تعلق پر بہی اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ابن السبیل مسافر کے لئے بولتے ہیں حالانکہ وہ راستہ کا صلبی فرزند کہاں ہوتا ہے؟ بنو ھاشم۔ بنو قریظہ۔ بنو قینقاع ایسے الفاظ اور اسماء آجتک عرب میں مشہور ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کی کل قوموں کل ملکوں میں ایسے محاورات بولتے ہیں۔ راستی کا فرزند سلامتی کا شہزادہ؟ غور کرو!! اور پھر سوچو!!

قرآن کریم عرب کی بولی اور اونکے محاورہ پر نازل ہوا اور اسمیں اس قسم اور طرز کے بیسوں مقام ہیں جہاں بہت ہی خفیف تعلق پر اخ اور اخت کے لفظ بولے گئے ہیں دیکھو

الیٰ ثمود اخاھم صالحا سپارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۶

الیٰ عاد اخاھم ھودا رکوع ۵

پس اب بتلاؤ کہ مریم کے اخت ھارون کہنے میں قرآن نے غلطی کھائی؟ یا الٰہی تربیت سے بد نصیب

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سیزدہم

سورۃ البقر بقیہ رکوع (۳)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً
فَمَا فَوْقَہَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ
وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا
مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ
اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ
مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ
یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ
ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ
مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰہُنَّ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ **ترجمہ**

لاریب اللہ نہیں رکتا مثال بیان کرنے سے بعض نعمائے جنت کے یا جو اُن بعض سے بہتر ہیں۔ پس مومن تو جانتے ہیں کہ بیشک حق ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ مگر ناشکر گذار کافر (دشمن کر) کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس بیان مثل سے کیا فائدہ ملحوظ رکھا ہے (یہہ نادان جان رکھیں کہ اس سے غرض یہہ ہی ہے) کہ اکثر ہلاک ہو رہے ہیں اور بہت ہیں جو کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہلاکت کے فرزند تو وہی ہیں جو فاسق ہیں وہ کون ہیں؟ جنہوں نے عہد اللہ (شریعت اللہ) کو بعد اسکے مضبوط و مستحکم عہد کے توڑ ڈالا اور جو اُن طیبہ چیز دلسے قطع تعلق کرتے ہیں جنکے ساتھہ تعلق پیدا کرنیکے لئے اللہ نے حکم دیا ہے (اور پہر اسی پر بس نہیں کرتے) بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں۔ پس یہی تو وہ فاسق ہیں جو ہر طرح سے نقصان میں ہیں۔ حیرت ہے تم کیونکر اور کس مونہہ سے اللہ کا انکار کرتے ہو جسنے تمہیں نابود سے بود کیا۔ تم کو پہر نابود کریگا اور پہر زندہ کریگا۔ آخر اُسی کی طرف تمنے جانا ہے۔ (اگر اس سے بھی وجود باری کا پتا نہیں لگا سکتے) تو دیکھو جسقدر اشیاء فی الارض ہیں (وہ کیا سب اپنی ذات میں کسی صانع کا پتا نہیں دیتیں؟) وہ وہی اللہ تو ہے جسنے اُن کو بنایا ہے۔ اور پہر ہر واحد اُنہیں سے تمہارے کام میں لگی ہے۔ پہر قصد کیا آسمانوں کی طرف اور سات آسمان بنائے۔ اور وہ ہر شے کا عالم کل ہے۔

لا یستحیی مصدر استحیا سے ہے جسکے معنے باقی رکہنا ہیں۔

ان یضرب مثلاً ضرب المثل کے معنے ہیں ذکر کرنے اور بیان کرنیکے عمدہ بات کہنا۔

بعوضہ سے کیا مراد ہے؟ **بعوضہ** مچھر کو بھی کہتے ہیں۔ اور بعض کے معنوں میں بھی ہے۔ اور دونوں معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں بلکہ آخری معنے زیادہ لطیف معلوم دیتے ہیں۔

او پہر چونکہ اللہ تعالےٰ نے نعمائے جنت کا ذکر کیا ہے اسلئے بعوضہ کے معنی بعض قرینہ سے بہت ہی خوبصورت نظر آتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے بعض ادنےٰ ادنےٰ نعمائے جنت کا بھی ذکر کیا ہے اور بعض اعلےٰ ترین کا بھی۔

اس آیۃ میں بعوضہ سے مراد اگر مچھر لیا وے تو ناظرین کو پچھلے رکوع میں منافقوں کی مثال اول پر غور کرنا ضروری ہے۔ جہاں بیان فرمایا ہے **مثلہم کمثل الذی استوقد نارا الی الاٰیۃ**

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آگ جلائی جاتی ہے تو اُسکی گرمی اور دہوئیں سے گرد اگرد کے مچھر وغیرہ سب اُڑ جاتے ہیں اسطور پر یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو مدینہ طیبہ کے ابتدا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہونیوالی تہی۔ یعنے ابتدا میں بعض منافق طبع لوگ بھی شامل ہوگئے تھے۔ لیکن جب وہ نور کامل طور پر چمکا تو سب پراگندہ اور منتشر ہوگئے۔

قرآن کریم چونکہ کوئی تاریخی قصہ بیان نہیں کرتا۔ اسلئے منافقوں کی اون باتوں کا جواب دیتا ہے جو وہ منافقوں کی مثال سنکر بناتے تہے کہ ہم کو مچھر سے کیوں مثال دی ہے؟

اور بطور پیشینگوئی فرماتا ہے کہ یہہ نادان جو منافقانہ طور سے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور اپنی رشتہ دوانیوں اور چالاکیوں پر ناز کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہہ هباءً منثورا کیے جاوینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور بعوضہ سے مراد بعض نعمائے جنت لیں جو زیادہ سچا ہے تو مطلب یوں ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے بعض چہوٹی چہوٹی نعمائے جنت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض بڑی نعمتوں کا بھی۔ جیسے رضائے الٰہی کا ذکر۔ اسکو مان کر مومن تو پکار اٹھتے ہیں کہ لاریب وہ حق ہے اور ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ لیکن بد باطن کافر کہتے ہیں کہ بہلا ایسی باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

ترتیب آیۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **فاما الذین اٰمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم** میں یعلمون اور ربہم کے الفاظ ایک خاص مناسبت رکہتے ہیں۔ اور پہر یعلمون مضارع کا صیغہ بولنے میں بھی ایک خاص امر مرکوز ہے۔

فاما میں ف ترتیب کیلئے ہے اور اما معنے شرط کی رکہتا ہے اور امر موجودہ صریحہ یا مقدرہ کی تصریح کرتا ہے۔

انہ کی ضمیر مثلاً کی طرف راجع ہے۔

الحق ضد ہے باطل کی اور حق یحق دونوں طرح ضرب یضرب اور نصر ینصر سے آتا ہے۔ حق کے معنی مطابقت اور موافقت کے ہوتے ہیں اور قرآن کریم میں یہہ لفظ اسلام۔ قرآن۔ انجام۔ موت۔ اور قیامت اور مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے۔

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس آیت کی ترتیب سے جو باتیں پیدا ہوتی ہیں اُنکو یہاں بیان کریں۔

ہمنے پچھلے نمبر میں ایمان اور اُسکے مراتب پر بحث کی ہے۔ ایمان کے بعد ایک علم پیدا ہوتا ہے اور اسی لئے انہ الحق جاننے کے لئے پہلے مومن ہونا ضروری ہے۔ مومنوں کو چونکہ اس دنیا میں نصرتوں اور کامیابیوں اور ہر طرح کی خوشحالیوں کا معاینہ اپنی ذات پر کر لینا تہا۔ بعوضہ کی مثال سنکر یعنے بعض نعمائے جنت کے تذکرہ پر اُن کو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجایش نہیں رہی بلکہ اُنہوں نے اُسکو امر حق مان لیا۔ یا یوں کہو کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی نسبت صفت **هباءً منثورا** ہونیکی پیشینگوئی کی تو اُنہوں نے اُسکو مان لیا۔ اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دونوں طرح اُنہوں نے اُسکو بذریعہ علم حق پالیا۔ مضارع کا صیغہ یعلمون میں اشارت کرتا ہے اُس زمانہ کی طرف جو ابہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور برگزیدہ جماعت صحابہ پر آنے والا تہا۔ یعلمون کے بعد من ربہم میں یہہ لطیفہ ہے کہ رب ربوبیت ہی کا خاصہ اور تقاضا ہے کہ وہ تربیت کو مکمل کرتی ہے اور کمال تک پہنچاتی ہے۔ پس وہ نعمائے جنت جو مثالی طور پر دجلہ فرات اور جیحوں و سیحوں کے زمین کا ملک فتح کرنے سے ملیں اُن کے کمال کا علم اُن کو ہوگیا۔ کہ جنت اعلیٰ میں اُس سے بھی بر تر اور اصلی معنوں میں ملینگی۔

واما الذین کفروا فیقولون - اور کافر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی قدر نکرنے والے پکار اُٹھتے ہیں۔ کفروا کے لئے فیقولون فرمایا نہ یعلمون۔ اسلئے کہ علم اپنے مراتب کمال کو لازم طور پر چاہتا ہے اور اُسپر آثار مترتب ہوتے ہیں۔ کفر یا انعام اللہ کی بیقدری سے قوٰے ضعیف اور مسلوب ہو جاتے ہیں اور اُنمیں ترقی کا مادہ نہیں رہتا۔ اسلئے فیقولون فرمایا۔ علاوہ ازیں کفار کے قول کو یوں فرمایا ہے **ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً**۔ بہلا اللہ نے ایسی مثالوں کے بیان سے کیا چاہا ہے۔ بطریق استفہام فرمایا جو عدم علم یا انکار پر ہوتا ہے۔ اور ہر دو صورت میں جہالت لازم ہے۔ پس مومنوں کو تو ایک درجہ علم کا حاصل ہو چکا ہوتا ہے اسلئے وہاں یعلمون ارشاد کیا۔ اس مقام پر کفار چونکہ جاہل مطلق ہوتے ہیں اسلئے اظہار جہالت کیلئے اُن کے قول کو باستفہام بیان کر دیا۔

یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا۔ اکثر الناس ہیں جو اس سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور اکثر الناس ہیں جو ہدایت پا رہے ہیں۔

یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا۔ اس آیت پر بہت سے شکوک اور اوہام پیش کیے جاتے ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ہدایت اور

ضلالت پیدا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اُن اعتراضات کو مدنظر رکھکر بحث کریں اور یہہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے اسلئے اگلے نمبر کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں۔ ہاں اسکے صاف اور کھلے کھلے معنے یہاں بھی بیان کر دینے مناسب ہیں۔

چونکہ یہہ مثل بعوضہ بہرصورت ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ماذا اراد اللّٰہ بھذا مثلاً کہنے والوں کو کھلے کھلے طور پر بتلا دیا کہ یہہ مثل ایک آنے والے واقعہ کی خبر ہے جس میں فاسق لوگ ہلاک ہو جائینگے۔ اور مومن کامیاب!! سو ویسا ہی ہوا۔

ایڈیٹوریل

عبدالرحمٰن

(نمبر اول)

رحمٰن کیا ہے؟ ہمارا ہر ایک دانشمند اور روشن رائے فرزانہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس وسیع سلسلہ کائنات میں جاندار مخلوق کے بقاء وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت کا فیضان ہی کام کر رہا ہے۔ اس صفت کو (جسمیں ایک خصوصیت کا رنگ لئے ہوئے عمومیت پائی جاتی ہے)۔ رحمانیت کہتے ہیں۔

اس صفت کا تقاضا یہہ ہے کہ بدوں کسی عمل نیک و بد کی جزا کے اور بلا کسی قسم کے استحقاق کے ہر ایک ذی روح ہستی کی ضروریات اُسکی ہستی سے پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں۔ اسمیں کافر کے کفر۔ مومن کے ایمان۔ فاسق کے فسق۔ زندیق کے زندقہ۔ عابد کی عبادت۔ زاہد کی ریاضت۔ چور کی چوری۔ صالح کی نیک کرداری کی کچھہ پروا نہیں کیجاتی۔

جسطرح سے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ہونے میں کوئی غرض خاص مقصود نہیں ہے۔ اسیطرح سے اُسنے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اسکے کہ وہ اسکو مانتا ہے یا نہیں۔ کس مذہب یا فرقہ کا ہے۔ دوست ہے یا دشمن ہے۔ انسان اور حیوانات کے لئے اُنکی ضروریات کا تعہد کیا ہے۔ اور وسیع دسترخوان بچھا دیا جسکے لئے یہہ کہنا سزاوار ہے۔ ؎

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

کوئی نادان اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار کرے تو کرے مگر سلیم الفطرت۔ پُر غور طبیعت کے انسان کو بلا تکلف ماننا پڑتا ہے کہ وہ زمین و آسمان اور ما فی السموات والارض پر ذرا بھی غور کرتا ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ احجار و اشجار۔ جاندار اشیاء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مسخر کر دیئے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم "عبدالرحمٰن" پر مجوزہ مضمون لکھیں یہہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایجاز و اختصار کے طریق پر چند مشہور مذاہب کے ساتھہ اسلام کا اس صفت میں مقابلہ کر دکھائیں۔ تاکہ ہمارے پڑھنے والے جہاں ایک طرف عبدالرحمٰن بننے کی کوشش کرنا چاہیں۔ اُسکے ساتھہ ہی یہہ امر بھی اُنکو ذہن نشین ہو جاوے کہ حقیقی اور سچی راہ اس مرتبہ کے حصول کی اسلام اور صرف اسلام ہی نے بتلائی ہے۔ کیونکہ جو لوگ رحمانیت کے مفہوم کو سمجھتے اور مانتے ہی نہیں وہ اسکی ماہیت اور کیفیت اُسکے اثرات اور نتایج سے مستفید ہونیکی کوئی سبیل بتلا ہی نہیں سکتے۔

اسلام اور رحمٰن ابتدائے مضمون میں جو کچھہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہمنے بیان کیا ہے وہ ایسا عام اور بدیہی ہے کہ ہر ایک غور کرنے والا انسان اسکو مان لیگا کیونکہ قانون قدرت کی وسیع عملی اور کھلی ہوئی کتاب میں یہہ ظہور بڑے جلی حروف میں مرتسم نظر آتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

بہرحال ہم اسلام اور رحمٰن کے تحت میں یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کا منشاء بھی رحمانیت کی صفت کے اظہار کا وہی ہے۔ جو ہم قدرت کی کھلی ہوئی کتاب میں پاتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ کیا اسلام نے بھی اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی صفت کو بیان کیا ہے جس کے فیض سے جاندار مخلوق اپنی ہر ایک قسم کی ضرورت کو پا سکتی ہے۔

ہم جواب میں کہینگے **ہاں! بیشک!!**

لاریب قرآن کریم نے الرحمٰن کی نسبت سوال کرنے والوں کو خود جواب دیا ہے۔ یا یہہ کہو کہ الرحمٰن کے معنے خود تبلائے ہیں۔

چنانچہ فرمایا واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔ (الیٰ الایۃ)۔ یعنے جب کافروں بیدینوں۔ اور دہریوں سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کی فرمانبرداری کرو۔ تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟ جس کے سجدہ اور اطاعت کے لئے ہم کو حکم دیتے ہو۔ یہ پہر جواباً ارشاد فرمایا کہ رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت ہے اور (وہ وہ سرچشمہ خیرات وہی ہے) جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور اُنمیں شمس و قمر کو رکھا۔ جو عامہ مخلوق کو بلا تفریق مومن و کافر روشنی پہنچاتے ہیں۔ اور پہلوں کو پکاتے اور بہت سی مفاد پہنچاتے ہیں)۔ الیٰ الآخر۔

اب اس آیت میں ما الرحمٰن کا جواب کیسا لطیف دیا ہے۔ کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہہ اجرام فلکی و اجسام ارضی تمہاری کسی سعی کے بغیر اور بدون خواہش و دعا کے عام جانداروں کے لئے مایۂ حیات ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے مختلف مقامات پر اس صفت کی تشریح فرمائی ہے۔

پہر ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہہ پرندے جو جو السماء میں اُڑتے نظر آتے ہیں وہ کیونکر گرنے سے بچ رہتے ہیں؟ وہاں جواب دیا ہے ما یمسکھن الا الرحمٰن

الغرض اسلام نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار اسی طرح کیا ہے جو قدرت کی کھلی ہوئی اور کتاب مکنون میں ہم اسکی تشریح پاتے ہیں۔

برہمو سماج اور رحمٰن برہمو سماج اس امر کی تو قایل ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان اور تمام ذی روح کی وہ ضروریات جو اُنکے بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں بہم پہنچایا ہے۔ مگر وہ اس صفت کو اسکے ساتھہ ہی ادہورا اور ناقص بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ الرحمٰن کی صفت ہر ایک جاندار مخلوق کی تمام ضروریات کی متکفل ہے مگر برہمو قوم کی رو سے انسان کی روحانی ضروریات کا مایحتاج اللہ تعالیٰ نے الہام نہیں رکھا تہا۔ اور انسان کی حقیقی تربیت کی پروا نہیں کی۔

اس مادی اور غدار دنیا کے لئے تو سب کچھہ کیا۔ مگر حقیقی عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی ہے۔ انسان کو بے دست و پا چھوڑ دیا پس اب غور کرو برہمو مذہب کہاں خدا تعالیٰ کو رحمان مانتا ہے؟

آریہ سماج اور رحمٰن آریہ مذہب جو بقول دیانند اور اُسکے متبعین کے ویدک دہرم ہے۔ خدا تعالیٰ کو رحمٰن نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے خیال میں آریہ ازم انہم از نیکسٹ ٹو دی ایتھیسٹ یعنے آریہ دہریہ کا بھائی ہے خدا تعالیٰ کو تمام صفات سے معطل اور بیکار ماننا آریہ دہرم ہے۔ گو لفظوں میں کل صفات قایم رکھی ہوں۔ مگر اعتقاداً و عملاً خدا تعالیٰ کو اُن سے معطل مانا جاتا ہے۔ ہماری غرض اس مقام پر صرف صفت رحمانیت کا مقابلہ کرنا ہے۔

آرین ازم بتلاتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق جو کچھ دنیا میں پاتے ہیں وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں اور عملوں کا نتیجہ ہے تو رحمانیت کہاں رہی؟ غرض یہ لوگ بھی قانون قدرت کے بڑے مقتدی بنکر کتاب مکنون (قدرت) سے منکر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو رحمان نہیں مانتے۔ پھر عبدالرحمٰن بننے کے وسایل اور طرق اُن کے ہاں کیونکر ہو سکتے ہیں؟

عیسائی اور رحمانیت } عیسائی مذہب تو بجائے خود ایک طرفہ معجون ہے جنہوں نے اضداد عالم کو یکجا جمع کر دکھایا ہے اون کے نزدیک **مسیح ابن مریم** باوجود مخلوق ہونے کے خالق۔ باوجود حادث ہونے کے قدیم۔ باوجود ماتحت اور محکوم ہونے کے خود قادر مطلق ہے معاذ اللہ منہا۔

الغرض اُن کے نزدیک حقیقی خدا کا پتا ہی نہیں ملتا تو اُسکو **رحمٰن** ماننا تو کار سے دارد

اب اس مختصر سے مقابلہ سے واضح ہو گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو عام فطرت کے مخالف نہیں بلکہ عین فطرت ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جس کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اور یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام

خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں } اس امر کے بیان کے بعد کہ رحمان کسے کہتے ہیں۔ اور یہہ ظاہر کر دینے پر کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو عموماً اپنے اصلی معنوں میں بیان کرتا ہے۔ ہم نفس مضمون کو بیان کرنے سے پہلے ایک اور امر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور عجیب عجیب رنگوں میں ہوتا ہے۔ اور یہہ ایک بدیہی بات ہے کہ یہہ اظلال **انسان** ہی پر اتم طور کے ساتھہ ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل مخلوقات ارضی میں **انسان ہی جامعیت کا شرف رکھتا ہے۔**

لقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم

اسکی شاہد ہے۔ اور اسی بنا پر تخلقوا باخلاق اللہ مقولہ مشہور ہے۔

پس یہہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی بہت ساری صفات کا ظہور انسانوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ایک موہوم اور فرضی ہو جاتا ہے۔ اُس کا رسوخ اور تکمیل اُس مظہر کو دیکھ کر ہوتی ہے۔

اور جوں جوں انسان ایمان میں بالغ اور کامل ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے اسکا تعلق مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اُسکے قریب ہوتا جاتا ہے اور اُس کا قلب ایک آئینہ مصفا ہو جاتا ہے جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفائے تام عکسی طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ عبد مومن کہلا کر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کے قوے اور جوارح اللہ تعالےٰ کے قوے اور جوارح کہلاتے ہیں۔ اور یہی کمال سلوک کا درجہ ہوتا ہے جبکہ بشریت کا تمام رنگ ربانی رنگ کے نیچے متواری ہو جاتا ہے۔ پس اُس حالت میں وہ خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اقتداری معجزات ظہور پاتے ہیں۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو **صوفی ازم** کی اصطلاح میں **لقا** کہلاتا ہے

الغرض یہہ بات سمجھہ میں آجانی بہت آسان ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا اظہار دنیا میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ہم اس مضمون میں **عبد الرحمٰن** کی حقیقت بتلانا چاہتے ہیں۔

اسلئے قرآن کریم پر غور کرتے ہیں کہ وہ عبد الرحمٰن کی کیا تعریف کرتا ہے۔

عبد الرحمٰن } عباد الرحمٰن کی تعریف قرآن کریم نے سورہ الفرقان کے آخر میں منکران رحمٰن کا جواب دیتے وقت جو بیان فرمائی ہے پہلے اُسکو درج کرتے ہیں۔

توضیح مطلب کی خاطر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اس مقام سے درج کریں جہانکہ مخالفین الرحمٰن کی بابت اعتراض کرتے ہیں۔ کیونکہ عباد الرحمٰن کے ذکر سے اس موقع پر بجز اسکے اللہ تعالےٰ کی اور کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اُن کو بتلانا چاہتا ہے کہ اگر تم خلق السموات والارض وما فی السموات والارض پر غور کر کے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اور رحمٰن کی فلسفی نہیں سمجھہ سکتے تو پھر تم اپنے ہی ہم جنس بنی نوع انسان عبد الرحمٰن کو دیکھو۔ ہم اس تشریح کو اپنے موقع پر بیان کرینگے۔ اب قرآن شریف سے یہہ فقرہ درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔

اور جب کافروں بیدینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا وجود اور اُسکی ضروریات بدون تمہارے عمل بلا تمہاری درخواست کے جس خدا نے بنائی ہیں اُسکی اطاعت کرو۔ تو وہ اُس نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے۔ جسکو سجدہ کرنے کا تو ہم کو حکم دیتا ہے (اُنکو بطور جواب کہدو) رحمٰن وہی مبارک ذات تو ہے جس نے آسمان بنایا۔ اور پھر آسمان میں برج بنائے پھر چاند اور سورج کو بنایا جو بلا تفریق مومن اور کافر کے ہر ایک کو اپنا فیض پہنچاتے ہیں۔ اُنکی روشنی سے ہر شخص فائدہ اُٹھاتا اور اپنی ضروریات کا بڑا حصہ اُن سے پاتا ہے۔ اور وہ رحمٰن وہی ہے

وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔

اور وہ رحمٰن وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ہر ایک جیتی جان کے فائدہ کے لیئے بنایا (دن کو اپنی معیشت کے لئے کام کریں اور رات کو آرام کریں) جو ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقایق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے۔ اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شکر نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ **(دن اور رات)** یہہ ایک جدا مضمون ہے کہ ان سے کیا فواید حاصل ہوتے ہیں؟ اور قرآن نے ان کو کس مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے عطائے توفیق پر کبھی لکھا جاویگا۔ (انشاء اللہ تعالےٰ)

اور اگر اس سے بھی نہیں سمجھہ سکتے تو دیکھو ہم ایسے مظہر بتلاتے ہیں۔ اُنکو دیکھکر تم رحمٰن کی حقیقت سمجھہ سکتے ہو۔ وہ کون۔ عباد الرحمٰن!

عبد الرحمٰن کی پہلی صفت } وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ اور رحمان کے حقیقی پرستاروں کو دیکھو کہ وہ زمین پر بُردباری۔ اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل اُنسے

سخت کلامی سے پیش آتے ہیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے اُن کا معاوضہ کرتے ہیں۔ یعنے تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں۔

اس آیت میں **عباد الرحمٰن** کی صفت اول بیان کی گئی ہے۔ جس پر غور کرنا ضروری اور لازمی امر ہے۔

اللہ تعالےٰ بلا تفریق نیک و بد کافر و مومن کی ہر ایک ضروریات کا کفیل ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ دیکھو ایک دہریہ خدا کی ذات و صفات سے منکر۔ اُسکو گونگا اور کلام کرنے سے عاری سمجھنے والا برہمو۔ بالکل معطل اور بیکار ہستی سمجھنے والا آریہ۔ اور ایک ضعیف اور عاجز انسان کو خدا ماننے والا عیسائی۔ اور **رب النوع** ماننے والا مشرک اور اُسکو کامل۔ اکمل۔ قادر مطلق۔ تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ماننے والا **مسلمان** ہر ایک اپنی ضروریات کو جو لوازم زندگی کہلاتے ہیں بلا تفاوت مُو و پاتا ہے۔ ہوا ہے تو سب کے لئے برابر۔ پانی ہے تو سب کے واسطے یکساں۔ آفتاب و ماہتاب اور دیگر اجرام سماوی و اجسام ارضی اگر مسخر ہیں تو سب کے لئے۔ ٹھیک اسیطرح وہ عبد مومن جو عبد الرحمٰن کا خطاب پاتا ہے۔ اس ارض اللہ پر سکینت کی چال چلتا ہے۔ تمام اخلاق میں وہ کافر و مومن عالم و جاہل سے یکساں پیش آتا ہے۔

اس ترکیب میں غور کرنی چاہئیے کہ یہاں کیا تعلیم دینا مقصود ہے؟ اور عباد کی طرف نسبت کرنیسے کیا غرض ملحوظ ہے؟ اسمیں اولاً تو اُس رحمانیت کی صفت کا ثبوت مقصود ہے جس سے بیدین منکر ہیں۔ اور جو انسان کے حسن عمل سے الگ ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے ذاتی فضل کی بنا پر قایم ہے۔ ثانیاً یہ بتلانا مدنظر ہے کہ عبد الرحمٰن ہونیکے لئے ضروری ہے کہ اُسمیں عام ہمدردی بنی نوع انسان بلکہ کل جیتی جان کے لئے ایک ایسا جوش ہو جو کسی تحریک پر مبنی نہو۔

ان الفاظ کی ترکیب بتلاتی ہے کہ اعمال اور افعال ہی پر فضل و غضب کی بنا نہو۔ اگر اعمال ہی غضب اور فضل کو کھینچتے تو غور کرو کہ کیا اس دنیا کی خوبصورتی ظاہر ہو سکتی ہے؟ ایک بچہ جو ابھی عمل کرنیکی طاقت ہی نہیں رکھتا وہ کیونکر پرورش پا سکتا۔ اور انسانی زندگی کا مدار جن چیزوں پر ہے وہ کہاں سے اور کیونکر بہم پہنچ سکتیں؟ اور خطاکار اور بیباک انسان کیونکر زندہ رہ سکتے؟ حیوانات کیوں کر ہو سکتے؟ غرض جیتی جان کی تکمیل کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے۔ رحم بلا مبادلہ یا رحم بلا معاوضہ جو کیا جاتا ہے۔ وہ یہی رحمانیت کی صفت ہے۔

پس مقدم یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مکافات اور جزا کے ہی طور پر نیکی نکرے۔ بلکہ اُس جوش اور ہمدردی سے بھی کرے جو رحمانیت کی صفت کا منشاء ہے۔ اسی وقت وہ **عبد الرحمٰن** کہلانے کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ اگر مکافات کے طور پر نیکی کی جاوے تو نیکی کرنے والا۔ یا عارضی طور پر اُس نیکی کو دیکھنے والا اُسکی کچھ قدر سمجھے تو سمجھے۔ لیکن جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے وہ اُسکا مداح اور ثنا خواں نہیں ہو سکتا پس جیسے ہم خدا تعالےٰ سے اپنی ضروریات کو ضرورت پیدا ہونے سے پیشتر اُسے بدون سوال یا بدون کسی عمل حسنہ کے پاتے ہیں۔ اُسی طرح چاہئیے کہ ہمارا سلوک بنی نوع انسان یا ہر ایک جیتی جان سے بصورت سوال ہی نہو۔ بلکہ خود اُن کی احتیاجوں کو دیکھکر اُن تمام امور میں اپنی سچی ہمدردی اور بیغرضانہ جوش سے خالصاً للہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔

عباد الرحمٰن میں اللہ تعالےٰ عباد کو رحمٰن کی طرف مضاف کرکے دکھانا چاہتا ہے کہ وہ رحمٰن کی صفت کا مظہر ہو جاویں۔ اور یہ اُسی حالت میں ہوگا کہ جب پہلے ماؤ منا اور دوست و دشمن کی تفریق اُٹھا دی جاویگی۔

کیا دنیا کی کوئی کتاب بجز قرآن ایسی عظیم الشان تعلیم پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں!!

ہم نے غور کیا کہ یہاں پر **انکساری** اور بُردباری کو مقدم کیوں کیا ہے؟ حالانکہ دوسری صفات بھی تو اُسکے ساتھ آتی ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ انکساری ایک ایسی چیز ہے جو دوست اور دشمن کی تمیز کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور یہ ایمان کی پہلی سیڑھی ہے کیونکہ جب انسان خدا تعالیٰ کو واجب الوجود اور معبود ہستی مان لیتا ہے تو اُسکے بالمقابل اپنے آپکو ایک عبد ضعیف ماننا اُسے لازم ہو جاتا ہے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمان)

دنیا اور اوسکی لذات کی گہری فلاسفی یہی ہے کہ وہ پھر پھر آتی ہیں اور اونمیں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی بلکہ یوماً فیوماً اون کو حاصل کرنیوالی طاقتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور اصلی ذریعہ کی خوبی کم ہو رہی ہے۔ ہاں روحانی دنیا کی لذات ایسی ہیں کہ ہر آن نئی اور اونکا لطف اور سرور ہر وقت پہلے سے متغایر اور بڑھ کر ہے پس مبارک ہے وہ انسان جو روحانی لذات کا شیدا ہے

(حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ)

تقویٰ کی بابت کسی انسان کا دعویٰ کارآمد نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور دل اور اوسکی باریک در باریک تہوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے پس اللہ تعالیٰ ہی متقی کو جانتا ہے جسکے ساتھ نشانات اتقا نہوں اوسکا دعویٰ کیا فایدہ پہونچا سکتا ہے (ایضاً)

حیوان مرتا ہے تو اوسکے جسم اور اجزا سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں مگر انسان مرتا ہے تو اوسکا جسم وغیرہ کام نہیں دے سکتا پس ضروری ہے کہ ؎

خیرے کن اے فلاں غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(ایک مہانسا)

انسان کا ہر عضو قیمتی ہے اور اوس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں بشرطیکہ انسان اوس سے کام لینا چاہے

احمق کا دل منہ میں ہوتا ہے اور دانشمند کی زبان دل میں (پرانی ضرب المثل)

دنیا میں بے وارث جانا بھی نامرادی ہے ہماری آرزو یہی ہے کہ ہماری جماعت روحانی ترقی کرے کیونکہ صرف مال و زر اور اولاد ہی زندہ یادگار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقیات الصالحات کچھ اور ہے (کلام امام الزمان)

انسان کو لازم ہے کہ خدا تعالیٰ سے بصیرت چاہے جو سورج کی آگے کو گذرنے والی ہوتی ہے (ایضاً)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ٭ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے لیے ٭ لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

جن کو ہو فضل ایزدی درکار ٭ پہنچیں وہ پاس امرتسر آ کر

[illegible]

شفا خانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار البشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسبِ خواہش عام اشتہاربازی کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ٭

معیار صداقت: بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کا لیا جاتا ہے معاوضہ علاج میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوا لیا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوالے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! ایسی دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ٭

اس خادم الاطباء کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دی ہی جاویں گی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہد دار خرچ دوا دیکر دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) بشرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) بشرطیہ مابعد خرچ دوا بحیراقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بعد تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پالے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ بشرطیہ لکھا لیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ بشرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے مستفید نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پشت کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لا ولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذاء و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ سوالیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں ٭

نمبر	نام مرض	نتیجہ	نمبر	نام مرض	نتیجہ	نمبر	نام مرض	نتیجہ	نمبر	نام مرض	نتیجہ
۱	جس کے اولاد نہ ہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج دوری۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل ترنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و سختی و ناپید	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جس کا حمل ۶۔۸ ماہ گر جاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادبرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گنٹھیا۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تب دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	پیسہ۔	[illegible]	۳۴	بخار تجدید چوتھایہ معفنہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سرسام۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوموں ٭

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت تیز ہو جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ [illegible] - خالص ممیرہ فی ماشہ [illegible] روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کی اشتہار دینے والوں سے بچنا چاہئیے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور** ۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی مفید قیمتی اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اسکا ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے۔ اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر ایم بی سی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلستان) امرت سر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ جس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مساۃ ہم قوم بیوی عمر ۲۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم! شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کی سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر رام سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ کی کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ لہذا ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے۔ اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں ماہ [illegible] سنہ ۱۹۰۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

Registered No L 77 تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) بملاحظہ نمبر اپیل ۷۷)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲۴ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ لطیف جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفین اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو کو بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۸ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم تعداد اس ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لیے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ والا ایک جماعت مستعد ہو بالاترتیب اور وہ تقسیم ہوا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کر دو اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔

مندرجہ ذیل چیزیں ہماری معرفت مل سکینگی

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس روپیہ سینکڑہ کمیشن پر بنائی جاوینگی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے بیج بند وغیرہ۔ ہر قسم اور ہر قیمت کو۔ ازاربند ۸ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ بیج بند ۱ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جاوینگے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکیگی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں

غلام محمد والٰہی بخش علاقہ بند

مالکان احمدیہ ایجنسی

کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر** (پنجاب)

صحت جسمانی کے طلبگار و اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرط آزما لو!!

سچائی کا فیصلہ

[illegible] بھی زمانہ میں موجود ہو [illegible]

نوٹ

[illegible] ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔
[illegible] قیمت طلب [illegible]
[illegible] ڈاک [illegible] خریدار
[illegible] مشتہر [illegible]
[illegible] ہیں

[illegible] کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ امرا قیمت اور محصول ڈاک علاوہ [illegible]

[illegible] پانچ ان الکلیات [illegible]

[illegible] لوگ استعمال کر [illegible] فائدہ نہ ہو تو [illegible] قیمت واپس [illegible] کامل ثبوت سچائی کا ہے

[illegible]

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت [illegible] کسی [illegible] کو [illegible] غربا کو بتصدیق کسی معزز کے [illegible] خرچ [illegible] مفت

خارش کی جادو اثر دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے خارش کلیۃً زائل ہو جاتی ہے اور اسکے جادو اثر کو تصدیق کر [illegible] قیمت فی [illegible] اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

[illegible] نقصانات [illegible] کی کمزوری [illegible] نامرد مرد - اور [illegible] جوان [illegible] استعمال [illegible] قیمت [illegible]

دوائی آتشک

[illegible] دوائی اس [illegible] ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے - خوبی یہ ہے [illegible] گوشت پلاؤ [illegible] کو [illegible] قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بند نہیں ہوتی - قیمت فی تولہ [illegible] - اطبا وغیرہ [illegible] پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ [illegible]

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف [illegible] تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہو جاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے [illegible] خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

[illegible] اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی دوز [illegible] لطف زندگانی - تعریف [illegible] کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے۔
قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

[illegible] نقلیہ [illegible] مفید ہوتی ہے - سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے - یہ حقیقت اسم با مسمیٰ ہے - قیمت چھ خوراک [illegible]

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں [illegible] درد ہو [illegible] ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی [illegible] فی درجن ایک روپیہ

نوٹ

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہلدی حبوب کو ایک و [illegible] سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت [illegible]

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہوکر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہا جاتا ہو گا
قیمت تین روپے

[illegible]

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت عزیزی اخویم خلیفہ صاحب محمد علی خان صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت و انشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی بہت قدر علیل تھی اور ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپکو بہت انتظار میں رکھوں۔ اسلئے بلحاظ اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اُسکو قال اللہ و قال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلشانہ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے

(۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم رسول برحق۔ اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی۔ اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئینگے اُن کا شمار خاص اللہ جلشانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت حقہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسیکو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلعم جمیع فضایل و کمالات میں بےمثل نہیں کہہ سکتے۔ اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمتگذاری میں آیندہ اُس سے بہتر پیدا ہو۔ ہاں جزوی فضیلت کی لحاظ سے بعض لوگ بےمثل ٹھہر سکتے ہیں۔ جیسے صحابہ اور اہلبیت کی یہہ فضیلت جو اُنہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا۔ اور اُس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی۔ اور جو اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر اُن کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا۔ اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پہیلایا۔ اور کفر کے زور کو مٹایا۔ اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کرکے تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مُہریں کرکے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہ اُن کی اس فضیلت کو بعد میں آنیوالے نہیں پاسکتے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ مگر اسکے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فے ارض اللہ اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے

اور اب بھی خداتعالےٰ کے انعام و اکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔ کمالات نبوت و رسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہوسکتے ہیں۔ جسقدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پرتوہ نور کا پڑیگا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے۔ مگر جو لوگ امامت و خلافت و صدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کرچکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر اُن کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکہنا چاہیئے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رُو سے انسان کی ہماری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو۔ غور سے پڑہنا چاہیئے اس آیتہ کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دوسرے یہہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوالقربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں۔ وقال اللہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف اب تک ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے۔ اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اُسکو غار میں لیکر اب تک چھپا بیٹھا ہے یہہ اُن لوگوں کا بہتان ہے جن کو خداتعالےٰ کا خوف نہیں چوتھے یہہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تہا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیتہ کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔ بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اُسیقدر محبت اور عشق پیدا کرینگے جس قدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر ہم ایک ذرا بھی کمالات ایمانیہ میں انکو کم سمجھینگے تو بہی الٰہی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکھتے ہیں۔ اور اُسکو بصدق نیت حفظ کر لیتے ہیں۔ یہہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجھے تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکھ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا۔ مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ آج تک ہیں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی حافظ ہیں؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بھی

مشکل ہے ہمکا کیا سبب ہے یہی کہ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظر تخفیف دیکھنے میں سراسر ایمان کا گھاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ پانچویں بیعت کیلئے یہہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہہ تمام عقاید کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہ اُسکی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لایق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خداتعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک ظلم اور ناانصافی کا چہوڑ دیوے۔ جو شخص بعد اسکے ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ اصل حقیقت بیعت سے غافل ہے۔ ہم اس مسافر خانہ میں صرف تہوڑے عرصہ کیلئے آئے ہیں۔ اور اسی غرض سے بہیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کرکے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اُس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہہ دیکھہ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم اور زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اور اُس رفاقت اور اُس ایمان کے باعث کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے۔ اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا۔ اُن کی شان کو جیسا کہ چاہیئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں۔ ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اُسکے حسن خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ مستمرہ کی رُو سے پایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ کسی اور دوسرے کی فضیلت کی طرح ثابت نہیں ہوسکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اسقدر ہے کہ ایک نابکار دنیا پرست کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ مگر یہہ ایک شخصی ابتلا ہے جو اُنہیں پیش آگیا۔ اگر اسکو حضرت صدیق اکبر کی اُن جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جائے جو اُنہوں نے تمام عمر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تہی۔ تو کیا ایک شخصی ابتلا کو اُس سے کچھہ نسبت ہوسکتی ہے۔ اللہ جلشانہ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلیٰ درجہ کا وفادار ہے اور خدمتگذاری اختیار کریگا۔ وہی اُسکا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔ البتہ نواسے [illegible]

رہے ہیں جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد سو خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے مطابق اُن کے اعمال کے ہوگا میں سوا نخواہ کا درجہ کسیکو دیا نہیں جاتا جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لئے کچی محبت رکھتا ہے اُسکو چاہئیے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجھ نے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے۔ ناحق فضیلت اسکو نہ دے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ صرف رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاصکر کے ذرا سے رشتہ سے جو نواسا ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم کا باپ۔ پس کیا یہ رشتہ انہیں کچھ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ اہلبیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بیشک امام حسن و حسین اُن لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اُن کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا نہ اسکی وجہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے۔ نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا عقلمند کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات متنزل ہیں۔ اُن بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کیے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص اُن کے احسانات کا منکر ہو وہ خدا تعالیٰ کا کافر نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کیے جائیں تو ہرگز راستی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں سراسر غلط ہے تمام صحابہ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شامل ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اسقدر تعریفی کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا اُن دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کچھ چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں یہ مومنوں کی تعریفیں ہیں۔ اور اسی بات کا فیصلہ کہ انمیں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ اُن بزرگواروں کی خدمات سے کرنا چاہئیے کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ بیعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی ناانصافی سے بکلی دست بردار ہو جاوے کیونکہ بیعت [illegible] حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اُسی راہ پر قائم رہا [illegible] جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے ؎

ہر کجا شمع صداقت یافتی پروانہ باش!
گر خرد مندی پئے راہ ہدیٰ دیوانہ باش!

(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور درست لیکن کھڑا ہونا قانون فطرت کی رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسئلہ [illegible] ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اسقدر اختلاف بیعت کا کچھ باعث نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اسکا نام و نشان نہیں

(۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ کرامتوں کے دیکھنے والے دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن۔ یعنے جب کوئی انسان کسی مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی و محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اسکے خاکپائے ہو جائے۔ تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا کسی حاجت ایمانی کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے۔ اور اسکی برکت اور صحبت سے جذبات نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں اور ذوق و محبت [illegible] بڑہتی جاتی ہے اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سے نشانوں کے ذریعہ سے [illegible] چونکہ یہ شخص محبوں اور معتقدوں [illegible] ہے۔ اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے۔ کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادت پہنچ جاتی ہے تو اسکا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بیشتر آزمائش صدق کے اور محققہ حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسیکو کافر اور کسیکو صدیق کہدیتے ہیں۔ اور محققین اسکی ذرا پروا نہیں کرتے

اگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق کی خدمات کو جو اپنی زندگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ [illegible] کی وجہ سے کربلا کے میدان میں مارے گئے اور شہید کئے گئے کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیاوی [illegible] کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت نہیں کی۔ مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ بیٹے اپنے بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق خلیفوں کے ہاتھ پر جو بزعم اُن کے مرتد سے بدتر تھے۔ اور بقول اُن کے صرف معمولی بادشاہوں میں سے تھے بیعت کر لی۔ اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق پر اعراض کرکے ایک فاسق کی بیعت ہی نہیں کی۔ اور انکار ہی میں جان دی بہرحال یہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آیا۔ اور بڑا بھاری ذخیرہ اُن کے درجہ کا صرف یہی ایک عمل ہے جس کو محض [illegible] کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو [illegible] کی طرح دنیا میں کام کر گئے۔ اور ہر میدان میں جان فدا کر دیکھائی [illegible]

حاضر ہوئے دشمن سے مقابل کیسے لاپرواہی تو آپکا عذر [illegible]۔ یہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دار العمل ہے اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملینگے پس جس کے دل میں امام حسن و حسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے۔ اُسکو چاہئیے کہ اُنکی خدمات شائستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر اُن کی خدمات کا پلہ بھاری ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھیرینگے۔ ورنہ ہم اس بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسیکو افضل ٹھیرایا جاوے۔ اور یہ خیال کرنا کہ اُن کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے۔ یہ خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں۔ یہ آیۃ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خدا تعالیٰ جلشانہ نے کھول دیا ہے کہ اُس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے۔ بعض لوگوں کو پھر یہ بھی دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کسیکی نسبت پیدا کی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمائش نہیں ہو سکتی۔ مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر قرائن سے بہ تکلف ارادتمندی کا پیرایہ پہن لیتا ہے۔ پھر عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روز ازل سے اُنہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں۔ اور غایت درجہ کے دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اُسکے درپئے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ للحرب۔ سو یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جسکو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہیں کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائے۔ اللہ جلشانہ اور اُس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں۔ اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی اُن کی عادت نہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامات الٰہی بارش کی طرح برستی ہیں۔ لیکن غیر جنس کے لئے پوری ارادت

یا پیدا دشمن ہوں ان انوار کے مشاہدات سے بالنصیب رہتا ہے۔ اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہارات کرہت تعالیٰ کے لئے شائع کیا تہا اور شرط کی تہی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اسکا خرچہ دیا جاویگا۔ اس سے حضرت اللہ جل شانہ کی غرض یہی تہی کہ اس پابندی سے وہی شخص آکر ایک سال تک بیٹھیگا جو تمہارا دشمن ہوگا۔

(۹) ہمیں شک نہیں ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بہی دیکھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا۔ دوست کامل بننا چاہیئے یا دشمن کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں۔ ہاں ایک طریق ہے۔ اور اُس کو آپ بجا لا سکتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے کہ آپ کا اعتقاد عقیدہ یہہ ہے کہ ... [illegible] کو جسقدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔ ... اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں۔ اور اس عاجز کا عقیدہ ہے کہ ... درجہ کے مقابل بارہ امام کچہہ بہی چیز نہیں۔ بلکہ صحابہ کبار کی محبت اُن کا فخر اور اُنکی ترقی ایمانی کا موجب ہے قرآن شریف میں ... صدیق ... طور پر کسی اہلبیت کا ذکر نہیں۔ اور یہہ بہی عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر اہلبیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں بے مثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں اور جیسے شکر کے ارادے سے اسباب کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ اُن اماموں کے رتبہ کے موافق ایک میں بہی ہوں۔ اور اُن سے زیادہ بہی تفہیم الغائبات الٰہی ہیں جنکو آپ سمجہہ نہیں سکتے اور سا زمانہ کی حقیقت سمجہہ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس عوے میں سچا نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلشانہ اُن کی پردہ دری کریگا۔ اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ اعجاز دکہلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادم مبعوث کے لئے دکہلاتا رہا ہے۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کرسکتے ہیں اور آپ مقدرت رکہتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار برس تک میرے دروازہ پر بٹہاویں اور مقابلہ کراویں تا

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ رو شود ہر کہ در او غش باشد

(۱۰) موافق شرائط مطبوعہ کے تحریری بیعت بہی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے وقت میسر آیا تو انشاء اللہ آپ سب صاحبان کیلئے دعا کرونگا والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ یہہ چند سطریں محض نصیحت کی راہ سے لکہی گئی ہیں ...

قرآن کریم
پر
لطیف نوٹ

(نمبر چہاردہم)

سورۃ البقرہ بقیہ رکوع (۳)

پچہلے نمبر میں ہم نے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پر ان خیالات کو مدنظر رکہکر بحث کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تہا جو بعض لوگ اپنے قصور فہم سے مسئلہ تقدیر کو زیر نظر رکہکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس حال میں اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے یا ہدایت دیتا ہے تو گمراہ شدہ لوگوں کا کیا قصور ہے؟

مسئلۂ تقدیر اصل یوں ہے کہ اس آیت شریف پر اعتراض ضمناً گفتگو کرنے والے کے لئے تو اسی مقام پر جواب موجود ہے۔ وما يضل به الا الفاسقين الى الآية۔ اور کسیقدر وضاحت ہم اس آیۃ شریف کے ترجمہ میں کر دکہائینگے رہا مسئلۂ تقدیر جسکے مسلمان قائل ہیں۔ اور ہمارے خیال میں ہر ایک دانشمند کو جسکا معترف ہونا چاہیئے اُسکی اصل یوں ہے کہ تقدیر کے معنے لغت عرب اور محاورہ قرآن میں کسی چیز کے اندازہ کرنے اور مقدار ٹہرانے کے ہیں جیسے فرمایا۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا۔ اور یہہ بات بہی صاف اور واضح ہے کہ موجودات عالم میں ہر ایک چیز ایک فطرت رکہتی ہے اور اُس فطرت کے موافق افعال اور آثار سرزد ہوتے ہیں۔ اسکے خلاف ظہور میں نہیں آسکتا۔ پس مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے میں اسلام نے صرف اس مبارک اصل کو بیان کیا ہے کہ انسان بُرے کاموں کو چہوڑ کر آرام و آسودگی پیدا کرنے والے امور کی طرف متوجہ ہو۔

اب ہم کو کوئی تبلائے کہ اس اصول میں بجز خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے اظہار اور انسان کی بہلائی کے طرق کے بیان کرنیکے اور کیا مدنظر ہے؟ اب ہم اصول تقدیر کے بیان کے بعد چاہتے ہیں کہ اصلی سوال پر گفتگو کریں۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ضلال کے معنے قرآن کریم میں مختلف وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا آئے ہیں۔ الضلال۔ الہلاک۔ الابطال ... الامتحان۔ الاخذال وغیرہ۔

ضلال کے معنے وہ نتیجہ بد بہی ہے جو بد ضلالت مترتب ہوتا ہے۔ اور تو بہی مندرجہ بالا معانی میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔

ہدی جو ہدایت سے ہے وہ عموماً مندرجہ ذیل معانی میں آتا ہے صدور افعال فطری کو بہی ہدایت کہتے ہیں اور توفیق اعمال حسنہ ...

کہ جنکا نام بہی ہدایت ہی ہے جیسا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا کے معنوں میں بہی آیا ہے۔ اور جنت کو جلد پہنچا دینے اور پہنچا دینے کا نام بہی ہدایت ہے۔

اب یہہ امر صاف اور واضح ہے کہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا بالکل سہل ہے کیا مطلب ہے۔ اگر اسکو زمان آئندہ کے لئے بیان کیا جاوے تو اور بہی صراحت سے مفہوم سمجہہ میں آسکتا ہے۔ جیسا کہ ہفتہ نمبر ... میں بیان کیا ہے یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو کفار پر برے دن آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور یہہ ہلاکت اور یہہ مصیبت فاسقوں ہی کے لئے ہے جو خود اُن کے اپنے ہی ہاتہوں سے اُن پر آنے والی ہے۔ فاسق کون؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور احکام قرآن کے مستحکم ہونے کے بعد توڑتے ہیں۔

عَهْدَ اللّٰهِ عہد اللہ سے مراد احکام اللہ ہے۔ اور یہہ لفظ فطرت صحیحہ عقل سلیم اور کتب الٰہیہ پر بہی بولا جاتا ہے۔

میثاقہ میں جو ضمیر ہے اُس کا مرجع عہد اللہ ہے۔ اس میثاق سے مراد وہ میثاق ہی ہے جو اہل کتاب لئے کیا تہا۔ جسکو دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الى الآية۔

الغرض اس آیت میں یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ باوصفیکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اُنہوں نے عہد کیا۔ باوجودیکہ خود اُنکی فطرت سلیمہ اوامر و نواہی بلکہ ہر ایک فعل اور ترک فعل کی ہدایت کرتی ہے۔ پہر بہی جو اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو تبلاؤ کہ اُسکا نتیجہ ہلاکت اور ذلت نہو تو کیا ہو؟

یعنے جو لوگ اپنی قواعد فطرت کی خلاف شرائع الٰہیہ کے خلاف کرتے اور اُن کو توڑتے ہیں اور اُن کے خلاف کرتے ہیں اور جن سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُن سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

امر اللہ سے مراد جملہ احکام الٰہی اور تمام مامورمن اللہ اور صلحا اور علی الخصوص سید الاصفیا خیر الاتقیا جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور فتنہ پردازیاں کرتے ہیں۔ پس یہی امور ہیں جو موجب خسارہ ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نقصان اٹہانے والے ہیں۔

اب ہم نہیں سمجہتے کہ اس آیت میں کیا مشکل رہجاتی ہے ہر ایک فعل پر ایک ایک نتیجہ مرتب ہوتا گیا ہے۔ فاسق یا خاسر ہونے تک اول عہد اللہ کو توڑا۔ تو پہر یہہ نتیجہ ہوا کہ مامورین سے عداوت و دشمنی پیدا ہوئی۔ اور اُن سے قطع تعلق کیا۔ پہر فساد اور شر پیدا ہوا کیونکہ اپنی بات کی پاسداری کے لئے کہیں جوڑ توڑ کرنے پڑے یہانتک کہ خسران تک نوبت پہنچ گئی۔۔

ترجمہ یہ ... [illegible] ... ہر سوال بلاغ باشد بس ... [illegible] ... ہدایت ... اسلام کی تائید ... [illegible]

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم سالک الایۃ	اللہ تعالےٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو۔ تم کو نابود سے بود کیا۔ پھر تمکو موت

دیگا۔ پھر زندہ کریگا آخر دہی مرجع اور مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی ہستی پر پھر ایک لطیف دلیل دی ہے۔ کیف تعجب کے طور پر آیا ہے۔

حیٰوۃ سند حسب ذیل معنوں میں آتا ہے۔ (۱) قوت نامیہ جسکے ذریعہ سے نباتات اور جاندار بڑہتے ہیں۔ (۲) قوت حاسہ (۳) قوت عاقلہ (۴) غم وہم کا دفعہ کرنا۔ (۵) حیات جاودانی۔ (۶) رزق حلال۔ اور جنت الخلد وغیرہ۔

اور موت کا اطلاق حیات کے بالمقابل معنوں پر ہوتا ہے یعنے جیسی حیات مذکور ہو بالمقابل ویسی ہی موت ماننی پڑیگی۔

موت بمعنے جنگ بھی آیا ہے چنانچہ لقد کنتم عنوان الموت من قبل ان تلقوہ میں موت سے مراد جنگ ہی ہے۔ یعنے کیا اُس خدا کا تم انکار کرسکتے ہو جس نے تم کو نطفہ کی حالت میں جب مردہ تھے۔ پھر زندہ کیا۔ جاہل تھے۔ عالم بنایا۔ اور پھر مرکر حشر میں اُٹھوگے۔

اور پھر اسکو موکد کرکے یوں فرمایا ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے جوکچھہ زمین ہے سب کو پیدا کیا۔ اور پھر ہر چیز سے ہم فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مفید انسانی نہو۔

معجزات مسیح پر ایک نظر	بعض نادان کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے پرندے

بناکر اُڑایا کرتے تھے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جوکچھہ زمین میں ہے (اور دیگر مقام میں فرمایا ہے خالق کل شیء) یہہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ نئی زمین۔ نیا آسمان کونسا ہے جہاں مسیح کے بنائے ہوئے پرند موجود ہیں سوچو۔ اور غور کرو!

ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن سبع سموات	اس آیت پر دو اعتراض کئے گئے ہیں اول تو یہہ کہ آسمان نفس الامر میں کوئی

وجود بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ اور دوم یہہ کہ وہ واقعہ میں سات ہی ہیں امر اول کا جواب ہم اسی کورع کے شروع میں کسیقدر وضاحت سے لکھہ آئے ہیں۔ اسلئے یہاں اُسکے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

سبع سموات کا ثبوت	(۱) دیکھو زمین کی ہوا سے ذرا اوپر کی ہوا لطیف ہے اور اسیطرح نمبر لطیف ہوتی جاتی ہے۔

پھر اگر اسی طرح آسمان کے طبقے ہوں تو کیا ہرج لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے نوعیت وجود آسمان کی کہیں تشریح نہیں کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقات سماویہ کے اقسام سات ہی ہیں۔ آخر سنہ ۱۹۰۹ء تک کی اسٹرانومی کی تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ ستارے چھہ قسم کے ہیں۔ پس یہہ سارا نظام ایک نقطہ موہومہ کی طرف جارہا ہے۔ اور اس سمیت سات اقسام ثابت ہوئے۔

(۳) امور معاد کے متعلق بھی سات آسمان ایک اور رنگ میں نظر آتی ہیں (۱) عالم انسانی (۲) عالم رویا یا مثال (۳) عالم ارواح (۴) عالم برزخ۔ (۵) عالم محشر (۶) عالم بعزخ (۷) عالم جنت۔

(۴) جغرافیکل تحقیقات سے بھی سات ہی آسمانوں کا پتہ لگتا ہے کیونکہ سات سمندر قرار دئے گئے ہیں۔ اور زمین کو بھی سات ہی حصوں میں منقسم مانا ہے۔

(۵) ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم نے ہفت آسمان کی ایک اور سچی فلاسفی خود قرآن کریم کے مختلف مقامات میں موجود ہو ثابت کی ہے۔ جس کو ہم تصدیق براہین احمدیہ سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

زمین سے لیکر جہانتک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے اُس مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر منقسم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے اُن کا بیان آیات ذیل میں درج ہے۔

اول وہ مقام جسمیں تمہارے لئے کہانے کا سامان رکہا ہے جیسے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

دوم وہ مقام جسکے اندر جانور اُڑتے ہیں جیسے فرمایا اولم یروا الی الطیر صافات فی السماء۔

سوم وہ مقام جسمیں اولے بنتے ہیں اور کہیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا فانزلنا علے الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

چہارم وہ مقام جس میں سے مینہہ آتا ہے جیسے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً (الے الآیہ)

پنجم وہ مقام جسمیں ستارے اور نیازک گرتے ہیں جیسے فرمایا۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح (الے الآیہ)

ششم وہ مقام جسمیں ستارے ہیں جیسے فرمایا۔ وجعلنا فی السماء بروجاً وزینٰھا للنٰظرین۔

ہفتم وہ حصہ جو ان سب کے اوپر ہے۔ ان مشہود ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین۔ غرض یہ تقسیم سبع سموات کی جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ اب کوئی بتلائے اسمیں کیا ہرج لازم آتا ہے

وھو بکل شیء علیم	اور وہ اللہ ہر چیز کا علم کامل رکہتا ہے۔ یہاں صفت علیم کے بیان کرنے سی یہہ سِتر

معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ھوالذی خلق لکم میں جو خلق اپنا ایک فعل قرار دیا ہے اُسکو لفظ علیم کے کہنے سے ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شئے کا اُس کے خلق پر قادر کردیتا ہے یا یہہ کہو کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے خالق ہی اسکا عالم کل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز کا علم کامل رکہتا ہے لہٰذا وہ خالق ہے۔

آریہ غور کریں۔	وہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اس مقام پر قرآن کریم

کی خوبیوں کو بنظر انصاف دیکھیں اور اپنے مسلمہ عقاید کی تبدیل کریں کہ وہ کہاں تک اللہ کریم کی صفات کو قائم رکہتے ہیں۔ مادہ اور روح اگر اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں (جیسا کہ آریہ مانتے ہیں) تو وہ ہم کو کوئی ایسی دلیل بتلائیں جس سے اللہ تعالےٰ کا علیم ہونا ثابت ہو۔ ھو بکل شیء علیم کہکر آریوں کے اس غلط اعتقاد کی کامل تردید فرمائی ہے۔ اور یہہ احسان عظیم قرآن کریم ہی کا ہے کہ وہ ہر غلط راہ سے بچاتا ہے بشرطیکہ کوئی اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو اپنی کلام پاک کی سمجھہ عطا فرماوے۔ اور پھر سمجھہ کے بعد اعمال کی توفیق دے۔

ایڈیٹوریل

عبادالرحمٰن

(نمبر ثانی)

ہم نے پچھلے نمبر میں عبادالرحمٰن کی صفت اول بحث شروع کی ہے اور وہ یہہ ہے یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً کسی حد تک اس آیۃ کے دقایق ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور آج ایک اور رنگ میں اُسے دکہانا چاہتے ہیں۔ یہہ آیۃ دو ٹکڑوں میں منقسم ہے۔ یمشون علی الارض ھوناً۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ زمین پر آہستہ آہستہ چلنا کونسی خوبی اور کمال ہے۔ بلکہ یہہ تو ضعف اور کمزوری کا نشان ہے

ھوناً کا لفظ ہی سستی اور کمزوری کے خلاف ہی ملا یہہ ہے اس آیۃ کا ترجمہ بھی یہہ کیا ہے کہ وہ زمین پر بُردباری اور وقار کی چال چلتے ہیں نہ تکبر اور سستی کی

اصل یہہ ہے کہ تمام نیکیوں اور بلند پروازیوں کا چشمہ انکساری اور فروتنی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمین اُن تمام مصایب اور تکالیف کو جو زمیندار ہل چلا چلاکر اُسکے جگر کو پہاڑکر پہنچاتا ہے برداشت نکرے تو وہ پہل لانیکے قابل نہیں ہوتی۔ پس یہہ ضروری امر ہے کہ اس نسخ

پیشتر کہ وہاں ایک لہلہاتا ہوا سبز کھیت ہو۔ اُسے کھودا جاوے اور مختلف صدمات کا محل بنایا جاوے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر کوئی شخص رحمان کے سایۂ عاطفت میں آکر اُسکا مظہر ہونا چاہتا ہے تو اُسکو اپنے دل پر بڑے بڑے جبر و اکراہ برداشت کرنے پڑینگے لوگ ستائینگے مگر اُسے ضروری ہوگا کہ اُن کی تلخ باتوں کا خیال تک نہ لائے۔ غرض جہاں ایک طرف اس آیت میں عام اخلاق فاضلہ و آداب مناسبہ متعلق حرکت و تحمل جمع کرکے لفظ ھونًا میں بھر دیئے ہیں دوسری طرف سالک راہ حقیقت کے لئے اسمیں ایک نشان فرسخ نظر آتا ہے۔

ایک اور بات بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ یمشون علی الارض ھونًا سے یہہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر فعل ایک تدریج اپنے اندر رکھتا ہے۔ زمین اور اُسکی تمام عجائبات اور موجودات کو دیکھ لو۔ ہر ایک میں ایک تدریج کا سبق ملتا ہے۔ اور جب ہم اس رکوع کے اخیر پر نظر کرتے ہیں۔ یا یہہ کہو کہ عباد الرحمن کی صفات کو مطالعہ کرتے کرتے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیہا تحیۃ و سلاما تک پہنچتے ہیں تو یہہ راز اور بھی واضح طور پر جلی ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابدی تحیۃ اور سلامتی کو بما صبروا کا نتیجہ بتلایا گیا ہے پس شتابکار اور جلد باز الٰہی فیضان سے ہاں رحمانیت کے عام فیض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ابدی سلامتی کو جو بما صبروا کے نتیجے میں فرمایا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُس صبروا سے مراد و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما نہ لیں۔

الغرض عباد الرحمن کی پہلی صفت یہہ ہے کہ وہ ارض اللہ پر تمکنت اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما اصل میں یمشون علی الارض ھونا کی ایک لطیف تفسیر ہے یعنے جب جاہل لوگ اُن سے دست و گریبان ہونا چاہتے ہیں تو ایسی چال چلتے ہیں کہ اُن کو تو شرارت سے روکتے ہیں۔ اور اسطرح پر اُس شرارت کے نتائج بد سے اُن کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور آپ اُن کی شرارت سے بچتے ہیں۔ اسجگہ اللہ تعالیٰ کو یہہ بھی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کہ عبد الرحمن کو بھی شفقت علی خلق اللہ کے مدارج کو طے کرنے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ وہ جہاں بدون خواہش و سوال کے مخلوق سے عام ہمدردی کرے۔ وہاں اُن کے لئے یہہ بھی ایک لازمی بات ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ رحمن ہو کر اُن لوگوں کو بھی اپنے اُس فیضان سے جو اس صفت کا تقاضا ہے محروم نہیں رکھتا۔ جو اُسکی حضور بے ادبیاں اور شوخیاں کرتے ہیں۔ اور آیات اللہ کی تضحیک اور توہین اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح پر عبد الرحمن کے لئے لازم اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی شفقت عامہ اور ہمدردی بنی نوع انسان کو اُن لوگوں تک محدود نہ کرے

جو اُسکے ثناخواں یا طرفدار ہوں۔ بلکہ عام طور پر ہو۔ اس تعلیم ربی سے یہہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبد الرحمن ایک وقت پر آکر مکالمہ الٰہیہ کا شرف پانیوالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الرحمن علم القرآن۔ اسلئے اُسکے اخلاق کی درستی پہلے سے ہونی چاہیئے۔ اور اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔

و اذا خاطبھم میں غور کرنے سے یہہ بھی پتا لگتا ہے کہ وہ بیمحل اور بے ضرورت نہیں بولتے۔ جب جاہل اُنکو مخاطب کر لیتے ہیں ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل تعلیم کا اثر ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔ کون ہے جو عربوں کی صلابت شوکت اور ضد سے واقف نہیں۔ وہ نہ تھکنے والی قوم اپنی بات پر ہٹ کرنے والا اگروہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور تعلیم سے ایسا ہو گیا کہ اُن کی رفتار و گفتار میں شرارت کی چاٹ تک نہ رہی۔ ہاں عباد الرحمن کی پاک سوسائٹی ایسا ہی بنا دیتی ہے۔

عباد الرحمن کی دوسری صفت

اسکے بعد دوسری صفت عباد الرحمن کی یہہ بیان فرمائی ہے والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما۔ اور وہ وہ ہیں جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں راتیں گذار دیتے ہیں۔

یہاں ایک غور طلب امر یہہ ہے کہ پہلا لفظ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ توضیح بیان کر رہا ہے عباد الرحمن کی صفات یہہ کہ جب انسان سے برتنے اور سلوک کا ذکر آیا تو رحمان کی صفت کو یاد دلایا ہے۔ اور جب خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنے کا ذکر فرمایا تو رب کا لفظ فرمایا ہے جو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جب تک ربوبیت تامہ کا اثر دل پر نہ ہو انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے رحمانیت کی صفت ربوبیت کی صفت کے تحت میں کام کرتی ہے پس یہہ ضروری امر ہے کہ ہم رحمانیت کا فیضان اور پرتو حاصل کرنیکے لئے ہاں! ایسا فیضان جو ہمارے دلوں سے اُٹھکر دوسروں کو فیض پہنچا سکے۔ پالنے کے لئے جب تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تامہ سے متصف نہ ہونگے تو وہ رحمانیت کا فیض نہ ہم پا سکینگے۔ اور نہ کسی اور کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے اس ترتیب میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے لئے ربوبیت تامہ سے فیض پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان کی طبیعت اور قوائے آرام پسند اور تنعم کے خواہشمند ہیں۔ اسلئے اگر پوری ہوشیاری اور استقلال سے کام لیا جاوے تو تباہ ہو جاویگا

اندیشہ ہے کیونکہ ربوبیت کا تقاضا یہہ ہے کہ وہ کسی شے یا نتیجہ شے کو مکمل کردے۔ اب اگر بد قسمت انسان سُستی اور کاہلی کا شکار رہتا ہے تو اُسکا از کار رفتہ ہو جانا بھی ربوبیت ہی کا نتیجہ ہے جیسے بارش کا کام ہے کہ وہ مردہ چیزوں میں ایک زندگی کی روح پھونکدیتی ہے اُسکے لئے یہہ لازم نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے درختوں کو ہی سرسبز اور شاداب کرے۔ بلکہ ہر ایک قسم کی جڑی بوٹی رنگ لاتی ہے۔ یہانتک کہ زمین کے نیچے کو دبے ہوئے مواد ردیہ اور فاسدہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عباد الرحمن اُس سُستی اور تغافل سے بچنے کے لئے شب بیداری کرتے ہیں۔ اور اُنکی شب بیداری فاسقوں اور فاجروں کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو راتوں کو جاگتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ کبھی وہ سجدات شکر بجا لاتے ہیں اور کبھی قیام میں کھڑے ہو ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔

دنیا پر جب ظلمت اور تاریکی کا زمانہ آتا ہے اور سیہ کاری اور فسق کی رات چھا جاتی ہے۔ اُسوقت عباد الرحمن باوصفیکہ رات کی طرح عام ہوا سستی کی چلی ہوئی ہوتی ہے۔ آرام نہیں کرتے اور اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں۔ رات کا کمال یہہ ہے کہ طلوع سورج کی بشارت دیتی ہے۔ اسیطرح سے اُن کی زاری و نالی وہ وقت پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ ظلمت دُور ہو کر نور کا زمانہ آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ دنیا میں آکر اپنا فیض پہنچانے لگتا ہے

(باقی تیسرے نمبر میں)

ضروری یاد داشت

ہم نے اس سے پیشتر بھی اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی تہی کہ اخبار الحکم کے ساتھ حضرت اقدس جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت منیجر۔ پروپرائیٹر یا ایڈیٹر کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اخبار کا مالک منیجر اور ایڈیٹر خاکسار شیخ یعقوب علی ہے۔ اسلئے جملہ قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار و ترسیل زرچندہ وغیرہ ایڈیٹر اخبار الحکم کے نام سے ہونی چاہیئے۔ بعض احباب خطوط متعلقہ اخبار حضرت اقدس کے نام لکھتے ہیں جس سے ایک تو اُنکے خطوط کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ دوسرے حضرت اقدس کے گرامی اوقات میں بڑا ہرج ہوتا ہے۔ لہٰذا

آیندہ کے لئے ہمیشہ اسی امر کو ملحوظ رکھا جاوے کہ ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار ہمارے نام ہو اور زرچندہ اخبار کے لئے ہماری ہی دستخطی رسید مصدقہ ہوگی

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر
اخبار الحکم قادیان دار الامان

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۰ء

اس میں شک نہیں کہ رپورٹ جلسہ سنہ ۱۹۰۰ء کے انطباع اور اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہو گیا ہے گر چونکہ رپورٹ مذکور میں معمولی اور عام باتیں نہیں جو دیگر معمولی جلسوں کی رپورٹوں میں ہوتی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ یہہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک بےنظیر اور افضل ترین جلسہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہہ رپورٹ باوصفیکہ پورے ایک سال کے دقفہ پر شایع ہوتی ہے گر ابھی تک بھی وہ گل نو کی طرح مشام روح کو معطر کر رہی ہے۔ اور آیندہ کرتی رہیگی۔ اسلئے کہ اُسمیں حضرت اقدس اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی وہ تقریریں درج ہیں جو لطایف اور حقایق قرآنی کا بےنظیر گلدستہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے پیشتر کبھی اس طرح مسند پر سالانہ رپورٹ کے مرتب کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اسلئے بھی بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر باین ہمہ مشکلات ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے یہہ سالانہ تحفہ ایک بےنظیر تحفہ ہوگا۔ جو عنقریب ایک ہفتہ تک بالکل مکمل طیار ہو جائیگا۔ اس رپورٹ کے مکمل کرنے کی جرات ہم کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے دلائی تھی۔ اور صرف جرات ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اُنہوں نے ہر طرح سے اسکی اشاعت وصحت میں مدد دی جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم مندرجہ ذیل احباب کی امداد کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے اُسکی اسقدر جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا جو اُن کے اسمائے گرامی کے محاذ میں درج ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونگے۔ اور ہمارے یہہ معاونین جیسا کہ اُنہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ دری امداد سے ہم کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔ اُن احباب کے لئیے ہم زیادہ شکر گذار ہیں جنہوں نے بطور اعانت پہلے سے کچھہ رقم بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی۔ اُنکی مرسولہ رقم بھی اُنکے اسمائے گرامی کے سامنے درج ہے۔ رپورٹ کے مضامین کی فہرست بھی ہم معاونین کے نام درج کرنے سے پہلے درج کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

(۱) انٹروڈکشن (حضرت اقدس کے مشن کے پچھلے سترہ سالوں پر مفصل ریویو جسمیں آپ کی بےنظیر کامیابیوں نے نئی طرز پر آپ کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ اور سنہ ۱۹۰۰ء میں مشن کی مفصل رپورٹ)

(۲) حضرت اقدس کی پہلی اور دوسری تقریر۔

(۳) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی پہلی تقریر۔

(۴) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دوسری تقریر

(۵) حضرت اقدس کی تیسری تقریر۔

(۶) عالیجناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر

(۷) مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب کا فارسی قصیدہ

(۸) مولوی قایم الدین صاحب بی۔ اے سیالکوٹی کا عربی قصیدہ

(۹) فہرست حاضرین جلسہ۔

اسمائے معاونین رپورٹ

(۱) جناب پیرزادہ قمرالدین صاحب افسر مال کوہاٹ۔ ۵۰ جلد (آٹھہ روپیے پیشگی دے چکے ہیں)

(۲) معرفت منشی تاج دین صاحب جماعت لاہور ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰ جلد

(۳) عالیجناب مرزا خدابخش صاحب تحصیلدار مالیرکوٹلہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰ جلد

(۴) عالیجناب منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم ۔۔۔۔۔۔ ۵۰ جلد (پانچ روپیے پیشگی دے چکے ہیں)

(۵) جماعت سیالکوٹ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰ جلد

(۶) جماعت کپورتھلہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۵ جلد

(۷) عالیجناب ماسٹر قادر بخش صاحب ٹیچر مشن سکول لودیانہ ۔۔۔۔۔۔ ۵ جلد

(۸) عالیجناب خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب جموں ۔۔۔۔ ۱۰ جلد

(۹) عالیجناب چودہری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر ۔۔۔ للعہ روپیہ کی جسقدر جلدیں آویں۔ (دس روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۱۰) عالیجناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ۔۔۔۔۔۔ ۵ جلد

(۱۱) عالیجناب منشی نبی بخش صاحب کپار سپیر شملہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۵ جلد

(۱۲) عالیجناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار درجہ اول نہر باری دواب۔ امرتسر ۔۔۔۔۔۔ ۵ جلد

(۱۳) عالیجناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار رئیس کلانور ۔۔۔ چند جلد

رپورٹ ہذا ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک انشاء اللہ بالکل تیار ہو جاویگی۔ اور جلسہ میں معاونین کو دیجاویگی۔ جو صاحب چاہیں کہ جلسہ سے پہلے اُن کے نام طیار ہوتے ہی روانہ کردیجاوے تو وہ اطلاع دیدیں۔ قیمت رپورٹ کے متعلق ہم اگلے اشیو میں فیصلہ کر دینگے۔

الحکم کی نسبت قومی آواز

اور

ناظرین سے چند باتیں

الحکم کی ضرورت کو تو عام طور پر محسوس کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھہ ہی اسکے مضامین اور اُسکی خدمات کا اعتراف بھی ہمارے بالغ خرد ناظرین نے جس مسرت اور فراخدلی سے کیا ہے۔ وہ گو ہمارے لئے ایک سرمایہ ناز ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ الحکم میں ابھی کسقدر اصلاحوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکی ترتیب کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں وہ ہم بعض وجوہات سے پورا نہیں کر سکتے جنکے اظہار کے لئے ہم کسی مناسب موقع کے منتظر ہیں۔ جسقدر خطوط الحکم کے متعلق ناظرین کی شکر گذاری سے لبریز موصول ہوئے ہیں وہ محض اُنکی حسن ظنی ہے اور قدردانی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

ہم نے کچھہ عرصہ پیشتر الحکم کی توسیع اشاعت اور بعض دیگر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر چند ہی روز کی توجہہ کے بعد اُن پر عدم توجہی کی شکایت ہمکو ناظرین سے کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہم اسمیں اپنا ہی قصور سمجھہ لیتے ہیں کہ شاید ابھی الحکم کی وہ حالت نہیں کہ وہ اپنی ضروریات اور ضرورت کی طرف ناظرین کو خود بخود متوجہ کر سکے۔ اسلئے ہمنے پہر تحریک نہیں کی۔ مگر بعض قدردانوں کے خطوط ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم پھر توجہہ دلائیں۔ اسلئے ہم سردست کچھہ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ اور کسی مناسب موقعہ پر جبکہ سب احباب جمع ہوں۔ اس سوال کو اُٹھائینگے۔ فی الحال ہم اپنے کرمفرما کے خط کا ایک حصہ بغرض ملاحظہ ناظرین چھاپ دیتے ہیں۔ ناظرین اسپر توجہہ فرماویں۔ اور اپنی اپنی رائے سے مطلع فرماویں وھو ھذا

السلام علیکم! الحکم کوئی ایسا معمولی پرچہ نہیں ہے اور اسکا مقصد سوداگری یا دوکانداری بھی عام اخباروں کی طرح نہیں۔ تو پہر کیا وجہہ ہے کہ وہ ایسے کمزور اور پتلے کاغذ پر شایع ہوتا ہے .... میری رائے میں آپ اس پرچہ کو اعلے درجہ کے کاغذ پر شایع کرنے کا احسن انتظام کریں۔ اور خوشخط کاتب پیدا کرکے عمدہ جلی قلم سے لکہائی کرنیکا بندوبست بھی ضروری ہے ماسوا اسکے جیسا کہ یہہ پرچہ اپنی رنگت میں یگانہ ہے ویسا ہی یہہ اپنی وضع قطع اور انتظام میں بھی یگانگی اختیار کرے .... یہہ گوہر بےبہا ایسی گدڑیوں میں دیکھکر مجھے حسرت آتی ہے۔ اس پرچہ کی بنیاد ایسی ہونی چاہئیے کہ ہم لوگ اسکو مجلد کرا کر اپنی آیندہ نسلوں کے واسطے تحفہ چھوڑ سکیں۔ اب بھی یہہ مجلد ہو سکتا ہے مگر وہ شان وشوکت نہیں۔ تین روپیے کے عوض آپ چہہ روپیے قیمت کر سکتے ہیں۔ مگر کاغذ اور چھپائی اعلے درجہ کی ہو۔ اگر الحکم کے خریداروں کی طرف سے ڈبل قیمت دینے میں آپ کو کسیطرح کا خیال ناامیدی ہے تو مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اسکی قدر نہیں کی اور وہ اس پرچہ کا منشا ہی نہیں سمجھے۔ اچھا آپ پرچہ میں چھاپ کر معلوم تو کریں کہ اس قسم کے خریدار کسقدر ہیں۔ اور اُن میں سب سے اول میں ہوں ...... الخ

شیخ عطاء محمد سب اوورسیر چھاونی میانمیر

ایڈیٹر :- ہمارے مخدوم شیخ صاحب کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکا اندازہ آپ کے خط ہی سے نہیں بلکہ اُس عملی حالت سے ہوتا ہے جو آپنے الحکم کی امداد میں ظاہر کی۔ یعنے دو خریدار اپنی جیب خاص سے پیشگی قیمت مرحمت فرما کر دیئے۔ اور ڈاکٹر بکٹ سیر مزکی ۵۰ کاپیاں خرید کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ہم شیخ صاحب کی مناسب اور ضروری تجاویز کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ الحکم ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ اُسکا نام الحکم ہے۔ ہمارے بعض احباب نے اور خود ہم نے الحکم کے متعلق بہت سی خوابیں دیکھی ہیں۔ ان پاک تحریکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے کہ الحکم ایک اعلیٰ درجہ کی شان سے اشاعت پذیر ہو۔ ہم اپنے قدردان ناظرین سے نا امید نہیں اُن کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکے اظہار کے لئے ہمارے پاس وہ کثیر التعداد خطوط موجود ہیں جو ہر روز چلے آتے ہیں۔ اور اگر ہم کو خود ستائی کا خیال نہوتا تو اُن سب کو الحکم کی نسبت قومی آواز کے عنوان سے چھاپ دیتے۔ اگر شیخ صاحب کی مندرجہ تجویز پر ہمارے احباب عمل کرینگے اور امید ہے کہ ضرور کرینگے۔ تو ہم شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے انشاء اللہ الحکم کو ایک نئی شان میں اشاعت دے سکینگے بہر لحاظ ہم اپنے قدردانوں کی رائیوں کے منتظر ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ العزیز ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا نمبر اُس نمونہ پر شائع کریں جو اس تجویز پر عمل ہونے کی صورت میں جنوری ۱۸۹۹ء سے ہم نکالنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا پرچہ بفضلہ تعالےٰ قابل دید ہوگا ♦

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیسنگ ڈویژن میں اہل اسلام سب آرڈینیس کا اتفاق

نمبر دوم

دوستو اب سحر ایام بہلے آوینگے
وصل کی گہات ہمیں آپ ہی تبلا دینگے

پہلا کام جو اُن صاحب نے اپنے ڈویژن میں کیا۔ یہہ ہے کہ جب انہوں نے بعض سب آرڈینیٹ کو باوجود اہل اسلام ہونے کے ایک سخت درجہ نفاق اور بغض اور حسد اور کینہ اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر کرنیکی خواہش میں مبتلا پایا اور دیکھا کہ بعض اُنکے اس امر میں خوش ہیں کہ اپنی قوم کے ممبروں کو دست و پا بزنجیر دیکھیں۔ تو اُن کو قوم کی اس حالت پر سخت افسوس ہوا۔ اور انہوں نے اپنی محنتوں اور کوشش نے اُن تمام کانٹوں کو کاٹا جو اتفاق کے راستہ اختیار کرنے میں پڑے ہوئے تہے۔ اور با اختیار صاحبوں کو تبلایا کہ اُن اختیارات پر پھولنا نہ چاہیئے۔ تکبر کا سر نیچا ہوتا ہے۔ اور اُن کے بیانات اور اخلاق سے ایک قسم کی قومی ہمدردی کی روح اس ڈویژن میں پہونکی گئی۔ چنانچہ وہی اہل اسلام جو کہ آپس میں سخت دشمن تہے۔ اب دوست اور بہائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ترقی اختیارات و عزت و ملل کے خواہاں ہیں۔ ہمیں یہہ بہی معلوم ہوا ہے کہ یہہ صاحب اکثر سب آرڈینیٹوں کو شہر ممباسہ جانے سے روکتے ہیں۔ اس خیال پر کہ وہاں جا کر اکثر لوگ بعض ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اُن کے جسمانی و مالی نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

تو یہہ وہ اتفاق ہے جو اس ڈویژن کے اہل اسلام کو ایک نعمت الٰہی کے رنگ میں حاصل ہوا۔ اور جس ذریعے سے یہہ حاصل ہوا اُسکی قدرشناسی کے لئے ہمنے چاہا کہ یہہ مضمون لکھیں تا ہمارے قومی بہائی اس نعمت کا شکر ہر رنگ میں ظاہر کریں۔ اور یہی وہ دستگیری ہے کہ ایک بڑی نازک حالت میں ہمارے اہل وطنوں کے ساتھہ کی گئی۔ ورنہ قریب تہا کہ گذشتہ واقعات کی طرح بعض شخص ذلیل کئے جاتے اور اُن کی عزت اور مال کو نقصان پہنچتا۔ اور یہی وہ سلسلہ جسمانیات کا ہے کہ جسکو عبرۃ کی نظر سے دیکھکر ہمارے قومی بہائیوں کو اللہ تعالےٰ کے لاتبدیل قانون کی طرف غور کرنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہم تعلیم یافتہ تہے اتفاق کے مضامین نظر سے گذرے ہوئے تہے۔ بلکہ اسکے لیکچر بہی مدرسوں میں دیئے تہے۔ مگر باوجود علم ہونے کے عملی حالت میں ہم اُسکی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتے تہے۔ اور وہ راہیں ہم پر نہیں کہلیں جن سے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے۔ بلکہ ہماری کوششوں نے ہمیں راہ سے بے راہ ڈالدیا اور ہم اتفاق کی جنت کی طرف جاتے جاتے راستہ بہول کر نفاق کے دوزخ کے کنارہ پر پہنچگئے۔ اور قریب تہا کہ اُسمیں گر کر جل جاتے۔ مگر ہماری دستگیری کی گئی۔ اور ہمارا ہاتہہ پکڑ کر نکالا گیا۔ پہر ہمارے قومی بہائی یہہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے انمیں سے اپنے خداداد علم اور عقل سے کام لے کر اپنے ارادوں کو بدلا اور محنت میں لگ گئے انہوں نے اسکا پہل کہالیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ارادوں کو نہ بدلا جو اُن کے نفس میں بیٹھ گیا اُسی کے مقلد ہو رہے وہ ابہی تک حسد کے دوزخ کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی بعض کرتوتوں کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہیں کہ باوجود بار بار بلانے کے ہرگز اُن کی طرف نظر نہیں کرتے چونکہ اس محکمہ میں ہمارے بعض احباب ایسے بہی ہیں جو ہمارے مکتب میں ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ اور بعض ہمارے اہل وطن ہیں جو شہر لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں کہ اُن کے اقارب ہمارے پیر و مرشد ملہم زمانہ غلام احمد قادیانی کے ساتھہ تعلق بیعت رکھتے ہیں۔ اسلئے ایک بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کے خیال نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنے قومی بہائیوں کو اُن انعام آلٰہی سے خبر دیجائے جو اس زمانہ میں نازل ہو رہے ہیں۔ اور اُن کی فلسفی سمجہانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت ربانیت مختلف طور سے اُن کے ہر حال مقال و معاملات میں عجیب عجیب تغیر پیدا کر رہی ہے۔ اور زمانہ اپنے سرد و گرم چکہا کر زبان حال سے اُنہیں اللہ تعالےٰ کا لاتبدیل قانون انسان کی نجات کے لئے بیان کر رہا ہے۔ یہہ دستگیری جو بوقت اس محکمہ میں اہل اسلام کی کی گئی کیا وہ اُن کو یہہ سبق نہیں دیتی کہ اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی نازک حالت دیکھکر اُن کی دستگیری کرتا ہے۔ اور جیسے کہ ایک قومی اتفاق نہونے سے قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ اور سختی اور تباہی کا مقابلہ آپڑتا ہے۔ اور جگہہ خالی پا کر ہر ایک مخالف حملہ کی کوشش کرتا ہے اسیطرح جب انسان شرارت اور ظلم اور فساد کے کام کرتا ہے تو اُسکے روحانی قوٰے منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور بے ایمانی اور دغابازی فحش وغیرہ جگہہ خالی پا کر اُسکے دل میں گہر کرتے جاتے ہیں جیسے خدا کا یہی قانون ہے کہ انسان کو اُسنے ترتیب دینے کے لئے معلم اُستاد اور کاریگر بنائے۔ جو اُن کو اُن کے جسم کی حفاظت کے طریقے بتاتے ہیں۔ فاقہ اور بہوک کے عذاب سے بچنے کے لئے ہنر سکہلانے میں تعلیم دیتے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے کے ذریعے تبلاتے ہیں۔ اسیطرح اُسنے روح کو صفات رذیلہ سے بچانے اور صفات محمودہ سے متصف ہونیکے لئے۔ اخلاق اعلیٰ کے حصول کے لئے ہر ایک قسم کے رنج و فکر سے نجات دیکر امن اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک سلسلہ روحانی معلموں کا بہی رکہا ہے جو روح کو ہر ایک صفت رذیل سے پاک کر کے اس قابل بنانے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیض پا سکے۔ اور چونکہ نجات کا امر بہت ہی نازک تہا اسلئے اُسکا سلسلہ اُسنے عام مخلوقات پر نہیں چہوڑا کہ جیسے دنیا میں کاریگر اور معلم سرپستہ اور ہنر کے خود بخود ہی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس سلسلۂ نجات کا وہ خود ضامن ہوا۔ اور جس کتاب کی اتباع پر نجات منحصر تہی اُسکی حفاظت اپنے ذمہ لی اور کہا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اور اپنے فیض خاص سے خود تعلیم دیکر وہ ہمیشہ اپنی طرف سے ایسے معلم ہر زمانہ میں بہیجا رہتا ہے جو اُسکو نجات کا طریق اور اُسکے حصول کا رنگ ڈہنگ تبلاتے رہتے ہیں۔

کوئی زمانہ اور صدی ان نمونوں سے خالی نہیں رہا - اور نہ یہہ چودھویں صدی خالی ہے

غرضکہ بابو شاہ محمد صاحب کی تشریف آوری ہم مسلمانان سر فینگ ڈویژن کے لئے ایک بڑی برکت اور عمدہ سبق دینے والی چیز ہے - بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دماغ اور قبول کرلینے کے لئے دل ہو - اور ہمیں کامل امید ہے کہ اس محکمہ کے مسلمان سب آرڈینیٹ اس برکت سے فائدہ اٹھاکر ضرور آپکی قدردانی کرینگے - اور اگرچہ یہہ اتفاق بھی ایک قابل فخر ہے جس کے شایع کردینے کی ضرورت ہمیں محسوس ہوئی ہے - مگر ساتھہ ہی ہم اسبات کو کھول دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ان صاحبوں کو اپنی ترقیات کی حد یہیں تک جان کر اور صرف اس وہمی سیل جول اور آؤ بھگت کو ہی فخر اسلام سمجھکر بنیں بس کردینا چاہیئے - کیونکہ ایسے اتفاق ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دوسری قوموں میں بھی موجود ہیں - بلکہ اسکی نظیریں اس سے بھی بڑھکر ہیں اور محض ترقی جاہ و منزلت کبھی کسی دانشمند کی نظر میں قابل عزت نہیں ہوا کرتی - جب تک اُس کا ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں ہوتا - اگر صرف حصول دنیا کے لئے آپسمیں ایسے ہی مل بیٹھنا جیسے کہ مُردار پر بہت سارے گدھ جمع ہوجایا کرتے ہیں کسی مذہب یا قوم کا فخر ہوتا ہو تو پھر آجکل اُس میں عیسائی اور یہودی کچھہ کم نہیں ہیں - مگر ہمارے مخاطب احباب میں سے کوئی بھی ایسے نہیں ہیں جو اُن کی دولتمندی کی وجہہ سے یا اون کی خشک قومی ہمدردی کے خیال سے اُن کے باطل اصولوں کو سچے تسلیم کرلیتے ہوں - اور جبکہ وہ خود نہیں تسلیم کرتے تو اس امر کو ہم کو زیادہ واضح کرکے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جبکو ادنیٰ سی عقل ہو وہ بھی جان سکتا ہے کہ جب میری اپنی رائے میں ہی دوسری اقوام غیر از اسلام صرف دولتمندی اور جاہ کی لحاظ سے اپنے مذہب پر فخر کرنیکی مستحق نہیں ہیں - جب تک کہ اپنے مذہب کی تعلیم کو وہ راستی اور پاکیزگی پر مبنی علمی اور عملی حالت میں نہ ثابت کریں -

تو ایسا دن وہ کب ہوگا کہ اپنی ہمت اور طاقت کو صرف حصول دنیا اور عز و جاہ میں رات دن صرف کردینا ہی فخر اسلام جانتا ہو - دنیا کی تاریخ پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف حکمران سرحالیت میں گذرے - کسی نے ظلم سے اپنی سلطنت بڑھائی - اور کسی نے خلق اللہ کی حقیقی خدمتگذاری سے اور اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو حکمرانی کے صراط مستقیم دکھلانے میں پیچھے رہگیا ہو - اگرچہ مثل بعض دوسری سلطنتوں کے اہل اسلام کو بھی ایک بڑی وسعت حکمرانی کی نصیب ہوئی - مگر اس پہلو میں جو نمونہ قابل فخر اہل اسلام کے خلفائے راشدین نے دکھلایا - اسکی نظیریں دوسری قوموں میں کم ملینگی - مثلاً خلیفۃ المسلمین حضرۃ عمر رضہ کا باوجود بادشاہ ہونے کے پھر اپنا گذارہ انیٹیں تھاپ کر کرنا اور ــــ (باقی آئندہ)

مرزا صاحب کے اعلان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء

ایک پر غور نظر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

گذشتہ اشاعت الحکم میں ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب چیف آف قادیان کے اوس گرانقدر اعلان کو جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو جناب ممدوح کی طرف سے شایع کیا گیا ہے درج کرچکے ہیں - اوس پر ہم کو کسی قسم کے ریمارک کرنیکی ضرورت نہ تھی کیونکہ اعلان مذکور کی اشاعت کی غرض اون آئے دن کے جھگڑوں کا انفصال ہے جو عام لوگوں کی نظر میں ایک طرف مذہبی حیثیت سے اور گورنمنٹ کے ساتھہ پولیٹیکل حیثیت سے دکھائی جاتی ہیں اور جس پیرایہ زینت کرکے کوشش کی جاتی رہی ہے کہ عوام اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک اسپر شخص کی نسبت برے خیال پیدا کر کے ہنگامہ قیح دیاجاوے جو اپنی بے لوث زندگی میں ایک پہلوی اور اپنی وفادار اور فرمان پذیر اور گورنمنٹ عالیہ معتمد اور محمد خاندان کا چیف ممبر ہونیکی حیثیت میں دوسرے پہلو سے ممتاز ہے اعلان مذکور کی اشاعت میں یہ امر بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اوس خوفناک لٹریچر کو بند کیا جاوے جسپر بارہا ہم کو بذریعہ اخبار اور اکثر معززین کو بذریعہ میموریل خاص گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانی پڑی ہے چنانچہ جعفر زٹلی لاہوری کے اشتہارات اور ضمیمہ اور اشاعت السنہ کے رسالے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اونمیں طرز بیان کس قسم کا ہے - ہم پبلک سے نہیں گورنمنٹ ہی کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اوسکی نظر سے بھی وہ رسایل اور اشتہارات گذرے ہونگے جو مندرجہ بالا اشخاص کی طرف سے شایع ہوچکے ہیں مشتے نمونہ از خروارے وہ اشتہار ہی مشاہد ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان مورخہ ۲۱ نومبر کے ہمراہ شایع کیا گیا -

چونکہ اکثر اخبارات اور اشتہارات میں اون لوگوں نے خصوصاً مولوی محمد حسین بٹالوی نے اور جنکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے ایک وقت میں ایک ذی وقار ریٹائرڈ (پنشیوپنے) کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر گورداسپور نے ایک مقدمہ فیصلہ اوس خیال کے جو محمد حسین کو مرزا صاحب سے ہیں یہ لکھا ہے کہ

I consider sufficient evidence has been ... regarding the hostility of the witness to the Mirza etc.

بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی کافی شہادت لیجاچکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے - اکثر مضامین ایسے طور پر شایع کرجاتی ہیں جس سے گورنمنٹ عالیہ کو دکھلایا جاوے کہ گویا کوئی امر خطیر اور مہم عظیم ہے لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس اشتہار پر چند ریمارک کریں -

اولاً - اشتہار مذکور کی اشاعت سے بجز مندرجہ بالا غرض کے اور کوئی غرض مقصود نہیں بلکہ جب مرزا صاحب نے مذہبی مناظرات کے متعلق عام امن اور صلحکاری کے پھیلانے کیلئے مناسب تجاویز بغرض منظوری گورنمنٹ عالیہ بذریعہ ایک خاص میموریل پیش کی ہیں جو ہمارے ان کالموں میں بھی شایع ہوچکا ہے اور گورنمنٹ کے ہر معزز رکن کو معلوم ہے -

ثانیاً - مرزا صاحب ممدوح نے خاص طور پر کسی شخص کے متعلق یہ اعلان نہیں دیا جس سے سمجھا جاوے کہ کسی دل آزاری کے خیال سے شایع کیا گیا ہے - بلکہ اوس میں عام طور پر مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصل فرما - لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اون نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھہ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میری ذلیل کرنیکے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر - غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر آمین ثم آمین - مطابق اسکے ہر دو فریق کیلئے دونی اور سچی ذلت کو تعقورا ہی قادر پر کی گئی ہے - نہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو باہر رکھا ہے - اونکو اور دونو فریق خدائی فیصلہ کے نیچے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اسی اشتہار کے صفحہ ۳ کی چوتھی پانچویں چھٹی سطر میں صراحت کردی ہے -

رابعاً - اون الہامات میں جو جناب مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کے بعد ہوئے ہیں ذلت اور خواری کا ذکر ہے اور مرزا صاحب کی دعا میں دنیا میں رسوا کر ہے جو خاص طور طلب ہیں بلکہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقہم الذلۃ کے الہام اس امر کی اور بھی صراحت کرتے ہیں کہ وہ جناب مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس قسم کی بد زبانی اور شرارتیں ہوچکی ہیں اوسی رنگ میں وہ ذلیل ہونگے کیا محمد حسین یا جعفر زٹلی وغیرہ ہم کو بتلا سکتے ہیں اور وہ اعلان کرسکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے قتل کے درپے ہیں ؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی ایسا نہیں کہ سکتے پھر وہ کیوں سیئۃ بمثلہا پر غور نہیں کرتے

خامساً و آخراً - ہم گورنمنٹ عالیہ کی توجہ خاص اس طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں

* ورا اعتبار جو گورنمنٹ کو اونپر بحیثیت اپنی عہدہ دار اور ملازم ہونے کی ہے اس امر کی خاص طور پر سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے اون حقوق کی خود نگہداشت کرے جنپر یہ لوگ مخالف حملہ کرنا چاہتے ہیں - اور اپنی عداوت کو گورنمنٹ کو بے معنی جھیلیو نہیں بنانا اپنی دانشمندی سمجھتے ہیں - اگر مناسب ہوا تو آئندہ اس مضمون پر اور کچھ لکھیں گے - (ایڈیٹر)

بس سماے میں آج لعل گوہر ۔ نہ ہے کوئی لاولد مضطر ۔ اغنی ہے عالم میں ہر بشر کر لیسر لعل و در یتیم

[illegible]

شفا خانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

[illegible]

اظہار البشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں ۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں ۔ یہاں حسب غلوی عام اور بستہ کاری ہے کام ہے ۔ مرد میدان بن کر آئیں بشرطیہ دو آزمائیں ۔ جھوٹوں کو سچا ۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ سمجھیں ۔

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کیا جاتا ہے ۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اشٹامپ پہ لکھوایا جاتا ہے ۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محکمہ کچہری سے ۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو ۔ صحت کے طالبو ! اولاد کے آرزومندو ! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے ۔ عام مبارکبادی ہے ۔

اس خادم الاطباء کو ۴۰ سال طبیہ تجربات اور اقرار کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ لگے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں ۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد ۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں ۔ بزرگوں کے ارشاد سے بفیض عام کا اشتہار ہے کہ اور یہ تو دہی ہونگی ۔ مگر نمبر اول ۔ کم مقدور والے صرف خرچ منگوا سکتے ہیں ۔ اور (۲) تونگر بعوض دوا خرچ و چندے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی کے علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے ۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے ۔ بندہ کا حق ہے ۔ ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھ دے ۔ بشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے ۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بعد تصفیہ شدہ رقم کسی معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھ دیں ۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں ۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو بحالکہ شرطیہ لکھا ہوں بوقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو ۔ ورنہ ہرجانہ ۔ جرمانہ حسب ارادہ قبول ۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی ۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہا دی ۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرو ۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے ۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے ۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ۔ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں ۔ گمنام وہ لیتے ہیں کہ جس کا پسر نہیں ۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص امراض الطبی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن اولاد والوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی ۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے ۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے ۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہوگا ۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں ۔

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو ۔	[illegible]	۱۰	تولنج ندری ۔	[illegible]	۱۹	لقوہ ۔	[illegible]	۲۸	دل ترنا ۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے	[illegible]	۱۱	سوزاک ۔	[illegible]	۲۰	بھگندر ۔	[illegible]	۲۹	طول مدعرض رحم و دایہ ۔	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو ۔	[illegible]	۱۲	سرعت ۔	[illegible]	۲۱	ناسور ۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ ۔	[illegible]
۴	جس کا حمل ۲ ۔ ۳ ماہ گرجاوے ۔	[illegible]	۱۳	جریان ۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی ۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام ۔	[illegible]
۵	کمزوری ۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری ۔	[illegible]	۲۳	اوبرنگ ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت ۔	[illegible]
۶	مرگی ۔	[illegible]	۱۵	گٹھیہ ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس ۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب ۔	[illegible]
۷	تپ دق ۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ ۔	[illegible]	۲۵	لیپسہ ۔	[illegible]	۳۴	بخار تجربہ جو تپ لئے معنفہ ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر ۔	[illegible]	۲۶	آتشک ۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم ۔	[illegible]
۹	ضعف جگر ۔	[illegible]	۱۸	سبل ۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل جان ۔	[illegible]	۳۶	سرسام ۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معتبر انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی مقبولیت فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ملے - خالص نیم سرمہ فی ماشہ آٹھ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱ہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت آپ کا خواہ دوسری اعلیٰ درجہ کی ممیرے کے سرمہ کی تمہاری دل سے بچنا چاہیے **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان کو پڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم حکہ عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے یہ ایک ایسی مفید دوا ہے کہ ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالکے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس پاس یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلستان) امرتسر -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ کا تیار کیا ہوا ہے جسکا تجربہ اپنی ایک مریضہ پر علاج کیا مساۃ [illegible] عمر ۳۰ سال بحضور یہ کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر خرد دانے نکلے ہوئے اور بڑے بال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں آنکھوں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سفید صفحہ پر کالے حرف نہیں پڑھ سکتی تھی - اور ان آثار کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ مریضہ نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میا سنگھ صاحب بتسلیم بعد تعلیم اشتیاق آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ ہی سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار کی دو سال کی آنکھ میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہو لینے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی مصفا و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کی سرمہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ ویلیو طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر آیا سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - الحکمۃ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷
تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)
Registered No L 77

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۳۰ | قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۸ شعبان سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لئیے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض اور مختصر تحریریں شایع کیجاویں - یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کیلئے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدیا کریے اور وہ تقسیم ہوجایا کریں - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا - بلکہ ہمکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں - اگر ہماری احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے - منیجر الحکم کے نام درخواست ہو ؛

صحت سچائی کے طلبگارو! اسکو پڑھو اور ایک دفعہ ضرور آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

سچائی کا امتحان ضروری ہے

لوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملاحظہ ہوا اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ [illegible]

لوٹ

ہر چیز ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ آنی چاہئیں۔

[illegible] پانچوں انگلیاں [illegible]

[illegible] اگر استعمال حسب ترکیب فائدہ نہ ہو تو اپنی بیاض جلتی ہے قیمت واپس لو یہ ہے کامل ثبوت سچائی کا

[illegible]	**دوائی ہاضمہ** بدہضمی - درد شکم - ڈکار - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ جو کوئی کہ دیکھو کو ہی غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے مفت	**خارش کی حکمی دوائی** تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلی حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا چاہیے قیمت فی پڑیہ ۲ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے مرف خرچ روانگی پر مفت	**اعجاز مسیحی** [illegible]
دوائی آتشک [illegible]	**سرمہ سلیمانی** ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بند نہیں ہوتی قیمت فی تولہ [illegible] - اطباء و دیگر تجار سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ [illegible]		**سفوف و مرہم آتشک** اصلاح زخم کے واسطے تین پڑیاں [illegible] زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل علاج ہو جاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت
عصائے پیری [illegible] اور ہریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - [illegible] کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے	**دوائی وجع المفاصل** یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوا ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ	**تریاق سوزاک** سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے - حقیقت اسم باسمی ہے - قیمت چہہ خوراک [illegible]	**جادو کی گولی** جسم کے کسی حصہ میں جتنی یا کیسی درد ہو نے الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۲ فی درجن ایک روپیہ
[illegible]	**حبوب بواسیر** جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہلدی حبوب کو ایک دفعہ ضرور دیکھ لیں - سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں خاتمہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت [illegible]	**لگانیکی دوائی بواسیر** اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہوکر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بجا ہوگا قیمت تین روپیہ	[illegible]

المشتہر ملک غلام احمد مکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

دلچسپ بیان

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

(۱) کیا حضرت آدم علیہ السلام ہی کے وقت سے دنیا کا آغاز ہوا ہے۔ اور اگر پہلے سے ہے تو اُس وقت کس قسم کی مخلوقات تھی۔

(۲) موافق روایت مشہورہ کہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں آیا وہ اسی سات ہزار برس کے اندر گذرے یا اس سے قبل بھی کچھ ظہور میں آئے ہیں؟

(۳) جبکہ خدا تعالیٰ کی صفت عالم الغیب ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے مانند انسان کی مانند جو کہ ناقص العقل اور امور غیب سے ناواقف ہوتا ہے مختلف اوقات میں مختلف احکام مثل زبور و توریت و انجیل و قرآن شریف کی جو اکثر احکامات میں ایکدوسرے کے خلاف ہیں نازل فرمائے۔ ایک ایسی کتاب جامع ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل فرمائی تاکہ تمام احکام ہدایت ابدی پر مشتمل ہوتے۔ اور اسمیں ترمیم و تبدیل کو دخل نہ ہوتا۔ جیسا کہ وید ہے مگر برخلاف اس کے قرآن مجید میں اکثر جگہ ناسخ و منسوخ موجود ہے۔ اخیر کتاب آسمانی بھی اس نقص سے منزہ و مبرا نہیں۔

(۴) حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے کیوں کلام اللہ کی اکثر سورتوں میں اکثر اشیاء کی قسم کھائی ہے؟ حالانکہ کتب اخلاق میں مندرج ہے کہ جو شخص کج ذہن ہوتا ہے وہ اکثر قسمیں جھوٹی کھا کر دوسرے شخص کو ... دلایا کرتا ہے۔ پس آپ بتلائیے کہ اُس قادر مطلق کو کیا ضرور تھا کہ جو اُس نے اسقدر قسموں کا بار اپنے ذمہ لیا جس کو عقل سلیم باور نہیں کر سکتی۔

(۵) سورۂ رحمان میں جو یہ فقرہ فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن بار بار واقع ہوا ہے مخل فصاحت ہے جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ کتاب گلستان میں لکھتے ہیں (حکایت) سحبان وائل را در فصاحت بے نظیر نہادہ اند بحکم آنکہ سالے بر جمع سخن گفتے کہ لفظ مکرر نشدے و اگر ہماں اتفاق افتادے بعبارت دیگر بگفتے ... پس تصور فرمائیے کہ ... سحبان کا مرتبہ ... کلام سے بڑھ جاتا ہے۔ اور مصحف مجید کی فصاحت ... جاتی رہتی ہے۔

(۶) بعض تفاسیر میں مرقوم ہے کہ زمانہ سلف میں کل مخلوق کی زبان سریانی تھی۔ جب ... آدمیوں کی مختلف زبانیں منحوس ... ہو گئیں۔ ... زبان عربی ... ظہور میں آئی۔ لہذا زبان عربی منحوس زبانوں کے زمرہ میں شمار ہوگی۔

(۷) بڑے افسوس کی بات ہے کہ پیغمبر آخر الزمان جو خاتم المرسلین اور محبوب رب العالمین کہلاتے تھے۔ صرف تریسٹھ برس دنیا میں زندہ رہے۔ اور فقط تیئیس سال ابلاغ رسالت کی۔ اسقدر مدت قلیل میں مخلوق کیا ہدایت کامل پا سکتی ہے۔ اور کیا راہ راست تلاش کر سکتی ہے۔ حالانکہ خود حضرت نے فرمایا کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہونگے جن میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہے۔ باقی کل فرقے جہنمی ہیں۔ تو اب غور کیجئے کہ فقط ایک فرقہ کی نجات خاتم النبیین ہونیکا باعث ہو سکتا ہے؟

(۸) مسلمان لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے پیغمبر ہماری شفاعت فرمائینگے۔ اگر فرقہ ناجیہ کی شفاعت ہوئی تو محض بے سود ہے۔ کیونکہ وہ خود مستوجب نعیم بہشت ہیں۔ اور اگر گنہگاروں کی شفاعت ہوئی تو خلاف عدل داور داداور کے وقوع میں آیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جناب من! آپ کا خط حضور حضرت میرزا صاحب کو سنایا گیا۔ تو آپ نے اُس پر ایک بڑی تقریر فرما کر بیان کیا کہ لوگ آجکل اس منشاء سے بالکل بے خبر ہو گئے ہیں۔ جسکے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔ مثلاً ... خونی اور سنگ ... کیسے ... خلاف ... پیش کرتے ہیں۔ اور ... صحت چاہتے ہیں۔ حالانکہ مقتدرانہ دعوے صحت کسی مریض کا ایک دعوے مشرکانہ ہے جو توحید الٰہی سے بالکل دور ہے۔ ایک موحد انسان کا یہ کام تو ہو سکتا ہے کہ کسی بیمار کے لئے جناب الٰہی میں دعا کرے۔ ... اور ... انسان کی نسبت ... کہ ... دعا قبول ہو ... اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ... دعا کی ... [illegible] ... اکثر مقبول ہوتی ہیں ... علم الٰہی اور ... [illegible]

کے متعلق ایک مقتدرانہ دعوے اللہ تعالیٰ کو ماننے والا نہیں کر سکتا۔ پھر بڑا صاحب صحت کلی کا وعدہ اور دعوے کسطرح کریں۔ ایسے دعاوی شریروں۔ دکانداروں۔ فرعون صفتوں کا کام ہے۔

باقی سوالات کی نسبت فرمایا کہ ایک ایک سوال ایک رسالہ چاہتا ہے۔ غور کرو صرف ایک بحث سرمہ چشم آریہ میں ہے کسقدر کتاب لکھی گئی۔ کوئی آریہ یا برہمو یا فلسفی ایک عظیم الشان بات پیش کرے۔ اور اُسکے فیصلہ کے بعد اپنے باقی سوالات کا جواب اجمالی طور پر کچھ لے تو آسانی سے بحث طے ہو سکتی ہے ورنہ صرف سوال کرتے جانا تو ایک سہل امر ہے۔ اور اس میں وقت بہت ضایع ہوتا ہے۔ اور شخصی سوالات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔

خاکسار راقم آپ کی ضیافت طبع کے لئے مختصراً جواب عرض کرتا ہے۔ اگر پسند آویں تو بہتر ورنہ کالائے بد بریش خاوند۔

سوال اول۔ دنیا کا آغاز آدم علیہ السلام سے نہیں اور ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اُس سے پہلے بھی تھی۔ آثار صحیحہ میں چند قوموں کا نام بھی لیا ہے۔ بن۔ جن۔ طم۔ رم۔

سوال دوم۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ مگر حسب ضرورت اور بلحاظ حالات آدمیوں کے شرائع نازل فرماتا ہے۔ بے ضرورت وقت اور شریعت کا قبل از وقت نازل فرمانا لغو ہوتا ہے۔ وید کو پیش کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ آریہ کہتے ہیں کہ وید کو نازل ہوئے قریباً دو ارب کا زمانہ ہو چکا ہے مگر آجتک پتہ نہیں لگتا کہ وید کہتا کیا ہے۔ جب اسکا منشا ہی کسیکو معلوم نہیں تو اُسکا آنا ہی نہ آنے کے برابر ہے۔ تمام گذشتہ زمانہ سے لیکر آجتک کوئی ظاہر نہیں کر سکا کہ اصل منشاء وید کا کیا ہے دو ارب برس کے بعد دیانند نے چاہا کہ اسکی شرح کریں مگر وہ بھی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے چل بسے۔ اور سناتن والے اور آریہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اصل مطلب کس نے سمجھا۔ گوشت خور اور گوشت خوری کے منکر اور بت پرست اور بت پرستی کے منکر دونوں وید کو پیش کرتے ہیں جس سے طالب حق حیران رہجاتا ہے کہ بات کیا ہے۔ اہل اسلام میں تعلیم ربانی شیعہ خوارج کا وہ اختلاف نہیں جو انکے اصول تعلیم میں ہے۔ قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ موجود نہیں۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے یا اسکے رسول نے فرمایا ہو کہ فلاں آیت موجود فی القرآن منسوخ ہے۔

سوال سوم۔ اقسام ... پر مفصل بحث آئینہ کمالات اسلام اور تصدیق میں موجود ہے ذرا مہربانی ... [illegible]

سوال چہارم۔ اللہ تعالےٰ نے انبیا اور رسولوں کو ہمیشہ بھیجا ہے اُن کی تعداد کسی صحیح حدیث اور کسی آیت میں نہیں۔ اور نہ یہہ امر صحیح طور پر ثابت ہے کہ وہ جو کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تہے۔ کہاں کہاں اور کب ہوئے۔ یہہ بحث خالی از فائدہ ہے۔

سوال پنجم۔ ابتدا میں کیا زبان تہی۔ ہمارا اپنا عقیدہ یہہ ہے کہ وہ زبان عربی تہی۔ اسپر منن الرحمن لکہا گیا ہے۔ اور یہہ بحث بہت لمبی ہے۔ ہمارا ہرگز خیال نہیں کہ وہ سریانی زبان تہی سریانی زبان سیریا کی زبان ہے۔ اور وہ ایک شہر ہے۔ بگڑی عربی کا۔ مگر یہہ مضمون بہت طول ہے۔ کیونکہ اسپادعوےٰ ہر ایک شخص رکہتا ہے کہ ہماری مقدس زبان سب السنہ کی اُم ہے۔ انڈو یوروپین اور سامی زبان دونوں کو محققان یوروپ نے پورانا مانا ہے۔ اور اتبک حیران ہیں کہ ام الالسنہ ان دونوں کی کون ہے۔ اور کیا کیا وسایط ہیں جن سے یقین ہو سکتا ہے کہ فلاں زبان ام الالسنہ ہے۔ اس پر ایک کتاب اور بہت سے نقشجات یہاں تیار ہوئے ہیں جنمیں مستحکم دلایل سے دکہایا گیا ہے کہ کس طرح عربی سے لفظ مختلف ملکوں میں گئے ہیں اور اُن میں کیا تغیرات پیدا ہوئے ہیں۔

سوال ششم۔ آریہ افسوس کرتا ہے کہ نبی کریم کی عمر (۶۳ برس) کم ہے اتنے عرصہ میں کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔ تعجب التعجب !! تعجب !!! وہ گہر میں تو وید پر افسوس نہیں کرتا کہ جسنے دو ارب برس میں کسقدر ہدایت کو پہیلایا۔ آریہ دت کے شودر ولیش اتبک دیا نند کے زمانہ تک محروم ہیں۔ دیا نند نے بہت عمر پائی یا نہ پائی اگر پائی تو کیا محمد الرسول اللہ سے زیادہ مخلوق کو ہدایت یاب کیا یا نہ کیا۔ اگر نکیا تو افسوس ایسے انسان نے کچہہ عمر نہ پائی۔ اگر کیا تو آریہ لوگ ذرا شرم سے بتاویں کہ آریہ وید دونوں کی تعداد کیا ہے۔ اور محمدیوں قرآن دونوں کی تعداد کتنی ہے رشرم!

سوال ہفتم۔ فرقہ ناجیہ کی شفاعت ترقی مدارج کے لئے اور فرقہ غیر ناجیہ کی شفاعت کمی عذاب اور کمی زمانہ عذاب کے لئے شفاعت کا ثبوت خود نیچر میں موجود ہے۔ شفاعت کی شکل بعینہ ادویہ کے منافع کی مانند ہے۔ اگر کوئی آریہ کسیطرح سوال کرے کہ امراض کا علاج کرنا غلط ہے۔ کیونکہ بیماری اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ پہر جو لوگ اعمال بد کا ارتکاب نہیں کرتے اُنکے لئے تو مرض نہیں اسکا لیس دوا اُن کے لئے بے سود ہے۔ اور اگر اعمال بد کے مرتکب ہیں تو اُن کی اگر دوائی کریں تو یہہ سزا اور دادار کے عدل کے خلاف ہے۔ پس علم طب باطل ہوا۔ اور آیور وید غلط ہے۔ غور کرو ایک فلسفہ ہے ہر ایک عقلمند۔ کہ یہ غور کرے۔ اور پہر شرم!

سوال ہشتم۔ آپکے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر بہی ہیں۔ کیونکہ طلیق تخلص ہے۔ آپ نے کسی فصیح و بلیغ کو ایک مصرع پر تضمین کرتے سنا یا نہیں سنا۔ اور اس تکرار مصرع پر فصحا و بلغا کو اعتراض کرتے سنا یا نہیں سنا؟ نیز وید میں اگنی کی مہاں اور اگنی شبد کا تکرار آپ نے نہیں سنا تو کسی وید خواندہ آریہ سے دریافت فرماویں کہ رگ وید میں کسقدر اس لفظ کا تکرار ہے۔ اور یہہ قول سوامی دیانند کا جواب نہیں

الحکم۔ جوابات مندرجہ بالا نہایت ہی مختصر طور پر لکہے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک معمولی خط اُس شرح و بسط کا متحمل نہیں ہو سکتا جو ایک رسالہ کو چاہتی ہے۔ چونکہ ان سوالات میں نمبر ۳-۴-۵- کسیقدر تفصیل طلب ہیں۔ اسلئے ہم ان پر اگلے اشیو میں سلسلہ وار مبسوط جواب بہی لکہینگے۔ گو مندرجہ بالا جوابات بطور اصول ایک منصف مزاج کے لئے کافی ہیں

(ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل ریف نوٹس

اعلام امید کی جاتی تہی کہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا الحکم اُس ترتیب اور صورت میں بطور نمونہ شایع ہوگا جو ہمارے مخدوم شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیر کی تجویز پر عملدرآمد ہونیکی صورت میں سردست ممکن ہو سکتی تہی۔ مگر ہماری اتفاقی سفر نے اجازت ندی کہ ہم ایسا کر سکیں۔ علاوہ ازیں سال رواں کے اختتام میں صرف ایک ہی ہفتہ رہگیا ہے۔ اور وہ بہی مصروفیت کا مل کا۔ اسلئے آئندہ سال کا پہلا نمبر ہم موعودہ نمبر کی شکل میں شایع کرینگے۔

ایک ہفتہ کی رخصت الحکم اپنے محتشم ناظرین سے امید کرتا ہے کہ وہ اپنے خادم کو ایک سال کی دماغی محنت اور مصروفیت کے بعد ایک ہفتہ کی فرصت ایام کرسمس میں عطا فرماوینگے تا کہ وہ تازہ دم ہو کر آنے والے سال بہر کی منزل کے لئے کمربستہ ہو جاوے اور اپنے فرض منصبی کو زیادہ خوبی اور عمدگی کے ساتہہ سرانجام دینے کے قابل ہو سکے۔ کیونکہ سال کے اخیر پر مصروفیت بہت بڑہجاتی ہے۔ اور درستی کاغذات و رجسٹر جات وغیرہ کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہر حال ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا الحکم سال رواں کو ایڈیو (الوداع) کہتا ہے۔ اور اس سال کا یہی آخری نمبر سمجہا جاویگا۔ ہم اس ہفتہ کی رخصت اور فرصت کی تلافی میں انشاء اللہ جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا نمبر بڑہنے کے پورے ۱۶ صفحوں پر شایع کرینگے۔ تا کہ وہ کمی پوری ہوجاوے۔

ناظرین سے التماس ہمارے محتشم ناظرین ادائے زرچندہ کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اخبار کے مالی سال میں سے دو ماہ ختم ہو چکے ہیں۔ یہہ کوئی ضروری بات نہ سمجہی جاوے کہ بار بار کے تقاضاؤں کے بدون قیمت دینا دانشمندی نہیں ہم کو اپنے معاونین اور دست و بازو قدر دانوں سے امید ہے کہ وہ اپنی قدر کے موافق نہ ہماری خدمت و حیثیت کے موافق قدر دانی فرمائینگے۔

ہمارا سفر باوصفیکہ ہم رپورٹ کی انطباع میں حد سے زیادہ مصروف تہے۔ لیکن ایک **دینی خدمت** کے جوش نے ہم کو نہ تو ناظرین اخبار کی شکایتوں کی پرواہ کرنے دی۔ اور نہ دوسرے اہم امور کے سرانجام دینے کا خیال پیدا ہونے دیا۔ اور ان سب باتوں پر مقدم اور ضروری کام دینی سمجہہ میں آیا جسکے لئے ہمنے یہہ سفر کیا۔ دوران قیام امرتسر میں ہم کو ریاست فریدکوٹ کی جلسہ عطائے اختیارات کی حالات معلوم ہوئے۔ اسلئے ہم نے اپنی اُن ضرورتوں کو جو اس دینی خدمت سے وابستہ ہیں پیش نظر رکہکر ریاست مذکور میں جانا چاہا چنانچہ آج ہم ریاست کی خاص **راجدہانی** ہی سے یہہ سطریں لکہہ رہے ہیں۔

ہم کو ایک عرصہ سے معلوم تہا کہ ریاست فریدکوٹ میں مسلمانوں کی بدقسمتی یا کمزوری سے اذان کے علیٰ رؤس الاشہاد کہنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ دیگر جرایم کی طرح یہہ بہی ایک جرم سمجہا جاتا ہے یہیں تک نہیں بلکہ بعض مسجدوں پر گیارہ گیارہ روپے جرمانہ بہی ہو چکا۔ اور بعض بدقسمت مسلمان محض اس جرم میں کہ اُنہوں نے باآواز بلند اللہ اکبر کیوں پکارا معتوب بہی ہوئے بہر حال یہہ حال ہے۔ ہم اسکو نہ تو ابہی مہاراجہ سابق کے تعصب مذہبی کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔ نہ اہلکاروں کی ہوشیاری اور بیجا پاسداری کا نمونہ۔ کیونکہ ان امور کے اظہار کے لئے ہم دوسرے وقت کے منتظر ہیں۔ فی الحال ہمنے ارادہ کیا ہے کہ پردیسی مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مہاراجہ حال کی خدمت میں جو ۱۶ دسمبر سے بااختیار کلی فرماں روا ہوئے ہیں اس امر کی درخواست کے لئے حاضر ہو کہ وہ اپنے اس حصول اختیار کی تقریب کی دائمی یادگار کے طور پر فریدکوٹ کے غریب مسلمانوں کو اس آزادی و روشنی۔ اور تہذیب کے زمانہ میں پوری آزادی سے فرایض مذہبی کے ادا کرنے کی اجازت دیں۔ ہم کو بظاہر تو ایسی ہی امید ہے کہ وہ اپنی غریب رعایا کی درد دل کو سنینگے۔ اور اُن سے دعائیں لینگے۔ ہم مفصل مضامین اس

مخمس

برقصیدہ جناب منشی سید شکیل احمد صاحب سہسوانی از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری

اللہ اللہ یہہ کیا ظلم کیا جاتا ہے۔ جو ہیں دیندار اُنہیں بے دین کہا جاتا ہے
دل مسلمانوں کا اس غم سے بیٹھا جاتا ہے دین احمد کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے
قہر ہے ای مرے اللہ یہہ ہوتا کیا ہے؟

جو کہ اسلام کے ہیں صبح و مسا خیر طلب ہر طرح تابع فرمان شہنشاہ عرب
اُن کو کافر یہہ کہیں ہائے ستم! ہائے غضب دیکھتے ہیں جو دکھاتا ہے تو ہم کو یارب
سنتے ہیں تو جو سناتا ہے بس اپنا کیا ہے

مولوی کوئی کہے یا کوئی کچھہ نذر کرے لوگ نکلے ہیں اسی دین میں ہیں کر جیتے
دین و ایمان سے کیا کام رہے یا نہ رہے فکر بیدینوں کو بس یہہ ہے کہ ہر پہلو سے
مال دنیا کا ملے دولت عقبا کیا ہے؟

اب مخالف ہیں وہی جو نظر آتے تھے رفیق سخت بدخلق ہیں وہ ہم جنہیں سمجھے تھے خلیق
بدلیاقت وہی نکلے ہیں جو بنتے تھے لئیق حائل منزل مقصود ہیں قطاع طریق
لقد ایماں کے تحفظ کا طریقا کیا ہے؟

جو قوی ہے اُسے سمجھے ہیں یہہ نادان ضعیف ہوتا جاتا ہے اسی وجہہ سے ایمان ضعیف
کیوں نہ بیدین کہیں پہر اُسے ہر آن ضعیف مضمحل ملت بیضا ہے مسلمان ضعیف
ملحدوں کی جو بن آئے تو اچنبھا کیا ہے۔

ہائے اس حد کو مسلمانوں کی پہنچی نوبت چھوڑ دی پیروی قول شفیع امت
کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے نہیں کی رحلت شغل یاروں کا ہے تحریف کتاب و سنت
دین جاتا ہے تو جائے اُنہیں پروا کیا ہے

جو کہ بنتے ہیں موحد یہہ اُنہیں کا ہے خیال آکے مُردوں کو جلائیگا مسیح الدجال
اس عقیدہ کے مخالف ہُو وہ رکہتے ہیں ملال عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجہہ پر سب حال
کیا کہوں ملت اسلام کا نقشا کیا ہے۔

زندہ گردانتے ہیں حضرت عیسیٰ کو ابہی اللہ اللہ یہہ حق پوشی رہ یہہ بے ادبی
اس عقیدہ سے جو روکے اُسے کہتے ہیں شقی عافیت تنگ ہے بیدینوں سے دیندار کبہی
قایم اب تک ہے یہہ دنیا سبب اسکا کیا ہے۔

زندہ عیسیٰ کو بتانے سے فضیلت ہے غرض شیخ بطال ہیں ہر طرح بطالت ہے غرض
فتوے کفر سے انکی یہی نیت ہے غرض صرف تحصیل زر و مال و وجاہت ہے غرض
اور اس دعوے باطل کا نتیجا کیا ہے

دیکہے اک مومن کامل پہ گواہی جہوٹی زک پہ زک اور اذیت پہ اذیت پائی
باز آیا نہ مگر مولوی بطالی حوصلہ اس کا بعینی یہی کہتا ہے ابہی
دیکھتے جائیں ابہی آپنے دیکہا کیا ہے۔

جبکہ قرآن سے ثابت ہے وفات عیسا اور حضرت نے بہی ارشاد یہی فرمایا
منصفی شرط ہے پہر تونے یہہ کس منہہ سے کہا قادیانی نے نیا فتنہ کیا ہے برپا
میں مسیحا ہوں وہ کہتا ہے مسیحا کیا ہے۔

ہے ہمیں مخبر صادق نے خبردار کیا یعنے عیسا ہے امام ایک اسی امت کا
پہر یہہ کسواسطے کہتا ہے تو ای یاوہ سرا یکقلم زندگی و رفع و نزول عیسا
سب کا منکر ہے اس آفت کا ٹہکانا کیا ہے

ذکر دجال لعیں واقعہ قحط و بلا حالت زلزلۂ ارض و نشانات سما
کینہ و بغض و نفاق حضرات علماء حار و ہنگام و علامات نزول عیسا
سب احادیث میں رقوم ہیں جہوٹا کیا ہے

سہسوانی کی ذرا یاوہ سرائی تو سنو اُسکا دعوے ہے کہ زندہ ہیں مسیح خوشخو
اور کہتا ہے کہ اُترینگے وہی لے لوگو! کوئی انصاف سے دیکھے اگر اس نامہ کو
ابہی کہل جائے وہ سچا ہے کہ جہوٹا کیا ہے

مرحبا صل علی صل علی صل علے حضرت عیسی موعود ہوئے جلوہ نما
ہائے بیدین سمجھتے ہیں اُنہیں یاوہ سرا نفخ میں ہوسکے یا رب ہے تامل کیسا
اب قیامت کے بپا ہونے میں وقفا کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ کافر ہے یہہ بلا شبہہ و شک حضرت مہدی موعود کی کرتے ہیں ہتک
کیا عجب ہے جو کہیں سنکے اسے حور و ملک پہٹ پڑتا نہیں کسواسطے یارب یہہ فلک
کیوں زمیں شق نہیں ہوتی یہہ تماشا کیا ہے

مہدی و عیسے موعود نمودار ہوئے مرحبا دین کی تائید میں کیا کام کئے
حیف اُس شخص کی حالت یہ جو پہر بہی یہہ کہے کسلئے مہدی برحق نہیں ظاہر ہوئے
دیر عیسے کے اُترنے میں خدایا کیا ہے

پہلے دو چار کو مہدی نے بنایا بسمل پہر کیا تیغ براہیں سے جہاں کو گہایل
اب تو حساد بہی کہنے لگے ہو ہو کے خجل کی ہے کیا جلد ترقی یہ ترقی حاصل
واہ اے ہمت عالی ترا کہنا کیا ہے؟

شک نہیں اسمیں وہ ہے ملہم باصدق و صفا مہدی و عیسے موعود ہی بفضل خدا
تو مگر حشر میں اس کہنے کا پائیگا مزا پہلے مُلّا تہا۔ پہر الہامی بنا۔ پہر عیسا
قابل دید تماشا ہے یہہ مرزا کیا ہے؟

ہر طرح ہوگیا یہہ مسئلہ ثابت بدلیل کہ ہی عیسیٰ امت ہیں باوصاف جمیل
پہر خدا جانے یہہ کس برتے پہ کہتا ہے شکیل نہ سمجھہ بیٹھنا اس کو کہیں عیسیٰ کا مثیل
دیکہو قرآن و احادیث کا منشا کیا ہے؟

قول مہدی جسے سمجھا ہے تو ای شوخ قبیح وہ تو انجیل کے اک قول کی ہے نقل صحیح
تونے پہر کسلئے باندہا ہے یہہ بہتان صریح صاف کہتا ہے کہ نجار کے بیٹے تہے مسیح
ہوئے بے باپ کی پیدا یہہ عقیدا کیا ہے؟

مہدی پاک کی موجود ہے تصنیف فصیح دیکہہ لیگا جو کوئی شخص اسے بالتصریح
تیرے اس کذب کو کیا خاک وہ سمجھیگا صحیح صاف کہتا ہے کہ نجار کے بیٹے تہے مسیح
ہوئے بے باپ کو پیدا یہہ عقیدا کیا ہے؟

حی و قیوم مسیحا کو سمجھتا ہے تو آہ! اور کہتا ہے ہوئے خوب رسول ذیجاہ
کیوں نہ اس قول سے مومن کو ہو رنج جانکاہ کی ہے وہ ہرزہ درائی کہ معاذ باللہ

۔۔۔ ہوا دل ۔۔۔ کیا ہے۔

شیخ جی! اب تو خدا کے لئے ۔۔۔ ذرا — دیکھو تو ضد کا تمہاری یہہ نتیجہ نکلا

یعنے کہنے لگے عیسائی بھی ۔۔۔ استہزا — ہوا قرآن سے اثبات حیاتِ عیسا

یہہ کرامت ہے کہ اعجاز مسیحا کیا ہے

زندہ اب حضرت عیسا کو سمجھنا کوئی — یاد رکھنا لسے سب راہ یہی ہے سیدہی

لاکھہ بہکائے تمہیں مولوی بطالی — مومنو! ابلہ فریبی میں نہ آنا اُس کی

ایک ہی فتنہ ہے تم نے اُسے سمجھا کیا ہے؟

آجکل فکر میں دجال لعین ہے براں — چاہیئے پیروی مہدی باعزت وشان

اور پھر یہہ بھی رہے صبح مسا ورد زباں — یارب! اس دور پُر آشوب میں قایم کہیں

تو ہی رکھے تو رہے ورنہ بھروسا کیا ہے۔

مہدی پاک سے جلتا ہے کوئی ناہنجار — اور کرتا ہے کوئی کفر کے فتوے تیار

سارے عالم میں تہلکہ ہے خدائے غفار — راتدن فتنوں کی بارش کیطرح ہی بوچہار

گر نہو تیری صیانت تو ٹہکانا کیا ہے؟

مہدی پاک یہ ہو فضل خدائے بیچوں — وہ مضامین لکھے جن سے ہوا دل مفتوں

کیوں نہ سیراب ہوں اب تشنہ لبانِ محزوں — موجزن اسمیں ہیں حقیقت حق کے مضموں

یہہ رسالہ ہے خدا جانے کہ دریا کیا ہے۔

واہ کیا خوب مضامین پسندیدہ لکھے — طالب صدق جنہیں دیکھکے مسرور ہوئے

ستہسوانی بھی اسے دیکھکے انصاف کرے — رہنما ہے یہہ کتاب اہل سعادت کیلئے

جو ازل کے ہیں شقی تذکرہ اُن کا کیا ہے

راستی سے جنہیں نفرت ہی ہوئی وہ محزوں — کینہ وبغض وعداوت نے کیا اُنکو زبوں

اُن کے سینوں میں ہوا اُن کی تمناؤں کا خوں — کٹ گئے دشمن دین دیکھکے اسکے مضموں

سیف مسلول کہوں اسکو تو بیجا کیا ہے۔

ہوگیا دشمن مختار زمانہ یارب! — تو اسے دامنِ رحمت میں چھپانا یارب!

روز بد بجز محمدؐ نہ دکہانا یارب! — آخری وقت کے فتنوں سے بچانا یارب!

ہے یہی دل کی مراد اور تمنا کیا ہے

وصیّت الحق

ذیل میں ہم حضرت اقدس امام حجۃ الاسلام جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وہ گرامی قدر وصایا درج کرتے ہیں جو راز حقیقت کے نام سے ایک رسالہ کی صورت میں ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو آپنے شایع فرمائے ہیں۔ جسکا ایک حصہ ہم گذشتہ نمبر میں درج کر چکے ہیں۔ وہو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

۔۔۔ دل آں فرومایہ شاد — کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

۔۔۔ لئے خصوصاً یہہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجے کے منتظر رہیں کہ جو ۱۲ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنۃ۔ اور اُسکے دو رفیقوں کی نسبت شایع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوے پر پنجہ مار کر یادہ گوئی کے مقابلہ پر یادہ گوئی نکریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں ندیں۔ وہ بہت کچھہ ٹہٹہا اور ہنسی سنینگے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں۔ مگر چاہیئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیکبختی کے ساتہہ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکہیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوے اور صبر کو ہاتہہ سے ندیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مسل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اُس کی بدی کا بہی مواخذہ ہے۔ مگر اُس شخص کے مجرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کہڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اسلئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو۔ اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقوے اختیار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرما دے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُسکے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو۔ کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ وجدل ہوجاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھہ بحث ومباحثہ بہی نکرو کہ بسا اوقات بحث ومباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راستبازی اور تقوے میں آگے قدم رکہو کہ خدا اُن کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضایع نہیں کرتا۔ دیکہو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تہے تقوے کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تہا کہ اُن کو ہلاک کرے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو معہ اُسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہہ چاہا کہ اُن کو ہلاک کریں۔ اور نہ صرف ہلاک۔ بلکہ اُن کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکہا تہا کہ جو شخص لکڑی پر یعنے صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔ یعنے اُسکا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے۔ اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہوجاتا ہے۔ اسلئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہہ نہایت بد منصوبہ تہا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تہا۔ تا اس سے وہ نالایق قوم یہہ نتیجہ نکالے کہ یہہ شخص پاکدل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے۔ بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جسکا دل پاک نہیں ہے۔ اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بیزار اور دل بیزار اور اللہ اُس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر وقیوم نے بدبخت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکہا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اُس کو ایک سو بیس برس تک زندہ رکہکر تمام دشمن یہودیوں کو اُسکے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالےٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہہ سے ہجرت نہ کی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔ اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تہے۔ خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچا کر آخرکار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا۔ اور سرینگر خانیار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کیئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار و یتبرک بہ۔ ۔۔۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے ہمارے سید ومولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تہے

انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوایل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا۔ مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کی مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔

سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اُسکے لئے مدد نازل ہوتی ہے۔ اور اسطرح آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولانبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور اُن دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا۔ اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے۔ تو پھر کیا چیز تھی جسنے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اُسپر قدم مارو!! اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے۔ جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا۔ اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو۔ اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اُسکی جماعت ہو۔ جن کو اُسنے نیکی کا نمونہ دکھلانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُسکے لب جھوٹھ سے۔ اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا۔ وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا۔

اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو۔ اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو۔ مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا اُسے راضی ہو۔ حالانکہ تمہارے دل میں اُس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ۔ اور اُسکے لئے محو ہو جاؤ۔ اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے

تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں۔ اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے۔ جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کیجاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کیے جاتے اور اُن کو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی اُنکا نام رکھا جاتا ہے۔ اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے۔ تب یکدفعہ اُن کا دل دُکھتا اور اُنکا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں۔ اور اُن کی دردمندانہ دُعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے۔ اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں۔ اور آخر وہ ایک نشان کی صورت میں زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اسجگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرات سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی۔ اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے لکھا گیا تھا۔ یہ لوگ خاموش رہتے۔ کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک اثبات کی میعاد مقرر ہو گئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اُس کو ذلیل اور رسوا کریگا۔ اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے قایم کیا تھا۔ اور چاہیئے تھا کہ یہ لوگ اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد چپ ہو جاتے اور ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے۔ مگر افسوس کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اُسکا خاصہ ہے۔ اور سراسر جھوٹھ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنے اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اسکے جواب میں بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اُسکے جواب میں بھی بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ اور سُنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اُسکے دل پر خدا کی مہر لگجاتی ہے۔ اُس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی شرطی تھی۔ اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں مرنے سے بچ جائیگا۔ اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے۔ اپنی سراسیمگی سے۔ اپنے خوف سے۔ اپنے قسم نہ کھانے سے۔ اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اُسکا دل عیسائی مذہب پر قایم نہ رہا۔ اور اسلام کی عظمت اُسکے دل میں بیٹھ گئی۔ اور یہ کچھ بعید نہ تھا۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا۔ اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اُس کو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا۔ اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا۔ لہٰذا اُس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جبکہ اُسنے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی۔ اور چور کیطرح ڈرتا رہا۔ اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ اُن کاموں کے لئے آمادہ نہوا تو کیا اُسکی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں۔ چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شد و مد سے کی گئی تھی جسکے سننے سے اُسیوقت اُسکا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ جس کے ساتھ درصورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ پس اسکا رعب ایسے دلوں پر

جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جبکہ یہہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور اس کی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکھا۔ اپنی اندرونی بیقراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا۔ اور پھر بعد میعاد قسم نہ کہانے اور نالش نکرنے سے اس تغیر کی حالت کو اور بہی یقین تک پہنچایا۔ اور پھر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چہ ماہ کے اندر مر بہی گیا۔ تو کیا یہہ تمام واقعات ایک **منصف** اور خدا ترس کے دل کو اس یقین سے نہیں بہر دیتے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اُٹہا کر زندہ رہا۔ اور پہر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفائے شہادت کی وجہ سے مر گیا۔ اب دیکہو تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مر چکا۔ مگر جس شخص کے ساتھہ اسنے ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تہا۔ وہ تو اب تک زندہ موجود ہے جو اب یہہ مضمون لکہ رہا ہے۔

اے حیا و شرم سے دور رہنے والو! ذرا اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا؟ میں نے تو اسکی زندگی میں یہہ بہی لکہدیا تہا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا۔ ورنہ میں آتہم کی موت کو دیکہونگا۔ سو اگر شرم ہے تو آتہم کو ڈہونڈہ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تہا۔ اور عرصہ تیس برس سے مجہسے واقفیت رکہتا تہا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ ۳۰ برس تک اور زندہ رہ سکتا تہا۔ پس یہہ کیا باعث ہوا کہ وہ انہیں دنوں میں جبکہ اسنے عیسائیوں کی دلجوئی کے لئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چہپایا۔ خدا کے الہام کے موافق فوت ہو گیا۔ خدا ان دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پہر اسکا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا۔ خدا تعالےٰ کی نظر میں ظلم صریح تہا۔ اس لئے اسنے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا کرنے سے یعنے پنڈت لیکہرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہہ پیش گوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تہی۔ کہ اسمیں قبل از وقت یعنے پانچ برس پہلے تبلایا گیا تہا کہ لیکہرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مریگا۔ لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں۔ اس پیشگوئی کو بہی قبول نکیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے۔ یہہ سب سے انکار کرتے ہیں اب یہہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء **آخری فیصلہ** ہے۔

چاہیئے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جہوٹوں۔ کذابوں۔ دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکہا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہہ معاملہ آسمان پر ہے۔ زمین پر چلانے سے کچہہ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اسکے سامنے ہیں۔ اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔ (۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء)

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان

منشیات

شراب خوری

داناؤں نے ہر ایک زمانہ میں مانا اور ظاہر کیا ہے کہ کل مسکرات آدمی کی اندرونی بیرونی حالت اور طاقت کے لیئے ایسی مضر ہیں کہ اُن کے برابر ضرر دینے والی اور چیز نہیں ہے۔

مسکرات میں سے **خصوصاً شراب نہایت ہی نقصان** دینے والی ہے صحت کو بگاڑتی ہے۔ روپیہ کو بیجا اور بے محل صرف کراتی ہے۔ ہزارہا قسم کی بُرائیوں کا مرتکب کرکے آخرکار مفلس۔ نادار اور بےعزت و حقیر بنا دیتی ہے اور کسی کام کا نہیں چہوڑتی۔ دانایان مغرب بہی باوجودیکہ اُن کے ممالک میں اسنے زیادہ رواج پایا ہوا ہے۔ اسکی مضرت اور بدی کے قایل ہیں۔ چیف جسٹس کا قول ہے "مسکرات میں شراب سارے گناہوں کی سردار ہے" ایک اور صاحب فرماتے ہیں "شراب سب گناہوں کی جڑ ہے"

مذہب جس نے بنی آدم کو سیدہا کرنے میں کل اکتسابی اور قدرتی **اسباب سے بڑہکر زور دکہایا ہے۔ ہر ایک** ملک اور ہر ایک طبقہ اور گروہ میں ظہور پکڑ کر اس ناپاک چیز کی ناپاکی اور مضرت بیان کرتا ہے۔

حضرات انبیاء نے کہولکر اسکے نقصانوں اور بُرائیوں کا اظہار فرمایا ہے۔ یہانتک کہ اسکے لئے **اُمّ الخبائث** کا قبیح لقب تجویز فرما دیا۔ وقت کے حکما اور اطبا نے بہی بنی نوع کی بہلائی اور رہنمائی کے لئے اس نابکار کا مضر صحت ہونا دلایل کے ساتھہ ثابت کیا ہے۔ اور اس مضمون پر مستقل تصنیفیں لکہی ہیں۔

ادنےٰ ثبوت اس کی بُرائی کا یہہ ہے کہ کسی شخص کے کیرکٹر میں اگر شراب خوری کے عیب کا اشارہ بہی ہو جاتا ہے تو اسکا وقر اور اعتبار محسوس نہیں رہتا۔ اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ اور قریب بعید بنجاتے ہیں۔ والدین اور اولاد سے زیادہ ہمدرد۔ زیادہ غمخوار۔ اور زیادہ خیر اندیش کوئی اور نہیں ہوتا۔ لیکن دیکہا جاتا ہے کہ اگر کسی کی نسبت شرابخوری کی جہوٹی یا سچی شہرت ہو جاتی ہے تو اُسکے والدین اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جابجا شکایت کرنے لگجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا نالایق نکلا۔ دین دنیا کا نہیں رہا۔ اُسکی اولاد پکار پکار کر کہنے لگجاتی ہے کہ ہمارا باپ مال و دولت کلالوں کو دے رہا ہے وہ ہمارے لئے کچہہ نہیں چہوڑیگا۔ اور دیکہو کہ اُسنے ہماری جدی جائداد شرابخوری میں کہو دی ہے۔

ملازمت پیشہ گروہ میں اگر کوئی شرابخور ہوتا ہے۔ تو جس صیغہ یا محکمہ میں اُسکا تعلق ہوتا ہے۔ اُسکے افسروں کی نظروں میں حقیر۔ ذلیل۔ اور بے اعتبار۔ ماتحتوں میں بے رعب اور خوار ہو جاتا ہے۔

خصوصاً جن لوگوں کا تعلق دیہی ملازمت سے ہے چونکہ زمینداروں کی کہلی اور آزاد زندگی میں اُن کا دخل ہوتا ہے۔ وقت بے وقت اُن کی آبادیوں میں آنا جانا رہتا ہے زمیندار اُس کی جہوٹی یا سچی شہرت کے سبب اُس سے اپنی عزت و آبرو کی نگاہ رکہنے میں غیر معمولی اور احتیاط عمل میں لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور اس سبب سے اُن غریبوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے

اگرچہ شرابخوری کی مضرت انسانی قوتوں پر ہر ایک فرد بشر کی ذات کے لئے۔ اُس کی صحت کے لئے۔ اور قوت دماغیہ کے لئے۔ تو سب میں یکساں ہے۔ لیکن ملازمان دیہی۔ اور اُن کے افسروں یعنے پٹواریوں اور قانونگویوں میں اگر کسی کو یہہ عادت ہو جاوے تو اُس پر دہرا ضرر

پیدا ہوتا ہے - ایک تو خاص شرافت کی صحت اور عزت کی کمی یا بعض موقع پر بالکل زوال - دوم غریب زمینداروں کو غیر معمولی اور نا واجب تکلیف - اول تو غریب لوگ شکایت ہی بہت کم کرتے ہیں - لیکن چونکہ بات تو لنے بات نکلتی ہے - اور بات سے ہی بات شہرت پاتی ہے - پٹواریوں اور قانون گویوں کو ہمیشہ اپنا رویہ اور طریق اور چال چلن سیدہا رکہنا خود اُن کے لئے بھی بہ نسبت اور عہدہ داروں کے زیادہ ضروری ہے - وہ دن رات خدا کی غریب مخلوق - اور قیصر ہند کی بے بس کسان رعیت میں رہتے ہیں - اگر عزت انسانی اور حیا و شرم کے سبب سے بیچارے کو غیر معمولی تکلیف ہو تو مارے خوف کے اُف نہیں کر سکتے دم بخود ہو کر تکلیف اُٹھائے جاتے ہیں کہ مبادا اُسم پر وہ ناراض ہوں اور اس سے زیادہ مضرت پہنچا دیویں

(پٹوار گزٹ فیروزپور)

نرمی اور ملاطفت

نرمی اور ملاطفت خواص انسانی میں ایک قابل تعریف اور لائق عمل وصف ہے -

نرمی کرنے والا اور ملاطفت سے پیش آنے والا شخص سمجھداروں اور بے سمجھوں ہر قسم کے آدمیوں میں عزت پاتا ہے - اوروں کے دل خوش کرتا ہے - آپ کامیاب اور معزز رہتا ہے - طبقات انسانی میں ہر طبقہ کے داناؤں نے ہر ملک ہر قوم و ملت میں لطیف سے لطیف مثالوں میں نرمی اور ملاطفت سے برتاؤ کرنے کی بیش قیمت نصیحتیں ابنائے جنس کے لئے مہیا کی ہیں - جلدوں کی جلدیں دفتروں کے دفتر چھوڑ گئے ہیں - اور دن رات کے چلتے ہوئے واقعات ہر وقت اُن کے ثبوت کی نئی سے نئی دلیلیں پیدا کر رہے ہیں - آنکھیں ہوں تو دیکھیں -

قدرت نے دنیا کے قیام کا خوشنما زنجیر مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی کڑیوں سے تیار کیا ہے - جن کے جوڑوں پر نرمی کے مستحکم پیوند ہیں - ہر ایک کڑی تیز آگ کا سخت تاؤ سہہ کر اپنے پیوند کی جگہ سے نرم کرے تو جوڑ میل کے لائق بنکر زنجیر کی اور کڑیوں میں سے ایک کڑی بنتی ہے - نہ صرف وہ خود کڑیوں کی لڑی میں شمار ہوتی ہے - بلکہ اُس کی زنجیر بننے کو بھی پورا کرتی ہے -

آدم کی اولاد مثال میں اُس زنجیر کی کڑیاں ہیں ہر ایک کڑی تاؤ کی سختی سہکر نرم ہو کر زنجیر میں شامل ہوتی ہے -

پس جس میں نرمی نہیں وہ انسانی سلسلہ میں آنے کے لائق نہیں - اسی نا قابلیت پر بس نہیں - وہ طبعی اور قدرتی سخت گیر قانون کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہے - اُسنے قدرت کی زنجیر کے پورا ہونے میں مزاحمت کی - اسلئے قدرت کا زبردست حاکم اُس پر اپنا اختیار نافذ کر کے خود نرم کرتا ہے - لیکن ہتوڑی تی ندامت کا نہ مٹنے والا داغ اُسکے وجود سے وہ بھی نہیں مٹا سکتا

لکھے پڑھے آدمیوں میں علی العموم بہ نسبت اَن پڑھوں کے نرمی اضافتہً زیادہ ہوتی ہے - بہ نسبت اَن پڑھ لوگوں کے پڑھے لکھے لوگوں پر علی خواص انسانی کا برتاؤ اضافتاً بہی زیادہ لازم ہے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ زیادہ وقت اُن کا اَن پڑھوں میں گذرے - اور زندگی کاٹنے کے دھندوں میں اُنہیں سے پالا پڑتا ہو -

معاملات میں اَن پڑھ آدمی کو باتیں کرنی پڑتی ہیں - مگر وہ باتوں کی سختی نرمی میں تمیز نہیں کر سکتا اُن کے سخت اور نرم اثر کو وزن کرنا نہیں جانتا - اسلئے اُن کا انداز سنبھالنے سے قاصر ہے - اگر پڑھا لکھا آدمی بھی ویسا ہی ہو جاوے تو پھر کیا؟ وہی بات بجا ہے کہ ؎

اگر از ہر دو جانب جاہلاں اند
اگر زنجیر باشد بگسلانند

پس لکھے پڑھے لوگوں کو ایسی حالتیں زیادہ بُرد بار زیادہ متحمل اور زیادہ نرم ہونا چاہئیے -

(پٹوار گزٹ فیروزپور)

اسلامی دُنیا

قسطنطنیہ کے سلطانی کالج طبیہ کی اصلاح اور ترقی کی تدبیر بتانے کے لئے پچھلے دنوں جرمنی کا جو ایک مشہور پروفیسر بلایا گیا تہا - اُسنے مفصل رپورٹ بارگاہ سلطانی میں پیش کر دی ہے - اگر اِن تدابیر پر عمل کیا گیا تو قسطنطنیہ کا میڈیکل کالج دنیا کے کسی طبی کالج سے کم نہیں رہجائیگا -

قسطنطنیہ کے مذہبی مدارس کے طلبا حسب معمول شعبان رمضان اور شوال کے مہینوں میں مفصلات میں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے سلطان المعظم کی جیب خاص کے صرف سے مختلف صوبجات کو روانہ ہو گئے ہیں -

بغداد کے اَس کی خانہ بدوش عربوں کی یورشوں سے مزید حفاظت کے لئے وادی فرات میں متعدد جدید فوجی چوکیاں قائم کئے جانے کا حکم صادر ہوا ہے

ایشیائے کوچک کے قصبہ بارطین میں نومبر کے تیسرے ہفتہ میں تین جوامع اور مدارس - چار تجارتی گوداموں - چھ سرائیں - بارہ ہوٹلیں - تیس حمام خانے اور قہوہ خانے اور ۳۳۰ دکانیں جل گئیں - اسی ہفتے ایشیائے کوچک کے قصبہ بالیکسر میں جو پچھلے برس متواتر زلزلوں سے تقریباً منہدم ہو گیا تہا - باقیماندہ مکان آگ سے جل گئے - ۱۶۰ مکان اور ۱۰ دوکانیں خاکستر ہوئیں جس سے تخمیناً ۵ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا - آگ پہلے ایک عیسائی کی دوکان سے شروع ہوئی - مسلمانوں کے صرف دس مکان تہے - باقی عیسائیوں کے تہے - دیگر کئی شہروں میں بہی آتشزدگی سے بہت نقصان ہوا ہے -

ٹائمز بیروت میونسپلٹی کے متعلق یہہ مضحکہ خیز خبر شائع کرتا ہے کہ گذشتہ سال یعنی (۱۹۰۶ء) کی بہی تمام آمدنی اور مواجب قیصر کے استقبال کی تیاریوں میں صرف کر دئیے چنانچہ اب اُسے اخراجات متداولہ کے لئے اُس سے اگلے سال یعنے سنہ ۱۹۰۷ء کے ٹیکس باشندوں سے وصول کرنے پڑینگے مگر یہہ نہیں بتایا کہ چونگی کا محصول جس کی آمدنی عموماً دیگر سب محاصل سے زیادہ ہوتی ہے کسطرح پہلے سے وصول کر لیا گیا ہے؟ اگر ٹائمز یہہ عقدہ کشائی کر دیتا تو ہندوستان کے اکثر ممتاز ترین شہروں کی میونسپلٹیاں اُس کی نہایت مشکور ہوتیں - ٹائمز کے اس قابل شرم استہزاء کے مقابلہ پر ناظرین یہہ سنکر غالباً متعجب اور مسرور ہوں گے کہ اسی شہر میں جس کی میونسپلٹی کو ایسا بے بضاعت بتایا گیا ہے عنقریب ایک صنعتی مدرسہ بڑے پیمانے پر قائم کیا جانے والا ہے - ویسا مدرسہ نہیں جیسا کہ لاہور میں آرٹس سکول کے نام سے مشہور ہے بلکہ ایسا مدرسہ جس میں صنعت و حرفت کی تمام مشہور اور ضروری اقسام کی کامل العیار تعلیم دیجاویگی - اور یہہ ظاہر ہے کہ اس مدرسہ کے خرچ کا بہت سا حصہ یہی میونسپلٹی دیگی -

عبد اللہ تعایشی کی نسبت عام افواہ یہی ہے کہ وہ

دوفان کے علاقہ میں مقیم ہے۔ مصری اخبارات کا بیان ہے کہ اگر اُسنے سردار کچنر کی واپسی تک اطاعت قبول نہ کی یا پکڑا نہ گیا تو سردار خرطوم پہنچکر اُسکی گرفتاری کے لئے فوج روانہ کرینگے۔

برازیل میں شام سے بکثرت عیسائی اور مسلمان کسب معاش کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اُن کی مدت سے آرزو تھی کہ سلطان المعظم اپنی رعیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے وہاں ترکی قونصل مقرر فرمائیں۔ یہہ درخواست منظور ہوگئی ہے اور ایک عیسائی شامی برازیل کے دارالخلافہ راؤڈی جنیرو میں اگست گذشتہ سے قونصل مقرر کیا گیا ہے۔ جسے کل معزز شامیوں نے جلسہ دعوت میں مدعو کیا۔ اور اُس موقع پر مہمان اور میزبانوں نے جلالتماٰب سلطان المعظم کے حسن اخلاق اور نوازشات کا ذکر جمیل کرکے اُن کی صحت کا جام نوش کیا۔ صوبجات متحدہ امریکہ میں بھی شامی کئی ہزار کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان شامیوں کی تعلیم و تربیت اور شائستگی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ گو کل عرب مسلم امریکہ میں شامی آبادکاروں کی تعداد بیس پچیس ہزار سے متجاوز نہیں مگر اُن کے دو اخبار روزانہ اور چار پانچ ہفتہ وار چھپتے ہیں۔ شامیوں کی مادری زبان عربی ہے۔ اور یہہ کل اخبار عربی زبان میں ٹائپ کے حروف میں چھپتے ہیں۔ ایک روزانہ موسومہ اصمعی برازیل کے قصبہ سانپالو سے اور دوسرا روزانہ اخبار الکوکب نیویارک سے شایع ہوتا ہے اسکے مقابلہ پر حالانکہ امریکہ اور اُسکے جزایر میں کم از کم پچاس ساٹھہ ہزار ہندوستانی آباد ہیں۔ مگر اُن کا ایک بھی اخبار اُردو یا بنگالی یا کسی اور ہندی زبان میں شایع نہیں ہوتا۔ اس سے دونوں کی شائستگی اور تمدن کی نسبتی حالت معلوم ہوسکتی ہے۔

موسیو لی زادہ جمال بکسے نے اناطولیہ کوچک کے ایک ضلع کر جنگلی اشجار زیتون کو پیوند لگانے اور روغن زیت نکالنے کیلئے کارخانے کھولنے کا امتیاز ملنے کی درخواست کی ہے۔ اناطولیہ کوچک کے اکثر جنگلوں میں بیشمار درخت زیتون کے موجود ہیں جنکو اگر پیوندی کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اُن کی پیداوار نہ فقط عمدہ ہی ہو جائیگی۔ بلکہ پہلے کی نسبت بدرجہا زیادہ ہو جائیگی اور اسطرح سے ملک کی صنعت و پیداوار میں اضافہ ہونے کے ساتھہ ہی سرکاری محاصل میں بھی بیش بہا اضافہ ہوسکیگا۔ وزارت تجارت و جنگلات اس تجویز پر غور کررہی ہے ؛

جریدہ روزگار لکھتا ہے "ہمنے سنا ہے کہ یہاں ہر جماعت اور ہر رتبہ کے لوگوں کی طرف سے سالگرہ مبارک حضور نظام کی جشن ہو رہے ہیں۔ شہر کے مولویوں اور واعظوں نے بھی ایک جلسہ کرنا چاہا ہے۔ خدا سچ کرے۔ اور اس جلسہ میں علماء کی طرف سے ایک اڈریس پیش ہوگا۔ اور خطبہ پڑھا جائیگا۔ یہہ جلسہ اپنی نظیر آپ ہوگا۔ خبر ہے کہ عید الفطر کے دن عیدگاہ میں یہہ جلسہ ہوگا۔ میدان میں سب خیمے اور شامیانے لگائے جائینگے سارے امراء اور اعیان دولت اسمیں مدعو ہونگے۔ شہر کے سارے مسلمان جمع ہونگے۔ اعلیحضرت حضور نظام جلوس کی سواری میں رونق افروز عیدگاہ ہونگے۔ جلوس میں سارے عرب رجز پڑہتے رہینگے۔ سارے جمعدار ہمراہ رکاب رہینگے۔ افواج باقاعدہ محلسرائے شاہی سے عیدگاہ تک سڑک کی دورویہ صف کشیدہ رہینگی۔ جب اعلیحضرت عیدگاہ میں جلوہ افروز ہوکر اذن دینگے تو نماز پڑہائی جائیگی خطبہ خاص ہمارے ظل اللہ کا اُس روز پڑہا جائیگا۔ خطبہ کے بعد سارے علماء کا سلام ہوگا۔ پہر امراء و اعزا کا سلام ہوگا۔ سب کے سب صف بستہ ایستادہ ہو جائینگے۔ شیخ الشیوخ اڈریس قرأت فرمائینگے۔ جسمیں توجہ خسروانہ کو اصلاح امور شرعیہ مذہبی کیطرف معطوف و ملتفت کرایا جائیگا اور شرعیوں کی بدونق اُن کے انتظام سے ہوئی ہے۔ اس شرعیہ کی رونق بڑہائی جاوے۔ عدالت میں اگر متدین۔ عدالت گستر جج بصرف زر کثیر مقرر کئے گئے ہیں تو مساجد کے لئے بھی اعلیٰ درجہ کے عالم خطیب و امام مقرر ہوں۔ جو بعد نماز جمعہ وعظ بھی کیا کریں۔ مسلمانوں کو صوم و صلوٰۃ کا پابند کرائیں۔ امیر و غریب سب مساجد کو معمور رکہیں۔ میلوں اور عرسوں کی بجائے عیدگاہوں میں میلے جائیں۔ تاکہ حضرت ظل سبحانی بھی ان میلوں میں ضرور تشریف لایا کریں۔ اور لسان کی مہابت معلوم ہو امیر و غریب کا اتفاق اور اخوت معلوم ہو۔ اسلامی برتری کا اظہار ہو۔ غرضکہ یہہ ہو تو ایک فال نیک ہے۔ اسلام کی ترقی کی نشانی ہے۔ سارے امراء اور اعزاء کو بھی ضرور لازم ہے کہ عیدگاہ کے میدان میں خیمہ استادہ کرنیکا بندوبست کریں۔ میدان صاف کرائیں۔ ایسا جلسہ خواب میں بھی کب نصیب ہوسکتا ہے۔ یہہ جلوس شاہانہ اور یہہ رونق اسلامیہ جس کے ملاحظہ کے لئے یقین ہے سارا شہر ٹوٹ پڑیگا۔ اور ہم کو گمان غالب ہے کہ سارے جلسے اس خورشید وار جلسہ کے روبرو ذرہ وار ہو جائینگے اور پہر نہ کوئی جلسہ نہ کوئی میلہ۔ نہ کوئی عرس نظر آویگا۔ یہہ وہ اسلامی جلسہ ہے جسکے لئے ہزاروں مسلمانوں نے چشم براہ منتظر و نگراں رہ رہ کر اپنی عمریں ختم کیں مگر نہ نصیب ہوا۔ اس میلے کے مسلمانوں کا نصیبا جاگا ہے کہ اُن کو اس پرشان و شوکت جلسے دیکھنے کا موقع ملیگا۔ مسلمانو! اُٹھو!! چلو!!! اس میلے کو جاؤ! اسلام کی رونق بڑہاؤ!! حضرات علماء و مشائخین! الیجئے آپ کی آرزوؤں کے دن پورے ہونیوالے ہیں۔ خاموش نہ رہیئے۔ اس میلہ کی رونق بڑہانے میں سعی فرمایئے۔ واہ کیا خوب میلہ ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب کا حکم رکھتا ہے۔ کون ہے جو کہے کہ اسمیں فضول خرچی ہے؟ کون ہے جو کہے بے سود ہے؟ کون ہے جو اس میلہ کا دل سے طالب نہو۔ بازار گرم ہونیوالا ہے کوڑیوں کے مول آخرت کا سودا خرید کیجئے!!!

اسی اخبار سے ہمیں یہہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اعلیحضرت نظام نے چونکہ تاریخ رونق افروزی مقرر نہیں فرمائی تھی۔ اسلئے وزیر اعظم کی طرف سے جشن سالگرہ کے متعلق جو تیاریاں ہو رہی ہیں وہ ملتوی کر دیگئی ہیں خوشی اسلئے نہیں ہوئی کہ جلسہ ملتوی ہو گیا ہے۔ بلکہ اس بات کا کسی قدر افسوس بھی ہے کہ مدارالمہام اپنے آقائے نامدار کو دعوت دینے کے فخر سے محروم رہے ہیں۔ مگر یہہ واقعی خوشی کا مقام ہے کہ ایک مسلمان کا کئی ہزار روپیہ فضول آتشبازیوں اور چراغاں وغیرہ پر خرچ ہونے سے محفوظ رہا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی اور ایسے ہی یا اس سے بدتر فضول کام پر پہر ضایع نہ کیا جائے۔

موصل کے کاشتکاروں کو بابعالی کے حکم سے بغداد سے ۲ لاکھہ اوقیہ اور صوبجات دیار بکر اور معمورۃ العزیز سے چہہ لاکھہ اوقیہ گندم تخم ریزی کے لئے بہیجی گئی ہے یہہ غلہ اُن کو قرض دیا گیا ہے۔ اوقیہ وزن میں سوا سیر کے برابر ہوتا ہے۔

سلطان زنجبار نے نومبر کے آخری ہفتہ میں لاموں اور مومباسا کا دورہ کیا ؛

معذرت

ہمارے اتفاقی سفر اور کاتب کی ناگہانی علالت کی وجہ سے الحکم کے اس نمبر کی اشاعت میں غیر معمولی دیر ہوگئی ناظرین معاف فرماویں